فہرست مضامین پیراہن یوسفی جلد ششم

بعون توفیق معبود انس و جان بہ یمن فضل خلاق زمین و زمان
عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ سخن کی لطافت کو ہے مکتفی جو تھا سارے عالم کو مہرا عزیز بہام
پیراہن یوسفی
ترجمہ دفتر ششم
مثنوی معنوی
از طبع معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان
ملقب بانکے میاں چشتی نظامی گلشن آبادی (ملک مالوہ)
در مطبع مسیحائے مریضان جہان منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع شد

دفتر ششم تمہید اول بمقام فقر و فنا

پیراہن یوسفی — مثنوی معنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای حیات دل حسام الدین بسی — میل میجوشد بقسم سادسی
گشت از جذب چو تو علامۂ — در جہان گردان حسامی نامۂ
پیش کش بہر عنایت می کنم — در تمام مثنوی قسم ششم
پیش کش می آرمت ای معنوی — قسم سادس در تمام مثنوی
ششجہت را نور دہ زین شش صحف — کی یطوف حولہ من لم یطف
عشق را با پنج و با شش کار نیست — مقصد او جز کہ جذب یار نیست
بو کہ فیما بعد دستوری رسد — رازہای گفتنی گفتہ شود
با بیانی کان بود نزدیک تر — زین کنایات دقیق مستتر

اے[1] حیات دل حسام الدین سوا — جوش اٹھتا ہی لکھون حصہ چھٹا
تجھ سے علامہ کی خواہش سے ہوا — یہ حسامی نامہ عالم مین پھرا
نذر کرتا ہون تری بہر رضا — مثنوی کا اپنے یہ حصہ چھٹا
نذر کرتا ہون تری ای معنوی — یہ چھٹا حصہ جو رکھے مثنوی
ششجہت کو نور چھ دفتر سے دے — کہ پھرین گرد اسکے جو ہین پھرے
پانچ چھ سے عشق کو نے کار ہے — مقصد اسکا ہی جو جذب یار ہے
بعدہ پہونچے اجازت ہی امید — کہوین جو لائق ہین کہنے کے بھید
اس بیان سے ہو کہ جو نزدیک تر — ان کنایاتون اشاراتون سے دو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید دفتر ششم بمقام فقر و فنا

[1] اے حیات دل حسام الدین الخ شعر اے حسام الدین حیات دل جوش ہوا اٹھتا ہے کہ چھٹا حصہ لکھون تجھ سے علامہ کی خواہش سے یہ حسامی نامہ ہوا اور عالم مین پھرا ایس نذر کرتا ہون واسطے رضا کے یہ اپنی مثنوی کا چھٹا قصہ اے معنوی تیری نذر کرتا ہون یہ چھٹا حصہ جو کہ مثنوی رکھتی ہے چھ دفتر سے نور ششجہت کو دے جو کہ پھرے ہین وہ اس کے گرد پھرین عشق کو پانچ چھ سے کام نہین ہے اس کا مقصد ہے جو جذب یار ہے امید ہے کہ بعدہ اجازت پہونچے کہوین کہ جو لائق کہنے کے بھید ہین اس بیان سے جو کہ نزدیک ان کنایاتون و اشارتون سے ہو یعنی راز عشق کا مین بیان کرون کہ اشارات و کنایات سے وہ نزدیک تر ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

راز جز با رازدان انباز نیست ‌‌ راز اندر گوش منکر راز نیست
لیک دعوت وارد است از کردگار ‌‌ با قبول و ناقبول او را چہ کار
نوح نہصد سال دعوت می‌نمود ‌‌ دمبدم انکار قومش می‌فزود
ہیچ از گفتن عنان واپس کشید ‌‌ ہیچ اندر غار خاموشی خزید
زانکہ از بانگ علالای سگان ‌‌ ہیچ واگردد ز راہی کاروان
یا شب مہتاب از غوغای سگ ‌‌ سست گردد بدر را در سیر تگ
مہ فشاند نور و سگ عوعو کند ‌‌ ہر کسی بر خلقت خود می‌تند
ہر کسی را خدمتی دادہ قضا ‌‌ در خور آن گوہرش در ابتلا
چونکہ نگذارد سگ آن بانگ سقیم ‌‌ من مہم سیران خود را کے ہلم
چونکہ سرکہ سرکگی افزون کند ‌‌ پس شکر را واجب افزونی بود
قہر سرکہ لطف ہمچون انگبین ‌‌ کاین دو باشد رکن ہر اسکنجبین
انگبین گر زانکہ کم باشد ز خل ‌‌ اندر آن اسکنجبین آید خلل
قوم بر وی سرکہ‌ہا بر ریختند ‌‌ نوح را دریا فزون میریخت قند
قند او را بد مدد از بحر جود ‌‌ پس ز سرکہ اہل عالم می‌فزود
واحد کالالف کہ بود آن ولی ‌‌ بلکہ صد قرن است آن عبدالعلی
خم کہ از دریا در او راہی بود ‌‌ پیش او جیحونہا زانو زند

راز اثر کرتا نہین جز رازدان[۱] ‌‌ گوش منکر مین ہے راز رائگان
لیک دعوت آئی ہے اللہ سے ‌‌ ماننے نہ ماننے سے کیا کام ہے
نوح نے نو سو برس دعوت کری ‌‌ قوم انکار انکی بس کرتی رہی
کوئی بھی اُس قوم سے واپس پھرا ‌‌ غار خاموشی مین کوئی بھی گھسا
کیونکہ شور اور غل سے کتون کے کوئی ‌‌ کاروان واپس پھرے رہ سے کوئی
یا شب مہتاب سگ کے شور سے ‌‌ آسمان پر بدر گردش کم کرے
نور چھڑکے ماہ سگ عوعو کرے ‌‌ اپنی خلقت پہ ہر اک رغبت رکھے
خدمت[۲] ہر اک کو قضا نے کی عطا ‌‌ اُس کے لائق امتحان اُسکا کیا
جو نہ بانگ بد کو سگ چھوڑے ہے لب ‌‌ مین ہون مہ مین سیر چھوڑون اپنی کب
جو کہ سرکہ سرکہ مین زیادہ کرے ‌‌ پس شکر کو زیادہ ہونا فرض ہے
جیسے قہر سرکہ لطف انگبین ‌‌ کہ یہ دو ہین رکن ہر اسکنجبین
گر ہو سرکہ سے زیادہ انگبین ‌‌ پر خلل ہو جائے وہ اسکنجبین
قوم ملکر اسپہ سرکہ[۳] ڈالتی ‌‌ قند زیادہ کرتا بحر نوح بھی
تھی مدد قند اسکی بحر جود سے ‌‌ قوم کا بڑھتا تھا سرکہ مین قند سے
ایک ہے مثل ہزار ایسے وہ ولی ‌‌ بلکہ سو ہے قرن وہ عبد العلی
ایسا خم کہ بحر سے رہ اسمین ہے ‌‌ جیحون آگے اُسکے زانو طے کرے

[۱] راز اثر کرتا الخ ۷ شعر راز بجز رازدان کے اثر نہین کرتا ہے گوش منکرین مین راز رائگان ہے ولیکن دعوت اللہ کی طرف سے آئی ہے کوئی مانے یا نہ مانے اُسے کیا کام ہے آگے اس کی مثال ہے نوح نے نو سو برس دعوت کی مگر اُنکی قوم انکار کرتی رہی اس قوم سے بھی کوئی واپس پھرا اور غار خاموشی مین کوئی گھسا کیونکہ کتون کے شور و غل سے کوئی کاروان واپس راہ سے پھرتا ہے یا شب مہتاب مین کتون کے شور سے آسمان پر بدر گردش کم کرتا ہے ماہ نور افشانی کرے اور سگ عوعو کرے کہ اپنی خلقت پر ہر ایک رغبت رکھتا ہے باقی حال آگے ہے ۱۲ [۲] خدمت الخ ۵ شعر قضا نے خدمت ہر ایک کو عطا کی اور اُس کے لائق اُس کا امتحان کیا جو آواز بد کو سگ نہین چھوڑتا ہے پس مین ماہ ہون مین اپنی سیر کب چھوڑدون آگے مثال ہے جو کہ سرکہ سرکہ مین زیادہ کرے پس شکر کو زیادہ ہونا فرض ہے جیسے کہ قہر سرکہ اور لطف انگبین کہ یہ دونون رکن ہین ہر ایک سکنجبین کے اگر سرکہ سے انگبین زیادہ ہو سکنجبین پر خلل ہو جائے یعنی شان جلالی و شان جمالی کو باہم مساوی ہوجانا چاہیئے کہ مقصد حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] سرکہ الخ ۶ شعر ساری قوم سرکہ اُسپر ڈالتی بحر نوح بھی قند زیادہ کرتا اس کے قند کی مدد بحر جود سے تھی ولیکن قوم کا سرکہ پن بڑھتا تھا اب وہ ولی ایک ہے ہزار کے مانند بلکہ سو قرن ہے وہ عبد العلی یعنی جناب رسول مقبول صلعم جو قند سے کہ سرکہ کفار کے مقابل مین زیادہ کرتے تھے آگے مثال ہے ایسا خم کہ اس مین دریا سے راہ ہے اُس کے آگے جیحون زانو تہ کرتا ہے [illegible] دریا کو [illegible] دریا سے خود [illegible] مثل تمثیل کو ستا اس شعر سے [illegible] [illegible] [illegible] سے ملے ہوئے ہین بلکہ [illegible] سب انبیا و اولیا [illegible] نبی ان کے نام نبی کے [illegible] آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

خاصہ آن دریا کہ دریاہا ہمہ چون شنیدند آن مثال و دمدمہ
شد دہان شان تلخ زین شرم و خجل کہ قرین شد نام اعظم با اقل
در قران این جہان با آنجہان این جہان از شرم میگردد جہان
این عبارت تنگ و قاصر رتبت است ورنہ خس را با اخص چہ نسبت است
زاغ در رز نعرۂ زاغان زند بلبل از آواز خوش کے کم کند
پس خریدارست ہر یک را جدا درہزاد یفعل اللہ ما یشا
نقل خارستان غذای آتش است بوی گل قوت دماغ سرخوش است
گر پلیدی پیش ما رسوا بود خوک و سگ را شکر و حلوا بود
گر پلیدان این پلیدیہا کنند ابرہا بر پاک کردن می تنند
درجہانی پر شود از خار و خس آتش محوش کند دریک نفس
گرچہ ماران زہرافشان می کنند ورچہ تلخان مان پریشان میکنند
نحلہا بر کوہ و کندو و شجر می نہند از شہد انبار شکر
زہرہا ہر چند زہرے می کنند زود تریاقات شان برمیکنند
این جہان جنگست چون کل بنگری ذرہ ذرہ ہمچون دین با کافری
آن یکے ذرہ ہمی پرد بچپ وان دگر سوی یمین اندر طلب
ذرۂ بالا وآن دیگر نگون جنگ فعلی شان ببین اندر رکون
جنگ فعلی ہست از جنگ نہان زین تخالف آن تخالف را بدان

خاص وہ دریا کہ سب دریا نے جو خود سنا بس اُس مثل تمثیل کو
تلخ منھ اس شرم سے انکا ہوا کہ معظم نام اصغر سے ملا
اُس[۱] جہان سے یہ جہان باہم ملے یہ جہان بس بھاگ جاتا شرم سے
یہ عبارت تنگ تر رتبہ رکھے ورنہ نسبت کیا اخص سے خس کو ہے
زاغ انگوری مین بس قین قین کرے خوش نواسے باز و بلبل کب رہے
پس ہر اک کا ہی خریدار اک جدا حسب خواہش یفعل اللہ ما یشا
نقل خارستان غذا آتش کی ہے قوت بوے گل دماغ خوش کی ہے
ہم پلیدی کو برا جانتے ہین گر خوک اور سگ کو ہی حلوا او شکر
گر پلید اب یہ پلیدی بس کرین ابر عزت پاک کرنے پر رکھین
گر[۲] جہان پر ہووے خس اور خار سے محو اک دم مین کرے آتش اسے
سانپ گرچہ زہر افشان بس کرین گرچہ تلخ ہم کو پریشان کرین
مکھیان کوٹھے و نخل و کوہ پے جمع کرتی ہین شکر اور شہد سے
کرتے ہین ہر چند زہر اپنے اثر جلد تریاق اُن کو کردین دور تر
جو تو دیکھے یہ جہان کل جنگ ہے ذرہ ذرہ مثل کفر و دین کے
ذرہ اک اُڑتا ہے ہو بائین طرف دوسرا اندر طلب دائین طرف
ایک ذرہ اعلی اسفل دوسرا جنگ فعلی دیکھ خواہش مین چھپا
جنگ فعلی ہے بس اک جنگ نہان اس تخالف سے تخالف وہ عیان

[۱] اس جہان آلخ ے شعر جو یہ جہان اس جہان سے باہم ملے تو یہ جہان بھاگ جاوے شرم سے یہ عبارت تنگ تر رتبہ رکھتی ہے ورنہ کیا نسبت رکھتی ہے اخص سے خس آگے اس کی مثال زاغ انگوروں مین قین قین کرے مگر بلبل اپنی خوش نوائی سے باز کب رہے ہر ایک کا ایک خریدار جدا ہے موافق خواہش کے ترجمہ کہ فعل کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے نقل خارستان غذا آتش کی ہے اور بوے خوش باغ بلبل کی ہے اگرچہ ہم پلیدی کو برا جانتے ہیں مگر خوک و سگ کو حلوا و شکر ہے اگر پلید اب پلیدی بس کرین ولیکن ابر پاک کرنے پر عزت رکھتے ہین یعنی ہر ایک شے ہر شخص کے لائق ہے پس اگر عبارت مثنوی کی اگر وصف جناب رسول مقبول صلعم کا بیان کرتی ہین لیکن خس کب لائق اخص سے ہے کہ اس کو بیان کرسکے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] اگر جہان پر آلخ ۸ شعر اگر جہان خس و خار سے پر ہووے مگر آتش اُسے ایک دم میں محو کردے اگرچہ سانپ زہر افشانی کرین اگرچہ تلخ ہم کو پریشان کرین چوڑے کوٹھے و نخل و کوہ پر شہد و شکر سے جمع کرتے ہین زہر ہر چند اپنے اثر کرتے ہین مگر تریاق جلد ان کو دور کردیتے ہین اگر تو دیکھ کہ یہ جہان کل جنگ ہے اور تریاق مثل کفر و دین کے جو ایک ذرہ اُڑتا ہے بائین طرف اور دوسرا طلب مین دائین طرف ذرہ آسمان کو دوسرا اسفل کو جنگ فعلی دیکھ خواہش مین جنگ فعلی ایک جنگ پوشیدہ ہے اس تخالف سے وہ تخالف ظاہر یعنی فعل خواہش مین تخالف ہے کہ فعل ظاہر وہ خواہش پوشیدہ ہے مگر فعل سے خواہش ظاہر ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ذرۂ کو محو شد در آفتاب — جنگ او بیرون شد از وصف و حساب[1]
چون ز ذره محو شد نفس و نفس — جنبشش اکنون جنگ خورشید است و بس
رفت از وی جنبش و طبع و سکون — از چه از انا الیه راجعون
ما به بحر نور خود راجع شویم — در رضاع اصل مسترضع شدیم
در فروع راه می ماند ز غول — لاف کم زن از اصول بے اصول
جنگ ما و صلح ما در نور عین[2] — نیست از ما هست بین الاصبعین
جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول — درمیان جزوها حربیست هول
این جهان زین جنگ قائم می بود — در عناصر در نگر تا حل شود
چار عنصر چار ستون قویست — که بر ایشان سقف دنیا مستویست
هر ستونی اشکننده آن دگر — استن آب اشکننده آن شرر
پس بنائے خلق بر اضداد بود — لاجرم جنگی شدند از ضر و سود
هست احوالت خلاف یکدگر — هر یکے با هم مخالف در اثر
چونکہ هر دم راه خود را میزنی[3] — باد گر کس سازکاری میکنی
فوج لشکرہائے احوالت ببین — هر یکی با دیگری در جنگ و کین
می نگر در خود چنین جنگ گران — پس چه مشغولی بجنگ دیگران
تا مگر زین جنگ حقت وا خرد — در جهان صلح یکرنگت برد

جو ہوا وہ ذرہ محو آفتاب[1] — جنگ اس کا نے رکھے وصف و حساب
محو ذرہ کا ہوا نفس و نفس — جنگ اسکا جنگ خورشید اب ہے بس
پس گئی اس سے وہ جنبش اور سکون — باعث انا الیہ راجعون
ہم ہوئے راجع بہ بحر نور یار — شیر اصلی سے ہوئے ہم شیرخوار
شاخ رہ مین تو رہا با مکر و غول — شیخی مت کر با اصول بے اصول
صلح[2] و جنگ اپنی ہے اندر نور عین — ہم سے نے اور ہے وہ بین الاصبعین
جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول — ہے جزون کے درمیان یہ جنگ ہول
یہ جہان قائم رہی بس اس جنگ سے — دیکھ عناصر ہین کہ تا حل ہو تجھے
چار کھم ہین چار عنصر کے کھڑے — کہ تھمی انپر یہ چھت دنیا کی ہے
ایک کھم ہے دوسرے کو توڑتا — آب کا کھم توڑتا ہے آگ کا
پس بنا تھی خلق کی اضداد پے — جنگ کرنے نفع نقصان کیلیے
حال تیرے ہین خلاف یکدگر — ہے ہر اک باہم مخالف با اثر
جو تو[3] ہر دم مارے اپنی راہ کو — دوسرونکا کب بنے تو چارہ جو
فوج لشکر حال خود کے دیکھ تو — کہ ہے ہر ایک دوسرے سے جنگجو
دیکھ خود مین ایسی بھاری جنگ مین — دوسرونکی کیون ہے شاغل جنگ مین
تا چھڑا دے تجکو حق اس جنگ سے — صلح دیگر جنگی لیجائے تجھے

سه ١ جو ہوا الخ ۵ شعر وہ ذرہ محو آفتاب ہوا اس کا جنگ وصف اور حساب نہین رکھتا ہے مثل نفس ذرہ کا محو ہوا اس کا جنگ خورشید کا جنگ ہے پس اُس سے وہ جنبش و سکون گئی بباعث انا الیہ راجعون کی کہ ہم راجع ہوئے طرف دریاے نور کے اور شیر اصلی سے ہم شیرخوار ہوئے پس تو شاخ راہ مین مکر و غول سے بنا شیخی مت کر یہ اصول بے اصل ہے یعنی اے عالم ہم تو بسبب راجع ہونے بحر نور کے اپنی اصل کو پہونچے اور تو بھروسہ پر علم اصول کے اصل سے حرمان نصیبی مین پڑا باقی حال اس کے آگے ہے فافہم ۱۲ سه ٢ صلح و جنگ الخ ۱ شعر اپنی صلح و جنگ نور عین مین او رہم سے نہین ہے وہ ہے بین الاصبعین سے یعنی وہ صلح و جنگ خدا کی طرف سے ہے ہم سے نہین ہے جنگ فعلی و جنگ طبعی قول درمیان جزون کے ہے ایک جنگ دہشت ناک یہ جہان اس جہان سے قائم ہے عناصر مین دیکھ کہ تجھے حل ہووے چار عنصر کے چار کھمبے کھڑے ہین کہ اُنپر یہ چھت دنیا کی تھمی ہے ایک کھمبا دوسرے کو توڑتا ہے پس خلق کی بنا اضداد پر تھی کہ جنگ کرتے نفع و نقصان کے لئے تیرے حال ہین خلاف ایک دوسرے کے کہ ہر ایک باہم ہے اور اثر مین مخالف ہے یعنی بنا اس دنیا کی اضداد پر ہے کہ ظاہر موافق و اثر مین مخالف ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سه ٣ جو تو ہر دم الخ ۶ شعر تو ہر دم مارتا ہے اپنی راہ کو پس دوسرون کا چارہ جو تو کب بنے تو اپنے حال کی فوج لشکر کو دیکھ کہ ہر ایک دوسرے سے جنگ جو ہے تو خود مین دیکھ کہ ایسی بھاری جنگ ہین اور پس دوسرون کی جنگ مین تو کیون شاغل ہے تا کہ حق تجھکو چھیڑے جنگ سے اور صلح مین تجھے لیجاے کہ وہ جہان باقی و آباد ہے کیونکہ اس کی ترکیب اضداد سے نہین ہے اور یہ جہان فانی ضد سے آئی ہے ضد ہمیشہ فنا ہووے بجز بقا کے نہووے یعنی یہ جہان اضداد سے بنا ہے اسواسطے فانی ہے اور وہ جہان اضداد سے نہین ہے اسواسطے وہ باقی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن جهان جز باقی و آباد نیست ‖ زانکه ترکیب وی از اضداد نیست
وہ جہان باقی ہے اور آباد ہے ‖ کیونکہ ترکیب اسکی نے اضداد ہے

این تفانی این ضد آید ضد را ‖ چون نباشد ضد نبود جز بقا
یہ ہے فانی ضد سے آئی ضد سے ‖ جو نہووے ضد نہووے جز بقا

نفی ضد کرد از بهشت آن نظیر ‖ که نباشد شمس و ضدش زمهریر
نفی[1] ضد کی خلد سے ہے بے نظیر ‖ کہ شمس ہووے نے ضد اسکی زمہریر

هست بیرنگی اصول رنگها ‖ صلحها باشد اصول جنگها
کیونکہ بے رنگی اصول رنگ ہے ‖ اور ہے صلح کل اصول جنگ ہے

آن جهان ست اصل این پرغم وثاق ‖ وصل باشد اصل هر هجر و فراق
وہ جہان ہوا اصل یہ غم سے بھرا ‖ وصل ہووے اصل ہر اک ہجر کا

این تخالف از چه آید وز کجا ‖ از چه زاید وحدت این اضداد را
یہ تخالف کان سے آیا کس لیئے ‖ وحدت ان اضداد میں کس راہ سے

زانکه ما فرعیم و چار اضداد اصل ‖ خوی خود در فرع کرد ایجاد اصل
کیونکہ ہم ہیں شاخ و چار اضداد اصل ‖ اصل کی ہے شاخ میں خو اپنی وصل

گوهر جان چون ورای فصلهاست ‖ خوی آن این نیست خوی کبریاست
گو ہر جان فصل سے ہے جو سوا ‖ یہ نہ خو اُس کی ہے خو ہے کبریا

جنگها بین کان اصول صلحهاست ‖ چون نبی که جنگ او بهر خداست
دیکھو[2] جنگ اب وہ کہ اصل صلح ہے ‖ جو نبی سے وہ لڑے ہیں حق کے لئے

طرفه آن جنگی که اصل صلحهاست ‖ شاد آن کاین جنگ او بهر خداست
جنگ عجب وہ ہے کہ اصل صلح ہے ‖ وہ ہیں خوش جنگ انکی حق کے واسطے

غالب ست و چیر بر هر دو جهان ‖ شرح این غالب نگنجد در دهان
دونوں عالم پر ہیں غالب اور وہ ‖ شرح اس غالب کی نہ ہووے اگر

آب جیحون را اگر نتوان کشید ‖ هم ز قدر تشنگی نتوان برید
آب جیحون کا اگر پی نے سکے ‖ چھوڑ قدر تشنگی بھی نے سکے

گر شدی عطشان بحر معنوی ‖ فرجه‌ای کن در تمام مثنوی
تشنہ بحر معنوی کا تو ہے گر ‖ پس تمام مثنوی میں سیر کر

فرجه‌ای کن چندانکه اندر هر نفس ‖ مثنوی را معنوی دانی و بس
سیر کر اتنی کہ اندر ہر نفس ‖ مثنوی کو معنوی جانے تو بس

باد که را ز آب جو چون وا کند ‖ آب یکرنگی خود پیدا کند
باد خس سے آب جو صافی کرے ‖ آب پیدا اپنی اک رنگی کرے

شاخهای تازهٔ مرجان ببین ‖ میوه‌های رسته ز آب جان ببین
شاخ[3] سرخ و تازۂ مرجان کو دیکھ ‖ میوہ ہائے پیدا آب جان کو دیکھ

نسخہ نفاق

[1] نفی ضد کی آلخ ٦ شعر ضد کی نفی جنت سے کر سے نہ کہ شمس ہو اور نہ زمہریر اسکی ضد ہو کیونکہ بیرنگی اصول رنگ ہے اور اصول جنگ کی صلح کل ہے وہ جہان اصل ہے اور یہ غم سے بھرا ہے جو جدا ہو تو اصل سے واصل ہو تو یہ تخالف کہاں سے آیا اور کسواسطے اور وحدت ان اضداد میں کس راہ سے ہے کیونکہ ہم شاخ ہیں اور چار اضداد اصل ہیں اصل نے شاخ میں اپنی خو داصل کی ہے۔ گو ہر جان جو فصل سے ہوا ہے یہ خو اسکی نہیں ہے خو حق کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] دیکھو جنگ آلخ ٧ شعر اب وہ جنگ دیکھ کہ اصل صلح ہے نبی کے مانند وہ حق کے واسطے لڑتے ہیں وہ عجب جنگ ہے کہ اصل سلح ہے وہ خوش ہیں کہ انکی جنگ حق کے واسطے ہے وہ دونوں عالم پر غالب اور وہ ہیں اگر اُس غلبہ کی شرح نہیں ہوتی ہے آب جیحون کا اگر پی نہ سکے تو بقدر تشنگی بھی چھوڑ نہ سکے اگر تشنہ بحر معنوی کا ہے پس کل مثنوی کی سیر اسقدر سیر کر کہ ہر دم میں مثنوی کو تو معنوی جانے اگر ہوا خس سے آب جو کو صاف کرے آب اپنی یکرنگی پیدا کرے یعنی اگر بیان تمام و کمال ان اضداد کا نہیں کر سکتا ہے تو سیر اس مثنوی کی بزم کر کہ معنوی کو کل تو معنوی جاننے لگے اور دل تیرا صاف ہو جائے کہ نور یکرنگی کا پیدا ہو جائے اور راز اسکے مکاشف ہووے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] شاخ سرخ آلخ ٢ شعر شاخ سرخ و تازہ مرجان کو دیکھ اور میوہ پیدا آب جان کو دیکھ یعنی بحالت صفائی قلب دل و جان کو باطل میں مشاہدہ کر جب دم حرف و صوت سے جدا ہو وے وہ سب کچھ چھوڑ دے اور ایک دریا ہوئے سر وقت کہنے والا اور سننے والا اور حرف تینوں ایک ہو وین انتہا میں یعنی جب کہ دولی اس طالب سے محو ہو جاوے اسوقت ظاہر و باطن اسکی نظر میں ایک ہو جاویگا آگے اسکی مثال ہے زبان دینے والا اور زبان لینے والا اور زبان ایک صورت سے صاف ہو کر خاک ہووے ولیکن ان تینوں کا اپنی جا یعنی ہر ایک مرتبے میں ہم تینوں متفق ہووے صورت فنا کی ہووے ولیکن معنی نہیں جو کوئی کہے کہ تو کہ نہیں عالم ارواح میں یہ تینوں منتظر ہیں کیا حکم کرتا ہے وہ دانا سر یعنی حرف و صوت و دنا ان صورت تینوں کی انتہا فنا ہوتی ہے ولیکن عالم ارواح میں وہ تینوں دائم رہتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون ز حرف و صوت و دم یکتا شود — آن ہمہ بگذارد و دریا شود
حرف گوی و حرف نوش و حرفہا — ہر سہ جان گردند اندر انتہا
نان دہندہ نان ستان و نان پاک — سادہ گردند از صور گردند خاک
لیک معنی شان بود در سہ مقام — در مراتب ہم ممیز ہم مدام
خاک شد صورت ولی معنی نشد — ہر کہ گوید شد تو گویش نی نشد
در جہان روح ہر سہ منتظر — گہ ز صورت ہاربا گہ مستقر
امر آید در صور رو در رود — باز ہم ز امرش مجرد می شود
پس لہ الخلق لہ الامرش بدان — خلق صورت امر جان راکب بران
راکب و مرکوب در فرمان شاہ — جسم بر درگاہ و جان در بارگاہ
چونکہ خواہد کاب آید در سبو — شاہ گوید جیش جان را کارکبوا
باز جانہا را چو خواند بر علو — بانگ آید از نقیبان کانزلوا
بعد ازین باریک خواہد شد سخن — کم کن آتش ہیزمش افزون مکن
تا نجوشد دیگہای خرد زود — دیگ ادراکات خردست و فرود
پاک سبحانی کہ سیبستان کند — در عمامہ حرفشان پنہان کند
زین عمامہ و صوت حرف گفتگو — پردہ کز سیب ناید غیر بو
باری افزون کش تو این بو را بہوش — تا سوی اصلت برد بگرفتہ گوش
بو نگہدار و بپرہیز از زکام — تن بپوش از باد و بود سرد عام
تا نینداید مشامت از اثر — ای ہواشان از زمستان سردتر
چون جمادند و فسردہ تن شگرف — می جہد انفاس شان از تل برف

دم جو حرف و صوت سے ہووے جدا — چھوٹے وہ سب کچھ ہو اک دریا تمام
حرف گو اور حرف شنو اور حرفہا — تینون اک جا ہووین اندر انتہا
نان دہ اور نان ستان و نان پاک — صاف بس صورت سے ہوکر ہوئین خاک
لیک انکا معنی تینون جا پہ ہو — ہم مراتب ہم تمیز اندر ہو وہ
خاک ہوئی صورت پہ معنی نہین — جو کہے کہ ہو تو کہہ یعنی نہین
روح کے عالم مین تینون منتظر — حکم کیا کرتا ہے وہ دانا ے سر
حکم ہو[۱] صورت مین جاتا ہی وہ — پھر مجرد حکم سے ہوتا ہے وہ
پس لہ الخلق لہ الامر اسکا جان — خلق صورت ہی و راکب امر جان
راکب و مرکب ہے حکم شاہ مین — جسم دروازے پہ جان درگاہ مین
چاہے جو کہ آئے آب اندر سبو — لشکر جان کو کہے شہ کارکبوا (سوار ہو تم ۱۲)
پھر بلائے جان کو سوے علو — دے نقیب آواز اسکو کانزلوا (اترو تم ۱۲)
بعدہ باریک بات ہوجائے گی — آگ کم کر مت بڑھا ایندھن ابھی
تا ابل[۲] جائے نہ جلدی خرد دیگ — کہ ہو ادراکون کی تیری خرد دیگ
جان کا مالک کہ سیبستان کرے — انکو ابر حرف مین پنہان کرے
ابر حرف و صوت سے پردہ رکھے — کہ سوائے بو نہ آئے سیب سے
سونگھ تو اس بو کو زیادہ ہوش سے — تا وہ سوے وصل لیجائے تجھے
بو نگہ رکھ اور زکام آنے نہ دے — تن چھپا ہستی کی باد سرد سے
تا دماغ اندر نہ تیرے ہو اثر — اسی ہوا جاڑے سے انکے سرد تر
تن ہین مانند جماد اور رہین جمے — سانس نکلے انکے ٹیلہ برف سے

[۱] حکم ہو الخ ۶ شعر بعدہ حکم ہو کہ صورت مین جا پس وہ حکم سے مجرد ہوتا ہے پس ترجمہ آگاہ ہو کہ عالم خلق و عالم امر خدا کے واسطے ہی خلق صورت ہے و راکب اس کا امر جان ہے و مرکب امر شاہ مین ہے جو چاہے یہ کہ آب آئے سبو مین لشکر جان کو شاہ کہے سوار ہو تم پھر جان کو طرف اعلیٰ دکے نداے نقیب آواز دے اس کو اترو تم بعدہ بات باریک ہوجائے گی آتش کم کر اور ایندھن مت بڑھا یعنی حق تعالیٰ جان کو اپنی جانب بلاتا ہے اور پھیر صبح کو جانب جسم کے بھیجتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] تا ابل جائے الخ ۷ شعر تا ایک خرد دیگ جلدی ابل نہ جائے کہ تیری دیگ ادراکون سے خرد ہے جان کا مالک کہ سیبستان کرے اور ان کو ابر حرف مین پوشیدہ کرے ابر پردہ حرف و صوت سے رکھے کہ سوا بو کے سیب سے نہ آئے تو اس بو کو سونگھ زیادہ ہوش سے تاکہ وہ وصل کی جانب تجھے لیجائے بو کو سونگھ رکھ اور زکام کو آنے مت دے اور تن چھپا ہستی کی باد سرد سے تاکہ تیرے دماغ مین اثر نہ ہو ویسے اے تو ان کے جاڑے سے سرد تر ہوا تن مانند جماد کے جمے ہوئے ہین اور ان کی سانس نکلے ٹیلہ برف سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] آگاہ ہو کہ عالم خلق عالم امر خدا کے واسطے ہین ۱۲

چون زمین زین برف درپوشد کفن | تیغ خورشید حسام الدین بزن
هین برآر از شرق سیف الله را | گرم کن زان شرق این درگاه را
برف را خنجر زند آن آفتاب | سیلها ریزد ز کهها بر تراب
زانکه لا شرقی و لا غربیست او | با منجم روز و شب حربیست او
که چرا جز من نجوم بی هدی | قبله کردی از لئیمی و دغا
ناخوشت آید مقالات این | در نبی که لا احب الآفلین
از فرح در پیش مه بستی کمر | زان همه ترسی ز وانشق القمر
منکری این را که شمس کورت | شمس پیشت هست عالی مرتبت
از ستاره دیده تصریف هوا | ناخوشت آید اذا النجم هوا
خود موثرتر نباشد مه ز نان | ای بسا نانیکه ریزد عرق جان
خود موثرتر نباشد زهره زآب | ای بسا آبا که کرد او تن خراب
مهر او در جانت و پند دوست | میزند بر گوش تو بیرون پوست
پند مادر تو نگیرد ای فلان | پند تو مادر نگیرد این بدان
جز مگر مفتاح خاص آید ز دوست | که مقالید السموات آن اوست
این سخن همچون ستاره است و قمر | لیک بی فرمان حق ندهد اثر
این ستاره بی جهت تاثیر او | می زند بر گوشهای وحی جو
که بیائید از جهت تا بی جهات | تا نراند شما را گرگ مات
آنچنان که لمعهٔ دریاش اوست | شمس دنیا در صفت خفاش اوست
هفت چرخ ازرقی در رق اوست | پیک ماه اندر تب و در دق اوست

جو کفن[1] پہنے زمین برف دار | تیغ خورشید حسام الدین کی مار
کر عیان مشرق سے سیف اللہ کو | گرم کر اُس شرق سے درگاہ کو
مارے خنجر برف کو وہ آفتاب | خاک پر جاری کرے کوہون سے آب
کیونکہ لا شرقی و لا غربی ہے وہ | رات دن لڑتا نجومیون سے وہ
کیونکہ انجم بہیدی کو مجھ سوا | قبلہ جانا از رہ مکر و دغا
تم کو ناخوش آئے وہ قول امین | درج قرآن لا احب الآفلین
پس فرح سے پیش مہ باندھے کمر[2] | کیونکہ وہ ڈرتا ہے یا انشق القمر
منکر اسکا تو کہ شمس کورت | شمس تیرے آگے عالی مرتبت
دیکھا انجم سے بے تصریف ہوا | تجکو ناخوش ہوا اذا النجم ہوا
خود موثر تر نہ ہو مہ نان سے | ای بہت نان عرق ڈالے جان سے
نے موثر تر ہو زہرہ آب سے | ای بہت پانی کہ تن ویران کرے
مہر اُس کی جان کے اندر تو رکھے | دوستون کی پند رکھے کان پے
نے ہماری پند اثر تجھ مین کرے | پند تیری کب اثر ہم مین رکھے
شاید[3] آئے خاص کنجی دوست سے | کہ مقالید السموات اُسکی ہے
یہ سخن ہے مثل انجم اور قمر | لیک بے حکم خدا کب دے اثر
یہ ستارہ بے جہت تاثیر کو | وحی جو کے کان پے مارے ہے وہ
کہ جہت سے آؤ سوے بے جہات | تا تمہارے کو نہ پھاڑے گرگ مات
وہ چمک مین اسطرح دریاش ہے | شمس دنیا وصف مین خفاش ہے
چرخ ساتون اُسکے تابعدار ہین | مہ کا قاصد اُسکی دوڑ و دھوپ مین

[1] جو کفن پہنے الخ ۶ شعر جو زمین کفن پہنے برف کا تو تیغ حسام الدین کی مار مشرق سے عیان کر سیف اللہ کو اور اُس مشرق سے گرم کر درگاہ کو آفتاب خنجر مارے برف کو اور خاک پر کوہون سے آب جاری کرے کیونکہ لا شرقی و لا غربی وہ ہے اور رات دن وہ نجومیون سے لڑتا ہے کیونکہ انجم بے ہدی کو میرے سوا قبلہ جانا از راہ مکر و دغا کے وہ قول امین تم کو ناخوش آئے کہ قرآن مین درج ہے ترجمہ نہین دوست رکھتا ہون مین ڈوبنے والے کو یعنی خداوند عالم معنی پیدا کرتا ہے اور پردہ حروف مین چھپاتا ہے تو معرفت حاصل کر تاکہ وہ تجکو پہچانے وصل کے لیجائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] پس فرح سے الخ ۶ شعر آگے ماہ کے فرح سے باندھے کیونکہ ڈرتا ہے شق القمر سے تو اسکا منکر ہے کہ آفتاب تیرہ ہوگا اور تیرے آگے وہ عالی مرتبہ ہے تو نے دیکھا کہ انجم سے تصریف ہوا ہے اور تجکو ناخوش ہوا والنجم ہوا تحقیق ماہ سے موثر تر نہو نان سے ای بہت نان جان سے عرق ڈالتی ہے زہرہ موثر نہوے آب سے ای بہت آب ہے کہ تن ویران کرتا ہے تو اندر جان کے اُسکی محبت رکھتا ہے اور دوستون کی تو پند رکھتا ہے کان پر ہماری پند تجھین اثر نہین کرتی ہے پس تیری پند ہم مین اثر کب رکھے یعنی تجکو خواہشات نالائق آب کی از بس ہین پس تو نصیحت دوستون کی کب سنتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] شاید آئے الخ ۶ شعر شاید دوست سے خاص کنجی معرفت کی آئے کہ مقالید السموات اسکی ہے یہ سخن مثل نجم و قمر کے ہے ولیکن بغیر حکم خدا کے اثر کب دے یہ ستارہ بے جہت تاثیر کو کان پر وحی جو کے مارتا ہے کہ جہت سے جانب بے جہات آؤ تاکہ تمکو گرگ مات نہ پھاڑے پس وہ ستارہ چمک مین اس طرح دریاش ہے کہ شمس دنیا وصف مین خفاش ہے ساتون چرخ اُسکے تابعدار ہین اور ماہ قاصد اسکی دوڑ دھوپ مین ہے یعنی یہ ستارہ سخن کا روشن تر ہے کہ وحی جو کے کان پر اثر کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سہ نہ شرق کا نہ غرب کا ۱۲ سہ جس وقت ستارے تیرہ ہون ۱۲ سہ نہ طلوع نہ غروب

زهره چنگ مسئلت بر وی زده | مشتری با نقد جان پیشش شده
در هوای پای بوس او زحل | لیک خود را می نه بیند آن محل
دست پا مریخ چندین خسته از و | وان عطارد صد قلم بشکسته از و
با منجم این همه انجم بجنگ | کای رها کرده تو جان بگزیده رنگ
جان ویست و ما همه نقش و رقوم | کوکب هر فکر او جان نجوم
فکر کو آنجا همه نور است پاک | بهر تست این لفظ فکر ای فکرناک
هر ستاره خانه دارد در علا | هیچ خانه در نگنجد نجم ما
جان بی سو در مکان کی در رود | نور نامحدود را حد کی بود
لیک تمثیلی و تصویری کنند | تا که دریابد ضعیفی دردمند
مثل نبود لیک آن باشد مثل | تا کند عقل مجمد را گسیل
عقل سر تیز است لیکن پای سست | زانکه دل ویران شدست و تن درست
عقلشان در نقل دنیا پیچ پیچ | فکرشان در ترک شهوت هیچ هیچ
صدرشان وقت دعوی همچو شرق | صبرشان وقت تقوی همچو برق
عالمی اندر هنرها خودنماست | همچو عالم بی وفا وقت وفاست
وقت خودبینی نگنجد در جهان | در گلو و معده گم گشته چو نان

[سلہ] زہرہ کرتا اس سے ہے بس التجا | مشتری با نقد جان آگے بڑھا
خواہش پابوس میں اُسکے زحل | لیک اُس نے دیکھا نے اپنا محل
نفع ڈھونڈھا اُس سے بس مریخ نے | سو قلم ٹوٹے دبیر چرخ کے
کرتے ہیں انجم منجم سے یہ سب | جان چھوڑی اور رہا صورت پہ اب
جان ہی وہ اور ہم ہیں سب نقش و رقوم | اُس کے کوکب فکر کا جان نجوم
کان ہی فکر اُس جا ہے بالکل نور پاک | فکر ہے تیرے لئے اے فکرناک
ہر ستارہ رکھے خانہ چرخ پے | نے سما تا گھر میں میرا انجم ہے
بے جہت [سلہ] جان کب مکان میں جائے کہ | نور نامحدود کی کب ہووے حد
لیک تشبیہ اور تمثیلیں کہیں | تا ضعیف العقل اسکو پا سکیں
مثل نے ہو لیک ہے شے وہ مثال | تا کہ عقل منجمد ہووے فعال
عقل ہی سر تیز لیکن پای سست | کیونکہ دل ویران ہوا اور تن درست
عقل اُنکی پیچ دنیا کے ہی پیچ | فکر اُنکی ترک شہوت میں ہے ہیچ
وقت دعوی سینہ اُنکا مثل شرق | وقت تقوی ہے صبر اُنکا مثل برق
[سلہ] ہے ہنر میں ایک عالم خود نما | مثل عالم ہے وفا وقت وفا
بے خودی سے اُسکے اندر ہو جہاں | حلق و معدہ میں ہوا گم مثل نان

سلہ زہرہ الخ ے شعر زہرہ اس کی التجا کرتا ہے اور مشتری نقد جان سے آگے بڑھتا ہے زحل خواہش پابوس میں اس کی ہے لیکن اس نے اپنا محل نہیں دیکھا ہے مریخ نے اس سے نفع ڈھونڈا اور سو قلم دبیر چرخ کے ٹوٹے یہ سب انجم منجم سے لڑتے ہیں کہ جان کو چھوڑ دو اور صورت پر رہا وہ جان ہے اور ہم سب نقش و رقوم ہیں اس کی فکر کا ستارہ نجوم کی جان ہے اس جا فکر کہاں بالکل نور پاک ہے تیرے لئے اسے فکرناک ہر ایک ستارہ چرخ پر خانہ رکھتا ہے میرا انجم گھر میں سما نہیں سکتا یعنی نجم ستاروں کی صورت پہ نظر رکھتے ہیں مگر ستارہ سخن کو نہیں جان سکتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بے جہت الخ ۶ شعر جان بے جہت کب مکان میں جاتی ہے اور نامحدود کب حد رکھتا ہے ولیکن تشبیہ و تمثیل میں کہتے ہیں تا ضعیف العقل اُس کو پا سکیں مثل نہیں ولیکن وہ مثال ہووے تا کہ عقل منجمد فعل کرنے والی ہو عقل سر تیز ہے ولیکن پائے سست کیونکہ دل ویران ہوا اور تن درست اُنکی عقل نقل دنیا میں پیچ در پیچ ہے اور فکر اُنکی ترک شہوت میں ہیچ ہیچ وقت دعوی کے انکا سینہ مثل شرق کے اور وقت تقوی کے انکا صبر مثل برق کی ہے یعنی جان بے جہت کب مکان میں آسکے ولیکن مثالوں میں کہیں ضعیف العقل اس کو پا سکیں یعنی معقولات کا حال محسوسات میں کب بیان ہو سکے لیکن تمثیل و مثال میں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہے ہنر میں الخ ے شعر ہنر میں ایک عالم خود نما ہے اور وقت وفا کے مثال عالم کے بے وفا ہے خودی سے آ نہیں سکتا ہے جہان میں وہ حلق و معدہ میں گم ہو ہے مثال نان کے اُن کے یہ تمام اوصاف نیک ہوں چونکہ خودی نیک ہوں وہ بدتر ہو وین اگرچہ سخونت گندہ مثل ہنی کے ہے جو وہ جان سے ملی روشنی ہووے جو جمادی کہ نبات میں ملے اس کی قیمت سے تخل حیات لگا اُگے اور جو نہایتی کہ وہ جان سے ملے وہ خضر کے مانند آب حیات ہے جو کہ بہرہ جان جانان سے ملے وہ عمر بے پایان میں سامان رکھے یعنی عادت بد بتگام تصرف مرشد کے جان طالب میں بالکل خود وہ ہو جاتی ہے ستر وہ روزہ سے چنانچہ آگے اس کی مثال میں سوال سائل کا واعظ سے بیان ہے ۱۲ فافہم

این همه اوصاف شان نیکو شود — بد نماند چونکه نیکو جو شود
گر منی گنده بود همچون منی — چون بجان پیوست گردد روشنی
هر جمادی کو کند رو در نبات — از درخت بخت او روید حیات
هر نباتی کو بجان روی آورد — خضروار از چشمهٔ حیوان خورد
باز جان چون روی سوی جانان نهد — رخت را در عمر بی پایان نهد

یہ تمام اوصاف اُنکے نیک ہوں — بد نہ ہوویں جو کہ خوے نیک ہوں
گندہ تخوت گرچہ ہو مثل منی — جو ملے وہ جان سے ہووے روشنی
جو جمادی کہ ملے اندر نبات — نخل قسمت سے اُگے اسکی حیات
جو نباتی کہ ملے وہ جان سے — خضر سان وہ آبحیوان سے چکھے
جو کہ پھر وہ جان جانان سے ملے — عمر بے پایان میں وہ سامان رکھے

سوال کردن سائلی از واعظی کہ مرغی بر سر بارو نشست از سر و دم او کدام فاضلتر است

سوال کرنا ایک سائل کا واعظ سے کہ ایک مرغ جو فصیل شہر پر بیٹھا تھا اُسکا بہتر سر یا دم اسکی

واعظی را گفت روزی سائلی — کای تو منبر را سنی تر قابلی
یک سوالستم بگو ای ذو لباب — اندرین مجلس سوالم را جواب
بر سر بارو یکی مرغی نشست — از سر و دمش کدامین بهتر است
گفت گر رویش بشهر و دم بده — روی او از دم او میدان که به
ور سوی شهرست دم رویش بده — خاک آن دم باش و از رویش بجه
مرغ را پر می برد تا آشیان — پر مردم همت است ای مردمان
عاشقی کالوده شد در خیر و شر — خیر و شر منگر تو در همت نگر
باز اگر باشد سپید و بی نظیر — چونکه صیدش موش باشد شد حقیر
ور بود چغدی و میل او بشاه — او سر بازست منگر در کلاه
در بهی شیری خورد از مرده خر — سگ بود او شکل شیری کم نگر
ور پلنگ و گرگ را افگند سگ — شیر میدان مر ورا بی شک و شک

ایک دن واعظ سے سائل یوں کہے — کہ تو قابل تر ہے منبر کے لیے
ہو سوال اک میرا ایسا کامیاب — دے اسی مجلس میں تو اسکا جواب
مرغ بیٹھا ہے فصیل شہر پے — سر و دم سے اُسکے بہتر کون ہے
بولا گر منھ سوئے شہر اور دم بدہ — منھ کو دم سے جاننا بہتر تو رہ
شہر کی جانب اگر دم اسکی ہے — بہتر اُسکی دم ہے اُسکے منھ سے
آشیان تک مرغ کو پہنچائے پر — آدمی کا پر ہے ہمت ای بشر
خیر و شر میں جو ہے عاشق مبتلا — خیر و شر مت دیکھ رکھ ہمت سدا
باز گر ہووے سفید بے نظیر — اور جو ہے مارے تو ہووے حقیر
گر ہے اُلّو اور ہے خواہان شاہ — سر باز اک ہے نہ دیکھ اُسکی کلاہ
ایسے ہی گر شیر کھائے مردہ خر — ہے وہ کتا اور نہیں ہے شیر نر
گرگ چیتے کو اگر مارے وہ سگ — شیر جانو اُس کو بے شبہ و شک

سل۵ ایک دن الخ ۵ شعر ایک سائل نے واعظ سے کہا کہ تو منبر کے ہمیشہ قابل تر ہے۔ اب میرا ایک سوال ہے اس مجلس میں اسی وقت جواب دے ایک مرغ فصیل شہر پر بیٹھا ہے سر و دم سے اُس کی کون بہتر ہے واعظ نے کہا کہ اگر منھ طرف شہر کے دم جانب دہ کے ہے پس منھ کو دم سے بہتر جاننا رہ اور اگر شہر کی جانب اُس کی دم ہے تو اُس کی دم بہتر ہے اُس کے منھ سے آگے اس کے حقائق ہیں۔

سل۶ آشیان تک الخ ۶ شعر مرغ کو آشیان تک پر پہونچاتا ہے اور آدمی کا پر ہمت ہے جو کہ عاشق خیر و شر میں مبتلا ہے تو خیر و شر مت دیکھ اور ہمیشہ ہمت کو دیکھ یعنی ہمت انسان کی اگر اپنی اصل کی جانب ہے تو وہ بہتر ہے اگر دنیا کی جانب ہے وہ بدتر ہے آگے اس کی مثال ہے باز اگر سفید و بے نظیر ہووے اور چوہے مارے تو وہ حقیر ہووے اگر اُلّو ہے اور بادشاہ کا خواہان ہے وہ ایک امیر باز ہے اُس کی کلاہ مت دیکھ ایسے ہی اگر شیر مردہ خر کھائے وہ کتا ہے اور شیر نر نہیں ہے اگر وہ سگ گرگ و چیتے کو مارے اُس کو تو بے شبہ و شک شیر جان تو اس کے حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲

آدمی بسرشت ازیک مشت گل | برگذشت از چرخ واز کوکب بدل
آدمی برقدر یک طشت خمیر | برفزود از آسمان واز اثیر
هیچ کرمنا شنید این آسمان | که شنید این آدمی پرغمان
بر زمین وچرخ عرضه کرد کس | خوبی عقل وعبارات وهوس
جلوه کردی هیچ تو بر آسمان | خوبی روی واصابت در گمان
پیش صورتهای حمام ای پسر | عرضه کردی هیچ سیم اندام بر
بگذری زان نقشهای همچو حور | خلوت آری با عجوزی نیم کور
در عجوزی چیست کایشان نبود | کو ترا زان نقشها با خود ربود
تا نگوئی من بگویم در بیان | عقل وحس ودرک وتدبیرست جان
در عجوزی جان آمیزش کنی است | صورت گرمابها را روح نیست
صورت گرمابه گر جنبش کند | در زمان از صد عجوزت برکند
جان چه باشد با خبر از خیر وشر | شاد از احسان وگریان از ضرر
چون سر وماهیت جان مخبرست | هرکه او آگاه تر با جان ترست
اقتضای جان چو ای دل آگهی است | هرکه آگه تر بود جانش قوی است
روح را تاثیر آگاهی بود | هرکه را این بیش اللّهی بود
خود جهان جان سراسر آگهی است | هرکه بیجان است از دانش تهی است

مشت گل[سلہ] سے آدمی پیدا ہوا | دل کی رہ سے نجم وگردون پر گیا
طشت آٹے کی بمقدار آدمی | کرۂ گردون سے رکھے برتری
اور کبھی گردون نے کرمنا سنا | کہ سنا اس آدمی نے برملا
اور زمین وچرخ پر ظاہر کیا | پس کسی نے خوبی عقل وہوا
جلوہ گردون پر کیا ہے تجھ سوا | خوبی رو وفکر محکم نے بھلا
صورتون حمام کے آگے پسر | خود کو ظاہر کرتا کوئی سیمبر
نقش[سلہ] مثل حور سے گذرا تو ہی | زال بدصورت سے تو صحبت رکھے
زال مین کیا ہے کہ جو انمین نہ تھا | کہ لیا اُن نقشون سے تجھکو لبھا
مت کہے تو مین کرتا ہون بیان | عقل وتدبیر ہین اور حس جان
جان آمیزش رکھے ہے زال سے | صورت حمام مین نے روح ہے
صورت حمام گر حرکت کرے | تجھکو اس دم چھین لے سو زال سے
خیر وشر سے جان جو ہووے باخبر | شاد احسان سے ضرر سے نوحہ گر
جان ماہیت جو دیتی ہے خبر | اس سے جو آگاہ تر باجان تر
جان[سلہ] کی خواہش ہے جو اے دل آگہی | جو کہ آگہ تر ہے جان اس کی قوی
روح کی تاثیر ہے بس آگہی | جسکو اس سے زیادہ وہ ہے اللّٰہی
خود جہان جان ہے بالکل آگہی | جو کہ بیجان ہے وہ دانش سے تہی

سلہ مشت گل آلخ ۶ شعر آدمی مشت گل سے پیدا ہوا اور دل کی راہ سے نجم گردون پر گیا آدمی طشت آٹے کی مقدار کو کرۂ گردون سے برتر رکھتا ہے اور گردون نے کبھی کرمنا نہ سنا کہ آدمی نے برملا سنا ہے زمین وآسمان پر ظاہر کیا کسی نے خوبی عقل وہوا کو تجھ سوا گردون پہ جلوہ کیا ہے خوبی رخ وفکر محکم سے صورت حمام کے آگے خود کو ظاہر کرتا کوئی سیمبر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نقش مثل حور سے آلخ ۷ شعر تو نقش مثل حور سے گذرا ہے اور زال بدصورت سے صحبت رکھتا ہے زال مین کیا ہے کہ ان مین نہ تھا کہ ان نقشون سے تجھ کو اپنی طرف لبھا لیا ہے پس تو مت کہہ کہ مین ہی بیان کرتا ہون کہ عقل وتدبیر ودرک وحس وجان اس مین ہے جان زال سے آمیزش رکھتی ہے اور صورت حمام اگر حرکت کرے اس دم تجھ کو چھین لے سوال سو جان خیر وشر سے باخبر ہووے تو احسان سے شاد وضرر سے نوحہ گر ہووے جان کی ماہیت جو خبر دیتی ہے اس سے جو آگاہ نہ رہے وہ جان سے زیادہ ہے یعنی جو کوئی اپنی جان سے آگاہ ہے اس کی جان آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جان کی آلخ ۷ شعر اے دل جو جان آگہی ہے پس جو کہ آگاہ تر ہے اسکی جان قوی تر ہے بس روح کی تاثیر ہے آگہی جس کو آگہی زیادہ ہے وہ اللہ والا ہے تحقیق جان جہان کی بالکل آگہی ہے پس جو بیجان ہے وہ دانش سے خالی ہے جو کہ ان جسمون سے خبر ہین باہر ہین اس میدان مین جان جماد ہوا دل جان مظہر درگاہ ہوئی پس ملک سب عقل وجان تھے تیری جان آئی وہ ملائکہ اس کے جسم وجان ہیں جو اس جان سے وملائک باسعادت ملے تھے کے مانند اس روح کے خادم ہیں یعنی جس جان کو آگہی زیادہ ہے وہ جان زیادہ ہے اور جسکو بیان آگہی نہیں ہے وہ جان اس جہان میں مثل جماد کے ہے پس جان کی جان جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون خبرہا ہست بیرون زین نہاد | باش این جان نہادران میدان جہاد
جان اول مظہر درگاہ شد | جانِ جان خود مظہر اللہ شد
آن ملائک جملہ عقل و جان بُدند | جان نو آمد کہ جسم آن شدند
از سعادت چون بران جان بر زدند | ہمچو تن آن روح را خادم شدند
آن بلیس از جان ازان در پردہ بود | یک نشد با جان کہ عضو مردہ بود
چون نبودش آن فدائے آن نشد | دست بشکستہ مطیع جان نشد
جان نشد ناقص گر آن عضوش شکست | کان بدست اوست تاند کردست
سرِ دیگر ہست کو گوش دگر | طوطئی کو مستعد آن شکر
طوطیان خاص را قندیست ژرف | طوطیان عام ازین خود بستہ طرف
کے چشد درویش صورت زان زکات | معنی ست آن نے فعولن فاعلات
آن خرِ عیسی دریغش نیست قند | لیک خر آمد بخلقت کہ پسند
قند خر را گر طرب انگیختی | پیش خر قنطار شکر ریختی
معنی نختم علی افواہہم | این شناس این ست رہرو را مہم
تا ز راہ خاتم پیغمبران | بو کہ برخیزد ز لب ختم گران
ختمہائی کانبیا بگذاشتند | آن بدینِ احمدی برداشتند
قفلہائے ناکشادہ ماندہ بود | از دم انا فتحنا بر کشود
او شفیع ست این جہان و آنجہان | این جہان در دین و آنجا در جنان

جو کہ خبرین باہر ان جسموں سے ہین | ہو جہاد اک جان اُس میدان مین
جان اول مظہر درگاہ ہوئی | جان کی جان خود مظہر اللہ ہوئی
وہ ملائک جملہ عقل و جان سے تھے | جان نو آئی وہ جسم اُس کے بنے
باسعادت جو وہ اُس جان سے ملے | مثل تن اُس روح کے خادم ہوئے
جان سے محجوب اس سبب شیطان رہا | نہ ملا جان سے کہ مردہ عضو تھا
جو نہ تھی جان نے ہوا اُس کا فدا | ہاتھ ٹوٹا نہ مطیع جان کا ہوا
عضو گر ٹوٹا نہ ناقص جان ہوئی | دست حق مین ہے وہ دیوے راستی
دوسرے ہے بھید اسکا اور ہی کان کا ہے | ایسی طوطی کان ہے وہ شکر چکھے
قند افزون طوطیان خاص کا | طوطیان عام خود اُس سے جدا
پائین کب درویش صورت وہ نکات | وہ ہی معنی نے فعولن فاعلات
نے دریغ اُسکو خر عیسی سے قند | ہے ولیکن خر کی خلقت کہ پسند
ہوتی گر فرحت گدھے کو قند سے | رکھتے بار قند خر کے سامنے
معنی نختم علی افواہہم | اس لئے آگاہی سالک کو مہم
خاتم پیغمبران کی راہ سے | ہے توقع ختم لب پر سے اُٹھے
انبیا کے ختم مین جو باقی رہین | دین احمد مین وہ بالکل اُٹھ گئین
بے فتح کے رہ گئے تھے جو قلعے | وہ دم انا فتحنا سے کھلے (تحقیق فتح دی ہیتے ۱۲)
وہ شفیع اس عالم اُس عالم کے ہین | دین مین یہان اور وان ہین خلد مین

سلہ جان سے آخر ۶ شعر اس سبب شیطان جان سے محجوب رہا اور جان سے نہ ملا کہ عضو مردہ تھا جو جان نہ تھی اُس کا فدا نہ ہوتا پس ہاتھ ٹوٹا مطیع جان کا نہ ہوا اگر عضو ٹوٹا تو جان ناقص نہ ہوئی کہ وہ دست حق مین ہے اور دست اُسے راستی دے دوسرے بھیدون کا اور ہی کان ہے ایسی طوطی کہان ہے کہ جو وہ شکر چکھے طوطیان خاص کا قند زیادہ ہو اور طوطیان عام خود اس سے جدا ہین درویش صورت کے وہ نکات کب پائین وہ معنی ہو نہ فعولن نہ فاعلات ہے یعنی عوام لذت معنی سے بیخبر ہین اور راہ معنی کو خاصان حق جانتے ہین آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ نے دریغ آخر ۲ شعر اُس کو خر عیسی سے دریغ قند نہین ہے ولیکن خر کی خلقت کا پسند ہے اگر گدھے کو قند سے فرحت ہوتی بار قند کے خر کے روبرو رکھتے ترجمہ مہر کی ہم نے اوپر دہانون اُن کے کے اسواسطے سالک کو آگاہی مشکل ہے از راہ خاتم پیغمبران کے امید ہے کہ ختم لب پر سے اُٹھ جاوے جو انبیا سے ختمین باقی رہین تھین وہ دین احمد مین بالکل اُٹھ گئین جو قلعے کہ بے فتح کے رہ گئے تھے وہ دم انا فتحنا سے کھل گئے یعنی اگر اس دنیا میں معنی پاتے تو اہل اللہ کو کون پوچھتا پس جو تکلف کہ انبیا علیہم السلام کے عہد مین باقی رہ گئے تھے اُمت جناب رسول اللہ کو حاصل ہوئے بطفیل جناب رسول مقبول صلعم آگے بیان حضرت رسول مقبول صلعم کا ہی فافہم ۱۲ سلہ وہ شفیع آخر ۸ شعر حضرت رسول مقبول صلعم اس عالم و اُس عالم مین شفیع ہین یعنی دنیا مین یہان اور وہان خلد مین یہ جہان کہتا ہے کہ اُنکے راہ بتلا اور وہ جہان کہتا ہے کہ اُنکا مادہ دکھلا ظاہر باطن مین اُس فنون کا یہ پیشہ ہے ترجمہ ہدایت کر میری قوم کو تحقیق وہ نہین جانتی ہین اُنکے دم سے یہ دونون دریچے کھل گئے اور اُنکی دونون عالم مین دعوت مستجاب ہے اسواسطے وہ خاتم ہین کہ بسبب سخاوت کے اُنکے مثل کوئی نہ تھا اور نہ ہوئیگا جو استاد صنعت مین غلبہ رکھے تو نہ کہے کہ صنعت تجھ پر ہی ختم ہے تو کہوسکتے ہین ختم کے خاتم ہو اور عالم جان بخش خاتم ہیر پس اُن اشارون سے مراد محمد ہے سب کھل گیا سب کھل گیا یعنی اس مثنوی مین کل اشارے حضرت رسول مقبول صلعم کی جانب ہین کیونکہ مثنوی کل نعت ہین سے ہے پس مولانا فرماتے ہین کہ اب یہان اس دفتر مین وہ کل اشارے کھل گئے آگے رسول اللہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

این جہان گوید کہ تو رہ شان نما — آن جہان گوید کہ مہ شان نما
پیشہ این اندر ظہور و در کمون — اہد قومی انہم لایعلمون
باز گشتہ از دم او ہر دو باب — در دو عالم دعوت او مستجاب
بہر این خاتم شدست او کہ بجود — مثل او نے بود ونے خواہند بود
چونکہ در صنعت برد استاد دست — نے تو گوئی ختم صنعت بر توست
در کشاد ختمہا تو خاتمے — در جہان روح بخشان حاتمے
ہست اشارات محمد المراد — کل کشاد اندر کشاد اندر کشاد
صد ہزاران آفرین بر جان او[۵] — بر قدوم و دور فرزندان او
آن خلیفہ زادگان مقبلش — پیدا اند از عنصر جان و دلش
گر ز بغداد و ہری یا از رے اند — بیمزاج آب و گل نسل وے اند
شاخ گل ہر جا کہ می روید گل است — خم مل ہر جا کہ میجوشد مل است
گر ز مغرب بر زند خورشید سر — عین خورشیدست نے چیزے دگر
عیب جویان را ازین دم کور دار — ہم بہ ستاری خود ای کردگار
گفت حق چشم خفاش بدسگال — بستہ ام من ز آفتاب بے مثال
از نظرہای خفاش کم و کاست — انجم و آن شمس نیز اندر خفاست
انجم آمد چون مرید و شمس پیر — شمس آمد بالیقین بدر منیر

یہ جہان کہوے تو رہ ان کی بنا — وہ جہان کہوے تو مہ انکا دکھا
ظاہر و باطن مین پیشہ ذوفنون — اہد قومی انہم لایعلمونا
دم سے اسکے کھل گئے یہ دونوں باب — دونون عالم مین ہے دعوت مستجاب
اس لئے خاتم ہے وہ کہ باسخا — مثل اسکے نے تھا اور نے ہوئیگا
اوستاد صنعت مین جو غلبہ رکھے — نے رکھے تو ختم صنعت تجھ سے ہے
کھولنے مین ختم کے خاتم ہے تو — عالم جان بخش مین حاتم ہے تو
ہے مراد احمد اشارون سے دلا — کھل گیا سب کھل گیا سب کھل گیا
آفرین[۵] صد لاکھون انکی جان پر — آنیز اُنکے دور فرزندان پر
وہ خلیفہ زادے مقبل اُسکے ہین — پیدا اُسکے عنصر دل جان سے ہین
گر ہین بغداد و ہری سے یا کہ رے — بیمزاج آب و گل نسل اسکی سے
شاخ گل جسجا اگے ہی ہے وہ گل — خم مل جب جا کرے ہے جوش مل
گر طلوع خورشید ہووے غرب سے — عین ہے خورشید نہ چیز اور ہے
عیب[۶] جو کو کور رکھ اس دم مین تو — اپنی ستاری سے بھی اے رب انکو
بولا حق کہ دیدہ بد خفاش کے — باندھے مین نے شمس بے مانند سے
دیدۂ خفاش کم اور کاست ہے — انجم و خورشید بھی مخفی رہے
انجم آیا چون مرید و شمس پیر — شمس آیا بالیقین بدر منیر

نکوہیدن ناموسہای پوشیدہ را کہ مانع ذوق ایمان و دلیل ضعف صدق اند و راہزن صد ہزاران ابلہ نادان

طعنہ مارنا شہرتہای پوشیدہ کہ مانع ذوق ایمان و دلیل ضعف صدق کے ہین اور راہزن ہین لاکھون احمق نادانون کے

[۵] آفرین آلخ ۵ شعر آفرین ہوجیو اُن کی جان پر اور اُن کے دونون فرزندون پر وہ خلیفہ زادے اُن کے مقبل ہین کہ اُن کے دل وجان وعنصر پیدا ہوئے اگرچہ بغداد وہری یا رے مین ہین سب مزاج آب وگل ان کی نسل سے آگے اس کی مثال ہے شاخ گل جس جا اُگے وہ گل ہے خم مل جس جا کرے جوش مل ہے اگرچہ خورشید مشرق مین طلوع ہووے عین خورشید ہے اور چیز نہین یعنی آل جناب رسول مقبول صلعم کی کہین پیدا ہو تحقیق آل رسول اللہ ہے اُن پر درود وسلام ہوجیو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۶] عیب جو کو آلخ ۴ شعر تو اس دم عیب جو کو اندھا رکھ اپنی ستاری سے اے رب میرے حق نے کہا کہ دیدے خفاش کے مین نے باندھے شمس بے مانند کے دیدے خفاش کے کم وکاست سے انجم وخورشید بھی پوشیدہ رہے انجم مانند مرید کے آیا اور شمس مانند پیر کے آیا بالیقین بدر منیر یعنی عیب جو کی چشم سے جناب رسول مقبول بھی پوشیدہ رہے اور انکی آل بھی پوشیدہ رہے آگے ان عیب جو کا بیان ہے فافہم ۱۲

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا ۔ ای صقال روح سلطان ہدی
مثنوی را نعمت مشروح دہ ۔ صورت امثال او را روح دہ
تا حروفش جملہ عقل و جان شوند ۔ سوی خلدستان جان پران شوند
ہم بسعی تو ز ارواح آمدند ۔ سوی دام حرف مستعبی شدند
باد عمرت در جہان ہمچون خضر ۔ جانفزا و دستگیر و مستمر
چون خضر الیاس معنی جاودان ۔ تا زمین گردد ز لطفت آسمان
گفتمی از لطف تو جزوی ز صد ۔ گر نبودی طمطراق چشم بد
لیک از چشم بد زہر آب دم ۔ زخمہای روح فرسا خوردہ ام
جز برمز ذکر حال دیگران ۔ شرح حالت می نیارم در بیان
این بہانہ ہم ز دستان دلی ست ۔ کہ ازو ہم پای دل اندر گلی ست
صد دل و جان عاشق صانع شدہ ۔ چشم بد یا گوش بد مانع شدہ
خود یکی بوطالب آن عم رسول ۔ می نمودش شنعت عربان ہول
کہ چہ گویندم عرب کز طفل خود ۔ او بگردانید دین معتمد
منصب اجداد و آبا را بماند ۔ در پے احمد چنین بے رہ براند
آن رسول پاکباز مجتبیٰ ۔ از پے آن تا رہاند مرد را
گفتش ای عم یک شہادت تو بگو ۔ تا کنم با حق شفاعت بہر تو

۵۱ اے ضیاء الحق حسام الدین آ ۔ اے جلاء روح و سلطان ہدیٰ
مثنوی کو نعمت مشروح دے ۔ اسکی شکل پیکری کو روح دے
تا حروف اُسکے سب عقل و جان ہوں ۔ سوئے جنت جملہ جان پران ہوں
عالم ارواح سے حاضر ہوئی ۔ تیری سعی سے دام حرف میں پھنسی
عمر تیری چون خضر یان ہو جیو ۔ جانفزا اور دستگیر و پیشرو
چون خضر الیاس تو رہیو سدا ۔ تا زمین ہو لطف سے تیرے سما
لطف سے تیرے میں کہتا مختصر ۔ گر نہ ہوتا چشم بد کا خوف و ڈر
۵۲ لیک چشم تیز تر آشوب سے ۔ پہونچے زخم جانگزا اکثر مجھے
بس سوائے رمز حال غیر کے ۔ شرح تیرے حال کی کب ہو سکے
یہ بہانہ بھی ہے دل کے مکر سے ۔ کہ مرا دل اُسکا میں پابند ہے
سو دل و جان عاشق صانع ہوئے ۔ چشم بد یا گوش بد مانع ہوئے
خود ابو طالب پیمبر کے چچا ۔ دیکھتے عربوں کا طعنہ بر ملا
کہ کہیں مجھ کو عرب اک طفل سے ۔ پھر گیا وہ دین اپنا چھوڑ کے
باپ اور دادا کے منصب سے رہا ۔ ایسا بے رہ پیچھے احمد کے گیا
۵۳ وہ رسول پاکباز مجتبیٰ ۔ اُس کے در پے تھے کہ رہا کریں اسکو
بولے کہ تو اک شہادت دے چچا ۔ تا کہ حق سے ہووں میں شافع ترا

۵۱ اے ضیاء الحق آخر ۷ شعر اے ضیاء الحق حسام الدین آ۔ اے جلاء روح و سلطان ہدایت کے تو مثنوی کو نعمت شروع دے اور اس کی شکل پیکری کو روح دے تا حروف اُس کے سب عقل و جان ہوں اور جنت کی جانب سب جان پران ہوں کہ عالم ارواح سے حاضر ہوئی اور تیری سعی سے دام حرفوں میں پھنسے عمر تیری خضر کے مانند ہو جیو اور جانفزا و دستگیر و پیشوا ہو جیو خضر و الیاس کے مانند تو ہمیشہ رہے تا کہ زمین تیرے لطف سے آسمان ہو میں لطف سے تیرے مختصر کہتا اگر چشم بد کا خوف نہ ہوتا یعنی یا رسول اللہ میں تمہارا حال مختصر بیان کرتا اگر چشم بد کا خوف نہ ہوتا مگر کیا کروں کہ نظر لگنے کا خوف ہے کہ حاسد بہت ہیں پس میں غیر کے حال میں تمہارا حال بیان کرتا ہوں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ لیک چشم تیز آخر ۷ شعر ولیکن چشم تیز تر آشوب سے اکثر زخم جانگزا مجھے پہونچے پس یہ بہانہ بھی دل کے مکر سے ہے کہ میرا دل اُس کے پابند ہے سو دل عاشق صانع کے ہوئے چشم بد یا گوش بد مانع ہوئے خود ابو طالب چچا پیغمبر صلعم کے عربوں کا طعنہ ظاہر دیکھتے تھے کہ مجھ کو عرب کہتے ہیں ایک طفل سے اپنا دین چھوڑ کر پھر گیا اور اپنے باپ دادا کے منصب سے رہا احمد صلعم کا کہنا چاہا مگر صدمہ زخم چشم بد سے عاجز ہوا چچا یعنی ابو طالب بھی طعنہ اہل عرب سے اختیار کرنے دین محمدی سے باز رہے آگے ان کا بیان ہے فافہم ۱۲
۵۳ وہ رسول آخر ۴ شعر وہ رسول پاکباز مجتبیٰ ابو طالب کے در پے تھے کہ اُن کو رہا کریں فرمایا کہ اے چچا ایک شہادت کہہ کہ تا میں حق سے تیرا شافع ہوں کہا کہ ولیکن فاش ہووے سننے والوں میں تو چھپ کر راز تنہا و ذکر سے دونوں لب سے مشہور نہ ہووے میں ان عربوں کے منہ میں پڑ جاؤں گا اور ان کے آگے اس سبب سے خوار ہوں گا ولیکن اس کو لطف ما سبق ہوتا تو بد دلی کب کرتا رسول اللہ سے الغیاث اے غیاث المستغیثان ان دو شاخہ اختیاروں سے بچا کہ دوست دشمن کو بہ سبب اختیار کے ایک دوسرے سے دو مات ہو رہا ہے آگے ان اختیارات کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت لیکن فاش گرد از سماع / کل سر جاوز الاثنین شاع
می بمانم در زبان این عرب / پیش ایشان خوار گردم زین سبب
لیک اگر بودش لطافت ما سبق / کی بدی این بددلی با جذب حق
الغیاث ای تو غیاث المستغیث / زین دو شاخه اختیارات خبیث
من ز دستان و ز مکر دل چنان / مات گشتم که بماندم از نشان
من که باشم چرخ با صد کار و بار / زین کمین فریاد کرد از اختیار
کای خداوند کریم و بردبار / ده امانم زین دو شاخه اختیار
جذب یکراهه صراط المستقیم / به ز دو راهه تردد ای کریم
زین دو ره گرچه همه مقصد توئی / لیک خود جانکندن آمد این دوئی
زین دو ره گرچه بجز تو عزم نیست / لیک هرگز رزم همچون بزم نیست
در نبی بشنو بیانش از خدا / آیهٔ اشفقن ان یحملنها
این تردد هست در دل چون وغا / کاین بود به یا که آن حالت مرا
در تردد می زند بر همدگر / خوف و امید بهی در کر و فر
زین تردد عاقبت ما خیر باد / ای خدا مر جان ما را کن تو شاد

بولا لیکن فاش ہوا اندر سماع / کل سر جاوز الاثنین شاع
سنے میں ان عربوں کے میں پڑ جاؤنگا / اس سبب خوار انکے آگے ہونگا
لیک ہوتا اس کو لطف ماسبق / کرتا کب یہ بددلی با جذب حق
الغیاث اے تو غیاث المستغاث / اس دو شاخہ اختیاروں سے امان
میں ریا اور مکر دل سے اسقدر[٥١] / مات ہوکر بے نشان ہوں سر بسر
کون ہوں میں چرخ باصد کر و فر / اختیار اونا سے ہے بس نوحہ گر
کا سے خداوند کریم دو جہان / دے تو دو شاخہ اختیاروں سے امان
جذب اک راہہ ہے صراط المستقیم / ہے تردد کے دو راہہ سے سلیم
اس دو راہے گرچہ کل مقصد توئی / لیک آئی جان کنی خود یہ دوئی
اس دو رہ سے گرچہ تو ہی عزم ہے / لیک رزم ہرگز نہ مثل بزم ہے
سن[٥٢] تو قرآن میں کہتا ہے خدا / آیۂ اشفقن ان یحملنہا
یہ تردد دل میں مثل جنگ ہے / کہ یہ بہتر حال یا وہ ہے مجھے
مارتے باہم تردد میں سبھی / کر و فر میں خوف و امید بھی
اس تردد سے مری آخر ہو خیر / ای خدا کر جان کو میری تو سیر

مناجات و پناه جستن بحق از فتنهٔ اختیار و اسباب آن و بیان شکوهیدن و ترسیدن آسمان و زمین از اختیار

مناجات اور پناہ چاہنا ساتھ خدا کے فتنہ اختیار و اسباب اسکے سے اور بیان ڈرنا و خوف کرنا زمین و آسمان کا اختیار سے

ای کریم ذوالجلال مهربان / دائم المعروف دار ای جهان
یا کریم العفو حے لم یزل / یا کثیر الخیر شاه بے بدل

اسے[٥٣] کریم ذوالجلال مہربان / ہے سدا معروف دار اے جہان
یا کریم العفو حے لم یزل / یا کثیر الخیر شاہ بے بدل

[٥١] میں ریا آخ ١٢ شعر میں ریا و مکر دل سے اسقدر مات ہوکر سر بسر بے نشان ہوں میں کون ہوں بلکہ آسمان باوجود صد ہا کر و فر کے اونی اختیار سے انسیس نوحہ گر ہے اسے خداوند کریم دو جہان ان دو شاخہ اختیاروں سے امان دے جذب ایک راہہ ہے راہ مضبوط ہے تردد کے دو راہہ سے سلیم ہے اگرچہ اس دو راہ سے مقصد تو ہی ہے ولیکن لڑائی ہرگز بزم کے مانند نہیں ہے یعنی یہ دو راہ تردد کی کہ یہ کرون یا وہ کرون آفت ہے ایجد اس سے امان دے اور ایک راہ جذب کو عطا کر کہ صراط المستقیم ہے باقی حال آگے ہو فافہم ١٢ [٥٢] سن تو آخ ١٤ شعر تو اٹھانے اسکے سے پس یہ تردد دل میں جنگ کے مانند ہے کہ یہ حال مجکو بہتر ہے یا وہ حال سبب تردد باہم مارتے ہیں کر و فر میں اور خوف و امید میں اس تردد سے میری آخر خیر ہووے اور اسے خدا میری جان کو تو سیر کر یعنی تردد و شیاسے اے خدا مجکو بچا کہ یہ آفت راہ سلوک ہے آگے مناجات ہے فافہم ١٢ [٥٣] اسے کریم آخ ١٤ شعر اسے کریم ذوالجلال و مہربان کہ سدا معروف دار اسے جہان ہے اسے کریم العفو حی لم یزل و یا کثیر الخیر شاہ بے بدل یہ گھٹنا و بڑھنا اول تجھ سے ملا ورنہ ایجاد یہ دریا ساکن تھا یہ تردد بھی کہ وہان سے دیا مجکو بے تردد کر از راہ سخاوت کے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ١٢

او لم این جزر و مد از تو رسید | ورنه ساکن بود این بحر ای مجید
هم از آنجا کاین تردد دادیم | بی تردد کن مرا هم از کرم
ابتلایم می کنی آه الغیاث | ای ذکور از ابتلایت چون اناث
تا بکی این ابتلا یارب مکن | مذهبی ام بخش و ده مذهب مکن
اشتری ام لاغر و هم پشت ریش | ز اختیار همچو پالان شکل خویش
این کژاوه که شود این سو گران | آن کژاوه که شود آن سو کشان
بفکن از من حمل ناهموار را | تا ببینم روضهٔ ابرار را
همچو آن اصحاب کهف از باغ جود | میچرم ز ایقاظ نی بل هم رقود
خفته باشم بر یمین یا بر یسار | بر نگردم جز چو گو بی اختیار
هم به تقلیب تو تا ذات الیمین | یا سوی ذات الشمال ای رب دین
صد هزاران سال بودم در مطار | همچو ذرات هوا بی اختیار
گر فراموشم شده ست آن وقت حال | یادگارم هست در خواب ارتحال
می رهم زین چار میخ چار شاخ | می جهم در مسرح جان زین مناخ
شیر آن ایام ماضیهای خود | می چشم از دایه خواب ای صمد
جمله عا[لم] ز اختیار و هست خود | میگریزد در سر سرمست خود
تا دمی از هوشیاری وارهند | ننگ خمر و بنگ بر خود می نهند
جمله دانسته که این هستی فخ است | ذکر و فکر اختیاری دوزخ است
میگریزند از خودی در بیخودی | یا به مستی یا به شغل ای مهتدی

گھٹتا بڑھتا تجھ سے اول یہ رہا | ورنہ ساکن تھا یہ دریا ای خدا
بھی وہاں سے کہ تردد یہ دیا | بے تردد کر مجھے از رہ سخا
[سلہ5] میرا کرتا ہے تو افسوس امتحان | مرد تیرے امتحان سے جون زنان
امتحان یہ کب تلک یا رب نکر | مذہب اک دے مجھکو مذہب نکر
اونٹ لاغر میرا زخمی پیٹھ ہے | اختیار اپنی جو پالان شکل سے
یہ کجاوہ اس طرف کا ہے جھکے | وہ کجاوہ اُس طرف کا ہے کھینچے
پھینک مجھ سے بوجھ ناہموار کو | تا میں دیکھوں گلشن انوار کو
[سلہ52] جوں صحاب کہف میں از باغ جود | کھاتا ہوں ایقاظ سے جل رقود
سوتا ہوں اوپر میں یا کہ یسار | لوٹتا ہوں مثل گو بے اختیار
تیرے پلٹانے سے یا ذات الیمین | یا سوے ذات الشمال اے رب دین
تھا میں اڑنے میں بس لاکھوں ہزار | مثل ذرات ہوا بے اختیار
گر فراموش ہے مجھے وہ قال حال | خواب میں ہے یاد مجھکو ارتحال
[سلہ53] چار میخ عنصر سے میں ہوں چھوٹتا | عالم جان کی طرف ہوں بھاگتا
شیر اپنے گذرے اُس ایام کا | خواب کی دایہ سے پیتا ہوں سدا
سارا عالم اختیار و ہست سے | بھاگے سوے بیخودی و مست کے
ہوشیاری سے کوئی دم تا چھٹیں | خود پہ بھنگ و مے کی بدنامی رکھیں
سب نے جانا کہ یہ ہستی دام ہے | اختیاری فکر دوزخ عام ہے
بس خودی سے بیخودی میں جا رہے | تا کہ مستی میں و یا کہ شغل میں

سلہ5 میرا کرتا ہے الخ ۵ شعر افسوس تو میرا امتحان کرتا ہے مرد تیرے امتحان سے مانند زنان کے ہیں یہ امتحان کب تک اے رب مجکو ایک مذہب دے دس مذہب مت کر میرا اونٹ لاغر پشت زخمی ہے پس اختیار جون پالان شکل ہے یہ کجاوہ کبھی اسطرف جھکے اور وہ کجاوہ اُس طرف کبھی کھینچے بوجھ ناہموار کو مجھ سے پھینک تاکہ مین دیکھون گلشن انوار کو یعنی اے رب تو میرا امتحان نہ کر اور پردہ غفلت کو مجھ سے اُٹھا کر گلشن انوار کو دکھا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ52 جون صحاب کہف الخ ۵ شعر مین اصحاب کہف کے مانند از راہ بخشش کے کھاتا ہون بیداری سے نہین بلکہ خواب سے مین سوتا ہون اور اُلٹی طرف وسیدھی طرف لوٹتا ہون مانند گو کے بے اختیار تیرے پلٹا دسے سے پلٹا ہون سیدھے پہلو کی طرف اے رب مین دین مین اُڑنے مین تھا لاکھون برس مانند ذرات ہوا کے بے اختیار اگرچہ وہ قال حال اگلے زمانہ کا جو کہ لاکھون برس بے اختیار سیر مین گذرین ہین اب فراموش ہین مگر وہ عالم خواب مین یاد ہوتی ہین اور اولیاء اللہ کو حالت بیداری مین ظاہر ہوتی ہین چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ53 چار میخ الخ ۶ شعر مین میخ عنصر سے چھوٹتا ہون اور عالم جان کی طرف بھاگتا ہون اُس اپنے ایام گذشتہ کا شیر خواب کی دایہ سے ہمیشہ پیتا ہون تمام عالم اختیار و ہست سے بھاگتا ہے بیخودی و مستی کی طرف تاکہ کوئی دم ہوشیاری سے چھٹیں اور خود پر شراب و بھنگ کی بدنامی رکھین سب نے جانا کہ یہ ہستی دام ہے اختیار و فکر کی دوزخ عام ہے پس خودی سے بیخودی مین جاتے ہین یا کہ مستی مین و یا کہ شغل مین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

نفس را زان نیستی وا می کشی　　زانکه بے فرمان شد اندر بیہشی
نیستی باید که او از حق بود　　تاکه بیند اندران حسن احد

نفس کو اس نیستی سے پھیرے　　بیہوشی مین کیون گیا بے حکم کے
نیستی وہ چاہیے کہ حق سے ہو　　تاکہ دیکھے اُس مین حق کے حسن کو

لیس للجن و لا للانس ان　　ینفذوا من حبس اقطار الزمن
نہین ہے ممکن واسطے جن و انسان کے　　کہ باہر جاوین قید اقطار زمانہ سے

لا نفوذ الا بسلطان الهدیٰ　　من تجاویف السموات العلیٰ
نہیں باہر ہوتا ہے مگر ساتھ قدرت ہادی کے　　جو فضاے آسمان بلند ہیں

لا هدیٰ الا بسلطان یقی　　من حراس الشهب روح المتقی
نہین ہے ہدایت مگر ساتھ سلطان نگہبان کے　　کہ نگہبانی کرے شہاب سے روح متقی کو

هیچکس را تا نگردد او فنا　　نیست ره در بارگاه کبریا
هست معراج فلک این نیستی　　عاشقانرا مذهب و دین نیستی
پوستین و چارق آمد از نیاز　　در طریق عشق محراب ایاز
گرچه او خود شاه را محبوب بود　　ظاهر و باطن لطیف و خوب بود
گشته بے کبر و ریا و کینه　　حسن سلطان را رخش آئینه
چونکه او هستی خود مفقود شد　　منتهای کار او محمود شد
زان قوی تر بود تمکین ایاز　　که بخوف از کبر کردی احتراز
او مهذب گشته بود و آمده　　کبر او نفس را گردن زده
یا پے تعلیم می کرد آن عمل　　یا برای حکمتی دور از امل
یا که دید چارقش زان شد پسند　　کز نسیم نیستی هستی ست بند
تا گشاید دخمه کان نیستی است　　تا بیابد زان نسیم عیش زیست
تا نبندد دخمه بر این بندگان　　تا بیابد بوی عیش آن جهان

جب تلک نے ہو کسی کو وہ فنا　　نے ہو درگاہ خدا مین وہ رسا
پس ہے معراج فلک اب نیستی　　عاشقون کا دین و مذہب نیستی
پوستین چپلی ہوئی از رہ نیاز　　عشق کے مسلک مین محراب ایاز
گرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا　　ظاہر و باطن لطیف و خوب تھا
بے ریا بے کبر و بے کینہ وہ تھا　　حسن شہ کو بس رخ آئینہ وہ تھا
اپنی ہستی سے کہ جو مفقود ہو　　کام اُسکا انتہا محمود ہو
اس لیے بہتر تھا تمکین ایاز　　کبر سے با خوف کرتا احتراز
نیک خصلت ہو کے بس آیا تھا وہ　　قتل کر کے کبر کو اور نفس کو
یا وہ حیلہ کرتا تھا تعلیم کو　　یا اُس حکمت کو کہ نا امید ہو
یا ہوئی دید اس کو چپلی کی پسند　　نیستی کی یاد سے ہستی ہے بند
تا کھلے دخمہ کہ رکھے نیستی　　تا ملے عیش و نسیم زندگی
یا یہ دخمہ باندھے ان مردون پہ راہ　　پائے اُس عالم کی بوے عیش و جاہ

۵ نفس کو الخ ۷ شعر اس نیستی سے نفس کو پھیرے کیون بیہوشی مین گیا بغیر حکم کے وہ نیستی چاہیے کہ حق سے ہو تاکہ اُس مین حق کے حسن کو دیکھے ترجمہ نہین ہے ممکن واسطے جن و انسان کے یہ کہ باہر جاوین قید و قطار زمانہ سے ترجمہ نہین باہر ہوتا ہے مگر ساتھ قدرت ہادی کے جو فضاے آسمان بلند سے نہین ہے ہدایت مگر سلطان نگہبان سے کہ نگہبانی کرے شہاب سے روح متقی تو جبتک کہ وہ فنا کسی کو نہ ہو وہ درگاہ خدا مین رسا نہ ہو پس معراج فلک کی اب نیستی ہے اور عاشقون کا دین و مذہب نیستی ہے یعنی عاشقون کی معراج قیامت ہے نیست ہو کر ہست ہوتا ہے تب جمال خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے پس یہ کمال درویشی کا ہے آگے اس کی مثال ہی فافہم ۱۲ ۵ شعر پوستین و چپلی از راہ نیاز کے عشق کے مسلک مین محراب ایاز ہوئی اگرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا اور ظاہر و باطن بہت لطیف خوب تھا بے ریا کبر و بے کینہ تھا اور حسن شاہ کے واسطے وہ رخ آئینہ تھا جو کہ اپنی ہستی سے مفقود ہوا اسکا کام انتہا مین محمود ہوا اسواسطے تمکین ایاز کا بہتر تھا اور بسبب خوف کے کبر سے احتراز کرتا تھا پس وہ نیک خصلت ہو کر آیا تھا اور کبر و نفس کو قتل کر کے یا وہ حیلہ کرتا تھا تعلیم کے واسطے یا اس حکمت کو کرتا ہے نا امید ہو یا اسکو دید چپلی کی پسند راہ ہوئی تھی کہ نیستی کی یاد سے ہستی بند ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵ تا کھلے الخ ۵ شعر تا دخمہ کھلے کہ نیستی رکھے تاکہ عیش و نسیم زندگی کی ملے تاکہ دخمہ ان مردون پر راہ باندھے اور اس عالم کی بوی عیش و جاہ کی پاوے اس جہان کا ملک و مال و سیم و زر ایک زنجیر جان کے پاؤن پہ ہے زنجیر زرین دیکھکر مغرور نہو اور جان سوراخ چاہ مین دہشت سے رہے [illegible] نقش نگار و باطن مین زہر سانپ کا یعنی ایاز جو کہ اپنی اصل کو دیکھتا تھا نیستی اسکو منظور تھی پس نیستی یاد کرنا اپنے میش نظر تھی کہ ادر جہ کمال کو پہونچے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ملک و مال اطلس و این مرحله / هست بر جان سبکرو سلسله
سلسله زرین بدید و غره گشت / ماند در سوراخ چاهی جان دشت
صورتش جنت بمعنی دوزخی / افعی پر زهر و نقش گلرخی
گرچه مومن را سقر ندهد ضرر / لیک هم بهتر بود زانجا گذر
گرچه دوزخ دور دارد زان نکال / لیک جنت به و فی کل حال
الحذر ای ناقصان زین گلرخی / که بگاه صحبت آن دوزخی
الفرار ای غافلان زین گلشنی / کو حقیقت بدترست از گلخنی
زینهار ای جاهلان زان گلشکر / که بسوزاند دهان را چون شرر
چند گویم من ترا کاین انگبین / زهر قتالست زان دوری گزین
لیک تلخ آمد ترا گفتار من / خواب می گیرد ترا انذار من
خواجه آخر یکزمان بیدار شو / وز حیات خویش برخوردار شو
هین روش برگیر و ترک ریش کن / وز فنا و نیستی تفتیش کن

اس جہان کا ملک و مال و سیم و زر / ایک ہو زنجیر جان کے پاؤن پر
غرہ ہو زنجیر زرین دیکھ کے / جان رہے سوراخ چہ مین دشت سے
صورت اس کی خلد دوزخ باطنا / نقش گلرو زہر باطن سانپ کا
گرچہ مومن کو نہ دوزخ سے ضرر / لیک بہتر ہو وے اس جا سے گذر
گرچہ دوزخ دور آفت سے رکھے / لیک بہتر خلد ہر حالت مین ہے
بھاگو اس گلرو سے تم ای ناقصو / وقت صحبت اس کو دوزخ جان لو
بھاگو اس گلشن سے تم ای غافلو / کہ حقیقت مین ہے گلخن سے دو
تم بچو اس گل شکر سے جاہلو / کہ جلائے مثل آتش منھ کو وہ
کب تلک تجھ سے کہون کہ یہ عسل / زہر قاتل ہے تو اس سے بچکے چل
پر تجھے کڑوا ہوا کہنا مرا / پند سے میرے تو سوتا ہو سوا
خواجہ آخر ایک دم بیدار ہو / اور حیات اپنی سے برخوردار ہو
اس روش پر چل تو داڑھی چھوڑ تو / اور فنا و نیستی مین جستجو

حکایت غلام هندو که به خواجه زاده خود پنهان هوس داشت چون دختر را با مهتر زاده عقد کردند غلام رنجور شد می گداخت کس علت او ندانست و او زهره گفتن نداشت

حکایت اس غلام ہندو کی کہ اپنی خواجہ زادی سے پوشیدہ عشق رکھتا تھا جو اس دختر کی شادی ساتھ ایک امیرزادہ کی ہو گئی غلام بیمار ہو کے دبلا ہونے لگا اور کسی نے مرض اسکا نجانا اور وہ مجال کہنے کی نہ رکھتا تھا

خواجه را بود هندو بنده ای / پروریده کرده او را زنده ای

ایک خواجہ کا تھا اک ہندو غلام / پالا خواجہ نے اسے با عیش تام

۵۱ گرچہ آخ ۵ شعر اگرچہ مومن کو دوزخ سے ضرر نہین لیکن بہتر ہووے اس جا سے گذرنا اگرچہ دوزخ آفت سے دور رکھتی ہو ولیکن خلد ہر حالت مین بہتر ہے اے ناقصو اس گلرو سے تم بھاگو کیونکہ وقت صحبت اسکو دوزخ جانو اے غافلو اس گلشن سے تم بھاگو کیونکہ حقیقت مین وہ بدتر گلخن سے ہے اے جاہلو اس گلشکر سے تم بچو کہ وہ منھ کو مانند آتش کے جلاتے باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ ۵۲ شعر کب تلک ، کہون کہ یہ عسل زہر قاتل ہے تو اس سے بچکر چل ولیکن میرا کہنا تجھے کڑوا ہوا کہ میری پند سے تو سوا سوتا ہے اے خواجہ تو ایکدم بیدار ہو اور اپنی حیات سے برخوردار ہو اس روش پر چل اور آرائش داڑھی کو چھوڑ اور فنا و نیستی مین جستجو کر یعنی اے طالبو اس دنیا سے بھاگو کہ یہ بصورت شکر زہر قاتل ہے بس تم بیدار ہو اور اپنی زندگی سے برخوردار ہو اور آرائش ریش و عمامہ کو ترک کر اور فنا و نیستی مین کوشش کر کہ یہ دنیا بظاہر محبوب ہے ولیکن بباطن آفت جان ہے آگے اس کا بیان ہو فافہم ۱۲ ۵۳ حکایت دوم ترک دنیا و حصول فنا و نیستی مین ۵۴ ایک خواجہ الخ ۹ شعر ایک خواجہ کا ایک ہندو غلام تھا کہ خواجہ نے اسے پالا تھا با عیش تمام علم و آداب سے باخبر کیا اور اس کے دل مین شمع ہنر روشن ہو ، بچپن سے نازمین پالا اور اس کے کنار لطف مین رہا اس خواجہ کی ایک دختر تھی رشک سیم اندام و خوبش گو ہری جب لڑکی گدرائی تو لوگ طالب ہوئے اور اس کا مہر زیادہ دینے لگے سرداروں کی جانب سے پیام آتے لڑکی کے واسطے ہر دن صبح و شام خواجہ نے کہا کہ مال کو قرار نہین ہے کہ دن کو آئے اور رات کو جائے ہزار حسن کا اعتبار نہین رکھتا ہے کہ چہرہ زرد ہو جائے نہ ہم بار کا پاسے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

علم و آدابش تمام آموخته　　در دلش شمع هنر افروخته
وہ ہوا علم و ادب سے باخبر　　دل مین روشن اُسکے ہوئی شمع ہنر

پروریده از طفولیت بناز　　در کنار لطفش آن اکرام ساز
بچپن سے ناز کے اندر پلا　　اور کنار لطف مین اُسکے رہا

بود ہم این خواجه را یک دختری　　سیم اندامی گشی خوش گوہری
اور ایک لڑکی بھی اُس خواجہ کی تھی　　رشک سیم اندام اور خوش گوہری

چون مراہق گشته دختر طالبان　　بدل میکردند کابین گران
لڑکی جب گدرائی تو طالب ہوئے　　مہر زیادہ اُس کا بس دینے لگے

میرسید از جانب ہر مہترے　　بہر دختر و میدم خواہشگرے
آتے سردارون کیجانب سے پیام　　واسطے لڑکی کے ہر دن صبح و شام

گفت خواجه مال را نبود قرار　　روز آید شب رود اندر ہزار
بولا خواجہ مال کو نے ہے قرار　　دن کو آئے رات کو جائے ہزار

حسن صورت ہم ندارد اعتبار　　که شود رخ زرد از یک زخم خار
حسن صورت کا نہ رکھے اعتبار　　زرد چہرہ ہو جو پائے زخم خار

سہل باشد نیز مہتر زادگی　　کو بود غره بمال از سادگی
ا۵ بھی امیری مہتری آسان ہے　　احمقی سے مال پر غرہ کرے

ای بسا مہتر پسر کز شور و شر　　شد ز فعل زشت خود ننگ پدر
شور و شر سے ای بہت مہتر پسر　　فعل بد سے خود ہوئے ننگ پدر

پر ہنر را نیز اگر چه شد نفیس　　کم پرست و عبرتی گیر از بلیس
پر ہنر گرچہ پسند اس کو کرے　　کم تو مان عبرت پکڑ ابلیس سے

علم بودش چون نبودش عشق دین　　او ندید از آدم الا نقش طین
علم تھا اُس کو نہ دین کا عشق تھا　　دیکھا آدم کو نہ نقش گل سوا

گرچه دانی دقت علم ای امین　　زانت نگشاید دو دیدہ غیب بین
گرچہ نکتہ علم کا جانے امین　　نے کھلے پر اُس سے چشم غیب بین

او نه بیند غیر دستاری و ریش　　از معرف پرسد از بیش و کمیش
وہ نہ دیکھے داڑھی پگڑی کے سوا　　پوچھے عارف سے کم و بیشی سوا

عارفان تو از معرف فارغی　　خود ہمی بینی که نوری بازغی
۵۲ عارفا فارغ ہے تو عرفان سے　　خود تو دیکھے نور اک روشن تو ہے

کار تقوی دارد و دین و صلاح　　که از و باشد بدو عالم فلاح
کام تقوی رکھے اور دین و صلاح　　کہ ہو اُس سے دونوں عالم میں فلاح

کرد یک داماد صالح اختیار　　که بد او فخر ہمہ خیل و تبار
اک کیا داماد صالح اختیار　　کہ وہ فخر خاندان تھا مرد کار

پس زنان گفتند کو را مال نیست　　مہتری و حسن و استقلال نیست
عورتین کہتین کہ وہ بے مال ہے　　حسن سرداری نہ استقلال ہے

گفت آنها تابع زہدند و دین　　بی زر او گنجی ست بر روی زمین
بولا یہ تابع ہین زہد اور دین کے　　گنج بے زر ہے وہ فرش خاک پے

چون بجد تزویج دختر گشت فاش　　دست پیمان و نشانی و قماش
ظاہر لڑکی کی نسبت جب ہوئی　　اور انگوٹھی اک نشانی کی چڑھی

پس غلام خواجه کاندر خانه بود　　گشت بیمار و ضعیف و زار زود
پس غلام خواجہ جو کہ گھر مین تھا　　زار و بیمار اور ضعیف از بس ہوا

---

۵۱ بھی امیری الخ ۶ شعر بھی امیری و مہتری آسان ہے کہ احمقی سے مال پر غرہ کرے ای بہت مہتر پسر شور و شر سے بسبب فعل بد کے خود ننگ پدر ہوئے ہین اگر پر ہنر اُس مہتری کو پسند کرے تو کم مان اور عبرت پکڑ ابلیس سے اسکو علم تھا دین کا عشق نہ تھا کہ آدم کو دیکھا نہ نقش گل کے سوا اگرچہ نکتہ علم کا جانے ولیکن نہ کھلے اُس سے چشم غیب بین وہ داڑھی پگڑی کے سوا نہ دیکھے اور عارف سے کمی و بیشی ہمیشہ پوچھے یعنی علم جاننے سے چشم غیب بین روشن نہین ہے پس طالب ریش و دستار نہین دیکھتا ہے وہ عارف سے کم بیشی ہمیشہ پوچھتا ہے کہ راہ سلوک کی ہلے آگے اُسکے حقائق مین فافہم ۱۲ ۵۲ عارفا الخ ۸ شعر اے عارف تو فارغ ہی عرفان سے تو خود دیکھتا ہے اور تو ایک نور روشن ہے کام تقوی و دین و صلاح رکھتا ہے کہ اُس سے دونون عالم مین فلاحیت ہو یعنی کام نور عرفان سے چلتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے ایک داماد صالح اختیار کیا کہ وہ مرد کار فخر خاندان تھا عورتین کہتی تھین کہ وہ بے مال ہے کہ حسن سرداری کا استقلال نہین رکھتا ہے کہا کہ یہ زہد دین کے تابع ہین اور وہ گنج بے زر ہے فرش خاک پر جب کہ لڑکی کی بظاہر نسبت ہوئی اور ایک انگوٹھی نشانی کی چڑھی جو کہ غلام خواجہ کا گھر مین تھا بیمار و زار و ضعیف از بس جو ادق والے کے مانند وہ گھلتا تھا کہ کم طبیب اُس رنج کو جانتے تھے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

همچو بیمار دقی او می گداخت | علت او را طبیبی کم شناخت
عقل می گفتش که رنجش از دل است | دارو تن در غم دل باطل است
آن غلام از غم نزد از حال خویش | گرچه می آمد و را در سینه ریش
گفت خاتون را شبی شوهر که تو | باز پرس اندر خلا احوال او
تو بجای مادری او را بود | گر غم خود پیش تو پیدا کند
چونکه خاتون کرد در گوش این کلام | روز دیگر رفت نزدیک غلام
آن چنانکه مادران مهربان | نرم کردش تا در آمد در بیان
هم سرش را شانه میکرد آن ستی | با دو صد مهر و دلال دوستی
گفت امید من از تو این نبود | که دهی دختر به بیگانه عنود
خواجه زادی ما و ما خسته جگر | حیف نبود کو رود جای دگر
خواست آن خاتون ز خشمی کاندرش | که زند وز بام زیر اندازدش
کو که باشد هندوی مادر غری | کو طمع دارد ز خواجه دخترے
گفت صبر اولی بود خود درگرفت | گفت با خواجه که بشنو این شگفت
اینچنین گرگی رهی خائن ببین | ما گمان برده که او باشد امین
حال خود را این چنین گفت او مرا | خواستم کز خشم بکشم مر ورا

مثل دق والے کے بس گھلتا تھا وہ | جانتے تھے کم طبیب اُس رنج کو
عقل کہتی رنج دل اُس کو ہوا[۵] | تن کی دارو رنج دل میں ناروا
کچھ نہ اُس چاکر نے حال اپنا کہا | گرچہ زخمی اُس سے دل اُسکا ہوا
بولا خواجہ اپنی عورت سے کہ تو | پوچھ خلوت میں ذرا اسکے حال کو
جو تو اُس چاکر کی ہے ماں کی جگہ | کہ وہ تجھ سے حال غم اپنا کہے
جب یہ خاتون نے سنا اُس سے کلام | دوسرے دن آئی نزدیک غلام
مثل[۹] مادر مشفقہ کے نرم اسے | بس کیا تا حال اپنا وہ کہے
سر میں کنگھی اُس کے بس کرتی تھی | ساتھ دو سو مہر کے وہ نیک ستی
بولا نے امید مجکو تم سے تھی | کہ یہ لڑکی غیر کو تم دیدو گی
خواجہ زادی میری میں خستہ جگر | کیوں نہ حیف آئے کہ جائے غیر گھر
چاہا خاتون نے جو خشم آیا اُسے | کہ میں ماروں یا گراؤں بام سے
کہ وہ مادر چود اور ہندو غلام | لیتا ہے از رہ طمع لڑکی کا نام
سوچی بہتر صبر تھا ما آپ کو | بولی خواجہ سے نئی بات اک سنو
دیکھو ایسا نائی خائن بالیقین | تھا گمان ہمکو کہ وہ ہووے امین
حال اپنا یہ کہا اُس نے مجھے | میں نے چاہا ماروں غصہ سے اُسے

صبر فرمودن خواجه مادر دختر را که غلام را زجر مکن که من او را بی زجر به تدبیر از این طمع باز دارم

صبر فرمانا خواجہ کا مادر دختر کو کہ غلام کو مت دھمکا کہ میں اسکو بے دھمکائے ساتھ ایک تدبیر کے اس طمع سے باز رکھوں گا

۵۱ عقل کہتی تھی الخ **۵ شعر** عقل کہتی تھی کہ اس کو رنج دل کا ہوا پس تن کی دارو رنج دل کے واسطے ناروا ہے کچھ اُس غلام نے حال اپنا نہ کہا اگرچہ اس کا دل اُس سے زخمی ہوا خواجہ نے اپنی عورت سے کہا کہ تو خلوت میں پوچھ اُس کے حال کو جو تو اس غلام کی ماں کی جگہ ہے تو وہ تجھ سے اپنا حال کہے گا جب کہ خاتون نے یہ اس سے کلام سنا دوسرے دن نزدیک غلام کے آئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **۵۲** مثل مادر الخ **۹ شعر** مادر مشفقہ کے مانند اسے نرم کیا تاکہ وہ اپنا حال کہے سر میں اسکے کنگھی وہ کرتی تھی ساتھ دو سو محبت کے غلام نے کہا کہ مجھ کو تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم یہ لڑکی غیر کو دو گی وہ میری خواجہ زادی اور میں خستہ جگر مجھے کیوں نہ افسوس آئے کہ غیر کے گھر جائے خاتون نے چاہا جو اُس کو غصہ آیا کہ میں ماروں یا گراؤں بام سے کہ وہ مادر بخطا اور ہندو غلام کہ از راہ طمع کے لڑکی کا نام لیتا ہے سوچی کہ صبر بہتر ہے اور آپ کو تھاما اور خواجہ سے کہا کہ ایک بات نئی سنو ایسا نائی خائن کو دیکھو ہم کو گمان تھا کہ وہ امین ہووے اُس نے یہ حال اپنا مجھ سے کہا میں نے چاہا کہ غصہ سے اُسے ماروں آگے صبر فرمانا خواجہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت خواجہ صبر کن او را بگو — که از و برهم و بدهیمش به تو
تا به مکر این از دلش بیرون کنم — تو تماشا کن که دفعش چون کنم
تو دلش خوش کن بگو میدان درست — که حقیقت دختر ما آن تست
ما ندانستیم ای خوش مشتری — چونکه دانستیم تو اولی‌تری
آتش ما هم درین کانون ما — لیلی آن ما و هم مجنون ما
تا خیال و فکر چون بر وے زند — فکر شیرین مرد را فربه کند
جانور فربه شود لیک از علف — آدمی فربه ز عزت و شرف
آدمی فربه شود از راه گوش — جانور فربه شود از حلق و نوش
گفت آن خاتون کزین ننگ مهین — خود زبانم می نجنبد اینچنین
اینچنین ژاژے بخایم بهر او — که بمیر این خائن ابلیس خو
گفت خواجه نی مترس و دم دهش — تا رود علت ازو زین لطف خوش
دفع او را دلبرا بر من نویس — هل که صحت یابد این باریک ریش
چون بگفت آن خسته را خاتون چنین — می نگنجید از تبختر بر زمین
فربه و زفت آمد و سرخ و شگفت — چون گل سرخ و هزاران شکر گفت
که گهے میگفت کے خاتون من — که مبادا باشد این افسون و فن
لیک خاتون حزم میگفتش که ما — در پے آنیم فارغ باش ها

بولا[۵۱] خواجہ صبر کر اُس کو کہو — کہ چھڑائیں اُس سے اور دین تجھکو وہ
تا بحیلہ دور اُس سے یہ کرون — دیکھ اُس کو دفع کیسے کرتا ہون
کر دل اُس کا خوش کہ وہ سچ جان لے — کہ یہ لڑکی میری تیری ملک ہے
ہم نہین تھے جانتے اے مشتری — جب کہ جانا تجھکو ہوا اولی تری
آگ[۵۲] اپنی بھٹی اپنی مین رہے — لیلی ملک اپنی ہو اپنا قیس ہے
تا خیال اور فکر جو آئے اُسے — فکر شیرین مرد کو فربہ کرے
جانور فربہ ہو کھانے کاہ سے — آدمی فربہ ہو عز و جاہ سے
آدمی فربہ ہوا از رہ گوش کے — جانور فربہ ہو حلق و نوش سے
بولی خاتون کہ یہ بدتر شرم ہے — خود زبان میری نہ ایسا کہہ سکے
ایسی بیہودہ بکون اُسکے لئے — کہ وہ خائن وا شیطان خود مرے
بولا[۵۳] خواجہ مت ڈرے دم دے اُسے — تا وہ علت اسکی جائے لطف سے
دفع مین اُسکے تو احسان مجھ پہ کر — چھوڑ صحت پائے یہ نادان پیر
جو کہا خستہ سے یہ خاتون نے — نے خوشی سے وہ سمائے خاک پے
فربہ اور موٹا ہوا اور سُرخ رو — اور کھلا چون گل ہوا سو شکر گو
گاہے گاہے کہتا اے خاتون میری — کہ مبادا یہ نہو افسون گری
لیک[۵۴] خاتون کہتی تھی مضبوط ہو — کہ مین ہون اس فکر مین بے غم رہو

۵۱ بولا خواجہ الخ ۴ شعر خواجہ نے کہا کہ اس کو کہو کہ صبر کر کہ اُس سے چھڑائین اور وہ تجکو دین کہ مین حیلہ سے یہ اُس سے دور کردون اور تو دیکھ کہ اس کو کیسے دفع کرتا ہون اُس کا دل خوش کر الا وہ سچ کہ کہ یہ میری لڑکی تیری ملک ہے ہم نہین جانتے تھے اے مشتری جب کہ جانا تو اولی تر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ آگ اپنی الخ ۶ شعر اپنی آگ اپنی بھٹی مین رہے لیلی اپنی ملک اور مجنون اپنا ہے اخیال و فکر اُسے آئے کہ فکر شیرین فربہ مرد کو کرتی ہے جانور فربہ گھاس کھانے سے ہوا اور آدمی فربہ عز و جاہ سے ہوا آدمی فربہ از راہ گوش کے ہو جانور فربہ حلق و نوش سے ہو خاتون نے کہا کہ یہ بدتر شرم ہے تحقیق میری زبان ایسا نہیں کہہ سکے گی اُس کے واسطے ایسا بیہودہ بکون کہ وہ خائن و شیطان خود مرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولا خواجہ الخ ۵ شعر خواجہ نے کہا کہ تو مت ڈر اور اُسے دم دے تا کہ وہ علت اُس کی جائے لطف سے اس کی دفع مین تو احسان مجھ پر کر اور چھوڑ کہ صحت یہ نادان پائے جو خاتون نے یہ خستہ جگر سے کہا وہ خوشی سے پھولا نہین سماتا تھا خاک پر وہ فربہ موٹا و سرخ رو ہوا اور گل کے مانند کھلا و سو شکر گذار رہا کبھی کبھی کہتا کہ اے خاتون میری مبادا یہ افسون گری نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۴ لیک خاتون الخ ۶ شعر ولیکن خاتون کہتی تھی کہ مضبوط ہو کہ مین اس فکر مین ہون تو بے غم رہو خواجہ نے دیکھا کہ وہ فربہ ہوا اور مرض اُس سے گیا و پھرنے لگا وہ تسلی مکر سے اُس کو دیتا کہ وہ خوش ہوتا زیادہ مانند مرغ کے خواجہ نے تسکین دی اور دعوت کی کہ فرج کی شادی کرون اور خوشی ایک جماعت مکر سے مژدہ دیتی کہ فرج تجھے شادی مبارک ہو تا کہ فرج کو یقین ہوا کہ کچھ مرض اُس کو باقی نہین رہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

خواجه چون دیدش که سرخ و زفت گشت	رفت از وی علت و آمد بشست	دیکھا خواجہ نے کہ وہ فربہ ہوا	اور مرض اس سے گیا بھرنے لگا
او دلش دادی بشیر و فسون	تا فزون شد نشاط عشق و جنون	وہ تسلی دیتا اس کو مکر سے	ہو ناخوش زیادہ وہ مثل مرغ
خواجه جمعیت بکرد و دعوتی	که همی سازم فرح را وصلتی	خواجہ نے تسلیم کی دعوت کیا	کہ کرون شادی فرح کی اور خوشی
تا جماعت مژده میدادند گال	کای فرح بادت مبارک اتصال	اک جماعت مژدہ دیتی یکسرے	کہ مبارک ہو فرح شادی تجھے
تا یقین شد مر فرح را این سخن	علت از وی رفت کل از بیخ و بن	تا فرح کا بس ہوا اس سے یقین	کچھ مرض اسکو رہا باقی نہین
بعد از آن اندر شب عشرت لگن	امردی را بست حنا همچو زن	بعدہ شادی کی شب حیلہ کیا	باندھی اک امرد کے مثل زن حنا
پر نگارش کرد ساعد چون عروس	ماکیان بنمودش و داد خروس	مثل دولہن اسکے ہاتھونکو رنگا	مرغی بتلائی اسے مرغا دیا
مقنعه و حله عروسانه نکو	کنگ امرد را بپوشانند رو	چادر و زیور عروسانہ پنہا	اک قوی امرد کا بس گھونگھٹ کیا
شمع را هنگام خلوت زد کشتا	ماند هندو با چنان کنگ درشت	وقت خلوت جلد شمع گل کری	وہ رہا ہندو ہی ہمراہ قوی
هندوک فریاد میکرد و فغان	از برون نشنید کس از کف زنان	ہندو بس کرتا تھا فریاد و فغان	سننے سے باہر بجا کر تالیان
ضرب کف و دف نعره مرد و زنا	کرد پنهان نعرهٔ آن نعره زن	مرد و زن نے دف بجا اور تالیان	شور سے نعرہ کیا اسکا نہان
تا بروز آن هندوکی می فشاند	چون بود در پیش سگ انبان آرد	صبح تک ہندو کی وہ تھا پھاڑتا	تھیلا آٹے کا ہو جون سگ چیرتا
روز آوردند طاس و بارغ رفت	رسم داماد آن فرح حمام رفت	ڈھول و تاشے لائے دنکو اور گیا	وہ فرح حمام کو داماد سا
رفت در حمام پس رنجور جان	کون دریده همچو دلق تونیان	بس گیا حمام مین رنجور جان	کون دریدہ مثل دلق رہزنان
آمد از حمام در گردک فسوس	پیش او بنشست دختر چون عروس	آیا خلوت گہ مین وہ حمام سے	مثل دلہن بیٹھی لڑکی سامنے
مادرش آنجا نشسته پاسبان	که مبادا او کند روز امتحان	اسکی ماں بیٹھی وہاں ہو پاسبان	کہ کرے دن مین مبادا امتحان
ساعتی در وی نظر کرد از عناد	دا گهانش هر دو دستش ده مباد	دشمنی سے اسکو دیکھا اک گھڑی	اور اسدم اس سے بس نفرت کری
گفت خود را کس مباد اتصال	با چو تو ناخوش عروس بدخصال	بولا خود سے نے کوئی ہرگز ملے	تجھ سے دلہن ناخوش و بدفعل سے
روز زیبا چون نکورویان تر	کیر و زشت شب بتر از کیر خر	دن کو زیبا جون نگار سیمبر	کیر خر سے کیر تیرا شب بتر

سے ۱ بعدہ آلخ ۷ **شعر** بعدہ شادی کی شب حیلہ کیا کہ ایک امرد کے مثل زن کے حنا لگائی اور دلہن کے مانند اس کے ہاتھون کو رنگا مرغی بتلائی اور اسے مرغا دیا چادر و زیور عروسانہ پنہا کر ایک قوی مرد کا گھونگھٹ کیا خلوت کے وقت جلد شمع گل کری وہ ہندو رہا ہمراہ ایک قوی کے ہندو ازبس فریاد و فغان کرتا تھا باہر سنتے نہ تھے تالیان بجا کر اس کا نعرہ شور سے پوشیدہ کیا صبح تک وہ ہندو کی پھاڑتا تھا جیسے تھیلا آٹے کا سگ چیرتا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **سے ۲** ڈھول آلخ ۵ **شعر** ڈھول و تاشہ دن کو لائے وہ فرح حمام کو گیا داماد کے مانند پس گیا حمام میں رنجور جان و کون دریدہ دلق رہزنون کے مانند خلوتگاہ مین حمام سے آیا دلہن کے مانند لڑکی سامنے بیٹھی اور اس کی ماں وہان پاسبان ہو کر بیٹھی کہ مبادا دن مین امتحان کرے ایک ساعت اس کو دشمنی سے دیکھا اور اس سے نفرت کی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **سے ۳** بولا خود سے آلخ ۴ **شعر** خود سے کہا کہ ہرگز کوئی نہ ملے تجھ سی دلہن ناخوش و بدفعل سے دن کو زیبا مانند نگار سیمبر کے ہو شب کو تیرا کیر کیر خر سے بدتر آگے اسکے حقائق ہین ایسے ہی اس جہان کی سب نعمتین ہین کہ امتحان سے پہلے بہتر دکھائی دیتی ہین آگے مثال ہے جیسے نظر مین دور سے آب دکھتا ہو جو نزدیک جائے تو وہ سراب ہے یعنی اسطرح دنیا کی سب نعمتین بظاہر خوش و زیبا معلوم ہوتی ہین اور آخر کار بد و بدتر ہین آگے اصل حقیقت کا بیان ہے فافہم ۱۲

ہمچنین جملہ نعیم این جہان ۔ بس خوش است از دور پیش از امتحان
اس جہان کی ایسی ہی نعمتیں ۔ امتحان سے پہلے ہیں بہتر دکھیں

می نماید در نظر از دور آب ۔ چون روی نزدیک آن باشد سراب
بس نظر میں دور سے دکھتا ہے آب ۔ جائیے جو نزدیک تو وہ ہی سراب

در حقیقت حکایت و بیان آنکہ ہر نفسی ہمچو آن ہندو مبتلا است

حقیقت مین حکایت کے اور بیان اُس کا کہ ہر نفس مانند اُس ہندو کے مبتلا ہے

گنده پیریست او و از بس چاپلوس ۔ خویش را جلوه دہد چون نو عروس
ایک بڑھیا بد نما مکار ہے ۔ مثل دلہن آپ کو زیبا رکھے

ہین مشو مغرور آن گلگونہ اش ۔ نیش نوش آلوده او را مچش
اُسکے گلگونہ پر مت مغرور ہو ۔ مت چکھو نوش اُسکے نیش آلود کو

تا نیفتی چون فرج اندر حرج ۔ صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
چون فرج کے تو پڑے اندر حرج ۔ صبر کر کالصبر مفتاح الفرج

آشکارا دانہ پنہان دام او ۔ خوش نماید ز اولت انعام او
دانہ ظاہر دام اسکا مستتر ۔ پہلے انعام اُسکا خوش آوے نظر

چون بپیوستی بدام اے ہوشیار ۔ چند نالی و ندامت زار زار
دام مین اُسکے پھنسے جو ہوشیار ۔ پس ندامت سے وہ روئے زار زار

نام میری و وزیری و شہی ۔ نیست الا درد و مرگ و جاندہی
نام میری و وزیری و شہی ۔ نہ ہی یہ ہے درد و مرگ و جاندہی

بنده باش و بر زمین رو چون سمند ۔ چون جنازه نے کہ بر گردن نہند
بنده ہو اور چل زمین پر جوں سمند ۔ چون جنازه مت ہو کہ گردن پہ بار

جملہ را حمال خود خواہد کفور ۔ بار مردم گشتہ چون اہل قبور
سب کو حمال اپنا چاہیں کافران ۔ بار مردم ہو وین مثل مردگان

بر جنازه ہر کہ را بینی بخواب ۔ فارس منصب شود عالی رکاب
خواب مین جسکا جنازه دیکھے تو ۔ منصب عالی پہ پہونچے وہ نکو

زانکہ آن تابوت بر خلق است بار ۔ بار بر خلقان نہادند این کبار
وہ جنازه خلق پر ہے کیونکہ بار ۔ بار رکھتے خلق پر ہین یہ کبار

بار خود بر کس منہ بر خویش نہ ۔ سروری را کم طلب درویش بہ
بار اپنے پر تو رکھ نے غیر پے ۔ سروری مت چاہ درویشی تو لے

مرکب اعناق مردم را مپای ۔ تا نیاید نقرس اندر دو پای
گردن مردم کو مت گھوڑا بنا ۔ دونون پاؤن مین ہو نہ نقرس دے بنا

مرکبی را کآخرش تو ره دہی ۔ کہ بشہری مانی و ویرانہ ہی
ایسا گھوڑا کہ تو چھوڑیگا اُسے ۔ کہ تو دیکھے شہر ویران گانوں سے

زو دہش اکنون کہ چون شہر است این ۔ تا نیاید رخت در ویران کشود
چھوڑ اس کو شہر جو تجکو دکھا ۔ سامان تو ویرانے مین نے رکھنا ذرا

سلہ ایک بڑھیا الخ ٣٢ شعر دنیا ایک بڑھیا بد نما و مکار ہے اور مثل دلہن کے خود کو زیبا رکھتی ہے اُس کے گلگونہ پر مغرور مت ہو اور مت چکھے اُس کے نوش نیش آلود کو کہ فرج کے مانند تو حرج مین پڑے صبر کر ترجمہ جیسے کہ صبر کی کنجی کشادگی کی ہے یعنی حصول دنیا مین تو صبر کر کہ بہتر ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ١٢ سلہ دانہ ظاہر الخ ٤ شعر اس کا دانہ ظاہر اور دام پوشیدہ کہ اول انعام اسکا خوش نظر آتا ہے جو ہوشیار اُس کے دام مین پھنسے پس وہ ندامت سے زار زار روئے تمام امیری وزیری و شاہی نہین ہے و لیکن درد و مرگ و جاندہی ہو تو بندہ ہو اور زمین پر چل اسپ کے مانند اور جنازے کے مانند گردن پر بار مت ہو کافر سب کو اپنا حمال جانتے ہین کہ بار مردم کے ہو وین مردون کی مانند اُسکے اسکی مثال ہے تو خواب مین جسکا جنازہ دیکھے وہ منصب عالی پر پہونچے کیونکہ وہ جنازہ خلق پر بار رکھتی ہین یعنی آسودگی دنیا کی ایک نام ہے کہ ہر ایک اُسمین پھنستا ہو اور اپنا بار سب پر رکھتا ہو آگے اسکے حقائق ہین فافہم ١٢ سلہ بار اپنے پر الخ ٥ شعر تو خود پر بار رکھ غیر پر نہین اور سرداری مت چاہ درویشی لے مردم کی گردن کو گھوڑا مت بنا تا کہ تیرے دونون پاؤن مین نقرس نہ ہو جائے ایسا گھوڑا کہ تو اُسے چھوڑیگا کہ شہر دکھتا ہے اور ویران گانون ہے تو اس کو چھوڑ کہ جب تجھے شہر دکھا سامان ویرانی مین رکھتا روا نہین اسکو چھوڑ سو گلستان سمجھے ہین تا کہ تو عاجز و ویران نہ رہے پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ خدا سے اگر جنت تو چاہتا ہے تو کچھ کسی سے مت چاہ اور تو سچا ہے مین تیرا کفیل ہون جنت الماوی و دیدار خدا کا یعنی تو خدا پر بھروسا کر اور کسی سے کچھ نہ چاہ کہ وہ کفیل و وکیل ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ١٢

ده دهش اکنون که بس پاکیزه است　　تا نمانی عاجز و ویران و پست
چھوڑ اس کو سو گلستان ہو تجھے　　تا نہ عاجز اور ویران تو رہے

گفت پیغمبر که جنت از اله　　گر همی خواهی ز کس چیزی مخواه
بولے پیغمبر کہ جنت از الٰہ　　گر تو چاہے کسی سے کچھ نہ چاہ

چون نخواهی من کفیلم مر ترا　　جنت المأوی و دیدار خدا
جو نچاہے تو کفیل ہوں میں ترا　　جنت الماوی و دیدار خدا

آن صحابی زان کفالت شد عیار　　تا یکی روزے که گشته بد سوار
اک صحابی اس کفالت سے ہوا　　ممتحن بس اک سوار اسپ تھا

تازیانه از کفش افتاد راست　　خود فرود آمد ز کس چیزے نخواست
کوڑا اُسکے ہاتھ سے جو گر پڑا　　اُترا خود نے کی کسی سے التجا

آنکه از دادش نیاید هیچ بد　　داند او بی خواهشی خود میدهد
داد سے اُسکے نہ آئے کچھ بُرا　　جانے وہ بے مانگے دیتا ہے خدا

ور بامر حق بخواهی هم رواست　　آنچنان خواهش طریق انبیاست
گر تو چاہے حکم حق سے ہے روا　　جیسے خواہش ہے طریق انبیا

بد نماند چون اشارت کرد دوست　　کفر ایمان شد چو کفر از بهر اوست
بد نہو جو ہو اشارہ یار سے　　کفر ایمان ہو جو ہو اُسکے لئے

هر بدی که امر او پیش آورد　　آن ز نیکی های عالم بگذرد
جو بدی کہ حکم سے اُس کے کرے　　وہ تمام عالم کی نیکی سے بڑھے

زان صدف گر خسته گردد نیز پوست　　ده مده که صد هزاران دُر دروست
وہ صدف ٹوٹے اگرچہ پوست ہے　　چھوڑ مت اُسکو وہ لاکھوں دُر رکھے

این سخن پایان ندارد باز گرد　　سوی شاه و هم مزاج یار گرد
بات یہ بے انتہا ہے لوٹ تو　　ہم مزاج یار ہو جا شہ کے سو

باز رو در کان چو زر ده دهی　　تا رهد دستان تو از ده دهی
پھر جا خالص زر سا اندر کان کے　　چھوٹنے سے مکر تیرا تا چھٹے

صورتی را چو در دل ره دهند　　از ندامت آخرش هم وادهند
صورت بد کو جو دل میں رہ دیں　　بھی ندامت سے اُسے پس چھوڑ دیں

دزد را چون قطع تلخی می زند　　ذوق دزدی را چو زن ده میدهد
چور کو جو رنج کٹنے کا بڑھے　　ذوق دزدی مثل زن کی چھوڑ دے

دیده و ده دادن از دست حزین　　ده بدادن زین بریده دست بین
دست غمگین سے دکھائے چھوڑنا　　دیکھو دست قطع سے نے چھوڑنا

همچنین قلاب و خونی دل نهند　　وقت تلخی عیش را ده میدهند
ایسے ہی مکار و خونی عیب جو　　وقت سختی چھوڑتے ہیں عیش کو

توبه می آرند هم پروانه وار　　باز نسیان میکشد شان سوی کار
مثل پروانہ کے بس توبہ کریں　　بھول کر پھر کام میں اپنے پڑیں

همچو پروانه ز دور آن نار را　　نور دیده بسته آن سو بار را
دور سے پروانہ وار آس نار کو　　نور دیکھیں اور باندھے اسکے سو

چون بیاید سوخت پرش وا گریخت　　باز چون طفلان فتاد و ملح ریخت
جو جلا پر اُس کا تو واپس پھرے　　مثل طفلان پھر پھریں روتے ہوئے

ـلـ ۵۱ اک صحابی الخ ۶ شعر ایک صحابی اس کفالت سے ممتحن ہوا کہ ایک دن سوار اسپ پر تھا جو کوڑا اُس کے ہاتھ سے گر پڑا خود اُترا اور کسی سے التجا نہ کی اس کی داد سے کچھ بُرائی نہ آئی جو وہ جانے کہ خدا بے مانگے دیتا ہے اگر تو حکم خدا سے چاہے روا ہے جیسے خواہش طریقہ انبیا کا ہے وہ بد نہ ہو جو یار سے اشارہ ہو کفر ایمان ہو جائے جو اسکے واسطے ہو جو بدی کہ اُسکے حکم سے کرے وہ تمام عالم کی نیکی سے بڑھی یعنی بغیر خدا کے کسی سے نہ چاہو اور اگر چاہتا ہے تو اس کے حکم سے چاہ کہ وہ بُرا نہیں ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ـلـ ۵۲ وہ صدف الخ شعر وہ صدف اگرچہ ٹوٹ گئے کہ پوست ہے تو اُس کو مت چھوڑ کہ لاکھوں گوہر رکھے بات یہ بے انتہا ہے اور ہم مزاج یار کا ہو اور شاہ کی جانب جا زر کی مانند پھر جا اندر کان کے کہ تیرا مکر چھوٹنے سے چھٹے صورت بد کو جو دل میں راہ دیں بھی ندامت سے اُسے چھوڑ دیں جیسے چور رنج کٹنے کا بڑھاتا ہو مثل زن کے ذوق دزدی کو چھوڑ دے دست غمگین سے چھوڑنا دیکھا ہے دست قطع ہے دیکھ نہ چھوڑنا یعنی اپنی اصل کی جانب لوٹ جا کہ تا تو مکر دنیا سے چھٹے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ـلـ ۵۳ ایسے ہی ہے الخ ۵ شعر ایسے ہی مکار و خونی عیب جو وقت سختی سے چھوڑتے ہیں مثل پروانے کے توبہ کریں اور بھول کر پھر کام میں اپنے پڑیں پروانہ کے مانند دور سے اس نار کو نور دیکھیں اور اُس کی جانب جائیں جو پر ان کا [illegible] تو واپس پھرے اور لڑکوں کے مانند پھر روتے ہوئے پھریں پھر کہ دوبارہ فائدہ کی طمع پر خود کو جلا لیں یعنی شمع پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بار دیگر بر گمان طمع سود　　خویش را اندر لہیب شمع زود
بار دیگر سوخت پروانہ گسست　　باز گردش حرص دل ناسی و مست
آن زمان کز سوختن وامی جہد　　ہمچو ہندو شمع را دہ میدہد
ای رخت تابان چو شمع دلفروز　　وی لصحبت کاذب و مغرور سوز
بازش از یادش رود توبہ و انین　　کادھن الرحمن کید الکافرین

پھر دوبارہ فائدہ کی طمع پے　　جلد ڈالیں خود کو شعلہ شمع پے
پھر دوبارہ پر جلے واپس پھرے　　حرص سے پھر مست اور غافل بنے
جب کہ جلنے سے ہیں واپس بھاگتے　　مثل ہندو شمع کو ہیں چھوڑتے
اے ترا رخ مثل شمع دلفروز　　اسی تو صحبت میں ہے کاذب جانسوز
یاد میں اس کی نہ پھر توبہ انین　　کادھن الرحمن کید الکافرین

در بیان عموم آیہ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاہا اللہ

بیان میں عام تاویل آیہ کے کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاہا اللہ

کلما ہم اوقدوا نار الوغی　　اطفاء اللہ نارہم حتی انطفا
عزم کردہ کہ دلا اینجا مایست　　گشتہ ناسی زانکہ اہل عزم نیست
چون نبودش تخم صدقی کاشتہ　　حق بران نسیان آن بگماشتہ
گرچہ بر آتش زنہ دل می زند　　آن ستارش را کف گل میزند

کلما ہم اوقدوا نار الوغی　　اطفاہا اللہ نارہم حتی انطفا
جو کیا عزم اس جگہ مت ٹھہر دلا　　مٹ گیا تو کب وہ اہل عزم تھا
تخم صدق اس کا نہ تھا بویا ہوا　　اس پہ حق نے بھولنا غالب کیا
گرچہ دل چقماق کے اوپر رکھے　　خاک وہ اسکے ستارہ پہ دھرے

آتش زدن در شب و کشتن دزد آتش را و غفلت آن مرد

آگ جھاڑنا شب میں اور بجھانا چور کا اس آگ کو اور غفلت اس مرد کی

رفت دزدی شب بخانہ یک سترگ　　از رہ پنہان در آمد ہمچو گرگ
سرفہ بشنید شب آن مستمند　　برگرفت آتش زنہ کآتش زند
میزد آتش بہر شمع افروختن　　تا سر آواز او بیند علن
دزد آمد در زمان پیشش نشست　　چون گرفتی سوختہ میکرد پست

پارسا کے گھر میں چور اک شب گیا　　گرگ کے مانند پوشیدہ گھسا
کھانسی اس کی رات کو اُس نے سنی　　جھاڑنے کو آگ کے چقماق لی
شمع روشن کرنے آتش جھاڑتا　　دیکھے بھید آواز کا تا ظاہرا
چور اس دم بیٹھا اُسکے پاس آ　　ہوتا جب روشن بجھاتا سوختہ

ف ۱ پھر دوبارہ ہم شعر دوبارہ پر جلے واپس پھرے حرص سے پھر مست وغافل رہے جب کہ جلنے سے واپس بھاگتے ہیں ہندو کے مانند شمع کو چھوڑتے ہیں آگے حقائق ہیں اے تیرا رخ مانند شمع دل افروز کے اے تو صحبت میں کاذب وجانسوز ہے اسکی یاد میں توبہ و یقین تمام رہے ترجمہ سست کیا رحمٰن نے مکر کافروں کا یعنی اہل دنیا مثل پروانہ کے طمع سے شمع دنیا پر دوڑتے ہیں اور بعد تکلیف پہونچنے کے توبہ کر کے چھوڑتے ہیں اور پھر طمع سے اسکی جانب رجوع کرتے ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف ۲ کلما ہم آخ ۳ شعر ترجمہ جس وقت کہ وہ روشن کریں آتش کو واسطے لڑنے کے بجھا دے اُن کی آتش اللہ یہاں تک کہ ٹھنڈی کرے جو عزم کیا اس جگہ تو مت ٹھہر اگر عزم مٹ گیا صاحب عزم کب دل تخم صدق کا بویا ہوا نہ تھا اسپر حق نے بھولنا غالب کیا آگے اس کی مثال ہے اگرچہ دل چقماق کے اوپر رکھے وہ خاک اس کے ستارہ پر رکھے یعنی جو کوئی طلب حق میں صادق نہیں ہے حق اس کی یاد بھلا دیتی ہے آگے اس کی مثال ہے حکایت چور کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف ۳ پارسا کے آہ ۶ شعر ایک شب چور پارسا کے گھر گیا اور مانند گرگ کے پوشیدہ گھسا اس کی کھانسی رات کو اس نے سنی آگ جھاڑنے کو چقماق لی شمع روشن کرنے کے لئے آتش جھاڑتا کہ تا بھید چور کا ظاہر دیکھے اس دم چور اس کے پاس آکر بیٹھا جب پر روشن ہوتا سوختہ بجھاتا اس جگہ انگلی رکھ کر بجھاتا استارہ آتش کا تھا ہو رہے وہ اپنی انگلی کا سرا رکھتا اور اس نور کو انگلی سے فنا کرتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف جس وقت روشن کریں آگ کو واسطے لڑائی کے اللہ بجھاوے اُسے ف جس وقت کہ وہ روشن کریں آگ کو واسطے لڑائی کے بجھاوے انکی آگ اللہ یہاں تک کہ ٹھنڈی کرے ۱۲

یا گر ترا زوے اگر تانے برد — چون روی چون در کفش تیغی بود
در عدم بودی نرستی از کفش — از کف او چون رہی ای دوست خویش
پس کمین و قعش چو بودی بیجنگ — سوی او کش در ہوا تیر خدنگ
آرزویش گر بود دیگر نخست — پیش عدلش خون تقوی ریختن
این جہان دام است و دانہ آرزو — در گریز از دامہاے آرزو
چون چنین رفتی بدیدی صد گشاد — چون شدی سوی ضد آن دیدی فساد
چون شدی ضد بدانی ضد آن — ضد را از ضد شناسی ای جوان
پس پیمبر گفت استفت القلوب — گرچہ مفتی شان برون گوید خطوب

پاکر بھاگ اس سے اگر سکتا ہو تو — لینے جائے ہاتھ مین سے اسکے تو
نے عدم مین چھوٹ سکتا تھا اسکے — ہاتھ سے اسکے سے چھوٹے کس طرح
مثل نمرود اس کو دے قوت بہ جنگ — اسکی جانب مار تو تیر خدنگ
آرزو رکھتا ہے اس سے بھاگنا — آگے عدل اسکے کے تقوی ہارنا
یہ جہان دام اسکا دانہ آرزو — حرص کے دانہ سے جا ری بھاگ تو
جو گیا تو ایسا دیکھے سو خوشی — ہو گیا تو ضد مین وہ آفت دیکھی
جو گیا تو ضد مین اسکی ضد کو جان — ضد سے تو پہچان ضد کو اے جوان
پس پیمبر بولے استفت القلوب — گرچہ مفتی دیوے باہر سے خطوب

در بیان حدیث استفت قلبک و لو افتاک المفتون

حدیث کے بیان مین استفت قلبک ولو افتاک المفتون

گفتہ است استفت قلبک آن رسول — گرچہ مفتی ات برون گوید فضول
آرزو بگذار تا رحم آیدش — آزمودم کاین چنان میبایدش
چون نتانی جست پس خدمت کنش — تا روی از حبس او در گلشنش
دم بدم چون مراقب میشوی — داد می بینی ز داور ای غوی
ور ببندی چشم خود را ز احتجاب — کار خود را کی گذارد آفتاب
باز ران سوی ایاز و منقبش — دان فضیلت در کمال رتبتش

کہتے ہین استفت یہ بتلا کے رسول — گرچہ مفتی بھی کہے باہر فضول
آرزو کو چھوڑ تا رحم آئے اسے — آزمایا مین نے ایسا چاہیے
گر تو خدمت ڈھونڈ سکتا ہی نہین — قید سے جائے سوی باغ یقین
جو مراقب دمبدم ہوتا ہو تو — دیکھتا ہے بخشش داور سے تو
گر تو چاہون سے تو بند آنکھین کرے — کام اپنا شمس کیونکر چھوڑ دے
لوٹ تو سوی ایاز نیک خو — اور فضیلت اس کی اور رتبے کی تو

حسد بردن امیران بر ایاز و نمودن سلطان کیاست او را

حسد لیجانا امیرون کا ایاز پر اور بتانا سلطان کا دانائی اس کی کو

ف شعر آرزو رکھتا ہے اُس سے بھاگنا اور آگے عدل اُس کے کے تقوی کو ہلاک کرتا ہے یہ جہان دام و دانہ اس کا آرزو ہے پس حرص کے دانہ سے تو جلدی بھاگ جو تو ایسا گیا سو خوشی دیکھے اور جو تو ضد مین گیا وہ آفت دیکھے جو تو ضد مین گیا اُس کی ضد کو جان تا کہ ضد سے ضد تو پہچانے پس پیغمبر صلعم نے فرمایا ترجمہ فتوی کو تم دلون سے اگرچہ مفتی باہر کس خطاب دیوے یعنی دنیا مین آرزو چاہتا خدا سے بھاگتا ہو اور پیش عدل اس کے تقوی چھوڑتا ہے پس تو خبر کچھ چاہتا ہے اپنے دل سے فتوی دے اگرچہ مفتی ا… کے ضد ملاتا ہے آگے اس فتوی قلب کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف شعر کہتے ہین آہ ۶ شعر جناب رسول مقبول صلعم فرماتے ہین نہ فتوی لو تم اپنے دل سے پوچھو اگرچہ مفتی باہر فضول کہے پس تو آرزو چھوڑ کہ اسے رحم آئے مین نے آزمایا ہے ایسا کرنا چاہیے اگر تو ڈھونڈ ھ سکتا نہین ہے تو خدمت کر کہ قید ہی جانب باغ یقین کے لیجائے تو دمبدم مراقب جو تا ہو اور بخشش دیکھتا ہو داور سے اگر اور چاہون سے آنکھین بند کرے کیونکہ شمس اپنا کام چھوڑ دے پس لوٹ تو جانب ایاز کے اور اسکی فضیلت و رتبہ کی طرف یعنی تو اپنی آرزو کو چھوڑ کہ اس کو رحم آئے اور تیری رہبری کرے آگے ایاز کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون امیران از حسد جوشان شدند | عاقبت بر شاه خود طعنه زدند
کاین ایاز تو ندارد سی خرد | جامگی سی امیر او چون برد
شاه بیرون رفت با آن سی امیر | سوی صحرا و کهستان صیدگیر
کاروانی دید از دور آن ملک | گفت میری را که رو ای مؤتفک
رو بپرس آن کاروان را بر رصد | کز کدامین شهر اندر می رسد
رفت و پرسید و بیامد که ز ری | گفت عزمش تا کجا درماند وی
دیگری را گفت رو ای بوالعلا | باز پرس از کاروان که تا کجا
رفت و آمد گفت تا سوی یمن | گفت رختش چیست هان ای مؤتمن
ماند حیران گفت با میری دگر | که برو وا پرس رخت آن نفر
باز آمد گفت از هر جنس هست | اغلب آن کاسه‌های رازی است
گفت کی بیرون شدند از شهر ری | ماند حیران آن امیر سست پی
آن دگر را گفت رو وا پرس هان | تا که کی بودست نقل کاروان
باز گشت و گفت هفتم از رجب | گفت در جنسیت چیز عجب
چون نمی دانسته دیگر دم نزد | شه فرستاد آن دگر را آن عدد
همچنین تا سی امیر و بیشتر | سست رائی ناقص اندر کر و فر
رفت و پرسید و بیامد که ز ری | گفت عزمش تا کجا درماند وی
هر یکی رفتند بهر یک سؤال | ناقص و عاجز ز ادراک کمال

جو حسد سے جوش امیرون کو ہوا[1] | اپنے منہ پر طعنہ آخر کو کیا
تیس عقلین نہ ایاز آخر رکھے | کیسے تنخواہ تیس میرون کی وہ لے
تیس میرون ساتھ شہ ہو کر سوار | کوہ و صحرا کو گیا بہر شکار
کاروان اک دیکھا شہ نے دور سے | میر سے بولا کہ جا ای شک بھرے
پوچھ تو اس کاروان سے راہ پے | کہ یہان پر آئے تم کس شہر سے
پوچھکر آیا کہ رے سے ہے چلا | پوچھا جائیگا کہان وہ چپ رہا
دوسرے سے شاہ بولا کہ تو جا | کاروان سے پوچھ کہان تک جائیگا
پوچھکر آیا یمن تک جائے گا[2] | بولا کیا اسباب اسمین ہے بھرا
وہ ہوا حیران کہا اور میر سے | کہ تو جا کر پوچھ کیا اسباب ہے
لوٹ کر آیا کہا ہر جنس ہے | جام رازی اکثر اسمین ہین بھرے
بولا کب سے ہے روانہ وہ ہوے | بس ہوا حیران امیر اس بات سے
اور سے فرمایا جا کر پوچھ ہان | کہ روانہ کب ہوا ہے کاروان
پس کہا آکر رجب کی ساتوین | بولا رے مین کیا ہے شہرت کوئی
جو نہین واقف تھا بس خاموش رہا[3] | شہ نے ان میرون سے پوچھا دوسرا
ایسی ہی وہ تیس میرون تک گئے | سست رائے اور ناقص عقل کے
پوچھکر آیا کہ رے کے شہر سے | بولا کہان جائے خوشی تھی اپنے
پس گیا ہر ایک کرنے اک سوال | ناقص آیا پورا پوچھا کچھ نہ حال

[1] جو حسد سے الخ ے شعر جو امیرون کو حسد سے جوش ہوا اپنے بادشاہ پر آخر کو طعنہ کیا کہ ایاز تیس عقلین آخر نہین رکھتا ہے کیسے تیس امیرون کی تنخواہ لیتا ہے پس بادشاہ تیس امیرون کے ساتھ سوار ہو کر کوہ و صحرا الی آخرہ شکار کے واسطے گیا شاہ نے ایک کاروان دیکھا دور سے ایک امیر سے کہا کہ جا اے شک بھرے راہ پر اس کاروان سے پوچھ کہ تم یہان پر کس شہر سے آئے ہو پوچھکر آیا کہ شہر رے سے فرمایا کہان جائیگا وہ خاموش رہا دوسرے سے پوچھا کہ کہان تک جانے کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] پوچھکر آئے الخ ۶ شعر پوچھکر آیا یمن تک جائیگا فرمایا کیا اسباب اس مین ہے بھرا وہ حیران ہوا اور دوسرے امیر سے کہا کہ تو جا کر پوچھ کیا اسباب ہے وہ لوٹ کر آیا اور کہا کہ ہر ایک شے اور اکثر جام رازی اس مین بھرے ہین فرمایا وہ رے سے کب روانہ ہوئے پس امیر حیران ہوا اس بات سے دوسرے سے فرمایا کہ جا کر پوچھ کہ یہ کاروان کب روانہ ہوا ہے پس آکر کہا کہ ساتوین رجب کو فرمایا کہ رے میں کیا مشہور شئے ہے باقی حال آگے ہے فافہم

[3] جو نہین واقف تھا الخ ے شعر جو واقف نہ تھا خاموش رہا شاہ نے ان امیرون سے دوسرا پوچھا ایسے ہی وہ تیس امیرون تک گئے سست رائے اور ناقص عقل کے پس ہر ایک وہان ایک سوال کرنے گیا ناقص آیا اور پورا حال کچھ نہ پوچھا امیرون سے فرمایا کہ مین نے علیحدہ ایک دن ایاز پیک کا امتحان لیا تھا اس کاروان سے کون ہے اس نے جا کر ہر ایک سے سب پوچھا سب کلہ اور بے اشارہ اور سب حال ان سے پوچھا سب دریافت سب کچھ ان تیس امیرون سے تیس بار ہوا کہ جو ایک دم میں ظاہر اس سے سنا یعنی ایاز کو وہ دانائی حاصل تھی کہ جو تیس امیرون نے تیس بار مین حال دریافت کیا اس نے ایک بار مین وہ سب حال معلوم کیا اسواسطے تیس امیرون کی تنخواہ کے وہ لائق تھا آگے حکایت سمجھانے امیرون کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت امیران کہ من روزی جدا / امتحان کردم ایاز خویش را
کہ بپرس آن کاروان را تا کجاست / او برفت و جملہ را پرسید راست
بے وصیت بے بشارت یک بیک / حال شان دریافت بے ریبی و شک
ہر چہ زین ہشتی میر اندر رسی مقام / کشف شد زو آن بیکدم شد تمام

بولا امیروں سے کیا مین نے بھا / امتحان اک دن ایاز پاک کا
کہ تو پوچھ اس کاروان سے کون ہے / اس سے پوچھا جا کے سچ ہر ایک سے
بے کہے اور بے اشارہ حال سب / ان سے پوچھا ہے رہا وہ بے سبب
تیس باران تیس میرون سے بھا / جو کہ ظاہر اس سے اک دم مین ہوا

مرافعت کردن امیران آن حجت را بہ شہ جبریانہ و جواب شاہ محمود ایشان را

بڑھانا امیرون کا حجت کو بادشاہ سے جبریون کے مانند اور جواب شاہ محمود کا انکو

پس بگفتند آن امیران کاین فنی است / از عنایتہاست کار جہد نیست
قسمت حق است مہ را روی نغز / دادہ بخت است گل را بوی نغز
بلکہ سلطان چون عنایت میکند / از تفاخر خیمہ بر مہ می زند
گفت سلطان بلکہ آنچہ از نفس زاد / ریع تقصیر است و دخل اجتہاد
ورنہ آدم کے بگفتی با خدا / ربنا انا ظلمنا نفسنا
خود بگفتی کاین گناہ از نفس بود / چون قضا این بود جرم ما چہ سود
ہمچو ابلیسی کہ گفت اغویتنی / تو شکستی جام ما را میزنی
بل قضا حق است جہد بندہ حق / ہین مباش اعور چو ابلیس خلق
در تردد ماندہ ایم اندر دو کار / این تردد کے بود بے اختیار
این کنم یا آن کنم خود کے شود / چون دو دست و پای او بستہ شود
ہیچ باشد این تردد بر سرم / کہ روم در بحر یا بالا پرم
این تردد ہست کہ موصل روم / یا برای سحر تا بابل روم

پس کہا ان میرون نے اس سے یہ کام / ہے عنایت سے نہ کوشش سے تمام
حق کی بخشش ماہ کو ہے روئے خوب / داد قسمت کی ہے گل کو بوئے خوب
بلکہ شہ جس پر عنایت بس کرے / فخر سے وہ ماہ پر خیمہ رکھے
بولا شہ جو نفس سے پیدا کرے / حاصل تقصیر وہ یہ جہد ہے
ورنہ کب آدم یہ کہتا با خدا / ربنا انا ظلمنا نفسنا
خود وہ کہتا نفس کا یہ جرم تھا / جو قضا یہ تھی تو میرا جرم کیا
جیسے شیطان نے کہا اغویتنی / تو نے توڑا جام مجھ سے ناخوشی
بل قضا حق ہے جہد بندہ حق / مت ہو احول مثل ابلیس خلق
ہم تردد میں رہے اندر دو کار / یہ تردد ہوئے کب بے اختیار
یہ کروں یا وہ کروں خود ہوئے کب / جو بندھے ہوں دونوں ہاتھ اور پانون
یہ تردد کب ہوا کہ میں چلوں / بحر کے اندر و یا اوپر اڑوں
یہ تردد ہے کہ موصل جاؤں میں / یا واسطے جادو کے بابل جاؤں میں

سلہ پس کہا آخ ۵ شعر یعنی امیرون نے ان سے کہا کہ کام عنایت سے ہے نہ بالکل کوشش سے کیونکہ حق کی بخشش ماہ کو ہے روئے خوب اور داد قسمت کی ہے گل کو بوئے خوب بلکہ جس پر بادشاہ اگر عنایت کرے فخر سے وہ ماہ پر خیمہ کرے بادشاہ نے فرمایا کہ جو نفس سے پیدا کرے بادشاہ وہ حاصل ہے اور یہ کوشش سے ہو ورنہ آدم کب خدا سے کہتا ترجمہ اے رب میرے تحقیق کہ ہم نے ظلم کیا اپنے نفسون پر یعنی جو چیز خواہش نفس سے پیدا ہوتی ہے وہ حاصل تقصیر ہے اور یہ کوشش سے پیدا ہوئی کہ ایاز سے ظہور میں آئی کیونکہ گندم خوری آدم سے خواہش نفس سے ہوئی تھی اسواسطے آدم نے نفس کی جانب حوالہ کیا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ خود وہ الخ ۷ شعر وہ خود کہتا کہ یہ نفس کا جرم تھا جو یہ قضا تھی تو میرا کیا جرم تھا جیسے شیطان نے کہا کہ تو نے مجھ کو بہکایا کہ تو نے جام توڑا اور مجھ سے ناخوشی ہے آگے حقائق ہیں بلکہ قضا حق ہے تو احول مت ہو مانند ابلیس پرانے کے ہم تردد میں اندر دو کام کے رہے پس یہ تردد کب بے اختیار کے ہو یہ کروں یا وہ کروں وہ کب ہوئے جو دونوں ہاتھ بندھے ہوں اور پانون سے تردد کب ہوا کہ میں چلوں بحر کے اندر یا اوپر اڑوں یہ تردد ہے کہ میں موصل کو جاؤں یا واسطے جادو کے میں بابل کو جاؤں یعنی تردد کے واسطے اختیار شرط ہے کہ میں کروں یا وہ کروں پس اس سے اختیار بندے کا ثابت ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

متہم کن نفس خود را اے فتا	متہم کم کن جزاے عدل را
توبہ کن مردانہ سر آور برہ	کہ فمن یعمل بمثقال یرہ
در فسون نفس کم شو غرہ	آفتاب حق نپوشد ذرہ
ہست آن ذرات جسمی اے مفید	پیش این خورشید جسمانی پدید
ہست ذرات خواطر وافتکار	پیش خورشید حقائق آشکار
پیش حق پیدا و پیش تو نہان	سر غیب است این مکن فکر و دلا

متہم کر نفس اپنے کو اے نو	متہم مت کر جزاے عدل کو
توبہ کر اور آ تو مردانہ برہ	کہ فمن یعمل بمثقال یرہ
نفس کے افسون سے مت غرہ ہو	شمس حق کو کب نہان ذرہ کرے
جملہ وہ ذرات جسمی خلق ہیں	روبرو خورشید جسمانی کے ہیں
اور ذرے فکروں خطروں کے نہان	آگے خورشید حقائق کے عیان
حق سے ظاہر اور تجھسے ہے چھپا	فکر مت کر بھید ہے یہ غیب کا

حکایت صیادی کہ خویشتن در گیاہ پیچیدہ

بود و دستہ گل و لالہ کلہ وار بر سر نہادہ تا مرغان آنرا گیاہ پندارند و آن مرغ زیرک کہ بوی برد کہ آدمی ست بر شکل گیاہ مینماید اما ہم تمام بوی نبرد و بہ افسون او مغرور شد زیرا کہ در ادراک اول قاطعی ندانست در ادراک دوم قاطعی دانست بہوا الحرص والطمع ولاسیما عند الحاجة والفقر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کاد الفقر ان یکون کفرا

حکایت اُس صیاد کی کہ خود پتّون مین لپٹا تھا اور

گلدستہ سر پر رکھا تھا مرغ اسکو گھاس جانین ایک مرغ کو معلوم ہو گیا کہ یہ آدمی ہی بشکل گھاس دکھلائی دیتا ہی لیکن بالکل معلوم نہ تھا اور وہ افسون پر مغرور ہوا کسواسطے کہ اول دفعہ قطعی جانا دوسری دفعہ قطعی جانا وہو الحرص والطمع ولاسیما عند الحاجة قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاد الفقر ان یکون کفرا صدق رسول اللہ صلعم

رفت مرغی در میان لالہ زار	بود آن جا دام از بہر شکار
جو گیا اک مرغ اندر لالہ زار	تھا وہاں پہ دام اک بہر شکار

۵۵ توبہ کر آہ توبہ کر اور آ تو مردانہ برہ ترجمہ کہ جو کوئی عمل نیک کرے برابر ذرے کے نیک دیکھے تو نفس کے افسون پر مغرور نہ کر کہ شمس حق کو کب پنہان کرتا ہے خلق وہ جملہ ذرات جسمی روبرو خورشید جسمانی کے ہیں ذرہ فکروں و خطروں کے پوشیدہ آگے خورشید حقائق کے عیان ہیں حق سے ظاہر اور تجھ سے پوشیدہ ہے فکر مت کر یہ بھید غیب کا ہے یعنی تو اپنے نفس کے افسون سے غرہ نہ کر کہ حق سے کوئی پوشیدہ نہیں ہے جیسے چھپا پوشیدہ بزرگ ہین ظاہر ہے آگے اس کی حکایت مثال مین فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سطر ۵ جو گیا آخر ۴ شعر جو ایک مرغ لالہ زار مین گیا کہ ایک دام وہان واسطے شکار کے تھا جو دانے وہان زمین پر پڑے تھے و لیکن پہلیا گھات مین بیٹھا تھا اپنے جسم پر برگ و گیاہ باندھے تھا و سر پر پھولوں کی کلہ رکھے تھا اور وہ کہین بیٹھکر دیکھتا تھا تا کہ صید دام مین آن پھنسے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

دانۂ چندی نہادہ بر زمین | او و صیادی نشستہ در کمین
خویش را پیچیدہ در برگ گیاہ | وز گل و لالہ دو را بر سر کلاہ
او کمین بنشستہ و کردہ نگاہ | تا در افتد صید بیچارہ ز راہ
مرغک آمد سوی او از ناشناخت | پس طوافی کرد و سوی مرد تافت
گفت او را کیستی تو سبزپوش | در بیابان درمیان این وحوش
زہد و تقوی را گزیدم من گفت | زانکہ می‌بینم اجل را پیش خویش
مرگ ہمسایہ مرا واعظ شدہ | کسب دوکان مرا برہم زدہ
چون بآخر فرد خواہم ماندن | خو نباید کرد با ہر مرد و زن
رو بخواہم کرد آخر در لحد | آن بہ آید کہ کنم خو با احد
چون زنخ را بست خواہم ای صنم | آن بہ آید کہ زنخ کمتر زنم
ای بہ زربفت و کمر آموختہ | آخر استت جامۂ نادوختہ
رو بخاک آریم کز وی رستہ‌ایم | دل چرا در بیوفایان بستہ‌ایم
جد و خویشانمان قدیمی چار طبع | ما بخویشان عاریت بستیم طمع
سالہا ہم صحبتی و ہمدمی | با عناصر داشت جسم آدمی
روح او خود از نفوس و از عقول | روح اصل خویش را کردہ نکول
از نفوس و از عقول با صفا | نامہ می‌آید بجان کای بیوفا
یارگان پنج روزہ یافتی | رو ز یاران کہن برتافتی
کودکان گرچہ کہ در بازی خوشند | شب کشانشان سوی خانہ می‌کشند

چند دانے تھے زمین پر پڑے | گھات مین صیاد دبکا بیٹھا تھا
باندھے اپنے جسم پر برگ و گیاہ | اور رکھی سر پہ پھولون کی کلاہ
دیکھتا تھا وہ کمین سے بیٹھکے | دام مین تا صید آ کر کے پھنسے
مرغ آیا اُس کے سو نا آشنا | گھوم کر اُس مرد کی جانب گیا
بولا اُس سے کون ہے تو سبزپوش | جو کہ صحرا مین ہے کوہ اندر وحوش
زہد و تقوی کو لیا اور دین کو | مین اجل کو دیکھتا ہون روبرو
مرگ ہمسایہ مرا واعظ ہوا | کسب دوکان میرا ابتر ہوگا
جو کہ آخر کو مین تنہا ہوونگا | مرد و زن سے چاہیے نہ ملنا
قبر مین آخر کو مین تو جاؤنگا | وہ ہے بہتر کہ کرون خو سے خدا
مرتے دم ہو جو زنخ کی بستگی | وہ ہے بہتر کہ یہ کیون ہووگی
سیکھے اور زربفت کا جامہ تم | بے سلی کفنی ہے تجھکو آخر ملے
خاک سے پیدا ہم ہین [illegible] | بیوفا سے دل لگا کس لیے
ہین قدیمی جد ہمارے چار طبع | اُنکی خویشی عاریت ہمکو ہے طمع
برسون صحبت رکھتا تھا اور ہمدمی | ساتھ عناصر کے یہ جسم آدمی
روح اسکی ہے نفوس و عقل سے | روح گمراہ ہوتی اپنی اصل سے
پس نفوس و پس عقول باصفا | نامہ بھیجین جان کو کہ ای بیوفا
پانچ دن کے دوستون سے تو ملے | اور قدیمی دوستون سے تو پھرے
گرچہ لڑکے خوش ہین اندر کھیل کے | گھر کو آتے ہیں وہ شب کے [illegible]

سلہ مرغ آیا الخ ۴ شعر اسکی طرف ایک مرغ نا آشنا آیا اور گھوم کر اُس مرد کی جانب گیا اُس نے کہا کہ تو کون ہے سبز پوش کہ جو تو صحرا مین اندر وحشیون کے ہے کہا کہ مین ایک زاہد ہون تارک دلیکن مین یہان ہون برگ وکاہ پہ زہد و تقوی کو اور دین کو لیا کہ مین اجل کو روبرو دیکھتا ہون مرگ میرا ہمسایہ اور واعظ ہوا اور کسب دوکان میرا ابتر ہوگیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جو کہ آخر کو الخ ۵ شعر جو کہ مین آخر کو تنہا رہونگا مرد و زن سے رہنا چاہیئے مین قبر مین آخر کو تو جاؤنگا بہتر ہے کہ خدا کی خو کرون جو دم مرگ زنخ کو باندھے وہ بہتر ہے کہ بیہودہ نہ کہون تو عادی ہے سیکھے زربفت کا تجکو آخر بے سلی کفنی ملے گی ہم خاک سے پیدا ہین اور اسی مین جا ملینگے دنیا بیوفا سے دل کس واسطے لگایا یعنی یہ دنیا ناپائدار ہے قابل دل بستگی کے نہین ہے بس اس کو ترک کرنا اولی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مین قدیمی الخ ۶ شعر چار طبع ہمارے قدیمی انکی خویشی ہم کو طمع عاریت ہے برسون صحبت و ہمدمی رکھتا تھا عناصر کے ساتھ یہ جسم آدمی اُس کی روح گمراہ ہے اپنی اصل سے پس نفوس اور پس عقول باصفا نامہ جان کو بھیجین کہ اے بیوفا پانچ دن کے دوستون سے ملے اور قدیمی دوستون سے تو پھرے یعنی عناصر جانکو پیغام بھیجکر بلاتے ہین آگے اس کی مثال ہے اگرچہ لڑکے خوش ہین کہ وہ بات زمانہ کے سبب سے خلوت اختیار کی فرمائی مانند طلب مولوی ہین گذری باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

شد برهنہ وقت بازی طفل خرد — دزد ناگاهش قبا و کفش برد
آنچنان گرم او به بازی در فتاد — کان کلاه و پیرهن رفتش زیاد
شب شد و بازی او شد بی مدد — رهن دارد که سوی خانہ رود
نی شنیدی انما الدنیا لعب — باد دادی رخت و گشتی مرتعب
پیش از آن کت شب شود جامہ بجو — روز را ضایع مکن در گفتگو
من بصحرا خلوتی بگزیده ام — خلق را من دزد جامہ دیده ام
نیم عمر از آرزوی دلستان — نیم عمر از غصہ ہای دشمنان
جبہ را برد آن کلہ را این ببرد — غرق بازی گشتہ ما چون طفل خرد
بانگ شبانگاه اجل نزدیک شد — خل ہذا اللعب بسک لا تعد
ہین سوار توبہ شو در دزد رس — جامہ ہا از دزد بستان باز پس
مرکب توبہ عجائب مرکب است — بر فلک تازد بیک لحظہ ز پست
لیک مرکب را نگہ میدار از آن — کو بدزدید آن قبایت را نہان
تا نہ دزدد مرکبت را نیز ہم — پاس دار این مرکبت را دمبدم

کھیلنے میں لڑکا جو ننگا ہوا — چور ناگہ لے گیا کفش و قبا
کھیل میں اسطرح وہ شاغل ہوا — کہ گیا بھول اپنی وہ کفش و قبا
رات آئی کھیل اُس کا ہو چکا — منہ نہیں کہ گھر کو جاوے وہ ڈرا
نے سُنا کہ انما الدنیا لعب — کھویا سامان اور لیا رنج و تعب
شب ہو پہلے اُس سے جامہ ڈھونڈ تو — دن کو مت کر ضائع کرکے گفتگو
میں نے بس خلوت کو صحرا میں لیا — میں نے دیکھا خلق کو دزد قبا
عمر آدھی خواہش تن میں گئی — عمر آدھی خشم دشمن میں گئی
اُس نے ٹوپی لی وہ جبہ لے گیا — کھیل میں مثل بچوں کے رہا
شب اجل کی آئی اب نزدیک تم — چھوڑ تو یہ کھیل اور جا اپنے گھر
ہو سوار توبہ پکڑ چور کو — اور کپڑے چور سے تم چھین لو
اسپ توبہ کا عجائب اسپ ہے — کہ زمین سے جائے دم میں چرخ پے
پر حفاظت اسپ کی کر اس لئے — کہ قبا تیری چرائی اُس نے ہے
تا چرائے اسپ نے ناگہ ترا — تو خیال اس اسپ کا رکھ دائما

بردن دزد قچ را از آن مرد قناعت ناکردن و رخت او را ربودن

لیجانا چور کا دنبہ کو اُس مرد سے اور قناعت نہ کرنا اور لباس اُسکا لیجانا

آن یکی قچ داشت از پس میکشید — دزد قچ را برد حبل او برید
چونکہ آگاه شد دوان شد چپ و راست — تا ببیند کان قچ برده کجاست
بر سر چاہی بدید آن دزد را — در فغان و گریہ و وا ویلتا

ایک کا دنبہ تھا پیچھے دوڑتا — چور رسی کاٹ دنبہ لے گیا
ڈھونڈھنے نکلا وہ جب پائی خبر — تا کہیں پاؤں لے گیا دنبہ کدھر
چاہ پر بس دیکھا اُس نے چور کو — کہ بہت شور و فغاں کرتا ہے وہ

سلہ نے سنا الخ ۴ شعر تو نے نہیں سنا ہے ترجمہ سوا اس کے نہیں ہے کہ دنیا کھیل ہے سامان کھویا اور رنج و تعب لیا پہلے شب سے تو جامہ ڈھونڈھ اور دن کو گفتگو کرکے مت ضائع کر میں نے خلوت صحرا میں کیا اور میں نے خلق کو دیکھا دزد قبا آدھی عمر خواہش تن میں گئی اور آدھی عمر خشم دشمن میں گئی ۱۲ سلہ اُس نے ٹوپی لی الخ ۶ شعر۔ اُس نے ٹوپی لی اور وہ جبہ لے گیا اور ہم کھیل میں بچوں کے مانند رہا اب شب اجل کی نزدیک آ آئی تو یہ کھیل چھوڑ اور اپنے گھر جا سوار توبہ کا ہو اور چور کو پکڑ اور چور سے تم کپڑے چھین لو اسپ توبہ کا عجائب اسپ ہے کہ دم بھر میں زمین سے چرخ تک جاتا ہے پر حفاظت اسپ کی اسواسطے کر کہ اُس نے تیری قبا چرائی ہے تاکہ اسپ تیرا نہ چرائے تو خیال اس اسپ کا ہمیشہ رکھ یعنی تو توبہ کر کہ دم بھر میں زمین سے آسمان تک تو جائے بس تو توبہ کی ہمیشہ حفاظت رکھ آگے ذکر کی مثال میں حال دنبہ کو بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ ایک کا الخ ۶ شعر ایک شخص کا دنبہ پیچھے دوڑتا تھا چور رسی کاٹ کر دنبہ لے گیا جب اُس نے خبر پائی تب وہ ڈھونڈھنے لگا تاکہ کہیں پاوے اُس نے چاہ پر چور کو دیکھا کہ وہ بہت شور و فغان کرتا ہے پوچھا کہ کیوں روتا ہے اُسنے کہا کہ میری ہمیانی چاہ میں گر گئی اگر تو لاسکتا ہے تو اندر چاہ کے جا تو پانچواں حصہ دونگا تجھے پانچسو درم میری ہمیانی میں ہیں اگر تو مجھ پر یہ لطف و کرم کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت نالان از چہ ای استاد　گفت ہمیان زرم در چہ فتاد
گر توانی در روی بیرون کشی　خمس بدہم مر ترا با دل خوشی
ہست در ہمیان من پانصد درم　گر کنی با من چنین لطف و کرم
صد درم بدہم ترا حالی بدست　گفت با خود کاین بہای دہ قبا است
گر دری بربستہ شد صد در گشاد　گر قبا شد در عوض اشتر بداد
جامہ‌ہا برکند و اندر چاہ رفت　جامہ‌ہا را ہم ببرد آن دزد تفت
حازمی باید کہ رہ تا دہ برد　حزم نبود طمع طاعون آورد
آن یکی دزدیست فتنہ سیرتی　چون خیال او را بہر دم صورتی
کس نداند مکر او الا خدا　در خدا بگریز وا رہ زین دغا

پوچھا کیون روتا ہے تو لے اجنبی　بولا ہمیانی گری چہ مین مری
گر تو لا سکتا ہے اندر چہ کے جا　خمس دونگا تجھکو حسب مدعا
پانسو ہین میری ہمیان مین درم　گر کرے مجھ پر تو یہ لطف و کرم
[۱] سو درم دونگا ابھی مین بس تجھے　سوچا خود قیمت یہ دس ڈنبون کی ہے
بند گر اک در ہوا سو در کھلے　گر گیا ڈنبہ عوض مین اونٹ ہے
پس اُتارے کپڑے اور چہ مین گھسا　چور وہ کپڑے بھی لے کر چل دیا
ہوشیاری چاہیے کہ رہ چلے　ہوشیاری نے ہو طمع جان لے
چور ہے وہ فتنہ سیرت پر وبال　اسکی اک صورت ہے ہر دم جون خیال
مکر اسکا کون جانے جز خدا　تو خدا مین بھاگ دم مت پا یہ دغا

مناظرہ مرغ با صیاد در رہبانیت کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است
لا رہبانیۃ فی الاسلام

مناظرہ مرغ کا صیاد سے رہبانیت مین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
لا رہبانیۃ فی الاسلام

نہین ہے فقیری کرنا اسلام میں ۱۲

مرغ گفتش خواجہ در خلوت مایست　دین احمد را ترہب نیک نیست
از ترہب نہی فرمود آن رسول　بدعتی چون برگرفتی ای فضول
جمعہ شرط است و جماعت در نماز　امر معروف و ز منکر احتراز
رنج بدخویان کشیدن زیر صبر　منفعت دادن بخلقان ہمچو ابر
خیر الناس ان ینفع الناس ای پدر　گر نہ سنگی چہ حریفی با مدر

[۲] مرغ بولا خواجہ خلوت مین نہ رہ　دین احمد مین ترہب نے ہے بیہ
نہی ترہب کی جو پیغمبر نے کی　اختیار اب تو نے کیون بدعت یہ کی
جمعہ شرط ہے اور جماعت کی نماز　امر معروف اور نہی سے احتراز
رنج بدخویون کا لینا کر کے صبر　منفعت اوروں کو دینا مثل ابر
خیر الناس ہے ینفع الناس اخی　سنگ اگر نے ڈھیلے سے کیا دوستی

[۱] سو درم الخ ۱۰ شعر ابھی مین درم دونگا تجھے سوچا کہ یہ دس دنبون کی قیمت ہے ایک در بند سو در کھلے اگر دنبہ گیا عوض مین اونٹ ہے پس کپڑے اتار کے چاہ مین گھسا چور وہ کپڑے بھی لیکر چل دیا آگے اس کے حقائق ہین اگر راہ چلتا ہے تو ہوشیاری چاہیے اگر ہوشیاری نہین ہے تو طمع جان لیگا وہ شیطان چور ہے فتنہ سیرت پر وبال اس کے ایک صورت ہر دم مانند خیال کے ہے اس کا مکر کون جانے بجز خدا کے تو خدا مین بھاگ اور دغاست یا یعنی تجھ مین شیطان ایک چور ہے کہ اس کا مکر بجز خدا کے کوئی نہین جانتا ہے پس تو فقر والا ہو کر اس کے مکر سے تجھے نجات ہو آگے مناظرہ مرغ و صیاد کا بیان ہے فافہم

[۲] مرغ بولا الخ ۵ شعر مرغ نے کہا اے خواجہ خلوت مین نہ رہ کہ دین احمد مین یہ رہبانیت نہین ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہبانیت کی نہی فرمائی ہے تو نے یہ بدعت اب کیون اختیار کی ہے جمعہ شرط ہے اور جماعت کی نماز امر معروف اور نہی سے پرہیز کر صبر کر کے رنج بدخویون کا لینا اور منفعت دوسرون کو دینا مثل ابر کے ترجمہ بہتر آدمیون کا وہ ہے کہ نفع پہونچا دے آدمیون کو اگر سنگ نہین ہے ڈھیلے سے کیا دوستی ہے یعنی تجھکو تنہا رہنے سے جماعت کے ساتھ رہنا بہتر ہے کہ تجھ سے آدمیون کو نفع پہونچے گا اور تنہا رہنے سے کیا فائدہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

درمیان امت مرحوم باش | سنت احمد مهل محکوم باش
چون جماعت رحمت آمد ای پسر | جهد کن کز رحمت آری تاج سر
در جوابش گفت صیاد عیار | نیست مطلق اینکه گفتی هوشدار
هست تنهائی به از یاران بد | نیک چون با بد نشیند بد شود
زانکه عقل هر کرا نبود رسوخ | پیش عاقل همچو سنگ است و کلوخ
چون حمارست آنکه نان امید اوست | صحبت او عین رهبانیت است
هوش او سوی علف باشد چو خر | بگذر از وی تا نمانی بی هنر
زانکه غیر حق همه گردد وفات | کل آت بعد حین فهو آت
هر چه جز آن وجه باشد هالکست | ملک مال عکس آن پاک مالکست
گرچه سایه عکس شخص است ای پسر | هیچ از سایه نتانی خورد بر
هیچ سایه نیست بی شخصی روان | اصل سایه را بجوای کاروان
چون ز سایه شخص را میکن طلب | در سبب رو گذر کن از سبب
یار جسمانی بود ردش بمرگ | صحبتش شوم است باید کرد ترک
حکم او هم حکم قبله او بود | مرده اش دان چونکه مرده جو بود
هر که با این قوم باشد راهب است | که کلوخ و سنگ او را صاحب است
خود کلوخ و سنگ کس را ره زند | زین کلوخان صد هزار آفت رسد
گفت مرغش پس جهاد آنگه بود | که چنین رهزن میان ره بود
از برای حفظ یاری و نبرد | بر ره ناامن آید شیرمرد
عرق مردی آنگهی پیدا شود | که مسافر همره اعدا شود

داخل[1] اندر امت مرحوم رہ | سنت احمد کا تو محکوم رہ
جو جماعت رحمت آئی اے پسر | جہد کر رحمت سے لا تو تاج سر
پس جواب اس کو دیا صیاد نے | یہ نہ مطلق ہے کہ جو کہتا تو ہے
یار بد سے بہتر اب تنہائی ہے | نیک صحبت بد کی بیٹھے بد بنے
کیونکہ جو رنگین نہو وے عقل سے | آگے عاقل کے وہ مثل سنگ ہے
مثل خر ہے جو نہ زر جیت کرے | اسکی صحبت عین رہبانی ہے
ہوش اس کا ہووے کاہ مثل خر | بھاگ اس سے تا نہو تو بے ہنر
کیونکہ[2] ہووے ماسوی اللہ جملہ مات | کل آت بعد حین فہو آت
جو سوا ہو وجہ کے ہالک ہے | ملک مال عکس اس مالک کا ہے
گرچہ سایہ عکس تن ہے اے پسر | کھا سکے کوئی نہ سایہ سے ثمر
کوئی بے تن کے نہ سایہ ہو رواں | اصل سایہ ڈھونڈھ تو اے کارواں
شخص کو سایہ سے اب کر تو طلب | جا سبب میں چھوڑ اب تو سبب
یار جسمانی کا منہ ہے سوئے مرگ | صحبت اسکی بد ہے کر تو اس کو ترک
جیسا[3] وہ ویسا ہی قبلہ ہے | جو کہ مردہ ڈھونڈھتے مردہ جان انہیں
جو ہے ساتھ اس قوم کے راہب ہے وہ | سنگ و ڈھیلا اس کا صاحب ہے سنو
سنگ و ڈھیلا راہزن کس کا بنے | آفت ان ڈھیلوں سے لیکن ہیں ملے
مرغ بولا یہ جہاد اس وقت ہو | راہزن ایسا میان دشت ہو
حفظ یاری و لڑائی کے لئے | شیر مرد آگے رہ نا امن پہ
جوش مردی پیدا اس دم ہوتی ہے | کہ مسافر ساتھ دشمن کے چلے

[1] داخل الخ یہ شعر تو داخل امت مرحوم رہ اور سنت احمد صلعم کا تو محکوم رہ چونکہ جماعت رحمت آئی ہے جہد کر اور رحمت سے تاج سر کا لا پس اس کو صیاد نے جواب دیا یہ مطلق نہیں ہے کہ جو تو کہتا ہے یار بد سے تنہائی بہتر ہے کہ نیک بد کی صحبت سے بد بنتا ہے کیونکہ جو عقل سے رنگین نہووے وہ عاقل کے آگے مثل سنگ کے ہے وہ خر کی مانند ہے [illegible] نہ کرے اسکی صحبت عین رہبانیت کہتی ہے ہوش اس کا مثل خر کے کاہ کی طرف ہو اس سے بھاگ کہ تو بے ہنر نہووے لیکن یاران بد سے نیک بد ہوتا ہے جو زر جیت نہیں کرتا ہے اسکی صحبت عین رہبانی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] کیونکہ ہووے الخ یہ شعر کیونکہ جملہ ماسوی اللہ مات ہووے کہ ملک میں مالک کا عکس ہے اگرچہ سایہ عکس تن ہے مگر کوئی سایہ سے ثمر نہ کھا سکے کوئی سایہ بغیر تن کے رواں نہو تو اصل سایہ کو ڈھونڈھ سایہ سے تو شخص کو طلب کر اور سبب میں جا چھوڑ تو سبب کو یار جسمانی کا منہ مرگ کی طرف اسکی صحبت بد ہے تو اسکو ترک کر یعنی یہ جسم سایہ ہے پس تو اس سایہ سے سایہ والے کو ڈھونڈھ اور اہل جسم کی دوستی ترک کر جو شخص ڈھونڈے ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] جیسا وہ الخ یہ شعر جیسا وہ ہے ایسا ہی قبلہ رکھتا ہے اور جو مردہ ڈھونڈھے تو اس کو مردہ جان جو اس قوم کے ساتھ ہے راہب ہے اور سنگ و ڈھیلا کا صاحب ہے سنگ و ڈھیلا کسی کا راہزن اور ان ڈھیلوں سے آفت صد ہا ہیں یعنی جو شخص جیسا ہے اسکا ویسا ہی قبلہ ہے اور اسی طرح کا وہ مردہ رکھتا ہے آگے جواب مرغ کا ہے مرغ نے کہا کہ یہ جہاد اس وقت ہوگا کہ ایسا راہزن میان دشت کے ہوگا واسطے حفاظت یاری کے لڑائی کے رہ نا امن پر شیر مرد کی جوش مردی اس دم پیدا ہوتی ہے کہ مسافر دشمن کے ساتھ چلے

ہوا بانی تعالیٰ آگے ہے فافہم ۱۲

چون نبی السیف بودست آن رسول | امت او صفدرانند و فحول
مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ | مصلحت در دین عیسی غار و کوہ
مصلحت دادہ است ہر یک را جدا | مصلحت جو گر تویی مرد خدا
گفت آری گر بود یاری و زور | تا بہ قوت بر زند بر شر و شور
قوتی باید درین رہ مرددار | یاری باید درینجا فرددار
چون نباشد قوتی پرہیز بہ | در فرار لا یطاق آسان بجہ
صنعت این ست ای عزیز نامدار | فکرتی کن در نگر انجام کار
یاری جو تا بیابی راہ را | ورنہ کی دانی تو راہ و چاہ را
گفت صدق دل بباید کار را | ورنہ یاران کم بیابند یار را
یار شو تا یار بینی بے عدد | زانکہ بے یاران بمانی بے مدد
دیو گرگ است و تو ہمچون یوسفی | دامن یعقوب مگذار ای صفی
گرگ اغلب آنزمان گیرا بود | کز رمہ شیشک بخود تنہا بود
آنکہ سنت با جماعت ترک کرد | در چنین مسبع نہ خون خویش خورد
ہست سنت رہ جماعت چون رفیق | بے رہ و بے یار افتی در مضیق
راہ سنت با جماعت بہ بود | اسپ با اسپان یقین خوشتر رود
لیک ہر گمراہ را ہمرہ مدان | غافلان خفتہ را آگہ مدان
ہمرہی را جو کہ زو یابی مدد | ہمدل و ہمدرد و جویان صمد
ہمرہی نے کو بود خصم خرد | فرصتی جوید کہ جامہ تو برد

جو نبی[سلہ] السیف وہ احمد ہوئے | امت انکی پہلوان اور مرد ہے
(یعنی نبی تلوار ہوں ۱۲)
مصلحت دین اپنے میں جنگ و شکوہ | مصلحت دین مسیح میں غار و کوہ
مصلحت دی ہے ہر اک کو اک جدا | مصلحت جو گر تو ہے مرد خدا
بولا سچ ہے گر ہو یاری اور زور | تا کرے قوت سے ہر یا شر و شور
چاہیئے اس راہ میں قوت مرددار | چاہیئے اک یار یاں پر فرددار
بچنا بہتر ہے جو نے قوت رکھے | پس فرار لا یطاق آسان ہے
بولا اک صنعت ہے یہ اے نامدار | فکر کر اور دیکھ تو انجام کار
یار[سلہ] ڈھونڈھ اک تا تو پائے راہ کو | ورنہ کب جانے تو راہ و چاہ کو
بولا صدق دل ہے لازم کار کو | ورنہ یار اب کم نہیں ہیں یار کو
یار ہو تا یار پائے بے مدد | کیونکہ بے یاروں کے تو ہے بے مدد
دیو گرگ اور تو ہے مثل یوسفی | دامن یعقوب مت چھوڑ اے صفی
گرگ اغلب اس گھڑی کھا جائیگا | جب کہ گلہ سے ہو بزغالہ جدا
جس نے سنت با جماعت ترک کی | اپنے قتل میں کی اسنے خودکشی
رہ جماعت کی ہے سنت جو رفیق | بے رہ و بے یار کے تو پاوے ضیق
راہ سنت با جماعت خوب ہے | اسپ بہتر ساتھ اسپوں کے چلے
لیک[سلہ] ہر گمراہ کو ہمرہ نہ جان | غافل خفتہ کو تو آگہ نہ جان
ڈھونڈھ ہمراہی کہ اس سے ہو مدد | ہمدل و ہمدرد و خواہان صمد
نے وہ ہمرہ کہ ہو دشمن عقل کا | پائے فرصت اور لے جامہ ترا

سلہ جو نبی الخ یہ شعر جو احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی السیف ہوئے ان کی امت پہلوان و مرد ہے ہمارے دین میں مصلحت جنگ و شکوہ اور دین مسیح میں مصلحت غار و کوہ ہے ہر ایک کو مصلحت جدا دیتا ہے اگر تو مرد خدا ہے تو مصلحت چاہ صیاد نے کہا کہ سچ ہے اگر یاری و زور ہوتا ہے کہ قوت سے شور و شر کرے اس راہ میں مرددار چاہیئے اگر قوت نہیں رکھتا ہے تو بچنا چاہیئے پس آسان ہے ترجمہ بھاگ جس کے طاقت ہووے مرغ نے کہا کہ ایک صنعت ہے تو فکر اور انجام کار دیکھ یعنی تو رہبر کو ڈھونڈھو کہ وہ تجھے راستہ بتائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ یار ڈھونڈھو الخ یہ شعر ایک یار ڈھونڈھ کہ تا تو راہ پائے ورنہ تو کب جانے راہ کو چاہ کو کہا صیاد نے کہ صدق دل چاہیئے کام کو ورنہ یار اب یار کو کم نہیں ہے مرغ نے کہا کہ تو یار رہتا یار ہے مدد پائے کیونکہ تو بے یار رہے بے مدد ہے دیو گرگ ہے اور تو مثل یوسف کے ہے پس دامن یعقوب کو مت چھوڑ اغلب گرگ اس دم کھا جائیگا جبکہ گلہ سے بزغالہ جدا ہوگا جس نے سنت با جماعت ترک کی اپنے قتل میں اس نے خودکشی کی راہ جماعت کی سنت ہے مانند رفیق کے بے راہ رہے یا بے یار تو تنگی پائے راہ سنت با جماعت خوب ہے اسپ ہمراہ اسپوں کے بہتر چلتا ہے یعنی تو ہمراہ اسپوں کے بہتر وہ سنت با جماعت بہتر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ لیک ہر گمراہ الخ یہ شعر ولیکن ہر ایک گمراہ کو ہمراہ مت جان اور غافل خفتہ کو آگاہ مت جان وہ ہمراہی جو کہ دل ہو اس سے علیحدہ ہو اور جو ہمدل اور ہمدرد خواہان خدا ہو اس کو لے اور ہمراہ نہیں ہے کہ دشمن عقل کا ہو کہ فرصت پائے اور ترا جامہ لے تیرے ہمراہ جائے اور جب گھات ملے تو تجھکو اس جا لوٹ لے تیرے ہمراہ اپنے نفع کو جائے اس کا ذکر مت کہا کہ وہ پرنیش ہے یعنی ایسا یار مت ہمراہ لے کہ وہ تجھکو راہ میں لوٹ لے جب موقع پائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

مے رود با تو کہ یابد عقبہ ۔ کہ تواند کرد ست آنجا نہبہ
می رود با تو برائے سود خویش ۔ ہین منوش از نوش او کان ہست نیش
یا بود اشتر دلی چون دید ترس ۔ گویدت بہر رجوع از راہ درس
یار را ترسان کند ز اشتر دلی ۔ اینچنین ہمرہ عدو دان بیدلی
یار بد مارست ہین بگریز از و ۔ تا نریزد بر تو زہر آن زشت خو
یار را از رہ برد آن راہزن ۔ مرد را نبود آنکہ افتد زیر زن
راہ جانبازی است در ہر بیشۂ ۔ آفتی در دفع ہر دل شیشۂ
راہ دین ہر گمرہی خود چون رود ۔ حازمے باید کہ مرد رہ بود
راہ دین زان رو پر از شور و شرست ۔ کہ نہ ہر راہ مخنث گوہرست
در رہ این ترس امتحانہائے نفوس ۔ ہمچو پرویزن بہ تمییز سبوس
راہ چہ بود پر نشان پایہا ۔ یار چہ بود نردبان رایہا
گیرم آن گرگت نیابد ز احتیاط ۔ بے ز جمعیت نیابی در نشاط
با غلیظے خر ز یاران نفیر ۔ در نشاط آید شود قوت پذیر
ہر خری کز کاروان تنہا رود ۔ بر دی آن راہ از تعب صد تو شود
چند زخم چوب و سیخ افزون خورد ۔ تا کہ تنہا آن بیابان را برد
مر ترا میگوید آن خر خوش شنو ۔ گر نہ خرے ہمچنین تنہا مرو
آن کہ تنہا خوش رود اندر رصد ۔ با رفیقان بیگمان خوشتر رود

تیرے ہمرہ جائے جب کھانا ملے ۔ پس تجھے ڈس جائے پردہ لوٹ لے
تیرے ہمراہ جائے اپنے نفع کو ۔ اس کا مت کھا نوش ہے پر نیش وہ
یا ہو بزدل[۱] جو کہ دیکھے خوف سے ۔ رہ کی باتیں کہ رجوع تجھکو کرے
بزدلی سے جو ڈرائے یار کو ۔ ایسے نامرد ہمرہی کو جان عدد
یار بد ہے مار اس سے بھاگ تو ۔ تا نہ ڈالے زہر تجھ پر زشت خو
یار کو گمراہ کرے وہ راہزن ۔ وہ نہ مرد ہے جو کہ ہے مغلوب زن
راہ جانبازی کی ہے ہر نفع میں ۔ آفت ہر نازک کو اسکی دفع میں
راہ دین ہر ایک گمرہ کیا چلے ۔ مرد رہ کو ہوشیاری چاہیے
اس لئے ہے راہ دین پر شور و شر ۔ کہ نہ رہ ہے ہر مخنث کی گہر
امتحان[۲] اس رہ میں ہے ڈر نفس کا ۔ جیسے چلنی کردے بھوسی کو جدا
راہ کیا ہے نقش پاہے پر نشان ۔ یار کیا ہے رائے کا ہو نردبان
مانا گرگ آتا نہ تیرے پاس ہے ۔ پر ز جمعیت سے ہو فرحت تجھے
راہ میں خوش جو کوئی تنہا چلے ۔ پس خوشی میں آئے اور قوت بڑھے
کاروان سے جو کہ خر تنہا چلے ۔ اس پہ سو درجہ ہو وہ تکلیف سے
کھائے از بس زخم لاٹھی آرے کے ۔ تب بیابان کو وہ تنہا طے کرے
تجھکو[۳] کہتا ہے وہ خر تو سن لے یہ ۔ گر نہ تو خر ہے تو تنہا مت چلے
جو کہ تنہا جائے خوش امید سے ۔ وہ رفیقوں ساتھ پس خوشتر چلے

سلہ یا ہو بزدل آہ یہ شعر یارہ ہمراہ بزدل ہو کہ جو خوف سے دیکھے راہ کی باتیں کرکے تجھکو رجوع کرے جو بزدلی سے یار کو ڈرائے ایسے ہمراہ کو دشمن جان یار بد ہے تو اس سے بھاگ تاکہ تجھ پر زہر نہ ڈالے وہ زشت خو یار کو وہ راہزن گمراہ کرے وہ مرد نہیں ہے کہ جو مغلوب زن کا ہے راہ جانباز سے پر نفع ہے اور آفت ہر نازک کہ اس کے دفع میں راہ دین کی ہر ایک گمراہ کب چلے ہر مرد راہ کو ہوشیاری چاہیے اس واسطے راہ دین کی پر شور و شر ہے کہ ہر ایک مخنث کی راہ گوہر نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ امتحان الخ یہ شعر اس راہ میں امتحان خوف نفس کا ہے جیسے چلنی بھوسی کو جدا کردے راہ کیا ہے نقش پائے پریشان ہوا اور دریا کیا ہے راہ کے کا نردبان ہو ماناکہ گرگ تیرے پاس نہیں آتا ہے مگر تجھکو فرحت نہوگی بے جمعیت کے جو کوئی راہ میں خوش تنہا چلے وہ سیر زیادہ ہمراہ رفقا کے کرے آگے اس کی مثال ہے خر ما جو ہم خوردن سے کہ ہمراہ چلے پس خوشی میں آئے اور قوت بڑھے جو خر کاروان سے تنہا چلے اس پر راہ سو درجہ تکلیف سے ہو دے از بس زخم لاٹھی اور آرے کے کھائے تب وہ تنہا بیابان کو طے کرے یعنی تنہائی سے راہ میں ہمراہ رفقا کے سیر زیادہ ہو وے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ تجھکو کہتا ہے الخ یہ شعر وہ خر تجھکو کہتا ہے تو اس سے یعنی اگر تو خر نہیں ہے تو تنہا مت چل جو کہ تنہا خوش امید سے جائے وہ رفیقوں کے ساتھ خوش زیادہ چلے ہر ایک نبی نے اس راہ نایاب میں معجزے تباہ کر یار ڈھونڈھے ہیں آگے اس کی مثال ہے دیواروں کی اگر یاری نہ ہوتی ہے انبار دگر کب بلند ہوتے اگر ہر ایک دیواریں جدا ہو دیں تو کیسے چھت معلق رہوے ساتھ ہوا کے اگر قلم و سیاہی کی یاری نہ ہو وے کب رقم کا غذ پہ جلوہ گر ہو وے اگر بچھونا نہ کرے ہوا اڑا دے جو بوریا بنا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر نبی اندرین راه درست — معجزه بنمود یاران را بجست
گر نباشد یاری دیوارها — کی برآید خانه و انبارها
هر یکی دیوار اگر باشد جدا — سقف چون باشد معلق بر هوا
گر نباشد یاری حبر و قلم — کی فتد بر روی کاغذ با رقم
این حصیری که کسی می‌گسترد — گر نپیوندد بهم بادش برد
حق ز هر جنسی چو زوجین آفرید — پس نتائج شد ز جمعیت پدید
درمیان مرغ و صیاد ای عجب — پس شکال افتادشان نزدیک شب
با غلیظی حرز یاران فقیر — در نشاط آید شود قوت پذیر
این بگفت و آن بگفت از اهتزاز — بحثشان شد اندرین معنی دراز
مثنوی را چابک و دلخواه کن — ماجرا را موجز و کوتاه کن
مرغ را چون دیده بر گندم فتاد — نفس او بی طاقت آمد در گشاد
بعد ازان گفتش که گندم آن کیست — گفت امانت از یتیم بی وصی است
مال ایتام است امانت پیش ما — زانکه پندارند ما را مؤتمن
گفت من مضطرم و مجروح حال — هست مردار این زمان بر من حلال
هست دستوری کزین گندم خورم — ای امین و پارسا و محترم
گفت مفتی ضرورت هم توئی — بی ضرورت گر خوری مجرم شوی
ور ضرورت هست هم پرهیز به — ور خوری باری ضمان آن بده
مرغ پس در خود فرو رفت آن زمان — توسنش سر بستد از جذب عنان
پس بخورد آن گندم اندر فخ بماند — چند او یس و الانعام خواند
بعد درماندن چه افسوس و چه آه — پیش ازان بایست این دود سیاه

ہر نبی نے اس رہ نایاب میں — معجزے بتلا کے ڈھونڈھے یار ہیں
ہوتی دیواروں کی نے یاری اگر — کب بلندی اور بنا انبار گھر
ہووین دیواریں اگر سب کی جدا — کیسے چھت رہوے معلق تا ہوا
جو قلم سیاہی کی نے ہو یاری گر — کب رقم کاغذ پہ ہووے جلوہ گر
جو بناتا ہے ہر اک وہ بوریا — گر نہ ہو باہم اڑا دیوے ہوا
حق نے جفت ہر جنس سے پیدا کیا — پس نتیجہ اس کے ملنے سے کھلا
مرغ اور صیاد کے بیچ درمیان — شام تک تھیں مشکلیں ان میں بیان
خر بہ تجہیم تر کے بہرہ گر چلے — پس خوشی میں آئے اور قوت [illegible]
یہ وہ کہتا وہ یہ کہتا با خوشی — بحث آپس میں انکی تھی زبس بڑھی
مثنوی کو چست اور دلخواہ کر — مختصر کر قصہ اور کوتاہ کر
مرغ کی جو آنکھ گندم پر پڑی — نفس بے طاقت ہوا اسکا اس گھڑی
بولا گندم کس کی ملک ہے ای کریم — یہ امانت ہے کہا ملک یتیم
میں امانت رکھتا ہوں مال یتیم — کہ مجھے جانیں امین ہیں اہل سلیم
بولا میں مضطر ہوں اور مجروح حال — ہے مجھے مردار اس دم بھی حلال
ہے اجازت کھاؤں اس گندم سے میں — ای امین و پارسا اس وقت میں
بولا مفتی کہ ضرورت تو ہی ہے — بے ضرورت کھائے گر مجرم بنے
بل ضرورت میں بھی بچنا خوب ہے — اور اگر تو کھائے ضامن اسکا دے
مرغ متامل ہوا اس بات سے — اسپ کھینچا باگ کو منہ زور ہے
کھایا گندم پھنس گیا پھندے میں وہ — پس پڑھا یس و الانعام کو
بعد پھنس جانے کے کیا افسوس ہے — بے تردد پہلے اس سے چاہیے

سلہ حق نے الخ ۵ شعر حق نے جفت ہر ایک جنس سے پیدا کیا پس نتیجہ اسکے ملنے سے کھلا مرغ اور صیاد کے درمیان شام تک مشکلیں بیان ہوتی تھیں یہ وہ کہتا اور یہ کہتا خوشی سے اس میں بحث انکی ازبس بڑھی تھی تو مثنوی کو چست اور دلخواہ کر اور مختصر کر اور قصہ کوتاہ کر جو مرغ کی آنکھ گندم پر پڑی اس دم اس کا نفس بے چین ہوا یعنی طمع نے اسکی سب باتیں رد کر دیں باقی حال اس کا آگے ہے ۱۲ فافہم سلہ بولا گندم الخ ۸ شعر مرغ نے کہا کہ یہ گندم کس کی ملک ہے کہا کہ یہ امانت ہے ملک یتیم کی میں امانت رکھتا ہوں مال یتیم کی مجھکو امین و سلیم جانتے ہیں مرغ نے کہا کہ مضطر اور مجروح حال ہوں اس دم مجھکو مردار بھی حلال ہے اگر اجازت ہے کہ اس گندم سے میں کھاؤں اے امین و پارسا اس وقت میں صیاد نے کہا جو کوئی مفتی ضرورت ہے بے ضرورت اگر کھاوے گا مجرم بنے گا ضرورت میں بھی بچنا خوب ہے اور اگر تو کھاوے ضامن اس کا دے مرغ اس بات سے متامل ہوا اسپ کا باگ کھینچا کہ منہ زور ہے پس گندم کھایا اور وہ اس میں پھنس گیا اور پڑھا سورہ یس و الانعام کو آگے اس جگہ مطابق ہے ۱۲ سلہ بعد پھنس جانے کے الخ ۵ شعر بعد پھنس جانے کے کیا افسوس ہے تردد اس سے پہلے چاہیے جبکہ حرص ہوا پیدا ہو [illegible] فریاد رس اس سے پہلے [illegible] حرص کی گرہ [illegible] اول خرابی [illegible] امید ہے کہ شہر آفت سے بچے یعنی آفت میں پھنسنے سے پہلے تردد کرنا چاہیے اور اللہ سے نجات چاہنا چاہیے اور بعد نزول بلا کے تردد بے فائدہ ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آن زمان که حرص جنبید و هوس — دم بدم میگو که اے فریادرس
پیش از آن کان دانه بر تو فخ شود — گرمی حرص تو چون فخ شود
آه و دود و ناله آمد کار بند — حرص را اداره کن ای هوشمند
کان زمان پیش از خرابی بصره است — بو که بصره وا رهد هم زان شکست
ابک لی یا باکی یا ناکلی — قبل هدم البصرة والموصل
نح علی قبل موتی واغتفر — لا تنح لی بعد موتی واصطبر
ابک لی قبل ثبوری فی التوی — بعد طوفان النوی خل البکا
آن زمان که دیو میشد راهزن — آن زمان بایست یس خواندن
پیش از آن کاشکسته گردد کاروان — آن زمان چو بانگ زن ای پاسبان

جس گھڑی کہ پیدا ہو حرص و ہوس — دم بدم کہہ تو کہ اے فریادرس
پہلے اس سے کہ یہ دانہ دام ہو — گرمی تیری حرص کی جون فخ ہو
آہ و نالہ کا ہو برپا اس گھڑی — حرص کو آوارہ کر تو اے اخی
وقت سے پہلے خرابی شہر سے — ہے توقع شہر آفت سے بچے
ابک لی یا باکی یا ناکلی — قبل ہدم البصرة والموصل
روئیے واسطے میرے اے رونے والے تعزیت رکھنے والے — آگے اس کے کہ خرابی بصرہ و موصل کی ہو
نح علی قبل موتی واغتفر — لا تنح لی بعد موتی واصطبر
رو مجھپر آگے مرنے میرے سے اور مغفرت مانگ — اور مت رو بعد میرے مرنے کے اور صبر کر
ابک لی قبل ثبوری فی التوی — بعد طوفان النوی خل البکا
رو اول ہلاک ہونے میرے سے مرنے مین — بعد طوفان ہلاکت کے چھوڑ گریہ کرنا
جس گھڑی کہ دیو یہ رہزن بنے — اس گھڑی یس پڑھنا چاہئیے
اس سے پہلے کہ کٹے یہ کاروان — ہوشیاری چاہئیے اے پاسبان

ہای ہوی کردن پاسبان بعد از بردن دزد اسباب کاروان را

ہا ہو کرنا پاسبان کا بعد اسباب لیجانے چوروں کے کاروان سے

پاسبانی بود در یک کاروان — حارس مال و قماش آن جهلان
پاسبان خفت و دزد اسباب برد — رختها را زیر هر خاکی فشرد
روز شد بیدار گشت آن کاروان — رفته دیدند اسپ و سیم و اشتران
پاسبان در هی هو چون یک تن — گرم گشته خود هم او بد راهزن

کاروان مین ایک تھا بس پاسبان — مال و سامان کا تھا وہ نگہبان
سو گیا حارس چور سامان لیگیا — خاک کے نیچے رکھا سامان چھپا
جو ہوا بیدار دن کو قافلہ — دیکھا جا اسپ و شتر چوری گیا
پاسبان نے شور واویلا کیا — کیونکہ خود بھی راہزن وہ ایک تھا

سلہ ابک لی ۵ شعر ترجمہ میرے واسطے رو اے رونے والے اے تعزیت رکھنے والے اس سے پہلے کہ خرابی بصرہ و موصل کی ہو ترجمہ رو مجھپر آگے مرنے میرے سے اور مغفرت کر اور مت رو بعد مرنے میرے کے اور صبر کر ترجمہ رو اول ہلاک ہونے میرے سے مرنے مین اور بعد طوفان ہلاکت کے چھوڑ گریہ کو جس دم کہ یہ دیو راہزن ہے اس دم یس پڑھنا چاہئیے اس سے پہلے یہ کاروان لٹے ہوشیاری چاہئیے اے پاسبان یعنی دیو کے رہزن ہونے سے اول سورۂ یس کو پڑھنا چاہیے چنانچہ ہنگام نزع کے اسی واسطے سورۂ یس پڑھتے ہیں کہ شیطان دفع ہو چنانچہ اس کی مثال مین قصہ پاسبان کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۴ شعر کاروان مین اک پاسبان تھا کہ مال و سامان کا وہ نگہبان سویا اور چور سامان لے گیا اور خاک کے نیچے وہ سامان پوشیدہ کیا جو قافلہ دن کو بیدار ہوا تو دیکھا کہ مال و اسپ و شتر چوری گیا پاسبان نے شور و واویلا کیا کیونکہ وہ خود ہی ایک راہزن تھا پس اس سے کہا کہ اے نگہبان کہو کہ سامان کیا ہوا اور وہ اسباب کہاں ہے کہا کہ چور پردے مین آئے ولیکن میرے آگے سے وہ سامان لے گئے تو قوم نے کہا کہ اے ٹیلہ ریت کے تو کرتا کیا تھا اور کس واسطے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سایۂ خویش از سر من بر مدار	بیقرار و بیقرارم بیقرار	سر کو راحت میرے کب سے مت اٹھا	بیقراری بیقرار اب ہون سوا
خوابہا بیزار شد از چشم من	در غمت ای رشک سرو و یاسمن	خواب میری چشم سے بیزار ہے	اے گل رشک چمن غم مین ترے
من نخواہم عشوہ ہجران شنود	آزمودم چند خواہم آزمود	ہجر کا عشوہ سنون مین کب تلک	آزمایا آزمایا کب تلک
گر بنم لائق چہ باشد گر دمے	ناسزائی را بپرسی در غمی	گر نہ مین لائق ہون کیا ہو ایکدم	گر تو نالائق کو پوچھے اب بغم
مر عدم را خود چہ استحقاق بود	کہ برو لطف چنین درہا گشود	کیا عدم کا خاص استحقاق تھا	کہ کھلا در اسپہ تیرے لطف کا
خاک گرگین را کرم آسیب کرد	دہ گہر از نور حس در جیب کرد	خاک[۱] عاجز کو کیا اسباب جود	نور حس کے دس گہر کی دی نمود
پنج حس ظاہر و پنج حس نہان	کہ بشر شد نطفۂ مردہ از آن	پانچ ظاہر پانچ باطن کے گہر	کہ ہوا اک مردہ نطفے سے بشر
توبہ بے توفیقت اے نور بلند	جز بہ ریش توبہ بیجو در یشخند	توبہ بے توفیق تیری ناپسند	ریش توبہ پر نہ ہو جز ریشخند
سبلتان توبہ یک یک برکنی	توبہ سایہ است و تو ماہ روشنی	مونچھ توبہ کی اکھیڑ اک اک سبھی	توبہ سایہ ہے تو ماہ روشنی
ای ز تو ویران دکان و منزلم	چون ننالم چون بیفشاری دلم	اے مری دکان ویران تجھسے ہے	کیون نہ روؤن جو نچوڑے تو مجھے
چونکہ بے تو نیست کارم را نظام	بے تو ہرگز کار کے گردد تمام	بے ترے نے کام کو میرے نظام	بے ترے نے کام ہرگز ہو تمام
چون گریزم زانکہ بی تو زندہ نیست	بی خداوندیت تو بندہ نیست	کیسے[۲] بھاگون بے ترے زندہ نہین	بے خداوندی تری بندہ نہین
جان من بستان تو ای جان را اصول	زانکہ بی تو گشتہ ام از جان ملول	جان میری ہے تو ہے جان کا اصول	کیونکہ بے تیرے مین جان سے ہون ملول
عاشقم من بر فن دیوانگی	سیرم از فرہنگ و از فرزانگی	عاشق اب دیوانگی کے فن پہ ہون	سیر مین فرہنگ اور دانش سے ہون
چون بدرد شرم گویم راز فاش	چند از ین صبر و زحیر ای معاش	شرم جو توڑے کہون مین راز فاش	کب تلک اس صبر ہو اندر معاش
در حیا پنہان شدم ہمچون سجاف	ناگہان بجہم ازین زیر لحاف	مین حیا مین ہون نہان سنجاف سا	کود ون باہر ناگہان پردہ اٹھا
ای رفیقان راہہا را بست یار	آہوی لنگیم و او شیر شکار	اے رفیقو بند رکھے راہ یار	آہو لنگڑا مین وہ شیر شکار
غیر تسلیم و رضا کو چارۂ	در کف شیر نر خونخوارۂ	غیر[۳] تسلیم و رضا چارہ کسے	ہاتھ مین اس شیر نر خونخوار کے

۱ خاک عاجز آلخ یہ شعر خاک عاجز کو اسباب بخشش کا کیا اور نور حس کے دس گہر اسے دیئے پانچ ظاہر اور پانچ باطن ایک نطفۂ مردہ سے بشر ہوا توبہ بے توفیق تیری ناپسند ہے کہ ریش توبہ پر بجز ریشخند کے نہ ہو مونچھ توبہ کی ایک ایک اکھیڑ کیونکہ توبہ سایہ ہے اور تو ماہ روشنی ہے اے خدا میری دکان تجھ سے ویران ہے کیون نہ روؤن مین کہ جو تو مجھے نچوڑے بے تیرے میرے کام کو انتظام نہین اور نہ بے تیرے ہرگز کام تمام ہو یعنی اے خدا تو نے خاک بھیجی کہ دس حواس سے رونق دی ہے تو بے تیری توفیق کے بے رونق ہے بے تیرے میرے کام کا انتظام نہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ کیسے بھاگون آلخ یہ شعر کیسے بھاگون کہ بے تیرے زندہ نہین ہون اور بے خداوندی تیری کے بندہ نہین ہون تو میری جان ہے کہ تو جان کا اصول ہے کیونکہ بے تیرے مین جان سے ملول ہون دیوانگی کے فن پر مین عاشق ہون اور دانش و فرہنگ سے مین سیر ہون جو تو شرم توڑے مین راز فاش کہون اور کب تک اس سے صبر ہو معاش کے بیچ حیا مین پوشیدہ ہون سنجاف کے مانند ناگہان باہر کود کر جو پردہ اٹھا دے اے رفیقو راہ بند کی ہے یار نے مین آہو لنگڑا ہون اور وہ شیر شکاری ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ غیر تسلیم آلخ یہ شعر سوا تسلیم و رضا کے کیسے چارہ ہے ہاتھ مین اس شیر نر خونخوار کے وہ خواب خور نہین رکھتا ہے مانند آفتاب کے روح کو بے خور و خواب کرتا ہے کہ مین ہو جا میری طرح تا کہ تجلی مین نور دیکھے جیسا ہوا اگر تو نے ایسا نہ دیکھا کیون بندہ ہوا تو خاک تھا طالب احیا ہوا اگر بیعت سے تجکو خدا نہ دے ہوا تو اس طرف ہمیشہ میری چشم جان کہو تا آگے اسکی مثال ہے اسواسطے کہ بلی سوراخ پر چھپی ہے کہ خدا اسکو سوراخ سے ملتی ہے دوسری بلی دام پر پکڑتی ہے خدا انکار مرغ سے بچائے یعنی تو میری طرف آ اور میری جو کو تجلی مین تو میرا منہ دیکھے بلکہ تو مجکو جانتا ہو اگر نہین جانتا ہے تو عاشق کس واسطے ہوا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

رو ندارد خواب خود چون آفتاب — روحہا را میکند بیخود ز خواب
که بیا من باش یا ہم خوی من — تا ببینی در تجلی روی من
ور نہ دیدی چون چنین شیدا شدی — خاک بودی طالب احیا شدی
گر ز بیسویت ندادی او علف — چشم جانت چون بماندست آن طرف
گربہ در سوراخ ازان شد معتکف — که ازان سوراخ او شد معتلف
گربۂ دیگر ہمی گردد ببام — کز شکار مرغ یابد او طعام
آن یکے را قبلہ شد جولاہگی — وان دگر حارث برای جامگی
آن یکی بیکار رو در لامکان — که ازان سو دادیش قوت روان
کار آن دارد که حق را شد مرید — بہر کار او ز ہر کارے برید
دیگران چون کودکان این روز چند — تا بشب بر خاک بازی میکنند
خوابناکی کو ز یقظہ مے جہد — دایۂ وسواس عشوش مید ہد
رو بخسپ ای جان که نگذاریم ما — که کسے از خواب بجہاند ترا
ہم تو خود را بر کنی از بیخ خواب — ہمچو تشنہ که شنود او بانگ آب
بانگ آبم من بگوش تشنگان — ہمچو باران میرسم از آسمان
بر جہ ای عاشق بر آور اضطراب — بانگ آب و تشنہ وانگاہ خواب

وہ نہ رکھے خواب و خور جون آفتاب — روح کو کرتا ہے بے خور اور خواب
کہ تو آ بن ہو دیا ہو میری خو — تا تجلی مین تو دیکھے میرا رو
گر نہ دیکھا ایسا کیون شیدا ہوا — خاک تھا تو طالب احیا ہوا
بے جہت سے گر نہ دے تجکو غذا — اسطرف کیون چشم جان تیری کھلا
اس لئے سوراخ پر بلّی جمی — کہ غذا اسوراخ سے اُس کو ملی
دوسری بلّی پھرے ہے بام پے — کہ غذا پائے شکار مرغ سے
ایک[51] کا قبلہ ہوا جولاہگی — اک کرے تنخواہ کی خاطر نوکری
ایک ہے بیکار دیکھے لامکان — کہ اُدھر سے قوت اسکا ہے روان
کام وہ ہے کہ مرید حق کا بنے — کام چھوڑے کام حق کیواسطے
چند دن مانند طفلان دوسرے — کھیلتے ہین اندن بسر خاک پے
بھاگے بیداری سے خواب آلودگان — دایۂ وسواس دھوکا دے نہان
جا تو اے سو جان نہ آنے دون کسے — کہ اُٹھائے خواب سے کوئی تجھے
کھود تو اپنے کو جڑ سے خواب کے — جیسے تشنہ کہ سنے بانگ آب سے
کان مین تشنہ کے مین بانگ آب — چرخ سے مین آؤن چون آب سحاب
اُٹھ تو اے عاشق و کر تو اضطراب — بانگ آب اور تشنہ اور اسوقت خواب

حکایت آن عاشق کہ شب بامید وعدہ معشوق بیامد بدان وثاق کہ اشارت کردہ بود و بعضی از شب منتظر بود تا خوابش

حکایت[52] اُس عاشق کی کہ رات کو بامید وعدہ معشوق اُس مکان پر آیا کہ جہان اُس نے پتہ دیا تھا اور تھوڑی رات تک منتظر رہا

۵۱ ایک کا آنچ ۹ شعر ایک کا قبلہ جولاہگی ہوا اور ایک تنخواہ کی خاطر نوکری کرے ایک بیکار ہے وہ لامکان دیکھتا ہے اور اُس کا قوت اُدھر سے روان ہے کام وہ ہے کہ حق کا مرید ہے کام حق کے واسطے کام چھوڑے دوسرے چند روز لڑکون کے مانند رات تک خاک پر کھیلتے ہین خواب آلودگان بیداری سے بھاگتے ہین کہ دایہ وسواس کو دھوکا پوشیدہ دے اے جان جا تو خفتہ ہو کسی کو نہ آنے دون کہ خواب سے تجکو اٹھائے تو خود کو خواب کی جڑ سے کھود جیسے کہ تشنہ آواز آب سے سنتا ہے تشنہ کے کان مین آواز آب ہون اور مین چرخ سے اولی مانند آب کے اے عاشق تو اٹھ اور اضطراب کر کہ آب اور تشنہ اور اُس وقت خواب یعنی تمام کام اس عالم مین کام وہ ہے کہ مرید کا کہ اس حالت مین جو تو دیکھے ورنہ سب بغفلت حق سے ہے پس جو بندہ کو غافل ہونا عجب ہے چنانچہ اس کی مثال مین حکایت عاشق کی آگے فرماتے ہین فافہم

۵۲ حکایت سوم ترک نفی و حصول ہستی مین

ربود معشوق آمد و جیبش پر از گردگان نمود و برفت

عاشقی بوده است در ایام پیش پاسبان عهد اندر عهد خویش
سالها در بند وصل ماه خود شاه مات و مات شاهنشاه خود
عاقبت جوینده یابنده بود که فرج از صبر زاینده بود
گفت روزی یار او کامشب بیا که بپختم از پی تو لوبیا
در فلان حجره نشین تا نیمشب تا بیایم نیمشب من بی طلب
مرد قربان کرد نانها بخش کرد چون پدید آمد مهش از زیر گرد
شب در آن حجره نشست او انتظار بر امید وعدهٔ آن یار غار
منتظر بنشست و خوابش در ربود اوفتاد و گشت بیخود آن غنود
ساعتی بیدار بد خوابش گرفت عاشق دلدار را خواب ای شگفت
بعد نصف اللیل آمد یار او صادق الوعده از آن دلدار او
عاشق خود را فتاده خفته دید اندکی از آستین او درید
گردگان چندش اندر جیب کرد که تو طفلی گیر این می باز نرد
چون سحر از خواب عاشق بر جهید آستین و گردگان ها را بدید
گفت شاه ما همه صدق و وفاست آنچه بر ما میرسد آن هم ز ماست
ای دل بیخواب ما زان ایمنیم چون حرس بر بام چوبک میزنیم

تا سو گیا معشوق آیا اور اس کی جیب مین اخروٹ ڈالکر چلا گیا

عاشق[1] اک اگلے زمانہ مین ہوا عہد اپنے عہد مین کرتا وفا
وصل کا درپے تھا برسون یار کے شاہ مات اور مات اپنے شاہ سے
ڈھونڈھتا ہی جو وہ آخر پائے ہی کہ فتح مندی ہے تابان صبر سے
یار اک دن[2] بولا شب کو آج آ کہ پکایا تیری خاطر لوبیا
تو فلانے گھر مین رہ تا نیمشب آؤنگا مین نیم شب کو بے طلب
مرد نے خیرات کی صدقہ دیا گرد سے مہ اسکا جو ظاہر ہوا
اس مکان مین تھا وہ شب کو منتظر یار کے اقرار کی امید پر
بیٹھے بیٹھے منتظر وہ سو گیا لیٹا اور بیخود ہوا وہ اونگھتا
اک گھڑی جگتا رہا اور سو گیا عاشق بیدل کو کب سونا روا
بعد[3] آدھی رات کے آیا وہ یار اپنے وعدے کا تھا سچا وہ نگار
دیکھا عاشق اپنے کو سویا ہوا آستین کو چاک تھوڑا سا کیا
جیب مین اخروٹ تھوڑے سے رکھے کہ ابھی کھیل اس سے تو اک طفل ہے
صبح کو جو خواب سے عاشق اٹھا آستین اخروٹ دیکھے ظاہرا
بولا میرا شہ ہے کل صدق و صفا میری جانب سے ہے جو مجکو ملا
ایدل[4] بیخواب امین اس سے ہون جو نگہبان بام پر پہرا مین دون

[1] عاشق ایک الخ سے ۳ شعر اگلے زمانہ میں ایک عاشق ہوا ہے کہ اپنے عہد مین عہد وفا کرتا تھا یار کے وصل کا برسون درپے تھا شاہ مات اور مات اپنے شاہ کے آگے اسکا حقائق ہیں جو ڈھونڈھتا ہے وہ آخر پاتا ہے کہ فتحمندی صبر سے چمکتی ہے یعنی جو ڈھونڈھتا ہے وہ پاتا ہے محروم نہین رہتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

[2] یار اکدن الخ ۶ شعر ایک دن یار نے کہا کہ آج شب کو تو آ کہ تیری خاطر لوبیا پکایا ہے فلانے گھر مین آدھی رات تک رہ آدھی رات کو مین بے بلائے آؤنگا عاشق نے خیرات کی اور صدقہ دیا جو ماہ اس کا گرد سے ظاہر ہوا جو اس مکان مین شب کو منتظر تھا یار کے اقرار کی امید پر پس وہ بیٹھے بیٹھے منتظر سو گیا اور بیخود ہوا وہ غنودہ ایک گھڑی جاگتا رہا اور سو گیا کب عاشق بیدل کو سونا روا ہے یعنی عاشق بیدل شوق یار مین کب سوتا ہے اور جو کہ سویا اس نے اپنا مطلب کھویا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

[3] بعد آدھی رات کے الخ ۵ شعر آدھی رات کے بعد وہ یار آیا کہ اپنے وعدہ کا وہ سچا تھا جو اپنے عاشق کو سویا ہوا دیکھا آستین کو چاک کیا چند اخروٹ جیب مین اسکی رکھے کہ ابھی کھیل تو لڑکا ہے جو عاشق صبح کو خواب سے اٹھا آستین مین وہ اخروٹ ظاہر دیکھے کہ میرا شاہ بالکل صدق و صفا ہے وہ میری جانب سے جو مجکو ملا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[4] ای دل بیخواب الخ ۷ شعر اے دل بیخواب اس سے مین امین ہون کہ نگہبان کے مانند بام پر مین پہرہ دون میرے سب اخروٹ جو میرے ہوئے جو مین غم سے کہتا ہون وہ اب تھوڑا ہوا ای ملامت گر یہ ماجرا ہے کہ تک بعد دیوانے کو نصیحت مت دے مین اب عشوہ ہجر کا کب تک سونگا کہ مین نے آزمایا ہے کب تک آزماؤن جو سوائے سوزش و بیداگی ہے وہ اس راہ مین بیگانگی رکھتا ہے میرے پاؤن مین زنجیر مت ڈال کہ مین نے سلسلۂ تدبیر کو توڑا ہے سوائے زلف دلدار کے اگر مجکو دو سو زنجیرے تو توڑ دون یعنی مین نصیحت آزمایا ہے کہ تک آزماؤن پس مین ہجر یار کا صدمہ کب اٹھا سکتا ہون مجھ دیوانہ کی قید کو زنجیر زلف یار کی کفایت کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گردگان ما درین مطحن شکست / ہرچہ گوییم از غم خود اندکست
ٹوٹے چکی میں ہمارے اخروٹ سب / غم سے جو کہتا ہوں وہ تھوڑا ہی اب

عاذلا چند این صداع و ماجرا / بعد ازین پندی منہ دیوانہ را
اے ملامت گر یہ کب تک ماجرا / بعدہ مجنون کو مت پند دے

من نخواہم عشوۂ ہجران شنود / آزمودم چند خواہم آزمود
ہجر کا عشوہ سنوں کب میں بھلا / آزمایا آزماؤں کب تلک

ہرچہ غیر شورش و دیوانگیست / اندرین رہ دوری و بیگانگیست
جو کہ ہے جز شورش و دیوانگی / رکھتا ہے اس راہ میں بیگانگی

ہین بنہ بر پایم آن زنجیر را / کہ دریدم سلسلہ تدبیر را
ڈال مت پاؤں میں مرے زنجیر کو / میں نے توڑا سلسلہ تدبیر کو

غیر جعد آن نگار مقبلم / گر دو صد زنجیر آری بگسلم
بس سوائے زلف اس دلدار کے / توڑوں گر زنجیر دو سو دے مجھے

عشق و ناموس ای برادر راست نیست / بر در ناموس ای عاشق مایست
عشق سے ناموس اے برادر کب ملے / ٹھہر مت عاشق در ناموس پے

وقت آن آمد کہ من عریان شوم / نقش بگذارم سراسر جان شوم
وقت وہ آیا کہ عریاں ہوں میں / نقش چھوڑوں سر بسر جان ہوؤں میں

ای عدوی شرم و اندیشہ بیا / کہ دریدم پردۂ شرم و حیا
شرم و اندیشہ کے اے دشمن تو آ / میں نے پھاڑا پردہ شرم و حیا

ای ببستہ خواب جان از جادوی / سخت دل یارا کہ در عالم توی
ایکہ باندھا خواب جان کو سحر سے / سخت جان اے یار تو عالم میں ہے

ہین گلوی صبر گیر و می فشار / تا خنک گردد دل عشق ای سوار
صبر کی گردن پکڑ تو اور دبا / تا کہ دل ٹھنڈا ہو آخر عشق کا

تا نسوزم کی خنک گردد دلش / ای دل ما خاندان و منزلش
نے جلوں تا دل نہ ٹھنڈا اسکا ہو / اے مرا دل گھر ہے اسکا جان لو

خانۂ خود را ہمی سوزی بسوز / کیست آن کس کو بگوید لا تجوز
گر جلاتا اپنا گھر ہے تو جلا / کون ہے کہ کہوے کوئی ناروا

خوش بسوز این خانہ را ای شیر مست / خانۂ عاشق چنین اولی ترست
اے جلا اس گھر کو اچھے طور سے / ایسا گھر عاشق کا ہونا خوب ہے

بعد ازین من سوز را قبلہ کنم / زانکہ شمعم من بسوزش روشنم
بعدہ قبلہ کروں میں سوز کو / شمع روشن میری ہے سوزش سے

خواب را بگذار امشب ای پدر / یک شبی بر کوی بیخوابان گذر
آج کی شب چھوڑ خواب اے مشفقا / ایک شب کوچہ میں بیخوابوں کے جا

بنگر آنہا را کہ مجنون گشتہ اند / ہمچو پروانہ بوصلت کشتہ اند
دیکھ تو ان کو کہ وہ مجنوں ہوئے / وصل میں مانند پروانہ جلے

بنگر این کشتی خلقان غرق عشق / اژدہا گشتہ است گویا حلق عشق
خلق کی کشتی کو دیکھ ہے غرق عشق / اژدہا گویا ہوا ہے حلق عشق

اژدہا ئے ناپدید دل ربا / عقل ہمچون کوہ را او کہربا
اژدہا ظاہر نہیں اے دلربا / عقل مثل کوہ کو وہ کہربا

لے عشق آلخ ۱۹ شعر اے برادر عشق و ناموس کب ملے اے عاشق مت ٹھہر ناموس پر وقت آیا ہے کہ میں عریاں ہوؤں اور نقش چھوڑ دوں بالکل جان ہوؤں اے شرم و اندیشہ کے دشمن تو آ میں نے شرم و حیا کا پردہ پھاڑا ہے کہ خواب جان کو باندھا سحر سے اے یار تو عالم میں سخت دل ہے تو صبر کی گردن پکڑ اور دبا تا کہ دل آخر کو عشق کا ٹھنڈا ہو نہ جلاؤں جب تک اس کا ٹھنڈا نہ ہوا ہے میرا دل اسکا گھر ہے جان لو یعنی میرا دل عشق کا گھر ہے جب تک میں نہ جلوں عشق کا دل کب ٹھنڈا ہووے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سے گر جلاتا ہے آلخ ۲ شعر اگر جلاتا ہے تو اپنا گھر تو جلا کون ہے کہ کوئی ناروا کہوے اس گھر کو اچھی طرح سے جلا ایسا گھر عاشق کا ہونا خوب ہے بعدہ میں سوز کو قبلہ کروں جو میری شمع روشن ہے سوزش سے اے مشفق آج کی شب خواب کو چھوڑ اور ایک شب بیخوابوں کے کوچہ میں جا تو ان کو دیکھ کہ وہ مجنوں ہوئے اور وصل میں مانند پروانہ کے جلے خلق کی کشتی کو دیکھ کہ غرق عشق ہے گویا اژدہا ہوا ہے حلق عشق کا اژدہا ظاہر نہیں ہے عقل کو وہ مانند کوہ و کہربا ہے یعنی عاشق کا جلنا فراق یار میں بہتر ہے بلکہ وصال یار میں غلبہ عشق سے عاشق جلتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

عقل ہر عطار کآگہ شد ازو	طبلہا را ریخت اندر آب جو
رہ گزین جو بہ نیابی تا ابد	لم یکن حقا لہ کفوا احد
اے مزور چشم بکشا و ببین	چند گوئی من ندانم آن و این
از وبای رزق و محرومی برآ	در جہان حی قیومی درآ
تا نمی بینم ترا بینم شود	وین ندانمہات میدانم شود
بگذر از ہستی و مستی بخش باش	زین تلون نقل کن در استواش
چند نازی تو بدین مستی پست	بر سر ہر کوی چندین مست ہست
گر دو عالم پر شود سرمست یار	جملہ یک باشد و آن یک نیست خوار
این ز بسیاری نیابد خواریے	خوار کہ بد تن پرستی نازیے
گر جہان پر شد ز تاب نور ماہ	کی کشاد آید بر صاحب ولا
گر جہان پر شد ز نور آفتاب	کے بود خوار آن تف خوش التہاب
لیک با این جملہ بالا تر خرام	چونکہ ارض اللہ واسع بود ای امام
گرچہ این مستی چو باز اشہب است	برتر از وی در زمین قدس ہست
مست حق ابرار و مقربان بدست	بر مقرب شیر او چون روبہ است
رو تو اسرافیل شو در امتیاز	در دمند و روح بخش و مست ساز
مست را چون دل مزاج اندیشہ شد	این ندانم وان ندانم پیشہ شد

عقل[1] عطار اس سے جو آگہ ہوئی	عطر پھینکا آبجو میں بس سبھی
جو کہ اندر جا نہ نکلے تا ابد	لم یکن حقا لہ کفوا احد
اے فریبی آنکھ کھول اور دیکھ تو	کہو گے کب تک نہیں نجانوں یہ و وہ
رزق کی آفت و محرومی سے آ	اور جہان حی قیومی میں جا
تجکو تا نا دیکھنا ہو دیکھنا	تجکو تا نا جاننا ہو جاننا
ہو تو مستی بخش کر ہستی رہا	اور مساوی ہو تلون سے تو جا
نازاں[2] کب تک مستی ناچیز پہ	مست اکثر ہر گلی کوچہ میں ہیں
گر دو عالم پر ہو مست یار سے	جملہ اک ہوں وہ نہیں کہ خوار ہے
یہ بہت ہونے سے خواری پائے کب	خوار ہیں تو تن پرست و بے ادب
گر جہان پر ہووے نور ماہ سے	کب ہرائی آئے اہل عشق پے
گر جہان پر ہووے نور شمس سے	عشق کی گرمی کو کب نقصان ملے
گرچہ یہ سب کچھ ہو آگے چل ذرا	کیونکہ ارض اللہ واسع ہے بڑا (زمین اللہ کی بڑی ہے ۱۲)
گرچہ یہ مستی ہے جون باز سفید	پر زمین قدس پہ برتر اس سے مزید
ہے[3] مقرب مست پر ابرار زیر	ہو مقرب پہ جون روبہ اسکا شیر
جا تو اسرافیل ہو با امتیاز	روح بخش و مست کا ہو مست ساز
مست کا جو دل ظرافت کو رکھے	یہ نجانوں وہ نجانوں بس کہے

[1] عقل عطار الخ ۶ شعر جو عقل عطار اس سے آگاہ ہوئی عطر سب آبجو میں پھینکا نہر کے اندر جا کہ تا ابد نہ نکلے ترجمہ نہیں ہو قسم حق کیواسطے اس کے کہ تو وہ اکیلا ہے اے فریبی آنکھ کھول اور دیکھ تو کب کہے گا کہ میں نہیں جانتا ہوں یہ اور وہ رزق کی آفت اور محرومی سے آ اور جہان حی قیومی میں جا تاکہ نہ دیکھنا تجکو دیکھنا ہو اور تجکو نہ جاننا جاننا ہو تو مستی بخش ہو اور مستی کا ترک کر اور تلون سے مساوی ہو چل یعنی دنیا چھوڑ اور طرف عالم بقا کے جا کہ نہ دیکھنا ہو دیکھے اور نہ جانے اور مستی دنیا کو چھوڑ اور مستی بخش عقبیٰ کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ع نہیں ہو قسم حق کے واسطے کفو اس کا اکیلا ہے ۱۲

[2] نازاں الخ ۷ شعر کب تک نازاں ہو گا مستی ناچیز میں کہ اکثر مست گلی کوچہ میں ہیں اگر دونوں عالم پر ہوں مستی یار سے جملہ ایک ہوں اور وہ ایک خوار نہیں ہے یہ بہت ہونے سے کب یار سے خوار ہیں تو تن پرست اور بے ادب ہیں اگر جہان پر ہووے نور ماہ سے اہل عشق پر کب برائی آئے اگر جہان پر ہووے نور خورشید سے عشق کی گرمی کو نقصان کب ملے ولیکن یہ سب کچھ ہے ذرا آگے چل کیونکہ زمین اللہ کی بڑی ہے اگرچہ یہ ہستی مانند باز سفید کے ہے ولیکن زمین قدس پر زیادہ ہے یعنی مستان عشق الٰہی کب ذلیل و خوار ہوں کیونکہ یہ مستی اس عالم میں زیادہ مرتبہ رکھتی ہے آگے اس مست کا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] ہے الخ ۵ شعر مقرب مست کے اوپر ہیں اور ابرار نیچے ہیں کہ مقرب اوپر شیر کے مانند روباہ کے ہے تو جا اور اسرافیل ہو امتیاز سے روح بخش اور مست کا مست ساز ہو جو مست کا دل ظرافت کو رکھے یہ نجانوں کس واسطے کہے یہ نجانوں وہ نجانوں کس واسطے تاکہ تو جانے کہ جانتا ہوں کہ تو کون ہے یا تو ان میں نفی ہے ثابت کے واسطے تو ثابت شروع کر اور نفی چھوڑ دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

این ندانم وان ندانم بهر چیست تا بدانی آنکه میدانیم کیست
نفی بهر ثبت باشد در سخن نفی بگذار و ز ثبت آغاز کن
نیست این و نیست آن هین واگذار آنکه آن هست ست آنرا پیش آر
نفی بگذار و همان هستی پرست این بیاموز ای پدر زان ترک مست
نفی بگذار و همان هستی طلب ترک و مطرب را بگو احوال شب

یہ سمجھا نون وہ سمجھا نون کس لیے تا تو جانے جانتا ہون کون ہے
نفی یا تو ہین ہو ثابت کیلئے کر شروع ثابت تو نفی چھوڑ دے
[۱] نفی ہی یہ اور نفی ہے وہ یہ چھوڑ دے جو کہ ہست ہے اسکو بس تو جلد لے
چھوڑ نفی اور وہ ہستی پوج تو سیکھ ترک مست سے یہ ای عزیز
چھوڑ نفی ای پسر ہستی کو لے حال شب کہہ ترک و مطرب سے

استدعای امیر ترک مخمور مطرب را بوقت صبوح و

طلب کرنا امیر ترک مخمور کا قوال کو وقت صبح کے و

معنی حدیث ان الله تعالی شرابا اعدت لاولیائه
اذا شربوا سکروا و اذا سکروا طربوا و قوله تعالی
ان الابرار یشربون من کاس الی آخره

معنی حدیث ان اللہ تعالی شرابا اعدت لاولیائہ
تحقیق واسطے اللہ کے شراب تیار کی گئی ہے واسطے دوستون اس کے کے
اذا شربوا سکروا و اذا سکروا طربوا و قولہ تعالی
جسوقت پیتے ہین وہ شراب مست ہوتے ہین اور جب مست ہوتے ہین تو خوش ہوتے ہین فرمایا
ان الابرار یشربون من کاس الی آخرہ
اللہ تعالی نے تحقیق ابرار پئین گے پیالون سے

این مے که تو میخوری حرامست ما مے نخوریم جز حلالے
جهد کن تا زنیست هست شوی وز شراب خدای مست شوی
اعجمی ترکی سحر آگاه شد وز خمار خمر مطرب خواه شد
مطرب جان مونس مستان بود نقل و قوت و قوت مست آن بود
مطرب ایشان را سوی مستی کشد باز مستی از دم مطرب کشد
آن شراب حق بدان مطرب برد وین شراب تن ازین مطرب خورد
هر دو گر یک نام دارد در سخن لیک فرقست این سخن تا آن حسن
اشتباهی هست لفظی در میان لیک خود کو آسمان کو ریسمان

پیتا ہے جو تو حرام مے ہے ہم پیتے نہ جز حلال مے کے
جہد کرتا تو نیست سے ہو ہست اور شراب خدا سے ہو تو مست
[۲] صبح اٹھکر ایک عجمی ترک نے چاہا مطرب کو خمار خمر سے
جان کا مطرب ہو مونس مست کا قوت و قوت مست کا ہے اور غذا
سوی مستی لائے ہی مطرب انھین پھر دم مطرب سے مستی وہ چکھین
حق کی مے پیتا وہ اس مطرب سے ہے پیتا اس مطرب سے ہو یہ حق کی مے
دو نون رکھین نام اک اندر سخن پر جدا ہے اس سخن سے وہ حسن
[۳] اشتباہ ہے ایک لفظی درمیان پر کہان ہے آسمان او ریسمان

[۱] نفی ہی یہ الخ سے ۷ شعر تک یہ ہی ہو نہ وہ ہی تو چھوڑ دے جو کہ ہست ہے تو اسکو جان لے نفی چھوڑ دے تو وہ ہستی کو پوج اور ہستی ترک مست سے سیکھ یہ نفی ای پسر چھوڑ دے اور ہستی کو لے حال شب مطرب اور ترک مست سے کہہ یعنی جناب سوال مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تو مسلمہ ہے کہ نفی کو چھوڑ اور ہستی کو حاصل کر کیونکہ ترک مست وہی ہین آگے اسکی مثال ہے امیر ترک کا قصہ فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۲] صبح اٹھکر آہ ۵ شعر ایک عجمی ترک نے صبح اٹھکر مطرب کو بلایا خمار خمر سے مطرب جان مست کا مونس ہوا اور قوت اور غذا مست کا ہو مطرب سوے مستی انھین لاتا ہی اور پھر دم مطرب سے وہ مستی چکھتے ہین شراب حق کی اس مطرب سے پیتا ہو اور یہ شراب تن کی اس مطرب سے پیتا ہو دونون جس مین ایک نام رکھتے ہین لیکن اس حسن سے وہ حسن جدا ہی یعنی مطرب ایک ہی اہل نفس شراب تن اس کی آواز سمع سے پیتا ہے اور عارف شراب عشق الہی پیتا ہو جدید اسکی غذا نفسانی ہے اور اسکو غذا روحانی پہونچتی ہے آگے اس کا بیان ہو فافہم ۱۲ [۳] اشتباہ ہی آخ ۲ شعر اشتباہ لفظی ایک درمیان ہی ولیکن آسمان و ریسمان کہان ہی لفظ کی شرکت ہمیشہ راہزن ہے جیسے شرکت گبر و مومن مین جسم رکھتا ہی جسم مانند کوزے منھ بند ہے کے ہین تا کہ ہر ایک کوزہ مین دیکھا اس تن کا کوزہ آبحیات رکھتا ہی اور اس تن کا کوزہ زہر مات رکھتا ہی اگر نظر مظروف پہ ہے بادشاہ ہو اور اگر ظرف کا عاشق ہو گمراہ ہی لفظ کو اسمان کے مانند جان و معنی اسکے درمیان مین مانند جان یعنی گبر و مومن مین جسم سے شرکت ہے مانند لفظ کے پس جو مظروف کو دیکھتا ہو اہل اللہ سے ہے اور جو ظرف کو دیکھتا ہے گمراہ ہے کیونکہ تن مانند لفظ کے اور جان مثل معنی کے اس کے اندر ہی آگے اس کا بیان ہو فافہم ۱۲

اشتراک لفظ دائم رہزن ست | اشتراک گبر و مومن در تن ست
لفظ کی شرکت ہے دائم راہزن | ایسے شرکت گبر اور مومن میں تن

جسمہا چون کوزہ ہای بستہ سر | تاکہ در ہر کوزہ چہ بود در نگر
جسم ہیں مانند کوزے منھ بند سے | تاکہ ہر کوزے میں کیا ہو دیکھ لے

کوزۂ این تن پر از آب حیات | کوزۂ آن تن پر از زہر ممات
کوزہ اس تن کا رکھے آبحیات | کوزہ اس تن کا رکھے زہر ممات

گر بہ مظروفش نظر داری شہی | ور بظرفش عاشقی تو گمرہی
گر نظر مظروف پر ہے شاہ ہے | گر ہے عاشق ظرف کا گمراہ ہے

لفظ را مانندۂ این جسم دان | معنیش را اندرون مانند جان
لفظ کو مانند اس تن کو تو جان | معنی اسکے درمیان مانند جان

دیدۂ تن دائما تن بین بود | دیدۂ جان جان پرفن بین بود
چشم تن[۱] سے جسم کو دیکھ دائما | چشم جان کی دیکھے جان خوشنما

پس ز لفظ نقشہای مثنوی | صورتش ضال ست و ہادی معنوی
لفظ سے بس نقشہائے مثنوی | ہے مضل صورت و ہادی معنوی

در نبی فرمود کاین قرآن ز دل | ہادی بعضی و بعضی را مضل
پس کہا قرآن میں یہ قرآن بدل | ہادی بعضوں کو و بعضوں کو مضل

اللہ اللہ چونکہ عارف گفت مے | پیش عارف کے بود معدوم شے
اللہ اللہ جو کہا عارف نے مے | آگے عارف کے ہو کب معدوم شے

فہم تو چون بادۂ شیطان بود | کے ترا فہم مے رحمان بود
جو تو سمجھے بادۂ شیطان کو | کب تو سمجھے بادۂ رحمان کو

این دو انبازند مطرب با شراب | این بدان آن بدین آید شتاب
بادہ مطرب دونوں باہم ہیں ملے | کھینچتا ہے یہ اسے اور وہ اسے

پر خماران از دم مطرب چرند | مطربانشان سوی میخانہ برند
دم سے مطرب کی خماری کھاتے ہیں | سوئے خمار انکو مطرب لاتے ہیں

آن سر میدان و این پایان اوست | دل شدہ چون گوی در چوگان اوست
وہ سر میدان یہ ہیں پایان بس جو[۲] | اسکے چوگان بیچ ہیں عاشق مثل گو

ہر سر انچہ ہست گوش آنجا رود | در سر از صفراست آن سودا شود
جو ہے سر میں کان جائے اس جگہ | سر میں گر سودا ہو وہ صفرا سے ہے

بعد ازان این دو بہ بیہشی روند | والد و مولود آنجا یک شوند
بعدہ بیہوش دونوں خود سے ہوں | باپ بیٹے ایک اس جا پہ ہوں

چونکہ کردند آشتی شادی و درد | مطربان را ترک ما بیدار کرد
جب موافق درد دارو سے ہوا | ترک نے بیدار مطرب کو کیا

مطرب آغازید بیت خوابناک | کہ انلنی الکاس یا من لا اراک
کی شروع مطرب نے بیت اک خوابناک[۳] | کہ انلنی الکاس یا من لا اراک

---

[۱] چشم تن کے آگے ۷ شعر تن کی آنکھ جسم ہمیشہ دیکھتی ہے اور جان کی آنکھ جان دیکھتی ہے پس لفظ سے نقشہای مثنوی صورت سے مضل معنوی سے ہادی ہیں پس قرآن میں کہا کہ قرآن دل سے بعضوں کو ہادی و بعضوں کو مضل ہے اللہ اللہ عارف نے جو کہا ہے آگے عارف کے معدوم شے کب ہو جو تو سمجھے بادۂ شیطان کو پس تو کب سمجھے بادۂ رحمان کو بادہ اور مطرب دونوں باہم ملے ہیں یہ اسے وہ اسے کھینچتا ہے مطرب کے دم سے اہل خمار کھاتے ہیں اور خمار کی طرف ان کو بلاتے ہیں یعنی عارف جو لفظ شراب کا کہتا ہے تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس معنی میں کہتا ہے پس بادہ و مطرب دونوں ایک ہیں کہ یہ اسے اور وہ اسے کھینچتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] وہ سر میدان آہ ۵ شعر جو وہ مطرب سر میدان یعنی شراب پایان ہیں اور ہیں پس اس کے چوگان میں عاشق مثل گو کے ہیں جو سر میں ہے کان اس جگہ جاتا ہے اگر سر میں صفرا ہے اور وہ سودا دیتا ہے بعد وہ دونوں خود سے بیہوش ہوں اس جا پر باپ بیٹے ایک ہوں جب درد دوا سے موافق ہو ترک نے مطرب کو بیدار کیا کہ مطرب نے ایک بیت خوابناک شروع کی [۳] ترجمہ ایک جام مجھکو دے جسکو نہیں دیکھتا ہوں یعنی مطرب بہ سر میدان ہے کہ عاشق اس کے چوگان میں مثل گو کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

انت وجهی لا عجب ان لا اراہ	غایة القرب حجاب الاشتباہ
انت عقلی لا عجب ان لم ارک	من وفور الالتباس المشتبک
حیث اقرب انت من حبل الورید	لم اقل یا یا نداء للبعید
بل اغالطهم انادی فی القفار	کی لاکتم من معی ممن اغار
این سخن پایان ندارد ای عزیز	بشنو از من نکته ای صاحب تمیز

انت وجهی[۱] لا عجب ان لا اراہ	غایة القرب حجاب الاشتباہ
تو منہ میرا ہی تعجب نہیں اگر نہ دیکھوں میں منہ اپنے کو	کہ نہایت نزدیکی باعث حجاب اشتباہ ہے
انت عقلی لا عجب ان لم ارک	من وفور الالتباس المشتبک
تو عقل میری ہے نہیں تعجب اگر نہ دیکھوں تجھکو	زیادہ آمیختگی اشتراک سے ۱۲
حیث اقرب انت من حبل الورید	لم اقل یا یا نداء للبعید
تو نزدیک تر ہے شاہ رگ سے	نہیں کہا نے کہ یا یا ندا ہے واسطے بعید کے
بل اغالطهم انادی فی القفار	کی لاکتم من معی ممن اغار
بلکہ غلطی میں ڈالتا ہوں میں قوم کو	واسطے اسکے کہ پوشیدہ کرون میں اسکو کہ ساتھ ہے
بات یہ بے انتہا ہے ای عزیز	ایک نکتہ سن تو ای صاحب تمیز

آمدن ضریری بخانۂ پیغمبر و گریختن عائشہ و پنہان شدن

آنا اندھے کا گھر میں پیغمبر علیہ السلام کے اور بھاگنا عائشہ صدیقہ کا اور پردہ ہونا

اندر آمد پیش پیغمبر ضریر	کای نوابخش تنور از ہر خمیر
ای تو میر آب و من مستسقیم	مستغاث المستغاث ای ساقیم
چون در آمد آن ضریر از در شتاب	عائشہ بگریخت بہر احتجاب
زانکہ واقف بود آن خاتون پاک	از غیوری رسول رشکناک
ہر کہ زیباتر بود رشکش فزون	زانکہ رشک از ناز خیزد یا بنون
گندہ پیران شوی را قما دہند	چونکہ از پیری و زشتی آگہند
چون جمال احمدی در ہر دو کون	کی بدست ای فر یزدانیش عون
نازہای ہر دو کون او را رسد	غیرت آن خورشید صد تو را رسد

اندھا[۲] اندر آیا پیش مصطفے	کہ تو ہر تنور کو بخشے غذا
ای تو میر آب مستسقی ہوں میں	ای تو ساقی میرا فریادی ہوں میں
گھر میں جلدی سے وہ اندھا آ گیا	عائشہ نے بھاگ کر پردہ کیا
کیونکہ[۳] وہ خاتون پاک آگاہ تھی	بس غیوری سے رسول پاک کی
جو کہ زیبا تر ہو رشک اسکو سوا	کیونکہ رشک ہوتا ہے یا ناز و ادا
پیرزن شوہر کو بس معجون دین	پیری زشتی سے جو آگاہی رکھین
جون جمال احمدی کونین میں	کب مدد فر خدا سے بس رکھین
دونون عالم کے ہین ناز اسکو روا	غیرت اُس خورشید کو سب سے سوا

[۱] انت آہ ۵ شعر ترجمہ تو منہ میرا ہی تعجب نہیں اگر نہ دیکھوں میں منہ اپنے کو کہ نہایت نزدیکی باعث حجاب اشتباہ ہے ترجمہ تو عقل میری ہے نہیں تعجب ہے اگر نہ دیکھوں تجھکو زیادہ آمیختگی اشتراک سے ترجمہ نزدیک تر ہے شاہ رگ سے نہیں کہونگا میں یا کہ ندا ہے واسطے بعید کے ترجمہ بلکہ غلطی میں ڈالتا ہوں میں قوم کو اسکے واسطے کہ پوشیدہ کرون میں اسکو کہ ساتھ ہے میرے ای عزیز یہ بات بے انتہا ہے ایک نکتہ سن تو اے صاحب تمیز یعنی حق بندہ میں شہ رگ سے بھی قریب ہے پس کوئی نہیں جانتا ہے فافہم ۱۲ [۲] اندھا آہ ۳ شعر اندھا اندر آیا آگے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تو ہر ایک تنور کو غذا بخشتا ہے اور ای تو مالک آب ہے اور میں مستسقی ہوں ای تو ساقی میرا ہے اور میں فریادی ہوں جو گھر میں جلدی سے اندھا آ گیا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ نے بھاگ کر پردہ کیا باقی حال آگے ہے فافہم [۳] کیونکہ آہ ۴ شعر کیونکہ وہ خاتون پاک آگاہ تھیں غیوری سے رسول پاک کی آگے اسکے حقائق ہیں جو کہ زیبا زیادہ ہو رشک اسکو زیادہ ہے کیونکہ رشک بسبب ناز و ادا کے ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے پیرزن شوہر کو معجون دیتی ہے جو اسکی پیری و زشتی سے آگاہی رکھتی ہے جمال احمدی سے کونین میں کب قہر خدا کے کون مدد رکھتا ہے دونون عالم کے ناز اسکو روا ہین اور غیرت اُس خورشید کو سب سے سوا ہے یعنی لنبے گیند کو کھیلا ای اختر تم اُس سے منہ کو پھیر لو یعنی جو زیبا زیادہ ہوتا ہے اسکو رشک زیادہ ہوتا ہے اسواسطے حضرت بی بی عائشہ نے حجاب کیا کہ جمال احمدی کونین میں سب سے سوا تھا آگے خورشید جمال محمدی کا بیان ہے فافہم ۱۲

کہ در انگندم بکیوان گوے را — در کشیدای اختران زد روی را
در شعاع بے نظیرم لاشوید — ورنہ پیش نور من رسوا شوید
از کرم من ہر شبے غائب شوم — کے روم الا نمایم کہ روم
تا شما بے من شبی خفاش دار — پر زنان پرید گرد این مطار
ہمچو طاؤسان پری عرضہ کنید — باز سست و معجب و منکر شوید
بنگرید آن پای زشت از امتیاز — ہمچو چیارق کہ بود شمع ایاز
رو نمایم صبح بہر گوشمال — تا نگردد از منی زاہل شمال
ترک آن کن کہ دراز است این سخن — نہی کردست از درازی امر کن

مین نے کیون اتنے ہو کھیلا گیند کو — پھیر لو تم اُس سے سہا ای اختر و
ہو شعاع بےمثل میرے مین[۱] — ورنہ رسوا ہوگے تم مجھسے سدا
مین کرم سے غائب ہر شب ہوتا نہین — جاؤن کب کہ مین چھپ جاتا نہین
بے مرے خفاش ساماں رات کو — گرد اس اُڑنے کے جا کر تم اُڑو
مثل طاؤسون کے پر ظاہر کرو — پھر ہو خود بین اور منکر سست ہو
دیکھو پا زشت اپنا از رہ امتیاز — مثل چیلی کہ وہ ہے شمع ایاز
صبح کو مین نکلون بہر گوشمال — تا نہ غرہ سے ہو تم اہل شمال
چھوڑ دیجیے کہ دراز اب ہے سخن — نہی درازی کی کرے ہے امر کن

امتحان کردن رسول مقبول صلعم بی عائشہ را کہ چرا پنہان میشوی او ترا نہ بیند

امتحان کرنا جناب رسول مقبول صلعم کا بی عائشہ کو کہ کسواسطے تم چھپتی ہو وہ تمکو نہیں دیکھتا ہے

گفت پیغمبر براہ امتحان — او نہ می بیند ترا کم شو نہان
کرد اشارت عائشہ با دستہا — او نہ بیند لیک من بینم ورا
غیرت عقل ست بر خوبی روح — پر ز تمثیلات و تشبیہ ای نصوح
با چنین پنہانی کین روح راست — عقل روی اینچنین رشکین چراست
از کہ پنہان میکنی اے رشک خو — آنکہ پوشیدست نورش روی او
میرود بے روی پوش این آفتاب — فرط نور اوست رویش را نقاب
از کہ پنہان میکنی اے رشک دے — کاآفتاب او را نمی بیند اثر

بولے[۲] پیغمبر براہ امتحان — وہ نہ دیکھے تمکو مت ہو تم نہان
خود کیا شہ کو اشارہ ہاتھ سے — وہ نہ دیکھے پر مین دیکھون ہون اُسے
روح کی خوبی پہ غیرت عقل کو — پر ہے تشبیہ اور تمثیلون سے دو
ایسی پنہانی ہے حاصل روح کو — عقل کو پھر رشک اسپر کیون نہ ہو
کس سے پنہان کرتی ہے اے رشک خو — کہ چھپائے نور اُس کا اسکا رو
بے چھپے منھ پھیرتا ہے آفتاب — اسکا زیادہ نور ہے اسکا نقاب
کس[۳] سے پنہان کرتی اے رشک قمر — کا فتاب اُس کا نہیں دیکھے اثر

سلہ ہو شعاع آگے شعر اے اختر و شعاع بےمثل میری مین تم ملا ہو ورنہ رسوا ہوگے تم مجھسے ہمیشہ مین کرم سے ہر شب غائب ہوتا ہون جاؤن کب لیکن گرد مین چھپتا ہون بغیر میرے خفاش کے مانند تارات کو اس اُڑنے کے گرد تم اُڑو و مثل طاؤسون کے پر ظاہر کرو پھر خود بین ہوا ور منکر سست ہو دیکھو پا زشت اپنا از راہ امتیاز کے مثل چیلی کے کہ وہ شمع ایاز ہے مین صبح کو نکلون واسطے گوشمال کے تا غرہ سے تم نہ ہو اہل شمال تو چھوڑ دیجیے آسخن دراز ہے کہ امرکن بھی درازی کرتا ہے یعنی شعاع خورشید احمدی مین ہے عاشقو تم فنا ہو جاؤ ورنہ تم رسوا ہوگے ہمیشہ آگے جناب رسول مقبول کے امتحان کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بولے پیغمبر آگے ۴ شعر پیغمبر صلعم نے از راہ امتحان فرمایا کہ تمکو نہیں دیکھتا ہے تم بہت چھپو اس سے شاہ کو اشارہ ہاتھ سے کیا کہ وہ نہیں دیکھتا ہے و لیکن مین اُسے دیکھتی ہون آگے اسکے حقائق مین روح کی خوبی پر عقل کو غیرت اور یہ ہے تشبیہ و تمثیل سے ایسی پوشیدگی روح کو حاصل ہے پھر عقل کو اسپر رشک کس واسطے ہے یعنی حضرت رسول مقبول صلعم بظاہر حضرت بی بی عائشہ صدیقہ کو منع کرتے تھے پردہ کرنے سے و بباطن غیرت سے پردہ کرنے سے چاہتے تھے ایسے ہی عقل و روح بظاہر تشبیہ و تمثیل بیان کرتی ہے و بباطن غیرت رکھتی ہے کہ حقیقت نہ کھلے آگے سوال ہے فافہم ۱۲ سلہ کس سے آگے ۵ شعر اے رشک تو کس سے چھپاتی ہے کہ نور اسکا چھپاتا ہے اسکا منھ کر آفتاب بے چھپے منھ پھیرتا ہے کہ اسکا زیادہ نور اسکا نقاب ہوا اے رشک قمر اس سے پنہان کرتی ہے کہ اسکا آفتاب نہیں دیکھتا ہے اثر آگے جواب ہے جو اسواسطے مجھے تن مین رشک زیادہ ہے کہ مین خود کو پنہان کرون خود سے میرا قصد رشک کی آگ سے ساتھ چشم و گوش کے مجھسے کرتا ہے پھر سوال ہے جو اے جان و دل ایسا ہے تو بستے ہے متھو بند کر دو کہنا چھوڑ دے آگے جواب ہے ڈرتی ہون کہ اگر چپ کرون وہ آفتاب دوسری جا حجاب پھاڑ ڈالے کہنا خاموشی مین ظاہر ہے اکہ رغبت منع ہے زیادہ ہوتی ہے یعنی مین خود کو پوشیدہ خود سے کرتی ہون اور اگر اس بیان سے بھی چپ ہون تو وہ آفتاب دوسری جا سے حجاب کو پھاڑ ڈالے پس میرا اظہار خود میرا حجاب ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

رشک از آن افزون ترست اندر تنم / گر خودش خواهم که پنهانش کنم
ز آتش رشک گران آهنگ من / با دو چشم و گوش خود در جنگ من
چون چنین رشکیست ای جان و دل / پس دهان بربند و گفتن را بهل
ترسم از خامش کنم آن آفتاب / از سوی دیگر بدراند حجاب
در خموشی گفت ما اظهر شود / که ز منع آن میل افزون تر شود
گر بغرد بحر غرش کف شود / جوش احببت لان اعرف شود
حرف گفتن بستن آن روزنست / عین اظهار سخن پوشیدنست
بلبلانه نعره زن بر روی گل / تا کنی مشغولشان از بوی گل
تا بقل مشغول گردد گوششان / سوی روی گل نپرد هوششان
پیش آن خورشید کو بس روشنست / در حقیقت هر دلیلی رهزنست

رشک زیادہ اس لئے تن مین تھے / کہ کروں اپنے کو پنہان آپ سے
قصد میرا رشک کی بس آگ سے / ساتھ چشم و گوش سے مجھ سے لڑے
ایسا رشک اے جان و دل جو ہے تجھے / بند کر منھ اور کہنا چھوڑ دے
ڈرتی ہون گر چپ کرون آفتاب / پھاڑ ڈالے دوسری جا سے حجاب
کہنا خاموشی مین اظہر ہو مرا / کہ ہو رغبت منع سے از بس سوا
جوش کف ہووے جو جوش ہو بحر کو / جوش احببت لان اعرف سنو
حرف کہنا اس کے در کی بستگی / عین اظہار سخن پوشیدگی
مثل بلبل روی گل پہ شور کر / انکو بوی گل سے کر مشغول تر
قول سے مشغول تا ہو انکا گوش / روی گل کی سو نجائے انکا ہوش
آگے اس خورشید کے کہ ہے جمیل / در حقیقت راہزن ہے ہر دلیل

آغاز کردن مطرب این غزل را در بزم امیر ترک

شروع کرنا مطرب کا اس غزل کو محفل میں امیر ترک کی

گلی یا سوسنی یا سرو یا ماهی نمی دانم / وزین آشفتهٔ بیدل چه می خواهی نمی دانم

تو گل یا سرو یا سوسن و یا مہ ہے نہین جانون / کہ اس آشفتہ بیدل سے تو کیا چاہے نہین جانون

خطاب کردن ترک که ای قلتبان آنچه میدانی بخوان

اور خطاب کرنا ترک کا کہ اے ہیجا جو تو جانتا ہے وہ گا

مطرب آغازید نزد ترک مست / در حجاب نغمه اسرار الست
می ندانم که تو ماهی یا وثن / می ندانم که چه میخواهی ز من
می ندانم تا چه خدمت آرمت / تن زنم یا در عبادت آرمت

پس وہ مطرب گایا پیش ترک مست / پردۂ نغمہ مین اسرار الست
مین نجانون کہ تو بت یا ماہ ہے / مین نجانون مجھ سے کیا خواہش رکھے
مین نجانون تیری کیا خدمت کرون / چپ ہون یا حال تیرا مین کہون

سلہ جوش کف آہ ۵ شعر جوش کف کو ہوا کہ جوش دریا کو ہو جوش احببت لان اعرف کا سنو حرف کہنا اس کے دروازہ کی بستگی عین اظہار سخن کی پوشیدگی ہے آگے مثال ہے بلبل کی مانند روح گل پر شور کر اور ان کو بوے گل سے مشغول تر کر اور تا کہ قول سے ان کا گوش مشغول ہو اور روے گل کی طرف ان کا ہوش نہ جائے آگے اس خورشید کے کہ جمیل ہے حقیقت مین ہر دلیل راہزن ہے یعنی عین کلام کرنا نازکی پوشیدگی ہے کیونکہ سامع کلام کی طرف جاتا ہے اور دیدار سے محروم رہتا ہے آگے مطرب کا بیان ہے فافہم ۱۲

سلہ پس وہ مطرب آہ ۴ شعر پس وہ مطرب آگے ترک مست کے گایا نغمہ کے پردہ مین اسرار الست کو مین نجانون تو بت یا ماہ ہے مین نہ جانون مجھ سے کیا خواہش رکھتا ہے مین نہ جانون کہ تیری کیا خدمت کرون چپ رہون یا تیرا حال مین کہون اے عجیب اگر تو مجھ سے پوشیدہ نہین ہے مین نہ جانون کہ مین کہان اور تو کہان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عہ ۹ صحبت آئی مجھے یہ کہ سمجھون مین ۱۲

ای عجب گر نیستی از من جدا　　من ندانم من کجا و تو کجا
می ندانم که مرا چون می کشی　　گاه در بر گاه در خون میکشی
همچنین لب در ندانم باز کرد　　می ندانم می ندانم ساز کرد
چون ز حد شد ندانم از شگفت　　ترک ما را زین حرارت دل گرفت
بر جهید آن ترک و دبوسی کشید　　تا علیا بر سر مطرب دوید
گرز را بگرفت سرهنگی بدست　　گفت نے مطرب کشتی بیندم بدست
گفت این تکرار بیحد و مرش　　کوفت طبعم را بکوبم بر سرش
قلتبانا مے ندانی گه مخور　　ز انچه میدانی بگو مقصود بر
آن بگو ای گیج که میدانیش　　می ندانم می ندانم در مکش
چون بگویم از کجائی اے مری　　تو بگوئی نے ز بلخم نے ز هری
نه ز هند و نه ز روم نه ز چین　　نه ز شام و نه عراق و بار دین
نے ز بغداد و نه موصل نه طراز　　در کشی در نے و نے راه دراز
خود بگو تا از کجائی باز ره　　هست تفتیح مناط این جایگه
یا بپرسم که چه خوردی ناشتاب　　تو بگوئی نے شرابے نے کباب
نه بقول و نے پنیر و نے بصل　　نه ز شیر و نے ز شکر نے عسل
نه قدید و نے ثرید و نے عدس　　انچه خوردی آن بگو تنها و بس
این سخن خواهی دراز از بهر چیست　　گفت مطرب زانکه مقصودم خفیست
می رمد اثبات پیش از نفی تو　　نفی کردم تا بری اثبات بو

اے عجب گر تو نہین مجھسے نہان　　مین نجانون مین کہان اور تو کہان
مین[سله] نجانون که تو کیون کھینچے مجھے　　گاه در پے گاه خون مین تو رکھے
مین نجانون یسے ہی وه کہتا تھا　　مین نجانون مین نجانون کرتا تھا
حد سے گذرا مین نجانون جب کہلا　　ترک دل تنگ اس حرارت سے ہوا
کودا وه ترک اور گرز اُسنے لیا　　یا علی کہکر کے مطرب پر چلا
گرز پکڑا اک جوان نے ہاتھ سے　　بولا نے مطرب کشی بد بات ہی
بولا بدکردار اُس کی نے بسر　　طبع میری توڑ ہی توڑون اسکا سر
بے حیا تو جو نه جانے گو نه کہا　　جانتا جو کچھ ہے که مقصود دیا
وه کہو[سله] اے بد که جو تو جانے ہے　　مین نجانون مین نجانون مت کہے
جو کہون مین تو کہان کا ہیریا　　تو کہے مین نے ہری نے بلخ کا
نے مین ہند اور روم کا ہون اور نه چین کا　　نے عراق و شام کا نه بار دین
نے طراز و موصل و بغداد کا　　یه نہین کیا کیون نہین پر تو چلا
خود کہو تا آیا تو کس جا سے ہے　　که مفتح ہووے مقصد اس جگہ
یا مین پوچھون روٹی کیا کھائی نشتاب　　تا تو کہوے نے شراب نے کباب
[سله] نے پیاز اور نے بقول نے پنیر　　اور نہین شہد اور نه شکر اور نه شیر
اور نه روٹی گوشت اور نه دال کو　　کھایا جو کچھ تو نے وه تنہا کہو
تو بڑھاتا بات کو ہے کس لئے　　بولا مطرب ہے خفی مقصد مجھے
بھاگتا اثبات پہلے نفی سے　　نفی کی اثبات تا مجکو ملے

سله مین نجانون آلخ ۷ شعر مین نجانون که تو مجھے کیون کھینچتا ہے کبھی دروازه پر اور کبھی خون مین تو رکھتا ہے مین نجانون وه ایسا ہی کہتا تھا مین نجانون مین نجانون کیا کرتا تھا جب سے که مین نجانون حد سے گذرا ترک تنگدل اس حرارت سے ہوا وه ترک کودا اور گرز اُن سے لیا یا علی کہکر مطرب پر چلا ایک جوان نے گرز پکڑا ہاتھ سے کہا که نہین یه مطرب کشی بد بات ہے کہا اس کی بد تکرار نے طبع میری توڑی ہین اسکا سر توڑون اسے بے حیا جو نہین جانتا ہے گو مت کھا جو جانتا ہے وه کہه مقصد باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سله وه کہو آلخ ۱۰ شعر اے بد وه کہه که جو تو جانتا ہے مین نجانون مین نجانون مت کہو جو مین کہون که تو کہان کا ہے تو کہے که نہین ہرات کا نه مین بلخ کا نه مین ہند کا نه روم و نه چین کا و نه عراق و شام کا و نه بار دین کا نه طراز و موصل و بغداد کا نه رسے کا راسته مت بڑھا تا تو خود کہه که آیا کس جا سے ہے که مقصد اس جگه مفتح ہو وے یا مین پوچھون که کیا روٹی کھائی ہے تا تو کہے که نه شراب و نه کباب یعنی تو مین نجانون مین نجانون کہتا ہے وه کہه جو تو جانتا ہے اس انکار سے اقرار بہتر جو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سله نے پیاز آلخ ۱۴ شعر پیاز و نه بقول نه پنیر و شہد و نه شکر و نه شیر و روٹی گوشت و نه دال تو نے جو کچھ کھایا وه تنہا کہو تو بات بڑھاتا ہے کس واسطے مطرب نے کہا که مجھے مقصد پوشیده ہے اثبات اول بھاگتا ہے نفی سے نفی کی تا اثبات تجھکو ملے یعنی جبتک نفی نه ہو گی اثبات اس سے بھاگتا ہے تو پس اول نفی که اثبات حاصل ہو چنانچہ آگے اس کی مثال مین حدیث فرماتے ہین فافہم ۱۲

در معنی حدیث موتوا قبل ان تموتوا و تفسیر بیت حکیم سنائی بمیرای دوست پیش از مرگ اگر می زندگی خواهی که ادریس از چنین مردن بہشتی گشت پیش از ما

معنی حدیث مین موتوا قبل ان تموتوا اور تفسیر بیت حکیم سنائی کی تو مرنے سے پہلے دوست اگر چاہے زندگی کہ ادریس ایسے مرنے سے بہشتی ہم سے پہلے ہے

در فنا آرم بنفی این ساز را | چون بمیری مرگ گوید راز را
جان بسی کندی و اندر پردهٔ | زانکه مردن اصل بد ناوردهٔ
تا نه میری نیست جان کندن تمام | بی کمال نردبان نائی به بام
چون ز صد پایه دو پایه کم بود | بام را کوشنده نا محرم بود
چون رسن یک گز ز صد گز کم بود | آب اندر دلو از چه کی رود
غرق این کشتی نیابی ای امیر | تا که ننهی اندرو من الاخیر
من آخر اصل آن کان طارق است | کشتی وسواس و غی را غارق است
آفتاب گنبد ازرق شود | کشتی هش چونکه مستغرق شود
چون نمردی گشت جان کندن دراز | مات شو در صبح ای شمع طراز
تا نه گشتند اختران ما نهان | زانکه پنهان است خورشید جهان
گرز بر خود زن منی بر خود شکن | زانکه پنبه گوش آمد چشم تن
گرز بر خود میزنی هم ای دنی | عکس تست اندر فعالم این منی

مین[1] بتاتا ہون نفی سے اس ساز کو | جو مرے تو مرگ کہوے راز کو
جان بہت ماری و پردہ مین رہا | جو ہے مرنا اصل نے حاصل کیا
نے مرے تا جانکنی پوری نہ ہو | پہونچے کب بے سیڑھی کہ تو بام کو
کم ہون دو پائے اگر سو پائے سے | چڑھنے والا بام سے عاجز رہے
ایک گز سو گز سے رسی کم رہے | ڈول مین پانی کنوئین سے کب بھرے
غرق یہ کشتی نہ ہووے ای امیر | جب تلک اس مین نہ رکھے بوجھ اخیر
بوجھ[2] آخر اصل ہے صدمہ بڑا | کشتی وسواس کو دیوے ڈبا
آفتاب گنبد ازرق ہو تو | غرق کر خود ہوش کی کشتی کو تو
نے مرے تو جانکنی ہووے دراز | صبح کو ہو مات اے شمع نیاز
نے ہوئے اختر ہمارے تا نہان | جان تو پنہان ہے خورشید جہان
توڑ غرہ گرز کو مار آپ پہ | کیونکہ پنبہ گوش آئے چشم تن
گرز[3] مار اپنے پہ تو بس مشفقا | غرہ میرے فعل مین عکس ہے ترا

[1] مین بتاتا ہون الخ شعر مین نفی سے اس ساز کو بتاتا ہون جو تو مرے مرگ راز کو کہے جان بہت ماری اور پردہ مین ہا جو مرنا اصل ہے وہ حاصل نہ کیا جب تک نہ مرے جانکنی پوری نہ ہو بغیر سیڑھی کب پہونچے بام کو اگر سو پائے سے دو پائے کم ہون چڑھنے وہ بام سے عاجز رہے مثال ہے ایک گز بھی سو گز سے کم رہے ڈول مین پانی کنوئین سے کب بھرے یہ کشتی غرق نہ ہووے جب تک اس مین بوجھ آخر کار نہ رکھے یعنی جبتک نفی نہ ہوگی ہرگز اثبات ثابت نہ ہوگا باقی حال آگے ہے تا فہم ۱۲ [2] بوجھ الخ ۵ شعر بوجھ آخر اصل صدمہ بڑا ہے کہ کشتی وسواس کو ڈبا دیوے تو آفتاب گنبد ازرق ہوا اور غرق ہو کر ہوش کی کشتی کو تو نہ مرے جانکنی دراز ہووے کہ صبح کو مات ہوا اے شمع نیاز آے اس کی مثال ہے جبتک ہمارے اختر جو اس کے پوشیدہ نہین ہووے تو جان کہ خورشید جہان کا پوشیدہ ہے غرہ توڑ ادر گرز خود پر مار کیونکہ چشم سر پنبہ پوش آئی ہے یعنی حواس ظاہری معطل نہین ہوئے ہین تو بیان ہے کہ آفتاب معنی کا طلوع نہین ہوا ہے پس حواس ظاہری حجاب آفتاب معنی کے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [3] گرز مار الخ ۸ شعر تو خود پر گرز مار میر ترک کہ میرے فعل مین غرہ تیرا عکس ہے تو نے مجھ مین عکس کو اپنے دیکھا کہ تو خود کے قتل کو آمادہ ہے آگے مثال ہے جیسے چاہ کے اندر شیر ڈبا کہ اپنے عکس کو اس نے دشمن جانا نفی بیشک ہست کی ضد ہے تا کہ تو ضد سے ضد کو ذرا جانے اس زمانے مین بجز نفی کے ضد اعلام کی کب ہے اور اس جہان مین آدمی بیدام کب ہے چاہیئے کہ بے پردہ ہوا اور اس مرگ کو قبول کر اور تو اس پردہ کو پھاڑ ایسا مرگ نہین کہ قبر مین پڑے مرگ تبدیلی چاہیئے کہ فرصت ہو جیسے آگے مثال ہے جو مرد بالغ ہوا طفلی مری جو رومی ہوا زنگیت چھٹی یعنی ایسی مرگ نہ حاصل کر کہ قبر مین پڑے بلکہ وہ مرگ حاصل کر کہ تبدیل ہو کہ اوصاف ذمیمہ تیرے اوصاف حمیدہ سے بدل جاوین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

عکس خود در صورت من دیدهٔ — در قتال خویشتن در پیچیدهٔ
دیکھا مجھ میں تو نے اپنے عکس کو — قتل کرنے خود کو آمادہ ہے تو

همچو آن شیری که در چه شد فرو — عکس خود را خصم می پنداشت او
جیسے وہ چاہ کے اندر شیر دو — جانا دشمن اُس نے اپنے عکس کو

نفی ضد را هست باشد بیشکی — تا ز ضد ضد را بدانی اندکی
نفی ضد ہے ہستی کی بیشک بھلا — تاکہ ضد سے ضد کو تو جانے ذرا

این زمان جز نفی ضد اعلام نیست — اندرین نشأه دمی بیدام نیست
اس زمانہ نفی ضد اعلام کب — اس جہان میں اکدمی بیدام کب

بیحجابت بایدت ای ذو اللباب — مرگ را بگزین و بردر آن حجاب
چاہیئے بے پردہ ہو اس مرگ کو — کر قبول اور پھاڑ اس پردہ کو تو

نی چنان مرگی که در گوری روی — مرگ تبدیلی که در نوری روی
مرگ نے ایسی کہ مرقد میں پڑے — مرگ، تبدیلی کہ جنت ہو تجھے

مرد چون بالغ شد آن طفلی بمرد — رومی چون شد صبغهٔ زنگی سترد
مرد جو بالغ ہوا طفلی مری — یہ ہوا رومی تو زنگی پن چھٹی

خاک زر شد هیئت خاکی نماند — غم فرح شد خار غمناکی نماند
خاک گر زر ہو شکل نے خاکی رہے — غم خوشی ہو بس نہ غمناکی رہے

مصطفی زین گفت ای اسرار جو — مرده را خواهی که بینی زنده تو
اس لیے بولے نبی اے راز جو — چاہیے مردہ کو کہ زندہ دیکھے تو

میرود چون زندگان بر خاکدان — مرده و جانش شده بر آسمان
مثل زندوں کے چلے بر خاکدان — مردہ ہو اور جان گئی افلاک پہ

جانش را این دم ببالا مسکنیست — گر بمیرد روح او را نقل نیست
جان اس کی رہتی ہے ہر دم چرخ پہ — گر مرے نے جان کو اسکی نقل ہے

زانکه پیش از مرگ او کردست نقل — این بمردن فهم آید نی بعقل
کیونکہ کر انتقال ہے پہلے مرے — فہم میں کب آئے یہ مرگ عقل کے

نقل باشد نی چو نقل جان عام — همچو نقلی از مقامی تا مقام
نقل ہے پر جون نقل جان مردمان — جیسے نقل مکان کہ ہو مکان سے مکان

هر که خواهد کو ببیند بر زمین — مرده را کو میرود ظاهر چنین
جو کوئی چاہے زمین پر مردہ کو — دیکھنے میں چلتا ہوا ظاہر میں وہ

مر ابوبکر تقی را گو ببین — شد ز صدیقی امیر المحشرین
دیکھے بوبکر تقی صدق کو — صدق سے ہیں میر صدیقوں کے جو

اندرین نشأه نگر صدیق را — تا بحشر افزون کنی تصدیق را
اس جہان میں دیکھ تو صدیق کو — حشر میں کامل کرے تصدیق کو

پس محمد صد قیامت بود نقد — زانکه حل شد در فنایش حل و عقد
پس محمد سو قیامت نقد تھے — کہ فنا میں اُنکے عقدے حل ہوئے

زادهٔ ثانیست احمد در جهان — صد قیامت بود او اندر عیان
پیدا ثانی تھے جہان میں مصطفےٰ — سو قیامت تھے محمد ظاہرا

زو قیامت را همی پرسیده اند — کای قیامت تا قیامت راه چند
آپ سے پوچھا قیامت کو جیا — کا ہے قیامت تا قیامت بعد کیا

با زبان حال میگفتی بسی — که ز محشر حشر را پرسد کسی
آپ فرماتے زبان حال سے — کہ کوئی محشر سے پوچھے حشر سے

سلہ خاک زر ہو الخ ۶ شعر خاک زر ہو کہ شکل خاکی نہ رہے اور غم خوشی ہو اور غمناکی نہ رہے اور اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ تو مردہ کو چاہئے زندہ دیکھے کہ مثل زندوں کے خاک پر چلے اور جان آسمان پر گئی اسکی جان اسوقت آسمان پر ہو اگر مرے اسکی جان کو نقل نہیں کیونکہ اسنے مرگ سے پہلے نقل کی یہ فہم میں عقل کی یہ مرگ کب آئے یہ نقل نہیں ہے مانند جان مردوں کے جیسے نقل ہو ایک مکان سے ایک مکان تک یعنی جو مرنے سے اول مرتا ہو اور جان اسکی آسمان پر جاتی ہے تو بعد نفخ جو دیکے اسکی جان کا تصرف زمین پر ایسا ہی رہتا ہے اسکو جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے المومن لا یموتون آگے اس کا بیان ہو فافہم ۱۲ سلہ جو کوئی چاہے الخ ۷ شعر جو کوئی چاہے کہ مردہ کو زمین پر دیکھے حیات اور ظاہر میں وہ دیکھے ابوبکر تقی صدق کو کہ جو صدق سے امیر صدیقوں کے ہیں تو دیکھ صدیق کو پس محمد صلعم سو قیامت نقد تھی کہ انکو فنا میں عقدے حل ہوئے مصطفےٰ پیدا ثانی تھے اس جہان میں محمد صلعم سو قیامت ظاہر تھے آپ سے جو بار قیامت کو پوچھا کہ اے قیامت سے قیامت تک کس قدر ہے آپ نے فرمایا زبان حال سے کہ کوئی حشر سے حشر کو پوچھتا ہے فی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت نے فرمایا کہ وہ مردہ ہیں اور زندہ پر چلتے ہیں پس رسول اللہ سو قیامت تھے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

فارسی		اردو	
بہر این گفت آن رسول خوش پیام	رمز موتوا قبل موتوا یا کرام	اس سلہ لئے فرمایا احمد نے بیان	رمز موتوا قبل موتوا کا عیان
ہمچنانکہ مردہ ام من قبل موت	زان طرف آوردہ ام من صیت و صوت	جس طرح سے میں مرا ہون قبل موت	اسطرف لایا ہون میں آواز و صوت
پس قیامت شو قیامت را ببین	دیدن ہر چیز را شرط است این	پس قیامت ہو قیامت دیکھ تو	شرط یہ ہے دیکھنے ہر چیز کو
تا نگردی او ندانی اینش تمام	خواہ کان انوار باشد یا ظلام	نے کیا جبتک یہ جانے نے تمام	خواہ وہ انوار ہو یا ہو ظلام
عقل گردی عقل را دانی کمال	عشق گردی عشق را بینی جمال	عقل ہو تو عقل کا جانے کمال	عشق ہو تو عشق کا جانے جمال
نار گردی نار را دانی یقین	نور گردی ہم بدانی آن و این	نار ہو جائے یقیناً نار تو	نور ہو تو جانے نار اور نور کو
گفتمی برہان برین دعوی متین	گر بدی ادراک اندر خورد این	کہتا برہان ایک اس دعوے پہ مین	ہوتا گر ادراک اس لائق تمھین
ہست انجیر این طرف بسیار خوار	گر رسد مرغی قنق انجیر خوار	سلہ ہین یہان انجیر ارزان بیشمار	مرغ مہمان آئے گر انجیر خوار
در ہمہ عالم اگر مرد و زن اند	دمبدم در نزع و اندر مردن اند	مرد اور زن سارے عالم میں جو ہین	دمبدم مرنے میں ہین اور نزع مین
این سخنہا را وصیت با شمر	کہ پدر گوید در آن دم با پسر	پس وصیت جان ان باتونکو تو	کہ پدر اُس دم کہے فرزند کو
تا بروید رحمت و عبرت بدین	تا ببرد بیخ و بغض و رشک و کین	تا اُگے رحمت و عبرت اُس سے بھی	تا کٹے جڑ بغض و کینہ و رشک کی
تو بدان نیت نگر در اقربا	تا ز نزع او بسوزد دل ترا	اس نیت سے دیکھ سوے اقربا	تا دکھے دل نزع سے اُنکی ترا
کل آت آت آن را نقد جان	دوست را در نزع و اند فقد دان	آنیوالے آئین انکو نقد جان	دوستون کو جان گم اور ان بجان
در غرضہا این نظر گردد حجیب	این نظرہا را برون افگن ز جیب	سلہ اس نظر سے پردہ جو غرضون مین ہو	اس نظر سے دور رکھ تو آپ کو
در نیاز خشک بر عجزی مایست	زانکہ با عاجز گزیدہ معجزیست	ٹھہر مت عجز و نیاز خشک پے	کیونکہ بس عاجز کے معجز ساتھ ہے
عجز زنجیری ست زنجیرت نہاد	چشم در زنجیر نہ باید گشاد	عجز زنجیر اور رکھے زنجیر کو	دیکھو رکھنے والا تو زنجیر کو
پس تضرع کن کہ ای ہادی زیست	باز بودم لیقہ گشتم این ز چیست	پس تو زاری کر کہ اے ہادی جیہ	باز تھا مچھر ہوا میں کس لئے

سلہ اس لئے فرمایا آوے شعر احمد صلعم نے اس سے رمز فرمایا موتوا قبل ان تموتوا کا جیسے میں مرا ہون قبل موت کے اس طرف سے مین لایا ہون آواز و صوت کو پس قیامت ہو تو قیامت دیکھ کہ ہر چیز کے دیکھنے کی یہ شرط ہے یہ جب تک سو کہا نہ جائے بالکل خواہ وہ آزاد ہو یا غلام ہو عقل ہو تو عقل کا کمال جانے اور عشق ہو تو عشق کا جمال دیکھے نار ہو تو یقیناً نار جانے ، اور نور ہو تو نار و نور کو جانتے مین ایک برہان کہتا اس دعوی پر اگر تمھین ادراک ، اس لائق ہوتا یعنی مر دو تم پہلے مرنے کے جیسے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہین لا الہ الا اللہ کے معنی یہی ہین کہ نفی وجود کی کرتی ہے اللہ ثابت ہو گیا گویا سمجھ کے بدل جائے گا مقام نفی اثبات ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ یہ ہین یہان الخ ۶ شعر یہاں انجیر ارزان بیشمار ہین اگر مرغ انجیر خوار مہمان آئے جو مرد و زن تمام عالم مین ہین دمبدم مرتے ہین و نزع مین ہین پیش ان باتون کو تو وصیت جان کہ پدر اسوقت فرزند کو کہے تا اس سے رحمت و عبرت آگے و تا جڑ بغض و کینہ و رشک کی کٹے اس نیت سے جانب اقربا کے دیکھ کہ انکی نزع سے تیرا دل دکھے آنے والے آئین انکو نقد جان اور دوستون کو گم دلب بجان جان یعنی اگر تو خود کو فنا کرے اس دم تجھے اہل فنا کا حال معلوم ہووے باقی حال آگے کہ ہے فافہم ۱۲ سلہ اس نظر سے الخ ۸ شعر اس نظر سے جو پردہ غرضون مین ہو پس اس نظر سے تو خود کو دور رکھ عجز و نیاز خشک پر مت ٹھہر کیونکہ عاجز کے ساتھ معجزہ ہے عجز زنجیر اور تو زنجیر رکھتا ہے تو زنجیر کے رکھنے والے کو دیکھ پس تو زاری کر کہ اے ہادی جیہ مین باز تھا مچھر اسواسطے ہین رتے شہر مین باز مین گاٹا ہے کہ نفی خسر ہر دم قہر سے ہے مین تیری نصیحت سے بچر ہوا بت شکن دعوی مین ہون اور خود بت گر ہو ادیا وحشت کی غرض ہے یاد مرگ کی ہو مثل خزان کے اور تو اصل برگ ہو یہ مرگ برسون ڈھول کو ٹلتی ہے اور کان سے وقت حرکت کرتا ہے یعنی سنت یاد یکہ بینی فرض ہین کہ یاد مرگ کی ہر دم فرض ہے کہ تا تجکو خواہشات دنیا سے نجات دے پس ہنگام مرگ یاد ہو سے کیا فائدہ آگے بیان غافل کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

سخت تر افشرده ام در سر قدم ‖ که لفی خسر ز قهرت دمبدم
از نصیحت های تو کر بوده ام ‖ بت شکن دعوی و بت گر بوده ام
یاد صنعت فرض تر یا یاد مرگ ‖ مرگ مانند خزان تو اصل برگ
سالها این مرگ طبلک می زند ‖ گوش تو بیگاه جنبش می کند

سخت گاڑا میں نے پاؤں سر میں ہے ‖ کہ لفی خسر ہے ہر دم قہر سے
میں نصیحت سے تری بہرا ہوا ‖ بت شکن دعوی میں اور بت گر بنا
یاد صنعت فرض ہے یا یاد مرگ ‖ مرگ ہے اصل خزاں تو اصل برگ
کوٹتی یہ مرگ برسوں ڈھول ہے ‖ کان بے وقت اب ترا حرکت میں ہے

تشبیہ مغفلی کہ عمر ضائع کند و در نزع بیدار شود بہ ماتم اہل حلب

تشبیہ ایسے غافل کی کہ عمر ضائع کرے اور نزع کے وقت بیدار ہووے مثل ماتم اہل حلب کے

گوید اندر نزع از جان آه مرگ ‖ این زمان کردت خود آگاه مرگ
این گلوے مرگ از نعره گرفت ‖ طبل او بشکافت از ضرب شگفت
در دقائق خویش را در بافتی ‖ رمز مردن این زمان دریافتی
روز عاشوره همه اہل حلب ‖ باب انطاکیه اندر تا بشب
گرد آیند مرد و زن جمعی عظیم ‖ ماتم آن خاندان دارد مقیم
تا بشب نوحه کنند اندر بکا ‖ شیعه عاشوره برائے کربلا
بشمرند آن ظلمها و امتحان ‖ کز یزید و شمر دید آن خاندان
از غریو و شورها در سر گذشت ‖ پر همی گردد همه صحرا و دشت

کہوے اندر نزع جان سے آہ مرگ[۱] ‖ تو نے اب خود ہی کیا آگاہ مرگ
دابی گردن مرگ کی خود کھینچ کے ‖ اور پھٹا طبل اسکا اسکی ضرب سے
نکتہ فہمی میں ہوا مشہور تو ‖ پائی اب مرنے کی تو نے رمز کو
روز عاشورے میں سب اہل حلب ‖ شہر انطاکیہ کے در پر تا بشب
جمع ہو کر مرد و زن جم غفیر[۲] ‖ ماتم حسین میں کرتے نفیر
رات تک نوحہ کریں اندر بکا ‖ شیعہ عاشورہ کو بہر کربلا
گنتے ہیں ایک ایک وہ ظلم و بلا ‖ جو یزید و شمر نے اُن پر کیا
شور و غوغا اس قدر حد سے ہوا ‖ دشت و صحرا بالکل اُس سے بھر گیا

رسیدن شاعر بحلب روز عاشوره و حال معلوم نمودن و نکته گفتن و بیان حال کردن

آنا ایک شاعر کا حلب میں عاشورہ کے روز اور حال معلوم کرنا اور نکتہ کہنا اور حال بیان کرنا

یک غریبی شاعرے از ره رسید ‖ روز عاشوره و آن افغان شنید
شهر را بگذاشت و آن سو رای کرد ‖ قصد جستجوی آن هیهای کرد

اک مسافر[۳] شاعر اس جا آگیا ‖ روز عاشورے کے اور افغاں سنا
شہر کو چھوڑا وہ اُس جانب گیا ‖ جستجو میں ہائے ہو میں وہ پڑا

سلہ کہوے اندر نزع الخ ۴ شعر نزع میں کہوے جان سے آہ مرگ کہ تو نے خود سے اب آگاہ کیا ہو مرگ کی خود کھینچ کر گردن مرگ کی دابی کہ طبل اسکا پھٹا اسکی ضرب سے تو نکتہ فہمی میں مشہور رہا اور اب تو نے مرگ کے رمز کو پایا جیسے روز عاشورہ کے سب اہل حلب شہر انطاکیہ کے دروازہ پر شب کو ہنگامہ کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جمع ہو کر الخ ۴ شعر مرد و زن جمع ہو کر ایک جم غفیر ماتم حسین میں شور و بکا کرتے تھے رات کو نوحہ و بکا کرتے تھے شیعہ لوگ بروز عاشورہ کربلا کے واسطے ایک وہ ظلم و بلا گنتے ہیں جو یزید و شمر نے انپر کیا ہے اس قدر شور و غوغا حد سے ہوا کہ بالکل دشت و صحرا اُس سے بھر گیا آگے شاعر کے آنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک مسافر الخ ۷ شعر ایک مسافر اس جا پر گیا روز عاشورہ کے اور فغان سنا پس اس سے شہر کو چھوڑا اور اس جانب گیا اور ہائے ہو کی جستجو میں وہ ٹھہرا ہر ایک سے جدا پوچھتا پھرتا تھا کہ کیا غم ہے اور کس کا ماتم ہے کوئی بڑا رئیس مر گیا کہ ایسا مجمع ادنی کام میں کب ہوا ہے مجکو اس کا نام و القاب بتلاؤ کہ میں مسافر ہوں اور تم اس گاؤں کے ہو اس شخص کا کیا نام ہے و پیشہ و وصف کیا ہے تاکہ اس کے لطف کا میں مرثیہ لکھوں کہ میں ایک شاعر ہوں تاکہ روٹی کپڑا یہاں سے لیجاؤں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پرس پرسان می شد اندر افتقاد　چیست این غم بر کہ این ماتم فتاد
این رئیسی زفت باشد کہ بمرد　این چنین مجمع نباشد کار خرد
نام او و القاب او شرحم دہید　کہ غریبم من شما اہل دہ اید
چیست نام و پیشہ و اوصاف او　تا بگویم مرثیہ ز الطاف او
مرثیہ سازم کہ مرد شاعرم　تا ازین جا برگ و لالنگی برم
آن یکی گفتش کہ تو دیوانہ　تو نہ شیعہ عدو خانہ
روز عاشورہ نمیدانی کہ ہست　ماتم جانے کہ از قرنے بہست
پیش مومن کے بود این قصہ خوار　قدر عشق گوش عشق گوشوار
پیش مومن ماتم آن پاک روح　شہرہ تر باشد ز صد طوفان نوح

پوچھتا پھرتا تھا ہر اک سے حلب　کیا ہے یہ غم کس کا یہ ماتم پڑا
مر گیا کوئی رئیس ایسا ہے کیا بڑا　ایسا مجمع کام ادنی کب ہوا
نام و القاب اس کا بتلاؤ مجھے　میں مسافر ہوں دہ تم اس گاؤں کے
کیا ہے نام و پیشہ و صفت اس شخص کا　لطف کا اسکے کہوں تا مرثیا
مرثیہ لکھوں کہ اک شاعر ہوں میں　روٹی کپڑا یاں سے تا لیجاؤں میں
ایک بولا اس سے دیوانہ ہے تو　نے تو شیعہ تو ہے اس گھر کا عدو
روز عاشورہ نہ جانے تو کہ ہے　ماتم اس جان کا کہ بہتر قرن ہے
آگے مومن کے یہ کب قصہ ہو خوار　عشق کے مقدار کو شش کر اے یار
ماتم انکا آگے مومن کے بشر　نوح کے طوفان سے مشہور تر

نکتہ گفتن شاعر جہت شیعہ حلب

نکتہ کہنا شاعر کا واسطے شیعہ حلب کے

گفت آری لیک کو دور یزید　کی بدست آن غم چہ دیر اینجا رسید
چشم کوران آن خسارت را بدید　گوش کران این حکایت را شنید
خفتہ بودستید تا اکنون شما　تا کنون جامہ دریدید از عزا
پس عزا بر خود کنید اے خفتگان　زانکہ بد مرگیست این خواب گران
روح سلطانی ز زندانی بجست　جامہ چون دریم و چون خاییم دست
چونکہ ایشان خسرو دین بودہ اند　وقت شادی شد چو بشکستند بند
سوی شادروان دولت تاختند　کندہ و زنجیر را انداختند
دور ملک ست و گہ شاہنشہی　گر تو یک ذرہ از ایشان آگہی
ورنہ آگہ برو بر خود گری　زانکہ در انکار نقل محشری

بولا سچ دور یزیدی اب کہاں　کب ہوا وہ غم ہے اب آیا یہاں
آنکھ سے اندھوں کی وہ دیکھی بلا　کان نے بہروں کے یہ قصہ سنا
آجتک سوتے تھے تم او خود سے گم　پھاڑتے کپڑے ہو اب ماتم سے تم
اپنا تم ماتم کرو اے غافلو　کیونکہ غفلت مرگ بد ہے جاہلو
روح اس سلطان کی زندان سے چھٹی　پھاڑیں ہم کیوں کپڑے چابیں ہاتھ بھی
جو کہ شاہنشاہ تھے وہ دین کے　ہے خوشی کا وقت چھوٹے قید سے
قصر سلطانی کی جانب وہ گئے　بیڑی اور کندہ کو پھینکا پاؤں سے
دور ملک اور وقت سلطانی کا ہے　آگہی گر ذرہ ان سے تو رکھے
گر نہ آگہ ہے تو جا رو آپ پے　کیونکہ انکاری میں ہو تو حشر کے

ف۵۱ ایک بولا الخ ۴ شعر ایک نے اس سے کہا کہ تو دیوانہ ہو تو شیعہ نہیں ہے اس گھر کا دشمن ہے تو نہیں جانتا ہے کہ روز عاشورہ ہے اور ماتم اس جان کا ہے کہ بہتر قرن سے ہے آگے اس کے حقائق ہیں یہ قصہ آگے مومن کے کب خوار ہوا ہے اے یار تو عشق کی مقدار کوشش کر انکا ماتم مومن کے نزدیک طوفان نوح سے مشہور تر ہے آگے بیان نکتہ کا ہے فافہم ۱۲ ف۵۲ بولا سچ الخ ۸ شعر کہا کہ سچ ہے دور یزیدی کہاں ہے وہ غم کب ہوا اور اب یہاں آیا ہے اندھوں کی آنکھوں نے وہ بلا دیکھی اور بہروں کے کان نے یہ قصہ سنا تم آجتک سوتے تھے اپنے خود سے گم اب تم کپڑے پھاڑتے ہو ماتم سے اے غافلو تم اپنا ماتم کرو کیونکہ غفلت مرگ بد ہے روح اس سلطان کی زندان سے چھٹی ہم کیوں کپڑے پھاڑیں اور ہاتھ بھی چابیں جو کہ وہ دین کے شہنشاہ تھے خوشی کا وقت ہے کہ قید سے چھوٹے وہ قصر سلطانی کی جانب گئے بیڑی و کندے کو پاؤں سے پھینکا اور دور ملک اور وقت سلطانی کا ہے اگر تو ان سے آگہی اک ذرہ رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۵۳ گر نہ آگہ ہے الخ ۵ شعر اگر تو آگہ نہیں ہے تو جا اور خود پر رو کیونکہ تو حشر کے انکار میں ہے تو اپنے دل و دین خراب پر گریہ کر کہ تو بجز اس خاک کے کچھ نہیں دیکھتا ہے اگر تو دیکھتا ہے تو کیوں دلیر ہوتا ہے اور جان نثار اہل [illegible] چشم سیر ترے منہ پر دین کی خوشی کہاں ہے اور اگر کچھ دیکھتا ہے تو دست سخی کہاں ہے [illegible] تجکو دین کے حال سے آگاہی نہیں ہے کہ تو آل رسول اللہ سے آگہی نہیں رکھتا ہے آگے حریص دنیا کا بیان ہے فافہم ۱۲

بر دل و دین خرابت نوحه کن — چون نمی بیند جز این خاک کهن
ور همی بیند چرا نبود دلیر — پشت دار و جان سپار چشم سیر
در رخت کو از می دین فرخی — گر بدیدی بحر کو کف سخی
آنک جو دید آب را نکند دریغ — خاصه آن کو دید دریا را و میغ

تو دل و دین خراب اپنے پے رو — تو نہ جز اس خاک کے دیکھے ہے جو
گر تو دیکھے کیون نہیں ہو وے دلیر — جان نثار اہل مدد او چشم سیر
تیرے منھ پر دین کی کان ہے خوشی — دیکھتا گو بحر کان دست تہی
نے دریغ ہو آب سے جو دیکھے — خاص وہ کوئی جو دیکھے بحر کو

تمثیل حریص دنیا بمورے که به دانۂ از خرمن قانع شود

مثال حریص دنیا کی چیونٹی سے کہ ایک دانہ پر خرمن سے قانع ہووے

مور بر دانه ازان لرزان بود — که ز خرمن گاه خود عمیان بود
میکشد یک دانه را از حرص و بیم — چون نمی داند چنان جای عظیم
صاحب خرمن همی گوید که هی — اے ز کوری پیش تو معدوم شی
تو ز خرمن های ما آن دیده — کاندران دانه بجان پیچیده
ای بصورت ذره کیوان را ببین — مور لنگی رو سلیمان را ببین
تو نه این جسمی بل آن دیده — وارهی از جسم گر جان دیده
آدمی دید است باقی لحم و پوست — هر چه چشمش دیده است آن چیز اوست
کوه را غرقه کند یک خم زنم — منفذش گر باز باشد سوی یم
چون بدریا راه شد از جان خم — خم با جیحون بر آرد استلم
زین سبب قل گفته دریا بود — گرچه نطق احمدی گویا بود
گفته او جمله در بحر بود — که دلش را بود در دریا نفود
داد دریا چون ز خم ما بود — چه عجب گر ماهی دریا بود

چیونٹی دانہ پہ ہے پر خوف اس لئے — اپنے خرمن سے نہ بینائی رکھے
یعنی اک دانہ ہے حرص و خوف سے — جو نہیں خرمن بڑا دیکھتا اُسے
صاحب خرمن کہے افسوس ہے — اندھے پن سے جانے تو معدوم شے
تو نے وہ دیکھا ہے خرمن سے — ایک دانہ ساتھ جان کے تو رکھے
ای بہ شکل ذرہ کیوان کو تو دیکھ — چیونٹی لنگڑی جا سلیمان کو تو دیکھ
تو نہیں یہ جسم بلکہ وہ چشم ہے — دیکھے گر جان کو تو چھوٹے جسم سے
آدمی ہے دید باقی پوست ہے — آنکھ نے جو دیکھا وہ سب دوست ہے
خم ڈبا دے کوہ کو از راہ نم — منبع اک کھل جائے جبکہ سوئے یم
جان خم سے رہ جو دریا میں ہوئی — خم رکھے جیحون کے اوپر برتری
قول دریا اس سبب سے قل ہوا — گرچہ نطق احمدی نے ہے کہا
قول اُنکے سب تھے دریا کے گہر — جو تھا اُنکے دل کو دریا میں گذر
جود دریا جو ہمارے خم سے ہے — کیا عجب ہے ماہی دریا سے ہو جو

سلہ چیونٹی الخ ے شعر چیونٹی دانہ پر ہوا اس واسطے پر خوف ہے کہ اپنے خرمن سے بینائی نہیں رکھتی ہے ایک دانہ حرص سے لیتی ہے جو بڑا خرمن اُسے نہیں رکھتا ہے صاحب خرمن کہتا ہے کہ افسوس ہے اندھے پن سے تو معدوم شے جانتا ہے تو نے وہ میرے خرمن سے دیکھا ہے کہ ایک دانہ جان کے ساتھ تو رکھتا ہے اے ذرہ کی شکل تو کیوان کو دیکھ اے چیونٹی لنگڑی تو جا سلیمان کو دیکھ تو یہ جسم نہیں ہے بلکہ وہ چشم ہے کہ اگر جان کو تو دیکھے تو جسم سے چھوٹے آدمی دید ہے اور باقی پوست ہے اور جو آنکھ نے دیکھا سب وہی ہے یعنی آدمی جسم نہیں ہے دید ہے کہ جو کچھ دیکھتا ہے اسی کو دیکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

سلہ خم ڈبا دے الخ ے شعر ایک خم کوہ کو ڈبا دے از راہ نم کے جبکہ ایک منبع کھل جائے جانب بحر خم کی جان سے جو راہ دریا میں ہوئی وہ خم جیحون کے اوپر برتری رکھے اسواسطے قول دریا کا قل ہوا ہے اگرچہ نطق احمدی نے کہا تھا ان کے سبب قول گوہر دریا کے تھے جبکہ انکے دل کو دریا میں [illegible] کی جو ہمارے خم سے ہو کیا عجب ہے کہ جو ماہی دریا سے آگے اس کی مثال ہے [illegible] جاری [illegible] اول کی وہ ہی وصف ہے کہ اول آخر و آخر اول ہے یعنی جس حال میں منبع بحر معنی سے کھل جائے وہ جان تمام عالم سے بڑھ ہے اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم کو حکم قل کا ہوا کہ انکی جان ذات حق سے پیوستہ تھی پس اُن کا کلام کلام حق تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

هم تو تانی کرد یا نعم المعین | دیدهٔ معدوم بین را هست بین
بھی تو کر سکتا ہے ای نعم المعین | دیدۂ معدوم بین کو ہست بین

دیدهٔ کو از عدم آمد پدید | ذات هستی را همه معدوم دید
آنکھ پیدا عدم سے ہوئی ہے جو | دیکھا کل معدوم ذات ہست کو

این جهان منتظم محشر بود | گر دو دیده مبدل و انور بود
یہ جہان منتظم محشر ہے | گر یہ دیدہ بدلے اور انور ہے

زان نه بیند آن حقائق را تمام | کہ بہین خامان بود فہمش حرام
نے حقائق دیکھے اس باعث تمام | کہ سمجھ خامون پہ اسکی ہے حرام

نعمت جنات خوش بر دوزخی | شد محرم گرچه حق آمد سخی
ہوئی حرام اب نعمت جنت انکی | دوزخی پر گرچہ حق آیا سخی

در دهانش تلخ گردد شهد خلد | چون نبود از وفا فیان عهد خلد
انکے منھ میں تلخ ہووے شہد خلد | جو وفا کرتے نہ تھے وہ عہد خلد

مر شما را نیز در سوداگری | دست کے جنبد چو نبود مشتری
ہاتھ کر سکتا ہے کب سوداگری | بھی تمھارا جو نہ ہووے مشتری

کے نظارہ اہل بخریدن بود | آن نظارہ گول گردیدن بود
دیکھنا کب وہ خریداری کا ہے | دیکھنا وہ سیر بازاری کا ہے

پرس پرسان این چند و آن بچند | از پے تفسیر وقت و ریش خند
پوچھیں یہ کتنے ہیں وہ کتنے میں ہے | وقت کھوئے اور تمسخر کے لئے

از ملول کالہ می خواہد ز تو | نیست آن کس مشتری کالہ جو
ناخوشی سے سامان چھینا تجھ سے ہے | نے خریدار اور نہ وہ سامان لے

کالہ را صد بار دید و باز داد | جامہ کے پیمود او پیمود باد
سامان سو بار اُس نے لیا واپس کیا | اُس نے ناپا کپڑا کب ناپی ہوا

کو قدوم و کر و فر مشتری | کو مزاج گنگلی و سر سری
کہاں وہ آنا مشتری مستعد | کہاں مذاق اور مسخرا پن او ضد

چونکہ در ملکش نباشد حبہ | جز پے گنگل چہ جوید جبہ
جو نہ حبہ ملک میں اُس کی ذرا | ڈھونڈھے کیا جبہ تمسخر کے سوا

در تجارت نیستش سرمایہ | پس چہ شخص زشت او چہ سایہ
وہ تجارت میں نہیں پونجی رکھے | کیا ہے وہ اک شخص ہے جو سایہ سے

مایہ در بازار این دنیا زر است | مایہ آنجا عشق و دو چشم تر است
پونجی اس بازار دنیا میں ہے زر | اور وہاں پونجی ہے عشق اور چشم تر

ہر کہ او بے مایہ در بازار رفت | عمر رفت و باز گشت او خام تفت
جو کہ بے پونجی گئے بازار میں | عمر کھوئی واپس آئے خام ہی

ہی کجا بودی برادر ہیچ جا | ہی چہ پختی بہر خوردن شوربا
ہیں کہاں تھا تو اے بھائی کس جگہ | ہیں پکایا کھانے کو کیا شوربا

مشتری شو تا بجنبد دست من | لعل زاید معدن آبست من
مشتری ہو ہاتھ میرا تا سہلے | تا ہو پیدا لعل میرے حل سے

سلہ نے حقائق آہ شعر اس کے سبب سے حقائق نہیں دیکھے بالکل کہ اسکی سمجھ خاموں پر بہ شدامہ ہے اب یہ نعمت جنت کی حرام ہوئی دوزخی پر اگرچہ حق سخی آیا ہے
شہد خلد اس انکے منھ میں تلخ ہو جاتا ہے کیونکہ وفا نہیں کرتے تھے وہ عہد جنت میں یعنی سب دشمن ہو سکے چشم باطن کی حقائق نہیں کھلتے ہیں کہ جنت معنی اور دوزخ صورت ہے پس
یہ نعمت معنی کی صورت پرستوں پہ حرام ہے آگے اس کی مثال ہے ہاتھ سوداگری کب کر سکتا ہے جو مشتری نہ ہو دست وہ کب خریداری کا دیکھنا ہے وہ تو سیر بازی کا
دیکھنا ہے کہ وہ پوچھیں یہ کتنے ہیں اور وہ کتنے میں وقت کھوئے اور تمسخر کے واسطے ناخوشی سے وہ تجھ سے سامان چاہتا ہے نہ خریدار ہے اور نہ وہ سامان لیتا ہے سو بار اُس نے
سامان لیکر واپس کیا اس نے کب کپڑا ناپا ہوا ناپی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کہاں وہ آنا الخ ۵ شعر کہاں ہے وہ آنا مشتری مستعد کا اور کہاں مذاق و مسخرا پن اور ضد
جو اس کے ملک میں حبہ ذرا نہیں حبہ کیا ڈھونڈھے تمسخر کے سوا وہ پونجی تجارت رکھے وہ کیا ہے ہر ایک شخص ہے مانند سایہ کے اس بازار دنیا میں پونجی کیا ہو زر
ہے اور وہاں عشق و چشم تر ہے جو کہ بے پونجی بازار میں گئے عمر کھوئی اور واپس آئے پس وہ خام ہیں یعنی اس جہان کی پونجی عشق و چشم تر ہے ۱۲ ایسی جو پونجی عشق کی
نہ لیکر وہاں گیا خسر الدنیا والآخرہ ہوا باقی حال آگے ہے فافہم سلہ میں کہاں تھا الخ ۶ شعر میں کہاں تھا اے بھائی اور کس جگہ کیا پکایا کھانے کو شوربا مشتری ہو دست
ہاتھ میرا تا سہلے لڑکا میرے حل سے پیدا ہو اگرچہ مشتری کہ مجبوری رکھتا ہے دین کی دعوت کو کہ حکم شریعت کا ہے بانہ اڑا کر جان سے کیونکہ ترک کیا اور نوح کی دعوت کا طریقہ یک قدمین
حق کے واسطے کرتا رہے کیا قبول درد ہے کام خلق کے قبول درد کی تکرست کر اور امروزی کو تو دیکھتا رہ ہمیشہ یعنی تو قدر تمیز حق کی کرتا رہ تیسے قبول درد سے خلیفات
کے ادا کرتا رہو آگے سعدی ناز کا حال مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲

مشتری گرچه که سست و بارد است / دعوت دین کن که دعوت وارد است
بازپران کن حمام روح گیر / در ره دعوت طریق نوح گیر
خدمتی می کن برای کردگار / با قبول و رد خلقانت چه کار
نے قبول اندیش نے رد ای غلام / امر را و نهی را می بین مدام

مشتری گرچہ کہ ڈھیلی رکھے / دین کی دعوت کر کہ حکم شرع ہے
باز اڑا جان کے کبوتر کو پکڑ / نوح کی دعوت کا رستہ تو پکڑ
خدمتیں کرتا رہو حق کے لئے / کیا قبول و رد کا کام اب خلق کے
نے قبول و رد کر فکر اے غلام / امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام

سحوری زدن شخصے بر در سرائے خالی نیم شب و اعتراض معترض وجواب او

سحری کیواسطے ڈھول بجاتا ایک شخص کا خالی گھر کے دروازے پر آدھی رات کو اور اعتراض کرنا ایک معترض کا اور جواب دینا اُس کا

آن یکی میزد سحوری بر درے / درگہی بود و رواق مہترے
نیم شب میزد سحوری را بجد / گفت او را قائلے کے مستند
اول آ وقت سحر زن این سحور / نیم شب افغان مکن ای ناصبور
دیگر آنکه فهم کن ای بوالهوس / کاندرین خانه درون خود هست کس
کس درینجا نیست جز دیو و پری / روزگار از خود چه بیهوده می بری
بهر گوش میزنی دف گوش کو / هوش باید تا بداند هوش کو
گفت گفتی بشنو از چاکر جواب / تا نمانی در تحیر و اضطراب
گرچه هست این دم بر تو نیم شب / نزد من نزدیک شد صبح طرب
هر شکستی نزد من فیروز شد / جمله شبها پیش چشمم روز شد
پیش تو خون است آب رود نیل / پیش من آب است نے خون ای نبیل
در حق تو آهن است آن و رخام / پیش داؤد نبی موم است و رام
پیش تو که بس گران است و جماد / مطرب است او پیش داؤد اوستاد

اک بجاتا ڈھول سحری دینے کو / محل کے در پر وہ اک سردار کے
تھا بجاتا سحری آدھی رات کو / ایک قائل اس سے بولا اے تکو
پہلے تو وقت سحر سحری بجا / نیم شب کو شور یہ کب ہے روا
دوسرے یہ تو سمجھ اے بوالہوس / کہ کوئی اس خالی گھر میں بھی ہے کس
نے کوئی یاں پر ہے جز دیو و پری / کیوں زمانہ کھو رہے اندر ابتری
ڈھول کوٹے بہر گوش اور گوش کہاں / چاہیے ہوش اب کہ جانے ہوش کہاں
کہہ چکا تو اب تو سن مجھ سے جواب / تا نہ ہو تجھکو تحیر اضطراب
گرچہ ہے نزدیک تیرے نیم شب / پر مرے نزدیک ہے صبح طرب
ہر شکست ہوئی فتح میرے سامنے / راتیں ہوئیں دن میرے آگے
تیرے آگے خون ہے پانی نیل کا / میرے آگے آب ہے نے خون ہوا
تیرے حق میں لوہا وہ سختی رکھے / آگے داؤد نبی وہ موم ہے
آگے تیرے کہ ہو بھاری اور جماد / پیش داؤد ایک مطرب اوستاد

سلہ اک بجاتا آلخ ۵ شعر ایک ڈھول بجاتا تھا سحری کیواسطے ایک سردار کے محل کے دروازہ پر آدھی رات کو سحری بجاتا تھا ایک قائل نے اس سے کہا اول تو سحری کے وقت بجا یہ شور آدھی رات کو کب روا ہے دوسرے یہ سمجھ کہ کوئی اس خالی گھر میں آدمی ہے یہاں پر کوئی نہیں ہے بجز دیو و پری کے تو کیوں زمانہ کھوتا ہے ابتری میں باقی حال آگے ہے فافہم سلہ ڈھول کوٹے آلخ ۶ شعر ڈھول کوٹتا ہے واسطے گوش کے اور گوش کہاں ہے اب ہوش چاہیئے کہ جانے ہوش کہاں ہے تو کہہ چکا اب تو مجھ سے سن جواب تاکہ تجھے تحیر و اضطراب نہ ہے اگرچہ تیرے نزدیک نیم شب ہے ولیکن میرے نزدیک صبح طرب ہے آگے حقائق ہے پھر ایک شکست و فتح میرے رو برو ہوئی اور راتیں دن ہوئیں میری آنکھ کے آگے آب نیل خون ہے اور میرے آگے آب ہے خون نہیں ہوا تیرے لئے تو سختی رکھے لوہا آگے نبی داؤد کے موم ہے باقی حال آگے ہے فافہم سلہ تیرے آگے الخ ۸ شعر تیرے آگے وہ بھاری و جماد ہے اور داؤد کے آگے مطرب استاد ہے لیکن تیرے آگے چپ ہے اور احمد صلعم کے آگے باتیں فصیح کرتا ہے تیرے آگے ستون مسجد کا مردہ ہے اور آگے احمد صلعم کے عاشق پر جنون ہے کہ کل جہان کے جزو عالم کے آگے مردہ ہیں اور حق کے آگے زندہ ہیں یعنی اجزائے جہان [illegible] [illegible] [illegible] آگے اب [illegible] [illegible] جو تو کہتا ہے کہ اس میں کوئی نہیں ہے ڈھول کیوں بجاتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رکھتا ہے کہ وہ خالی گھر ہے وہ کب [illegible] آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آن یکی چون نوح در اندوہ و کرب	وان دگر چون احمد اندر صبر و حرب
این ز دنیا چون ابوذر پر حذر	وان دگر در استقامت چون عمر
صد ہزاران خلق تشنہ و مستمند	بہر حق از طمع جہدے می کنند
من ہم از بہر خداوند غفور	می زنم ہر در با امید سرور
مشتری خواہی کہ از وے زر بری	بہ ز حق کے باشد ای جان مشتری
می خرد از مالت انبانی نجس	می دہد نور ضمیر مقتبس
می ستاند این یخ جسم فنا	می دہد ملکے برون از وہم ما
می ستاند قطرہ چندے ز اشک	می دہد کوثر کہ آرد قند رشک
نقد آور تا کنی سودا ازان	نسیہ را بگذار تا نہ گنج یان
باد آہی کابر اشک چشم راند	مر خلیلے را بدان اواہ خواند
ہین درین بازار گرم بے نظیر	کہنہ ہا بفروش و ملکے نو بگیر
ور ترا شکے و ریبے رہ زند	تاجران انبیا را کن سند
بسکہ افزود آن شہنشہ بختشان	می نتابد کوہ کشتی رختشان

ایک ہے جون نوح صابر ذکر تپا	دوسرا احمدؐ سا صابر حرب بین
چون ابوذر ایک کو دنیا سے حذر	استقامت دوسرے کو جون عمر
تشنہ اور خواہان ہزارون خلق ہے	طمع سے کوشش کرے حق کیلئے
واسطے حق کے ہین اُس کی کد و پے	ہمی بھاگا پھری ہون امید سے
واسطے زر کے تو چاہے مشتری	بہتر اے جان کب ہو حق سے مشتری
لیتا ہے تجھسے نجس چمڑے کو وہ	دیتا ہے نایاب دل کے نور کو
لیتا ہے یہ وہ نجس جسم فنا	دیتا ہے برتر وہ اک ملک بقا
لیتا ہے وہ چند قطرے اشک کے	دیتا ہے کوثر جو رشک قند ہے
نقد لا تو سودا اُس سے تا کرے	چھوڑ ادھار اب انہین نقصان ہے
اشک ابر و باد آہ جاری کیا	اس سے ابراہیمؑ آواہ کہا
اندر اس بازار زیبا گرم کے	بیچ کہنہ اور نیا تو ملک لے
گر تجھے شک ہو شبہ ہو پیدا کہ	تاجران انبیا کو کر سند
اس شہنشہ نے نہیں بالا کیا	کوہ بار اُٹھا نہ سکتا ہے اُٹھا

قصہ بلال حبشی و شوق او و رنجانیدن خواجہ او را و معلوم کردن صدیقؓ حال او را

قصہ بلال حبشی کا اور شوق اسکا اور رنجیدہ کرنا اسکو خواجہ کا اور معلوم کرنا صدیق اکبر کا اسکے احوال کو

تن فدای خار میکرد آن بلالؓ	خواجہ اش میزد برائے گوشمال
کہ چرا تو یاد احمد میکنی	بندۂ بد منکر دین منی

تن فدا اسے خار کرتا وہ بلالؓ	جو کہ خواجہ دیتا اسکا گوشمال
یاد احمد کرتا ہے تو کس لئے	بندہ بد میرے منکر دین ہے

لـہ لیتا ہے الی آخرہ ۹ شعر وہ تجھ سے نجس چمڑے کو لیتا ہے اور نور دل نایاب کو دیتا ہے وہ یہ نجس جسم فنا کو لیتا ہے اور ایک ملک بقا کو دیتا ہے وہ چند قطرے اشک کو لیتا ہے اور اسکو کوثر دیتا ہے، رشک قند ہے اور وہ آہ پر افسوس کو لیتا ہے اور ہر آہ کو سو جاوہ دیتا ہے نقد لا کر تو اس سے سودا کرے اور ادھار کو چھوڑ کر تا نقد و دین نہ ملے ابر اشک و باد آہ جاری کیا اس سبب ابراہیم کو اواہ کہا اور اس بازار کے گرم کے کہنہ بیچ اور نیا تو ملک لے اگر تجھے شک ہووے اے بندے تاجران انبیا کو تو سند کر کہ اس شہنشاہ نے ان کو برتر کیا ہے کہ وہ اسکا بار اُٹھا نہیں سکتا ہے یعنی تو طلب حق ... گریہ و آہ کر کہ تا تجھکو وہ ملا مرتبہ زیادہ دے مثل انبیاء کے آگے زاری تن کا بیان ہے تا فہم ۱۲ سـتـہ قصہ چہارم فدا ہے تن و حصول یعنی ۱۲ سـتـہ تن فدا الی آخرہ ۹ شعر وہ بلال تن کو فدا خدا کا کرتا جو کہ خواجہ اُس کو گوشمال دیتا کہ تو احمد کو یاد کرتا ہے کس واسطے ... ذکر ... سے مارتا تھا اور وہ احد کہتا تھا شوق یار سے یہاں تک کہ کسی طرف صدیق ایک دن گئے اور وہ احد کہتا خود کانوں سے چشم پر آب اور دل پر خفا ہوا اور اس احد سے بوئے آشنائی پائی بعد خلوت میں اسے سمجھا کہ اپنا عقیدہ چھپا ... مقام راز کا ہے تو مت کہہ دشمن ... صبح سے صدیق اسی طرف جاتے تھے ایک کام کو پھر احد کہتا اور ... اسکے ... شور و شر پیدا ہوا ... حال آگے ہے تا فہم ۱۲

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ مصرع اول	ترجمہ مصرع دوم
میزد اندر آفتابش او بخار	او احد می گفت بہر افتخار	دھوپ مین وہ مارتا تھا خار سے	وہ احد کہتا تھا شوق یار سے
تا کہ صدیق آن طرف بر میگذشت	آن احد گفتن بگوش او برفت	تا کہ صدیق اس طرف آکر گئے	وہ احد کہنا سنا خود کان سے
چشم او پر آب شد دل پر عنا	زان احد می یافت بوی آشنا	چشم ہوئی پر آب اور دل پر جفا	اس احد سے پائی بوے آشنا
بعد ازان خلوت بدیدش پند داد	کز جہودان خفیہ میدار اعتقاد	بعدہ خلوت مین سمجھایا اسے	کہ جہودون سے عقیدہ مت کہے
عالم السرست پنہان دار کام	گفت کردم توبہ پیشت ای ہمام	ہے مقام راز مطلب مت کہے	بولا توبہ کی تمھارے سامنے
روز دیگر از پگہ صدیق تفت	آن طرف از بہر کاری می برفت	دوسرے دن صبح سے صدیق جو	اس طرف جاتے تھے خود اک کام کو
باز احد بشنید و ضرب زخم خار	بر فروزید از دلش سوز و شرار	پھر احد کہنا سنا اور مارنا	ان کے دل مین شور و شر پیدا ہوا
باز پندش داد باز او توبہ کرد	عشق آمد توبۂ او را بخورد	پھر نصیحت[1] کی دو پھر توبہ کرے	عشق آئے توبہ اسکی توڑدے
توبہ کردن زین نمط بسیار شد	عاقبت از توبہ او بیزار شد	اس طرح توبہ بہت اس نے کری	آخر اس توبہ سے بیزاری ہوئی
فاش کرد اسپرد تن را در بلا	کای محمد ای عدو توبہ ہا	کرکے ظاہر سونپا تن اندر بلا	اے محمد اے عدو توبہ ہا
ای تن من وی رگ من پر ز تو	توبہ را گنجا کجا باشد درو	اے مری رگ رگ و تن پر تجھ سے ہی	اس مین گنجایش کہان توبہ رکھے
توبہ را زین پس ز دل بیرون کنم	از حیات خلد توبہ چون کنم	دل سے خارج اب مین توبہ کو کرون	کیون حیات خلد سے توبہ کرون
عشق قہارست و من مقہور عشق	چون شکر شیرین شدم از شور عشق	عشق قاہر اور ہین مقہور عشق	چون شکر شیرین ہون ہون باشور عشق
برگ کاہم پیش تو ای تندباد	من چہ دانم تا کجا خواہم فتاد	کہ ہون تیرے آگے مین اک تنکا	جانون کیا ڈالے مجھے کہین جھکڑ
گر ہلالم گر بلالم میدوم	مقتدی بر آفتابت میشوم	گر ہلال و یا بلال اک ہون چلون	مقتدی خورشید کا مین تیرے ہون
ماہ را با زفتی و زاری چہ کار	در پی خورشید پوید سایہ وار	ماہ کو[2] زاری سے بس کیا کام ہے	مثل سایہ پیچھے دوڑے شمس کے
با قضا ہر کو قراری میدہد	ریشخند سبلت خود میکند	جو مقابل مین قضا کے آئے ہو	اپنی داڑھی مونچھ پر وہ خود ہنسے
کاہ برگی پیش باد آنگہ قرار	رستخیزی وانگہانی عزم کار	برگ کہ جس دم ہوا کا سامنا	حشر اور اسدم تفکر کام کا
گربہ در انبانم اندر دست عشق	یکدمی بالا و یکدم پست عشق	بیقرار اب مین ہون اندر دست عشق	ایکدم بالا و ایکدم پست عشق

[1] پھر نصیحت الخ ۸ شعر پھر نصیحت کی توبہ پھر کرے عشق آیا اور توبہ اس کی توڑ دی اس طرح اس نے توبہ بہت کری آخر اس توبہ سے بیزاری ہوئی ظاہر کر کے تن بلا مین سونپا کہ اے محمد و اے عدو ہی توبہ ہاے میری رگ رگ و تن تجھ سے پر ہے اس مین گنجایش توبہ کہان رکھتی ہے اب توبہ کو دل سے خارج کرون عشق ظاہر اور مین مقہور عشق ہون اور شور عشق سے مین مانند شکر کے شیرین ہون آندھی تیرے آگے کاہ ہون مین کیا جانون کہ تو مجھے کس جگہ ڈالے اگر ہلال یا بلال ایک ہون چلون اور مقتدی تیرے خورشید کا ہون آگے اس کے حقائق مین فافہم ۱۲

[2] ماہ کو الخ ۵ شعر ماہ کو زاری سے کیا کام ہے سایہ کے مانند دوڑے پیچھے خورشید کے جو قضا کے مقابل مین آتا ہے وہ خود اپنی داڑھی مونچھ جو شہنشاہ ہے برگ کاہ اور اس دم ہوا کا سامنا حشر اور اسدم کا تفکر اب سبق مقرر ہون اندر دست عشق کے ایک دم بالا اور ایک دم پست عشق کا وہ مجکو پھرایا ہے از راہ سر کے و زیر آرام ہے تجھ اور ستہ زیر یعنی مین عشق کے سبب سے بیقرار ہون اور ایک دم مجھے آرام نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

باز خرم گشت مجلس دل فروز — خیز دفع چشم بد اسپند سوز
نعرۂ مستانہ خوش می آیدم — تا ابد جانا چنین می بایدم
یک ہلالی [illegible] یار شد — زخم خار او را گل و گلزار شد
گر ز زخم خار تن غربال شد — جان ز جسم گلشن اقبال شد
تن بہ پیش زخم خار آن جہود — جان من مست و خراب آن ودود
بوی جانی سوی جانم میرسد — بوی یار مہربانم میرسد
از سوی معراج آمد مصطفیٰ — بر بلالش حبذا آن حبذا

پھر ہوئی محفل ہی خوش اور جانفزا — اٹھ نظر بد کو سپند اب تو جلا
نعرۂ مستانہ خوش آتے مجھے — تا ابد ایجان یونہی چاہیے
وہ ہلال اب ہو گیا یار بلال — گل ہوے بس خار کے وہ زخم لال
تن جو زخم خار سے چھلنی ہوا — جان و تن گلزار اقبالی ہوا
جسم اُس رکھتا زخم ہے پیش یہود — جان خراب اپنی ہوا اور مست ودود
بوی جانی جان کو آتی میری ہے — بوے یار مہربان آتی مجھے
مصطفےٰ سوے بلال آئے ولا — سمت سے معراج کے ای حبذا

باز گفتن صدیقؓ صورت حال بلالؓ نزد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پھر کہنا صدیقؓ کا صورت حال بلال کو آگے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

چونکہ صدیقؓ از بلال دم درست — این شنید از توبہ او دست شست
بعد از ان صدیقؓ نزد مصطفیٰ — گفت حال آن بلال با صفا
کان فلک پیمای میمون فال چست — این زمان در عشق اندر دام تست
باز سلطان است زان جغدان برنج — در حدث مدفون شد آن زفت گنج
چغد با بر باز استم می کنند — پر و بالش بیگناہ می کنند
جرم او این است کو باز است و بس — غیر خوبی جرم یوسف چیست پس
چغد را ویرانہ باشد زاد و بود — ہست شان بر باز زان خشم و جحود
کہ چرا تو یاد می آری ازان — لالہ زار و جوئبار و گلستان
یا چرا یادت بود زان دیار — یا ز قصر و ساعد آن شہریار

جو بلال اہل سے صدیق نے — دھو دیا توبہ سے سنا کر ہاتھ ہے
مصطفےٰ سے جا کہا صدیق نے — اُس بلال با صفا کے حال ہے
کہ وہ میمون فال صادق عشق ہے — دام میں اسدم پھنسا ہے آپ کے
بادشہ کو اُلوؤں سے رنج ہے — گندگی میں دفن بھاری گنج ہے
ظلم کرتے ہیں وہ اُلّو باز پر — نوچتے ہیں بے گنہ کے بال و پر
ہے یہ جرم اُس کا کہ وہ اک باز ہے — غیر خوبی جرم یوسف سا ہے
بود و باش اُلّو کا ویرانہ جو ہے — باز پر غصہ ہے وہ اسواسطے
کہ کرے تو کس لئے یاد اسکی یان — لالہ زار و جوئبار و گلستان
یا سبب تجھے یاد اُس وطن سے کس لئے — یا وہ قصر و دست شاہنشاہ ہے

سلہ جسم رکھتا ہے الی آخرہ ۹ شعر آگے جو مسکے جسم زخم رکھتا ہے اور جان میری خراب و مست خدا ہے تو جان کی میری جان کو آتی ہے اور بوے یار مہربان کی مجھے آتی ہے پس مصطفےٰ بلالؓ کی جانب آئے اور سمت معراج سے حبذا یعنی جناب رسول مقبول صلعم مشغول حق کے معنی میں بلال کی جانب متوجہ ہوے بنظر صلاحیت بلال اور فرمایا حبذا چنانچہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۱

سلہ جو بلال الی آخرہ ۹ شعر جو صدیق اکبرؓ نے بلال اہل سے سنا کر توبہ سے اُس سے ہاتھ دھویا ہے مصطفےٰ صلعم سے جا کر کہا اُس بلال باصفا کے حال سے کہ وہ مبارک فال عشق صادق سے اس دم آپ کے دام میں پھنسا ہے مگر باز شاہ کو اُلوؤں سے رنج ہے اور گندگی میں بڑا خزانہ مدفون ہے وہ اُلّو باز پر ظلم کرتے ہیں اور اُس بیگناہ کے بال و پر نوچتے ہیں یہ اُس کا جرم ہے کہ وہ ایک باز ہے اور یوسف کا کیا جرم ہے بجز خوبی کے جو کہ بود و باش اُلّو کی ویرانہ ہے اس واسطے وہ باز پر غضب ہے آگے قول اُلّو کا ہے کہ تو اُس کو یاد یہاں کس واسطے کرتا ہے اور لالہ زار و جوئبار و گلستان کی یاد تجکو یاد اس وطن سے کس واسطے ہے تجھے یا اُس مقرر دوست شہنشاہ سے باقی مقولہ اُلّو کا آگے ہے فافہم

شد خلالی در دہانی راہ یافت / جانب شیرین زبانی می شتافت
آوریدش تا بنزد آن رسول / کہ بجان او کردہ بد و نفس قبول
چون بدید آن خستہ روی مصطفیٰ / گفت طبتم فادخلوہا یا بہا
چون بلال این را شنید از مصطفیٰ / خرم و مست اوفتاد او بر قفا
تا بدیری بیخود و بیہوش ماند / چون بہوش آمد ز شادی شکر راند
مصطفیٰ اش در کنار خود کشید / کس چہ داند بخششے کو را رسید
چون بود مسی کہ بر اکسیر زد / مفلسی بر گنج پر توفیر زد
ماہی پژمردہ در بحر اوفتاد / کاروان گم شدہ زد بر رشاد
آن خطابانی کہ گفت آندم نبی / گر زند بر شب برآید از شبی
روز روشن گردد آن شب چون صباح / من نتانم بازگفت آن اصطلاح
خود تو دانی کآفتاب اندر حمل / تا چہ گوید با نبات و با دقل
خود تو میدانی کہ آن آب زلال / می چہ گوید با ریاحین و نہال
صنع حق با جملہ اجزائے جہان / چون دم و حرفست از افسونگران
جذب یزدان با اثرہا و سبب / صد سخن گوید نہان بے حرف و لب
نے کہ تاثیر از قدر معمول نیست / لیک تاثیرش ازو معقول نیست
چون مقلد بود عقل اندر اصول / وان مقلد در فروعش ای فضول
گر بپرسد عقل چون باشد مرام / گو چنانکہ تو ندانی والسلام

وہ ملی منہ مین خلال پاک کو / جانب شیرین زبانی جائے دو
اُس کو ہمراہ لائے وہ پیش رسول / کہ کیا تھا جان سے دین اُسنے قبول
دیکھا جو خستہ نے روئے مصطفیٰ / بولے طبتم فادخلوہا یا بہا
پس بلال نیک نے جب یہ سنا / مصطفیٰ سے ہو کے بیخود گر پڑا
دیر تک بیہوش اور بیخود رہا / ہوش مین آیا خوشی سے رو دیا
مصطفیٰ نے اُسکو خود بیٹھا لیا / کوئی کیا جانے کہ اسکو کیا دیا
ہووے[۵۱] کچھ کچھ مس لگے اکسیر سے / اور مفلس پر خزانے پر پڑے
ادھری ایک ماہی دریا مین پڑی / اور بھولے کاروان کو رہ ملی
وہ خطاب اسدم جو احمد نے کہے / گر کہیں شب سے تو شب مین چھوڑ دے
روز روشن ہووے وہ شب جون صباح / مین نہین کہہ سکتا ہون وہ اصطلاح
جان لے تو خود کہ شمس اندر حمل / کہتا کیا ہے با نبات و پھول پھل
جان لے تو خود کہ وہ آب زلال / کہتا کیا ہے با ریاحین و نہال
صنع[۵۲] حق عالم کے جملہ جزو سے / مثل افسونگر کے دم اور حرف سے
جذب حق کا با اثر او ربا سبب / باتین سو نہان کرے بے حرف و لب
نے کہ تاثیر قدر جاری نہین / لیک تاثیر اس کی معقولی نہین
جو مقلد عقل تھے اندر اصول / فرع مین بھی ہی مقلد ای فضول
عقل گر پوچھے کہ کیونکر ہووے کام / کہدے ایسا تو نجانے والسلام

معاتبت کردن پیغمبر علیہ السلام باصدیق کہ ترا وصیت کردم بشرکت

عتاب کرنا مصطفیٰ علیہ السلام کا صدیق رضی اللہ عنہ پر کہ تمکو مین نے وصیت کری تھی

سے ۵۱ ہووے الخ ۶ شعر کیا کچھ ہووے کہ مس اکسیر سے جا لگے اور مفلس خزانہ پہ پڑے اور ایک ماہی اودھری دریا مین پڑی اور پھر بھولے ہوئے کاروان کو راہ ملی جو اُسدم احمد صلعم نے وہ خطاب کہے اگر شب سے کہین تو شب مین چھوڑ دے روز روشن ہووے اور شب مانند صباح کے مین نہین کہہ سکتا ہون وہ اصطلاح تو جان لے خود کہ شمس حمل مین کیا کہتا ہے ساتھ نبات و پھول و پھل کے تو جان لے خود کہ وہ آب زلال کیا کہتا ہے ساتھ ریاحین و نہال کے یعنی جناب رسول مقبول صلعم نے ساتھ بلال کے وہ عنایت کی کہ جیسے آفتاب نباتات کو تازہ کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سے ۵۲ صنع حق الخ ۵ شعر صنع حق سے جملہ جزو عالم سے افسون گر کے دم اور حرف سے ہے اور جذب حق ساتھ اثر وسبب کے سو باتین پنہان کرے بے حرف ولب نہین کہ تاثیر قدر کی جاری نہین ہے ولیکن تاثیر اس کی معقول باطل ہی جو مقلد عقل کے تھے اصول مین وہ فرع بھی مقام مین اگر عقل پوچھے کہ کیونکر کام ہووے ایسا کہدے تو نہین جانتا ہے والسلام یعنی صنعت خدا ہر ایک جزو عالم سے افسونگر کے مانند اثر رکھتی ہے مگر عقل مین ایک کے نہین آتی ہے آگے جناب رسول مقبول صلعم کا بیان ہے فافہم ۱۲

من بجز خود تنہا خریدی وجواب عرض نمودن صدیق رضی اللہ عنہ

سید کونین سلطان جہان ‌ در عتاب آمد زمانی بعد ازان

گفت ای صدیق آخر گفتمت ‌ کہ مرا انباز کن در مکرمت

تو چرا تنہا خریدی بہر خویش ‌ باز گو احوال ای پاکیزہ کیش

گفت ما دو بندگان کوی تو ‌ کردمش آزاد من بر روی تو

تو مرا میدار بندہ و یار غار ‌ ہیچ آزادی نخواہم زینہار

کہ مرا از بندگی آزادی ست ‌ بی تو بر من محنت و بیدادیست

ای جہان را زندہ کردہ ز اصطفا ‌ خاص کردہ عام را خاصہ مرا

خوابہا میدید جانم در شباب ‌ کہ سلامم کرد قرص آفتاب

از زمینم بر کشیدہ تا سما ‌ ہمرہ او گشتہ بودم ز ارتقا

گفتم این ماخولیا بود و محال ‌ ہیچ گردد مستحیلی وصف حال

چون ترا دیدم بدیدم خویش را ‌ آفرین آن آئینہ خوش کیش را

چون ترا دیدم محالم حال شد ‌ جان من مستغرق اجلال شد

چون ترا دیدم من ای روح البلاد ‌ مہر این خورشید از چشمم فتاد

گشت عالی ہمت از تو چشم من ‌ جز بخواری ننگرم اندر زمن

نور جستم خود بدیدم نور نور ‌ حور جستم خود بدیدم رشک حور

یوسفی جستم لطیف و سیمتن ‌ یوسفستانی بدیدم در تو من

تھی کہ میری شراکت سے خریدنا تمنے تنہا خرید کیا اور جواب مین عرض کرنا صدیق رضی اللہ عنہ

سید کونین[1] سلطان جہان ‌ بعد غصہ مین آئے اک زمان

بولے اے صدیق[2] تمکو تھا کہا ‌ کہ شریک اسمین مجھے کرنا بھلا

تمنے کیون تنہا لیا اپنے لئے ‌ پھر کہو احوال اسکا تم مجھے

بولے ہم دونون تمہارے ہین غلام ‌ کردیا آزاد اُسے تم پر سلام

تم مجھے بندہ رکھو اور یار غار ‌ کچھ نہ آزادی مین چاہون زینہار

مجکو کب[3] آزادی تیری قید سے ‌ بے ترے ہی ظلم اور محنت ہے مجھے

اصطفا سے زندہ عالم کو کیا ‌ خاص عامونکو کیا مجھ کو سوا

دیکھا تھا مین خواب مین اندر شباب ‌ کہ مجھے کرتا سلام اک آفتاب

لیگیا مجھکو زمین سے تا سما ‌ برتری مین اسکی مین ہمراہ تھا

سوچا مین ماخولیا یہ ہے محال ‌ کب محال آخر ہوا ہی وصف حال

جو تمہین دیکھا وہ دیکھا آپ کو ‌ آفرین اُس آئنہ میری پہ ہو

جو تمہین دیکھا ہوا حال اب محال ‌ غرق جان میری ہوئی اندر جلال

مین[4] نے دیکھا جو تمہین ہے روح پاک ‌ ماہ و خورشید اب دکھی ہین مجکو خاک

عالی ہمت چشم میری تمسے ہے ‌ جز بخواری سے زمانے مین دکھے

نور ڈھونڈھا دیکھا مین نے نور نور ‌ حور ڈھونڈھی دیکھا مین نے رشک حور

ڈھونڈھا یوسف اک لطیف و مہ نگار ‌ یوسفستان تم مین دیکھا آشکار

---

[1] سید کونین الخ ۵ شعر سید کونین وہ سلطان جہان اسکے بعد غصہ مین آئے ایک زمان تک فرمایا کہ اے صدیق تمکو کہا تھا کہ اس مین مجھے شریک کرنا تم نے اپنے لئے کیون تنہا لیا پھر تم احوال اسکا مجھ سے کہو کہا کہ ہم دونون تمہارے غلام ہین کہ اُسے آزاد کردیا تم پر یا اکل تم مجھکو بندہ رکھو اور یار غار کہین کچھ آزادی نہین چاہتا ہون ہرگز باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] مجکو کب الخ ۷ شعر تمہاری قید سے مجھے کب آزادی ہے اور بغیر تمہارے مجکو ظلم و محبت ہے عالم کو زندہ اصطفا سے کیا و عام کو خاص کیا اور مجکو سوا مین خواب مین دیکھا تھا اندر شباب کے کہ مجھے ایک آفتاب سلام کرتا ہے مجھکو زمین سے آسمان تک لیگیا مین برتری مین اُسکے ہمراہ تھا مین سوچا کہ یہ مالیخولیا ہے محال کب محال آخر کو وصف حال ہوا ہے جو تمکو دیکھا آپ کو تو میرے اُس آئنہ پہ آفرین ہو جیو جو تمہین دیکھا محال اب حال ہوا اور میری جان غرق ہوئی اندر جلال کے یعنی وہ خواب میری آپ کو دیکھنے سے سچ ہو گئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[4] مین نے دیکھا الخ ۶ شعر جو تمکو مین نے دیکھا اے روح پاک مہر خورشید اب مجھے دیکھتا ہے خاک کہ تیری چشم عالی ہمت تم سے ہے اور بجز خواری کے زمانہ مین نہین دیکھتا ہے نور ڈھونڈھا مین نے نور نور دیکھا حور ڈھونڈھی دیکھا مین نے رشک حور ایک یوسف لطیف و مہ لقا دیکھا پس تم مین یوسفستان ظاہر دیکھا جنت کے واسطے ڈھونڈھتا پھرتا تھا مین نے تمہارے ہر ایک جزو مین جنت دیکھی یہ میری نسبت ہے ایک مدح دشنا اور تمہارے نسبت ہجو ہے یعنی جو مین ڈھونڈھتا پھرتا رہا اس سے بہتر تمکو مین نے پایا آگے اسکی مثال ہے فافہم

در پے جنت بدم در جستجو جنتی بنمودم از ہر جزو تو

ہست این نسبت بمن مدح و ثنا ہست این نسبت بتو قدح و ہجا

ہمچو مدح مرد چوپان سلیم مر خدا را پیش موسیٰ کلیم

کہ بجویم اشپشت شیرت دہم چارقت دوزم من و پیشت نہم

قدح او را حق بمدحی بر گرفت گر تو ہم رحمت کنی نبود شگفت

رحم فرما بر قصور فہمہا اے ورای فہمہا و وہمہا

ایہا العشاق اقبال جدید از جہان کہنہ و تو در رسید

زین جہان کو چارہ بیچارہ جوست صد ہزاران نادرہ عالم دروست

ابشروا یا قوم اذ جاء الفرج افرحوا یا قوم قد زال الحرج

آفتابی رفت در کازہ ہلال در تقاضا کہ ارحنا یا بلال

زیر لب میگفتی از بیم عدو کوری او بر منارہ رو بگو

میدمد در گوش ہر غمگین بشیر خیز اے مدبر رہ اقبال گیر

اے درین حبس و درین گند و شپش ہین کہ تا کس نشنود رستی خمش

چون کنی خامش کنون اے یار من کز بن ہر موی آمد طبل زن

آنچنان کر شد عدو رشک و خشم گو بدا این چنین طبل ابلہ کی

میزند بر روش ریحان کہ مست او ز کوری گوید این آسیب چیست

ڈھونڈھتا پھرتا تھا جنت کیلیے دیکھی جنت ہر تمھارے جزو سے

ہو یہ نسبت میری اک مدح و ثنا ہے تمھاری نسبت ہجو ناروا

جیسے[1] مدح کرتا چوپان سلیم خاص حق کی پیش موسیٰ کلیم

کہ جوئیں بینوں تجھے مین شیر دون جوتیان سیئون تری آگے رکھون

ہجو اسکی حق نے لی جاے ثنا کیا عجب رحمت رکھے گر تو روا

رحم فرما تو قصور فہم پے ہر سوا ہے فہم سے تو وہم سے

ایہا العشاق اقبال جدید عالم کہنہ سے آیا تم پہ یہ

اس جہان سے کہ چارہ عاجزان سیکڑوں نادر ہین عالم کے نہان

ابشروا یا قوم اذ جاء الفرج افرحوا یا قوم قد زال الحرج

خور گیا[2] اندر نیستان ہلال ہے تقاضا کہ ارحنا یا بلال

تو کہے پنہان عدو کے خوف سے وہ ہے اندھا تو چڑھ مینار پے

کان مین غمگین کے پھونکے ہے بشیر اٹھ اے مدبر سے راہ اقبال سیر

ابتو اس مجلس و کوٹھے مین رہو نے کوئی نہ شنی سنے خاموش ہو

کس طرح خاموش ہوون مشتاقا ہر بن مو سے جو نکلے ہے صدا

ایسا بہرا ہے عدو سے رشک کان مین سکے کوٹ اپنے ہول کے

مارین اسکے منھ پہ ریحان برملا اندھے پوچھے کہ ہوا یہ آسیب کیا

قصۂ بلال کہ بندہ مخلص بود مر خدا را و صاحب بصیرت بے تقلید پنہان شدہ بود بندگی مخلوق جہت مصلحت نہ کہ از عجز

تمہید قصۂ بلال کا کہ خدا کا بندہ مخلص تھا صاحب بصیرت بغیر تقلید کے بندگی مخلوق مین پوشیدہ ہوا واسطے مصلحت کے نہ کہ عجز

سل[1] جیسے الخ یہ شعر چوپان سلیم مدح کرتا تھا خاص حق کے آگے موسیٰ کلیم کے کہ مین جوئین بینوں اور تجھے شیر دون جوتیان سیئون اور تیرے آگے رکھون حق نے اسکی ہجو جائے ثنا کی لی اگر تو رحم روا رکھے کیا عجب ہے تو رحم فرما قصور فہم پر اے تو سوا ہر فہم و وہم سے ترجمہ اے عاشق اقبال سے عالم کہنہ سے آیا نیا ظاہر اس جہان سے کہ چارہ عاجزان ہو سیکڑوں عالم کے اندر وہان ہین ترجمہ اے قوم تمکو بشارت ہو کہ اب آئی کشائش فرحت ہو کہ دور ہوئی تنگی یعنی یا رسول اللہ اگرچہ میری مدح اندر چوپان سلیم کے گلی ذم ہے مگر مثل خالق رحیم کے آپ بھی قبول کرو اسکے مدح جناب رسول مقبول صلعم کی ہے فافہم ۱۲ سل[2] خور گیا الخ یہ شعر خورشید اندر نیستان ہلال کے گیا تقاضا ہے کہ راحت مجکو دے عاشق تو مینار پر چڑھ کر کان مین ہر غمگین کے بشارت پھونکتا کہ اے مدبر اٹھ اور راہ اقبال سیر کی لے اب تو اسی مجلس و کوٹھے مین رہو نہ کوئی نہ شنی سنے اور خاموش ہو آگے جواب ہے کس طرح خاموش ہووے کہ ہر بن مو سے جو نکلتی ہے صدا عدو رشک سے خود ایسا بہرا ہے کہ کوٹ اُس کے منھ پر ریحان مارین برملا وہ اندھے پوچھے کہ یہ آسیب ہے یعنی جسکو گوش شنوا نہین ہو اُسکے آگے لاکھ اسرار کہو کب وہ سنتا ہے جیسے حال بلال رضی اللہ عنہ کا اُس کا خواجہ نہین جانتا تھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

چنانکه لقمان و یوسف علیه السلام از روی ظاهر و غیر ایشان و این هلال بنده سائس بود مر امیرے را و آن امیر مسلمان بود اما چشم بسته

عاجزی سے جیسے کہ لقمان و یوسف علیہ السلام از روے ظاہر کے اور سوا اُن کے اور ہلال ایک بندہ سائیس تھا ایک امیر مسلمان کا لیکن وہ چشم باطن نہ رکھتا تھا

وان اعمی که مادری ارد | لیک چون تن بوهم دنیا رد
اگر این دانش تعلیم مادر کند | ممکن بود که از اعمی خلاصی یابد

که اذا اراد الله تعالیٰ بعبد خیرا فتح عین قلبه لیبصر بها الغیب

جانے اندھا کہ ماں کو رکھتا ہے | لیک جون تن وہم میں لائے
اگر ساتھ اس دانش کے تعلیم ماں کی کرے | ممکن ہے کہ اندھے پن سے نجات پائے

اذا اراد اللہ تعالیٰ بعبد خیرا فتح عین قلبه لیبصر بها الغیب

جیسا کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ طرف بندہ کے نیکی کا کھلجاتی ہیں آنکھیں دل اسکے کے کہ دیکھے ساتھ غیب کے

این راه ز زندگی دل حاصل کند | کین زندگی تن صفت حیوانست
می تکشید جور و ستش می کشد | کور حیران کز چه دزدم می کشد
این کشاکش چیست بهر چیست هم | خفته ام بگذار تا خوابی کنم
آنکه در خوابش همین جوئی ویست | چشم بگشا کان همه نیکوی اوست
زان بلاها بر عزیزان بیش بود | کان حسن را بس رقیبان خود بود
لاغ با خوبان کند در هر رهی | نیز کوران را بشوراند گهی
خویش را یکدم بدین کوران دهد | تا غریو از کوی کوران برجهد

زندگی دل سے یہ رہ حاصل کرے | یہ زندگی تن صفت حیوان کی ہے
ہاتھ پکڑے سلو اور کھینچے اسے | اندھا حیران کھینچے ہے کیوں دزدا
یہ کشاکش ہاتھ و تن پر کس لئے | سوتا ہوں تو چھوڑ خواب آئے مجھے
خواب میں تو جسکو ڈھونڈھے وہی ہے | کھول آنکھیں کہ وہ سب ہی نیک ہے
اس سبب آئی عزیزوں سے بلا | یار نے جو جلوہ خوبوں سے کیا
کرتا خوبوں سے ہے شوخی ہر گھڑی | بھی پریشان کردے اندھوں کو بھی
آپکو اکدم وہ دے اندھوں کو تھے | شور تا اندھوں کے کوچے سے اٹھے

قصۂ هلال و شوق او به ایمان و صفت ضعیف و خواجه او

قصہ ہلال کا اور شوق اُسکا ساتھ ایمان کے اور صفت ضعیف و خواجہ اُسکے کی

چون شنیدی بعض اوصاف هلال | بشنو اکنون قصهٔ ضعف هلال
از هلال او بیش بد اندر روش | خوی بد را بیش کرده بد کشش

سن چکے تم بعض اوصاف بلال | اب سنو تم قصہ ضعف ہلال
خوش چلن وہ تھا بلال پاک سے | درفع کی تھی خوے بد اسواسطے

سلہ ہاتھ پکڑے آلخ ۱۲ شعر جو رہا تھ پکڑے اور اُسے کھینچے اندھا حیران ہے کہ کیوں درد سے کھینچتا ہے ہاتھ اور تن پر یہ کشاکش کسواسطے ہے میں سوتا ہوں تو چھوڑ مجھے خواب آئے ہے تو خواب میں جسکو ڈھونڈھتا ہے وہی ہے تو آنکھیں کھول کہ وہ ہی ماہ ہے آگے حقائق اُسکے ہیں اس سبب سے عزیزوں پر بلا آئی ہے کہ وہ یار جو خوبوں پر فدا ہے خوبوں سے ہر گھڑی شوخی کرتا ہے اور یہی پریشان کردے اندھوں کو کبھی ایک دم خود کو وہ اندھوں کو دے تاکہ اندھوں کے کوچہ سے شور اُٹھے یعنی غافلان دنیا پر خداوند عالم اپنا جلوہ کرتا ہے مگر اسکو بسبب پہچاننے کے آفت جانتے ہیں میں اسواسطے عزیزوں پر بلا آتی ہے مگر اسنے اپنا جلوہ معشوقوں میں سے اُنکو دکھا ہوا آگے قصہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہے فافہم ۱۲ سلہ سن چکے تم بعض آلخ ۱۲ شعر بلال کے اوصاف تم سن چکے اب تم قصہ ضعیف ہلال کا سنو خوش چلن تھا بلال پاک سے اسواسطے کہ دفع کی تھی خوے بد کو جیسا پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا کہ پیچھے ہٹے ہر گھڑی گوہر کے جانب سے مانند سنگ کے آگے پیچھے ہٹنے کا بیان ہو مثال میں فافہم ۱۲

نی چو تو پس رو که هر دم پستری | سوی سنگی می‌روی از گوهری

در تقریر همین معنی گوید

همچنان کان خواجه را مهمان رسید | خواجه از ایام سالش بر رسید
گفت عمرت چند سال است ای پسر | باز گو و دم مزن و بر شمر
گفت هجده هفده یا خود شانزده | ای برادر خوانده یا که پانزده
گفت واپس واپس ای خیره سرت | باز می‌رو تا بکس مادرت

در تقریر همین معنی گوید

آن یکی اسپی طلب کرد از امیر | گفت رو آن اسپ اشهب را بگیر
گفت آن را من نخواهم گفت چون | گفت او واپس رو است و پس حرون
سخت پس پس می‌رود او سوی بن | گفت دمش را بسوی خانه کن
دم این استور نفست شهوت است | زان سبب پس پس رود آن خودپرست
شهوت او را که دم آمد ز بن | ای مبدل شهوت عقبیش کن
چون ببندی شهوتش را از رغیف | سر کند آن شهوت از عقل شریف
همچو شاخی که ببری از درخت | سر کند قوت ز شاخ ای نیکبخت
چونکه کردی دم او را آن طرف | گر رود واپس رود تا مکتنف
حبذا اسپان رام پیش رو | نی سپس رو نی حرونی را گرو
گرم رو چون جسم موسی کلیم | تا به بحرینش چه پهنای گلیم
هست هفصد ساله راه آن حقب | که بکرد او عزم در سیران حب

تجھ سا نہیں پس رو کہ پس روی کرے | ہر گھڑی گوہر سے جانب سنگ کے

تقریر میں اسی معنی کے کہتا ہے

جیسے[۱] مہمان آیا اک خواجہ کے پاں | پوچھا سال عمر کر اپنی بیان
بولا تیری عمر کتنے سال کی | مت چھپا اور گن تو سال اپنے سبھی
بولا اٹھارہ و سترہ سال کی | یا کہ سولہ اور پندرہ سال کی
بولا پیچھے پیچھے ہٹتا ہے تو | کس تلک جائیگا ہٹکر بات کی تو

تقریر میں اسی معنی کے کہتا ہے

ایک[۲] نے اک گھوڑا مانگا میر سے | بولا جا اس گھوڑے ابلق کو تو لے
بولا میں اسکو نہیں لوں بولا کیوں | بولا وہ ہٹتا ہے پیچھے بس فزون
پیچھے پیچھے ہٹتا جائے جڑ کی سو | بولا کر دے گھر کی سو دم اسکی تو
تیرے گھوڑے نفس کی خواہش ہے دم | اس سبب پیچھے ہٹے ہی جا تو تم
اسکی خواہش کہ دم آئے اصل سے | اے عقب کن اسکی خواہش لوٹ دے
بند کی خواہش جو اسکی نان سے | عقل سے خواہش کو وہ جاری رکھے
جیسے[۳] شاخون کو تو کاٹے نکالے | شاخ سے پیدا ہو قوت جان لے
اس کی دُم اس سو جو کر دی تو نے یار | گر چلے واپس چلے تا لامکان
حبذا اسپ مطیع پیش رو | نے چلے واپس نہ سرکش ہو وہ دو
جسم موسیٰ کی طرح وہ تیز رو | کر گئے طے جلد وہ بحرین کو
سات سو ہی سال کی وہ راہ بڑی | کہ محبت میں بس اسنے سیر کی

---

۱ جیسے مہمان الخ ۴ شعر ایک مہمان خواجہ کے یہاں آیا پوچھا کہ سال عمر کے اپنے بیان کر کہا کہ تیری عمر کتنے سال کی ہے تو مت چھپا اور اپنے سب سال گن کہا کہ اٹھارہ یا سترہ یا سولہ یا پندرہ سال کی کہا کہ تو پیچھے پیچھے ہٹتا ہے کیا ماں کی کس تک تو ہٹ کر جائے گا آگے اسکی دوسری مثال ہے فافہم ہو ۲ ایک شخص نے الخ ۶ شعر ایک شخص نے ایک گھوڑا امیر سے مانگا کہا کہ جا اُس گھوڑے ابلق کو لے لے کہا کہ میں اب اس کو نہیں لیتا ہوں کہا کہ کیوں کہا کہ وہ بہت پیچھے ہٹتا ہے پیچھے پیچھے ہٹکر جاتا ہے اصل کی طرف کہا کہ گھر کی طرف اُس کی دُم کر دے آگے اُس کے حقائق ہیں یہ تیرے گھوڑے نفس کی دُم خواہش ہے کہ اس سبب سے پیچھے ہٹتا ہے کہ اُس کی خواہش اصل دُم سے آتی ہے اے شخص اسکی خواہش اصل دُم سے لوٹ دے جو اس کی خواہش نان سے بندکی وہ خواہش کو عقل جاری رکھے یعنی جو خواہش نفس کی حکم کام رکھتی ہو اور دنیا کی طرف پیچھے ہٹتی ہو لیکن اسکی خواہش کو حق کی طرف کہ اصل ہے پلٹ دے کہ ارادہ عقل کی جانب جاری کرے آگے اسکی مثال ہے فافہم ہو ۳ جیسے الخ ۷ شعر جیسے تو نخل سے شاخونکو کاٹے نکالے شاخ سے قوت پیدا ہو تو نے یہاں اسکی دُم اسطرف کر دی اگر یہ واپس چلے تو لامکان تک چلے بہت اچھا اسپ مطیع پیش رو کہ نہ واپس جائے اور نہ وہ سرکش ہو جسم موسیٰ کی طرح وہ تیز رو کہ بحرین جلد طے کر گئے سات سو برس کہ وہ راہ بڑی کہ محبت میں اُنہنے سیر کی اسکی سرتنگی ہمت جکہ یہ ہم جان کو سیر علیین تک آخر کو شہسوار آگے بڑھ گئے اور گدھے بوجھل طویلے میں رہے یعنی جو جہاں انبیا و اولیا کا ہے ہم دم بھر میں زمین کو طے کر سکتے آگے اسکا بیان ہو فافہم ۱۲

گفت آخر چشم سوی موی نہ — تا ببینی مو نہ یکتا بد گرہ
آن یکی گل دید نقشین در وحل — وان دگر دل دید پر علم و عمل
تن منارہ علم و طاعت ہمچو مرغ — خواہ سی صد مرغ گیر و یا دو مرغ
مرد اوسط مرغ بین است و بس — غیر مرغی می نبیند پیش و پس
موی آن نوریست پنہان آن مرغ — کہ بدو پایندہ باشد جان مرغ
مرغ کان موئیست در منقار او — ہیچ عاریت نباشد کار او
علم او از جان او جوشد مدام — پیش او نہ عاریت باشد نہ دام

بولا آخر چشم رکھ تو سوے بال — تا نہ دیکھے بال نے ظاہر ہو حال
ایک نے پر نقش گل دیکھا بگل — دوسرے نے دیکھا پر علم ایکدل
تن منارہ علم و طاعت مرغ ہی — تین سوے مرغ یا دو مرغ لے
مرد اوسط مرغ بین ہی وہ وے — آگے پیچھے دیکھے نے جز مرغ کے
بال وہ ہے نور اک پنہان مرغ — کہ سدا ہو ساتھ اسکے جان مرغ
مرغ کو یاں اسکے ہی منقار مین — کوئی عاریت نہیں کام اسکے مین
علم اس کی جان سے ابلے مدام — عاریت نے اسکے آگے اور نہ دام

رنجور شدن ہلال و بیخبری خواجہ از وجہت حقارت او در نظروی و واقف شدن مصطفے صلعم و رفتن بہ عیادت او

بیمار ہونا ہلال کا اور نہ بیخبر رہنا خواجہ کا بہ سبب حقیر ہونے نظر اسکی مین اور واقف ہونا مصطفے صلعم کا اور جانا اسکی عیادت کو

از قضا رنجور شد روزی ہلال — مصطفے را وحی شد غماز حال
بد ز رنجوریش خواجہ بیخبر — کہ برو بد کساد و بیخطر
خفتہ نہ روز آخر اندر محسنی — ہیچکس از حال او آگاہ نے
آنکہ کس بود و شہنشاہ کسان — عقل چون صد قلزمش جا ہر رسان
وحیش آمد رحم حق غمخوار شد — کہ فلان مشتاق تو بیمار شد
مصطفے بہر ہلال با شرف — رفت از بہر عیادت آن طرف
در پی خورشید وحی آن مہ دوان — وان صحابہ در پیش چون اختران
ماہ می گوید کہ اصحاب نجوم — للسری قدوہ وللطاغی رجوم
میر را گفتند کان سلطان رسید — او ز شادی بیدل و جان بر جہید

ہو گیا بیمار اک دن وہ ہلال[۵۱] — مصطفے کو وحی ہوئی غماز حال
خواجہ بیماری سے اسکی بیخبر — کہ اسے جانے تھا کھوٹا بیخطر
سوتا نو دن تک طویلہ مین رہا — حال سے آگہ نہ اسکے کوئی تھا
جو کہ تھا مرد اور شاہ مردان[۵۲] — عقل جون سو قلزم انکے تھے روان
آئی وحی غمخوار رحم حق ہوا — کہ فلان شائق ہے بیمار آپ کا
مصطفے بہر ہلال پاک کے — اس کی جانب پس عیادت کو گئے
پیچھے شمس وحی ہوئے وہ مہ روان — پیچھے اصحاب انکے مثل اختران
ماہ کہتا ہے کہ اصحابی نجوم — للسری قدوہ وللطاغی رجوم
میر کو اک نے کہا وہ آئے شاہ — وہ خوشی سے دوڑا پیدل پیش راہ

۵۱ ہو گیا الخ ۳ شعر ایک دن وہ ہلال بیمار ہو گیا مصطفے صلعم کو وحی ہوئی غماز حال کو کہ خواجہ اس کی بیماری سے بیخبر ہے کہ اُس کو کھوٹا جانتا تھا وہ نو دن تک طویلہ مین سوتا رہا اور کوئی حال سے آگاہ نہ تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جو کہ تھا مرد الخ ۶ شعر جو کہ مرد وہ شاہ مردان تھا نقل اُس کی مانند سو قلزم کے روان تھی وحی آئی اور رحم حق غمخوار ہوا کہ آپ کا فلان شائق بیمار ہے مصطفے صلعم ہلال پاک کے واسطے اُس کی جانب عیادت کو گئے پیچھے شمس وحی کے وہ ماہ روان ہوئے اور اُس کے اصحاب مانند اخترون کے ماہ کہتا ہے ترجمہ کہ اصحاب میرے تمھارے ہین واسطے چلنے والے کے پیشوا اور واسطے باغی کے شہاب ثاقب کسی نے امیر کو کہا کہ وہ شاہ آئے وہ خوشی سے پیدل پیش راہ دوڑ رہا تھا اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲

برگمان آن نشادی زد دو دست کان شہنشہ بہر آن میآمدست
چون فرود آمد ز غرفہ آن امیر جان ہمی افشاند پاداش بشیر
پس زمین بوس و سلام آورد او کرد رخ را از طرب چون ورد او
گفت بسم اللہ مشرف کن وطن تا کہ فردوسے شود این انجمن
تا فزاید قصر من بر آسمان کہ بدیدم قطب دوران زمان
گفتش از بہر عتاب آن محترم من براے دیدن تو نامدم
گفت روحم آن تو خود روح چیست ہین بفرما کین تجشم بہر کیست
تا شوم من خاک پاے آن کسی کہ بباغ لطف تستش مغرسی
چون چنین گفت او و نخوت را براند مصطفی ترک عتاب او بخواند
پس بگفتش کان ہلال عرش کو ہمچو مہتاب از تواضع فرش کو
آن شہی در بندگی پنہان شدہ بہر جاسوسی بدنیا آمدہ
تو مگو کان بندہ و آخرچی ماست این بدانکہ گنج در ویرانہاست
ای عجب چونست از سقم آن ہلال کہ ہزاران بدر ہستش پایمال
گفت از رنجش مرا آگاہ نیست لیک روزے چند بر درگاہ نیست
صحبت او با ستور و استرست سائس است و منزل او آخرست

تا لی پیٹی خوش ہوا اس وہم سے کہ شہنشہ آئے ہیں میرے واسطے
نیچے اترا بام سے پس وہ امیر جان فدا کرتا با قدام بشیر
پس زمین چومی سلام انکو کیا اور خوشی سے مثل گل چہرہ کھلا
بولا بسم اللہ مشرف کیجیے گھر تا کہ جنت ہووے یہ دیوار و در
چرخ سے برتر ہو تا میرا مکان کیونکہ دیکھا میں نے بس قطب زمان
غصہ ہو فرمایا اس سے آپنے میں نہیں آیا ہوں تیرے واسطے
بولا تم جان ہو میری جان کے لیئے پھر کہو تکلیف یہ کس کے لئے
اس کسی کا خاک پا تا ہوں میں جسکا تھا کہ ہے تمھارا بندہ میں
یہ کہا پس اسنے نخوت چھوڑ کے مصطفی راضی ہوئے اس بات سے
بولے ہیگا وہ ہلال عرش کہان چاندنی سان عاجزی سے فرش کان
بندگی میں شاہ وہ پنہان ہوا آیا جاسوسی کو دنیا میں ذرا
تو نہ کہہ سائیس وہ بندہ ہے مرا جان ویرانہ میں ہے گنج اک بھرا
ای مرض سے کس طرح ہے وہ ہلال کہ ہزارون بدر اسکے پائمال
بولا رنج اسکے سے میں آگہ نہیں چند دن سے در پہ وہ آیا نہیں
بیل اور خچر سے وہ صحبت کرے ہے وہ سائیس اور طویلے میں رہے

آمدن پیغمبر علیہ السلام از بہر عیادت ہلال در ستورگاہ آن امیر و نواختن ہلال رضی اللہ عنہ را

آنا پیغمبر علیہ السلام کا واسطے عیادت ہلال کے اصطبل میں اس امیر کے اور نوازنا ہلال رضی اللہ عنہ کو

رفت پیغمبر برغبت بہر او اندر آخر آمد اندر جستجو

مصطفی رغبت سے گئے اسکے لیئے ڈھونڈھتے پس درمیان اصطبل کے

سلہ تا لی پیٹی الخ ۸ شعر تالی پیٹی اور خوش ہوا اس وہم سے کہ شہنشاہ میرے واسطے آئے ہیں پس وہ امیر نیچے اترا بام سے اور جان فدا کرتا تھا آپنے بشیر سے پس زمین چومی اور سلام کیا اور خوشی سے گل کے مانند چہرہ کھلا کہا کہ بسم اللہ مشرف کیجیے تا کہ یہ در و دیوار جنت ہووے تا کہ میرا مکان چرخ سے برتر ہو تا کہ میں نے قطب زمان کو دیکھا آپنے اس سے غصہ ہو کر فرمایا کہ میں نہیں تیرے واسطے آیا ہوں کہا تم جان ہو اور میری جان کیا شے ہے پھر کہو یہ تکلیف کسکے واسطے ہے تا کہ میں اس کسی کا خاک پا ہوں کہ جسکا تمہارے باغ لطف میں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ یہ کہا الخ ۷ شعر جب اسنے نخوت چھوڑ کر یہ کہا مصطفی اس بات سے راضی ہوئے اسنے کہا کہ وہ ہلال عرش کا کہاں ہے اور چاندنی کے مانند عاجزی سے فرش کہاں ہے وہ شاہ بندگی میں پنہاں ہوا اور دنیا میں جاسوسی کو آیا تو مت کہہ کہ سائیس بندہ میرا ہے تو کہ ویرانہ میں ایک بڑا گنج بھرا ہے اے مرض سے وہ ہلال کس طرح ہے کہ ہزاروں بدر اس کے پامال ہیں کہا کہ اس کے رنج سے میں آگاہ نہیں ہوں کہ چند روز سے وہ در پر نہیں آیا ہے بیل اور خچر سے وہ صحبت رکھتا ہے وہ سائیس ہے اور طویلہ میں رہتا ہے آگے پیغمبر علیہ السلام کے آنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ مصطفی الخ سم شعر مصطفی رغبت سے اس کے واسطے گئے اور ڈھونڈھتے درمیان اصطبل کے طویلہ نجس و نشہ سے پر تھا سب دفع ہوا جبکہ گئے وہ شیر نر بولے نبی کو لے گیا جس طرح سے بوئے یوسف کو پدر آ گئے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

بود آخر مظلم و زشت و پلید | این همه برخاست چون سید رسید
بوی پیغمبر برد آن شیر نر | همچنانکه بوی یوسف را پدر
موجب ایمان نباشد معجزات | بوی جنسیت کند جذب صفات
معجزات از بهر قهر دشمن است | بوی جنسیت سوی دل بردن است
قهر گردد دشمن اما دوست نی | دوست کی گردد ببسته گردنی
اندر آمد او ز خواب از بوی او | گفت سرگین دان درین گوشه بو
از میان پای استوران بدید | دامن پاک رسول بی ندید
پس ز کنج آخر آمد غژغژان | روی بر پایش نهاد آن پهلوان
پس پیمبر روی بر رویش نهاد | بر سر و بر چشم و رویش بوسه داد
گفت یارا تو چه پنهان گوهری | ای غریب عرش چونی خوشتری
گفت چون باشد خود آن شوریده خواب | که درآید در دهانش آفتاب
چون بود آن تشنه کو گل خورد | آب را بر سر نهندش خوش می برد

تھا طویلہ پر نجس اور زشت سے | یہ ہوا سب دفع جب سید گئے
لیگیا بوے نبی وہ شیر نر | جس طرح سے بوے یوسف کو پدر
باعث[1] ایمان کے نہ ہوویں معجزات | بوے جنسیت ہووے جذب صفات
معجزے ہیں قہر دشمن کے لئے | بوے جنسیت بسوے دل کھینچے
قہر سے دشمن ہو لیکن دوست نے | دوست کب ہوتا زبردستی سے ہے
خواب سے چونکا جو اسکو آئی بو | سوچا گوبر کی جگہ میں ایسی بو
جو اُسے بیلوں کے پائین سے دکھا | دامن پاک اُس رسول پاک کا
وہ گھسٹتا گوشۂ اصطبل سے | آیا اور مُنھ رکھا پیر آپ کے
اُسکے مُنھ پر مُنھ پیمبر نے رکھا | سر و رو اور چشم پر بوسہ دیا
بولے یارا کیا تو پنہان لعل ہے | اے مسافر عرش کے کیا حال ہے
بولا کیا حالت رہے شوریدہ خواب | کہ دہن میں اُسکے آئے آفتاب
خاک پھانکے پیاس کی حالت میں | پاوے جب پانی تو پھر کیا حال ہو

دربیان آنکہ مصطفے علیہ السلام چون شنید کہ عیسی بر روے آب رفت فرمود کہ لوزاد یقینہ لمشی علی الہواء

بیان میں اسکے کہ مصطفے علیہ السلام نے جو سنا کہ عیسی پانی پر چلے فرمایا کہ لوزاد یقینہ لمشی علی الہواء

همچو عیسی بر سرش گیرد فرات | کایمنی در غرقه از آب حیات
گفت احمد گر یقینش افزون بدی | خود هوایش مرکب و مامون بدی
همچو من که بر هوا راکب شدم | در شب معراج مستصحب شدم

جون[2] مسیح سر پہ فرات اسکے لیے | آب حیوان میں ہوا ایمن غرق سے
بولے احمد گر یقین ہوتا سوا | دشت مرکب اسکی ہوتی خود ہوا
مین ہوا پر جس طرح راکب ہوا | وصل کا معراج میں طالب ہوا

[1] باعث ایمان آگے ۹ شعر معجزات ایمان کے باعث نہیں ہوتے بو جنسیت کی جذب صفات کرے معجزے قہر دشمن کے واسطے ہیں اور بو جنسیت کی طرح دل کی کھینچتی ہے یعنی دشمن قہر سے دوست نہیں ہوتا ہے اور دوست زبردستی سے کب ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے جو اُس کو بو آئی خواب سے چونکا اور دیکھا کہ گوبر کی جگہ میں ایسی بو کہاں جو اُس کو بیلوں کے پاؤن میں سے دامن پاک اُس رسول پاک کا دیکھا گوشہ اصطبل سے گھسٹتا ہوا آیا اور آپ کے پاؤن پر منھ رکھا اُسکے منھ پر پیغمبر نے منھ رکھا اور سر و رو و چشم کو بوسہ دیا فرمایا کہ اے یار تو پوشیدہ لعل ہے اے مسافر عرش کے تیرا کیا حال ہے تو کہا کہ کیا حال رہے شوریدہ خواب کا جو دہن میں اُسکے آفتاب آئے اور کیا حال ہو اُس پیاسے کا جو خاک پھانکے اور پھر پانی کو سر پر رکھکر خوش خوش لیجاوے یعنی جس کو وہ دفعۃً اپنا مطلوب کہ جس کی تلاش میں پھرتا ہو ملجاوے اُس کا خوشی کیا حال ہوگا آگے اس یقین کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] جون مسیح آگے ۳ شعر مسیح کے مانند اُسکو فرات سر پر رکھے کہ جو آب حیوان میں غرق سے ایمن ہوا احمد نے فرمایا کہ اگر یقین سوا ہوتا تو خود اس کی دشت و مرکب ہوتی میں جس طرح ہوا پر راکب ہوا اور وصل کا معراج میں طالب ہوا یعنی کمال بس یقین کا نام ہے کہ جسقدر یقین تام ہوتا ہے اُسی قدر قرب یار کا حاصل ہوتا ہے آئے مقولہ بلال کا ہے فافہم ۱۲

گفت چون باشد سگ کوری پلید	جست اماز خواب خود را شیر دید	بولے کیا کچھ ہووے سگ اندھا دلیر [۵۱]	خواب سے اٹھا دیکھا خود کو شیر
نے چنان شیری کہ کس تیرش زند	بل ز بیمش تیغ و پیکان بشکند	شیر نے ایسا کہ ماریں اسکو تیر	بلکہ ٹوٹے اسکے ڈر سے تیغ و تیر
کور و بر اشکم رونده همچو مار	چشمها بکشاد در باغ و بهار	اندھا جائے پیٹ کے بل مثل مار	دیکھے آنکھیں کھولکر باغ و بہار
چون بود آن چون کہ از چونی رہید	در حیاتستان بیچونی رسید	ہووے کیا وہ چون کہ چونی سے چھٹے	اور حیات انسان بیچونی کو ملے
گشت چونی بخش اندر لامکان	گرد خوانش جملہ شیران چون سگان	ہووے چونی بخش اندر لامکان	شیر سب ہوں اسکے خوان پر جون سگان
او ز بیچونی دہدشان استخوان	در جنابت تو نخوان این سورہ خوان	دے وہ بیچونی سے انکو استخوان	تو جنابت میں نہ پڑھ سورہ قرآن
تا نجوئی غسل ناری تو تمام	تو برین مصحف منہ کف ای غلام	ذکر ہے [۵۲] تا غسل چونی سے تمام	اس قرآن کو مت لگا ہاتھ اے غلام
گر پلیدم ور لطیفم اے شہان	این نخوانم پس چہ خوانم در جہان	گر پلید ہوں یا کہ ہوں پاک اے شہان	نے پڑھوں تو کیا پڑھوں اندر جہان
تو مرا گوئی کہ از بہر ثواب	غسل ناکردہ مرو در حوض آب	تو کہے مجھکو کہ از راہ ثواب	تو نہ جا بے غسل اندر حوض آب
ہر کہ آن در حوض تا ید پاک نیست	وز برون حوض غیر خاک نیست	جو نہ آئے حوض میں نے پاک ہے	حوض کے باہر سوائی خاک ہے
گر نباشد آبہا را این کرم	کہ پذیرد مر خبیث را دمبدم	گر نہیں پانی کو ہوتا یہ کرم	کب پلیدی کو وہ دھوتا دمبدم
وای بر مشتاق و بر امید او	حسرتا بر حسرت جاوید او	حیف اسکے شائق و امید پر	حسرت اسکے حسرت جاوید پر
آب دارد صد کرم صد احترام	کو پلیدا نرا پذیرد والسلام	آب رکھے سو کرم سو احترام	کہ پلیدوں کو وہ دھووے والسلام
کہ ضیاء الحق حسام الدین کہ نور	پاسبان تست از شر الطیور	اے ضیاء الحق [۵۳] حسام الدین کہ نور	تجھ تلک آنے نہ دے شر طیور
پاسبان تست نور و ارتقاش	اے تو خورشید مستر از خفاش	پاسبان تیرا علو اور نور ہے	اے تو خورشید نہان خفاش سے
چیست پردہ پیش روی آفتاب	جز فزونی شعشع و تیزی و تاب	آگے اس خورشید کے پردہ ہی کیا	روشنی تیزی چمک کی بس ہوا
حجب این خورشید بس نغزی رب است	بے نصیب انی وے خفاش شب است	پردہ اس خورشید کا رب کا ہو نور	رات اور خفاش اس سے ہیں دور

۵۱ بولے کیا کچھ الخ ۲ شعر کہا کہ کیا کچھ سگ اندھا دلیر ہووے خواب سے اٹھا اور آپ کو شیر نر دیکھا ایسا شیر نہیں کہ اس کے خوف سے تیغ و تیر ٹوٹے اندھا پیٹ کے بل مثل مار کے جاوے اور آنکھیں کھول کر دیکھے باغ و بہار وہ کیا کچھ ہووے کہ چونی سے چھٹے اور حیات انسان و بیچونی کو چونی بخش ہوئے اندر لامکان کے اور سب سیر اس کے خوان پر مانند سگوں کے ہوں وہ بیچونی سے ان کو استخوان دوے اور تو جنابت میں مت پڑھ سورہ قرآن کو یعنی وہ شخص کیا کچھ ہووے کہ خواب سے اٹھے اور خود کو مردان خدا سے پاوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ذکر ہے الخ ۲ شعر جب تک چونی سے بالکل غسل ذکر کے اس قرآن کو ہاتھ مت لگا۔ اگر پلید ہوں پاک ہوں نہ پڑھوں تو کیا پڑھوں جہان میں آگے مثال ہے تو مجکو کہے کہ از راہ ثواب کے تو مت جا بغیر غسل کے آب حوض میں نہ آئے پاک نہیں ہے اور حوض کے باہر بجز خاک نہیں ہے اگر یہ پانی کو گرم نہ ہوتا کب پلیدی وہ دمبدم دھوتا افسوس ہے اسکے شائق و امید پر اور حسرت ہے اسکی شائق جاوید پر آب دیکھتا ہے سو کرم اور احترام کو وہ پلیدوں کو دھووے والسلام یعنی اولیاء اللہ تک آنا پاکی سے چاہیئے اور پاکی بے صحبت اولیاء کے محال ہے پس ان دو ضد کا جمع ہونا ایک جا یہ محال ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ اے ضیاء الحق الخ ۲ شعر اے ضیاء الحق حسام الدین کہ نور تجھ تلک نہیں آنے دے شر طیور کا تیرا پاسبان علو و نور ہے اے تو خورشید پوشیدہ ہے خفاش نے اس خورشید کے آگے پردہ کیا ہے بجز روشنی و تیزی و چمک کے اس خورشید کا پردہ نور رب ہے کہ شب و خفاش اس سے دور ہے اسکی دونوں دو ور پردہ میں رہے اور سیاہ روئی افسوہ ہے تو نے بعضے قصہ ہلال کا لکھا اب تو داستان بدر کو بیان کر یعنی تو نے قصہ ہلال کا لکھا اب داستان رسول مقبول صلعم کو کہ بدر ہیں تو بیان کر آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

هر دو چون در بعد پرده مانده اند | یا سیه رویان فسرده مانده اند
دونون اس سے دور پردہ مین رہے | اور سیہ روئی سے افسردہ بنے

چون نوشتی بعضی از قصه هلال | داستان بدر آر اندر مقال
تونے بعضے لکھا جو قصہ ہلال | داستان بدر کو تو کر مقال

آن هلال و بدر دارند اتحاد | از دوئی دورند از نقص و فساد
وہ[1] ہلال و بدر رکھین اتحاد | ہین دوئی سے، دور بے نقص و فساد

آن هلال از نقص در باطن بریست | آن بظاهر نقص و تدریج آوریست
نقص باطن سے ہلال پاک ہے | نقص تدریج اک، وظاہر مین رکھے

درس گوید شب بشب تدریج را | در تانی برد بد تفریج را
پڑھتا ہی ہر شب سبق تدریج کا | ڈھیل مین فرحت کا ثمرہ دے سوا

دیگ را تدریج و استادانه جوش | کار ناید قلیه دیوانه جوش
ڈیگ مین کھولنے کو یہ تدریج سے | جوش بیموقع سے کب قلیہ پکے

در تانی گوید اے عجول خام | پایه پایه بر توان رفتن ببام
دیر کے بارے میں ہے عاقل کلام | رفتہ رفتہ چڑھتے ہین بالائے بام

حق نه قادر بود بر خلق فلک | در یکی لحظه بکن بی هیچ شک
حق نہین قادر تھا خالق چرخ پر | اک گھڑی مین کرتا کن سے جلوہ گر

پس چرا شش روز آنرا کشید | کل یوم الف عام اے مستفید
کس[2] لئے چھ روز مین پیدا کیا | تھا ہر اک دن وہ ہزار اک سال کا

خلقت آدم چرا چل صبح بود | اندر آن گل اندک اندک میفزود
کیون بنا چالیس دن مین بوالبشر | تھوڑا تھوڑا گل مین بڑھتا وہ پدر

زین سحر تا آن سحر سالی هزار | تا باخر یافت این صورت قرار
صبح سے اس صبح تک سال ہزار | تا باخر پایا صورت نے قرار

خلقت طفل از چه اندر نه مهست | زانکه تدریج از سننهای شه است
کس لئے بچہ بنے نو ماہ مین | کیونکہ ہین تدریج شہ کی سنتین

نے چو تو اے خام کاکنون تاختی | طفلی و خود را تو شیخی ساختی
نے ترے مانند اے خام اب بچھے | طفل تو اور شیخ اپنے کو کرے

بر دویدی چون کدو فوق همه | کو ترا پای جهاد و ملحمه
سب کے اوپر تو چڑھا مثل کدو | کان ترا پاؤن ہے کوشش کان کہو

تکیه کردی بر درختان و جدار | بر شدی اے قرعک هم قرعه وار
اور مسکن کر شجر دیوار کو | اے چڑھے تو تو سڑی مثل کدو

اول ار شد مرکبت سرو سهی | لیک آخر گشت بے مغز و تهی
پہلے مرکب گر ہوا سرو سہی | پر ہوا آخر تو بے مغز و تہی

رنگ سبزت زرد شد اے قرع زود | زانکه از گلگونه بود اصلی نبود
سبز رنگت کا کدو زرد آب ہوا | کیونکہ گلگونہ سے تھا اصلی نہ تھا

[1] وہ ہلال و بدر الخ ۶ شعر وہ ہلال اور بدر اتحاد رکھتے ہین اور دوئی کے نقصان و فساد سے دور ہین اب ہلال نقص باطن سے پاک نقص تدریج وہ ظاہر مین رکھتا ہے ہر شب سبق تدریج کا پڑھتا ہے کہ ثمرہ فرحت کا ڈھیل مین سوا ہوتا ہے ڈھیل مین کھولئے اسے جلد بازنا م پایہ پایہ چڑھنا چاہیئے بام تک آگے اس کی مثال ہے ڈیگ کو جوش ہوتا ہے تدریج سے کہ جوش بے موقع سے قلیہ کب پکتا ہے خلق آسمان پر حق قادر نہین تھا کہ ایک گھڑی مین کن سے جلوہ گر کرتا یعنی ہلال و بدر اتحاد پر کہتے ہین کہ وہ ہی ہلال بدر ہو جاتا ہے کیونکہ باطن مین ہلال بدر ہے اسی طرح وہ ہلال اور رسول اللہ ایک ہین کہ اولیا واللہ باطن مین بسبب قیامت کے رسول اللہ ہین مگر تدریج چنانچہ آگے اس تدریج کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] کس لئے الخ ۹ شعر کس واسطے آسمان کو چھ روز مین پیدا کیا کہ ہر ایک دن وہ ہزار سال کا تھا اور کیون چالیس دن مین ابو البشر بنا کہ تھوڑا تھوڑا گل مین وہ بڑھتا تھا صبح سے اس صبح تک ہزار برس کا دن تھا آخر تک کہ صورت نے قرار پایا کس واسطے بچہ نو ماہ مین بنتا ہے کیونکہ شاہ کی سنت ہے اے خام تیرے مانند اب نہیں پھرتا کہ تو طفل ہے اور خود کو شیخ کرتا ہے تو سب پر مثل کدو کے چڑھا تیرے پاؤن کو کوشش کہان ہے تو شجر و دیوار کو مسکن کرے ہے تو مثل کدو کے اگر دل مرکب سرو سہی ہوا ولیکن آخر کو بے مغز و تہی ہوا کدو سبز رنگت کا اب زرد ہوا کیونکہ گلگونہ سے تھا اور اصلی نہ تھا یعنی اے ریاکار تو جو خود کو سب پر غالب کرتا ہے وہ تیری کوشش کہان ہے اگرچہ اول تو سب کا مقبول ہوتا ہے مگر آخر کار مردود بنتا ہے کہ تیری وہ بزرگی عارضی ہے چنانچہ آگے اس کی مثال مین قصہ پیر زال کا فرماتے ہین فافہم ۱۲

حکایت گم پیر نود سالہ کہ روی زشت را گلگونہ می اندود

بود گم پیرے نود سالہ کلان — پر تشنج روی و رنگش زعفران
چون سر سفرہ رخ او تو بتو — لیک در وی بود ماندہ عشق شو
ریخت دندانهاش مو چون شیر شد — قد کمان و ہر حس تغییر شد
عشق شوی شہوت و حرص تمام — صید خواہ پارہ گشتہ دام
مرغ بے ہنگام و راہی بیرہی — آتش پر و رین دیگ تہی
عاشق میدان و اسپ و پا نے — عاشق زمر و لب و سرنا نے
حرص در پیری جہودان را مباد — ای شقی کش غدا این حرص داد
ریخت دندانهای سگ چون پیر شد — ترک مردم کرد و سرگین گیر شد
این سگان شصت سالہ را نگر — ہر دمی دندان سگها تیز تر
پیر سگ را ریخت پشم از پوستین — این سگان پیر اطلس پوش بین
عشق شان و حرص شان در فرج و زر — دمبدم چون نسل سگ بین بیشتر
این چنین عمرے کہ مایہ دوزخ است — مر قصابان غضب را مسلخ است
چون بگویندش کہ عمری تو دراز — میشود دل خوش دہان از خندہ باز
این چنین نفرین دعا پندار داد — چشم نکشاید سرے بر نار داد
گر بدیدی یک سر مو از معاد — اوش گفتی کاین چنین عمرت مباد

حکایت[51] نوے برس کی پیرزال کی کہ روے زشت کو گلگونہ ملتی تھی

نوّے[52] سالہ زال تھی اندر زمان — جھریان منھ پر رنگ اُسکا زعفران
مثل مقعد اُس کا منھ سمٹا ہوا — لیکن اُس کو شوق تھا خاوند کا
مو سفید اور دانت اُسکے گر گئے — قد کمان ہر حس تغیر اصل سے
عشق[53] شوہر شہوت و حرص اسکو تام — صید ڈھونڈھے اور پھٹا تھا اسکا دام
مرغ بے ہنگام و رہ سے گمرہی — دیگ خالی آگ چولھے مین بھری
عاشق میدان اُسپ و پا نہین — عاشق نے اور لب و سرنا نہین
حرص پیری مین نہ اعدا کو بھی ہو — جو خدا نے حرص دی اس زال کو
دانت ٹوٹے سگ کے جو بوڑھا ہوا — چھوڑے مردم گندگی کھانے لگا
کر سگان ساٹھ سالہ پر نظر — مثل سگ کے دانت ہر دم تیز تر
بوڑھے[54] سگ کے بال تن سے جھڑ گئے — ہین یہ کتے بوڑھے اطلس پہنے
فرج و زر مین اُنکے عشق و حرص کو — دمبدم جون نسل سگ بین دیکھ تو
عمر ایسی ہے کہ دوزخ کے لئے — خشم کے قصاب کی مسلخ بنے
جو کہے کہ عمر زیادہ ہو تری — ہووے خوشدل و رآئے بس ہنسی
ایسی نفرین کو دعا بس جانے وہ — نے اُٹھائے سر نہ آنکھین کھولے وہ
گر معاد اک بال بھر وہ دیکھتا — کہتا وہ یہ عمر ہو تجھ کو روا

[51] حکایت نتیجہ خرابی دنیا و حصول موتی مین ۱۲ [52] نوے سالہ آلخ ۳ شعر نوے برس کی ایک پیرزال زمانہ مین تھی منھ پر جھریان اور رنگ اُس کا زعفرانی تھا مقعد کے مانند اُس کا منھ سمٹا ہوا تھا و لیکن اُس کو شوق خاوند کا تھا بال سفید اور اُس کے دانت گر گئے قد کمان اور ہر ایک حس متغیر اصل سے ہوئی باقی حال آگے ہے تا فہم ۱۲ [53] عشق شوہر کا آلخ ۶ شعر عشق شوہر کا شہوت و حرص بالکل تھی شکار ڈھونڈھتی تھی اور دام اُس کا پھٹا تھا آگے اس کی مثال ہے مرغ بے ہنگام و راہ سے گمراہ دیگ خالی اور چولھے مین آگ بھری عاشق میدان کا و پاؤن و اسپ نہین و عاشق نے کا و لب و سرنا نہین حرص پیری مین دشمن کو بھی نہ ہو جو خدا نے اس زال کو دی تھی جو سگ بوڑھا ہوا و دانت ٹوٹے مردم کو چھوڑا گندگی کھانے لگا آگے اس کے حقائق ہین ساٹھ برس کے کتے پر نظر کر کہ مثل سگ کے دانت ہر دم تیز ہین ہنگام پیری کے حرص جوان ہوتی ہے بقول اُستاد [5] مرد چون پیر شود حرص جوان میگردد * خواب در وقت سحرگاہ گران میگردد * باقی حال آگے ہے تا فہم ۱۲ [54] بوڑھے سگ آلخ ۷ شعر بوڑھے کتے کے بال تن سے جھڑ گئے یہ بوڑھے کتے اطلس پہنتے ہین اُن کے عشق و حرص کو فرج و زر مین دمبدم نسل و سگ کے مانند تو دیکھ ایسی عمر کہ دوزخ کے لئے ہے وہ خشم کے قصاب کی مسلخ بنے جو کوئی کہے کہ عمر تری زیادہ ہو تو خوشدل ہووے اور ہنسی آئے ایسی نفرین کو وہ دعا جانے نہ سر اُٹھائے نہ آنکھین کھولے اگر وہ معاد ایک بال بھر دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ عمر تجھ کو روا ہے یعنی انسان دعائے ترقی عمر سے خوش ہوتا ہے اور نہین جانتا ہر زیادہ عمر مین زیادہ تکلیف ہوتی ہے پس خیال کر کہ وہ دعا اصل مین بد دعا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

دعا کردن درویش خواجہ گیلانی را و رد کردن او

گفت یک روزی بخواجہ گیلی | نان پرستی نرگدا از نیلیے
نان ہمی باید مرا ان دو مرا | تا بگویم مر ترا این یک دعا
چون ستد زو نان بگفت ای مستعان | خوش بخان و مان خود بازش رسان
گفت اگر آنست خان کہ دیدہ ام | حق ترا آنجا رساند ای دژم
ہر محدث را خسان بدل کنند | حرفش از عالی بود نازک کنند
زانکہ قدر مستمع آید نبا | بر قد خواجہ برد درزی قبا
چونکہ مجلس بیچنین بیچارہ نیست | از حدیث پست نازل چارہ نیست
داستان ہین این سخن را از گرو | سوے دستان عجوزہ باز رو

دعا دینا درویش کا خواجہ گیلان کو اور رد کرنا اُس کا

خواجہ گیلان کو اک دن کہا[سله] | نان پرست اک نرگدا نے ظاہرا
نان مجکو چاہیئے تو نان دے | تا کرون مین اک دعا تیرے لیے
جبکہ روٹی پائی کی اُس نے دعا | خوش اسے گھر اپنے پہونچا ایخدا
بولا گر وہ گھر ہے جو مجکو دکھا | حق تجھے لیجائے اُسجا اے گدا
کرتے ہر عارف کو ناکس ہین خفا | حرف گر عالی ہو انکا دین گھٹا
کیونکہ قدر سامع آئی ہے خبر | کاٹتا درزی قبا ہے جسم پر
جو کہ بے طعنہ زنی مجلس نہین | بات گھٹ جانے سے ہے چارہ نہین
رہن سے اس بات کو تو اب چھوڑا | پیرزن کے سوے قصہ پھر تو جا

وصف آن عجوزہ حریص و رجوع نمودن بحکایت او

چون مسن گشت و درین رہ نیست مرد | تو نہ نامش عجوز سال خورد
نے مراو را راس مال و مایہ | نے پذیرای قبول و دایہ
نے دہندہ نے پذیرندہ خوشی | نے در معنی و نے معنی کشی
نے زبان نے گوش نے عقل و بصر | نے ہش و نے بیہشی و نے فکر

وصف اُس پیرزن حریص کا اور رجوع کرنا طرف حکایت اسکی کے

جو ہوا اس رہ مین بوڑھا نہ ہی مرد[سله] | رکھ تو اسکا نام بڑھیا سال خورد
نے ہی سچا مال اور پونجی اُسے | نے ہی پلانے والا سود و نفع سے
نے خوشی کو دیتا نے لیتا ہی وہ | اور رکھے معنی نہ معنی لیوے وہ
نے زبان نے کان و نے عقل و بصر | نے ہش و نے بیہشی اور نے فکر

سله خواجہ گیلان آلخ ۸ شعر ایک دن خواجہ گیلان کو کہا ایک نان پرست و نرگدا نے ظاہرا کہ نان مجکو چاہیئے تو نان مجکو دے تا ایک دعا مین تیرے لیے کرون جب کہ روٹی پائی اُس نے دعا کی کہ اے خدا اس کو اپنے گھر خوش پہونچا دے کہا گیلان نے کہ اگر وہ گھر ہے جو مین نے دیکھا ہے حق تجھے اُس جا لیجائے آگے اس کے حقائق ہین ہر عارف کو ناکس خفا کرتے ہین اگر اُنکا حرف عالی گھٹا دیتے کیونکہ قدر سامع کی خبر آتی ہے کہ درزی قبا کا بڑا ہے جسم پر جو کہ مجلس بغیر طعنہ زنی کے نہین ہے پس بات گھٹانے سے کہین چارہ ہے تو مین نے اس بات کو چھوڑا اور پھر جانب حضور پیرزن کے جا یعنی عارفون کے کلام کو ناکس گھٹا دیتے ہین بسبب کم فہمی اپنے کے اسواسطے کلام کرنے کا سامع کی عقل کے بموجب حکم آیا ہے آگے اُس پیرزن کا بیان ہے فافہم ۱۲

سله جو ہوا آلخ ۷ شعر جو اس راہ مین بوڑھا ہوا وہ مرد نہین تو اُس کا نام بڑھیا سال خوردہ رکھ نہ سچا مال و پونجی اُس کو ہے اور نہ سود و نفع سے رہنے والا نہ خوشی کو وہ دیتا ہے نہ لیتا ہے نہ زبان و نہ کان و نہ عقل و بصر و نہ ہوش و نہ بیہوشی و نہ فکر نہ نیاز نہ جمال و نہ عفو و بانہ تہ بہ گندہ مانند پیاز کے نہ راہ چلنے کی نہ راہ پائی نہ قحبہ کو ترتیب و نہ سوز و آہ نہ تعصب و نہ ندامت کچھ نہ سلامت کا ارادہ دل مین ہے یعنی جو حریص دنیا مین بوڑھا ہوا وہ مرد راہ نہین ہے کیونکہ اسنے کچھ زاد راہ حاصل نہین کیا ہے پس یہ خانہ دنیا خانہ خالی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

نے نیاز و نے جمال عشوہ باز ‖ تو بتوش گندہ مانند پیاز
نے رہی پیریدہ و نے پائے راہ ‖ نے تپش آن قحبہ را نی سوز و آہ
نے تعصب نے ندامت مرد را ‖ نے بدل عزم سلامت مرد را

نے نیاز و نے جمال عشوہ باز ‖ تہ بہ تہ گندہ وہ مانند پیاز
نے سہے رہ چلنے کی اور نے پائے راہ ‖ نے تڑپ قحبہ کو اور نے سوز و آہ
نے تعصب نے ندامت کچھ اُسے ‖ نے سلامت کا ارادہ دل مین ہے

سوال سائل از صاحب خانہ و جواب او را بر سبیل طنز

سوال کرنا سائل کا صاحب خانہ سے اور جواب دینا اُسکا از راہ طنز کے

سائلی آمد بسوے خانۂ ‖ خشک نانے خواست یا تر نانۂ
گفت صاحب خانہ نان اینجا کجاست ‖ خیرہ این نہ دکان نانباست
گفت آخر پارۂ پیہم بیاب ‖ گفت اینجا نیست دکان قصاب
گفت مشتی آرد دہ اے کدخدا ‖ گفت پنداری کہ ہست این آسیا
گفت باری آب دہ از مکرعہ ‖ گفت نے نے نیست جوی و مشرعہ
ہر چہ او درخواست از نان تا سبوس ‖ چربکی میگفت و میکردش فسوس
آن گدا در رفت و دامن در کشید ‖ وندران خانہ بحسبت خواست رید
گفت ہی ہی گفت تن دم اے دژم ‖ تا درین ویرانہ خود فارغ کنم
چون درینجا نیست وجہ زیستن ‖ در چنین خانہ بباید ریستن
چون نہ بازی کہ گیری تو شکار ‖ دست آموز شکار شہریار
نیستی طاؤس با صد نقش و بند ‖ کہ بنقشت چشمہا روشن کنند
ہم نہ طوطی کہ چون قندت دہند ‖ گوش سوی نطق شیرینت نہند
ہم نہ بلبل کہ عاشق وار زار ‖ خوش بنالی در چمن یا لالہ زار

گھر پہ اک سائل ایک آیا ناگہان ‖ نان تازہ مانگتا یا خشک نان
بولا صاحب خانہ روٹی یان کہان ‖ نانبائی کی یہ احمق نے دکان
بولا آخر ٹکڑا اک چربی کا دے ‖ بولا نے قصاب کی دکان ہے
بولا مٹھی آٹا گھر والے تو دے ‖ بولا تو جانے کہ پنچکی یہ ہے
بولا آخر پانی تو دے مشک سے ‖ بولا نے یان نہ مشک و نہر ہے
نان و بھوسی سے جو وہ تھا مانگتا ‖ ہنسکے کہتے اُس کو شرمندہ سوا
وہ گدا دامن سمیٹ اندر گیا ‖ گھر مین اسکے چاہا ہگنا بر ملا
بولا ہین ہین بولا چپ رہ احمقا ‖ ہوؤن فارغ ایسے ویرانہ مین جا
خود نہین یان وجہ جینے کی ہے ‖ ایسے گھر مین ہگنا آخر چاہیے
جو نہین ہے باز تو کہ جیسے شکار ‖ ہاتھ پہ سیکھا شکار شہریار
تو نہین طاؤس با نقش و نگار ‖ نقش سے تا چشم ہو وے نوردار
بھی نہین طوطی کہ شکر تجکو دین ‖ اور باتین تیری شیرین بس سنین
بھی نہین بلبل کہ تو عشاق وار ‖ بس کرے خوش نالہ اندر لالہ زار

سے ۵۱ گھر پہ آخ ۹ شعر ایک کے گھر پر ناگہان سائل آیا تازی روٹی یا خشک روٹی مانگتا صاحب خانہ نے کہا کہ روٹی کہان ہے اسے احمق نانبائی کی دکان نہین ہے کہا کہ آخر ایک ٹکڑا چربی کا دے کہا کہ قصاب کی دکان نہین ہے کہا کہ اے گھر والے مٹھی آٹا دے کہا کہ تو جانتا ہے کہ پن چکی ہے کہا کہ آخر تو پانی مشک سے دے کہا کہ نہین نہین یہان مشک و نہر نہین ہے وہ جو نان و بھوسی سے مانگتا تھا اس ہنسکر سوا شرمندہ کرتے تھے وہ گدا دامن سمیٹ کر اندر گیا اُسکے گھر مین اور ہگنا چاہا کہا کہ ہین ہین کہا کہ چپ رہ اے احمق فارغ ہوؤن اس ویرانہ مین جاکر تحقیق یہان نہین وجہ جینے کی ہے پس ایسے گھر مین ہگنا چاہیے یعنی خانہ دنیا مین جو وجہ جینے کی نہین ہے پس اس گھر مین آخر ہگنا چاہیے اسی واسطے دنیا کو پاخانہ آدم علیہ السلام کا کہتے ہین آگے اسکے حالات ہین فافہم ۱۲ سے ۵۲ جو نہین ہے آخ ۷ شعر جو تو باز نہین ہے کہ شکار پکڑے کہ ہاتھ پر شہریار کے شکار سیکھا ہے تو طاؤس با نقش و نگار نہین ہے کہ تا نقش تیرے سے چشم نوردار ہو دے بھی طوطی نہین ہے کہ تجکو شکر دین اور تیری باتین شیرین سنین بھی بلبل نہین کہ تو عشاق کے مانند بس خوش نالہ کرے لالہ زار مین بھی ہدہد نہین کہ تو قاصد ہے یعنی ملک ملک لگے کہ گھر بلندی پہ کرے تو سردی بین جائے ہندوستان کو اور فصل گل مین جائے ترکستان کو کیا تو بازاری ہے تجھے کیون خریدین کیا تو مرغ ہے تجھے کس واسطے کھائین یعنی تو کمال کچھ نہین رکھتا ہو کہ کوئی تیرا خواہندہ ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

ہم نہ بد ہر کہ پیکہا گئے ۔۔۔ نے چو لک لک کہ وطن بالا کنی
در زمستان سوے ہندوستان کنی ۔۔۔ در بہاران سوی ترکستان شوی
درچہ بازاری و بہر چہ خرند ۔۔۔ تو چہ مرغی و ترا با چہ خورند
زین دکان با مکیسان برتر آ ۔۔۔ تا دکان فضل اللہ اشترے
کالہ کہ ہیچ خلقش ننگرید ۔۔۔ از خلاقت آن کریم آنرا خرید
ہیچ قلبی پیش او مردود نیست ۔۔۔ زانکہ قصدش از خریدن سود نیست
سود او و بیع آن یار نکو ۔۔۔ گوش نیکو خلق و ہم نیکوش خو
بیحدست افضال او تو آئس مشو ۔۔۔ سوئے دستان عجوزہ باز رو
باز میگردم سوے قصہ عجوز ۔۔۔ زانکہ یا یا سے ندارد این رموز

بھی نہیں ہر ہر کہ قاصد تو بنے ۔۔۔ نے مثل لک لک کے گھر بالا کرے
جائے تو سردی میں ہندوستان کو ۔۔۔ جائے فصل گل میں ترکستان کو
کیا تو بازاری خریدیت کیوں تجھے ۔۔۔ مرغ کیا ہے تجھکو کھائیں کس لیے
اس[۱] دکان مکر سے تو ہو جدا ۔۔۔ فضل کی دکان تک اللہ اشتری
ایسا سامان کہ نہ لیوے خلق اسے ۔۔۔ کھنگی سے وہ خدا مول اسکو لے
کوئی کھوٹا اسکے آگے نے برا ۔۔۔ کیونکہ لینے سے نہ چاہے فائدا
لینا دینا یار کا ہے بس نکو ۔۔۔ کہ وہ خلق نیک ہے اور نیکخو
بیحد اسکا فضل مت مایوس ہو ۔۔۔ پھر بیان کر پیرزن کے مکر کو
سوی قصہ پیرزن جاتا ہوں میں ۔۔۔ کیونکہ نے حد یہ رموزیں بس کہیں

بر و چسپانیدن عجوزہ عشر ہای قرآن راجہت آرائش

رخ پر چپکانا پیرزن کا عشر قرآن واسطے آرائش کے

بود در ہمسایہ اش سور عجب ۔۔۔ کردہ بودند از قضا او را طلب
چون عروسی خواست رفت آن سبحیہ ۔۔۔ پیش رو آئینہ بگرفت آن خریف
موے ابرو پاک میکرد آن عجوز ۔۔۔ تا بیاراید رخ در خسار پوز
چند گلگونہ بمالید از بطر ۔۔۔ سفرۂ روئیش نہ شد پوشیدہ تر
عشرہائے مصحف از جامی برید ۔۔۔ می بچسپانید بر روآن پلید
تا کہ سفرۂ روی او پنہان شود ۔۔۔ تا نگین حلقۂ خوبان شود
عشرہا بر روی ہر جا می نہاد ۔۔۔ چونکہ بر می بست چادر می فتاد

شادی[۲] ہمسایہ میں اسکے تھی عجب ۔۔۔ اتفاقاً بس کیا اس کو طلب
اس کو شادی کا بلاوا جو گیا ۔۔۔ آگے منھ کے اسنے آئینہ رکھا
بال ابرو کو وہ کرتی صاف تھی ۔۔۔ تا ہو آرائش سے رخ کی روشنی
بسکہ گلگونہ تکبر سے ملا ۔۔۔ مقعد رو اس کا نے پنہان ہوا
عشر قرآن ہر جگہ سے کاٹ کر ۔۔۔ رخ پہ چپکاتی تھی اپنے پیشتر
مقعد رو اس کا پنہاں تا کہ ہو ۔۔۔ تا نگین حلقۂ خوبان ہو وہ
عشرہ[۳] ہر جا رخ پہ چپکاتی تھی وہ ۔۔۔ پس وہ گرتی اوڑھتی چادر تھی وہ

حریف

[۱] اس دکان الخ ے شعر اس مکر کی دکان سے تو دور ہو فضل کی دکان تک کہ اللہ خریدار ہو ایسا سامان کہ خلق اسے نہ لیوے خدا نہ پیراہن سے مول لیوے اسکے آگے کوئی کھوٹا برا نہیں ہے کیونکہ خریدنے سے وہ فائدہ نہیں چاہتا ہے یار کا دینا لینا نیک ہے کہ وہ خلق نیک اور نیکخو اس کا فضل بیحد ہے مایوس نہو پھر بیان کر پیرزن کے مکر کو پیرزن کے قصہ کی طرف میں جاتا ہوں کیونکہ یہ رموزیں وہ نہیں رکھتی ہیں یعنی تو مکر دنیا کو چھوڑ اور فضل خدا کی جانب جا کہ اللہ تیرا خریدار ہووے آگے پیرزن کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] شادی الخ ۶ شعر اسکے ہمسایہ میں شادی تھی اتفاقاً اسکو طلب کیا اسکو جو شادی کا بلاوا گیا اسنے منھ کے آگے آئینہ رکھا ابرو کے بال وہ صاف کرتی تھی تاکہ آرائش سے رخ کی روشنی ہو بسکہ گلگونہ تکبر سے ملا مگر مقعد رو اس کا پنہان نہوا عشر قرآن کے ہر ایک جا سے کاٹ کر ٹکڑا اپنے رخ پر چپکاتی تھی پیشتر تاکہ مقعد رو اس کا پنہان ہوا اور نگین حلقۂ خوبان ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] عشرہ ہر جا الخ ۶ شعر ہر جا رخ پر عشرہ چپکاتی تھی پس وہ گرتی جو چادر اوڑھتی پھرتی وہ ان عشروں کو اپنے تھوک سے رخ پر اپنے چپکاتی تھی ہر جا پھر وہ چادر نازسے سیدھی کرتی تھی اس کے عشر گرتے رخ سے خاک پر جو وہ بہت تدبیر کرتی کہا کہ شیطان پر سو لعنت ہو جبکہ پس وہاں ابلیس متمثل ہوا اور کہا کہ اسے قحبہ دمکا دہ جہان میں سے تمام عمر یہ نہیں سوچا اور تجھ قحبہ کے سوا نہیں دیکھا باقی آگے ہے فافہم ۱۲

بازداد آن عشرہا را با حدو | می بچسپانید بر اطراف رو
پھر وہ اُن عشرونکو اپنے تھوک سے | رخ پہ چپکاتی تھی اپنے ہر جگہ

باز چادر راست کردی آن نگین | عشرہا افتادی اندر رو بر زمین
پھر وہ چادر سیدھی کرتی ناز سے | عشر گرتے اُسکے رخ سے خاک پے

چون بسی میکرد فن آن میفتاد | گفت صد لعنت بران ابلیس باد
جو بہت تدبیر کرتی گرتے وہ | بولی سو شیطان پہ لعنت ہو جو

شد مصور در زمان ابلیس زود | گفت ای قحبہ قدید بے درود
پس ہوا ابلیس متمثل وہان | بولا اے قحبہ و مکار جہان

من ہمہ عمر این نیندیشیدہ ام | نے ز جز تو قحبہ این دیدہ ام
مین نے ساری عمر یہ سوچا نہین | تجھ سوا قحبہ کے یہ دیکھا نہین

تخم نادر در فضیحت کاشتی | در جہان تو مصحفی نگذاشتی
توسلہ نے رسوائی مین بویا تخم عجب | نے جہان کو چھوڑا قرآن کو بھی سب

صد بلیس تو خمیس اندر خمیس | ترک من گو اے عجوز دردبیس
تیرے سو ابلیس ہین عشر عشیر | چھوڑ مجکو تو اے زالونکی امیر

چند دزدی عشر از ام الکتاب | تا شود رویت ملون ہمچون سیب
چوری کب تک عشر کی قرآن سے | تا ہو رنگین رخ ترا جون سیب کے

چند دزدی حرف مردان خدا | تا فروشی و ستانی مرحبا
چوری کب تک حرف مردان خدا | تا تو بیچے اور لیوے مرحبا

رنگ بربستہ ترا گلگون نکرد | شاخ بربستہ نہ عر جوان نکرد
رنگ بستہ سے نہ تو گلگون ہوا | شاخ بستہ تن کو نے نشو و نما

عاقبت چون چادر مرگت رسد | از رخت این عشرہا اندر فتد
آئے آخر مرگ کی چادر تجھے | پھینک دے یہ عشر سب رخ تیرے

چونکہ آید خیز خیزان رحیل | گم شود زان پس فسون قال و قیل
جو کہ اسے آنے والا آئے کوچ کا | گم ہوا اُس سے قیل و قال پر دغا

عالم خاموشی آید پیش بیست | وای آنکہ در درون انسیست
سلہ عالم خاموشی آگے آئے جو | حیف ہے جسنے انس اسکا دل مین ہو

صیقلی کن یک دو روزی سینہ را | دفتر خود ساز آن آئینہ را
ایک دو دن صیقل اس سینہ کی کر | دفتر اُس آئینہ کو اپنا تو کر

کہ ز سایہ یوسف صاحبقران | شد زلیخای عجوز از سر جوان
کہ ہوئی سایہ سے یوسف کے عیان | وہ زلیخا پیرزن اک نوجوان

میشود مبدل بخورشید تموز | آن مزاج بارد بردالعجوز
بدلے ہی خورشید گرمی سے مزاج | بارد اس بڑھیا کا جو سرد ہی مزاج

می شود مبدل ز سوز مریمی | شاخ لب خشکی بنخل خرمی
سوز مریم سے بدل جاتی ہے آب | نخل خرم سے وہ شاخ خشک لب

ای عجوزہ چند کوشی با قضا | نقد جو اکنون رہا کن ما مضی
پیرزن کب تک قضا سے تو لڑے | کچھ ہوا تو ماضی کو اور اب نقد لے

چون رخت را نیست در خوبی امید | خواہ گلگونہ و خواہی مدید
رخ کو تیرے نے امید خوبی جو ترے | خواہ گلگونہ و خواہ سیاہی لگے

سلہ تونے آگے کے شعر تو نے رسوائی مین عجب تخم بویا ہے کہ جہان مین قرآن کو بھی نہین چھوڑا سو اُنہین، تیرے عشر عشیر ہین تو مجکو چھوڑ اے زالون کی امیر عشر کی چوری کب تک قرآن سے کہ تا رنگین رخ تیرا ہو مانند سیب کے آگے اسرار کے حقائق ہین کب تک چوری حرف مردان خدا کی تاکہ تو بیچے اور لیوے مرحبا رنگ بستہ سے تو گلگونہ نہوگی شاخ بستہ تن کو نشو و نما نہین ہے آخر آئے مرگ کی چادر تجھ پر اور پھینک دے یہ سب عشر تیرے رخ سے جو کوچ والا آئے اس سے گم ہو قیل و قال پر دغا یعنی جو کلام عشیر کا چرا کر اپنی رونق کیے آخرکار رسوائے عالم ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ عالم خاموشی آگے کے شعر جو عالم خاموشی آگے آئے افسوس ہے کہ اُس کے دل مین اُنس نہ ہو ایک دو دن اس سینہ کو صیقل کر اور اس آئینہ کو تو اپنا دفتر بنا آگے اس کی مثال ہے کہ سایہ سے یوسف کے ظاہر ہے زلیخا نوجوان ہوتی ہے بارد اُس بڑھیا کا جو اہر ہوسے خورشید گرمی سے مزاج بدلتا ہے بارد اس بڑھیا کا جو سرد مزاج ہے سوز مریم سے بلند ہو جاتی ہین بیس نخل سے وہ درخت لب خشک اے پیرزن تو کب تک قضا سے لڑیگی ماضی چھوڑ اور نقد لے رخ کی امید بھلی کی نہین خواہ بچا گلگون وہ سیاہی رکھے یعنی اپنا آئینہ دل صاف کر کہ تو پرنور ہے دوسرون کو روشنی حاصل ہو اور اس آرایش ظاہری سے تجکو کچھ نہ ہوا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

حکایت رنجوری کہ طبیب در وی امیدی نداشت گفت ہرچہ خواہی کن

آن یکی رنجور شد نزد طبیب | گفت نبضم را نگہدار ای لبیب
تا ز نبض آگہ شوی بر حال دل | کہ رگ دست ست با دل متصل
چونکہ دل غیب ست خواہی تو مثال | زو بجو کہ با دلستش اتصال
باد پنہان ست از چشم ای امین | در غبار و جنبش برگش ببین
کز یمین ست آن وزان یا از شمال | جنبش برگت بگوید وصف حال
مستی دل را نمی دانی کہ کو | وصف او از نرگس مخمور جو
چون ز ذات حق بعیدی وصف ذات | باز دانی از رسول و معجزات
معجزات و ہم کراماتِ خفی | بر زند بر دل ز پیران صفی
کاندرون شان صد قیامت نقد ہست | کمترین آنکہ شود ہمسایہ مست
پس جلیس اللہ گشت آن نیکبخت | کہ بہ پہلوی سعیدی برد رخت
معجزہ کان بر جمادے کرد اثر | یا عصا یا بحر یا شق القمر
گر اثر بر جان زند بے واسطہ | متصل گردد بہ پنہان رابطہ
بر جمادات آن اثر با عاریہ ست | آن پی روح خوش متواریہ ست
تا ازان جامد اثر گیرد ضمیر | حبذا نان بے ہیولائے خمیر
حبذا خوان مسیحی بے کمی | حبذا اے باغ میوہ مریمی
بر زند از جان کامل معجزات | بر ضمیر جان طالب چون حیات

حکایت اُس بیمار کی کہ طبیب کو اسکی امید نہ تھی کہا جو کچھ تو چاہے کر

وہ گیا بیمار اک پیش طبیب | بولا میری نبض کو دیکھ ای لبیب
تا کہ جانے نبض سے تو حال دل | کہ ہے دل سے ہاتھ کی رگ متصل
دل ہے غائب اس سے جو چاہے مثال | ڈھونڈھ اُس سے جس کو دل سے ہے اتصال
ہے ہوا پوشیدہ آنکھوں سے اے یار | دیکھ ان میں پتے اُڑتے اور غبار
کہ یمین کو جائے یا سوئے شمال | برگ کی جنبش سمجھے کہ وصف حال
دل کی مستی کو تو جانے کان ہے | وصف اُس کا پا تو چشم مست سے
دور ہے جو ذات حق سے وصف ذات | جان پھر تو یا رسول معجزات
معجزات اور بس کرامات نہان | پیر صافی سے کرے دل پر عیان
اُنکے اندر سو قیامت نقد ہے | کمتر اُن کا مست ہمسایہ رہے
پس جلیس اللہ ہوا وہ نیکبخت | لیگیا پہلو میں نیکوں کے جو رخت
معجزہ کہ دے جمادی کو اثر | یا عصا یا بحر یا شق القمر
گر اثر جان پر کرے بے واسطہ | ہووے پنہان متصل کر رابطہ
عاریت ہے وہ جمادی پر اثر | روح خوش کیواسطے پوشیدہ تر
تا کہ اُس جامد سے دل لیوے اثر | حبذا ایکی پکائی نان تر
حبذا خوان مسیحا بے ضرر | حبذا اے باغ مریم کا ثمر
جان سے کامل کے ڈالے معجزات | طالبوں کی جان کے اندر جون حیات

سلہ وہ گیا الخ ۵ شعر وہ بیمار گیا آگے ایک طبیب کے اور کہا کہ میری نبض کو دیکھ تا کہ نبض سے تو حال دل کا جانے کہ دل سے ہاتھ کی نبض متصل ہے دل غائب ہے تو اس سے جو مثال چاہے تو اس سے ڈھونڈھ کہ جسکو دل سے اتصال ہے آگے مثال ہے ہوا آنکھوں سے پوشیدہ ہے دیکھ کہ اس میں برگ و غبار اُڑتے ہیں کہ یمین کو جاتے ہیں یا طرف شمال کے برگ کی جنبش سمجھے وصف حال کہے یعنی دل کا حال اُس چیز سے معلوم کر کہ اس سے قریب ہو آگے اسکا بیان بطور حقائق کے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ دل کی الخ ۷ شعر دل کی مستی تو جانتا کہاں ہے اسکا وصف پا چشم مست سے جو ذات حق سے وصف ذات اور ہے پھر تو جان ساتھ رسول و معجزات کے و کرامات نہان پیر صافی سے دل پر ظاہر کرتا ہے اُنکے اندر سو قیامت نقد ہے اور کمتر اُن کا ہمسایہ مست ہوتا ہے پس وہ نیکبخت جلیس اللہ کا ہو کہ جو نیکوں کے پہلو میں رخت لیگیا معجزہ کہ جمادی کو اثر دیتا ہے یا عصا یا بحر یا شق القمر ہے اگر جان پر بے واسطہ کرے ایک رابطہ پوشیدہ متصل ہووے یعنی دل کا حال چشم مست سے معلوم ہوتا ہے اسیطرح وصف ذات حق کا حال رسول و معجزات سے ہویدا ہوتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ عاریت الخ ۲ شعر روح خوش کے واسطے پوشیدہ تر ہے تا کہ اس جامد سے دل اثر لیوے بہت اچھی ہے یکی پکائی نان تر بہت اچھا ہے خوان مسیحا کا بے ضرر اور بہت اچھا ہے باغ مریم کا ثمر کامل کی جان سے ڈالے معجزات طالبوں کی جان میں مانند حیات کے معجزہ دریا و مرغ خاک ناقص کہ مرغ آبی و خاکی دریا میں ہلاک ہوتے اور دریا میں ہونا کو بغیر آب دریا میں ہلاک ہوتے اور دریا اولیاء سے بے کوشش کے ہے یعنی اولیاء اللہ سے بے کوشش کے نعمت باطنی دم بھر میں حاصل ہوتی ہے اور از راہ کرامت کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

صبر و پرہیز این مرض را دان زیان | ہرچہ خواہد دل درآرش در میان
ہمچنین رنجور را گفت ای عمو | حق تعالی اعملوا ما شئتم
گفت رو ہین بر مراد جان عم | من تماشاے لب جو می دم
بر مراد دل ہمی رفت او شتاب | تا کہ صحت را بیابد فتح باب
بر لب جو صوفیی بنشستہ بود | دست و رو می شست پاکی می‌فزود
او قفایش دید چون تخییلیے | کرد او را آرزوے سیلیے
بر قفاے صوفی آن حیرت پرست | راست میکرد از براے صفع دست
کارزو را گر نرانم تا رود | نے طبیبم گفت کان علت شود
سیلیش اندر برم در معرکہ | زانکہ لا تلقوا بایدی تہلکہ
تہلکہ ست این صبر و پرہیز ای فلان | خوش بکوبش تن مزن چون کاہلان
چون زدش یک سیلی آمد طراق | گفت صوفی ہی ہی ای مردود عاق
خواست صوفی تا دو سہ مشتش زند | سبلت و ریشش بیکایک برکند
لیک او را خستہ و رنجور دید | پس ضعیف و زار و زرد و عور دید
باز اندیشید او ضعفت ورا | گفت اگر مشتش زنم گردد فنا
رنج دق از وے برآوردہ دمار | دید او را سخت رنجور و نزار
خلق رنجور دق و بیچارہ اند | وز خداع دیو سیلی بارہ اند
جملہ در ایذاے بیجرمان حریص | در قفاے یکدگر جویان نقیص
اے زنندہ بیگناہان را قفا | در قفاے خود نمی بینی چرا
اے ہوا را طب خود پنداشتہ | بر ضعیفان صفع را بگماشتہ

صبر و پرہیز اس مرض مین ہے زیان | جو ترا دل چاہے وہ لا درمیان
ایسے ہی فرمایا ہے رنجور کو | بس خدا نے اعملوا ما شئتم
بولا جا اب خیر سے کہو جو جیو | مین لب جو کی ہون جاتا سیر کو
دل کی خواہش پر وہ جاتا تھا شتاب | تا کہ وہ صحت کا پائے فتح باب
نہر پر صوفی تھا اک بیٹھا ہوا | ہاتھ منہ دھوتا و کرتا پاک تھا
دیکھی گردن اس کی جون مجنون نے | آرزو کی کہ چپت ماروں اسے
پیچھے اس صوفی کے وہ حیرت پرست | پس چپت کے واسطے تانے تھا دست
گر نہ پوری آرزو ہو جائے وہ | نے معالج نے کہا علت ہو وہ
اس کے تھپڑے ہو مجھے معرکہ | کیونکہ لا تلقوا بایدی تہلکہ
تہلکہ ہے صبر و پرہیز اے فلان | ماریے اور چپ رہ جون کاہلان
جو چپت اسکے لگائی اک تڑاق | بولا صوفی ہین یہ کیا مردود عاق
چاہا صوفی نے کہ مین گھونسے جڑون | اور داڑھی مونچھ اسکی نوچ لون
لیک اک بیمار تر دیکھا اسے | دیکھا عاجز ناتوان اسکا اسے
پر وہ سوچا ضعف اس کو ہے سوا | گر مین ماروں گھونسا یہ ہووے فنا
رنج دق سے تھی ہلاکت آشکار | دیکھا اس کو سخت بیمار و نزار
خلق سب رنجور دق ناچار ہے | کھاتے تھپڑ دیو اک مکار سے
سب حریص ایذا مین ہین حرمان کے | پیچھے اک کے دوسرا نقصان دے
اے چپت مارے ہے تو بیجرم کو | پیچھے اپنے کیون نہین دیکھی ہے تو
اے ہوا کو طب ہی اپنی جانتا | اور ضعیفون پر چپت ہے مارتا

۵١ نہر پر الخ ٦ شعر ایک صوفی نہر پر بیٹھا ہوا تھا ہاتھ اور منہ دھوتا و پاک کرتا تھا اسکی گردن دیکھی دیوانے کے مانند آرزو کی کہ اسے چپت ماروں وہ حیرت پرست اس صوفی کے پیچھے چپت کیواسطے ہاتھ ملتا تھا اگر وہ پوری آرزو نہ ہو جاے معالج نے نہین کہا کہ وہ علت ہو جائے اسکے تھپڑ سے مجھے معرکہ ہو کیونکہ مت ڈالو تم ہاتھون کو طرف ہلاکت کے ١٢ صبر و پرہیز تھا کہ اے فلان بیکد مار چپت مت رہ مانند کاہلون کے یعنی صبر و پرہیز مریض بالاعلاج کو مضر ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ١٢ ۵٢ جو چپت الخ ٦ شعر جو ایک چپت اس کے تڑاق سے لگائی صوفی نے کہا کہ ہین یہ کیا ہو گیا اے مردود وعاق صوفی نے کہا کہ مین گھونسے ماروں اور داڑھی مونچھ اس کی نوچ لون ولیکن ایک بیمار تر اسے دیکھا اور ناتوان و عاجز دیکھا اسے دیکھا پھر وہ سوچا کہ اسکو ضعف سوا ہے اگر مین اس کو گھونسا ماروں فنا ہووے مرض دق سے ہلاکت ظاہر تھی کہ اس کو دیکھا بیمار سخت و زار آگے اس کے حقائق ہین سب خلق خدا بیمار دق و ناچار ہے کہ دیو اس کا تھپڑ کھاتا ہے یعنی مخلوق مریض ہے اور دیو سے چپت کھاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ ۵٣ سب حریص الخ ٦ شعر حرمان کی ایذا مین سب حریص ہین ایک کے پیچھے دوسرا نقصان دیتا ہے اے تو چپت مارتا ہے بیجرم کو تو اپنے پیچھے کیون نہین دیکھتا ہے اے تو اپنی ہوا طب جانتا ہے اور ضعیفون کو چپت مارتا ہے جیسے ہستی کی اور یہ واقعہ ہے کہ وہ ہی آدم کا گندم تھا ہے کہ تو اس دانہ کو کھا واسطے دار کے تا تو ہووے ہمیشہ اس نے لغزش دی چپت اس کے جڑ دی وہ چپت جسنے اس کی ہوئی اس نے لغزش اسکو سخت دی تھی ولیکن ہر دو گار اسکا حق بیشتر تھا یعنی اہل نفس شیطان کے دھوکے مین اکثر اسی طرح مرتکب گناہ ہوتے ہین اور آخر کو اس کی پاداش مین ماخوذ ہوتے ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ١٢

بر تو خندید آنکہ گفتی کین دو مست	اوست کادم را بگندم رہنماست	کی ہنسی جس نے بتائی یہ دوا	کہ وہی آدم کا ہے گندم نما
کہ بجو زین دانہ اے مستعین	بہر دارو تا تکونا خالدین	کہ تو اس دانہ کو کھا او مستعین	بہر دارو تا تکونا خالدین
اوش لغزانید سخت اندازیق	لیک پشت دستگیرش بود حق	آپنے لغزش اسکو دی تھی سخت تر	پر مددگار اُسکا حق تھا بیشتر
اوش لغزانید زد او را قفا	آن قفا وا گشت گشت او ابلہا	اس نے لغزش دی چپیت اُسکے جڑی	وہ چپیت بولی جزا اسکی ہوئی
کوہ بود آدم اگر پر مار شد	کان تریاق ست وبی ضرار شد	کوہ تھا آدم ہوا پر مار گر	کان تریاقی ہے نے اسکو ضرر
تو کہ تریاقی نداری ذرۂ	از خلاصی خود چہ جویی غرۂ	تو نہین تریاق ذرہ بھر رکھے	کیون نجات اپنی سے تو غرہ کرے
آن خلیلانہ توکل کو ترا	وان کرامت چون کلیمت از کجا	وہ خلیلانہ توکل تجھکو کہان	تجھکو جون موسی کرامت وہ کہان
تا نبرد تیغت اسمعیل را	تا کنی شہراہ قعر نیل را	تا نہ کاٹے تیغ اسمعیل کو	تا کرے شہ راہ قعر نیل کو
گر سعیدی از منارہ اوفتید	بادش اندر جامہ افتاد و رہید	گر منارہ سے سعید اک کود تا	گھستی جامہ مین ہوا اور چھوٹتا
چون یقینت نیست آن بخت حسن	تو چرا برباد دادی خویشتن	گر یقین تجھکو نہین اس بخت کا	آپ کو برباد کیون تو نے کیا
زین منارہ صد ہزاران ہمچو عاد	در فتادند و سر و تن باد داد	اس منارہ سے ہزارون مثل عاد	گر پڑے وہ اور دیا سر تن بباد
سرنگون افتادگان زیر منار	در نگر تو صد ہزار اندر ہزار	گر پڑون گو سرنگون زیر منار	دیکھ اتو سو ہزار اندر ہزار
تو رسن بازی نمیدانی یقین	شکر پاہا گو و میرو بر زمین	چڑھنا رسی کا نہ جانے تو نکو	چل زمین پر شکر کر پانون کا تو
پر مساز از کاغذ و از کہ مپر	کاندرین سودا بسی سرہاست بر	کرکے پر کاغذ سے مت اڑ کرہ پر	ایسے سودے مین بہت نے کھوئے سر
گرچہ آن صوفی پر آتش شد ز خشم	لیک او بر عاقبت انداخت چشم	گرچہ صوفی آگ سے غصہ ہوا	پر نظر انجام پر رکھتا وہ تھا
اول صف برکسی ماند بکام	کو نگیرد دانہ بیند بند دام	پہلا تھپڑ اُس کسی پر ہو بکام	کہ نہ لے دانہ و دیکھے بند دام
حبذا دو چشم پایان بین راد	کہ نگہدارند تن را از فساد	حبذا انجام بین ہین چشم دو	کہ نگہ فتنہ سے رکھے جسم کو
آنکہ پایان دید احمد بود کو	دید دوزخ را ہم اینجا تو بتو	بس نے آخر دیکھا وہ تھے مصطفےٰ	کہ انھون نے دیکھی دوزخ اس جگہا
دید عرش و کرسی و جنات را	بردرید او پردۂ غفلات را	دیکھا عرش و کرسی و جنات کو	اور پھاڑا پردۂ غفلات کو

سلہ آدم کوہ تھا الخ ۶ شعر آدم کوہ تھا اگر پر مار ہوا کان تریاق ہے اسکو ضرر نہین تو تریاق ذرہ بھر نہین رکھتا ہے تو کیون اپنی نجات سے غرور کرتا ہے وہ توکل خلیلانہ تجھکو کہان اور موسی کے مانند وہ کرامت کہان تاکہ تیغ نہ کاٹے اسمعیل کو تا شاہراہ کرے قعر نیل کو اگر منارہ سے ایک سعید کودتا ہوا جامہ مین گھستی اور چھوٹتا اگر اس ہوا کا تجھکو یقین نہین ہے خود برباد تو نے کیون کیا یعنی اگرچہ اُس نے چپیت مار کر خود پر بلائی مگر حق کی مددگاری سے اور بلا سے نجات پائی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس منارہ سے الخ ۶ شعر اس منارہ سے ہزارون عاد کے مانند گرے اور سر و تن برباد دیا گر پڑے دیکھ تو سرنگون زیر منار سو ہزار اندر ہزار اب تو دیکھ تو چڑھنا رسی کا نہ جانے خوب زمین پر چل اور تو شکر پانون کا کر کاغذ سے پر کرکے کرہ پر مت اڑ بہت سے ایسے سودے مین سر کھوئے ہین آگے رجوع ہے اگرچہ صوفی غصہ سے آگ ہوا پر وہ نظر انجام پر رکھتا تھا آگے حقائق ہین پہلا تھپڑ اس کسی پر با مقصد ہو کہ دانہ نہ لے اور بند دام دیکھے یعنی وہ شخص انجام مین بہتر ہے کہ اول تھپڑ سے آخر کو دیکھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ حبذا الخ ۷ شعر دونون چشم انجام بین بہت اچھے ہین کہ نگاہ رکھے فتنہ سے جسم کو جس نے آخر کو دیکھا وہ مصطفےٰ صلعم تھے کہ انھون نے دوزخ اس جگہ دیکھی عرش و کرسی و جنات کو دیکھا اور پردہ غفلتون کو پھاڑا اگر تو سلامت کو ضرر سے چاہے اول چشم بند کر اور آخر کو دیکھ تاکہ عدمون کو جملہ ہست دیکھے اور ہستو کو مقید و پست دیکھے اور یہ دیکھ کہ جس کسی کو عقل ہے رات دن ہستی کی جستجو مین ہے آگے اسکی مثال ہے کون تنگی مین خود کو چاہے اور کون دکان سود کو نہ چاہے یعنی چشم انجام مین انسان کو آفت سے بچاتی ہے کہ عدم کو ہست جانتا ہے اور ہستی کو چاہتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گر ہمی خواہی سلامت از ضرر | چشم ز اول بند و پایان را نگر
تو سلامت کو ضرر سے چاہے گر | دیکھ آخر چشم اول بند کر

تا عدمہا را بہ بینی جملہ ہست | ہستہا را بنگری محبوس و پست
تا کہ تو عدموں کو دیکھے جملہ ہست | اور مقید دیکھے ہستوں کو وہ پست

این ہمین باری کہ ہر کو عقل ہست | روز و شب در جستجوی نیست ہست
دیکھے یہ کہ جس کسی کو عقل ہے | جستجو میں رات دن ہو نیست کے

در گدائی طالب جودی کہ نیست | بر دکانہا طالب سودی کہ نیست
کون تنگی میں نہ چاہے جود کو | کون دکان میں نہ چاہے سود کو

در مزارع طالب دخلی کہ نیست | در مغارس طالب نخلی کہ نیست
کون کھیتی میں نہ چاہے دخل کو | کون تھالہ میں نہ چاہے نخل کو

در مدارس طالب علمی کہ نیست | در صوامع طالب حلمی کہ نیست
کون مکتب میں نہ چاہے علم کو | کون صومعہ میں نہ چاہے حلم کو

ہستہا را سوی پس افگندہ اند | نیستہا را طالب اند و بندہ اند
ڈالا ہستوں کو ہے پیچھے پیٹھ کے | نیستوں کے طالب اور بندہ ہوئے

زانکہ کان و مخزن صنع خدا | نیست غیر نیستی در انجلا
کیونکہ کان اور مخزن صنع خدا | نے سوائے نیستی کے ظاہرا

پیش ازین رمزی بگفتستیم ازین | این و آن را تو یکی بین دو مبین
اس سے پہلے رمز کی اسکی کہی | یہ و وہ کو ایک دیکھ اور نہ دو دی

گفتہ شد کہ ہر صناعت گر کہ ہست | در صناعت جایگاہ نیست جست
یہ کہا ہر ایک کاریگر کہ ہے | دوڑا صنعت میں ہے جا نیست کے

جست بنا موضعی نا ساختہ | گشت ویران سقفہا انداختہ
دوڑا معمار اک بجائے بے بنی | کہ ہوئی ویران چھت اسکی گری

جست سقا کوزہ کش آب نیست | وان دگر درودگر خانہ کش باب نیست
دوڑا سقا کوزہ بے آب ہی | اور نجار اک جو گھر بے باب ہے

وقت صید اندر عدم ہین جملہ شان | وز عدم آنگہ گریزان جملہ شان
دیکھ عدم میں جملہ انکا وقت صید | اور عدم سے بھاگیں سب وہ نا امید

نسخہ دردگر

چون امید لا است زو پرہیز چیست | با انیس طبع خوش استیز چیست
جو ہے لا امید بھاگے اس سے کیوں | اور انیس اپنے سے تو لڑتا ہے کیوں

چون انیس طبع تو آن نیستی است | از فنا و نیست این پرہیز چیست
جو انیس طبع جانے نیست کو | کیوں فنا و نیست سے بھاگے ہے تو

گر انیس لا نہ اے جان پسر | در کمین لا چرائی منتظر
گر انیس لا نہیں تو اے پسر | تو کمیں میں لا کے کیوں ہے منتظر

زانکہ داری جملہ دل بر کندہ | شست دل در بحر لا افگندہ
کس لئے برداشتہ خاطر رکھے | شست دل کی ڈالی بحر لا میں ہے

پس گریزت چیست زین بحر مراد | کو بشست صد ہزاران صید داد
بحر مقصد سے تو بھاگے کس لئے | شست کو وہ صید دے صدہا ترے

از چہ نام برگ را کردی تو مرگ | جادوئی بین کہ نمودت مرگ برگ
برگ کا کیوں نام رکھا تو نے مرگ | شعبدہ ہے تو جو دیکھے مرگ برگ

ف کون کھیتی میں الخ ۲ شعر کون کھیتی میں دخل کو نہ چاہے اور کون تھالہ میں نخل کو نہ چاہے کون مکتب میں علم کو نہ چاہے ہستوں کو پیٹھ کے پیچھے ڈالا اور نیستوں کے طالب و بندہ ہوئے کیونکہ کان و مخزن صنع خدا سوا نیستی کے ظاہر نہیں اس لئے پہلے رمز اسکی کہی ہے اور وہ ایک دیکھ اور دو نہیں ہے یہ کہا کہ ہر ایک کاریگر دوڑا صنعت میں جا نیست کے یعنی ہستی کو چھوڑا اور نیستی و عدم کو طلب کر صنعتوں میں آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ف دوڑا معمار الخ ۸ شعر معمار دوڑا اپنی جگہ کی طرف کہ وہ ویران ہوئی اور چھت گری سقا دوڑا جو کوزہ بے آب ہے اور نجار جو گھر بے دروازہ ہے عدم میں دیکھ انکا جملہ وقت صید کے اور عدم سے بھاگیں وہ سب نا امید ہو کر عدم ہے اس سے کیوں بھاگتا ہے اور اپنے انیس سے کیوں لڑتا ہے جو نیست کو انیس طبع جانتا ہے تو کیوں فنا و نیست سے بھاگتا ہے اگر انیس لا نہیں ہے تو کمیں میں لا کے کیوں منتظر ہے کسواسطے برداشتہ خاطر اور شست دل کی بحر میں ڈالتا ہے بحر مقصد سے تو کسواسطے بھاگتا ہے کہ وہ تیری شست کو صید دے یعنی جو عدم تیرا امید ہے وہ تو اسی سے ہر نفس چاہتا ہے پس تو اس سے کس واسطے بھاگتا ہے اور خوف رکھتا ہے اور مرنے سے ڈرتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف برگ الخ ۲ شعر تو نے توشہ راہ کا کیوں نام رکھا ہے مرگ یہ شعبدہ ہے کہ تو توشہ کو مرگ دیکھتا ہے اسکی صنعت سے تیری آنکھیں بند کی ہیں تاکہ تیری جان کو جاہ دنیا پسند ہو اسکے خیال میں مگر اس سے عدم اوٹھ ہے بار فرعون چاہ سے ہوا اسواسطے جاہ دنیا کو اپنے لئے ... اسکا جاہ میں کہا جو ہے اسکی غلطی ہے کہا ... [illegible] ... قصہ ایاز و محمود کا آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲

هر دو چشمت بست سحر صنعتش ‖ تا که جان را در چه آمد رغبتش
در خیال او نه مکر کردگار ‖ جمله صحرا فوق چه زهرست و مار
لاجرم چه را پناهی ساخته است ‖ تا که مرگ او را بچاه انداخته است
آنچه گفتم از غلطهاش ای عزیز ‖ همچنین بشنیدم از عطار نیز
رحمة الله علیه چون گفته است ‖ ذکر شه محمود غازی سفته است

اسکی صنعت نے کی آنکھین تیری بند ‖ چاہ تیری جان کو تا ہو پسند
مکر اللہ سے خیال اس کے مین ہے ‖ دشت پر مار اک فزون ہی چاہ سے
اس لئے جائے پناہ چہ کو کیا ‖ مرگ سے تا چاہ مین اس کو رکھا
اس کی غلطی ہی جو کچھ مین نے کہا ‖ ایسی ہی عطار سے مین نے سنا
رحمۃ اللہ علیہ سے جو کہا ‖ ذکر شہ محمود غازی کا کیا

بر تخت نشاندن سلطان محمود غلام ہندو را و گریستن او

تخت پر بٹھانا سلطان محمود کا غلام ہندو کو اور رونا غلام کا

کز غزای ہند پیش آن ہمام ‖ در غنیمت اوفتادش یک غلام
پس خلیفہ اش کرد و بر تختش نشاند ‖ بر سپہ بگزیدش و فرزند خواند
طول و عرض وصف قصہ تو بجو ‖ در کلام آن بزرگ دین بجو
حاصل آن کودک بر آن تخت نضار ‖ شستہ پہلوی قباد شہریار
گریہ میکرد و اشک میراند بسوز ‖ گفت شاہ او را کہ ای فیروز روز
از چہ گریی دولتت شد ناگوار ‖ فوق املاک و قرین شہریار
تو بر این تخت و وزیران و سپاہ ‖ پیش تختت صف زدہ چون مہر و ماہ
گفت کودک گریہ ام زانست زار ‖ کہ مرا مادر در آن شہر و دیار
از توام تہدید کردی ہر زمان ‖ بینمت در دست محمود ارسلان
پس پدر مر مادرم را در جواب ‖ جنگ کردی کاین چہ خشمست و عتاب
می نیابی ہیچ نفرینی دگر ‖ زین چنین نفرین مہلک سہل تر
سخت بیرحمی و بس سنگین دلے ‖ کہ بصد شمشیر او را قاتلے

کہ غزاے ہند سے وہ نیکنام[۵۱] ‖ لایا اک مال غنیمت مین غلام
پس خلیفہ کر بٹھایا تخت پر ‖ سب پہ بالا جانا کر دانا پسر
قصہ کا طول و عرض بہ وصف سے ‖ ڈھونڈھ لا اندر کلام اس پاک سے
الغرض وہ طفل تخت شاہ پہ ‖ شہ کے پہلو مین ہوا بس جلوہ گر
گریہ وہ کرنے لگا از راہ سوز ‖ بولا شہ اسکو کہ ای فیروز روز
روتا کیون ہی ہوئی ہی دولت ناگوار[۵۲] ‖ چرخ سے بالا قریب شہریار
تخت پر تو کل وزیر و کل سپاہ ‖ تیرے آگے ہین کھڑے جون مہر و ماہ
طفل بولا اس لئے روتا ہون مین ‖ کہ مری مان تھی بلاد ہند مین
تجھ سے ہردم وہ ڈراتی تھی مجھے ‖ تجھکو دیکھون ہاتھ مین محمود کے
پس پدر مان سے مری اندر جواب ‖ لڑتا اور کہتا کہ یہ کیا ہی عتاب
اور برا کہنا نہین پاتی ہے تو ‖ ایسے مہلک بد کو آسان جانے تو
سنگدل بیرحم تو از بسکہ ہے ‖ کہ کرے قتل اس کو سو شمشیر سے

۵۱ کہ غزاے ہند سے الخ ۵ شعر محمود نیک نام غزاے ہند سے مال غنیمت مین ایک غلام لایا اس کو خلیفہ کرکے تخت پر بٹھایا اور سب سے بالا جانا اور بیٹا اپنا کیا قصہ کا طول و عرض از راہ وصف کے تو اس کلام پاک عطار مین ڈھونڈھ الغرض وہ طفل تخت شاہ پر تخت شاہ کے پہلو پر جلوہ گر ہوا گریہ وہ کرنے لگا از راہ سوز کے شاہ نے کہا اس کو اے فیروز روز باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ روتا کیون ہے الخ ۷ شعر تو کیون روتا ہے دولت ناگوار تجکو ہوئی ہے کہ چرخ سے بالا ہوا اور مقرب شہریار کا تو تخت اور کل وزیر و کل سوار تیرے آگے کھڑے ہین مانند مہر و ماہ کے طفل نے کہا کہین اس واسطے روتا ہون کہ میری مان بلاد ہند مین تھی وہ ہردم تجھ سے ڈراتی تھی مجکو کہ مین تجکو محمود کے ہاتھ مین دیکھون پس باپ میری مان سے لڑتا اور کہتا کہ یہ کیا عتاب ہے اور برا کہنا نہین پاتی ہے تو ایسی مہلک بات کو آسان جانتی ہے سنگ دل اور بے رحم تو از بسکہ ہے کہ تو اس کو قتل کرتی ہے سو شمشیر سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

من ز گفت ہر دو حیران گشتمی ‎||‎ در دل افتادی مرا بیم و غمی
کہتے اُن دونون سے مین حیران تھا ‎||‎ میرے دل مین خوف ہوتا تھا سوا

کای عجب دوزخ تو است محمود ای عجب ‎||‎ کہ مثل گشتست در ویل و کرب
اے عجب محمود دوزخ تو ہی کیا ‎||‎ کہ ہوا ہے وہ مثل مین اک بلا

من ہمی لرزیدمی از بیم تو ‎||‎ غافل از اکرام و از تعظیم تو
مین لرزتا تیرے خوف و بیم سے ‎||‎ تھا مین غافل بخشش و تعظیم سے

مادرم کو تا ببیند این زمان ‎||‎ مر مرا بر تخت ای شاہ جہان
کہان ہے مان میری کہ دیکھے اس زمان ‎||‎ مجکو تخت شہ پہ اے شاہ جہان

یا پدر کو تا مرا بیند بہ بین ‎||‎ خوش نشستہ پہلوی سلطان دین
ہے کہان یا باپ جو دیکھے مجھے ‎||‎ پہلوے سلطان مین بیٹھے ہوئے

فقر آن محمود تست ای بے سعت ‎||‎ طبع از دائم ہمی ترساندت
فقر یہ تیرا وہی محمود ہے ‎||‎ طبع جس سے بس ڈراتی تھی تجھے

گر بدانی رحم این محمود راد ‎||‎ خوش بگوئی عاقبت محمود باد
گر تو جانے رحم محمود نکو ‎||‎ خوش سکے تو عاقبت محمود ہو

فقر آن محمود تست ای بیم دل ‎||‎ کم شنو زین مادر طبع مضل
فقر[۹۱] ہے محمود تیرا اے نکو ‎||‎ طبع کی گمراہ مان سے مت سنو

چون شکار فقر گردی تو یقین ‎||‎ ہمچو کودک اشکباری یوم دین
گر شکار فقر ہو تو بالیقین ‎||‎ مثل کودک روئے تو تا یوم دین

گرچہ اندر پرورش تن مادرست ‎||‎ لیک از صد دشمنت دشمن ترست
گرچہ اندر پرورش کے تن ہے مان ‎||‎ لیک سو دشمن کا دشمن ہے نہان

تن چو شد بیمار دارو جوت کرد ‎||‎ ور قوی شد مر ترا طاغوت کرد
تن جو ہو بیمار دارو جو بنے ‎||‎ اور قوی ہو تجکو اک باغی کرے

چون زرہ دان این تن پرحیف را ‎||‎ نی شتا را شاید و نے صیف را
اس نجس تن کو زرہ کی مثل جان ‎||‎ نے ہے لائق سردی و گرمی کا ن

یار بد نیکوست بہر صبر را ‎||‎ کہ گشاید صبر کردن صدر را
صبر کی خاطر ہے یار بد نکو ‎||‎ صبر کرنا کھولتا ہے صدر کو

صبر مہ با شب منور داردش ‎||‎ صبر گل با خار اذفر داردش
صبر[۹۲] مہ کو رات کو روشن رکھے ‎||‎ صبر گل کو خار سے پر بو کرے

صبر شیر اندر میان فرث و خون ‎||‎ کردہ او را ناعش ابن اللبون
صبر مین فرث و خون کے شیر کو ‎||‎ دایہ بچون کا کرے ہے اے نکو

صبر جملہ انبیا با منکران ‎||‎ کردشان خاص حق و صاحبقران
منکرون سے انبیا کو صبر نے ‎||‎ خاص حق کا کر دیا ہے جان سے

ہر کرا بینی یکے جامہ درست ‎||‎ دان کہ او آنرا بکسب و صبر جست
جس کسی کو دیکھے تو جامہ صفا ‎||‎ جان اُس کو صبر سے جامہ ملا

---

[۹۱] کہتے آخر ے شعر ان دونون کے کہنے سے مین حیران تھا اور میرے دل مین خوف سوا ہوتا تھا اے عجب محمود کیا دوزخ تو ہے کہ مثال مین وہ اک بلا ہوا ہے مین تیرے خوف و بیم سے لرزتا تھا اور مین غافل تھا بخشش و تعظیم سے میری مان کہان ہے کہ اس وقت دیکھے مجکو تخت پر اے شاہ جہان مان اور یا باپ کہان ہے کہ مجھے دیکھے بادشاہ دین کے پاس بیٹھا ہوا آگے حقائق ہین یہ فقر تیرا وہی محمود ہے کہ مادر طبع جس سے ڈراتی تھی تجھے اگر تو رحم محمود کا نیک جانے تو خوش ہو کر کہے عاقبت محمود ہو یعنی طبع مادر و پدر ہے کہ ڈراتی ہے محمود فقر ہے اور عدم مین سبب جاتا ہے اور محمود فقر کی نوازش پاتا ہے تو حیران ہو کر کہتا ہے کہ مین دنیا مین ناحق ڈرتا تھا عاقبت محمود کیون نہین کہتا تھا کہ یہان اُس سے از بس آرام ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

[۹۲] فقر ہے آخر ۶ شعر فقر تیرا محمود ہے تو مادر گمراہ طبع سے بہت سن اگر تو شکار فقر ہو تو مثل کودک کے روز قیامت تک اگرچہ اندر پرورش کے تن مادر ہو لیکن سو دشمن سے ہے جو تن بیمار ہو دوا ڈھونڈنے والا بنے اور اگر قوی ہو تجکو باغی کرے تو اس نجس تن کو ایک زرہ کے مانند جان کہ نہ لائق سردی و گرمی کے یہان ہے یار بد صبر کے واسطے نیک ہے کیونکہ صبر کھولتا ہے صدر کو یعنی جسم سو دشمن ہے مگر فقر کہ تجکو محمود ہے ناسمجھ تو . . . [illegible] صبر کو اختیار کر کہ دل کو روشن کرتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [۹۳] صبر مہ کو آخر ۶ شعر صبر ماہ کو شب سے روشن کرتا ہے صبر گل کو خار سے پر بو کرتا ہے صبر شیر کو . . . [illegible] بیچ فرث و خون کے ہے بچون کی دایہ کرتا ہے صبر نے انبیا کو منکرون کے سبب سے خاصان حق کر دیا ہے جامہ صاف جس کسی کو تو دیکھے جان کہ اُس کو صبر سے جامہ ملا ہے یعنی کوئی برہنہ ہو تو دیکھ اُس کی سب صبر کی ہے وہ گواہ ہے جو کوئی دہشت زدہ برہنہ ہو جان تو کہ اس کی . . . [illegible] یعنی صبر سے ترقی نور باطن کی ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ہر کرا دیدی برہنہ و بی نوا | ہست بر بی صبری او آن گوا
ہر کہ مستوحش بود پر غصہ حیات | کردہ باشد با دغائی اقتران
صبر اگر کردی ز الف آن بیوفا | از فراق او نخوردی این قفا
خوی با حق ساختی چون انگبین | با لبن کہ لا احب الآفلین
لاجرم تنہا نماندی ہمچنان | کاتشی ماندہ براہ از کاروان
چون ز بی صبری قرین غیر شد | در فراقش پر غم و بی خیر شد
صحبتت چون ہست زر دہ دہی | پیش خائن چون امانت می نہی
خوی با او کن کامانتہاش نو | ایمن آید از افول و از عتو
خوی با او کن کہ خو را آفرید | خوہای انبیا را پرورید
برہ بدہی رمہ بازت دہد | پرورندہ ہر صفت خود رب بود
برہ پیش گرگ امانت می نہی | گرگ و یوسف را مفرما ہمرہی
گرگ اگر با تو نماید روبہی | ہین مکن باور کہ ناید زو بہی
جاہل ار با تو نماید ہمدلی | عاقبت زخمت زند از جاہلی
او دو آلت دارد و خنثی بود | فعل ہر دو بیگمان پیدا شود
مر ذکر را از زنان پنہان کند | تا کہ خود را خواہر ایشان کند
شلّہ از مردان بکف پنہان کند | تا کہ خود را جنس آن مردان کند
گفت یزدان زان کس مکتوم او | شلّۂ سازیم در خرطوم او
تا کہ بینایان ما زین دو دلال | در نیفتند از فن او در جوال

جس کو دیکھے تو برہنہ بے نوا | اُسکی بے صبری پہ ہی بس وہ گوا
جو کوئی وحشت زدہ پر خشم ہو | اُس نے پایا ہے دغا تم جان لو
کرتا[سلہ] صبر اُلفت سے گر وہ بیوفا | یہ چپیت اُلفت کی کب کھاتا بھلا
حق سے عادت کرتا جیسے انگبین | شیر سے کہ لا احب الآفلین
پھر نہیں تنہا تو رہتا بس یہان | جیسے رہ پر آگ رہے کاروان
غیر سے بے صبر ہو کر جو ملا | اُسکی فرقت میں تو بس غمگین رہا
زر خالص کی تجھے صحبت جو ہے | کیون امانت آگے خائن کے رکھے
عادت اُس سے کر امانت تا تری | نقص سے ایمن ہووے ہو ابتری
عادت اُس سے کر کہ عادت اُسنے دی | پرورش نبیون کی عادت کی کری
دے[سلہ] تو بزغالہ کہ گلہ تجھکو دے | ہر صفت کا پرورندہ رب وہ ہے
گرگ کو برہ امانت تو نہ دے | گرگ و یوسف کو تو ہمرہ مت کرے
گرگ گر تجھکو دکھائے عاجزی | مت یقین کر اُس سے نے ہو بہتری
تجھکو گر جاہل دکھائے ہمدلی | رنج آخر دیوے اُسکی جاہلی
ہے وہ خنثیٰ اور دو آلت رکھے | بیگمان وہ فعل دونون سے کرے
عورتون سے وہ ذکر پنہان کرے | تا کہ اُنکی بہن خود جا کر بنے
فرج اپنی کو چھپائے ہاتھ سے | تا کہ بس مردون کا خود بھائی بنے
بولا[سلہ] یزدان فرج مخفی اُس سے ہے | فرج اُسکی میں کرون خرطوم پہ
دو دلیلون سے کہ نابینا مرے | نہ پڑے دھوکے میں اُسکے مکر سے

سلہ کرتا صبر الخ ؎ شعر اگر وہ بے وفا سے فرقت سے کرتا یہ چپیت فرقت کی کب کھاتا تو حق سے عادت کرتا جیسے شہد شیر سے کرتا ہے ترجمہ نہیں دوست رکھتا ہوں میں ڈوبنے والے کو پھر تو تنہا نہیں رہتا یہاں جیسے راہ پر آگ رہجاتی ہے بے کاروان ہوکے بے صبر ہو غیر سے جو ملا تو اسکی فرقت میں غمگین رہا آگے اسکی مثال ہے زر خالص کی جو تجھے صحبت ہے کیون امانت آگے خائن کے رکھتا ہے اُس سے عادت کر کہ تا امانت تیری نقصان سے امین ہو اور ابتری نہو اس سے عادت دی اور نبیوں کی عادت کی پرورش کرے یعنی اولیاء اللہ کی عادت حاصل کر کہ عادت خدا کی تجھ میں پیدا ہو اور دیو کی عادت حاصل نہ کر کہ گمراہی میں پڑے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دے تو الخ ؎ شعر تو بزغالہ دے کہ وہ تجھکو گلہ دے کہ ہر ایک صفت کا پرورندہ وہ رب ہے گرگ کو بزغالہ تو امانت نہ دے اور گرگ یوسف کو تو ہمرہ مت کرے اگر گرگ تجھکو عاجزی دکھائے تو یقین مت کر کہ اس سے بہتری نہ ہووے اگر تجھکو جاہل ہمدلی دکھائے آخر اسکی جاہلی رنج دیوے آگے اسکی مثال ہے وہ خنثیٰ ہے اور دو آلت رکھتا ہے بیگمان وہ دونون سے فعل کرتا ہے وہ عورتون سے ذکر کو پنہان کرتا ہے کہ تا جاکر اُن کی بہن بنے اپنی فرج کو ہاتھ سے چھپالے تا کہ خود مردون کا بھائی بنے یعنی جاہل کا تو ہمدم نہ ہو کہ آخر کار تو گمراہی میں پڑے کیونکہ جاہل حکم خنثیٰ کا رکھتا ہے کہ ساتھ فاعل کے مفعول اور ساتھ مفعول کے فاعل ہوتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا یزدان الخ ؎ شعر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اسکے فرج مخفی ہو یعنی اسکی فرج [illegible] تاکہ بینا میری دلیلون سے دھوکے میں نہ پڑے اُسکے کرنے سے الغرض ہر ایک ذکر سے نری نہیں ہوتی ہے جاہلون سے ڈر اگر کہا [illegible] در منثور ہی جاہل شیرین [illegible] کی دوستی [illegible] مثال ایک نے ہرن کے [illegible] جان اور چشم روشن اگر تجھے کہے اُس سے بجز حسرت کے تجھکو نہ ملے باپ کو مادر کے ظاہر اکہ میرا بچہ [illegible] سے دبلا ہوا اگر دوسری عورت کا بچہ لاتا اسے تو جو رو جفا کم کرتا اگر میرا بچہ تیرے جز سے ہوتا وہ عورت بھی کہتی کہ تکلیف ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حاصل آن کز ہر ذکر نا ید تری ہین زجاہل ترس گر دانشوری
دوستی جاہل شیرین سخن کم شنو کان ہست چون زہر کہن
جان مادر چشم روشن گویدت جز غم و حسرت از و نفزویدت
مر پدر را گوید آن مادر جہار کز مکتب بچہ ام شد بس نزار
از زن دیگر گرستش آوردۂ بر دمی این جور و جفا کم کردۂ
از جز از تو گر بدے این بچہ ام این فشار آن زن بگفتی نیز ہم
ہین بجہ زین مادر و تیبای او سیلئی بابا بہ از حلوای او
ہست مادر نفس بابا عقل زاد اولش تنگی و آخر بس کشاد
ای دہندہ عقلہا فریاد رس تا نخواہی تو نخواہد ہیچ کس
ہم طلب از تست وہم آن نیکوئی ما کئیم اول توئی آخر توئی
ہم تو گوئی وہم تو بشنو ہم تو باش ما ہمہ لاشیم با چندین تراش
زین حوالت رغبت افزا در سجود کاہلی و جبر مفرست و جمود
جبر باشد پر و بال کاملان جبر ہم زندان و بند کاہلان
ہمچو آب نیل دان این جبر را آب مومن را و خون مر گبر را
بال بازان را سوی سلطان برد بال زاغان را بگورستان برد
باز گرد اکنون تو در شرح عدم کو چو پازہر ست و پندارش سم
ہمچو ہندو بچہ ہان ای خواجہ تاش رو ز محمود عدم ترسان مباش
از وجودی ترس کاکنون در دلی آن خیالت لاشئی و تو لاشئی
لاشئی بر لاشئی عاشق شدہ ست ہیچ نے مر ہیچ نے را رہ زدہ ست

الغرض نے ہر ذکر سے ہو تری جاہلون سے ڈر جو ہو دانشوری
جاہل شیرین سخن کی دوستی مت سنے کہ ہو مثال کہنہ زہر کی
جان مادر چشم روشن کہ تجھے اُس سے جز حسرت کے نے تجکو ملے
باپ کو مادر کہے بس ظاہرا میرا بچہ ڈبلا مکتب سے ہوا
دوسری عورت کا بچہ لاتا تو اُس سے یہ جور و جفا کم کرتا تو
میرا بچہ ہوتا گر جز سے ترے کہتی عورت بھی یہی تکلیف سے
سلہ چاپلوسی ماں کی اب تو چھوڑ دے باپ کا خوش تھپڑ اسکے قند سے
نفس ماں اور عقل تیری باپ ہے پہلے رنج اور بعد راحت وہ رکھے
ای خرد بخش اے مرے فریاد رس تا نچاہے تو نچاہے کوئی کس
بھی طلب تجھسے وہ بھی وہ نیکوئی ہم ہین کون اول توئی آخر توئی
بھی کہے تو بھی سنے تو بھی رہے ہم ہین لاشے باوجود ان شکل کے
سلہ اس حوالہ سے سوا دیو بندگی جبر و سستی مت دے اور پژمردگی
جبر ہووے پر و بال کاملان جبر ہووے قید و بند کاہلان
مثل آب نیل جان اس جبر کو آب مومن کو و خون ہے گبر کو
باز کو لیجائے پر سلطان کی سو زاغ کو لیجائے گورستان کی سو
لوٹ اب تو جانب شرح عدم زہر مہرہ وہ بنے تو جانے سم
ہندو بچہ کی طرح اے نیک پے جا و محمود عدم سے مت ڈرے
در وجود اپنے سے تو اے اہل قال تو ہے لاشے تیرا لاشے ہو خیال
تو ہے لاشے عاشق لاشے ہو تو ہیچ مانع ہو گیا ہے ہیچ کو

سلہ چاپلوسی الخ ۵ شعر ماں کی چاپلوسی تو چھوڑ دے باپ کا تھپڑ بہتر ہے اُس کے قند دینے سے آگے حقائق ہین تیرا نفس ماں اور عقل باپ ہے کہ پہلے رنج و بعد راحت وہ رکھتا ہے آگے مناجات ہے اے خرد بخش و اے فریاد رس جب تک تو نہ چاہے کوئی آدمی نچاہے بھی تجھ سے طلب و بھی تجھ سے نیکی ہم کون ہین اول توئی آخر توئی ہے بھی تو کہے کہ بھی تو سنے و بھی تو رہے کہ ہم لاشے ہین باوجود اس شکل کے یعنی تو جاہل کی دوستی پر عمل نہ کر کہ گمراہی مین پڑے تو اہل عقل کی پیروی کر کہ منزل مقصود کو پہونچے آگے مناجات ہے فافہم ۱۲ سلہ اس حوالہ سے الخ ۸ شعر اس حوالہ سے بندگی سوا اور جبر و سستی و پژمردگی بہت دے جبر ہووے پر و بال کاملون کا اور جبر ہووے قید و بند کاہلون کا آگے مثال ہے مثل آب نیل کے جان اس جبر کو کہ آب مومن کو خون گبر کو ہے باز کو سلطان کی طرف لیجائے اور زاغ کو طرف گورستان کے لیجائے اب تو لوٹ شرح عدم کی طرف کہ وہ زہر مہرہ ہے اور تو سم جانتا ہے اے نیک پے اور ہندو بچہ کی طرح جا اور محمود عدم سے مت ڈر تو اپنے وجود سے ڈر اے اہل قال کہ تو لاشے ہے اور عاشق لاشے پر ہے کہ ہیچ مانع ہو گیا ہے ہیچ کو یعنی جبر کاہلوں پر ہے اور جاہل کو قید ہے کیونکہ ہم لاشے ہین اور لاشے پر عاشق ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ -

قوله علیه السلام للماضین هم الموت انما لهم حسرت الفوت

راست فرمود آن سپهدار بشر	که هر آنکو کرد از دنیا گذر
چون برون رفت این خیالات زمیان	گشت نامعقول او پرا عیان
نیستش درد و دریغ و غبن موت	بلکه هستش صد دریغ از بهر فوت
لیس للماضین هم الموت گفت	لیک شان با حسرت فوت آمد جفت
که چرا قبله نکردم مرگ را	مخزن هر دولت و هر برگ را
قبله کردم من همه عمر از حول	آن خیالاتیکه گم شد در اجل
حسرت آن مردگان از مرگ نیست	زانست کاندر نقشها کردیم ایست
ما ندیدیم آنکه این نقش ست و کف	کف ز دریا جنبد و یابد علف
چونکه بحر افگنده کفها را به بر	رو بگورستان دکفها را نگر
پس بگو کو جنبش و جولانتان	بحر افگندست در بحران تان
تا بگویندت بلب نے بل بحال	که ز دریا کن نه از ما این سوال
نقش چون کف کے بجنبد بے ز موج	خاک بے بادی کجا آید باوج
چون غبار نقش دیدی باد بین	کف چو دیدی قلزم ایجاد بین
هین ببین کز تو نظر آید بکار	باقیت شحمے و لحمے پود و تار

قال النبی صلی الله علیه وسلم لیس للماضین هم الموت انما لهم حسرت الفوت

اُس[1] سپهدار بشر نے سچ کہا	کہ گذر کے جو کہ دنیا سے گیا
یہ خیالات اُس سے جو خارج ہوئے	اور نامعقول اُسپر کھل گئے
اُسکو نے افسوس حسرت موت سے	بلکہ حسرت وقت کی ہے فوت سے
لیس للماضین ہم الموت ہے	لیکن ان کو حسرتیں ہین فوت سے
کہ[2] کیا بس کیون نہ قبلہ مرگ کو	اور خزانہ دولت و ہر برگ کو
احولی سے عمر بھر قبلہ کیا	اُن خیالون کو اجل سے جو فنا
حسرت اُن مردونکو نے ہے موت سے	اس سے ہے کہ صورتون مین ہم رہے
کف ہے یا صورت ہمین یہ نے کہا	کف ہلا دریا سے اور پائی غذا
کف کو جو دریا مین ڈالا بحر نے	جا کے گورستان مین کف کو دیکھ لے
پس کہو کہان ہین تمھاری جنبشین	بحر نے بحران مین ڈالا ہے تمھین
تا[3] کہین تجکو زبان حال سے	بحر سے کہ تو کہ ہم سے مت کہے
شکل جون کف کب ہلے بے موج کے	بے ہوا کب خاک جائے اوج پے
شکل دیکھی جون غبار اب باد دیکھ	کف کو دیکھا قلزم ایجاد دیکھ
دیکھ تیرے کام مین آئے نظر	باقی تجھ مین گوشت چربی ہے بشر

[1] اُس سپهدار بشر نے الخ ۴ شعر اس سپهدار بشر نے سچ کہا ہے کہ جو کوئی دنیا سے گذر گیا ہے یہ خیال جو اس سے خارج ہوئے اور نامعقول اُسپر اُسکو افسوس حسرت موت سے نہ ہووے بلکہ فوت وقت کی حسرت ہووے ترجمہ نہیں واسطے میرے ہودن کے غم موت کا لیکن انکو حسرتین ہین فوت سے یعنی اہل اللہ کو بعد مرگ کے کچھ حسرت نہ ہوگی بجز فوت وقت کے کہ ہم نے اپنی تمام عمر عبادت مین کیون نہین گزاری اور اکثر وقت بیکاری مین کیون گذرے آگے اس کا بیان ہے فافہم ١٢ [2] کہ کیا الخ ١٠ شعر کہ مرگ کو کیون نہ قبلہ کیا اور خزانہ و دولت و برگ کو عمر بھر احولی سے قبلہ کیا اُن خیالون کو کہ اجل سے فنا ہین اور ان مردون کو حسرت موت سے نہین ہے اُس سے ہے کہ ہم صورتون مین رہے کف ہے یا صورت ہے یہ ہمکو نہین سوجھا کف دریا سے ہلا اور غذا پائی جو کف بحر نے صحرا مین ڈالا تھا تو جا کر گورستان کف کو دیکھ کر پس کہو کہ تمھاری جنبش کہان ہین بحر نے بحران مین تمکو ڈالا ہے یعنی یہ صورت مثل کف کے ہے کہ دریا سے اس کو حرکت ہے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ [3] تا کہین تجکو زبان الخ ۶ شعر تا تجکو کہین زبان حال سے یہ تو بحر سے کہ ہم سے مت کہہ شکل جون کف بے موج کے کب ہلے اور بے ہوا خاک اوج پر کب جائے شکل مانند غبار کے دیکھی اب باد کو دیکھ کف کو دیکھ قلزم ایجاد کو دیکھ تو دیکھ کہ نظر تیری کام مین آئی باقی تجھ مین گوشت اور چربی ہے تیری شمع مین تاب نہین اور تیرے گوشت سے مستون کو کیا ب نہین تو تمام تن کو گلا جیسا نظر مین جا نظر مین اے بشر یعنی تو حرکت جسم کو دیکھتا ہے جان کو دیکھ کہ انسان نام کا ہے باقی گوشت و پوست ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ١٢

اشکم تو در شکمہا نقرہ و دتاب ۔ لحم تو مخمور را نامد کباب

شمع مین چربی سے تیری نہ ہو تاب ۔ گوشت سے تیرے نہ مستونکو کباب

در گداز این جملہ تن را در بصر ۔ در نظر رو در نظر رو در نظر

سارے تن کو تو گلا اندر بصر ۔ جا نظر مین جا نظر مین اے بشر

یک نظر دو گز ہمی بیند ز راہ ۔ یک نظر دو کون دید روی شاہ

[1] اک نظر دیکھی ہے دو گز راہ کو ۔ اک نظر دیکھے ہے روے شاہ کو

درمیان این دو فرقے بیشمار ۔ سرمہ جو واللہ اعلم بالاسرار

فرق ان دونون کے اندر بیشمار ۔ سرمہ لا واللہ اعلم بالاسرار

چون شنیدی شرح بحر نیستی ۔ کوش تا دائم بدین بحر ایستی

شرح بحر نیستی کی جو سنی ۔ سعی کرنا بحر مین ہو قائمی

چونکہ اصل کارگاہ این نیستی ست ۔ کو خلا و بے نشان ست و تہیست

جو کہ جڑ کامون کی ہے یہ نیستی ۔ بے نشان او رخالی کب ہے اور تہی

جملہ استادان پے اظہار کار ۔ نیستی جویند و جاے انکسار

کام کے اظہار کرنے کے لئے ۔ نیستی استاد سب ہین ڈھونڈھتے

لاجرم استاد استادان صمد ۔ کارگاہش نیستی و لا بود

اس لئے استاد استادونکا رب ۔ کارخانہ نیستی ہے اسکا رب

ہر کجا این نیستی افزون ترست ۔ کار حق و کارگاہش آن سرست

[2] جس جگہ یہ نیستی ہووے سوا ۔ کارخانہ اسکا ہووے وہ سرا

نیستی چون ہست بالائین طبق ۔ از ہمہ بردند درویشان سبق

نیستی جو کہ طبق بالائی ہے ۔ سب سے پس درویش سبقت لیگئے

خاصہ درویشی کہ شد بی جسم و مال ۔ کار فقر جسم دارد نے سوال

خاص جو درویش ہے بے جسم و مال ۔ جسم کا ہے کام فقر اور نے سوال

سائل آن باشد کہ جسم او گداخت ۔ قانع آن باشد کہ جسم خویش باخت

وہ ہے سائل جسم جو اسکا گلا ۔ وہ ہے قانع مال اپنا جو دیا

پس ز درد اکنون شکایت بر مدار ۔ کوست سوی نیست اسپے راہوار

پس شکایت درد سے تو مت کرے ۔ کان ہے گھوڑا نیست کی جانب چلے

این قدر گفتیم باقی فکر کن ۔ فکر اگر جامد بود رو ذکر کن

یہ کہا مین نے تو باقی فکر کر ۔ فکر گر جامد ہے جا تو ذکر کر

ذکر آرد فکر را در اہتزاز ۔ ذکر را خورشید این افسردہ ساز

[3] ذکر تا کر دیوے جاری فکر کو ۔ آفتاب اس فکر کا کر ذکر کو

اصل خود جذبہ ست لیک اے خواجہ تاش ۔ کار کن موقوف آن جذبہ مباش

اصل جذبہ ہے ولیکن اے نکو ۔ کام کر جذبہ پہ قانع مت رہو

زانکہ ترک کار چون نازے بود ۔ ناز کی در خور د جانبازی بود

ترک کرنا کام کا جو ناز ہے ۔ ناز بس کب لائق جانباز ہے

---

[1] اک نظر الخ ۶ شعر ایک نظر دو گز راہ کو دیکھتی ہے اور ایک روے شاہ کو دیکھتی ہے ان دونون کے اندر فرق بیشمار ہے سرمہ کو ڈھونڈھ واللہ جاننے والا بھید ون کا ہے یعنی مرشد پیدا کر اس کی نظر عنایت سے دید تجکو حاصل ہو جو شرح بحر نیستی کی سنی کوشش کرنا بحر مین تو قائم ہو جو کہ کامون کی جڑ یہ نیستی ہو پس کب بے نشان و خالی و تہی ہے کام کے اظہار کرنے کے واسطے سب استاد نیستی ڈھونڈھتے ہین اس واسطے استاد استادون کا رب ہے اور نیستی اس کا کارخانہ ہے یعنی سب لوگ نیستی کو چاہتے ہین پس تو نیستی کو طلب کر کام تیرا برتر ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] جس جگہ الخ ۶ شعر جس جا نیستی سوا ہووے اس کا کارخانہ دوسرا ہووے جو کہ نیستی طبق بالا ہے اس واسطے درویش سب سے سبقت لے گئے خاص کر جو درویش کہ بے جسم و بال ہے جسم و فقر کا کام نہ سوال وہ سائل ہے کہ جو جسم اسکا گلا اور وہ قانع ہے کہ جس نے اپنا مال راہ حق مین دیا یعنی جو درویش کہ اپنا جسم گلائے وہ سائل ہے اور جو اپنا مال راہ حق مین دیوے وہ قانع ہے پس تو شکایت درد اب مت کر گھوڑا کہان ہے کہ نیست کی جانب چلے یہ مین نے کہا تو باقی فکر کر اگر فکر جامد کی تو جا ذکر کر یعنی نیستی حاصل کرنے کے واسطے اول ذکر کرتا فکر حاصل ہو اور فکر سے جذب پیدا ہو پس جذب تجکو یار تک پہونچا دے گا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] ذکر تا کر دیوے الخ ۷ شعر تا ذکر جاری کر دیوے فکر کو آفتاب اس فکر کا ذکر کر اصل جذبہ ہے ولیکن تو کام کر جذبہ پر قانع مت ہو کام کا ترک کرنا جو ناز ہے پس ناز کب لائق جانباز ہے بے قبول درد کے تو فکر کر اور امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام پس مرغ جذبہ آشیانہ سے اڑے تو صبح دیکھے شمع کو بجھا دے یعنی تو قبول درد کی فکر مت کر امر و نہی کا چاہئے پابند جب وہ گذرگاہ نور کا دیدہ سے تو ملتفت دیکھے علین اندر پست کے تو ذرہ مین خورشید بقا دیکھے اور کل دریا قطرہ مین بھرا دیکھے آگے اسکا بیان ہے ۱۲

نے قبول اندیشہ نے رد اے غلام　　امر را و نہی را می بین مدام
مرغ جذبہ ناگہان پرد ز عش　　چونکہ دیدی صبح شمع آنگہ بکش
چشمہا چون شد گذارہ نور اوست　　مغزہا می بیند او در عین پوست
بیند اندر ذرہ خورشید بقا　　بیند اندر قطرہ کل بحر را

نے قبول ورد کی کر اے غلام　　امر و نہی کو دیکھتا رہ تو مدام
مرغ جذبہ آشیان سے ہیں اُڑے　　صبح دیکھی شمع کو تو پھونک دے
جب گذر گہ نور کا دیدہ بنے　　مغز دیکھے عین اندر پوست کے
دیکھے ذرہ میں تو خورشید بقا　　دیکھے قطرہ میں تو کل دریا بھلا

بازگشتن بحکایت صوفی بر لب جوی

لوٹنا طرف حکایت صوفی کے لب جو پر

گفت صوفی در قصاص یک قفا　　سر بشاید باد دادن در عمی
خرقۂ تسلیم اندر گردنم　　بین چہ آسان کرد سیلی خوردنم
دید صوفی خصم خود را سخت زار　　گفت اگر مشتش زنم من خصم وار
او بیک مشتم بریزد چون رصاص　　شاہ فرماید مرا زجر و قصاص
خیمہ ویران ست و بشکستہ وتد　　او بہانہ می کند تا در فتد
بہر این مردہ دریغ آید دریغ　　کہ قصاصم افتد اندر زیر تیغ
چون نمی تانست کف بر خصم زد　　عزمش آن شد کش بقاضی برد
کہ ترازوی حق ست و کیل او　　زان سوی حق ست دام میل او
مخلص ست از مکر دیو و حیلہ اش　　ہامن ست از قید دیو قبلہ اش
ہست او مقراض احقاد و جدال　　قاطع جنگ دو خصم و قیل و قال
دیو در شیشہ کند افسون او　　فتنہ ہا ساکن کند قانون او
چون ترازو دید خصم پر طمع　　سرکشی بگذارد و گردد تبع

بولا[۵] صوفی اک چپت کے واسطے　　اندھے پن سے سر نہ دینا چاہیئے
میرے تن میں جامۂ تسلیم نے　　اک چپت کھانا کیا آسان مجھے
سخت لاغر دیکھا صوفی نے عدو　　بولا گھونسا ماروں گر اس شخص کو
جو کنہیر اک میرے گھونسے سے گلے　　شہ قصاص اور زجر فرمائے مجھے
وہ پُرانا خیمہ ٹوٹی میخ ہے　　ڈھونڈھتا حیلہ ہے تا کہ گر پڑے
حیف[۶] اس مردہ پہ آتا ہے مجھے　　کہ قصاص جو میرا نیچے تیغ کے
جو عدو کو مار نے سکتا ہوں میں　　پاس قاضی کے اُسے لیجاؤں میں
کہ وہ پیمانہ ترازوِ حق کا ہے　　کیونکہ سوے حق سدا رغبت رکھے
مکر سے ہر دیو کے جو چھوٹا ہوا　　قید سے دیوون کی وہ امین ہوا
ہے وہ قینچی کینۂ پیکار کا　　قاطع دو دشمن کی ہے تکرار کا
اُسکا افسون دیو شیشہ میں کرے　　اُسکا قانون فتنہ بس ساکن کرے
جو[۷] ترازو دیکھے دشمن نے کہا　　سرکشی کو ترک اور تابع ہوا

سے۵ بولا صوفی الخ ۵ شعر صوفی نے کہا کہ ایک چپت کے واسطے اندھے پن سے سر نہ دینا چاہیئے جامۂ تسلیم نے میرے تن میں ایک چپت کھانا مجھے آسان کیا صوفی نے عدو کو سخت لاغر دیکھا کہا کہ اگر ایک گھونسا ماروں اُس شخص کو کنہیر کے مانند میرے گھونسے سے گلے بادشاہ قصاص اور زجر مجھے فرمائے آگے مثال ہے وہ پُرانا خیمہ اور ٹوٹی میخ مکر اور حیلہ ڈھونڈھتا ہے کہ تا گر پڑے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲
سے۶ حیف الخ ۶ شعر اس مردہ پر مجھے افسوس آتا ہے کہ میرا قصاص زیر تیغ ہو جو میں دشمن کو مار نہیں سکتا ہوں اُسے پاس قاضی کے میں لیجاؤں کہ وہ پیمانہ و ترازو حق کا ہے کیونکہ حق کی جانب ہمیشہ رغبت رکھتا ہے دیو کے مکر سے چھوٹا ہوا ہے اور دیوؤں کی قید سے محفوظ رہا ہے وہ قینچی ہے جنگ و پیکار کی اور قاطع ہے دو دشمن کی تکرار کا اس کا افسون دیو کے شیشہ میں کرتا ہے اور اسکا قانون فتنہ کو ساکن رکھتا ہے یعنی علمائے اہل کمال واسطے حق و باطل کی ترازو حق کی ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سے۷ جو ترازو الخ ۷ شعر جو ترازو دیکھے دشمن نے سرکشی کو ترک کیا اور تابع ہوا اگر ترازو میں منصفی نہیں ہے قسم سے راضی ہووے قاضی ایلہ ہے کب راضی ہو تو طمع ہی رکھتا ہے بسبب بے دانشی و ابلہی کے قاضی رحمت اور دفع تکرار ہے اور ایک قطرہ ہے دریائے عدل محشر سے قطرہ ہے اگرچہ چھوٹا دکوتاہ دیکھتا ہے مگر لطف آب بحر کا اس سے پیدا ہے اگر تو خیمہ تن کو ظلمت سے پاک رکھے تو ایک قطرہ سے بحر کو دیکھے آگے اس کی مثال ہی ہر ایک جزو حال کل پر گواہ ہے شفق کے مانند غماز خورشید کا ظاہر ہے یعنی قاضی عدل حق کا نمونہ ہے جیسے قطرہ بحر کا نمونہ مگر ایسا نمونہ ہی کہ وہ جزو کل کا کام دیتا ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

در ترازو گر نیست افزون ہیش — از قسم راضی نہ گردد آگہیش
کے شود راضی ز تو طبع تہیش — از پئے بے دانشی و ابلہیش
ہست قاضی رحمت و دفع ستیز — قطرۂ از بحر عدل رستخیز
قطرہ گرچہ خرد و کوتہ پا بود — لطف آب بحر ازو پیدا بود
از غبار ار پاک داری کلہ را — تو زیک قطرہ ببینی دجلہ را
جزوہا بر حال کلہا شاہد ست — چون شفق غماز خورشید آمد ست
آن قسم بر جسم احمد راز حق — آنچہ فرمودست کلا و الشفق
مور بر دانہ چرا لرزان بدے — گر از آن یکدانہ خرمن دربدے
بر سر حرف آ کہ صوفی بیدل ست — در مکافات جزا مستعجل ست
اے تو کردہ ظلمہا چون خوشدلی — از تقاضاے مکافی غافلی
یا فراموشت شدست آن کردہات — کہ فرو آویخت غفلت پردہات
جرم گردون رشک بردی بر صفات — گر نہ خصمیہاستی اندر قفات
لیک محبوسی برای آن حقوق — اندک اندک عذر میخواہ از عقوق
تا بیکبارت نگیرد محتسب — آب خود روشن کن اکنون یا محب

گر ترازو مین نہین ہے منصفی — سنے قسم سے ہووے راضی ابلہی
کب ہو راضی وہ تو ہی طبع تہی — باعث بے دانشی و ابلہی
قاضی رحمت اور دافع جنگ ہے — ایک قطرہ بحر عدل حشر ہے
قطرہ گرچہ چھوٹا او رکوتہ دکھے — لطف آب بحر پیدا اس سے ہے
خیمہ گر ظلمت سے رکھے پاک تو — ایک قطرہ سے تو دیکھے بحر کو
جزو ہر اک حال کل پر ہے گواہ — جون شفق غماز خور ہے ظاہرا
[1] جسم احمد کی قسم کھاتا ہے حق — جو کہ فرمایا ہے کلا و الشفق
کس لئے دانہ پہ چیونٹی کانپتی — گر وہ اک دانہ سے خرمن جانتی
قصہ پر آ بیدلی [illegible] رکھے — اور جزا لینے مین وہ جلدی کرے
ظالما اس ظلم سے خوشدل ہے کیون — اور عوض سے اسکے تو غافل ہے کیون
یا تو بھولا اس کئے سے اپنے کو ہے — ڈالا پردہ تجھ پہ غفلت نے جو ہے
تیری رشک ہوتا صفا سے چرخ کو — گر چپیت مین دشمنی رکھتا نہ تو
قید ہے تو ان حقوقون کے لئے — تھوڑا تھوڑا عذر چاہ اس عاق سے
دفعۃً تجکو نہ پکڑے محتسب — روشن اب کر آپ اپنا یا محب

رفتن صوفی سوے آن سیلی زن و بردن او را بہ قاضی

جانا صوفی کا طرف اس چپیت مارنیوالے کے اور اس کو لیجانا پاس قاضی کے

رفت صوفی سوی آن سیلی زنش — دست زد چون مدعی بر دامنش
اندر آوردش بر قاضی کشان — کاین خر ادبار را بر خر نشان
یا بزخم درہ دہ او را جزا — آنچنانکہ راے تو بیند سزا

[2] اس چپیت زن پاس صوفی گیا — پکڑا دامن مدعی کے مثل جا
لایا اس کو پیش قاضی کھینچکر — کہ تو اس خر کو بٹھا پشت خر
یا دے زخم درہ سے اسکو جزا — راے تیری جس طرح دیکھے سزا

[1] جسم احمد کی آلخ ۸ شعر حق جسم احمد کی قسم کھاتا ہے کہ جو فرمایا ہے ترجمہ قسم کھاتا ہون مین شفق کی ایک دانہ پر چیونٹی کسواسطے کانپتی ہے اگر وہ ایک دانہ سے خرمن جانتی تو قصہ پر آ صوفی بیدلی رکھتا ہے اور جزا لینے مین جلدی کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہین اے شخص تو نے ظلم کیا تو خوشدل کیون ہے اور تقاضاے بدلے سے غافل کیون ہے یا تو اسکے لئے اپنے کو بھولا جو غفلت نے تجھپر پردہ ڈالا ہے تیری صفائی سے رشک ہوتا ہے چرخ کو اگر چپیت میں دشمنی نہ رکھتا تو ان حقوقون کیواسطے قید ہے تھوڑا تھوڑا عذر چاہ اس عاق سے تا محتسب دفعۃً تجکو نہ پکڑے اب روشن کر اب اپنے کو اے محب یعنی جو ظلم کرکے تو خوشدل ہوتا ہے اس کے بدلہ سے غافل کیون رہتا ہے آگے قاضی کے پاس جانے کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] اس چپیت زن آلخ ۵ شعر اس چپیت مارنے والے کے پاس صوفی گیا اور مدعی کے مانند جا کر دامن پکڑا اس کو کھینچکر قاضی کے پاس لایا کہ تو اس خر کو بٹھا پشت پر خر یا زخم درہ سے اسکو جزا دے جیسی تیری راے سزا دیکھے کہ جو کوئی تیرے ہاتھون سے مرے تو وہ سختی نہ پہونچا وان نہ کرے تو حق کا نائب ہے و سایہ عدل کا اور حق کا آئینہ اور مستحق ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲

فارسی	فارسی	اردو	اردو
کانکہ از زخم تو میرد در دیار	پر تو نادان نیست باشد آن جبار	کہ ترے جو کوئی زخمون سے مرے	تجھ پر سے نادان وہ سختی کرے
نائب حق است و سایہ عدل حق	آئنہ حق ست و باشد مستحق	حق کا نائب ہو وسایہ عدل حق	حق کا آئینہ ہے اور ہے مستحق
کو ادب از بہر مظلومی کند	نے برای عرض و خشم و دخل خود	کہ ادب[۱] مظلوم کی خاطر وہ دے	نے غرض اور خشم و نفع کے لئے
چون برای حق و روز آجل ست	گر خطائی شد دیت بر عاقل ست	جو ہے حق کے اور محشر کے لئے	گر خطا ہووے دیت عاقل پہ ہے
عاقلہ او کیست دانی ہست حق	سوی بیت المال برگردان ورق	اسکا عاقل کون تو جانے ہے حق	لوٹ بیت المال کیجانب ورق
آنکہ بہر حق زند او آمن ست	و آنکہ بہر خود زند او ضامن ست	وہ امین ہے مارے جو حق کے لئے	وہ ہے ضامن مارے جو اپنے لئے
گر بزد والد پسر را او بمرد	آن پدر را خون بہا باید شمرد	گر پسر کو باپ مارے وہ مرے	اُس پدر کو خونبہا دینا پڑے
زانکہ او را بہر کار خویش زد	خدمت او واجب آمد بر ولد	کیونکہ اُسکو مارے اپنے واسطے	خدمت اسکی واجب آئی پور پے
چون معلم زد صبی را شد تلف	بر معلم نیست چیزے لا تخف	گر[۲] معلم مارے لڑکے کو مرے	اُس معلم پر نہین کچھ خوف ہے
کان معلم نائب افتاد و امین	ہر امین را ہست حکمش ہمچنین	کہ امین آیا معلم وہ دے	جو امین ہے اُس کو یہی حکم ہے
نیست واجب خدمت استا برو	پس زجر استا نبودش کار جو	سئے ہے واجب خدمت اُستا کی اسے	سئے اُسے دھمکا کے اپنا کام لے
در پدر زد او برای خود زدست	لاجرم از خون بہا دادن نرست	باپ نے مارا اُسے اپنے لئے	خون بہا دینا پڑا اسواسطے
پس خودی را سر ببر ز ذو الفقار	بیخودی شو فانی و درویش وار	پس خودی کا تیغ سے سر کاٹ تو	اور کر بیخود و فانی آپ کو
چون شدی بیخود ہر آنچہ تو کنی	مارمیت اذ رمیت آمنی	جب ہوا بیخود ہو تو جو چاہے کر	مارمیت اذ رمیت ہے نذر
آن ضمان بر حق بود نے بر امین	ہست تفصیلش بفقہ اندر ببین	نے امین پر وہ ضمانت حق پہ ہے	اُس کی ہے تفصیل اندر فقہ کے
ہر دکانے راست بازار دگر	مثنوی دکان فقر است ای پدر	ہر[۳] دکان کا اور ہی بازار ہے	مثنوی دکان فقر اے یار ہے
در دکان کفشگر چرم ست خوب	قالب کفش ست اگر بینی تو چوب	کفشگر کی ہے دکان مین چرم خوب	کفش کا قالب ہے گر دیکھے تو چوب
پیش بزازان خز و اکسون بود	بہر گز باشد اگر آہن بود	مخمل اطلس پاس بزازون کے ہے	گر ہے آہن تو ہے گز کے واسطے

سـلـہ کہ ادب الخ ۶ شعر کہ وہ ادب مظلوم کی خاطر دے نہ غرض و نہ خشم و نفع کیواسطے جو حق و محشر کیواسطے ہے اگر خطا ہووے ذنب عاقلہ پر ہے تو جانتا ہے کہ اسکا عاقلہ کون ہے حق ہے بیت المال کی جانب ورق لوٹ جو حق کے واسطے مارے وہ امین ہے اور جو اپنے واسطے مارے وہ ضامن ہے آگے اسکی مثال ہے اگر پسر کو باپ مارے اور وہ مرے اس پدر کو خونبہا دینا پڑیگا کیونکہ اس کو اپنے واسطے مارا ہے کہ اسکی خدمت پسر پر واجب آئی یعنی جو کوئی کسی کو مارے تو دیت اُس کی عاقلہ پر ہے پس خدا کے واسطے مارے اور اس مین خطا ہو جاوے تو اسکا عاقلہ حق ہے پس دیت اُس کی حق دیگا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سـلـہ گر معلم مارے الخ ۷ شعر اگر معلم لڑکے کو مارے اس معلم پر کچھ خوف نہین ہے کہ وہ معلم امین آیا ہے اور جو امین ہے اس کو خدمت اُستاد کی واجب نہین اور نہ اُستاد اس سے دھمکا کر کام لے اس کو باپ نے اپنے واسطے مارا اسواسطے خونبہا اسے دینا پڑا آگے اسکے حقائق ہین پس تو خودی کا تیغ سے سر کاٹ اور آپ کو بیخود و فانی کر کہ جب تو بیخود ہوا ہے جو چاہے کر ترجمہ نہین پھینکا تو نے جس وقت کہ پھینکا تو نے پس تو بیخود ہے امین پر نہین وہ ضمانت حق پہ ہے اس کی تفصیل فقہ مین ہے یعنی بحالت بیخودی جو تو کریگا اس کا مواخذہ تجھسے نہوگا بموجب شریعت کے اس کی آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سـلـہ ہر دکان الخ ۵ شعر ہر ایک دکان کا اور ہی بازار ہے مثنوی دکان فقر کی اے یار ہے کفشگر کی دکان مین چرم خوب ہے تو وہ چوبی کفش کا قالب ہے مخمل و اطلس بزازون کے پاس ہے اگر آہن ہے تو گز کے واسطے ہے پس میری دکان وحدت کی ہے جو واحد کے غیر دیکھے اس کو بت جان سب جو غیر واحد اس مین تو دیکھے ان سب چیز کو یکسان بت جان یعنی یہ مثنوی دکان وحدت کی ہے جو تو غیر واحد کے دیکھے اسکو بت جان آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

مثنوی ما دکان وحدت است — غیر واحد ہرچہ بینی آن بت است
مثنوی میری دکان وحدت کی ہے — غیر واحد جو دکھے بت جان ہے

غیر واحد ہرچہ بینی اندرین — بیگمان نے جملہ را بت دان یقین
غیر واحد دیکھے جو کچھ اس مین تو — بیگمان بت جان اس سب چیز کو

بت ستودن بہر دام عامہ را — ہمچنان دان کالغرانیق العلی
پھانسنے کو[51] عام کے تب کی ثنا — جان جیسے کالغرانیق العلی

خواندش اندر سورۂ والنجم زود — لیک آن فتنہ بد از سورۃ نبود
سورۂ والنجم مین اسکو پڑھا — لیک وہ فتنہ تھا سورۃ سے نہ تھا

جملہ کفار آن زمان ساجد شدند — ہم سری بود آنکہ سر بر در زدند
کافرون نے اُس گھڑی سجدہ کیا — بھید تھا وہ جو کہ سر در پر رکھا

بعد ازین حرفیست پیچاپیچ دور — با سلیمان باش دیوان را مشور
بعد اُس کے حرف ہے اک پیچدار — چھوڑ دیون کو سلیمان کا ہو یار

ہین حدیث صوفی و قاضی بیار — وان ستمگار و ضعیف زار زار
بات اب صوفی کی اور قاضی کی کر — اور اس آزار رس عاصی کی کر

ہم در تقریر قصہ قاضی و صوفی

بھی تقریر مین قاضی و صوفی کے

گفت قاضی ثبت العرش ای پسر — تا بر و نقشی کنم از خیر و شر
بولا[52] قاضی تختی قائم کر پسر — تا لکھون مین اُسپہ نقش خیر و شر

کو زننده کو محل انتقام — کاین خیالے گشتہ است اندر سقام
کس نے مارا اور کہان جائے جزا — کہ مرض مین یہ خیال اسکو ہوا

شرع بہر زندگان و اغنیاست — شرع بر اصحاب گورستان کجاست
شرع ہے زندون غنی کیواسطے — شرع کب ہے اہل گورستان پے

آن گروہے کز فقیرے بے برند — صد جہت زان مردگان فانی ترند
وہ گروہ کہ فقر سے آگاہ ہے — فانی مردون سے سوا سو وجہ سے

مردہ از یک روست فانی در گزند — صوفیان از صد جہت فانی شدند
اک جہت سے مردہ صدمہ مین فنا — جملہ صوفی سو جہت سے ہین فنا

مرگ یک قتل ست واین صد ہزار — ہر یکے را خونبہائے بے شمار
مرگ ہے اک قتل یہ لاکھون ہزار — خونبہا ہر ایک کا ہے بے شمار

گرچہ کشت این قوم را حق بارہا — ریخت بہر خونبہا انبار ہا
حق نے کشتہ قوم یہ کی بارہا — اور ذخیرہ رکھا بہر خونبہا

ہمچو جرجیس اندہر یک در سرار — کشتہ کشتہ زندہ گشتہ چندبار
مثل[53] جرجیس ہین یہ ہر ایک از دار — کشتہ اور زندہ ہوئے ہین چند بار

[51] پھانسنے کو آلخ ۵ شعر عام کی جان پھانسنے کو جان جیسی غرانیق العلی اسکو سورہ والنجم مین پڑھا لیکن وہ فتنہ تھا سورہ سے نہ تھا اسلام کافرون نے سجدہ کیا وہ بھید تھا جو کہ سر در دروازے پر رکھا اس کے بعد ایک حرف ہے پیچدار دیوون کو چھوڑ سلیمان کا یار ہو اب بات صوفی و قاضی کی کر اس آزار رس قاضی کی کر یعنی ہنگام پڑھنے کے سورہ والنجم کی جناب رسول مقبول صلعم کی بآواز شیطان الفاظ غرانیق العلی کے کفار کے کان مین آئی ہے پس کفار نے سجدہ کیا حالانکہ جناب رسول مقبول صلعم نے وہ لفظ نہین فرمائے تھے پس مثنوی کے شعر بھی اسی طور پر ہین بقول بحرالعلوم یعنی جو شعر مثنوی مین غیر وحدت کے معلوم ہون اُسمین بھی ایک بھید ہے واسطے رجوع عام کے آگے قاضی و صوفی کا بیان ہے فافہم ۱۲ [52] بولا قاضی آلخ ۷ شعر قاضی نے کہا کہ تختی قائم کرتا کہ اُسپر نقش خیر و شر کا لکھون کسے مارا و جزا کہان جائیگی کہ مرض مین یہ خیال اُسکو ہوا شرع زندون و غنی کے واسطے ہے اہل گورستان پر شرع کب ہے آگے اسکے حقائق ہین وہ گروہ فقر سے آگاہ ہر سو وجہ مردون سے فانی تر ہے مردہ ایک جہت سے صدمہ مین فنا ہے اور سب صوفی سو جہت سے فنا ہین مرگ ایک قتل ہے اور لاکھون ہزار ہین کہ ہر ایک کا خونبہا بے شمار ہے حق نے یہ قوم بارہا کشتہ کی اور واسطے خونبہا کے ذخیرہ رکھا یعنی صوفی ہزارہا بار مرتا و زندہ ہوتا ہے اور ہر ایک فنا کے عوض خونبہا حق پاتا ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ [53] مثل جرجیس آلخ ۲ شعر یہ ایک راز و ارمثال جرجیس علم کے ہین کہ چند بار کشتہ اور زندہ ہوئے ہین ذوق سنان یار سے کشتہ اور زندہ ہوئے اور آرزو رکھتے ہین کہ اور زخم دے والله عشق دیدہ و جان جدت سے کشتہ ہے دوبارہ قتل آگے رجوع بقصد ہے قاضی سے کہا کہ میرے زندون پر قضا ہے اہل گورستان کا مین کب حاکم ہون اگرچہ یہ بظاہر در گور نہین ہے اس کے جسم و اعضاء اندر گور کے مردے ہین دیکھ اگر ایک اینٹ گور سے تجہیز کرے عاقل کب گور سے انتقام چاہے یعنی تن مردہ سے جو صدمہ پہونچے وہ لائق قصاص کے نہین ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

کشتۂ از ذوق سنان دادگر | می بزارد که بزن زخمی دگر
والله از عشق وجود جان پرست | کشتہ بر قتل دوم عاشق ترست
گفت قاضی من قضادار حیم | حاکم اصحاب گورستان کیم
این بصورت گرنہ در گورست پست | گورہا در دودمانش آمده است
پس بدیدی مرده اندر گور تو | گور را در مرده بین اے کور تو
گر ز گوری بر تو خشتی او فتاد | عاقلان از گور کے خواهند داد
گرد خشم و کینۂ مرده مگرد | هین مکن با نقش گرمابہ نبرد
شکر کن که زنده بر تو نه زد | کانکہ زنده رد کند حق کرد رد
خشم احیا خشم حق و زخم اوست | که بحق زنده است آن پاکیزه پوست
حق بکشت او را و در پاچہ اش دمید | زود قصابانہ جلد از وی کشید
نفخ در وی باقی آمد تا ماب | نفخ حق نبود چو نفخۂ آن قصاب
فرق بسیارست بین النفختین | این همہ زین است باقی جمله شین
این حیات از وی برید و شد مضر | وان حیات از نفخ حق شد مستمر
این دم آن دم نیست کآید بشرح | هین بر آ زین قعر چه بالای صرح
نیستش بر خر نشاندن مجتهد | نقش هیزم را کسی بر خر نهد
بر نشست او نہ پشت خر سزد | پشت تابوتیش اولی تر سزد
ظلم چه بود وضع غیر موضعش | هین مکن در غیر موضع ضائعش
گفت صوفی پس روا داری که او | سیلیم زد بے قصاص و بے تسو
کے روا باشد که هر خرس قلاش | صوفیان را صفع اندازد بلاش
گفت صوفی را چه باک از صفع خیر | با چنین بیمار کم کن ستیز

آرزو رکھین کہ اک زخم اور دے | کشتہ ہین ذوق سنان یار سے
کشتہ عاشق تر دوبارہ قتل سے | واللہ جان پرور کے تن کے عشق سے
کب ہو حاکم اہل گورستان کا | بولا قاضی میرے زندون پر قضا
اس کے جسم و عضا کے اندر گور ہے | یہ بظاہر گر نہین در گور ہے
گور مردہ بین تو اندھے دیکھ لے | دیکھے تو نے مردے اندر گور کے
چاہئے کب انصاف عاقل گور سے | گور سے گر اینٹ اک تجھ پر گرے
جنگ مت کر نقش سے حمام کے | خشم[۵۱] مت کر ابتو مردہ جسم پے
رد کیا حق نے جو زندہ رد کرے | شکر کر زندہ نے نے مارا تجھے
کہ وہ حق کے ساتھ زندہ جان ہے | خشم زندہ کا خدا کا خشم ہے
مثل قصاب اسکو کھینچا جلد سے | حق نے مارا پھونکا اندر پوست کے
نفخ حق نے نفخ جون قصاب کے | نفخ اس کے درمیان باقی رہے
کل یہ زینت باقی سب زشتی رکھے | دونون نفخون مین بہت سا فرق ہے
وہ حیات ہو نفخ حق سے دائما | یہ حیات اس سے کٹے ہونا روا
قعر چہ سے تو نکل تا آسمان | یہ دم اُس دم سا نہین کہ ہو بیان
نقش ہیزم کوئی بھی خر پر رکھے | اُسکو[۵۲] نے خر پر بٹھانا جہد ہے
پشت تابوت اُسکے لائق خوب تر | لائق اسکے بیٹھنے کے کب ہے خر
ضائع مت کر غیر جا مین تو بھلا | ظلم کیا ہے خرچ کرنا غیر جا
مارے تھپڑا اور قصاص اس سے نہ | بولا صوفی کہ روا رکھے کہ وہ
صوفیون کو مارے تھپڑ دے ضرر | کب روا ہو کہ ہر اک اوباش خر
جھگڑا مت کر ایسے تو بیمار سے | بولا[۵۳] قاضی کیا چپت سے خوف ہے

[۵۱] خشم مت کر آلخ ۸ شعر تجسیم مردہ پر خشم نہ کر اور نقش حمام سے جنگ مت کر شکر کر کہ تجکو زندہ نے نہین مارا حق رد کرے جو کہ زندہ رد کرے خشم زندہ کرے خدا کا ہے کہ وہ ساتھ حق کے زندہ ہے جان سے حق نے مارا پھونکا پوست مین اور قصاب کے مانند کھینچا پوست سے نفخ اسکے اندر باقی رہے کہ نفخ حق کا مانند نفخ قصاب کے نہین ہے دونون نفخون مین فرق ہے یہ کل زینت ہے اور باقی زشتی رکھتی ہے یہ حیات اس سے کٹے ناروا ہو اور وہ حیات نفخ حق ہے دائما ہو یہ دم اُس دم کے مانند نہین کہ بیان ہو قعر چاہ سے نکل تا بالای آسمان یعنی تو شکر کر کہ تجکو زندہ یعنی واصل حق نے نہین مارا ہے کہ اسکا مارنا عین حق کا مارنا ہے کہ فعل اسکا فعل خدا کا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [۵۲] اسکو آلخ ۵ شعر اسکو خر پر بٹھانا کوشش نہین ہے کوئی بھی نقش ہیزم کو خر پر رکھتا ہے پشت خر اسکے بیٹھنے کے کب لائق ہے خوب تر ظلم کیا ہے غیر جگہ خرچ کرنا پس تو غیر جا مین مت ضائع کر صوفی نے کہا تو روا رکھتا ہے کہ وہ تھپڑ مارے اور قصاص اس سے نہو یہ کب روا ہے کہ ہر ایک اوباش صوفیون کو تھپڑ مارے اور ضرر دیوے یعنی وہ ظلم ہے کہ غیر موقع پر وہ شے خرچ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۳] بولا قاضی آلخ ۸ شعر قاضی نے کہا کہ چپت سے کیا خوف ہے ایسے بیمار سے تو جھگڑا مت کر اے صوفی تو بیش و کم کیا رکھتا ہے کہا کہ اس پاس چھ درم رکھتا ہون قاضی نے کہا کہ یقین وہ سو تو خود خرچ کر اور تین درم اس کو دے عاجز و بیمار و درویش ہے ہماری بود و باش کیواسطے تو تین درم دے قاضی و صوفی باہم قال کرتے تھے ولیکن اُس مجذوب کا سخت حال تھا جانب گردن قاضی کے جو نظر کی صوفی کی گردن سے خوب تر پائی بس ہاتھ اٹھا چپت کیواسطے کہ میری چپت کا قصاص ازان بڑ قاضی کے کان مین کچھ کہنے کو جھکا اور ایک چپت قاضی کے سر پر جڑ دی باقی حال چپت مارنے کا آگے ہے فافہم ۱۲

این چه داری صوفیا از بیش و کم | گفت دارم نیم جهان شش درم
گفت قاضی سه درم تو خرج کن | وان سه دیگر را بدو ده بی سخن
زار و رنجورست و درویش و ضعیف | سه درم می باشدش در تره و رغیف
قاضی و صوفی بهم در قیل و قال | لیک این رنجور زار و سخت حال
بر قفای قاضی افتادش نظر | از قفای صوفی آمد خوب تر
راست میکرد از پی سیلیش دست | که قصاص سیلیم ارزان شده است
سوی گوش قاضی آمد بهر راز | سیلیی آورد قاضی را فراز

سوفیا رکھتا ہے کیا تو بیش و کم | بولا رکھوں اس جہاں میں چھ درم
بولا قاضی تین تو خود خرچ کر | اور درم تین اسکو دے ای بیخبر
عاجز و بیمار اور درویش ہے | نان و بھاجی کو درم تو تین دے
قاضی اور صوفی بہم کرتے تھے قال | لیکن اس رنجور کا تھا سخت حال
گردن قاضی کی سوجھی کی نظر | گردن صوفی سے پائی خوب تر
ہاتھ تانا پس چپت کے واسطے | کہ قصاص ارزان چپت میری بکے
کان میں کچھ کہنے قاضی کے جھکا | اک چپت قاضی کے اسنے پس جڑا

سیلی زدن رنجور قاضی را و زنش کردن صوفی او را | چپت مارنا رنجور کا قاضی کو اور طعن کرنا صوفی کا اسکو

گفت هر شش را بیار ای دو خصم | تا روم آزاد بی خرخاش و وصم
گشت قاضی طیره صوفی گفت هی | حکم تو عدلست لا شک نیست غی
آنچه نه پسندی بخود ای شیخ دین | چون پسندی بر برادر ای امین
این ندانی گر پی من چه کنی | هم در آن چه عاقبت خویش افگنی
من حفر بیرا نخواندی از خبر | آنچه خواندی کن عمل جان ای پدر
آن یکی حکمت چنین بد در قضا | کان ترا آورد سیلی در قفا
وای بر احکام دیگر های تو | تا چه آرد بر سر و بر پای تو
ظالمی را رحم آری از کرم | که برای نفقه بدهش سه درم
دست ظالم را ببر چه جای آن | که بدست او نهی حکم و عنان
تو بدان میمانی ای مجهول داد | که نژاد گرگ را او شیر داد

بولا لا تو چھ درم دونوں عدو | جاؤں تا آزاد میں بے عیب جو
سن ہوا قاضی تو صوفی نے کہا | حکم تیرا عدل بیشک نے برا
جو پسند اپنے پے نے تو نے کیا | کیوں پسند اب بھائی پر تو نے کیا
یہ نہ جانے کھودے چہ میرے لئے | بھی اسی چہ میں تو آخر خود گرے
من حفر بیرا خبر سے نے پڑھا | گر پڑھا ہے کر عمل اسیر سدا
تیرا حکم ایسا تھا اک اندر قضا | کہ چپت وہ تجھ پہ لایا یہ بلا
دیکھیے اب حکم تیرے دوسرے | کیا بلا لاتے ہیں تیری جان پے
رحم ظالم پر کرا از راہ کرم | کہ اسے دے تین کھانے کو درم
دست ظالم کاٹ تو یہ کیا ہو جا | حکم رکھے ہاتھ پر اسکے سدا
تو ہے مثل اس بزکے ای مجہول عدل | کہ وہ بچہ گرگ کو دے شیر فضل

جواب باصواب قاضی صوفی را درین ماجرا | جواب باصواب دینا قاضی کا صوفی کو اس معاملہ میں

سـ۱ـ۵ بولا آنچ ۱۴ شعر کہا کہ چھ درم تم دونوں دشمن لاؤ تاکہ میں آزاد جاؤں اور بے عیب جو قاضی سن ہوا تو صوفی نے کہا کہ حکم تیرا اے بیشک عدل ہے اور برا نہیں ہے جو اپنے پر تو نے پسند نہ کیا تو نہیں جانتا ہے کہ چاہ میرے واسطے کھودتا ہے بھی اسی چاہ میں تو آخر گرے گا آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

سـ۲ـ۵ من حفر آنچ ۱۶ شعر ترجمہ جو کوئی کھودے چاہ حدیث سے نہیں پڑھا اگر پڑھا ہے اسیر ہمیشہ عمل کر تیرا ایسا حکم تھا اندر قضا کے کہ وہ تجھ پر بلا چپت لایا دیکھیے اب دوسرے حکم کیا بلا لاتے ہیں تیری جان پر تو رحم ظالم پر کرا از راہ کرم کے کہ اسے تین درم کھانے کو دے ہاتھ ظالم کا تو کاٹ یہ کیا جا ہے کہ حکم ہاتھ پر اس کے روا رکھتا ہے تو مثال اس بزکے ہے اے مجہول عدل کہ وہ بچہ گرگ کو دے شیر فضل کا یعنی جو کوئی کسی کے واسطے برائی کرے وہ برائی اس کو آخر ملے آگے جواب قاضی کا ہے فافہم ۱۲

گفت قاضی واجب آمد با رضا | ہر جفا و ہر قضا کارد قضا
خوش دلم در باطن از حکم زبر | گرچہ شد روئیم ترش کالحق مر
این دلم باغ ست و چشمم ابروش | ابر گرید باغ خندد شاد و خوش
سال قحط از آفتاب خیرہ خند | باغہا در مرگ و جان کندن رسند
ز امر حق وابکوا کثیرا خواندہ | چون سر بریان چہ خندان ماندہ
روشنی خانہ باشی ہمچو شمع | گر فرو باری تو ہمچون شمع دمع
ذوق خندہ دیدہ ای ای خیرہ خند | ذوق گریہ بین کہ ہست آن کان قند
آن ترش روئی مادر یا پدر | حافظ فرزند شد از ہر ضرر
چون جہنم گریہ آرد یاد آن | پس جہنم خوشتر آمد از جنان
خندہ ہا در گریہ ہا پنہان کنیم | گنج در ویرانہا جو اے کلیم
ذوق در غمہاست پے گم کردہ اند | آب حیوان را بظلمت بردہ اند
بازگونہ نعل در رہ تا رباط | چشمہا را چار کن در احتیاط
چشمہا را چار کن در اعتبار | یار کن با چشم خود دو چشم یار
امرہم شوری بخوان اندر صحف | یار را باش و مکن از ناز اُف
یار باشد راہ را پشت و پناہ | چونکہ نیکو بنگری یارست راہ
چونکہ در یاران رسی خامش نشین | اندران حلقہ مکن خود را نگین
در نماز جمعہ بنگر خوش بہوش | جملہ جمعند و یک اندیش و خموش

بولا[1] قاضی واجب آئی ہے رضا | ہر جفا و ہر بلا سے با قضا
راضی ہوں حکم قضا سے مثل دُر | ترش رو ہوں گرچہ میں کالحق مر
دل مرا باغ آنکھ میری ابر ہے | ابر روئے باغ بھی خندان رہے
قحط سالی میں ہنسی ہے شمس کے | جانکنی اور مرگ باغوں کو ملے
حکم حق وابکوا کثیرا کو پڑھا | کیوں بھنے سر کی طرح ہنستا رہا
روشنی گھر میں ہو مثل شمع کے | گو مثال شمع تو رونا رہے
دیکھا[2] ذوق ہنسنے کا اے زہر خند | دیکھ ذوق گریہ کہ ہے کان قند
وہ ترشرو ہونا ماں یا باپ کا | نگہبان بچوں کا آفت سے ہوا
جو جہنم یاد اُسکی سے رُلائے | پس جہنم خوش سوا جنت سے آئے
خندہ گریہ میں ہے پوشیدہ نہاں | گنج ویرانہ میں ڈھونڈھ اے پہلوان
ذوق کو اندر غموں کے گم کیا | آب حیوان کو ہے ظلمت میں رکھا
نعل اُلٹا گانوں سے ہے تا رباط | کھول آنکھیں دیکھ اندر احتیاط
کھول آنکھیں دیکھ اندر اعتبار | چشم خود سے یار کر تو چشم یار
امرہم[3] شوری کو پڑھ قرآن سے | نازمت کر ساتھ رہ تو یار کے
یار ہووے راہ کا پشت و پناہ | جو تو دیکھے غور سے ہے یار راہ
بیٹھ چپ یاروں میں جبکہ جاوے تو | مت نگین حلقہ میں کر تو آپ کو
تو نماز جمعہ میں دیکھ ہوش سے | مجمع کل اک فکر میں خاموش ہے

[1] بولا قاضی آلخ ۶ شعر قاضی نے کہا کہ رضا واجب آئی ہر جفا و ہر بلا کے ساتھ قضا کے میں راضی ہوں حکم قضا سے مثل گوہر کے اگرچہ میں ترش رو ہوں ترجمہ جیسے حق کڑوا ہے میرا دل و دماغ اور آنکھ میری ابر ہے کہ ابر روئے اور باغ خوش و خندان رہے قحط سالی میں خندہ شمس سے جانکنی اور مرگ باغوں کو ملے حکم حق کو پڑھ کہ وابکوا کثیرا ہے کیوں بھنے سر کے مانند ہنستا رہا آگے مثال ہے گھر میں روشنی ہو مثل شمع کے گو تو مثال شمع کے روتا ہے یعنی ہنسنے سے رونا بہتر ہے کہ شمع روتی ہے اسواسطے روشن ہوتی ہے مثال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] دیکھا ذوق آلخ ۷ شعر ذوق ہنسنے کا دیکھا اے زہر خند اب ذوق گریہ کا دیکھ کہ کان قند ہے اور وہ ترشرو ہونا ماں باپ کا آفات سے بچوں کا نگہبان ہوا جو جہنم اس کی یاد سے رُلائے وہ جہنم جنت سے سوا خوش آگے اس کے حقائق ہیں خندہ پوشیدہ ہے گریہ میں تو گنج ویرانہ میں ڈھونڈھ ذوق کو غموں کے اندر گم کیا اور آب حیوان کو ظلمت میں رکھا نعل اُلٹا گانوں سے سرائے تک آنکھیں کھول اور احتیاط میں دیکھ اور آنکھیں کھول اور اعتبار میں دیکھ اور چشم یار کو اپنی چشم سے یار کر یعنی خندگی جاوید گریہ میں ہے پس تو اپنی آنکھوں سے احتیاط کے ساتھ دیکھ یہ مقام دید کا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] امرہم آلخ ۶ شعر امرہم شوری کو قرآن سے پڑھ نازمت کر اور یار کے ساتھ رہو یار کا پشت و پناہ ہووے اور اگر تو غور سے دیکھے تو یار راہ ہے جبکہ تو یاروں میں جاوے چپ بیٹھ اور خود کو نگین حلقہ میں مت کر آگے اس کی مثال ہے تو نماز جمعہ میں ہوش سے دیکھ کہ کل مجمع ایک فکر میں خاموش ہے خاموشی کی طرف باسامان روان ہو اور جو نشان ڈھونڈے خود کو نشان نکر پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ دریائے غموم میں اندر رہبری کے یاروں کو نجوم جان یعنی مرشد کو حاصل کر اس کے ساتھ رہو کہ مرشد حکم ستارہ کا رکھتا ہے راہ بتانے میں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

زینهار از سوی خاموشی کشان | چون نشان جویی مکن خود را نشان
گفت پیغمبر که همچون نجوم | در دلالت دان تو یاران را نجوم
چشم بر استارگان از ره بجوی | نطق تشویش نظر باشد مگوی
گر دو حرف صدق گویی ای فلان | گفت تیره در عقب گردد روان
این نخواندی کالکلام ای مستهام | فی شجون جره جر الکلام
هین مشو شارع در آن حرف رشد | چون سخن بینیک سخن را می‌کشد
نیست در ضبطت چو بگشایی دهان | از پی صافی شود تیره روان
آنکه معصوم ره وحی خداست | چون همه صافست بگشاید رواست
زانکه ما ینطق رسول بالهوی | کی هوا زاید ز معصوم خدا
خویشتن را ساز منطیقی ز حال | تا نگردی همچو من سخرهٔ مقال

سو خاموش ہو یا سامان جان | جو نشان ڈھونڈے نکر خود کو نشان
بولے پیغمبر یہ دریائے عموم | رہبری میں جان یاروں کو نجوم
دیکھ اختر کو تو رہ کی جستجو | قال تشویش نظر ہے چپ ہو تو
گر دو حرف صدق کہوا ہی فلان | قول جھوٹا بعد اسکے ہو بیان
نے پڑھا جیسے کلام ای نیک نام | فی شجون جرہ جر الکلام
مت نکالے راہ ان حرفوں میں تو | کیونکہ کھینچے بات بیشک بات کو
بند کب ہو جبکہ کھل جائے دہان | صاف پانی بعد گدلا ہو روان
جو ہے معصوم اور رکھے وحی خدا | اور صفا کل ہے جو کہوے ہے روا
کیونکہ ما ینطق رسول بالہوی | کب ہوا سے کہوے معصوم خدا
پس تو کر اپنے کو اب گویائے حال | تا نہ مجھ سا ہو گرفتار محال

سوال کردن صوفی از قاضی و جواب قاضی مر اورا

سوال کرنا صوفی کا قاضی سے اور جواب دینا قاضی کا اسکو

گفت صوفی چون ز یک کانست زر | این چرا نفع است و آن دیگر ضرر
چون که جمله از یکی دست آمدست | این چرا هشیار و آن مست آمدست
چون ز یک دریاست این جوها روان | این چرا زهرست و آن نوش روان
چون همه انوار از شمس بقاست | صبح کاذب صبح صادق از کجاست
چون ز یک سرمه‌ست ناظر را کحل | از چه آمد راست بینی و حول

بولا صوفی ایک کان کے ہیں جو زر | کس لئے اس سے ہے سود اس سے ضرر
جو وجود اک ہاتھ سے جملہ بنے | کیسے یہ ہشیار اور وہ مست ہے
جو یہ اک دریا سے ہیں نہریں روان | کیسے یہ ہے زہر اور وہ نوش جان
نور کل ہیں تو بقائے شمس سے | صبح کاذب صبح صادق کان سے
سرمہ جو ناظر نے کھینچا ایک سا | کیسے اک کو ہے وہ احول دوسرا

۱ دیکھ اختر الخ ۳ شعر تو ستارہ کو دیکھ اور راہ کی جستجو کر اور قال تشویش نظر ہے تو خاموش ہو اگر دو حرف سچ کہوے بعد اس کے جھوٹا قال نکلے تو نہیں پڑھا ترجمہ کہ کلام حاجت میں کھینچتا ہے کھینچے کلام کو تو ان حرفوں میں راہ مت نکال کیونکہ بات بیشک بات کو کھینچے ہے یعنی بات میں اور ایک بات بد نکلتی ہے جب کہ دہن کھل جاوے تو بند کب ہو بعد صاف پانی کے گدلا پانی روان ہو کہ جو معصوم ہے اور وحی خدا رکھتا ہے اور صفا کل ہے وہ جو کہوے روا ہے کیونکہ ترجمہ نہیں کلام کیا جناب رسول مقبول صلعم نے ساتھ خواہش کے پس کب معصوم خدا کا خواہش کہوے پس اب کر خود کو گویا ہے حال کہ مجھ سا گرفتار مقال نہ ہو بعد اچھی باتوں کے بری بات نکلتی ہے پس تو خاموش ہو کہ قابل مشاہدہ کا مانع ہے اگر معدوم ہو جاوے اسوقت قال کرنا روا ہے آگے سوال صوفی کا بیان ہے فافہم ۲ بولا صوفی الخ ۴ شعر صوفی نے کہا کہ جو ایک کان کے زر ہیں پس کس واسطے اس سے نفع اور اس سے ضرر ہے جو ایک ہاتھ سے جملہ وجود ہیں کیسے یہ ہوشیار اور وہ مست ہے جو ایک دریا سے یہ نہریں روان ہیں کیسے یہ زہر اور وہ نوش جان ہے جو شمس بقا ہی نور کل ہے تو صبح کاذب و صبح صادق کہاں ہے یعنی جب کہ سب چیز ایک سے پیدا ہیں تو ایک برا اور ایک اچھا کس واسطے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ سرمہ الخ ۵ شعر جو ناظر نے سرمہ ایک سا کھینچا کیسے ایک راست بین دوسرا احول ہے جو کہ دار الضرب شاہ کی سچی ہے نقد پھر کیوں مذہب اچھی اور بری ہے جو حق نے راہ کو میری کہا ہے کیسے یہ ہادی اور وہ رہزنی جو ایک بطن سے داماد احمق ہیں کیونکہ یقین ہو ترجمہ کہ بیٹا نشانی باپ کا ہے کس نے وحدت دیکھی ہے ساتھ کثرت کے سیکڑوں رکھے جنبش قرار میں یعنی عارفوں کو یہ بات حاصل ہے کہ وحدت میں کثرت دیکھتے ہیں آگے جواب قاضی کا ہے فافہم ۱۲

چون ز دار الضرب سلطان راست است / نقدہا چون ضرب غیب نار واست
چون خدا فرمودہ رہ را راہ من / این خفیر از چیست آن یک راہزن
چون زیک بطن اند این حبر و سفیہ / چون یقین شد کالولد سر ابیہ
وحدتے کہ دید با چندین ہزار / صد ہزاران جنبش از عین قرار

جو ہے دار الضرب سچے شاہ کی / نقد پر کیون ضرب اچھی اور بری
حق نے رہ کو جو کہا رہ ہے مری / کیسے یہ ہادی وہ رکھے رہزنی
جو کہ ہین اک بطن سے دانا سفیہ / کیون یقین ہو کالولد سر ابیہ
کس نے وحدت دیکھی با کثرت ہزار / سیکڑون جنبش رکھے اندر قرار

جواب گفتن قاضی صوفی را

جواب دینا قاضی کا صوفی کو

گفت قاضی صوفیا خیرہ مشو / یک مثال در بیان این بشنو
این ببین حال این انیک دان / ور نہ بینی حال را نیکو بخوان
ہمچنان کہ بیقراری عاشقان / حاصل آمد از قرار دلستان
آن چو کہ بر ناز ثابت آمدہ / عاشقان چون برگہا لرزان شدہ
خندہ او گریہا انگیختہ / آب رویش آبرو ہا ریختہ
این ہمہ چون و چگونہ چون زبد / بر سر دریای بیچون می طپد
ضد و ندش نیست در ذات و عمل / زان بپوشیدند ہستیہا حلل
ضد ضد را بود و ہستی کے دہد / بلکہ زو بگریزد و بیرون جہد
ند چہ بود مثل مثل نیک و بد / مثل مثل خویشتن را کے کند
چونکہ دو مثل آمدند اے متقی / این چہ اولیٰ تر از آن در خالقی
بر شمار برگ بستان ضد و ند / چون کفی بر بحر بے ند ست و ضد
بے چگونہ بین تو بردوبات بحر / چون چگونہ گنجد اندر ذات بحر
کمترین لعبت او جان تست / اینچگونہ و چونش جان کی شد درست
پس چنان بحری کہ در ہر قطرہ آن / از بیان ناشی تر آمد عقل و جان

بولا[1] قاضی صوفیا حیران نہ ہو / اس بیان مین اک مثال آخر سنو
دیکھ اسکو خوب جان اسکا تو حال / گر نہ دیکھے حال کو کر تو مقال
جس طرح سے بیقراری عاشقان / ہووے حاصل با قرار دلستان
مثل کہ وہ ناز پر قائم رہا / اور عاشق مثل گل لرزان ہوا
اس کے ہنسنے نے رلایا غیر کو / آب رونے اس کی کھوئی آبرو
جملہ یہ چون و چگون جو کف کے ہین / بحر بیچون پہ ہین کرتے حرکتین
ضد و ند ذات و عمل مین سکے نے / ہستیان پیدا کرین اسواسطے
ضد[2] بھلا کب دو ہستی ضد کو دے / بلکہ اس سے بھاگے اور سرنگون ہے
ند ہے مثل اک مثل بد اور نیک سے / مثل اپنے مثل کو کب کر سکے
جو کہ دو مثل آگئی ہے اے نیک پے / خالقی مین اس سے برتر کیون یہ ہے
بر مین ہین جیسے برگ بستان ضد و ند / بحر ہین ہین مثل کف بے ضد و ند
بے چگونہ جان بر دوبات بحر / کب چگونہ آسکے اندر ذات بحر
لعبت ادنیٰ جان تیری اسکی ہے / کب درست ہو یہ چگونہ جان سے
ایسا دریا مین کہ ہر قطرہ مین ہے / جسکی عقل و جان ظاہر جسم سے

[1] بولا قاضی الخ یہ شعر قاضی نے کہا کہ ای صوفی حیران نہ ہو اس بیان مین ایک مثال آخر کو سن اسکو تو خوب دیکھ و اس کا حال جان اگر حال کو نہ دیکھے تو مقال کر آگے اسکی مثال ہے جیسے بیقراری عاشقون کو حاصل ہووے ساتھ قرار معشوقون کے کہ وہ کے مانند وہ ناز پر قائم رہا اور عاشق مثل گل کے لرزان ہوا اُس کے ہنسنے نے غیر کو رلایا اُس کے آب روے کھوئی یہ سب چون چگونہ مانند کف کے ہین کہ بحر بیچون پر حرکتین کرتے ہین اسکی ذات و عمل مین ضد و ند نہین ہی اسواسطے ہستیان پیدا کرین یعنی چون چگونہ دریاے بیچون حرکت کرتے ہین کہ ذات جو ہین ضد و ند نہین ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] ضد بھلا الخ یہ شعر ضد او دو ہستی کب ضد کو دے بلکہ اس سے بھاگے اور پرجوت رہے نہ ایک مثل ہی مثل نیک و بد کے لیں اپنے مثل کو کب کر سکتی ہے جو کہ دو مثل خالقی مین آگئی ہو برابر یہ اس سے برتر کیون ہے ضد و ند مانند نہین ہی بر دوبات بحر کا بے چگونہ آئے ذات بحر مین اسکی ادنیٰ لعبت جان تیری ہی یہ چند چگونہ جان سے کب درست ہوا ایسا دریا کہ ہر ایک اس کے قطرہ مین عقل و جان جسم سے ظاہر تر ہے چند و چون مین کب وہ سما سکتا ہے کہ عقل اس جا پر لا یعلمون ہے یعنی ذات مین ضد و ند نہین ہے کہ وہان چند چگون کو کبھی سمائی نہین ہے آگے اس کے حقائق مین فافہم ۱۲

کے نگنجد در مضیق چند وچون ‌‌‌ عقل کل اینجاست از لا یعلمون
عقل گوید مرجسد را کای جماد ‌‌‌ بوی بردی ہیچ ازان بحر معاد
جسم گوید من یقین سایہ توام ‌‌‌ بوی از سایہ کہ جوید جان عم
عقل گوید کاین نہ آن حیرت سرا ست ‌‌‌ کہ سزا گستاخ تر از ناسزا ست
شیر این سو پیش آہو سر نہد ‌‌‌ باز اینجا نزد تیہو پر نہد
اندر اینجا آفتاب انوری ‌‌‌ خدمت ذرہ کند چون چاکری
این ترا با در نیاید مصطفے ‌‌‌ چون ز مسکینان ہمی گوید دعا
گر تو گوئی از پے تعلیم بود ‌‌‌ عین تجہیل از چہ رو تفہیم بود
بلکہ میداند کہ گنج بے شمار ‌‌‌ در خرابیہا نہاد آن شہریار
بدگمانی فعل معکوس دلیست ‌‌‌ بلکہ ہر جزویش جاسوس ویست
بل حقیقت در حقیقت غرقہ شد ‌‌‌ زین سبب ہفتاد بل صد فرقہ شد
با تو قل ماشئت خواہم گفت ہان ‌‌‌ صوفیا خوش ہین بکشا گوش جان
مرترا ہر زخم کاید ز آسمان ‌‌‌ منتظر میباش خلعت بعد ازان
چون قفا دید ہی صفا را ہم ببین ‌‌‌ گردران با گردن آمد اے امین
کان نہ آن شاہست کت سیلی زند ‌‌‌ کہ نہ تاج وتخت بخشد مستند
جملہ دنیا را پر پشہ بہا ‌‌‌ سیلیی را رشوت بے منتہا
گردنت زین طوق زرین جان ‌‌‌ چست در وزد و ز حق سیلی ستان
آن قفا ہا کانبیا بر داشتند ‌‌‌ زان بلا سرہای خود افراشتند

کب سمائے بس وہ اندر چند وچون ‌‌‌ عقل کل اس جا پہ ہے لا یعلمون
عقل کہوے[1] جسم کو کہ اے جماد ‌‌‌ پائی تو نے بوے دریاے معاد
جسم کہوے مین ہون اک سایہ ترا ‌‌‌ کون ڈھونڈھے بو کو سایہ سے بھلا
عقل کہوے حیرت اک ایجا پہ ہے ‌‌‌ کہ لیاقت شوخ نالائق سے ہے
شیر یان آہو کے آگے سر رکھے ‌‌‌ باز یان تیتر کے آگے پر رکھے
اس جگہ پر آفتاب انوری ‌‌‌ کرتا ہے ذرہ کی جان سے چاکری
یہ یقین[2] کب تجکو ہو کہ مصطفے ‌‌‌ کس لیئے چاہتے تھے مسکین سے دعا
گر تو کہوے واسطے تعلیم کے ‌‌‌ آگہی کیسے جہالت اک بنے
بلکہ جانے ہین کہ گنج بیشمار ‌‌‌ رکھتا ویرانہ مین ہے وہ شہریار
بدگمانی فعل معکوس اسکا ہے ‌‌‌ گرچہ ہر جزو اُس کا جاسوس اسکا ہے
بل حقیقت مین حقیقت غرق ہے ‌‌‌ اس لیے ستر و بل سو فرقہ ہے
صاف صاف اب تجھسے کرتا ہون بیان ‌‌‌ صوفیا تو کھول اپنا گوش جان
زخم جو کہ تجھکو پہونچے چرخ سے ‌‌‌ منتظر رہ خلعت اسکی بعد ہے
جو چپت[3] دیکھی تو بھی رحمت دیکھ لے ‌‌‌ گوشت گردن کا ہے ہمرہ ران کے
ورنہ وہ شہ ہے چپت مارے تجھے ‌‌‌ اور تاج و تخت سے نہ بخشے تجھے
قیمت اس عالم مین پر مچھر کا ہے ‌‌‌ رشوت اک تھپڑ کی بے پایان رکھے
اپنی گردن سے یہ پھینکے طوق زر ‌‌‌ حق کا تھپڑ کھانے والا جلد تر
انبیا نے کھایا تھپڑ جو کہ ہے ‌‌‌ سربلند ہین اُس بلا و رنج سے

[1] عقل کہوے الخ ۵ شعر عقل جسم کو کہے کہ اے جماد تو نے بو دریاے معاد کی پائی جسم کہے کہ مین ایک سایہ ترا ہون کون بو کو سایہ سے ڈھونڈھتا ہے عقل کہے کہ اس جا ایک حیرت ہے کہ لائق شوخ تر نالائق سے یہان شیر آہو کے آگے سر رکھتا ہے اور باز آگے تیتر کے پر رکھتا ہے اس جا پر آفتاب انوری ذرہ کی چاکری جان سے کرتا ہے یعنی اسے کچھ آگہی نہیں ہے الا جان اس دریاے آگاہ ہوسکتی ہے آگے بیان ہے فافہم [2] یہ یقین الخ ۷ شعر تجکو یہ یقین کب ہو کہ مصطفے صلعم مسکینون سے دعا کس واسطے چاہتے تھے اگر تو کہے کہ واسطے تعلیم کے تو آگہی جہالت کیسی ایک ہے بلکہ جانتے ہین کہ گنج بے شمار وہ شہریار ویرانہ مین رکھتا ہے بدگمانی فعل معکوس اُس کا ہے اگرچہ جزو اس کا جاسوس اس کا ہے بلکہ حقیقت مین غرق ہے اس لیئے ستر بلکہ سو فرقہ ہے اب تجھ سے صاف بیان کرتا ہون اے صوفی تو اپنے گوش جان کو کھول جو کہ زخم تجکو چرخ سے پہونچے منتظر رہ کہ خلعت اس کے بعد ہے یعنی بعد رنج کے راحت ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲ [3] جو چپت الخ ۷ شعر جو تو نے چپت دیکھی اب رحمت دیکھ کہ گوشت گردن کا ہمراہ ران کے ہے وہ شاہ نہیں ہے کہ تجکو چپت مارے اور تاج و تخت تجکو نہ بخشے اس عالم کی قیمت مچھر کا پر ہے ایک تھپڑ کی رشوت انتہا نہیں رکھتی ہے اپنی گردن سے یہ طوق پھینکے جلد حق کا تھپڑ کھایا ہے اس بلا و رنج سے سربلند ہین ولیکن تو اپنے اندر حاضر ہو تاکہ تو اس کو اپنے گھر مین نیک پاوے ورنہ وہ خلعت پھیر لیجاوے کہ میرے لئے گھر مین کوئی کس بنایا یعنی جو حق تھپڑ کھائے وہ خواہشات دنیا کو چھوڑ دے چنانچہ اس تھپڑ کے سبب انبیاء علیہم السلام کو یہ رتبہ ملا ہے آگے سوال صوفی کا بیان ہے فافہم ۱۲

لیک حاضر باش در خود ای فتی / ورنہ خلقت را برد او باز پس	تا بخانہ او بیاید مر ترا / کہ نیابیدم بخانہ ہیچ کس
لیکن اندر اپنے تو حاضر رہو / ورنہ خلقت پھیر کر لیجائے بس	تا کہ گھر مین پائے تو اسکو تو / کہ نپایا مین نے گھر مین کوئی کس

بازسوال کردن آن صوفی

پھر سوال کرنا اُس صوفی کا

گفت آن صوفی کہ چہ بودی این جہان	ابروی رحمت گشادی در جہان
ہر دمی شوری نیاوردی بپیش	بر نیاوردی ز تلوینہاش نیش
شب نہ دزدیدی چراغ روز را	دی نبودی باغ عیش اندوز را
جام صحت را نبودی جام تب	ایمنی را خوف ناوردی کرب
خود چہ کم گشتی ز جود و رحمتش	گر نبودی خرخشہ در نعمتش
حال بودی خوب و خوش بر جملگان	تیرہ کم بودی روان انس و جان
جاودان بودی حضور ذوق خوش	دائما در جان بدی ہم شوق خوش

بولا صوفی خوب ہوتا کہ جہان	کھولتا ابرو کی رحمت جاودان
ہر گھڑی لاتا نہیں اک شور پیش	اور نہ ظاہر کرتا تلوین سے وہ نیش
نے چراتی رات یہ دن کا چراغ	نے خزان برباد کرتی عیش باغ
جام صحت کو نہ ہوتا جام تب	اور نہ ہوتا امن کو خوف کرب
خود کمی کیا رکھیں اُسکی بخششین	گر نہ جھگڑا ہوتا نعمت میں اسکی ہین
ہوتے سب خوشحال و خوب اہل جہان	ہوتی کب تاریک جان انس و جان
اور سدا ہوتا حضور ذوق خوش	بھی ہمیشہ ہوتا جان مین شوق خوش

جواب دادن قاضی صوفی را وحکایت بطریق تمثیل

جواب دینا قاضی کا صوفی کو اور حکایت بطریق تمثیل کے

گفت قاضی بس تہی رو صوفیی	خالی از فطنت چو کاف کوفیی
تو نشنیدی کہ آن پر قند لب	عذر خیاطان ہمی گفتی بشب
خلق را در دزدی آن طائفہ	می نمود افسانہ ہای سالفہ
قصۂ پارہ ربائی در سمر	می حکایت کرد او با آن و این
در سمر میخواند درزی نامۂ	گرد او جمع آمدہ ہم کاسۂ
مستمع چون یافت جاذب آن فود	جملہ اجزایش حکایت گشتہ بود

بولا قاضی صوفی بے معنی تو ہے	جیسا خالی کاف کوفی عقل سے
نے سنا تو نے کہ بس وہ قصہ گو	درزیون کا مکر کہتا رات کو
وہ گروہ چوری کے اندر خلق کو	قصے اگلون کے سناتا تھا انکو
قطع مین کپڑا چرانے کے لئے	وہ حکایت کرتا این و آن سے
درزی نامہ پڑھتا تھا اندر سمر	گرد اُسکے جمع ہوتے تھے بشر
پایا جاذب جو کہ اہل سمع کو	اُس کے کل اجزا ہوئے تھے قصہ گو

سلہ بولا صوفی الخ ۷ شعر صوفی نے کہا اچھا ہوتا کہ جہان کھولتا رحمت کی ابرو ہمیشہ ہر دم ایک شور پیش نہ لاتا اور ظاہر کرتا تلوین سے پیش کر نہ رات نہ دن کا چراغ نہ چراتی اور نہ خزان صید کرتی عیش باغ کو جام صحت کو جام تپ کا نہ ہوتا خود کیا کمی رکھتین اُس کی بخشش اگر اُس کی نعمت مین جھگڑا نہ ہوتا تو سب خوشحال و خوب جہان مین اور ہوتی کب تاریک جان انسان و جنات کی اور ہمیشہ ہوتا حضور ذوق خوش اور بھی ہمیشہ ہوتا جان مین شوق خوش یعنی کیا اچھا ہوتا کہ دنیا مین ہمیشہ راحت و آرام ذوق و شوق ہمیشہ رہتا اور رنج نہ ہوتا آگے جواب قاضی کا ہے فافہم ۱۲

سلہ بولا قاضی الخ ۶ شعر قاضی نے کہا کہ اے صوفی تو بے معنی ہے جیسا کاف کوفی کا عقل سے خالی ہے تو نے نہیں سنا کہ وہ قصہ گو درزیون کا مکر رات کو کہتا تھا کہ وہ گروہ خلق کو چوری مین قصے اگلون کے سناتا تھا قطع کرنے مین کپڑا چرانے کے واسطے وہ حکایت بیان کرتا اسکی درزی نامہ سمر قند مین پڑھتا تھا کہ گرد اُسکے لوگ جمع ہوتے تھے اہل سمع کو جو جاذب پایا اُس کے کل اجزا قصہ گو ہوئے تھے آگے اس واعظ گو ئی کا بیان ہے فافہم ۱۲

بیان حدیث ان اللہ یلقن الکلام علی لسان الواعظین بقدر ہمم المستمعین

جذب سمع است ار کسی را خوش لبی است — گرمی و جد معلم از صبی است

چنگیی کو در نوا زد بست و چار — چون نباشد گوش گردد چنگ بار

نے ترانہ یادش آید نے غزل — نے دہ انگشتش بجنبد در عمل

گر نبودی گوشہای غیب گیر — وحی ناوردی ز گردون یک بشیر

ور نبودی دیدہای صنع بین — نے فلک گشتی نہ خندیدی زمین

آن دم لولاک این باشد کہ کار — کز برای چشم تیزست و نظار

عامہ را از عشق ہمخوابہ و طبق — کے بود پروای صنع عشق حق

آب تتماجی نہ ریزی در تغار — تا سگی چندی نباشد طعمہ خوار

رو سگ کہف خداوندیش باش — تا رہاند زین تغارت مصطفاش

تفسیر قول ان اللہ یلقن الکلام علی لسان الواعظین بقدر ہمم المستمعین

(تحقیق اللہ تعالیٰ تلقین کرتا ہے کلام کو اوپر زبان واعظوں کے بقدر شوق سننے والوں کے ۱۲)

جذب[۱] شمع ہے جو گائے خوش نوا — طفل سے گرمی معلم کی سوا

کان ہی چنگی کہ بجائے بیس چار — جو نہووے گوش ہووے چنگ وار

نے ترانہ یاد آوے نے غزل — نے ہلین دس انگلیاں اندر عمل

اور اگر نے گوش ہوتے غیب دان — وحی نہ ہرگز آتی زیر آسمان

اور اگر آنکھیں نہ ہوتیں صنع بین — نے فلک پھرتا نہ ہنستی یہ زمین

وہ دم لولاک بس یہ ہے کہ کام — چشم بینا کے لئے ہے نے عوام

عشق زوجہ اور غذا سے عام کو — عشق صنع حق کی کب پرواہ ہو

پانی دھووں کا نہ بھر کونڈے مین تو — تا بہت کتا نہ پائے طعم کو

جا سگ کہف خداوندی رہو — تا چھڑائے تجکو اس کونڈے سے وہ

نشان جستن ترک خانۂ درزی را

چونکہ درزی ہای بیرحمانہ گفت — کہ کنند آن درزیان اندر نہفت

اندر آن ہنگامہ ترکی از خطا — سخت تیرہ گشت از کشف غطا

شب چو روز رستخیز آن رازہا — کشف میکرد از پی اہل نہی

ہر کجا آئی تو در جنگی فراز — بینی اینجا دو عدو در کشف راز

آن زمان را محشر مذکور دان — وان گلوی رازگو را صور دان

پتا پوچھنا درزی کے گھر کا ترک کو

چوری[۲] بے رحمانہ اسکی جو کہے — کہ وہ درزی کرتے ہیں از رہ خفی

اک خطائی ترک اس مجمع میں تھا — حال یہ سنکر بہت غصہ ہوا

راز شب کو مثل روز حشر کے — کرتا ظاہر اہل دانش کے لئے

جس جگہ تو آئے اور وان جنگ ہے — دیکھے اس جا دو عدو کو رازگو

اس گھڑی کو محشر مذکور جان — رازگو کے حلق کو تو صور جان

---

[۱] جذب سمع الخ ۹ شعر جو خوش آواز سے گائے تو جذب سمع کہ طفل سے گرمی معلم کی سوا ہوتی ہے ایسا چنگی کہاں ہے کہ مقام بیس چار کو بجائے جو اہل گوش نہووے تو چنگ کے مانند ہووے نہ ترانہ یاد آوے نہ غزل اور نہ دس انگلیاں عمل میں ہیں اگر گوش غیب دان نہوتے ہرگز وحی زیر آسمان نہ آتی اگر آنکھیں صنع بین نہوتیں فلک پھرتا نہ زمین ہنستی وہ دم لولاک یہ ہے کہ کام چشم بینا کے واسطے ہے نہ عوام کے واسطے عوام کو بسبب عشق زوجہ و غذا کے عشق صنع حق کی کب پرواہ ہے تو پانی دھوون کا کونڈے میں نہ بھر تا کتا بہت طعام نہ پائے جا ہ سگ خداوندی رہو تا اس کونڈے سے وہ تجھے چھڑائے یعنی خواہشات لذائذ دنیوی کے سبب عشق خدا سے محروم ہیں پس سگ نفس کو پیٹ بھر کے کھانیکو نہ دے کہ مثل سگ کہف کے طالب حق رہے آگے درزی کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] چوری الخ ۵ شعر جو چوری بیرحمانہ اسکی کہے کہ وہ درزی از راہ پوشیدگی کے کرتے ہیں ایک ترک خطائی اس مجمع میں تھا یہ حال سنکر بہت غصہ ہوا شب کو راز مثل روز محشر کے ظاہر کرتا اہل دانش کیواسطے آگے اسکی مثال ہے تو جس جگہ آئے اور وہاں جنگ ہو تو دو دشمن کو رازگو دیکھے اس ساعت کو محشر مذکور جان اور رازگو کے حلق کو صور جان کہ خدا نے خشم کا سامان کیا اور اس سوائی کو ظاہر رکھا درزیوں کا وصف از بس کہا ترک کو افسوس آیا اور غصہ ہوا کہا ای گوش قصہ گو اب اس شہر میں کوئی ہنر مین چالاک سے کہو آگے دعوی کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

که چه اسباب خشمی ساخته است	وان فضایح را بکوی انداخته است	کہ خدا نے خشم کا سامان کیا	اور اس رسوائی کو ظاہر کیا
بسکه غدر درزیان را ذکر کرد	حیف آمد ترک را خشم کرد	درزیوں کا مکر حیلہ از بس کہا	حیف آیا ترک کو غصہ ہوا
گفت ای قصاص در شهر شما	هست چابکتر درین فن در دغا	بولا اب اس شہر میں اے قصہ گو	کوئی چالاک اس شہر میں ہے کہو

دعوی کردن و گرو بستن ترک که درزی دزدی از من نخواهد برد

دعوی کرنا و عہد باندھنا ترک کا کہ درزی مجھ سے چرا نہ سکے گا

گفت خیاطی است نامش پورشش	اندرین دزدی و چستی خلق کش	بولا[۵۱] اک درزی ہے پورش نام کا	خلق کش چوری و چستی میں سوا
گفت من ضامن که با صد اضطراب	او نیارد برد از من رشته تار	بولا میں ضامن ہوں گرچہ ہو مکر سے	وہ نہ مجھ سے ایک تاگا لے سکے
پس بگفتندش که از تو چست تر	مات او گشتند در دعوی مپر	پس کہا اسکو کہ تجھ سے تیز تر	کھا گئے مات اُس سے تو دعویٰ نہ کر
تو بعقل خود چنین غره مباش	که شوی یاوه تو در تزویرهاش	غرہ مت کر ایسا اپنی عقل پے	کہ ہو تو بیہودہ اُسکے مکر سے
گرمتر شد ترک و بست آنجا گرو	که نیارد برد نی کهنه نه نو	گرم تر[۵۲] ہوا اُس نے باندھا شرط کو	کہ نہ مجھ سے لے سکے کہنہ نہ نو
مطمعانش گرمتر کردند زود	او گرو بست و دهان را بر گشود	گرم تر طامع ہوئی اُس سے اُس آن	شرط باندھی اُس نے اور کھولی زبان
گفت رهن این مرکب تازی من	بدهم ار دزدد قماشم آن فتن	بولا میری شرط اس گھوڑے پہ ہے	گر چرا لے فن سے کپڑا درزی مجھ سے
ور نتاند برد اسپی از شما	وا ستانم بهر رهن مبتدا	گر نہ وہ کپڑے کی چوری کر سکے	اسپ لوں تم سے عوض اُس شرط کے
ترک را آن شب نبرد از فکر خواب	با خیال دزد می کرد او حراب	ترک شب بھر سو یا نے اس فکر سے	جنگ کرتا خیال سے اُس چور کے
بامدادان اطلسی زد در بغل	شد ببازار و دکان آن دغل	صبح[۵۳] کو اطلس بغل میں اُس نے لے	سوے بازار آیا دکان اسکی پے
پس سلامش گرم کرد آن اوستاد	جست از جا لب بترحیبش گشاد	جلد درزی نے سلام اسکو کیا	جا سے اُٹھا مرحبا اس کو کہا
گرم پرسیدش ز حد ترک بیش	تا فگند اندر دل او مهر خویش	ترک کی پرسش کری حد سے سوا	تا کہ اُسکے دل میں کی اپنی وفا
چون شنید از وی نوای بلبلی	پیشش افگند اطلس استنبلی	جو سنا اُس سے نوائے دلکشا	ڈالا آگے اطلس اُسکے روم کا
که ببر این را قبای روز جنگ	زیر نافم واسع و بالاش تنگ	کہ قبا کر قطع اس کی بہر جنگ	ڈھیلی نیچے سے ہو اور اوپر تنگ

سلہ[۵۱] بولا الخ ۴ شعر کہا کہ ایک درزی پورش نام کا ہے چوری میں خلق کش اور چستی میں سوا کہا کہ میں ضامن ہوں مو مکر سے وہ مجھ سے تاگا نہ لے سکے پس اس کو کہا کہ تجھ سے تیز تر اس سے مات کھا گئے تو دعویٰ مت کر اپنی عقل پر ایسا غرہ مت کر کہ تو اسکے مکر سے بیہودہ ہو سے باقی حال ہو گئے ہے فافہم ۱۲ سلہ[۵۲] گرم الخ ۵ شعر آگے اس سے گرم تر ... کپڑا اس سے طامع گرم تر ہوے اور اُسوقت اُس نے شرط باندھی اور زبان کھولی کہ میری شرط اس گھوڑے پر ہے اگر فن سے کپڑا چرا لے اُسے دن اگر وہ کپڑے چوری نہ کر سکے گھوڑے اس شرط کی عوض تم سے لوں شب بھر اس فکر سے ترک نہیں سویا اور جنگ کرتا رہا اس چور کے خیال سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ[۵۳] صبح کو الخ ۶ شعر اس نے صبح کو اطلس بغل میں لیکر سوے بازار اسکی دوکان پر آیا درزی نے اسکو جلد سلام کیا جگہ سے اُٹھا اور اسکو مرحبا کہا ترک کی پرسش حد سے سوا کی اور اُسکے دل میں اپنی وفا قائم کی جو اُس سے نوائے دلکشا سنا اُسکے اطلس روم کا ڈالا کہ اسکی قبا جنگ کیواسطے کر نیچے سے ڈھیلی ہو اور اوپر سے تنگ کہ اوپر کی تنگ سے بدن خوشنما ہو اور نیچے سے ڈھیلی سے سیر اپاؤں الخ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تنگ بالا جسم بهر آرای را / زیر واسع تا نگیرد پای را
گفت صد خدمت کنم ای تو دوتا / دست برد و چشم و بر سینه نهاد
پس بپیموده بدید آورد کار / بعد ازان بگشاد لب را در فشار
از حکایتهای میران دگر / وز کرمها و عطای آن نفر
وز بخیلان وز تحیرات شان / از برای خنده داد او هم نشان
همچو آتش کرد مقراضی برون / می برید و دل برافسانه و فسون

تنگ سے اوپر کے تن ہو خوشنما / نیچے ڈھیل سے نہ اُلجھے پا مرا
بولا[1] سو خدمت کرون دل جان سے / ہاتھ دونون چشم و سینہ پر رکھے
پس اُسے ناپا و دیکھا اپنا کام / بعدہ جاری کیا اُس نے کلام
قصے میران سمرقند کے حال سے / اور عطا و جود انکے قال سے
اور بخیلون سے تو اُن انکے سے / بھی پتے دیتا تھا ہنسنے کے لئے
اور نکالی قینچی مانند آگ کے / کاٹتا اور دل مین بھی قصے بھرکے

مضاحک گفتن استاد و خندیدن ترک مست و چشم او بسته شدن و وصله ربودن درزی

ظرافت کہنا استاد کا اور ہنسنا ترک مست کا اور اُس کی آنکھیں چھپنا اور چرانا درزی کا کپڑے کو

یک مضاحک گفت آن چست اوستاد / ترک مست از خنده شد سست افتاد
چونکه خندیدن گرفت از داستان / چشم تنگش گشت بسته آن زمان
پاره دزدید و کردش زیر ران / غیر چشم حق ز جمله آن نهان
حق همی دید آن ولی ستارخوست / لیک چون از حد بری غماز اوست
ترک را از لذت افسانه اش / رفت از دل دعوی پیشانه اش
اطلسی چه دعوی چه رهن چه / ترک سرمست است در لاغ ای اچی
لابه کردش ترک کز بهر خدا / لاغ میگو کان مرا شد مقتدی

اک[2] مذاق اُس اُوستاد نے کیا / ترک ہنس ہنس کر گرا مست اور سوا
داستان سے اُسکی جو ہنسنے لگا / تنگ چشم اُسکی ہوئین بند اور سوا
اک چرا کر رکھا ٹکڑا زیر ران / بس سوائے چشم حق سب سے نہان
حق نے دیکھا ہو وے ستار خو / حد سے گذرے وہ ہی تو غماز ہو
ذوق افسانہ سے اسکی ترک کا / دعوی اغلہ لینے کا دل سے گیا
کیا ہو اطلس کیا ہو دعوی شرط کیا / ترک مست اُسکے ہزل سے بس ہوا
کی[3] خوشامد ترک نے بہر خدا / اک ہزل کہہ تو مرا ہے پیشوا

---

[1] بولا آلخ ۵ شعر کہا کہ سو خدمت دل وجان سے کرون پس ہاتھ دونون چشم و سینہ پر رکھے پس اُس کو ناپا اور اپنا کام دیکھا بعدہ اس سے کلام جاری کیا قصہ میران سمرقند کے حال سے اور عطا و جود ان کے حال سے اور ان کے بخیلون بے توآرون سے پتے ہنسنے کے لئے دیتا تھا اور قینچی نکالی مانند آتش کے کاٹتا اور دل میں قصے بھرے تھے آگے ظرافت کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] اک مذاق آلخ ۶ شعر اُس اُستاد نے جو ایک مذاق کیا تو ترک ہنس ہنسکر مست ہو کر گرا جو اس کی داستان سے ہنسنے لگا اس کی تنگ چشم اور سو اغذ ہوئی ایک ٹکڑا چرا کر رکھا زیر ران سوائے چشم حق کے سب سے پوشیدہ آگے حقائق ہیں حق نے دیکھا ہے ولیکن ستار خو ہے جو حد سے گزرے تو وہی غماز ہو وے اس کی ذوق افسانہ سے ترک کا دعوی ترک مست اس کے ہزل سے ہوا یعنی حق دانا دبینا ہے اور ہر ایک عیب کو پوشیدہ کرتا ہے اور جب حد سے گذر جاتا ہے تو وہی رسوا کر دیتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [3] کی خوشامد آلخ ۷ شعر ترک نے خوشامد کی کہ خدا کے واسطے ایک ہزل کہہ تو میرا پیشوا ہے اُس مکار نے ہنسنے کی بات کی ترک مارے ہنسی کے خاک پر چت گر پڑا جلد ایک ٹکڑا اطلس کا نیفہ میں رکھا اور ترک ٹھٹھے مارنے میں ازبس غافل تھا ایسے ہی تیسری بار ترک خطا نے کہا کہ تو ایک ہزل کہہ واسطے خدا کے پھر اس نے بلکی سوا ہنسی کی بات کی کہ ترک غبی اس کا صید کل ہوا چشم بند اور بے عقل اور حیرت زدہ ترک مست غافل اندر قہقہہ کے تیسری بار ایک کلی چرائی کہ اس کی ہنسی سے جو فرصت ملی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت لاغی خنده انگیز آن دغا　　که فتاد از خنده آن ترک از قفا
پارۂ اطلس سبک در نیفه زد　　ترک غافل خوش مضاحک می‌مزد
همچنین بار سوم ترک خطا　　گفت لاغی گوی از بهر خدا
گفت لاغی خنده مین تر زان دو بار　　کرد او آن ترک را کلی شکار
چشم بسته عقل جسته موله　　مست ترک مدعی در قهقهه
پس سوم بار از قبا دزدید شاخ　　که ز خنده ترک یافت میدان فراخ
چون چهارم بار آن ترک خطا　　لاغ زان استاد میکرد اقتضا
گفت مولع گشته این مفتون درین　　بیخبر کین چه خسارست و غبین
رحم آمد بر وی آن استاد را　　کرد در باقی فن بیداد را
بوسه افشان گشت بر استاد او　　که مرا بهر خدا افسانه گو
ای فسانه گشته و محو از وجود　　چند چند افسانه خواهی آزمود
خندمین‌تر از تو هیچ افسانه نیست　　بر لب گور خراب خود مایست

کی ہنسی کی بات اُس مکار نے　　ترک ہنسنے سے گرا چت خاک پے
پارہ جامہ اطلس کا تیغ سے کھا　　ترک غافل بس تھا ٹھٹھے مارتا
تیسری بار ایسی ہی ترک خطا　　بولا کہہ تو اک ہزل بہر خدا
کی ہنسی کی بات زیادہ اُس سے بھی　　صید کل اُسکا ہوا ترک غبی
چشم بند و بے خرد حیرت زدہ　　ترک غافل مست محو قہقہہ
تیسری دفعہ پھر اک [illegible]　　یہ ہنسی سے اُس کے [illegible]
جو کہ چوتھی بار پھر اُس ترک نے　　کی ہزل کی خواہش اُس استاد سے
بولا اے اسیر ہوا ہے تو ہے　　تو ہے اپنے بیخبر نقصان سے
رحم اُسپر آیا اُس اُستاد کو　　کٹ کیا باقی میں اُس نے جان کو
پس لگا وہ چومنے اُستاد کو　　کہ فسانہ بہر حق مجھ سے کہو
تو ہوا افسانہ بھولا جسم کو　　آزمائے گا کب تک فسانے کو تو
سُن فسانہ تیرے ہنسنے سے سوا　　گور پر اپنی یہ تو مست ہو کھڑا

خطاب با نفسی که مثل این بلا مبتلا ست　　خطاب نفس سے کہ مثل اس بلا کے مبتلا ہے

ای فرو رفته بگور جهل و شک　　چند جویی لاغ و دستان فلک
تا بکی نوشی تو عشوه زین جهان　　که نه عقلت ماند بر قانون نه جان
لاغ این چرخ ندیم کرد و مرد　　آب روی صد هزاران چون تو برد
میدرد میدوزد این درزی عام　　جامه صد ساله کان صد طفل خام
پیر و طفلان نشسته پیش بهر کد　　تا به سعد و نحس او لاغی کند
لاغ او گر باغها را داد داد　　چون دی آمد داد را بر باد داد

اے تو ظلمت جہل کے ڈوبے ہوئے　　ڈھونڈتا ہے کبتک مکر فلک کا پیچ
اس جہان سے کب تلک دھوکے کھٹے　　نہ بچا عقل اور جان تیری ہے
دھوکے اس افلاک گرد اگرد نے　　مثل تیرے آبرو لی لاکھ سے
پھاڑتا سیتا ہے یہ درزی عام　　جامہ سو سالک کا اور سو طفل خام
بوڑھے بچے آگے اسکے ہیں گدا　　سعد و نحس اُسکی سے تا ہوں غذا
باغ کو گر دا دی مکر اُسکے نے　　جو خزان آئی کیا برباد اُسے

سلے جو کہ چوتھی بار آخر ۶ شعر تک ترک نے چوتھی بار ہزل کی خواہش کی اُس اُستاد کو اسپر رحم آیا اور اس نے کہا کہ اے ترک جو تو اسیر حارص ہوا ہے تو اپنے نقصان سے بے خبر ہے پس وہ اُستاد کو چومنے لگا کہ خدا کے واسطے مجھے کہانے کو دے آگے اسکے حقائق ہیں تو ہوا افسانہ بھولا جسم کو کب تک آزمائے افسانہ کو تیرا افسانہ ہنسنے سے سوا نہیں ہے تو اپنی گور پر مست کھڑا ہو یعنی خود فنا ہو گیا ہے اور اپنے جسم کو بھولا ہے اس تیرے ہنسنے سے کون سا افسانہ ہوا ہے پس تو خود کو ہلاک کر کہ نفس تیری اطلس عمر کو ہر دم چیرتا ہے آگے اس نفس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سے اے تو تا آخر ۶ شعر اے تو ظلمت جہل کے ڈوبے ہوئے کب تک ڈھونڈیگا مکر [illegible] ہوگا آسمان کے اس جہان سے کب تک دھوکے کھٹے کہ تیری عقل و جان مجاز ہے اس افلاک گرد اگرد دھوکے نے تیرے مانند لاکھوں کی آبرو لی یہ درزی عام پھاڑتا سیتا ہے جامہ سو سالک کا و سو طفل خام کا بوڑھے بچے اسکے آگے گدا ہیں کہ تا اس کے سعد و نحس سے پر دغا ہوں اگر باغ کو اُس کے مکر نے داد دی جو خزان آئی اسے برباد کیا یعنی اگر آسمان ایک بار ہنساتا ہے تو سو بار رلاتا ہے پس دوستی آسمان کی عین دشمنی ہے پس یہی حال نفس کا ہے آگے درزی [illegible] کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفتن درزی ترک را که اگر یکبار دیگر لاغ گویم قبایت تنگ شود

گفت درزی ترک از این درگذر | واے بر تو گر کنم لاغ دگر
بس قبایت تنگ آید باز پس | این کند با خویشتن خود هیچکس
خنده چه رمز اگر دانستی | آن ز گریه صد تبر دانستی
ترک خنده کن ابا اے ترک مست | زانکه عمرت رفت خواهی گشت پست
چونکه بنهاد آن قبا درزی ز دست | اسپ ابر باد داد آن ترک مست
مخلصا بشنو توی آن ترک گول | عالم غدار خیاط چو غول
اطلس کز بهر تقوی و صلاح | دوخت باید چیره کردی از مزاح
اطلس عمر و مضاحک شهوتست | روز و شب مقراض و خنده غفلتست
اسپ ایمانست شیطان در کمین | باخود آ افسانه را بگذار هین
اطلس عمرت بمقراض شهور | برد پاره پاره خیاط غرور
تو تمنا می بری کاختر مدام | لاغ کردی سعد بودی بر دوام
سخت میتولی ز تربیعات آن | وز دبال و کینه و آفات آن
سخت میرنجی ز خاموشی آن | وز نحوس و قبض و کین کوشی آن
مشتری و زهره چون در رقص نیست | چونکه بهرام و زحل را نقص نیست
که چرا زهره طرب در رقص نیست | بر سعود و رقص و سعد او مایست

کہنا درزی کا ترک کو اگر ایک بار اور ہزل کہوں قبا تیری تنگ ہو

بولا[1] درزی ترک سے یہ چھوڑ دے | گر ہزل اک اور کہوں افسوس ہے
تنگ ہو جائے قبا تیری وے | ایسا کوئی کرتا ہے اپنے لئے
کیا ہنسی ہے رمز یہ گر جانے تو | وہ ہے سو گریہ سے بدتر جانے تو
اب ہنسی کو ترک کر اے ترک مست | کیونکہ تیری عمر گذری ہو رہی ہے پست
جو قبا درزی نے رکھی ہاتھ سے | اپنا گھوڑا کھویا بس اس ترک نے
مخلصا[2] تو سن وہ تو ہے ترک گول | عالم غدار درزی مثل غول
ایسا اطلس کہ ہو تقوی کیلئے | بس ہنسی سے کھویا سینا چاہئے
عمر اطلس اور ہزل شہوت کو جان | رات دن قینچی ہنسی غفلت کو جان
گھوڑا ایمان شیطان اندر گھات ہے | ہوش میں آ اور فسانہ چھوڑ دے
عمر کا اطلس ترا مقراض سے | یوم کے پارہ کیا خیاط نے
آرزو رکھتا ہے تو کہ اختر مدام | سعد ہوتے خوش طبع رہتے مدام
بھاگے انکی تو نحوست سے ہے سخت | اور وبال و کینہ و آفت سے پست
انکی خاموشی سے رنجیدہ ہو تو | نحس و قبض انکے سے آزردہ ہو تو
مشتری زہرہ کو کیوں نہ رقص ہے | جو زحل بہرام کو نے نقص ہے
رقص میں زہرہ نہ خوش ہے کس لئے | اسکے سعد و رقص پہ تو مت لپے

[1] بولا درزی الخ ۵ شعر درزی نے ترک سے کہا کہ یہ چھوڑ دے اگر ایک اور ہزل کہوں افسوس ہے کہ تیری قبا تنگ ہو جاوے ایسا کوئی کرتا ہے اپنے لئے ہنسی کیا ہے اگر تو رمز جانے کہ وہ سو گریہ سے بدتر ہے ترک مست اب تو ہنسی کو ترک کر کیونکہ تیری عمر گذری پست ہوئے جو درزی نے قبا ہاتھ سے رکھی اپنا کھویا گھوڑا اس ترک نے آگے اس کے حقائق میں فافہم ۱۲ [2] مخلصا الخ ۹ شعر اے مخلص تو سن وہ ترک گول ہے اور عالم غدار درزی ہے مثل غول کے ایسا اطلس کہ تقوی کے واسطے ہو بس ہنسی سے کھویا سینا چاہئے عمر اطلس اور ہزل شہوت کو جان رات دن قینچی اور ہنسی غفلت کو جان گھوڑا ایمان اور شیطان گھات میں تو ہوش میں آ اور افسانہ چھوڑ دے کہ تیری عمر کا اطلس مقراض سے ایام کے ٹکڑا کیا خیاط نے تو آرزو رکھتا ہے اختر ہمیشہ سعد ہوتے ہیں اور خوش طبع رہتے دوام یعنی خیاط عالم تیرے اطلس عمر کو مقراض ایام سے قطع کر کے جاویگا تو اسپ ایمان کو شیطان کے ہاتھ مت ہار باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] بھاگے الخ ۵ شعر تو ان کی نحوست سے سخت بھاگے اور وبال و کینہ و آفت سے پست ہو تو ان کی خاموشی سے رنجیدہ ہوا اور نحس و قبض انکی سے آزردہ ہوا کیونکہ مشتری و زہرہ کو رقص ہے جو زحل و بہرام کو نقص ہے زہرہ رقص میں کس واسطے خوش ہے اس کے سعد و رقص پر مست رہے تو ان تاروں کا کھوٹا پن مت دیکھ اور اپنے دل پر عشق کر اے نیک یعنی نحوست ستاروں سے کیوں بھاگتا ہے پس ان ستاروں سے کھوٹا پن دیکھ اور اپنے دل پر عشق کر آگے گروہ بیکار کا بیان ہے فافہم ۱۲

تو مبین قلابی این اختران	عشق خود بر قلبی ئن بین ایقلان

کھوٹا پن مت دیکھ ان تارونکا تو	قلب پر کر عشق اپنے اونکو

بیان آنکه بیکاران از قبیل آن ترک اند مثل در تسکین فقیران بجور روزگار وحکایت

بیان اس بات کا کہ بیکار اس ترک کے گروہ سے ہین مثال تسکین ہین فقیرون کے ستم زمانہ سے اور حکایت

آن یکی میشد بره صوفی دکان	پیش ره را بسته دید او از زنان
پای او میسوخت از تعجیل راه	بسته از جوق زنان همچو ماه
رو بیکی زن کرد و گفت ای مستهان	این چه بسیارند این دختر مگان
رو بدو کرد آن زن و گفت ای همین	هیچ بسیاری ما منکر چنین
بین که با بسیاری ما بر بساط	تنگ می آید شما را انبساط
در لواطه می فتید از قحط زن	فاعل و مفعول رسوائی من
تو مبین این واقعات روزگار	کز فلک میگردد اینجا ناگوار
تو مبین تحشیر روزی معاش	تو مبین این قحط و خوف و ارتعاش
بین که با این جمله تلخیهای او	مردهٔ او نیند دنیا پروای او
رحمتی دان امتحان تلخ را	نقمتی دان ملک مرو و بلخ را
آن براهیم از تلف نگریخت و ماند	این براهیم از شرف نگریخت و راند
این نسوزد وان بسوزد ای عجب	نعل معکوس است در راه طلب

ایک[1] جاتا راہ مین سوی دکان	دیکھا رہ مین حائل کہ مجمع زنان
سوز پا سے جلد جاتا کرتا آہ	تھی ہجوم عورتون سے بند راہ
ایک عورت سے کہا ای مہربان	کس لئے ملت جمع ہین لڑکیان
زن مخاطب ہوکے بولی ای جوان	کچھ نہ کثرت کو ہماری دیکھیان
باوجودیکہ ہم اس کثرت سے ہین	عیش تنگ آتا ہے تمکو دیرین
کون زنی کرتے ہو قحط زن سے تم	فاعل و مفعول رسوائے تم
دیکھ[2] مت یہ واقعات روزگار	کہ فلک سے ہوتی ہین یان ناگوار
دیکھ مت روزی معاش تنگی بلی	دیکھ مت یہ قحط و خوف جانکنی
دیکھ کہ تلخی سمجھے ان سے ملے	انکا تو کشتہ و خواہشمند ہے
جان رحمت امتحان تلخ کو	جان زحمت ملک مرو و بلخ کو
وہ براہیم اس تلف سے نہ ہٹا	یہ براہیم اس شرف سے جلد ہٹا
نے جلا وہ اور جلا یہ ای عجب	نعل الٹا رکھتی ہے راہ طلب

باز مکرر کردن صوفی سوال را وجواب قاضی

پھر دوبارہ سوال کرنا صوفی کا اور جواب قاضی کا

[1] ایک سوال آتا ہے شعر ایک شخص راہ مین جاتا تھا طرف دکان کے راہ میں دیکھا کہ ایک مجمع عورتون کا حائل ہے سوز پا سے جلدی جاتا تھا اور آہ کرتا تھا اور راہ ہجوم عورتون سے بند تھی ایک عورت سے کہا کہ ای مہربان یہان لڑکیان کسواسطے جمع ہین عورت مخاطب ہو کر بولی کہ ای جوان کچھ ہماری کثرت کو یہان مت دیکھ ہم باوجودیکہ اس کثرت سے ہین پھر بھی تمکو عیش تنگ آتا ہے زمانہ مین تم کون زنی کرتے ہو قحط زن سے اسواسطے تم فاعل و مفعول رسوائی ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] ۱۶ شعر ہے مت دیکھ واقعات زمانہ کے فلک سے یہان ناگوار ہوتے ہین تو مت دیکھ روزی معاش کی تنگی کو اور مت دیکھ یہ قحط و خوف جانکنی یہ دیکھ کہ باوجود تلخی کے لوگ انکا کشتہ و خواہشمند ہو رہے ہین اس کے حقائق ہین امتحان تلخ کو تو رحمت جان وہ ابراہیم خلیل اللہ اس تلف سے نہین ہٹا اور یہ ابراہیم زردشت اس شرف سے جلد بارہ نہ جلا اور یہ جلا ای عجب نعل الٹا رکھتی ہے راہ طلب کی یعنی واقعات زمانہ کو مت دیکھو اور جس کا تو خواہشمند ہے اسکی تلخی دیکھ کہ آفات دنیا سے ابراہیم خلیل اللہ نے آتش سے نجات پائی اور ابراہیم زردشت نے باوجود آتش پرستی کے اس میں جان دی سبب اس کا دنیا کا کام الٹا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲

گفت صوفی قادرست آن مستعان / که کند سودای ما را بی زیان
آنکه آتش را کند ورد و شجر / هم تواند کرد این را بی ضرر
آنکه گل آرد برون از عین خار / هم تواند کرد این دی را بهار
آنکه زو هر سرو آزادی کند / قادرست ار غصه را شادی کند
آنکه شد موجود ازو هر عدم / گر بدارد باقیش او را چه غم
آنکه تن را جان دهد تا حی شود / گر نمیراند زیانش کی شود
خود چه باشد گر ببخشد آن جواد / بنده را مقصود جان بی اجتهاد
دور دارد از ضعیفان در کمین / مکر نفس و فتنهٔ دیو لعین
وقت طالب را پریشان کم کند / آئینهٔ دل را چو جام جم کند
گفت قاضی گر نبودی امر مُر / ور نبودی خوب و زشت و سنگ و دُر
ور نبودی نفس و شیطان و هوا / ور نبودی زخم و چالیش و وغا
پس بچه نام و لقب خواندی ملک / بندگان خویش را ای منهتک
چون بگفتی ای صبور و ای حلیم / کی بگفتی ای شجاع و ای کریم
صابرین و صادقین و منفقین / چون بدی بی رهزن و دیو لعین
رستم و حمزه و مخنث یک بدی / علم و حکمت باطل و مندک شدی
علم و حکمت بهر راه بیرهی ست / چون همه ره باشد آن حکمت تهی ست
بهر این دکان طبع شوره آب / هر دو عالم را روا داری خراب

بولا[سطہ] وہ صوفی ہو قادر وہ خدا / کہ کرے وہ کام میرے کو بھلا
وہ کرے آتش کو گلہا و شجر / بھی وہ کر سکتا ہے اسکو بے ضرر
وہ نکالے گل کو باہر خار سے / اور بہار اک اس خزان کو کر سکے
وہ کہ اس سے سرو آزادی کرے / ہے وہ قادر خشم کو شادی کرے
وہ کہ موجود اُس سے ہے ہر اک عدم / گر رکھے باقی اُسے کیا اُسکو غم
وہ کہ جان دے تن کو تا زندہ رہے / گر نہ مارے کب اُسے نقصان ہے
ہووے کیا گر وہ کریم اب بخش دے / بے جہد بندہ کو مقصد جان کے
اور[سطہ] ضعیفوں سے رکھے بس دور دو / مکر نفس اور فتنۂ شیطان کو
وقت طالب کو پریشان کب کرے / آئینہ دل کو جو جام جم کرے
بولا قاضی حکم تلخ ہوتا نہ گر / اور نہ ہوتا نیک و بد سنگ و گہر
گر نہ ہوتا نفس و شیطان ہوا / گر نہ ہوتا زخم اور جنگ و وغا
پس وہ کس نام و لقب بادشاہ / اپنے بندوں کو بلاتا مشفقا
کیسے کہتا اے صبور و اے حلیم / کب وہ کہتا اے شجاع و اے کریم
صابرین و صادقین منفقین / ہوتے کب بے رہزن دیو لعین
رستم[سطہ] و حمزہ و مخنث ہوتے ایک / علم و حکمت ہوتے سب باطل ہی یک
علم و حکمت واسطے بیراہ کے / جو ہون سب رہ پر تو حکمت کس لئے
واسطے رونق دکان طبع کے / دونون عالم کی خرابی لائے ہے

[سط] بولا وہ صوفی الخ ← شعر اُس صوفی نے کہا کہ وہ خدا قادر ہے کہ وہ میرے کام کو بھلا کرے کہ وہ کرتا ہے آتش کو گل و شجر اور بھی وہ کر سکتا ہے اس ابراہیم کو بے ضرر وہ گل کو باہر خار سے نکالے اور بہار اس خزان کو کر سکے وہ کہ اس سے سرو آزادی کرے وہ قادر ہے کہ خشم کو شادی کرے وہ کہ موجود اس سے ہر ایک عدم ہے اگر اسے باقی رکھے کیا اس کو غم ہے وہ کہ تن کو جان دے تا زندہ رہے اور اگر نہ مارے تو اُسے کب نقصان ہے کیا ہووے کہ اگر وہ کریم کہ اب بخشدے بندہ کو مقصود جان کے بے جہد یعنی خدا قادر ہے کہ بُرے کو اچھا کر دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [سط] اور ضعیفون سے الخ یہ شعر اور ضعیفون سے دور رکھے مکر نفس اور فتنۂ شیطان کو طالب کے وقت کو کم پریشان کرے آئینہ دل کو مانند جام جم کے کرے قاضی نے کہا کہ اگر حکم تلخ نہ ہوتا اور نیک و بد و سنگ و گوہر نہوتا اگر نفس شیطان نہ ہوتا اور زخم و جنگ و وغا نہ ہوتا پس وہ بادشاہ کس نام و لقب سے اپنے بندون کو بلاتا اور کیسے کہتا اے صبور و اے حلیم کب کہتا اے شجاع و اے کریم ترجمہ صابرین و صادقین اور نفقہ دینے والے کب ہوتے بے رہزن دیو لعین یعنی اگر بُرائی و بھلائی نہ ہوتی تو خدا بندون کو کس نام سے بلاتا کیونکہ یہ جا و صفاتی حق کا کامل ظہور نہ ہوتا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [سط] رستم و حمزہ الخ یہ شعر رستم و حمزہ اور مخنث ایک ہوتے تو علم و حکمت سب باطل ہوتی علم و حکمت واسطے بیراہ کے ہے جو سب راہون پر ہوتے تو حکمت کس واسطے ہو دکان طبع کی رونق کیواسطے تو دونون عالم کی خرابی لاتا ہے میں جانتا ہون کہ تو کہنہ ہے خام نہیں ہے اور تو سوال کرتا ہے عوام کیواسطے ظلم عالم کا اور رنج یقیناً سب سہل تر ہے دوری حق سے اس ملک کے فقر و فاقے و درد و رنج کب مشکل ہیں فراق یار سے کیونکہ یہ گذر جائینگے اور وہ گذریگا نہیں اہل دولت ہے کہ جان سے یقین یعنی دنیا کے تمام رنج و الم سہل تر ہیں فراق یار سے کہ وہ سب گذر جائینگے اور یہ فراق یار کا باقی ہمیشہ باقی رہیگا آگے اس فراق یار کا بیان ہے فافہم ۱۲

من امیدانم کہ تو پاکی نہ خام — دین سوالت ہست از بہر عوام
جور دوران وہر آن رنجی کہ ہست — سہل تر از بعد حق و غفلت ست
رنج و درد و جوع و فقر ای یار — صعب نبود چون فراق و بعد یار
زانکہ اینہا بگذرد وان نگذرد — دولت آن دارد کہ جان آگہ برد

جانتا ہون مین تجھے ہے پختہ نہ خام — تو سوال اب کرتا ہے بہر عوام
ظلم عالم اور جو کچھ رنج ہے — سہل تر ہے دوری اللہ سے
فقر و فاقہ درد و رنج اس ملک کے — کب ہین مشکل جو فراق یار سے
کیونکہ یہ گذرینگے وہ گذرے نہین — اہل دولت وہ کہ جان سے ہو یقین

در بیان آنکہ صبر رنج کار سہل تر از صبر در فراق یار

بیان مین اُسکے کہ صبر رنج کام کا سہل تر ہے فراق یار سے

آن یکی زن شوی خود را گفت ہی — اے مروت را بیکبار کردہ طی
ہیچ تیمارم نمی داری چرا — تا بکی داری درین خواری مرا
گفت شو من نفقہ چارہ می کنم — گرچہ عورم دست و پایی میزنم
نفقہ و کسوہ ست واجب ای صنم — از منت این ہر دو ہست و نیست کم
آستین پیرہن بنمود زن — پس درشت و پر وسخ بد پیرہن
گفت از سختی تنم را می خورد — کس کسی را کسوہ زینسان آورد
گفت ای زن یک سوالت میکنم — مرد درویشم ہمین آمد فنم
این درشت و غلیظ ناپسند — نیک اندیش ای زن اندیشہ مند
کاین درشت و زشت تر یا خود طلاق — این ترا مکروہ تر یا خود فراق
ہمچنین ای خواجہ تشنیع زن — از بلا و فقر و رنج و محن
بیشک این ترک ہوا تلخی دہ است — لیک از تلخی بعد حق بہ است
گر جہاد و صوم سخت است و خشن — لیک این بہتر ز بعد ای ممتحن
رنج کے ماند دمی کان ذوالمنن — گویدت چونی تو ای رنجور من

ایک زن نے اپنے شوہر سے کہا — اے مروت کو کیا تو نے جدا
کچھ نہین تو رکھتا ہو ہے کھانا کس لئے — کب تلک رکھیگا خواری مین مجھے
بولا شو تدبیر نفقہ کی کرون — گرچہ ننگا ہون ولے کوشش رکھون
نفقہ اور کپڑا ہی واجب ای صنم — تجکو دونون مجھ سے ہین اور نہ ہین کم
آستین اُس زن نے دکھلائی کہ ہے — کہ ہے یہ سخت اور میلے کپڑے ہین مرے
بولی تن کھاتے ہین سختی سے مرا — کوئی یہ کپڑے کسی کو دے بھلا
بولا ای زن تجھ سے کرتا ہون سوال — مرد ہو درویش ہون یہی ہے میرا حال
یہ پھٹے کپڑے ہین میلے ناپسند — لیکن اب سوچ ای زن اندیشہ مند
یہ پھٹے کپڑے سوا یا خود طلاق — یہ سب تجھے مکروہ سوا یا خود فراق
ایسے ہی اے خواجہ شاکی تو جو ہے — امتحان رنج و آفت فقر سے
گرچہ یہ ترک ہوا تلخی رکھے — پر ہے بہتر بعد حق کے تلخ سے
گرچہ روزہ جہاد سخت ہے اور کڑا — لیکن اے ... بعد حق کی تلخی سے بھلا
رنج دم بھر کب رہے جب ذوالجلال — پوچھے اے بیمار میرے کیا ہے حال

سلے ایک زن نے آخر ۶ شعر تک ایسا کہا کہ اپنے شوہر سے کہا کہ اے شخص تو نے مروت کو جدا کیا اس واسطے کہ کھانا نہیں رکھتا کب تک مجکو خواری مین رکھیگا شوہر نے کہا کہ تدبیر نفقہ کی کرون اگرچہ ننگا ہون ولیکن کوشش رکھتا ہون کپڑا اور نفقہ واجب ہے مگر تجکو مجھ سے دونون ہین اور کم نہیں ہے اس زن نے آستین کھلائی کہ سخت کپڑے میلے ہین اور کہا کہ میرا جسم سختی سے کھاتے ہین کوئی ایسا کپڑا کسی کو پہنتا ہے آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲ سلے بولا آخر ۶ شعر کہ اے زن تجھ سے سوال کرتا ہون کہ مرد درویش ہون اور یہی میرا حال ہے اگرچہ میلے و پھٹے کپڑے ناپسند ہین ولیکن اب سوچ اے زن اندیشہ مند پھٹے سوا ہین یا خود طلاق یہ تجھے مکروہ سوا ہے یا خود فراق آگے اس کے حقائق ہین اے خواجہ ایسی ہی تو شاکی ہے امتحان رنج اور آفت فراق ہے اگرچہ ترک سوا تلخی رکھتی ہے ولیکن بعد حق کی تلخی سے بہتر ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلے رنج دم بھر آخر ۵ شعر رنج دم بھر نہیں رہتے کہ ذوالجلال پوچھے اے میرے بیمار کیا حال ہے اگر نہ پوچھے تو وہ سمجھ سکے ولیکن تیرا ذوق اسکی پرسش ہے وہ پہچان اور دیا کہ ایک طبیب ... اگرچہ نام و ننگ سے گذارا کرتے ہین ولیکن از رہ پیغام کے چارہ کرتے ہین ولیکن ان کے دل ... اور معشوق ... اگرچہ بظاہر بیمار کی پرسش نہین کرتے ہین ولیکن از راہ پیغام کے علاج کرتے ہین باقی آگے ہے فافہم ۱۲

ورنگوید کہ نہ آن فہم و فن ست　　لیک آن ذوق تو پرسش کردن ست
آن ملیحان کہ طبیبان دل اند　　سوی رنجوران بپرسش مائل اند
ور حذر از ننگ و از نامی کنند　　چارہ سازند و پیغامی کنند
ورنہ در دل شان بود آن مفتکر　　نیست معشوقی ز عاشق بیخبر
ای تو جویای نوادر داستان　　ہم فسانۂ عشقبازان را بخوان
پس بجوشیدی درین عہد مدید　　ترک جوشی ہم نگشتی ای قدید
دیدہ عمرے تو داد و دوری　　زانکہ از نادیدگان ناسی تری
ہرکہ شاگردیش کرد استاد شد　　تو سپس تر رفتہ ای گول لد
خود نبود از والدینت اعتبار　　ہم نبودت عبرت از لیل و نہار

گرنہ پوچھے نہ سمجھ تو وہ سکے　　لیک تیرا ذوق پرسش اسکی ہے
وہ ملیحان کہ طبیبان دل ہین　　پرسش بیمار سے رغبت رکھین
نام و ننگ سے گر کنارہ کرتے ہین　　از رہ پیغام چارہ کرتے ہین
ورنہ دل مین اسکے ہوتی فکر ہی　　بیخبر معشوق نے عشاق سے
ڈھونڈھتا ہے اے تو نادر داستان [سلہ]　　پڑھ فسانہ عشق بازونکا بھی ہان
گرم جوشیان تو کین اس عہد مین　　ترک جوشی بھی نہ تجھسے ہوئی ہے
دیکھی تو نے عمر بھر ہے داد کو　　جان نادیدون سے غافل تر ہے تو
اسکا جو شاگرد ہوا استاد ہوا　　اور تو ہٹتا ہے پیچھے احمقا
نے تجھے غیرت ہوئی مان باپ سے　　بھی نہ عبرت رات دن سے ہے تجھے

پرسیدن عارفی از کشیش کہ تو بسال بزرگتری یا ریش تو

پوچھنا ایک عارف کا کشیش سے کہ تو عمر مین بڑا ہے یا داڑھی تیری

عارفی پرسید زان پیر کشیش　　کہ تو ای خواجہ مسن تر یا کہ ریش
گفت نے من پیش از و زائیدہ ام　　بس بسے بے ریش جہان را دیدہ ام
گفت ریشت شد سفید از حال گشت　　خوی زشتت تو نگردید ست درست
او پس از تو زاد و از تو بگذرید　　تو چنین خشکی ز سودای ثرید
تو بدان رنگی کہ اول زادہ　　یک قدم زان پیشتر ننہادہ
دوغ ترشی ہمچنان در معدنی　　خود نگردی زو مخلص روغنی
ہم خمیری خمر الطینہ درے　　گرچہ عمرے در تنور آذری

پوچھا اک عارف نے اک پیر کشیش [سلہ]　　کہ اے خواجہ تو مسن تر یا کہ ریش
بولا مین پیدا ہوا ہون پہلے ریش سے　　دیکھا بس مین نے جہان بے ریش کے
بولا ہوئی داڑھی سفید حالت پھری　　تیری نیکی پر نہ بد عادت پھری
بعد تیرے پیدا ہو کر وہ بڑھی　　خشک مغزی مین رہا تو ویسا ہی
پہلے تو جس رنگ سے پیدا ہوا　　اک قدم اس سے نہ تو آگے بڑھا
ویسا ہی معدن مین کھٹا ہی ہے　　نے ہوا اخلاص کا پیدا تو گھی
تو خمیر اک خمر الطینہ مین ہے　　گرچہ ہے تنور مین اک عمر سے

سلہ ڈھونڈھتا ہے الخ ۵ شعر اے تو نادر داستان ڈھونڈھتا ہے بھی افسانہ عشق بازون کا پڑھ تو نے اس عہد مین گرم جوشیان کرین ترک جوشی بھی تجھ سے نہین ہوئی تو نے عمر بھر داد کو دیکھا ہے جان لے کہ تو نادیدون سے غافل تر ہے اس کا جو شاگرد ہوا استاد ہوا اور تو ہٹتا ہے پیچھے تجکو غیرت ماں و باپ سے نہین ہوئی اور نہ عبرت رات دن سے تجکو ہے یعنی تو داستان لوگون کی ڈھونڈھتا ہے اور اس سے عبرت نہین پکڑتا ہے کہ تیرے ماں باپ دلیل و نہار سب گذر گئے ایسے ہی تو بھی گذر جائیگا بس تو جان بوجھکر انجان بنتا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ پوچھا الخ ۷ شعر ایک عارف نے پیر کشیش سے پوچھا کہ اے خواجہ تو عمر مین زیادہ ہے کہ ریش تیری کہا کہ مین اول ریش سے پیدا ہوا ہون کہ بے ریش کے مین نے جہان کو دیکھا ہے کہا کہ داڑھی سفید ہوئی اور حالت پھری مگر نیکی پر تیری بد عادت نہین پھری وہ تیرے بعد مین پیدا ہو کر تجھ سے بڑھی مگر تو ویسا ہی خشک مغزی مین رہا تو پہلے جس رنگ سے پیدا ہوا ایک قدم اس سے آگے نہ بڑھا آگے اس کی مثال ہے معدن مین ویسا ہی کھٹا ہے تو گھی اخلاص کا پیدا نہین ہوا تو خمیر ایک خاک خام مین ہے اگرچہ تو ایک عمر سے تنور مین ہے یعنی باوجود عمر گذرنے کے تو ابھی تک چھوٹا نہین ہوا اور خواہشات دنیا مین مبتلا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

همچو قوم موسی اندر حر تیه / مانده چل ساله بر جا اے سفیه

میدوی هر روز تا شب در وله / خویش را بینی در اول مرحله

چون نشیبی با عجل در رہ شتۂ / گرچه از یار هوس سرگشتهٔ

نگذری زین بعد سی صد سال تو / تا که داری عشق این گوساله تو

تا خیال عجل شان از جا نرفت / بد بر ایشان تیه چون گرداب تفت

غیر آن عجلی کزو یابندهٔ / بے نهایت لطف ما بینندهٔ

گاو طبعی زان نکوئیهای زفت / از دلت در عشق این گوساله رفت

باری اکنون تو ز هر جزوت بپرس / صد زبان دارند این اجزای حس

ذکر نعمتهاے رزاق جهان / که نهان شد او در اوراق زبان

روز و شب افسانه جویانی تو / جزو جزو تو فسانه گوی تست

جزو جزوت تا برستت از عدم / چند شادی دیده است و چند غم

زانکه بے لذت نروید هیچ جزو / بلکه لاغر گردد از هر هیچ جزو

جزو ماند و آن خوشی از یاد رفت / بل نرفت آن خفیه شد از پنج و هفت

همچو تابستان که از وی پنبه زاد / ماند پنبه رفت تابستان زیاد

یا مثال یخ که زاید از شتا / شد شتا پنهان و آن یخ پیش ما

هست آن یخ زان صعوبت یادگار / یادگار صیف در دی از ثمار

همچنین هر جزو جزوی ای فتی / در تنت از نعمتی گوید ثنا

چون زنے که بیست فرزندش بود / هر یکے حاکی ز حال خوش بود

مثل قوم موسیٰ اندر تیہ کے / تو رہا چالیس سال اک جا پہ ہے

دوڑے تو دن بھر ہی اندر حرص کے / پہلی ہی منزل پہ دیکھے خود کو ہے

[۱] مثل کہ پا تیرا کیچڑ مین پھنسا / پر ہوس مین پڑ کے سرگشتہ ہوا

نے تو نکلے لاکھ سال اس بعد سے / عشق اس گوسالہ کا جب تک ہے

تا خیال عجل اُن کا مٹ گیا / تیہ جون گرداب اک اُن پر رہا

غیر عجل اُس سے کہ جو تجکو ملا / بے نہایت لطف بس ہمکو دکھا

گاؤ طبع نیکیون سے تو ہوا / عشق گوسالہ کا نے دل سے گیا

[۲] اپنے تو ہر جزو سے پوچھ لے / سو زبان رکھین کہ یہ گوینگے جز ترے

نعمتون رزاق عالم کا بیان / کہ نہان ہین اندر اوراق زبان

رات دن افسانہ ڈھونڈھے تو نیا / تیرا جز جز ہے فسانہ گو ترا

جب سے چھوڑا تیرے جز جز نے عدم / چند دیکھین شادیان اور چند غم

کیونکہ بے لذت نہ کوئی آئے جز / بلکہ لاغر ہو ہر ایک بیچون سے جز

جز رہا عشرت گئی وہ یاد سے / نے گئی بل جسم سے اخفا ہے

[۳] جیسے روئی پیدا گرمی سے ہوئی / روئی باقی یاد سے گرمی گئی

یا کہ جیسے پیدا یخ سردی سے ہے / جائے سردی اور یخ باقی رہے

اس صعوبت سے وہ یخ ہو یادگار / پھل خزان کی گرمیون سے یادگار

ایسے ہی ہر ایک جز جز مشفقا / کھوے نعمت سے ترے تن مین ثنا

جیسے اک عورت کہ بیس ہین اُس کے پسر / حال خوش سے دے ہر اک اپنے خبر

---

[۱] مثل کہ الخ ۳ شعر کاہ کے مانند تیرا پاؤن کیچڑ مین پھنسا ہوا اگر تو سرگشتہ ہوس سا تھا یا دو ہوا ہے مانند قوم موسیٰ کے تیہ مین تو چالیس سال رہا ایک جا پر حرص مین دوڑتا ہر دن بھر اگر خود کو اول منزل پر دیکھتا ہے تو لاکھ برس یا اس بعد سے نہین نکلے جب تک عشق اس گوسالہ کا اُن سے نہ گیا گرداب کے مانند وہ تیہ اُن پر رہا سوا گوسالہ کے جو تجکو اس سے ملا ہے لطف و نعمت بے نہایت دکھاتا ہے بیلون سے تو گاؤ طبع ہوا مگر عشق گوسالہ کا دل سے نہین گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۲] اپنے تو الخ ۶ شعر تو اپنے ہر ایک جزو سے اب پوچھ لے کہ یہ گوینگے جزو تیری سو زبان رکھتے ہین نعمت رزاق عالم کا بیان اوراق مین نہان ہے تو رات دن افسانہ نیا ڈھونڈھتا ہے اور تیرا جز جز افسانہ گو ہے جب سے تیرے جز جز نے چھوڑا ہے چند شادیان اور چند غم دیکھے ہین کیونکہ کوئی جز بے لذت کے نہین آتا ہے بلکہ ہر ایک بیچون سے جز لاغر ہوتا ہے جز رہا اور عشرت گئی یاد سے نہین گئی بلکہ جسم سے پوشیدہ رہی یعنی تیرے ہر ایک جز کو لذت عدم سے خبر ہے اگرچہ وہ اب عشرت گئی ہے مگر گئی نہین تیرے جسم مین پوشیدہ ہے پس تو اس کو خود مین ڈھونڈھ لے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

[۳] جیسے روئی الخ ۸ شعر جیسے پنبہ گرمی سے پیدا ہوا پنبہ باقی رہا اور گرمی یاد سے گئی یا کہ جیسے یخ سردی سے پیدا ہے پس سردی گئی اور یخ باقی ہر وہ یخ اس صعوبت سے یادگار رہے اور میوہ خزان مین گرمیون سے یادگار ہین ایسی ہی ہر ایک جز تیرے تن مین نعمت سے ثنا کہتا ہے جیسے ایک عورت کے بیس لڑکے ہوں اور ہر ایک اپنے حال خوش سے خبر دیوے بغیر مستی کے حمل نہ ہو دین آشکار زائیدہ باغ کے بہار کب ہون اسکے خاندان دیکھے ظاہر دلیل عشق بازی بہار کے ہین ہر ایک شجر بچون کی پرورش مین پہان مریم کے مانند جامہ شاہ سے پوشیدہ ہر یعنی ہر ایک اپنی اصل کی خبر دیتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حمل نبود بے ہستی در زلاغ — سبے بہاری کی شود زائیدہ بلاغ
حمل ہے مستی کے نہ ہون آشکار — باغ مستی زائیدہ کب ہون بے بہار

حاملان و بچگانش در کنار — شد دلیل عشق بازی بہار
حاملان میں بچے اُس کے آشکار — ہین دلیل عشقبازی بہار

ہر درختی در رضاع کودکان — ہمچو مریم حامل از شاہی نہان
پرورش مین ہر شجر بچون کے یان — مثل مریم حاملہ شہ سے نہان

گرچہ در آب آتشی پوشیدہ شد — صد ہزاران کف برو جوشیدہ شد
گرچہ ہوئی ہو آگ پانی مین نہان — سیکڑون کف جوش سے اُسپر عیان

گرچہ دریا سخت پنہان می تند — کف بدہ انگشت اشارت میکند
گرچہ دریا خود کو پنہان بس رکھے — کف اشارہ انگلیون سے ہے کرے

ہمچنین اجزای مستان وصال — حامل از تمثالہای حال وقال
ایسے ہی اجزاے مستان وصل کے — حاملہ ہین شکل حال و قال سے

در جمال حال وا ماندہ جہان — چشم غائب ماندہ از نقش جہان
مُنھ پھٹا رہوے جمال حال ہین — دیدہ غائب نقش عالم سے ہین

آن موالید از رہ این چار نیست — لاجرم منظور این ابصار نیست
وہ موالید اب نہین ان چار سے — اس نظر سے نہ دکھین وہ اس لئے

آن موالید از تجلی زادہ اند — لاجرم مستور پردہ سادہ اند
وہ تجلی سے ہین پیدا اس لئے — پردۂ بیرنگ مین پنہان رہے

زاد گفتیم و حقیقت زاد نیست — این عبارت جز پے ارشاد نیست
زاد کہتا ہون حقیقت زاد نے — یہ سمجھنے کے لئے ارشاد ہے

ہین خمش شو تا بگوید شاہ قل — بلبلی مفروش با این جنس گل
اب تو چپ رہ تاکہ کہوے شاہ قل — بلبلی مت کر تو میش جنس گل

این گل گویاست پر جوش و خروش — بلبلا ترک زبان کن باش گوش
خود یہ گل گویا ہے پر جوش و خروش — بند کر بلبل زبان کو ہو تو گوش

ہر دو گون تمثال پاکیزہ مثال — شاہد عدلند بر سر وصال
شکل ہر دو نوع پاکیزہ مثال — ہین گواہ عدل باز ار وصال

ہر دو گون سر لطیف مرتضی — شاہد احیا و حشر ما مضی
دو نون نوع کی راز پاک مرتضی — فانی اور باقی پہ انکے ہین گواہ

ہمچو یخ کاندر تموز مستجد — ہر دم افسانہ زمستان میکند
جیسے یخ گرمی کے موسم مین ہے — یاد سردی کے فسانہ لطف سے

ذکر آن اریاح سرد زمہریر — اندر آن ایام وانزمان عسیر
ذکر کرتا اُن ہواؤن سرد سے — اندر اس ایام و اُس تکلیف کے

ہمچو آن میوہ کہ در وقت شتا — میکند زافسانہ لطف صبا
یا کہ جیسے میوہ سردی مین کرے — یاد افسانہ صبا کے لطف سے

قصۂ دور تبسمہاے شمس — وان عروسان چمن بالمس طمس
قصۂ ایام ہنسنے شمس کا — اور عروسان چمن کے لمس کا

---

۵۱ اگرچہ الخ ۶ شعر اگرچہ آتش پانی مین پوشیدہ ہوتی ہو ولیکن سیکڑون کف اُسپر جوش سے عیان ہین اگرچہ دریا خود کو پنہان رکھتا ہے کف اشارہ انگلیوں سے کرتا ہے آگے اس کے حقائق ہین ایسے ہی اجزا مستون وصل کے شکل حال وقال سے حاملہ ہین جمال حال مین مُنھ پھٹا رہتا ہے اور دیدے نقش عالم سے غائب ہین وہ موالید ان چار عنصر سے نہین ہین اسواسطے وہ اس نظر سے نہین دیکھتے ہین وہ تجلی سے پیدا ہین اسواسطے پردہ بیرنگ مین پوشیدہ ہین یعنی تجلیات حالی وقالی اس لئے ظاہری سے نہین دیکھتی ہے کہ جو مستان کے ہر ایک جزو سے پیدا ہوتے ہین وہ ظاہر نہین ہوتے بلکہ چشم ظاہر سے مخفی رہتے ہین باقی حال آگے ہو فافہم
۵۲ زاد الخ ۵ شعر زاد کہتا ہون حقیقت مین وہ پیدا نہین ہے یہ ارشاد سمجھنے کیلئے ہے اب تو چپ رہ تاکہ شاہ قل کہے اور تو آگے گل کے بلبلی مت کر یہ گل خود گویا ہے پر جوش خروش تو زبان کو بند کر اور گوش ہو شکل دو نوع کی پاکیزہ مثال ہے اور وہ عدل باز ار وصال کے گواہ ہین دونون نوع کہ راز پاک مرتضیٰ کے فنا فی اللہ و بقا باللہ پر گواہ ہین یعنی اولیاء اللہ کے دونون حال وقال اُنکے فنا اور بقا ہونے پر گواہ ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲
۵۳ جیسے الخ ۷ شعر جیسے یخ گرمی کے موسم مین یاد کرتا ہو فسانہ لطف سردی سے ذکر کرتا ہو اُن ہواؤن سرد سے اندر اُس ایام اُس تکلیف کے یا جیسے میوے سردی مین یاد کرتے ہین فسانہ لطف صبا سے قصہ ایام ہنسنے شمس کا اور عروسان چمن کے لمس کا پس وہ حال گیا اور جزو یادگار رہا یا تو اُس سے پوچھ یا خود شمار کر جب کہ غم تجکو گھیرے تو پستی سے اُس دم ناامید سے سیجکر اُس دم نے کہا کہ اے خشم منکر حال کی ضد انعام حق سے ہے یعنی اگر وہ حال گیا اور جزو باقی رہا تو اُس جزو سے پوچھ یا خود مین شمار کر باقی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

حال رفت و ماند جزوت یادگار | یا ز وا پرس یا ز خود یاد آر
چون فسرد و گیر دغمت کز چه جستی | زان دم نومیده کن فریاد جستی
تفتیش اے عضو منکر حال | راتبهٔ انعام ها را زان کمال
هر دمت گر نیست بهار و حریت | پس چو پاش گل تنت انبار چیست
چاش گل تن فکر تو همچون گلاب | منکر گل شد گلاب اینت عجاب
از کبی خوبان کفران که دریغ | بر نبی خوبان شا را تهر تیغ
آن لجاج و کفر قانون کیست | وان سپاس و شکر منهاج نبی ست
با کبی خوبان تهتکها چه کرد | با نبی رویان تنسکها چه کرد
در عمارتها سگانند و عقور | در خرابیهاست گنج عز و نور
گر نبودی این فروغ اندر خسوف | گم نکردی راه چندین فیلسوف
زیرکان و هوشگافان دهی | دیده بر خرطوم داغ ابلهی

وہ گیا حال اور رہا جز یادگار | یا تو پوچھ اس سے وبا خود کر شمار
جبکہ غم گیرے تجھے جستی ست تو | اس دم نومید سے کر جستجو
بولا وہ اے خشم منکر حال کے | ہیں غذا انعام حق سے جان کے
کیا نہ تھا عیش سے ہر دم تجھے | تو وہ گل ساتھ ہے کیوں انبار ہے
جسم تو وہ گل تری فکر گلاب | منکر گل ہو گلاب ہے عجاب
آن کبی خو سے دریغ اندوہ تیغ | یا نبی خو سے کہ جھرا تیر مرست
ہے خوشامد کفر قانون کبی | اور سپاس و شکر ہے راہ نبی
بس تہتک کیا کبی خو سے کئے | پس تنفل کیا نبی رو سے کئے
سنگ ہیں آبادی کے اندر شریر | اور خرابی میں ہی گنج عز و نور
گر نہوتا یہ فروغ اندر خسوف | ہوتے کب گمراہ اتنے فیلسوف
زیرک و دانا نے از راہ آگہی | دیکھا پیشانی پہ داغ ابلہی

قصهٔ فقیر روزی طلب بے کسب و دعای او مستجاب شدن

قصہ فقیر روزی طلب بے کسب کا اور مستجاب ہونا اُسکی دعا کا [سلہ]

آن یکی بیچاره مفلس نه درد | کو ز بی‌چیزی هزاران زخم خورد
لابه کردی در نماز و در دعا | کای خداوند و نگهبان رعا
بی ز جهدی آفریدی مر مرا | بی فن من روزیم ده زین سرا
پنج گوهر دادیم در درج سر | پنج حس دیگری هم مستتر

ایک عاجز بے نوا کو در دست | زخم بے چیزی سے لاکھوں ملے
عجز سے کرتا نماز اندر دعا | کہ اے گلہ کے نگہبان اے خدا
پیدا بے کوشش کیا تو نے مجھے | اس جہان میں روزی تو بے کسب دے
پانچ گوہر سر کے ڈبہ میں رکھے | پانچ حس پنہان دیے اور دوسرے

سلہ کیا بہار و عیش الخ ۸ شعر اگر تجکو بہار و عیش ہر دم نہیں ہے تن یہ تو دہ سا گل کیوں انبار ہے جسم تو دہ گل اور فکر تیری گلاب ہے اب گلاب منکر گلاب ہو تعجب ہے ان بندر خو سے دریغ و افسوس ہے یا کہ نبی خو سے کہ شمس الدہ پر تابت خوشامد و کفر ہے قانون بندر کا اور سپاس و شکر ہے راہ نبی کی بس کیا ٹھیک بندر خو سے کئے اور بس کیا تفضل نبی رو سے آبادی میں سگ پر شرور ہیں اور خرابی میں گنج عز و نور اگر یہ فروغ راحت کا خسوف تکلیف نہ ہوتا کب گمراہ ہوتے اتنے فیلسوف زیرک و دانا نے از راہ آگہی کے پیشانی پر داغ ابلہی کا دیکھا یعنی جو لوگ کہ دانا و زیرک ہیں وہ از راہ آگہی کے آثار بیوقوفی کے پیشانی سے دیکھتے ہیں پس اس حال و قال کا خود بھی شمار کرتا ہے فافہم ۱۲

سلہ قصہ ششم یار کو اپنے آپ میں

سلہ ایک عاجز الخ ۴ شعر ایک عاجز بینوا کو در بے چیزی سے لاکھوں زخم ملے تا زمین عجز سے دعا کرتا کہ اے نگہبان گلہ و اے خدا تو نے بے کوشش مجھے پیدا کیا پانچ گوہر سر کے ڈبہ میں رکھے اور دوسرے پانچ حس پوشیدہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

لاتعد این داد و لا تحصی ز تو | من کلیل از بیانش شرم رو
چونکہ در خلاقیم تنہا توئی | کار رزاقیم ہم کن مستوی
سالہا کرد این دعا بسیار شد | عاقبت زاریّ او بر کار شد
ہمچو آن شخصی کہ روزی حلال | از خدا میخواست بی کسب و کلال
گاو آوردش سعادت عاقبت | دور داؤد لدنی معدلت
آن یتیم نیز زاریہا نمود | ہم ز میدان اجابت گو ربود
گاہ بدظن میشدی اندر دعا | از پی تاخیر پاداش و جزا
باز ارجای خداوند کریم | در دلش بشار گشتی و زعیم
چون شدی نومید در جہد و کلال | از جناب حق شنیدی کہ تعال
خافض است و رافع است این کردگار | بی ازین دو بر نیاید ہیچ کار
خفض ارضی بین و رفع آسمان | بی ازین دو نیست دورانش ای فلان
خفض و رفع این زمان نوع دگر | نیم سالی خشک نیمی سبز و تر
خفض و رفع روزگار با کرب | نوع دیگر نیم روز و نیم شب
خفض و رفع این مزاج ممتزج | گاہ صحت گاہ رنجوری مضج
ہمچنین دان جملہ احوال جہان | قحط و خصب و جنگ و صلح و افتنان
اینجہان با این دو پر اندر ہواست | زین دو جانہا موطن خوف و رجاست
تا جہان لرزان بود مانند برگ | در شمال و در سموم بعث و مرگ
تا خم یک رنگی عیسی ما | بشکند نرخ خم صد رنگ را

لاتعد[۱] یہ داد و لا تحصی تری | میں ہوں گونگا شرح سے اُس جود کی
جو تو خلاقی میں تنہا ہے مرے | رزق بھی مجکو مساوی تو دے
سالہا اُس نے یہی کی بس دعا | اُسکی زاری نے اثر آخر کیا
جسطرح وہ شخص کہ روزی حلال | چاہتا تھا حق سے بے کسب و کلال
گائے نے آخر دین اُسکو نیکیان | دور داؤد نبی تھا اُس زمان
بس کی اس مشتاق نے بھی التجا | گوئے میدان اجابت لیگیا
گاہ[۲] بدظن ہوتا وہ اندر دعا | باعث تاخیر پاداش جزا
پھر خداوند جہان کی بس رجا | اُس کے دل میں ہوتی خوشخبری رسا
ہوتا جو کوشش میں نومید و ملال | بس جناب حق سے سنتا کہ تعال
زیر و بالا کرنے والا ہے خدا | کام ان بے دو کے نے ہو روا
دیکھ پستی زمین رفع سما | گردش اُسکی کب ہے ان دو کے سوا
زیر و بالا اس زمین کا اور ہے | خشک چھ مہ سبز چھ مہ رہے
زیر و بالا ہو زمانہ کا بس اور | آدھا دن اور آدھی شب ہے کر غور
زیر و بالا اس مزاج جسم کا | گاہ صحت اور گہ رنج و بکا
ایسے[۳] ہی کل حال ہر عالم کا جان | قحط و ارزانی و صلح و جنگ مان
اُڑتا ہے ان دو نون پر سے یہ جہان | ساکن خوف و رجا ان دو سے جان
تا جہان لرزان ہو مثل برگ کے | باد و سرد و گرم بعث و مرگ سے
میرے عیسیٰ کا خم یک رنگ کا | توڑتا ہے نرخ خم سو رنگ کا

سلہ لاتعد الخ ۱۲ شعر یعنی بخشش تیری نہ تعداد رکھتی ہے نہ گنی گئی ہے میں اس بخشش کی شرح سے گونگا ہوں جو تو میری خلاقی میں تنہا ہوا ہے تو مجکو رزق بھی مساوی دے اُس نے برسون یہ دعا کی آخر اس کی زاری نے اثر کیا آگے مثال ہے کہ وہ شخص کہ روزی حلال حق سے چاہتا تھا بے کسب و ملال کے آخر گائے نے اسکو نیکیان دین کہ اُسوقت دور داؤد نبی کا تھا اس مشتاق نے بھی التجا کی اور گوئے میدان اجابت کی لیگیا یعنی جیسے داؤد نبی کے عہد میں روزی حلال طلب کرنیوالے کو حق نے بے کسب روزی دی قصہ اسکا اوپر گذر چکا ہے اسی طرح یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ اثر اسکی زاری نے کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گاہ بدظن الخ ۸ شعر کبھی وہ بدظن ہوجاتا دعا میں باعث تاخیر جزا کے پھر امید خداوند جہان کی اُسکے دل میں خوشخبری ہوجاتی جو کوشش میں نا امید و ملال ہوتا ہے جناب حق سے تعال کہ آگے حقائق ہیں خدا زیر و بالا کرنیوالا ہے ان دو کے کام روا نہیں ہوتے دیکھ پستی و بلندی آسمان کی کہ اسکی گردش ان دو کے سوا کب ہے زیر و بالا اس زمین کا اور ہے کہ چھ مہینے خشک اور چھ مہینے تر رہتی ہے زیر و بالا اس مزاج جسم کا کبھی صحت و کبھی رنج و بکا ہے یعنی جیسے تاخیر اثر دعا سے بدظن ہوتا تو حق اُسکے دلمیں پھر شوق دیتا ہے یہی زیر و بالا حق کا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ایسے ہی الخ ۵ شعر ایسے ہی اس عالم کا کل حال جان اور قحط و ارزانی و صلح اور جنگ کو مان یہ جہان ان دو نون پر سے اُڑتا ہے اور ساکن خوف و رجا کا ہے ان دو نون سے تا جہان لرزان ہے مانند برگ کے باد و گرم و سرد بعث و مرگ سے جیسے عیسیٰ کا خم یک رنگ نرخ خم سو رنگ کا توڑتا ہے وہ جہان مانند کان نمک کے ہے جو اس میں جاتا ہے نمک ہو جاتا ہے یعنی یہ جہان رنگا رنگ ہے اور وہ جہان مثل خم عیسیٰ کے ایک رنگ ہے کہ جو اس میں جائے تلون جاتا رہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

کان جہان ہمچون نمکسار آمدہ است ۔ ہرچہ آنجا رفت بے تلوین شدہ است
بین کہ خاک این خلق رنگارنگ را ۔ می کند یکرنگ اندر گورہا
این نمکسار جسوم ظاہر است ۔ خود نمکسار معانی دیگر است
این نمکزار معانی معنوی ست ۔ از ازل آن تا ابد اندر نوی ست
این نوی را کہنگی ضدش بود ۔ وان نوی بے ضد و بے ند و عدد
آنچنان چون نور روی مصطفےٰ ۔ صد ہزاران نوع ظلمت شد ضیا
از جہود و مشرک و ترسا و مغ ۔ جملگی یک رنگ شد زان الپ الغ
صد ہزاران سایہ کوتاہ و دراز ۔ شد یکی در نور آن خورشید راز
نے درازی ماند نے کوتہ نہ پہن ۔ گونہ گونہ سایہ در خورشید رہن
لیک یکرنگی کہ اندر محشر است ۔ بر بد و بر نیک کشف و ظاہر است
کہ معانی آن جہان صورت شود ۔ نقشہا اندر خور خصلت شود
گردد آنگہ فکر نقش نامہا ۔ این بطانہ روی کار جامہا
این ہمہ سرہا مثال گاو پیس ۔ دوک نطق اندر ملل باریک ریس
نوبت صد رنگی است و صد دلی ۔ عالم یکرنگ کے گردد جلی
نوبت زنگی ست رومی شد نہان ۔ این شب است و آفتاب اندر رہان
نوبت گرگ ست و یوسف زیر چاہ ۔ نوبت قبطی ست فرعون ست شاہ
تا کہ رزق بیدریغ خیرہ خند ۔ آن سگان را حصہ باشد روز چند

دو جہان کان نمک کی مثل ہے ۔ جو کہ اس میں جائے بے تلوین رہے
دیکھ[1] تو اس خلق رنگارنگ کو ۔ کرتی ہے اک رنگ خاک گور جو
یہ نمکزار بدن ہے ظاہری ۔ ہے نمکزار معانی دوسری
یہ نمکزار معانی معنوی ۔ ہے ازل سے تا ابد طرز نوی
اس نئے کا ہونا کہنہ ضد ہو ۔ وہ نیا ہے ضد اور بے ند ہے
جیسے روی احمدی کے نور سے ۔ ظلمت ہر اک نوع کی پرنور ہے
یہ جہود و ترسا و مغ مشرکین ۔ سب ہوئے اک رنگ اُن سے بالیقین
سیکڑوں سائے جو تھے چھوٹے بڑے ۔ اک ہوئے سب نور میں اس شمس کے
نے بڑائی چھوٹانے چوڑا رہے ۔ ہر طرح کا سایہ خور میں رہن ہے
لیکن[2] اک رنگی کہ جو محشر میں ہے ۔ کشف اور ظاہر ہو بد و نیک پہ
کہ معانی اس جہان میں شکل ہو ۔ لائق خصلت ہو صورت شکل ہو
فکر اسدم ہووے نقش نامہا ۔ یہ نمونہ ہووے روے جامہا
راز یہ کل ہیں مثال ہر کہا ۔ کاتے مذہب میں ہی تکلا نطق کا
نوبت سو رنگ ہی اور سو دلی ۔ عالم اک رنگ کب ہووے جلی
نوبت زنگی ہے اور رومی چھپا ۔ یہ ہے شب اور شمس پردہ میں گیا
نوبت[3] گرگ اور یوسف زیر چاہ ۔ نوبت قبطی ہی فرعون بادشاہ
تا کہ رزق بیہدہ اور مفت سے ۔ چند دن کو حصے کتوں کے ہوے

[1] دیکھ تو آخر ۸ شعر تو اس خلق رنگارنگ کو دیکھ کہ ایک رنگ کرتی ہے جو خاک گور یہ نمکزار بدن کی ظاہری ہے اور نمکزار معنی کی وہ دوسری ہے یہ نمکزار معانی ہوتے ازل سے ابد تک طرز نوی ہے اور اس نئے کا کہنہ ضد ہوتا ہے اور اپنا بے ضد و بے ند ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے روے احمدی کے نور سے ہر نوع کی ظلمت پرنور ہے یہ جہود و ترسا و مغ مشرکین سب اُن سے ایک رنگ ہوئے سیکڑوں سائے کہ جو تھے چھوٹے و بڑے اس شمس کے نور میں ایک ہوئے نہ بڑا ہوا نہ چھوٹا نہ چوڑا ہووے ہر ایک قسم کا سایہ خورشید میں ہی ہے یعنی سب سائے پرتو خورشید میں ایک ہو جاتے ہیں اسیطرح عدم میں سب جاتے ہیں ایک رنگ ہوتے ہیں آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ [2] لیکن ایکرنگی الخ ۶ شعر و لیکن ایکرنگی کہ جو محشر میں ہے کشف نیک و بد پر ہو کہ اس جہان میں معانی صورت ہو اور وہ صورت لائق خصلت ہو اور سدم فکر نقش نامہا سے ہووے اور یہ نمونہ فکر روے جامہا کا ہووے یہ کل راز ہر کے مانند ہیں کہ تکلا نطق کا مذہب میں کاتا ہے وقت سو رنگ سو دلی کا ہے کب عالم ایک رنگ جلی ہووے وقت زنگی کا ہے اور رومی چھپا یہ شب ہے اور شمس پردہ میں گیا یعنی اب وقت یکرنگی کا ہے بیرنگی کیونکر ظاہر ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] نوبت الخ ۲ شعر وقت گرگ کا اور یوسف زیر چاہ وقت قبطی ہے اور فرعون بادشاہ ہے تا کہ رزق بیہودہ مفت سے کتوں کے حصے ہوئے چند روز کو شیر بیشہ کے اندر منتظر ہیں تا کہ آنے کا حکم منتشر ہو پس اس بیشہ سے شیر باہر نکلیں اور روبرو حق کے ظاہر ہو نصرت سے جوہر انسان بجرو بر گھیرے آگے بیلوں کے گزشتہ ہوں روز محشر قیامت کے روز محشر کے خونناک ہو ہو منو عید و بیلوں کو قربانی ہے یعنی روز حشر ایک رنگی سب پر کھل جائے گی کہ اس عالم سو رنگ میں نفس کو غلبہ و روح کو حاجت ہے مگر لو لیا بروز حشر غالب ہو وینگے آگے ان کا بیان ہے فافہم ۱۲

در درون بیشه شیران منتظر | تا شود امر تعالوا منتشر
شیر ہیں بیشہ کے اندر منتظر | تا کہ حکم آنے کا ہووے منتشر

پس برون آیند آن شیران ز مرج | بی‌حجابی حق نماید دخل و خرج
پس وہ نکلیں باہر بیشہ سے | رو برو حق کے تصرف سے ہوں سیر

جوهر انسان بگیرد برّ و بحر | پیش گاوان بسملان روز نحر
جوہر انسان گھیرے بر و بحر | آگے بیلوں کے کہ کشتہ روز نحر

روز نحر رستخیز سهمناک | مومنان را عید و گاوان را هلاک
روز نحر حشر کو ہے خوفناک | مومنوں کو عید بیلوں کو ہلاک

جمله مرغان آبی روز نحر | همچو کشتیها روان بر روی بحر
مرغ آبی جزو کل دن نحر کے [۵۱] | مثل کشتی کے رواں ہو بحر پہ

تا که یهلک من هلک عن بینة | تا که ینجو من نجا واستیقنه
تا کہ یہلک من ہلک عن بینہ | تا کہ ینجو من نجا واستیقنہ
(تا کہ ہلاک ہووے جو ہلاک ہوا ظہور سے | تا کہ نجات پاوے جو نجات پانیوالا ہے یقین سے)

تا که بازان جانب سلطان روند | تا که زاغان سوی گورستان روند
باز تا کہ جانب سلطان اڑیں | زاغ تا کہ سوی گورستان اڑیں

جیفه سرگین خشک و استخوان | نقل زاغان آمده است اندر جهان
گندگی خشک و مردار استخوان | ہے غذا زاغوں کی اک اندر جہان

قند حکمت از کجا زاغ از کجا | کرم سرگین از کجا باغ از کجا
قند حکمت کا کہاں اور زاغ کاں | کیڑا گوبر کا کہاں اور باغ کاں

نیست لائق غزو نفس و مرد غر | نیست لائق عود و مشک و کون خر
جاہ و عزت کے نہ لائق بے خبر | مشک و عنبر کے نہ لائق کون خر

چون غزا ندهد زنان را هیچ دست | کے دهد آنکه غزای اکبرست
جو زنوں کو کچھ نہ قدرت دے غزا | جو غزا اکبر ہے وہ کب دے بھلا

جز بنادر در تن زن رستمی | گشته باشد خفیه همچون مریمی
عورتوں کے تن میں نادر مردمی | مثل مریم کے ہوئی ہو مختفی

آنچنان کاندر تن مردان زنان | خفیه اند و ماده از ضعف جنان
ایسے ہی مردوں کے جسموں میں نئی | ہے نہاں اور ضعف دل سے مادگی

آنجهان صورت شود آن مادگی | هر که در مردی ندید آزادگی
اس جہاں میں ہو یہ صورت مادگی | دیکھے جو مردی میں نے آزادگی

روز عدل و عدل دادا اندر خورست | کفش از آن پا کلاه آن سرست
عدل لائق حشر کو ہے ای بشر | کفش لائق پا کلاہ ہے لائق سر

تا به مطلب در رسد هر طالبی | تا به غرب خود رود هر غاربی
پہنچے تا مطلب کو بس طالب ہر ایک | جائے تا غرب اپنے کو غارب ہر ایک

نیست هر مطلوب از طالب دریغ | جفت تابش شمس و جفت آب میغ
نے کوئی مطلوب طالب سے جدا | تاب خور کا جفت پانی ابر کا

هست دنیا قهرخانه کردگار | قهر بین چون قهر کردی اختیار
ہے یہ دنیا قہر خانہ کردگار [۵۳] | قہر دیکھ اب جو کیا قہر اختیار

---

۵۱ مرغ آبی الخ ۱۲ شعر مرغ آبی جزو کل نحر کے دن مثل کشتی کے بحر پر رواں ہوں ترجمہ تا کہ ہلاک ہو ظہور سے تا کہ نجات پائے وہ کوئی کہ نجات پانیوالا ہے یقین سے تا کہ باز سلطان کی جانب اڑیں اور زاغ گورستان کی جانب اڑیں گندگی خشک استخوان مردار غذا زاغوں کی ہے جہان میں قند حکمت کا کہاں اور زاغ کہاں کیڑا گوبر کا کہاں اور باغ کہاں بیخبر جاہ عزت کے لائق نہیں اور کون خر مشک و عنبر کے لائق نہیں یعنی بروز حشر طالبان دین جانب جنت کے طالبان دنیا جانب دوزخ کے جاینگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جو زنوں کو الخ ۱۲ شعر جو غزا نے عورتوں کو کچھ قدرت دے تو جو کہ غزا اکبر ہے وہ کب قدرت بھلا دیوے عورتوں کے تن میں مردی نادر مثل مریم کے پوشیدہ ہووے ایسے ہی مردوں کے جسموں میں زنانی پوشیدہ ہے اور ضعف دل سے مادگی اس جہان میں یہ صورت مادگی کی ہو جو نہ مردی میں دیکھے آزادگی حشر عدل لائق ہو کہ کفش لائق پا و کلاہ لائق سر ہو تا مطلب کو ہر ایک طالب پہونچے تا ہر ایک غارب اپنے غرب کو جائے کوئی مطلوب طالب سے جدا نہیں ہو کہ تاب خورشید کا جفت ہوا اور پانی ابر کا یعنی جو جس چیز کے لائق ہے بروز حشر اسکو ملیگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ہے یہ دنیا الخ ۱۲ شعر یہ دنیا قہر خانہ خدا کا ہے پس قہر دیکھو جو کہ قہر اختیار کیا مقہوروں کی بال و تری دیکھو کہ بحر و بر میں ڈالا تیغ قہر نے بال و پر فرعون کے گرد دام دیکھو کہ شرح قہر حق کرتے ہیں یہ کلام وہ مرا اور ایک قبر اسیر بنی جب کہنہ ہوئی قبر بھی نہیں رہی ہر ایک کا جوڑا عدل حق نے کیا پھر اژدہا کا سیل اور بیل کا آگے اس کی مثال ہے مومن و ولدار احمد صلعم کے چار یار ہیں اور مومن ابابیل پر کفیہ ذوالخمار ہیں جبرئیل و جان کا کعبہ سدرہ ہوا اور بندۂ شکم کا کعبہ سفرہ ہوا یعنی اس دنیا میں جو کریگا وہ پائیگا کہ جائے مکافات ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

استخوان و موی مقہوران نگر   تیغ قہر افگندہ اندر بحر و بر
پر و بال مرغ بین بر گرد دام   شرح قہر حق کنندہ بے کلام
مردہ او بر جاش خرپشتہ نشاند   وانکہ کہنہ گشت پشتہ ہم نماند
ہر کسی را جفت کردہ عدل حق   پیل را با پیل و بق را جنس بق
مونس احمد بہ مجلس چار یار   مونس بوجہل عتبہ و ذوالخمار
کعبۂ جبرئیل و جانہا سدرۂ   قبلۂ عبد البطن شد سفرۂ
قبلۂ عارف بود نور وصال   قبلۂ عقل مفلسف شد خیال
قبلۂ زاہد بود یزدان بر   قبلۂ طامع بود ہمیان زر
قبلۂ مردان حق اعمال نیک   قبلۂ نااہل جہل مرد ریک
قبلۂ معنی وران صبر و درنگ   قبلۂ صورت پرستان نقش سنگ
قبلۂ باطن نشینان ذو المنن   قبلۂ ظاہر پرستان روی زن
قبلۂ عاشق حق آمد اے پسر   قبلۂ باطل بلیس ست ای پدر
قبلۂ فرعون دنیا سر بسر   قبلۂ خربندہ چہ بود کون خر
ہمچنین بر مے شمر تازہ و کہن   در بلوی رو تو کار خویش کن
رزق ما از کاس زرین شد عقار   وان سگان را آب تتماج و تغار
لائق آنکہ بدو خود دادہ ایم   در خور او رزق بفرستادہ ایم
عاشق نان ساختیم آن خواجہ را   سیر از جان ساختیم این را چرا
زانکہ آنرا عاشق نان کردہ ایم   جان این را مست جانان کردہ ایم
چون بجوئی خود خوشی و خرمی   پس چرا از خوردہ خویت سیر می

بال و ہڈی دیکھ مقہوروں کے یار   بحر و بر میں ڈالا تیغ قہر نے
بال و پر مرغوں کے دیکھو گرد دام   شرح قہر حق کریں ہیں بے کلام
وہ مرا اور قبر آسیر اک بنی   سب ہوئی کہنہ رہی نہ قبر بھی
عدل حق نے جوڑا ہر اک کا کیا   مچھر اور مچھر کا پیل او رپیل کا
مونس و دلدار احمد چار یار   مونس بوجہل عتبہ و ذو الخمار
کعبہ جبرئیل و جان سدرہ ہوا   کعبۂ بندۂ شکم سفرہ ہوا
قبلہ بس عارف کا ہے نور وصال[1]   فلسفی کی عقل کا قبلہ خیال
زاہدون کا قبلہ خلاق بشر   طامعون کا قبلہ اک ہمیان زر
قبلہ مردان خدا کا نیک عمل   قبلہ نااہلون کا جہل پر خلل
قبلہ اہل معنی بس صبر و درنگ   قبلہ اہل صورتون کا نقش سنگ
اہل باطن کا ہے قبلہ ذو المنن   اہل ظاہر کا ہے قبلہ روے زن
عاشقون کا حق ہے قبلہ اے پسر   باطلون کا قبلہ ابلیس اے پدر
قبلہ فرعون کی ہے دنیا سربسر   بندۂ خر کی ہے قبلہ کون خر
ایسے ہی گن تازہ کہنہ اے بشر   جا تو اندر رنج کے کام اپنا کر
رزق[2] میرا جام زرین سے ہے شراب   پانی دھوون کا ہے کتون کیلئے
جس کے لائق جو تھا وہ ہمنے دیا   لائق اس کے بھیجا ہمنے رزق تھا
عاشق اس خواجہ کو روٹی کا کیا   سیر جان سے اس کو ہمنے کر دیا
کیونکہ اس کو عاشق نان کر دیا   جان کو اس کی مست جانان کر دیا
خوش و خرم جو تو اپنی خو سے ہے   رزق و خو سے اپنی بھاگے کس لیے

[1] قبلہ آلخ شعر عارف کا قبلہ نور وصال ہے اور فلسفی کی عقل کا قبلہ خیال ہے زاہدون کا قبلہ خالق بشر اور طامعون کا قبلہ ہمیانی زر مردان خدا کا نیک عمل اور نااہل کا قبلہ جہل پر خلل اہل معنی کا قبلہ صبر و درنگ و اہل صورتون کا قبلہ نقش و سنگ اہل باطن کا قبلہ ذو المنن ہے اور اہل ظاہر کا قبلہ روے زن ہے عاشقون کا قبلہ حق ہے اور باطلون کا قبلہ ابلیس ہے فرعون کا قبلہ دنیا ہے اور بندہ خر کا قبلہ کون خر ہے ایسے ہی گن تازہ کہنہ کو تو جا اندر رنج کے کام اپنا کر یعنی دنیا مین جو شخص جس چیز کا طالب ہے وہی چیز اس کی قبلہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] رزق میرا آلخ شعر میرا رزق جام زرین سے شراب ہے اور پانی دھوون کا کتون کے واسطے ہے جو جس کے لائق تھا وہ ہم نے اس کو دیا اور اس کے لائق ہم نے رزق بھیجا اس خواجہ دنیا کو عاشق روٹی کا کیا اور جان سے سیر ہم نے عاشق مولا کو کر دیا کیونکہ عاشق نان اسکو کر دیا اور اسکی جان کو مست جانان کر دیا جو تو خوش و خرم اپنی خو سے ہے رزق و خو سے اپنے کے واسطے بھاگتا ہے اگر یادگی خوش آئے جاوے کوسے اور رستمی خوش آئی تو [illegible] اگر غزا خوش آئے جوشن ہے اگر تقدیر پسند ہو دن [illegible] وہ فقیر تاب درویشی [illegible] یعنی حق تعالی فرماتا ہے کہ جو جسکے لائق تھا وہ ہی اسکو دیا پس جو چیز تجکو خوش آئے وہ تیرا اصل ہے [illegible] فقیر کا بیان ہے فافہم ۱۲

مادگی خوش آیدت چادر بگیر — رستمی خوش آیدت خنجر بگیر
غازئی خوش آیدت جوشن بپوش — در بهیمی مائلی رو کون فروش
این سخن پایان ندارد آن فقیر — گشته است از زاری درویشی عقیر

مادگی خوش آئے تو چادر کو لے — رستمی خوش آئے تو خنجر کو لے
گر غزا خوش آئے جوشن پہن تو — گر درست ہو زنخنہ پن دے کون کو
بات یہ بے انتہا ہے وہ فقیر — تاب درویشی سے ہوا بس حقیر

خواب دیدن فقیر و نشان دادن هاتف اورا بگنج نامه

خواب دیکھنا فقیر کا اور بتانا ہاتف کا اسکو خزانہ کا بیجک

دید در خواب او شبی خوابی که بود — واقعه بی خواب صوفی راست خو
هاتفی گفتش که ای دیده تعب — رقعه در مشق وراقان طلب
خفیه ز آن وراق کت همسایه است — سوی کاغذ پاره هاش آور تو دست
رقعه شکلش چنان رنگش چنین — پس بخوان آن را بخلوت ای حزین
چون بدزدی آن ز وراق ای پسر — پس برون رو ز انبهی شور و شر
تو بخوان آن را بخود در خلوتی — هین مجو در خواندن آن شرکتی
ور شود آن فاش هین غمگین مشو — که نیابد غیر تو زان نیم جو
ور شود آن دیر هین زنهار تو — ورد خود کن دم بدم لا تقنطوا
این بگفت و دست خود آن مژده ور — بر دل او زد که رو زحمت ببر
چون بخویش آمد ز غیبت آن جوان — می نگنجید از فرح اندر جهان
زهره او بر دریدی از قلق — گر نبودی عون رفق و لطف حق

دیکھا[1] اک شب خواب میں خواب یہ — واقعہ بے خواب تھا درویش کو
اس سے ہاتف نے کہا اے مبتلا — ایک بیجک ردی والے سے تو لا
وہ جو ردی والا ہمسایہ ہے ترا — ڈھونڈھ خفیہ کاغذوں میں اسکے جا
بیجک اس رنگ اور اس صورت کا ہے — جا کے خلوت میں تو اسکو دیکھ لے
ردی[2] والے سے چرا لے اسکو جو — جلد تر بازار سے باہر تو ہو
اور پڑھ خلوت میں اسکو آپ کو — گر نہ پڑھنے میں تو شامل غیر کو
گر وہ ہووے فاش تو غمگیں نہ ہو — کہ نہ پائے غیر اس سے نیم جو
دیر اسمیں ہووے گر زنہار تو — ورد خود کر دم بدم لا تقنطوا
یہ کہا اور ہاتھ سینہ پر ملا — مژدہ گو نے کہ تو زحمت کو پا
خود میں آیا غیب سے جو وہ جوان — نے سماتا فرح سے اندر جہان
پھٹتا[3] اسکا پتا از راہ قلق — گر مدد کرتا نہ اسکی لطف حق

[1] دیکھا الخ یہ شعر ایک شب خواب میں دیکھا کہ وہ خواب نہیں تھا اور درویش کو واقعہ بے خواب تھا اس نے ہاتف نے کہا اے مبتلا ایک بیجک ردی بیچنے والے سے تو لا وہ ردی والا تیرا ہمسایہ ہے اس کے کاغذوں میں خفیہ جا کر ڈھونڈھ وہ بیجک اس رنگ اور اس صورت کا ہے تو اس کو خلوت میں جا کر دیکھ لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] ردی والے سے الخ یہ شعر جو اس کو چرا لے ردی والے سے جلد تر بازار سے تو باہر ہو اور خلوت میں تو اس کو آپ پڑھ اور پڑھنے میں غیر کو شامل مت کر اگر وہ فاش ہووے تو غمگین مت ہو کہ غیر اس سے بقدر نیم جو نہ پاسکے گا اگر اس میں دیر ہووے تو ضرور کر کہ ورد اپنا دم بدم لا تقنطوا کہا اور ہاتھ سینہ پر مژدہ گو نے ملا کہ تو رحمت حاصل کر جو وہ غیب سے خود میں آیا فرحت سے نہیں سماتا تھا جہان میں باقی آگے ہے فافہم ۱۲ [3] پھٹتا الخ یہ شعر از راہ قلق کے زہرہ اس کا پھٹتا اگر لطف حق اسکی مدد نہ کرتا ایک خوشی وہ ہوئی کہ تو سو حجاب کے پیچھے سے کان اس کے خطاب حق سے سنتا اور ایک خوشی وہ ہوئی کہ سوالوں سے چھٹا کہ اس نے حاصل ہونا چاہا گنج کا آگے اس کے حقائق میں اس کی آنکھ سو پردہ سے بھی سرفراز ہوئی اور آسمان پر گئی حس مہر کو کب محسوسات سے ہوئے کہ غیب کے پردوں سے بھی گذر جائے اگر حواس گذر یہ از راہ حجاب کے تو اس کو پے درپے ہو دیدار و خطاب فوج زنگی کے آگے روم کے جو نہاں ہوئی خورشید نے تیغ ماری سب عالم کھل گئے یعنی جس کے حواس پردہ سے گذر جائیں اس کے چشم دیدار و گوش کو خطاب ہووے اور مقام کشود کا اسپر کھلے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

یک فرح آن کز پس پنصد حجاب | گوش او بشنید از حضرت جواب
یک فرح آن کز سوال آمد خلاص | خواهدش حاصل شدن آن گنج خاص
از حجب چون حس سمعش در گذشت | شد سرافراز و ز گردون بر گذشت
که بود کان حس چشمش ز اعتبار | زان حجاب غیب هم یابد گذار
چون گذاره شد حواس از رہ حجاب | پس پیاپی گرددش دید و خطاب
چون سپاه زنگ پنهان شد ز روم | تیغ زد خورشید و پیدا شد علوم
یک فرح آنکه نشد ردش دعا | عاقبت آمد اجابت مر ورا
جانب دکان وراق آمد او | دست در کرد او بشق از سو بسو
پیش چشمش آمد آن مکتوب زود | با علاماتی که هاتف گفته بود
در بغل زد گفت خواجه خیر باد | این زمان آیم سوی ای اوستاد
رفت کنج خلوتی آن را بخواند | وز تحیر واله و حیران بماند
که بدین سان گنج نامه بی‌بها | چون فتاده ماند اندر مشقها
باز اندر خاطرش این فکر جست | کز پی هر چیز یزدان حافظ است
کی گذارد حافظ اندر اکتناف | که کسی چیزی رباید از گزاف
گر بیابان پر شود زر و نقود | بی رضای حق جوی نتوان ربود
ور بخوانی صد صحف بی سکته‌ای | بی قدر یادت نماند نکته‌ای
ور کنی خدمت بخوانی یک کتیب | علمهای نادره یابی ز جیب
شد ز جیب آن کف موسی ضوفشان | کان فزون آمد ز ماه آسمان

اک خوشی وہ کہ پس نو سو حجاب | کان نے اُس کے سنا حق سے خطاب
اک خوشی وہ کہ سوالوں سے چھٹا | اُس نے حاصل ہوتا جانا گنج کا
اُسکی حس سمع پردہ سے بڑھی | ہوئی سرافراز اور گردون پر گئی
کب ہو محسوسات سے حس بصر | غیب کے پردوں سے بھی جائے گذر
اور اگر گذرین حواس از رہ حجاب | اسکو پے در پے ہو دیدار اور خطاب
فوج زنگی ہوئی پنہان جب مثل روم | خور نے ماری تیغ کھل گئے سب علوم
[١] اک خوشی وہ رد نہوئی اسکی دعا | اور اجابت آئی آخر بر ملا
ردی والے کی دکان پر وہ گیا | کاغذوں کو لوٹنے ہر سو لگا
سامنے اس کے وہ پیچک آگیا | اُس نشان سے جو تھا ہاتف نے کہا
لے بغل میں بولا رخصت اب میں ہوں | پھر ابھی اُستاد واپس میں پھروں
گوشۂ خلوت میں جا اُسکو پڑھا | مارے حیرت کے وہ بس حیران رہا
[٢] کہ یہ پیچک اس طرح کا بے بہا | ردیوں میں یہ پڑا کیونکر رہا
پھر خیال اک اسکے دل میں یہ ہوا | کہ محافظ بس ہے ہر شے کا خدا
کب محافظ آنے دے اندر بنا | کہ کوئی ہر چیز لے از رہ دغا
گر بیابان پُر ہو زر و نقد سے | بے رضائے حق نہ اک جو لے سکے
گر پڑھے قرآن بے سکتے کے سو | بے قدر رکھے یاد کب اک نکتہ ہو
گر کتب خوانی میں وہ کوشش کرے | علم نادر پائے اپنی جیب سے
[٣] کف موسیٰ جیب سے ہوئی نوربار | کہ فزون ہے ماہ سے اندر شمار

[١] اک خوشی وہ الخ ۵ شعر ایک خوشی وہ ہوئی کہ اسکی دعا رد نہوئی اور آخر کو اجابت آئی پھر گیا وہ ردی والے کی دکان پر اور ہر طرف کاغذوں کو لوٹنے لگا وہ پیچک اس کے سامنے آگیا اس نشان سے جو ہاتف نے کہا تھا بغل میں لیکر کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں اور پھر ابھی اے استاد واپس آتا ہوں گوشہ خلوت میں اُس کو جا کر پڑھا اور مارے حیرت کے بس حیران رہا باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ [٢] کہ یہ پیچک الخ ٦ شعر کہ یہ پیچک اس طرح کا بے بہا ردیوں میں کیونکر پڑا رہا پھر یہ خیال اسکے دل میں ہوا کہ ہر شے کا محافظ خدا ہے کب محافظ پناہ میں آنے دے کوئی ہر ایک چیز از راہ دغا کے لے اگر بیابان زر و نقد سے پر ہو بغیر رضائے حق کے ایک جو نہ لے سکے اگر قرآن بغیر سکتے کے سو پڑھے بغیر حکم قدر کے ایک نکتہ یاد نہ رہے اگر کتاب خوانی میں کوشش کرے علم نادر اپنی جیب سے پائے یعنی بغیر حکم خدا کے کوئی شخص ایک چیز نہیں لے سکتا ہے اور نہ علم پا سکتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ١٢ [٣] کف موسیٰ الخ ١ شعر کف موسیٰ جیب سے نور بار ہوئی کہ ماہ سے اندر شمار کے افزون ہے جو تو مدتوں سے ڈھونڈھتا تھا اُس نے تیری جیب سے نکالا تھا تاکہ تو جانے کہ یہ چیستان ایک لباس ہے مدرکات وجدان کا نہیں کہ اول ہاتف الٰہی کے کونین سے اول عقل پیدا کی یہ بات پیدا و پنہان ہے کہ راز دار حقیقت کی لگس نہ ہوئے پھر تو طرف قصہ کے لوٹ اور قصہ فقیر و گنج کا تمام یعنی جس کو موسیٰ آسمان پر ڈھونڈھتا تھا وہ جیب سے اُس کے ظاہر ہوا آگے قصہ فقیر کا بیان ہے فافہم ١٢

کانچہ می جستی زچرخ با نہیب — سر برآوردست ای موسی از جیب
تا بدانی کاسمانہاے سمی — ہست عکس مدرکات آدمی
نے کہ اول دست یزدان مجید — از دو عالم پیشتر عقل آفرید
این سخن پیدا و پنہان ست بس — کہ نباشد محرم عنقا مگس
باز سوی قصہ باز آ ای پسر — قصۂ گنج فقیر آر دبسر

ڈھونڈھتا تھا جو تو موسی چرخ سے — سر نکالا جیب سے اُس نے ترے
تا تو جانے یہ کہ چرخ چنبری — عکس ہو اک مدرکات آدمی
نے کہ اول ہاتھ نے اللہ کے — پیدا اول عقل کی کونین سے
یہ سخن پیدا ہوا اور پنہاں ہے بس — راز دار عنقا کی نے ہو وے مگس
پھر طرف قصہ کے آ تو ای پسر — قصۂ گنج فقیر اتمام کر

تمامی قصۂ آن فقیر

اندر آن رقعہ نوشتہ بود این — کہ بروں شہر گنجے دان دفین
آن فلان قبہ کہ در وے مشہدست — پشت او در شہر و رو در فدفدست
پشت کن در قبہ رو در قبلہ آر — وانگہان از قوس تیرے وا گذار
چون فگندی تیر از قوس ای معاد — بر کن آن موضع کہ تیرت او فتاد
پس کمان سخت آورد آن فتی — تیر پرانید در صحن فضا
پس کلند آورد و بیل و شاد شاد — کند آن موضع کہ آن تیر او فتاد
کند شد ہم او و ہم بیل و تبر — خود ندید از گنج پنہانی اثر
ہمچنین ہر روز تیر انداختی — لیک جاے گنج می نشناختی
چونکہ این را پیشہ کردہ او دوام — فجفجی افتاد اندر خاص و عام
ہر کسے در گفتگوی او فتاد — کین چنین بازی نباشد در نہاد
ہر کسے در گفتگوے فاسدی — ہر طرف برخاستہ یک حاسدے

اختتام اُس فقیر کے قصہ کا

اندر اُس ہیچک کے یہ تحریر تھا[۱] — کہ خزانہ شہر باہر ہے گڑا
وہ فلان قبہ کہ اُس مین قبر ہے — رو بصحرا پشت جانب شہر کے
پشت کر قبہ کو منھ قبلہ کو موڑ — اور کمان سے تیر کو منھ ہم تو چھوڑ
جو تو ڈالے تیر اپنا قوس سے — کھود وہ جا تیر جس جا پر گرے
پس کمان اک سخت لایا وہ جوان — تیر چھوڑا دشت کے بیچ درمیان
لایا وہ خوش خوش کدال اور بیلچا — کھودی وہ جا تیر جس جا پر گرا
سست[۲] ہوا وہ بھی اور بیل و تبر — گنج مخفی سے نہ دیکھا کچھ اثر
ایسے ہی ہر روز تیر اک پھینکتا — لیک جائے گنج نے پہچانتا
جو یہی پیشہ کیا اُس نے دوام — پڑ گیا اک شور اندر خاص و عام
ہر کوئی کرنے لگا یہ گفتگو — کہ سرشت اندر نہ ایسا کھیل ہو
گفتگو ہر ایک کرتا فاسد ایک — ہر طرف پیدا ہو ا بس حاسد ایک

فاش شدن خبر گنج نامہ و بہ سمع شاہ رسیدن و از وے گرفتن او

ظاہر ہونا خبر ہیچک کی اور شاہ کے کان تک پہونچنا اور وہ لینا اُس سے

[۱] اندر الخ ۶ شعر اس ہیچک مین یہ لکھا تھا کہ خزانہ شہر کے باہر گڑا ہے وہ فلان قبہ کہ اُس مین قبر ہے رو طرف صحرا کے و پشت جانب شہر کے ہے قبہ کی جانب پشت کر اور منھ قبہ کو موڑ اور کمان سے تیر کو تو اس دم چھوڑ جو تیر تو اپنا کمان سے ڈالے جس جا پر تیر گرے وہ جا تو کھود لیں وہ جوان ایک کمان سخت لایا اور تیر درمیان دشت کے چھوڑا وہ خوش خوش کدال و بیلچہ لایا اور جس جا پر تیر گرا وہ جا کھودی یعنی لا الہ الا اللہ کا تیر جانب دل پر ڈالنا شروع کیا کہ گنج معنی کا پتہ لگے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] سست ہوا الخ ۵ شعر بھی وہ سست ہوا اور بیل و تیر مگر گنج مخفی سے کچھ اثر نہ دیکھا ایسے ہی ہر روز ایک تیر پھینکتا لیکن جگہ گنج کی نہین پہچانتا جو یہی پیشہ ہمیشہ کے لئے دائم کیا ایک شور اندر خاص و عام کے پڑ گیا ہر کوئی یہ گفتگو کرنے لگا کہ زندگی مین ایسا کھیل نہو ہر ایک گفتگو فاسد کرتا اور ہر طرف حاسد پیدا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس خبر کردند سلطان را ازین / آن گروہے کش بدند اندر کمین
عرضہ کردند آن سخن را زیردست / کان فلانی گنجنامہ یافتہ است
چون شنید آن شخص کین با شہ رسید / جز کہ تسلیم و رضا چارہ ندید
پیش ازان کاشکنجہ بیند زان قباد / رقعہ را آورد و پیش شہ نہاد
گفت تا این رقعہ را یابیدہ ام / گنج نے و رنج بیحد دیدہ ام
خود نشد یک حبہ از گنج آشکار / لیک پیچیدم بسے مانند مار
مدت ماہی چنینم تلخ کام / کہ زیان و سود این بر من حرام
بو کہ بختت بر کند زین کان غطا / اے شہ فیروز جنگ و دژ کشا
مدت شش ماہ و افزون پادشاہ / تیر می انداخت و برمیکند چاہ
ہر کجا سختہ کمانے بود چست / تیر می انداخت و بر ہر گنج جست
غیر تشویش و غم و طامات نے / ہمچو عنقا نام فاش و ذات نے

پس خبر کی شاہ کو اس بات سے / اُن گروہوں نے جو گھات اُسکی مین تھے
کی عرض پوشیدہ جا اس بات سے / پایا پیجک اک فلانے شخص نے
جو سُنا اُس نے کہ یہ شہ نے سنا / دیکھا چارہ جز نہ تسلیم و رضا
پہلے اُس سے کہ گرفت ہووے سوا / پیجک اُس نے شاہ کے آگے رکھا
بولا جب سے مجکو یہ پیجک ملا / گنج کی جا دیکھا رنج از بس ہوا
گنج سے حبہ ہوا نے آشکار / لیک بل کھائے ہزاروں مثل مار
اک مہینے سے ہون از بس تلخ کام / بلکہ نقصان اور سود اسکا حرام
ہے توقع تجھ سے ہوں یہ کان وا / اے شہ اہل ظفر قلعہ کشا
چھ مہینے تک وہ شہ بلکہ سوا / پھینکتا تیر اور چاہیں کھودتا
جس جگہ بہتر جو تیر انداز تھا / پھینکتا تیر اور خزانہ ڈھونڈھتا
بس سوا تشویش و غم کچھ بات نے / مثل عنقا نام ظاہر ذات نے

نا امید شدن بادشاہ از نایافتن آن گنج و ملول شدن او از طلب

نا امید ہونا بادشاہ کا معلوم کرنے اُس گنج سے اور ملول ہونا اُس کا طلب سے

چونکہ تعویق آمد اندر عرض و طول / شاہ شد زان گنج دل سیر و ملول
چاہ صحرا گز گزان شہ چاہ کند / می ندید از گنج او جز ریشخند
پس طلب کرد آن فقیر دردمند / رقعہ را از خشم پیش او فکند
گفت گیر این رقعہ کش آثار نیست / تو بدین اولیٰ تری کت کار نیست

جو ہوئی بس دیر اندر عرض و طول / شہ خزانہ سے ہوا سیر و ملول
کھودے چہ گز گز بے اندر دشت کے / جز ہنسی دیکھا نہ شہ نے گنج سے
بس بلایا وہ فقیر اُس شاہ نے / آگے اُسکے پھینکا پیجک خشم سے
بولا نے اسکا پتہ پیجک یہ لے / اُس کے تو لائق کہ تو بیکار ہے

سلہ پس خبر کی الخ ۱ شعر پس شاہ کو خبر کی اس بات سے ان گروہوں نے کہ جو اس کی گھات مین تھے پوشیدہ جاکر عرض اس بات سے کی کہ فلانے شخص نے ایک پیجک پایا جو اُس نے سُنا کہ یہ بادشاہ نے سُنا بجز تسلیم و رضا کے چارہ نہ دیکھا اس سے پہلے کہ گرفت سوا ہووے اُس نے پیجک شاہ کے آگے رکھا کہ جب سے مجکو یہ پیجک ملا گنج کی جا رنج از بس دیکھا ایک حبہ گنج سے ظاہر نہ ہوا ولیکن ہزاروں بل کھاکے سانپ کے مانند ایک مہینے سے از بس تلخ کام ہوں بلکہ نقصان اور سود اس کا حرام ہے باقی حال اس کا آگے ہے ۱۲ سلہ ہے توقع الخ ۴ شعر امید ہے کہ تجھ سے یہ کان ۔۔۔ اے شاہ اہل ظفر قلعہ کشا وہ شاہ چھ مہینے تک بلکہ سوا تیر پھینکتا اور چاہیں کھودتا تھا جس جا تیر انداز بہتر تیر پھینکتا تھا اور خزانہ ڈھونڈھتا پس سوا تشویش و غم کے کچھ بات نہیں عنقا کے مانند نام ظاہر اور ذات نہیں آگے نا امید ہونا شاہ کا بیان ہے فافہم سلہ جو ہوئی الخ ۸ شعر جو بہت دیر ہوئی شاہ خزانہ سے سیر و ملول ہوا چاہ گز گز بھر دشت مین کھودے بجز ہنسی کے شاہ نے گنج سے نہ دیکھا پس اُس شاہ نے فقیر کو بلایا اور پیجک خشم سے اُس کے آگے پھینکا کہا کہ اس گنج کا کچھ پتہ نہیں یہ پیجک لے تو اس کے لائق ہے کہ بیکار ہے یہ اس کا کام نہیں کہ جس کو کام بہت ۔۔۔ پہلے درپے عار نہ ہوا اہل مالیخولیا کے براہ منتظر ہوں کہ آہن سے کاہ پیدا ہو اس فن کو تجھ سا سعد ۔۔۔ چاہیئے جو تو سخت جان ۔۔۔ اس کو ۔۔۔ اگر تو نہ پاسکے مجکو ملال نہ ہوا اور اگر پالے میں نے تجھ کو حلال کیا آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲

نیست این کار کسی کش ہست کار　　گر بسوزد گل نگردد گرد خار
نادر افتد اہل این ماخولیا　　منتظر که وید از آہن گیا
سخت جانی باید این فن را چو تو　　تو که جانی سخت داری این بجو
گر نیابی نبودت ہرگز ملال　　ور بیابی رو ترا کردم حلال
عقل راه نا امیدی کے رود　　عشق باشد کان طرف بر سر دود
لاابالی عشق باشد نے خرد　　عقل آن جوید کزان سودے برد
ترکتاز و تن گداز و بے حیا　　در بلا چون سنگ زیر آسیا
سخت روئی که ندارد ہیچ پشت　　بہره جوئی را درون خویش کشت
پاک می بازد نجوید مزد او　　آن چنانکه پاک می گیرد ز ہو
مید ہد حق ہستیش بے علتی　　می سپارد باز بے علت فتے
که فتوت دادن بی علت ست　　پاکبازی خارج از ہر ملت ست
زانکه ملت فضل جوید یا خلاص　　پاکبازانند قربانان خاص
نے خدا را امتحانے می کنند　　نے در سود و زیانے میزنند

یہ نہ اُسکا کام جس کو کام ہی　　گر جلے گل ہو نہ در پے خار کے
اہل اس ماخولیا کے ہوں براہ　　منتظر که پیدا آہن سے ہو کاہ
سخت جان اس فن کو تجھسا چاہیئے　　سخت جان ہے جو تو اسکو ڈھونڈھ لے
گر نہ پائے تو نہ تجھکو ملال　　پائے گر تجھکو کیا مین نے حلال
[1] عقل راہ نا اُمیدی کب چلے　　عشق ہی که خوب دوری طے کرے
لااُبالی عشق ہے نے عقل ہے　　عقل وہ ڈھونڈھے کہ نفع اس سے لے
تن گلانے والا وہ اندر بلا　　جس طرح سے سنگ زیر آسیا
سخت رو ایسا کہ ذیا راک رکھے　　نفع جو کو آپ مین کُشتہ کرے
پاک دے جان وہ نہ چاہے مزد کو　　جس طرح سے پاک لے جانسے سود کو
ہستی حق دی ہے بے علت اُسے　　سونپتا ہی پھر وے بے علت اُسے
دنیا بے علت جوانمردی رکھے　　پاکبازی خارج ہر ملت سے ہی
کیونکہ ملت چاہے فضل اور خلاص　　پاکباز از بسکہ ہین قربان خاص
نے خدا کا امتحان کرتے ہین وہ　　نفع اور نقصان نہین چہتے ہین وہ

تسلیم کردن گنجنامہ بآن فقیر کہ ما ازان درگذاشتیم

چونکہ رقعہ گنج پر آشوب را　　شہ مسلم داشت آن مکروب را
گشت ایمن زخصمان نیش　　رفت و می پیچید در سودای خویش
یاد کرد او عشق دور اندیش را　　کلب لیسہ خویش ریش خویش را

سونپنا بیجک کا اُس فقیر کو کہ ہم نے اسکو چھوڑا

جب وہ پُر آشوب بیجک شاہ نے　　پھر حوالہ کردیا درویش کے
پس عدو کے نیش سے ایمن ہوا　　اپنے سودا مین وہ پھر جا کر پڑا
وہ ہوا یار عشق دور اندیش کا　　زخم اپنا آپ سگ ہے چاٹتا

[1] عقل الخ ۹ شعر عقل راہ نا امیدی کے کب چلے عشق سے کہ وہ راہ کو خوب طے کرے عشق وہ لااُبالی ہی عقل نہین ہے عقل وہ ڈھونڈھتی ہے کہ اس سے نفع لے وہ عشق تن گلانے والا ہے بلا مین رہے جنگ زیر آسیا کا عشق اب ایسا سخت رو ہے کہ یاری نہین رکھتا ہے اور نفع کو خود مین کشتہ کرتا ہے وہ عاشق جان پاک پا دے اور نہ چاہے مزد کو جس طرح سے جان پاک وہ ہو سے جو اسنے حق ہستی بے علت دے پھر وہ سونپتا ہے اسکو بے علت سے وہ جوانمردی رکھتا ہے کہ پاکبازی خارج ہر ملت سے ہے کیونکہ ملت چاہتی ہے فضل یا خلاص پاکباز ان بسکہ ہین قربان خاص وہ خدا کا امتحان نہین کرتے ہین اور نفع و نقصان نہین چاہتے یعنی بحیثیت عقل کے عشق راہ وصال الہٰی خوب چلتا ہے اسواسطے عاشق امتحان خدا کا نہین کرتے ہین اور نہ نفع و نقصان چاہتے ہین آگے بیجک سونپنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] جب وہ الخ ۳ شعر جب شاہ نے بیجک پر آشوب پھر حوالہ درویش کے کردیا پس عدو کے نیش سے ایمن ہوا اور اپنے سودا مین وہ پھر جا کر گر پڑا اور وہ عشق دور اندیش کا یار ہوا کہ سگ اپنا زخم آپ چاٹتا ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

فارسی		اردو	
عشق را در پیچش خود یار نیست	محرمش در ده یکی دیار نیست	عشق پیچوں سے نہ رکھے اپنا یار[1]	محرم اُسکا ایک نے اہل دیار
نیست از عاشق کسی دیوانہ تر	عقل از سوداے او کورست و کر	نے ہی عاشق سے کوئی دیوانہ تر	عقل سودا سے ہی اُسکے کور و کر
زانکہ این دیوانگی عام نیست	طب را ارشاد این احکام نیست	کیونکہ یہ دیوانگی نے عام ہے	طب کا جاری یان نہ کچھ احکام ہے
گر طبیبے را رسد زینسان جنون	دفتر طب را فرو شوید بخون	اس طرح گر ہو طبیبون کو جنون	دھوئین دفتر طب کا وہ با آب خون
طب جملہ عقلہا مدہوش اوست	روی جملہ دلبران روپوش از وست	طب تمام عقلون کی مدہوش اس سے ہے	روی جملہ دلبران روپوش اس سے ہے
روی در رو خود آر ای عشق کیش	نیست ای مفتون ترا جز خویش خویش	اپنی جانب آپ متوجہ تو ہو	نے ترا مفتون بجز تیرے نکو
قبلہ از دل ساخت آمد در دعا	لیس للانسان الا ما سعیٰ	قبلہ جو دل کو کیا جو کی دعا	لیس للانسان الا ما سعیٰ
پیش ازین کہ پاسخی نشنیدہ بود	سالہا اندر دعا پیچیدہ بود	پہلے[2] اس سے کہ جواب آیا نہ تھا	برسون اندر تھا دعا کے مبتلا
بے اجابت بر دعاہا می تنید	از کرم آواز پنہان می شنید	بے اجابت کے دعا پر ناز تھا	جود سے سنتا تھا پنہان جو صدا
چونکہ بیدف رقص میکرد آن علیل	ز اعتماد جود خلاق جلیل	جو کہ بے دف رقص کرتا تھا علیل	با امید جود خلاق جلیل
سوی او نی ہاتف و نی پیک بود	گوش امیدش پر از لبیک بود	اُسکے سو نے ہاتف و نی پیک تھا	گوش امید اُس کا پر لبیک تھا
بے زبان میگفت امیدش تعال	از دلش می برد آن دعوت ملال	بے زبان کہتی امید اسکو تعال	دل سے کھوتی اُسکے وہ دعوت ملال
آن کبوتر را کہ بام آموختست	تو مخوان میرانش کہ پر دوختست	اُس کبوتر کو کہ ہادی بام کا	مت بلا ہانک اُسکو وہ سیانہ ہوا
ای ضیاء الحق حسام الدین برانش	کز ملاقات تو برستست جانش	اے[3] ضیاء الحق حسام الدین نکال	اُسکو جان اسکی ہے تجھ سے بے وصال
گر برانی مرغ جان را از گزاف	ہم بگرد بام تو آرد طواف	گر تو ہانکے مرغ جان کو با گزاف	بھی کرے وہ بام کا تیرے طواف
چینہ و نقلش ہمہ بر بام تست	بر زبان بر اوج مست دام تست	اُسکا دانہ کل ہے تیرے بام پے	اُڑتا اوپر تیرا مست دام ہے
گر دمی منکر شود دزدانہ روح	در ادای شکرت ای فتح و فتوح	جان جو ہو دزدانہ منکر ایکدم	شکر گوئی مین تری اے ذوالکرم
شحنۂ عشق مکرر کینہ اش	طشت پر آتش نہد بر سینہ اش	شحنۂ عشق دوبارہ خشم سے	اُسکے دل پر طشت پر آتش رکھے

[1] عشق بیچون سے الخ ۷ شعر عشق بیچون کے سبب سے اپنا یار نہین رکھتا کہ محرم اسکا ایک اہل دیار نہین ہے کوئی عاشق سے نہین ہے دیوانہ تر اور عقل سودا سے اسکی کور و کر ہے کیونکہ یہ دیوانگی عام نہین ہے اور نہ یہان کچھ طب کا جاری احکام ہے اگر اس طرح کا طبیبون کو جنون ہووے وہ دفتر طب کا دھوئین آب خون سے تمام طب عقلون کی اُس سے روپوش ہے اور جملہ روے دلبر اُس سے روپوش ہے تو اپنی جانب آپ متوجہ ہو کہ ترا مفتون بجز تیرے کوئی نہین ہے جو دلکو قبلہ کیا ہو اور دعا کی ترجمہ نہین ہے واسطے انسان کے مگر وہ کہ جو کوشش کرے یعنی عشق کا کوئی رازدار نہین ہے کیونکہ عاشق سے کوئی دیوانہ تر نہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] پہلے الخ ۲ شعر اس سے پہلے کہ جواب نہین آیا تھا برسون دعا مین مبتلا تھا بغیر اجابت کے دعا پر ناز تھا جود سے جو نہان صدا سنتا تھا جو کہ بغیر دف کے علیل رقص کرتا تھا باامید بخشش خلاق جلیل کے اسکی جانب نہ ہاتف و نہ قاصد تھا اُسکا گوش اُمید لبیک سے پر تھا بے یا امید اسکو تعال کہتی اور وہ دعوت دل سے ملال کھوتی اس کبوتر کو کہ دعاے بام کا ہو مت بُلا اور ہانک اسکو کہ وہ سیانہ ہوا ہے یعنی آشنائے بام فلک ۔ کو مت بلا بلکہ اور ہانک دے کہ وہ سیانہ ہوا آگے حکایا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] اے ضیاء الحق الخ ۷ شعر اے ضیاء الحق حسام الدین اسکو نکال کہ جان اسکی تجھ سے بے وصال ہوا اگر تو مرغ جانکو ہانکے سدا نہ گزاف کے بھی تیرے بام کا وہ طواف کرے اسکا دانہ کل تیرے بام پر ہے تیرا مست دام اور پر اڑتا ہے جان ایکدم منکر ہو دزدونکے مانند تیری شکرگوئی مین اے ذوالمنن شحنہ عشق دوبارہ خشم سے اسکی دل پر آتش رکھے ملو کیطرف اوسی کی تو گرد سے جلد جا کہ بلوایا شاہ عشق نے ہم گرد اس بام و کبوتر خانہ کے کبوتر کے مانند سیر ستانہ مجکو ہے یعنی یا رسول اللہ آپ بلوا لیو سونکو اپنی درگاہ سے کالدو کہ جان انکی شحنہ عشق پر آتش کرے اور مجکو گرد اس بام و کبوتر خانہ کے سیر ستانہ ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲

فارسی	فارسی	اردو	اردو
کہ بیا سوی مہ و بگذر ز گرد	شاہ عشقت خواند زوتر باز گرد	کہ سوی مہ آ نکل تو گرد سے	جلد جا بلوایا شاہ عشق نے
گرد این بام و کبوترخانہ من	چون کبوتر پر زنم مستانہ من	گرد اس بام و کبوترگاہ کے	جون کبوتر سیر مستانہ مجھے
جبرئیل عشقم و سدرہ ام توئی	من سقیمم عیسی مریم توئی	[1]جبرئیل عشق مین سدرہ ہی تو	مین ہون بیمار و دم عیسی ہی تو
جوش دہ آن بحر گوہربار را	خوش بپرس امروز این بیمار را	جوش دے اس بحر گوہربار کو	اور پوچھ اب آکے اس بیمار کو
چون تو آن او شدی بحران تست	گرچہ این دم نوبت بحران ماست	تو ہے آن اسکی تری بحران ہے	گرچہ اس دم نوبت بحران ہی
این خود آن نالہ است کو کرد آشکار	زانچہ پنہانست یارب زینہار	نالہ یہ خود وہ ہے جو ظاہر کیا	کیونکہ پوشیدہ ہے ذات کبریا
دو دہان داریم گویا ہمچو نے	یک دہان پنہانست در لبہای وی	دو دہان رکھتا ہون مانند نی	ایک دہن پوشیدہ اسکے لب مین ہے
یک دہان نالان شدہ سوی شما	ہای ہوی در فگندہ در ہوا	دوسرا تیری طرف نالان ہوا	ہاے ہو کو آسمان مین بھر دیا
لیک داند ہر کہ او را منظرست	کہ فغان این سری ہم زان سرست	پر وہ جانے ہے کہ جو بینا ہوا	اُس دہن کی اس دہن مین ہی صدا
دمدمہ این نای از دمہای اوست	ہای ہوی روح از ہیہای اوست	[2]نائی کے دم کی یہ دمسازی ہی سب	ہاے ہو جان کی یہ ہے ہو جای رب
گر نبودی با لبش نے را سمر	نے جہان را پر نکردی از شکر	گر نہ ہوتا نے کا نالہ با اثر	نے جہان کو کیسے کرتی پر شکر
با کہ خفتی و ز چہ پہلو خاستی	کہ چنین پرجوش چون دریاستی	ساتھ سویا کس کے پہلو سے اٹھا	کہ ہوا پرجوش ایسا بحر سا
تا ابیت عند ربی خواندی	در دل دریای آتش راندی	تا ابیت عند ربی کو پڑھا	دل مین اک دریای آتش کو بھرا
نعرۂ یا نار کونی بردا	عصمت جان تو گشت ای مقتدا	**نعرۂ یا نار کونی بردا**	تیری جان پاک کو عصمت ہوا
ای ضیاء الحق حسام الدین و دل	کی توان اندود خورشیدی بگل	[3]ای ضیاء الحق حسام الدین و دل	شمس ہوسکتا ہی کب پنہان بگل
قصد کردستند این گل پارہا	کہ بپوشانند خورشید ترا	گل کے ٹکڑون نے کیا ہی قصد جو	کہ چھپائین بس ترے خورشید کو
در دل کہ لعلہا دلال تست	باغہا از خندہ مالامال تست	لعل کہ ہین سب ترے دلال ہین	بوستان خندان سے مالامال ہین

[1] جبرئیل عشق الخ ۷ شعر مین جبرئیل اور سدرہ تو ہے مین بیمار ہون اور دم عیسی تو ہے تو اس بحر گوہربار کو جوش دے اور اس بیمار کو آکر پوچھ تو اس کی آن ہی اور بحر تیری آن ہی اگر اس دم نوبت بحرانکی ہے یہ نالہ خود وہ ہے جو ظاہر کیا کیونکہ ذات کبریا پوشیدہ ہی مین دو دہن رکھتا ہون مانند نے کے کہ ایک دہن پوشیدہ اس کے لب مین ہے دوسرا تیری طرف نالان ہوا کہ ہاے ہو کو آسمان مین بھر دیا ولیکن وہ جانتا کہ جو بینا ہوا اس دہن کی اس دہن مین صدا ہے یعنی کلام عاشق عین کلام خدا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] نائی کی الخ ۵ شعر نائی کے دم کی سب دمسازی ہی جان کی ہاے ہو سب کے ہو ہاے ہی اگر نے کا نالہ پر اثر نہ ہوتا کیسے نے جہان مین شکر کرتی تو ساتھ کس کے سویا اور کس کے پہلو سے اُٹھا کہ ایسا پرجوش بحر کے مانند ہوا ترجمہ تا نشکو مین نزدیک رب اپنے کے تھا یہ پڑھا اور دل مین ایک دریاے آتش کو بھرا نعرۂ یا نار کونی بردا تیری جان کو ایک عصمت ہوا یعنی دوستان حق کے خدا کے ساتھ سوتے ہین اور اسی کے پہلو سے اُٹھتے ہین کیونکہ اس کی ذات مین فنا ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] ضیاء الحق الخ ۷ شعر اسے ضیاء الحق حسام الدین و دل کب آفتاب پوشیدہ گل مین ہوسکتا ہے جو گل کے ٹکڑون نے قصد کیا ہے تیرے خورشید کو چھپائین لعل کہ وہ مین تیرے دلال ہین تیرے محرم مردمی کو جرأت نہین ہے کہ سو خرمن سے ایک جو مین کہتا اُسے تیرے راز چاہون کہ ایک آہ کرون اور چاہ کے اندر مانند علی کے سر رکھون جو کہ بھائیون کا دل کینہ ور کے میرے یوسف کو قعر چاہ بہتر ہے مین مست ہو کر شور و غوغا کرون چاہ کیا ہے خیمہ صحرا مین کرون یعنی یا رسول اللہ صلعم مین اگر تمھارا راز کہنا چاہون کب کہہ سکتا ہون اور اگر سو مین سے ایک جو کہون تو اسکو کون سن سکتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

محرم مردیت را کو رستمی | تا ز صد خرمن یکی جو گفتمی
محرم مردی کو جرأت نے ترے | کہتا سو خرمن سے اک جو میں اُسے

چون بخواہم کز سرت آہی کنم | چون علی سر را فرا چاہی کنم
چاہوں تیرے راز سے آہ اک کروں | چاہ کے اندر جوں علی سر کو رکھوں

چونکہ اخوان را دل کینہ ورست | یوسفم را قعر چہ اولیٰ ترست
بھائیوں کا جو کہ دل کینہ رکھے | قعر چہ بہتر ہے یوسف کو مرے

مست گشتم خویش بر غوغا زنم | چہ چہ باشد خیمہ بر صحرا زنم
مست ہو کر شور و غوغا میں کروں | چاہ کیا ہے خیمہ صحرا میں کروں

برکف من نہ شراب آتشین | وانگہان آن کر و فر مستانہ بین
سلہ دے شراب آتشیں مجھکو ذرا | کر و فر مستانہ دیکھ اُس دم مرا

منتظر گو باش بی گنج آن فقیر | زانکہ ما غرقیم این دم در عصیر
منتظر بے گنج گو ہو وہ فقیر | کیونکہ میں ہوں غرق آب ای بشیر

از خدا خواہ ای فقیر این دم پناہ | از من غرقہ شدہ چیزی مخواہ
اے فقیر اب چاہ حق سے تو پناہ | مجھ نہ مستغرق سے تو کچھ چیز چاہ

کہ مرا پروای آن اسناد نیست | از خود و از ریش خویشم یاد نیست
کہ مجھے پروا اُس بھیک کی ہے | یاد خود سے نے اپنی داڑھی ہے مجھے

باد سبلت کی بگنجد آب رو | در شرابی کہ نگنجد تار مو
کب سمائے یاد مونچھ اور آبرو | نے شراب اندر سمائے تار مو

درده ای ساقی یکی رطل گران | خواجہ را از ریش و سبلت وارہان
بھر دے ای ساقی تو اک ساغر بڑا | داڑھی مونچھوں سے تو خواجہ کو چھڑا

نخوتش بر ما سبالی می زند | لیک ریشش از رشک ما می کند
مونچھیں نخوت سے چڑھاتا ہم پہ ہے | داڑھی ہم پر رشک سے نوچے وہ

مات او شو مات او شو مات او | کہ ہمی دانیم تزویرات او
سلہ اُسکا مات ہو اُسکا مات ہو اُسکا مات | کہ ہم اُس کا جانتے ہیں مکر و گھات

از پس صد سالہ آنچہ آید برو | پیر می بیند معین مو بمو
سو برس بعد اُس کے جو کچھ آئیگا | دیکھتا ہے پیر اب وہ ظاہرا

اندر آئینہ چہ بیند مرد عام | کہ نہ بیند پیر اندر خشت خام
آئینہ میں جو نہ دیکھیں مرد عام | کہ نہ دیکھے پیر اندر خشت خام

آنچہ لحیانی بخانہ خود ندید | ہست بر کوسہ یکایک آن پدید
جو نہ دیکھا گھر میں اہل ریش نے | دفعتہً کوسہ پہ وہ اظہار ہے

رو بدریائی کہ ماہی زادۂ | ہمچو خس در ریش چون افتادۂ
گر ہے ماہی زادہ تو دریا میں جا | مثل خس کے ریش میں کیوں ہے پھنسا

خس نۂ دور از تو رشک گوہری | در میان موج و بحر اولیٰ تری
تو نہ خس ہو دور رشک گوہری | موج دریا میں سبھی سے بہتری

بحر وحدانست جفت و زوج نیست | گوہر و ماہیش غیر موج نیست
سلہ بحر وحدت ہے نہ جفت و زوج ہے | ماہی اور گوہر نہ غیر موج ہے

سلہ دے شراب الخ یعنی شعر اب شراب آتشیں ذرا مجکو دے اور کر و فر مستانہ اُس دم میرا دیکھ گو وہ فقیر بے گنج منتظر ہوں کیونکہ میں اب غرق شراب ہوں ای فقیر اب تو حق سے پناہ چاہ اور مجھ مستغرق سے تو نہ چاہ کہ مجکو اس بھیک کی پروا نہیں ہے کیونکہ یا مجکو خود سے نہ داڑھی سے ہے کب سمائے یاد مونچھ داڑھی کی کہ شراب اندر تار مو میں سماتا ہے اے ساقی بھر دے ایک بڑا ساغر اور داڑھی مونچھوں سے خواجہ کو چھڑا دے مونچھ نخوت سے چڑھاتا ہے ہم پر ولیکن داڑھی رشک سے ہم پر نوچے یعنی مجھکو خواہش دنیا کی نہیں ہے کہ مست شراب ہوں اے ساقی ایک بڑا جام شراب دے اور مجھ خواجہ کو تعلقات شریعت سے چھوڑا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اسکا مات ہو الخ یعنی شعر اسکا مات ہو اسکا مات ہو ہم اسکے مکر و گھات جانتے ہیں جو کہ اسپر سو برس کے بعد آئیگا وہ پیر اب ظاہر دیکھتا ہے جو مرد عام آئینہ میں دیکھتے ہیں پیر اسکو خشت خام میں دیکھتا ہے جو اہل ریش نے گھر میں نہ دیکھا وہ کوسہ پر دفعتہً اظہار ہے اگر تو ماہی زادہ ہے دریا میں جا مثل خس کے ریش میں کیوں پھنسا ہے تو خس نہیں ہے دور ہو اے رشک گوہری موج میں بہتر ہے تو [illegible] پیر طریقت وہ صادق دیکھتا ہے جو سو برس کے بعد آئیگا پس جو اہل شریعت گھر میں دیکھتے ہیں وہ اہل اللہ ظاہر دیکھتے ہیں [illegible] باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بحر وحدت الخ یعنی شعر بحر وحدت ہے نہ جفت و زوج ہے کیونکہ ماہی و گوہر غیر موج کا نہیں ہے [illegible]
[illegible]
باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ای محال و ای محال شرک او	دور از ان دریا و موج پاک او	اک شریک اُسکا محال اور محال	موج دریا سے ہو اسکے دور حال
نیست اندر بحر شرک و پیچ پیچ	لیک با احول چگویم هیچ هیچ	بحر کے اندر نہین ہے شرک و پیچ	لیکن احول سے کہو لیا ہیچ ہیچ
چونکه جفت احولانیم ای شمن	لازم آمد مشرکانه دم زدن	احولون سے جو کہ شرکت ہے دلا	مشرکانہ کہنا اب لازم پڑا
آن یکی زانسوی وصفست و خیال	جز دوئی ناید بمیدان مقال	اک کا اُس سمت سے ہے وصف و خیال	جز دوئی کرتا نہین ہے وہ مقال
یا چو احول این دوئی را نوش کن	یا دهان بر بند و لب خاموش کن	یا جو ہن احول اس دوئی کو نوش کر	یا دہن کو سی و لب خاموش کر
یا بنوبت گه سکوت و گه کلام	احولانه طبل میزن والسلام	یا کبھی چپ رہ کبھی کر تو کلام	احولانہ ڈھول کوٹ اب والسلام
چون ببینی محرمی گو سر جان	گل ببینی نعره زن چون بلبلان	تو جو محرم دیکھے کہہ اسرار جان	گل کو دیکھے چیخ مثل بلبلان
چون ببینی مشک پر مکر و مجاز	لب ببند و خویش را چون خنب ساز	جو تو دیکھے مشک پر مکر و دغا	لب کو باندھ اور خود کو مثل خم بنا
دشمن آب است پیش او مجنب	ورنه سنگ جهل او بشکست خنب	خصم اب ہے اسکے آگے مت ہلے	سنگ جہل اُسکا نہ خم کو توڑ دے
با سیاستهای جاهل صبر کن	خوش مدارا کن بعقل من لدن	صبر کر جاہل کے ظلم و عدل سے	کر مدارا من لدن کی عقل سے
صبر با نااهل اهلان را جلی است	صبر صافی میکند هر جا دلی است	صبر نا اہلون سے اہلون کو جلا	صبر جا کرتا ہے دل کو صفا
آتش نمرود ابراهیم را	صفوت آئینه آمد در جلا	آتش نمرود ابراہیم کے	آئینہ کو بس صفائی بخشدے
صبر با نامرد بد مرد حق	تا چو نیکان بر همه یابد سبق	صبر نا مردون سے رکھے مرد حق	سب پہ رکھے مثل نیکو نکے سبق
جور کفر نوحیان و صبر نوح	نوح را صد صیقل مرآت روح	نوح کی امت کا ظلم اور صبر نوح	نوح کی ہوئی صیقل آئینہ روح

آمدن مریدی شیخ ابوالحسن خرقانی بزیارت شیخ رحمه الله

آنا ایک مرید شیخ ابوالحسن خرقانی کا واسطے زیارت شیخ رحمہ اللہ کے

رفت درویشی ز شهر طالقان	بهر صیت بوالحسن تا خارقان	اک گیا درویش از رہ طالقان	بوالحسن کا شہرہ سن تا خارقان
کوهها ببرید و وادی دراز	بهر دید شیخ با صدق و نیاز	لمبے لمبے کوہ اور دشت دراز	دیکھنے کو شیخ کے باصد نیاز

سلہ تو جو محرم دیکھے الخ ٨ شعر جس کو تو محرم دیکھے اسرار جان کہہ اور جو گل کو دیکھے مثل بلبل کے چیخ جو تو مشک پر مکر و دغا دیکھے لب جان کے باندھ اور خود کو مانند خم کے بنا جو دشمن آپ کا ہے اُس کے مت ہل کہ سنگ جہل اُس کا خم کو توڑ نہ دے جاہل کے ظلم و عدل سے صبر کر اور مدارا کر علم لدنی کی عقل سے نااہلون کے صبر سے اہلون کو جلا کیونکہ ہر جا دل صاف کرتا ہے آگے اسکی مثال ہے آتش نمرود ابراہیم کے آئینہ کو صفائی بخش ہے نامردون سے مرد حق صبر رکھتا ہے اور سب پر مثل نیکون کے سبقت رکھتا ہے نوح کی اُمت کا ظلم اور صبر نوح سے آئینہ روح نوح کے صیقل ہوئی یعنی جسکو تو محرم دیکھے اُس سے اسرار جان کا کہہ اور جو دشمن ہے اُسکے آگے خاموش رہ اور صبر کر کہ تیرے دل کو جلا دے آگے مرید ابوالحسن خرقانی کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اک گیا الخ ٧ شعر ایک درویش شہر طالقان کے راستے سے گیا خارقان تک ابوالحسن کا شہرہ سُنکر کوہ و دشت دراز طے کئے شیخ کے دیکھنے کے بصد نیاز جو کچھ راہ ظلم و جفا دیکھا اگرچہ لائق بیان ہے ولیکن کوتاہ کیا جو وہ جوان مقصد پر راہ سے آیا اس سلطان کے گھر کا پتہ ڈھونڈھا پس ادب سے جو اس کا در کھٹکھٹایا عورت نے روزن سے سر نکالا کہ تو کیا کہتا ہے کہ کہا کہ زیارت کے واسطے آیا ہون وہ ہنسی کہ واہ واہ اپنی ریش دیکھ یہ سفر کرنا اور یہ تشویش دیکھ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

انچہ از رہ دید از جور و ستم — در چہ در خورد ست کوتہ می کنم
چون بہ مقصد آمد از رہ آن جوان — خانۂ آن شاہ را جست او نشان
چون بصد حرمت بزد حلقۂ درش — زن برون کرد از رہ دہلیز سرش
کہ چہ میخواہی بگو اے بو الکرم — گفت کہ بہر زیارت آمدم
خندہا زد او کہ خہ خہ ریش بین — این سفر گیری و این تشویش بین
خود ترا کارے نبود آن جایگاہ — تا بہ بیہودہ کنی تو عزم راہ
اشتہائے گول گردی آمدت — یا ملولی وطن غالب شدت
گفت نافرجام و فحش و دمدمہ — من نتانم باز گفتن آن ہمہ
از مثل و ز ریشخند و بیحساب — آن مرید افتاد در غم و اضطراب
اشکش از دیدہ بجست و گفت او — با ہمہ آن شاہ شیرین نام کو

دیکھا جو کچھ راہ سے ظلم و جفا — گرچہ لائق ہے وسلے کوتہ کیا
آیا جو مقصد پہ رہ سے وہ جوان — گھر کا اُس سلطان کے ڈھونڈھا نشان
بس ادب سے جو بجایا اسکا در — از رہ روزن نکالا زن نے سر
کہ تو کیا کہتا ہے کہ اے نیک سب — بولا آیا ہون زیارت کیلئے
وہ ہنسی کہ واہ واہ تو ریش دیکھ — یہ سفر کرنا و یہ تشویش دیکھ
سلہ خود نہ تھا کچھ کام تجکو اس جگہے — تا کیا بیہودہ تو نے عزم ہے
بیہدہ پھرنیکی ہوئی خواہش تجھے — یا وطن سے تجکو نفرت ہوئی ہے
پس بڑا او رفحش و نالائق کہا — مین نہین کر سکتا اُس سبکو ادا
اس تمسخر اور مثل سے وہ مرید — مضطر و غمگین ہوا از بس شدید
اشک آنکھون سے بہا بولا آخر — باوجود اُن سب کے وہ شہ ہے کہان

پرسیدن مرید کہ شیخ کجاست و جواب نافرجام شنیدن از حرم او

پوچھنا مرید کا کہ شیخ کہان ہیں اور جواب نالائق سننا حرم اُنکی سے

گفت آن سالوس زراق تہی — دام گولان و کمند گمرہی
صد ہزاران خام ریشان ہمچو تو — او فتادہ از وے اندر صد عنت
گر نہ بینش و سلامت وارہے — خیر تو باشد نہ گردی زو تہی
لات کیشی کاسہ لیسی طبل خوار — بانگ طبلش رفتہ اطراف دیار
سبطیان این قوم گوسالہ پرست — ہر چنین گاوی ہمی مالند دست
جیفۃ اللیل ست و بطال النہار — ہر کہ او شد غرۂ این طبل خوار
ہشتہ اند این قوم صد علم و کمال — مکر و تزویرے گرفتہ کاین ست حال

سلہ بولی وہ مکار دانش سے تہی — دام احمق اور کمند گمرہی
تجھ سے صد ہا بیوقوف ناسزا — پڑ گئے ہین اُس سے پس اندر بلا
تو سلامت رہتا نہ گر دیکھتا — خیر ہوتی اُس سے نے تو بہکتا
شیخی خور او رحارص بھکڑا — ہر سو آوازہ اسکی شہرت کا گیا
سبطی گوسالہ پرست اُس قوم کے — پھیرتے ہین ہاتھ ایسے گاؤ پہ
رات کو مردار چھوٹا دن کو بھی — جو تو غرہ ایسے حارص پر کرے
سلہ چھوڑا پس اس قوم نے علم و کمال — اور لیا مکر و دغا یہ تیرا حال

سلہ خود نہ تھا الخ ۵ شعر تجکو خود کام اس جگہ نہ تھا کہ تو نے بیہودہ عزم کیا ہی تجکو بیہودہ پھرنے کی خواہش ہوئی یا وطن سے تجکو نفرت ہوئی پس بڑا فحش و نالائق کہا مین اس کو ادا کرونگا اس تمسخر و مثل سے وہ مرید مضطر و غمگین ہوا شدید اشک آنکھون سے بہا کر اس وقت کہا باوجود اس سب کے وہ شاہ کہان ہے آگے مرید کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بولی وہ مکار الخ ۶ شعر کہا اس مکار تہی دانش و دام احمق اور کمند گمرہی نے کہ تجھ سے صد ہا بے وقوف و ناسزا اس سے پڑ گئے ہین بلا مین اگر تو نہ دیکھتا سلامت رہتا اور اُس سے خبر ہوتی و نہ تو بہکتا شیخی خور اور حارص و بھکڑا ہے کہ ہر سو آوازہ اسکی شہرت کا گیا ہی اس قوم کی سبطی گوسالہ پرست اس گاؤ پر ہاتھ پھیرتے ہین رات کو مردار اور دن کو چھوٹا ہے جو تو غرہ ایسے حارص پر کرتا ہی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ چھوڑا الخ ۵ شعر اس قوم نے علم و کمال چھوڑا اور لیا مکر و دغا پس یہ تیرا حال ہے اب آل موسی کہان انبیا ہے کہ عابد ان گوسالہ کو شکستہ کرے پیغمبر و اصحاب کی راہ کہان ہوا اور کہان نماز و مسجد و آداب ہے شرع و تقوی پیٹھ کے پیچھے پھینکا کہان ہے عمر اور کہان ہے امر معروف اسکو ہے یہ اہانت اس قوم سے جاری ہوئی ہے و بد مشرب کی رخصت ہے یعنی اس قوم کو اس شیخ نے مثل گوسالہ کے گمراہ کر دیا ہے پس اس طور کی برائیان اُس عورت نے آگے اس مرید کے کرین آگے جواب مرید کا ہے فافہم ۱۲

آل موسیٰ کو دریغا تا کنون ‏ عابدان عجل را ریزند خون

کو رہ پیغمبر و اصحاب او ‏ کو عمر کو امر بالمعروف او

شرع و تقوی را فگندہ سوی پشت ‏ کو نماز و سجدہ آداب درشت

کاین اباحت زین جماعت فاش شد ‏ رخصت ہر مفلس و قلاش شد

آل موسیٰ اب کہاں افسوس ہے ‏ عابدان عجل کو کشتہ کرے

کان ہے رہ پیغمبر و اصحاب کی ‏ کان عمر کان امر معروف اسکو ہے

شرع و تقوی پھینکا پیچھے پیٹھ کے ‏ کان نماز و سجدہ آداب اُس کے سے

یہ اباحت جاری ہوئی اس قوم سے ‏ رخصت ہر مفلس و بدمشرب کو ہے

جواب گفتن مرید و زجر کردن آن طعنہ زن را از کفر و بیہودہ گوئی

جواب دینا مرید کا اور جھڑکنا اُس طعنہ زن کو کفر و بیہودہ کہنے سے

بانگ زد بر وی جوان گفت بس ‏ روز روشن از کجا آمد عسس

نور مردان مشرق و مغرب گرفت ‏ آسمانہا سجدہ کردند از شگفت

آفتاب حق بر آمد از حمل ‏ زیر چادر رفت خورشید از خجل

ترہات چون تو ابلیسی مرا ‏ کے بگرداند ز خاک این سرا

من ببادی تا رمم ہمچون سحاب ‏ تا بگردی باز گردم زین جناب

عجل با آن نور شد قبلہ کرم ‏ قبلہ بے آن نور شد کفر و صنم

ہست اباحت کز ہوا آمد ضلال ‏ ہست اباحت کز خدا آمد کمال

کفر ایمان گشت و دیو اسلام یافت ‏ آن طرف کان نور بی اندازہ تافت

مظہر عشق ست محبوب بحق ‏ از ہمہ کروبیان بردہ سبق

سجدہ آدم را بیان سبق اوست ‏ سجدہ آرد مغز را پیوستہ پوست

شمع حق را پف کنی تو ای عجوز ‏ ہم تو سوزی ہم سرت ای گندہ پوز

کے شود دریا ز پوز سگ نجس ‏ کے شود خورشید از پف منطمس

وہ[1] جوان بولا کہ چپ یہ کیا مقال ‏ روز روشن کان سے آیا کوتوال

نور نے مردوں کے گھیرا شرق و غرب ‏ چرخ نے سجدہ کیا از راہ کرب

شمس حق نے جلوہ پردے سے کیا ‏ شمس خجلت سے نقاب اندر گیا

مثل تجھ ابلیس کے طعنہ زنی ‏ تجھکو کب اس در سے دے برگشتگی

مثل ابر آیا نہیں از رہ ہوا ‏ تا تو پھیرے ہوؤں اس در سے جدا

عجل ہے اس نور سے قبلہ کرم ‏ قبلہ بے اس نور کے کفر و صنم

جو اباحت[2] ہی ہوا سے ہے ضلال ‏ جو اباحت ہی خدا سے ہی کمال

کفر ہوا ایمان دیو مسلم ہو گیا ‏ اُس طرف جو نور چمکا بس سوا

عشق کا مظہر ہے محبوب خدا ‏ فوق سب کروبیوں سے لے گیا

سجدہ آدم اسکی فوقی کا گواہ ‏ پوست ساجد مغز کا ہی بس خدا

شمع حق کو پھونکتی ہی تو اے زال ‏ تو جلے اور تیرا سر اے بدخصال

کب نجس دریا دہن سے سگ کے ہو ‏ گل کرے کب پھونک شمع شمس کو

[1] وہ جوان الخ یہ شعر اُس جوان نے کہا چپ رہ یہ کیا گفتگو ہے روز روشن ہے کہاں کوتوال آیا یعنی آفتاب معنی ظاہر ہے اب تجربہ کی کیا ضرورت ہے مردوں کے نور نے مشرق و مغرب گھیرا ہے اور چرخ نے سجدہ کیا ہے از راہ کرب کے شمس حق نے پردہ سے جلوہ کیا یہ شمس خجلت سے اندر نقاب کے گیا تجھ ابلیس کے مانند طعنہ زنی مجکو اس در سے کب برگشتگی دے ابر کے مانند میں از راہ ہوا کے نہیں آیا ہوں تاکہ تو پھیرا ہے اور میں اس در سے ہوا گوسالہ اس نور سے قبلہ کرم ہے اور قبلہ بغیر اس نور کے کفر و صنم ہے یعنی جو کہ شیخ کو نور حاصل ہے اگر وہ قبلہ ہے تو بت و صنم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] جو اباحت الخ یہ شعر جو اباحت ہوا سے ہے گمراہی اور جو اباحت خدا سے ہے کمال ہے کفر ایمان دیو مسلمان ہو گیا جو اس طرف نور سوا چمکا محبوب خدا عشق کا مظہر ہے کہ فائق کروبیوں سے ہو گیا ہے سجدہ آدم کا اُن کی فوقی کا گواہ ہے پس ہمیشہ پوست ساجد مغز کا ہے تو اے زال شمع حق کو پھونکتی ہے تو جلے اور تیرا سر اے بدخصلت دہن سگ سے دریا کب نجس ہوا اور شمع شمس کو کب پھونک گل کرے یعنی یہ تیری بدگوئی اس شیخ کے کمال کو کب زائل کرسکتی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حکم بر ظاہر اگر ہم میکنی	چیست ظاہر تو بگو زین روشنی	حکم ظاہر پہ اگر کرتی تو ہے[۱]	کیا ہے ظاہر کو کہو اس نور سے
جملہ ظاہرہا بہ پیش این ظہور	باشد اندر غایت نقص و قصور	سب ظواہر اس کے پس پیش ظہور	بے نہایت رکھتے ہیں نقص و قصور
ہر کہ بر شمع خدا آرد پفو	شمع کے میرد بسوزد پوز او	شمع حق کو جو کہ پھونکے قصد سے	شمع کب گل ہو پر اسکا منہ جلے
چون تو خفاشان بسے بینند خواب	کین جہان ماند یتیم از آفتاب	تجھسے خفاشیں بہت دیکھی ہیں خواب	کہ یتیم عالم ہے یہ بے آفتاب
موجہای تیز دریاہای روح	ہست صد چندانکہ بد طوفان نوح	روح کی دریا کی موجیں تیز ہیں	اس سے زیادہ جو تھیں طوفان میں
لیک اندر چشم کنعان موی رست	نوح و کشتی را بہشت و کوہ جست	چشم کنعان میں پر بے بال تھا	چھوڑ کشتی نوح کو کہ پڑ گیا
کوہ و کنعان را فرو برد آن زمان	نیم موج تا بقعر امتحان	لیگئی کنعان و کہ کو اس زمان	قعر تک اک نیم موج امتحان
مہ فشاند نور و سگ عوعو کند	ہر کسی بر خلقت خود می تند	نور مہ چھاڑے[۲] وہ سگ عوعو کرے	ہر کوئی خلقت پہ اپنی بس تنے
شب روان و ہمرہان مہ بتگ	ترک رفتن کے کنند از بیم سگ	شب رو اور ہمراہیان ماہ کے	چھوڑیں کب پھرنے کو سگ کے خوف سے
جزو سوی کل رود مانند تیر	کے کند وقف از پی ہر گندہ پیر	جزو جانب کل کے جائے مثل تیر	کب کرے موقوف ہر گندہ پیر
جان شرع و جان تقوی عارف است	معرفت محصول زہد سالف است	شرع اور تقوی کی عارف جان ہے	نخل ہے زہد اور ثمر عرفان ہے
زہد اندر کاشتن کوشیدن است	معرفت آن کشت را روئیدن است	زہد کوشش کرتا بونے کیلئے	معرفت کھیتی کا اگنا خاک سے
پس چو تن باشد جہاد و اعتقاد	جان این کشتن نبات است و حصاد	جسم ہے مثل اس زمین کا جو تنا	جان ہے اس کھیتی کا اگنا کاٹنا
امر معروف او و ہم معروف اوست	کاشف اسرار و ہم مکشوف اوست	امر معروف[۳] اور وہی معروف ہے	کاشف اسرار وہی مکشوف ہے
شاہ امروزینہ و فردای ماست	پوست بندہ مغز نغزش را سزاست	آج کے دن کل کے دن ہے شہ مرا	پوست بندہ مغز نادرہ سدا
چون انا الحق گفت شیخ و پیش برد	پس گلوی جملہ کوران را فشرد	شیخ انا الحق بولا اور غالب ہوا	پس دبوچا سارے اندھوں کا گلا
چون انای بندہ شد لا از وجود	پس چہ ماند ہین بیندیش ای عنود	جب انا بندہ کے تن سے لا ہوئی	پس رہے کیا سوچ اسمیں اے غبی

سلہ حکم ظاہر پہ آئخ ۔ شعر اگر تو حکم ظاہر پہ کرتی ہو تو کیا ظاہر ہو اس نور سے کہو سب ظواہر اسکے ظہور کے سامنے بے نہایت نقص و قصور رکھتے ہیں جو جو شمع حق کو قصد سے پھونکے شمع کب گل ہو لیکن منہ اسکا جلے تجھ سے خفاشیں خواب بہت دیکھتے ہیں کہ یہ عالم یتیم ہو بے آفتاب کے روح کے دریا کی موجیں تیز ہیں اس سے زیادہ کہ جو طوفان نوح میں تھیں ولیکن چشم کنعان میں پر بال تھا کہ کشتی و نوح کو چھوڑ کر کوہ پر گیا اسوقت کنعان و کوہ کے نیم موج ایجان قعر تک لیگئی یعنی جو شمع حق کو پھونکے وہ کب بجھے مگر اسکی داڑھی جلے اور آفت میں پڑے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ نور مہ آئخ ۔ شعر ماہ نور جھاڑے اور کتے عوعو کریں اور ہر کوئی اپنی خلقت پہ تنے شب رو ہمراہیان ماہ کب پھرنے کو چھوڑیں خوف سگ سے جزو کل کی جانب مثل تیر کے جائے اور واسطے گندہ پیر کے کب موقوف کرے عارف شرع و تقوی کی جان ہے اور زہد درخت و عرفان ثمر ہے زاہد بونے کیلئے کوشش کرتا ہے اور معرفت اگنا کھیتی کا خاک سے اس زمین کے جوتنے کے مانند جسم ہے اور کھیتی کا اگنا و کاٹنا جان ہے یعنی عارف شرع اور تقوی کی جان ہے پس جسم سے جان بہر کیف بہتر ہے تو جان کا پابند رہنا چاہئیے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ امر معروف آئخ ۔ شعر امر معروف اور وہی معروف ہے کاشف اسرار وہی مکشوف وہی ہے آج کے دن اور کل کے دن میرا شاہ بندہ پوست اور وہ ہمیشہ مغز ہو آگے دقائق ہیں شیخ نے انا الحق کہا اور غالب ہوا اور سب اندھوں کا گلا دابا اور ابا حسنہ بندہ کے بدن سے جب بندہ کے بدن سے انا ہوئی پس کہا ہی دن میرا شاہ ہی بندہ پوست اور وہ ہمیشہ مغز ہے آگے حقائق ہیں تو اسمیں سوچ اے غبی اگر تیری آنکھ ہو تو کھول اور دیکھ کہ بعد آخر کیا ہوا ای وہ کسب میں دوران کا نا قاکہ جو سوے آسمان کے تھوکے کہ تھوک کو سوے آسمان کے دیلے اور تھوک پھر اسکے منہ پر گرے قیامت تک حق سے تھوک اسپر پڑے مثل تبت کے سب کی جان پر یعنی جب کہ انا بندہ کی لا ہوئی پھر کیا تھا بجز اللہ کے اسواسطے عارف سب پر غالب ہے بقول استاد سلہ لا کہا تو لا ہوا اور لا بھی اسمیں لا ہوئی ؛ جز لا ہوا پھر کیا ہوا اللہ ہوا اللہ ہو ؛ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

گر ترا چشم ست یکشا در نگر	بعد لا آخر چه می ماند دگر	گر ہے تیری آنکھ بے او ر دیکھ لے	بعد لا کے اور کیا آخر رہے ہے
ای بریده آن لب و حلق و دہان	که کند تف سوے ماه آسمان	اے وہ کار آجائے لب حلق و دہان	جو کہ تھوکے سوے ماہ آسمان
سوی گردون تف نیابد مسلکی	تف برویش باز گردد بیشکی	سوے گردون تھوک کب تے رہ ملے	تھوک اسکے منھ پہ پھر الٹا گرے
تا قیامت تف برو بارد ز رب	همچو تبت بر روان بولهب	تا قیامت حق سے تھوک اسپر ملے	مثل تبت بولہب کی جان پہ ہے
طبل و رایت هست ملک شهریار	سگ کسی که خواند او را طبل خوار	سلہ ہے لوا اور طبل ملک شہریار	وہ ہے سگ اسکو کہے جو طبل خوار
آسمانها بنده ماه ویند	شرق و غرب جمله نانخواه ویند	بندہ اسکے ماہ کا بس آسمان	شرق و غرب اسکے ہین سب خواہان نان
زانکه لولاک ست بر توقیع او	جمله در انعام و در توزیع او	کیونکہ لولاک اسکی ہے توقیع ہین	اسکے سب انعام اور توزیع ہین
گر نبودی او نیابیدی فلک	گردش و نور و مکانی و ملک	گر نہ وہ ہوتا نہین پاتا افلاک	گردش اور نور و مکان جاے ملک
گر نبودی او نیابیدی بحار	هیبت ماهی و در شاهوار	گر نہ وہ ہوتا نہین پاتے بحار	صورت ماہی و دُر شاہوار
گر نبودی او نیابیدی زمین	در درون گنج و بیرون یاسمین	سلہ گر نہ وہ ہوتا نہین باقی زمین	گنج اندر اور باہر یاسمین
گر نبودی او نیابیدی خیال	زر و لعل و مومیائی بی سوال	گر نہ وہ ہوتا نہین پاتے خیال	زر و لعل و مومیائی بے سوال
گر نبودی او نیابیدی جهان	بی تقاضا رزقهای بیکران	گر نہ وہ ہوتا نہین پاتا جہان	بے طلب یہ جملہ رزق بیکران
رزقها هم رزقخواران وی اند	میوه‌ها لب خشک باران وی اند	رزق و اہل رزق بھی کل اسکے ہین	میوے تشنہ اسکے کل باران سے ہین
هین که معکوس ست در امر این گره	صدقه بخش خویش را صدقه بده	نکتہ یہ اس امر مین معکوس ہے	اپنے صدقہ بخش کو صدقہ تو دے
از فقیرستت همه زر و حریر	هین زکوتی ده غنی را ای فقیر	ہے تجھے درویش سے زر و حریر	دے غنی کو تو زکوٰۃ اے فقیر
چون تو ننگی جفت آن مقبول روح	چون عیال کافر اندر عقد نوح	سلہ جو تو زوجہ ہے اس اہل روح کی	جس طرح منکوحہ کافر نوح کی
گر نبودی نسبت تو زین سرا	پاره پاره کردمی این دم ترا	گر نہوتی نسبت اس گھر سے تجھے	ٹکڑے ٹکڑے کرتا مین اس دم ترے
دادمی این نوح را از تو خلاص	تا مشرف گشتمی من در قصاص	تجھ سے اب اس نوح کو کرتا خلاص	تا مشرف ہوتا مین اندر قصاص
لیک با خانهٔ شهنشاه زمن	این چنین گستاخی ناید ز من	لیک گھر مین ایسے شاہنشاہ کے	ہووے کب گستاخی مجھ ناچیز سے

سلہ ہے لوا الخ ۵ شعر اور طبل ملک درشہریار سے وہ سگ ہے کہ جو اسکو طبل خوار یعنی بسیار خوار رکھے اس کے ماہ کا بندہ آسمان ہے کہ شرق و غرب اسکے نان کے خواہان ہین کیونکہ لولاک اسکی توقیع مین ہے اور اُس کے سب انعام و توزیع ہین ہے اگر وہ نہو تو فلک نہ پاتا گردش و نور و مکان و جاے ملک اگر وہ نہوتا بحر نہ پاتے صورت ماہی و گوہر شاہوار یعنی جناب رسول مقبول صلعم نہوتے تو یہ زمین و آسمان نہ ہوتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نہوتا وہ الخ ۴ شعر اگر وہ نہوتا زمین نہین پاتی گنج و باہر یاسمین اگر وہ نہوتا نہین پاتے زر و لعل اور مومیائی بغیر سوال کے اگر وہ نہوتا جہان نہین پاتا بغیر طلب کے یہ جملہ رزق بیکران رزق و اہل رزق بھی سب اسکے ہین اور کل میوے تشنہ اسکے باران سے ہین یہ نکتہ اس امر مین معکوس ہے کہ اپنے صدقہ بخش کو تو صدقہ دے سب تجھے درویش سے زر و حریر ہے اے فقیر تو غنی کو زکوٰۃ دے یعنی حق نے جہان کو واسطے حضرت رسول مقبول صلعم کے پیدا کیا ہے اور اہل جہان حق کو زکوٰۃ دیتے ہین یہ امر معکوس ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ جو تو زوجہ ہے الخ ۵ شعر جو اس اہل روح کی زوجہ ہے جیسے نوح کی منکوحہ کافر تھی اگر تجکو نسبت اس گھر سے نہوتی تیرے اس دم ٹکڑے ٹکڑے مین کرتا اب اس نوح کو تجھسے جدا کرتا تاکہ مین قصاص مین مشرف ہوتا لیکن گھر مین ایسے شاہنشاہ کے ہو کہ مجھ ناچیز سے کب گستاخی ہووے جا دعا کر کہ تو اس گھر کا کتا ہے ورنہ وہ خود کرتا جو کرنا چاہیئے آگے لوٹنا مرید کا بیان ہے فافہم ۱۲

رو دعا کن کہ سگ این موطنی	ورنہ این دم کردمے من کردنی

بازگشتن مرید از وثاق شیخ و پرسیدن از مردم و نشان دادن کہ شیخ بفلان بیشہ رفتہ است

بعد ازان پرسان شد او از ہر کسے	شیخ را می جست از ہر سو بسے
پس کسی گفتش کہ آن قطب دیار	رفت تا ہیزم کشد از کوہسار
آن مرید ذو الفقار اندیش تفت	در ہوای شیخ سوی بیشہ رفت
دیو می آورد پیش ہوش مرد	وسوسہ تا خفیہ گردد مہ گرد
کاینچنین زن را چرا آن شیخ دین	دارد اندر خانہ یار و ہمنشین
ضد را با ضد ایناس از کجا	با امام الناس نسناس از کجا
باز او لاحول میگفت آتشین	کاعتراض من ہم از کفرست و کین
من کہ باشم من کہ با نص قضای حق	کہ برآرد نفس من اشکال و دق
باز نفسش حملہ می آورد زرد	زین تعرف با دلش چون کاہ درد
کہ چہ نسبت دیو را با جبرئیل	کہ بود با او بصحبت ہم مقیل
کے تواند ساخت با آزر خلیل	چون تواند ساخت با رہزن دلیل

یافتن مرید شیخ را نزدیک بیشہ سوار شیرے

جا دعا کر کہ تو سگ اس گھر کی ہے	ورنہ وہ کرتا جو کرنا چاہیئے

لوٹنا مرید کا مکان شیخ سے اور دریافت کرنا لوگوں سے اور پتہ دینا کہ شیخ فلانے جنگل کو گیا ہے

[۹۱] پوچھتا تھا بعد وہ ہر ایک سے	ڈھونڈھتا تھا شیخ کو ہر جا پہ بے
پس کہا اک نے کہ وہ قطب دیار	لکڑیاں لینے گیا ہے کوہسار
وہ مرید تیز فکر با حیا	شیخ کی خواہش میں جنگل کو چلا
دیو لا لا آ گئے ہوش اس مرد کے	وسوسہ تا مہ نہان ہو گرد سے
ایسی زن کو کس لیے وہ شیخ دین	گھر میں رکھے اپنا یار و ہمنشین
ضد کو ضد سے انسیت ہووے کہاں	مقبل رحمن کو شیطان سے کہاں
[۹۲] پھر پڑھی لاحول اس نے آتشین	کا اعتراض ہی میرا ہے کفر و کین
کون ہوں میں عارف اللہ سے	نفس میرا اعتراض و شک کرے
نفس حملہ کرتا پھر ان شبہوں سے	دل پہ اس کے مثل آگ اور کاہ کے
دیو کو جبرئیل سے نسبت ہی کیا	کہ رکھے صحبت میں قال اس سے روا
کب مقابل ہووے آزر کے خلیل	کب موافق ہو رہزن کے دلیل

پانا مرید کا شیخ کو نزدیک جنگل کے ایک شیر پر سوار

[۹۱] پوچھتا تھا الخ ۶ شعر بعد وہ پوچھتا تھا ہر ایک سے اور شیخ کو ہر جا پر ڈھونڈھتا تھا پس ایک نے کہا کہ وہ قطب دیار لکڑیاں لینے گیا ہے کوہسار تک کہ وہ مرید تیز فکر و با حیا شیخ کی خواہش میں جنگل چلا دیو آ گئے ہوش اس مرد کے وسوسہ لاتا کہ تا ماہ نہان ہو گرد سے کہ ایسی عورت کو وہ شیخ دین اپنے گھر میں یار و ہمنشین رکھے ضد کو ضد سے کہیں انسیت ہوتی ہے اور کہیں مقبل رحمن کو شیطان نے اس مرید کے دل میں ویسے شیخ کی جانب سے شکوک ڈالے کہ تیرہ دل ہوا پس تسلیم ہے کہ دیو مریدوں کو شیخ کی جانب سے اس طرح بہکاتا ہے مگر مرید مستفید اسی طرح بچتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[۹۲] پھر پڑھی الخ ۵ شعر پھر اس نے لاحول آتشین پڑھی کہ اسپر اعتراض میرا کفر و کینہ ہے میں کون ہوں کہ عارف باللہ سے میرا نفس اعتراض و شک کرے پھر نفس ان شبہوں سے حملہ کرتا اس کے دل پر مثل آگ و کاہ کے دیو کو جبرئیل سے کیا نسبت ہے کہ اس سے صحبت میں قال کو روا رکھے اور کب موافق راہزن کے راہبر ہوئے خلیل کے اور یعنی پھر شبہات دیو نفس نے مرید کے دل میں ڈالے آگے شیخ کو شیر پر سوار دیکھنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

اندرین بود او کہ شیخ نامدار ‏ ‏ شد پدید از دور بر شیرے سوار
شیر غران ہیزمش را می کشید ‏ ‏ بر سر ہیزم نشستہ آن سعید
تازیانش مار بود از شرف ‏ ‏ مار را بگرفتہ چون خرزن بکف
گرچہ آن محسوس این محسوس نیست ‏ ‏ لیک آن جسم جان ملبوس نیست
تو یقین میدان کہ ہر شیخی کہ ہست ‏ ‏ ہم سواری میکند بر شیر مست
صد ہزاران شیر پیشان زیر ران ‏ ‏ پیش دیدہ غیب بین ہیزم کشان
لیک این یکے را خدا محسوس کرد ‏ ‏ تا بہ بیند نیز او کہ نیست مرد
دیدش از دور و بخندید آن خدیو ‏ ‏ گفت آنرا مشنو ای مفتون دیو
از ضمیر او بدانست آن جلیل ‏ ‏ ہم ز نور دل بلے نعم الدلیل
خواند بروی یک بیک آن ذو فنون ‏ ‏ آنچہ در رہ رفت بروی تاکنون
بعد ازان در مشکل انکار زن ‏ ‏ بر کشاد آن خوش سراینده دہن
کان تحمل از ہوای نفس نیست ‏ ‏ آن خیال نفس تست اینجا مایست
گر نہ صبرم می کشیدے بار زن ‏ ‏ کے کشیدی شیر نر بیگار من
اشتران بختیم اندر سبق ‏ ‏ مست و بیخود زیر محملہای حق
من نیم در امر و فرمان نیم خام ‏ ‏ تا بیندیشم من از تشنیع عام
عام ما و خاص ما فرمان اوست ‏ ‏ جان ما بر رو دوان جویان اوست
دورم از تحسین تشویقش ہمہ ‏ ‏ فارغ از تکذیب و تصدیقش ہمہ

[۵۱]اسمین تھا بس وہ کہ شیخ نامدار ‏ ‏ دور سے چمکا ہے شیر اوپر سوار
شیر پر ہے بار لکڑی کا لدا ‏ ‏ اور خود اُس بار پر بیٹھا ہوا
کوڑا اُسکا سانپ تھا از رہ جلا ‏ ‏ ہاتھ مین جون کوڑا سانپ اپنے لیا
گرچہ وہ محسوس و یہ محسوس نے ‏ ‏ لیک وہ پنہان نہ جسم جان ہے
تو یقین سے جان کہ جو شیخ ہے ‏ ‏ بھی سواری کرتا ہے وہ شیر پے
سیکڑون ہین شیر انکی زیر ران ‏ ‏ چشم جان کے آگے ہین ہیزم کشان
لیک محسوس حق نے اک اسکو کیا ‏ ‏ تا اُسے دیکھین کہ ہے مرد خدا
[۵۲]دیکھا اُسکو دور سے اور وہ ہنسا ‏ ‏ بولا مت سُن اسکی اے دریے پا
جان لی اُس شیخ نے اسکی ضمیر ‏ ‏ نور دل سے کہ کہ دل اک ہے منیر
حال اُسکا شیخ نے یک یک کہا ‏ ‏ راہ سے ابتک کا سب گذرا ہوا
بعدہ انکار زن کے راز کو ‏ ‏ بس بیان اُسنے کیا اے راز جو
وہ تحمل سے نے ہوائے نفس سے ‏ ‏ یان نہ ٹھہر و اب خیال نفس ہے
بار زن رکھتا نہ میرا صبر گر ‏ ‏ کب مری بیگار رکھتا شیر نر
اونٹ اک بوجھے کا ہین پہلے سے ہم ‏ ‏ مست و بیخود زیر محمل حق کے ہون
[۵۳]حکم فرمان ہین نہین خامی مجھے ‏ ‏ تا کرون ہین خوف طعنہ عام
میرا عام و خاص اُسکا حکم ہے ‏ ‏ جان سرگردان مری اسکے لئے
دور ہون تحسین اور تشویق سے ‏ ‏ دور ہون تکذیب اور تصدیق سے

[۵۱]اسمین تھا الخ ے شعر اس مین تھا کہ شیخ نامدار دور سے چمکا شیر پر سوار شیر پر بار لکڑی کا لدا تھا اور خود بار پر بیٹھا ہوا تھا از راہ برتری کے اُسکا کوڑا سانپ کا تھا ہاتھ مین مانند کوڑے کے اپنے سانپ لیا تھا آگے اسکے حقائق ہین تو یقین سے جان کہ شیخ ہے بھی وہ سواری کرتا ہے شیر پر اگرچہ وہ محسوس نہین ہے ولیکن وہ چشم جان پوشیدہ نہین ہے سیکڑون شیر انکی زیر ران ہین اور چشم جان کے آگے ہیزم کشان ہین ولیکن حق نے ایک محسوس کیا تاکہ اسکو دیکھین کہ مرد خدا کا ہے یعنی سب اولیاء اللہ کو خدا نے یہ مرتبہ دیا ہے کہ شیر پر سوار ہین مگر انکو دیکھتا نہین ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [۵۲]دیکھا اسکو الخ ے شعر دور سے اسکو دیکھا اور ہنسا اور کہا کہ مت سن اُسکی اے در پے رہا اُسکی ضمیر شیخ نے جان کی نور دل سے کہ ایک دلیل ہے روشن ہے ایک ایک حال اسکا شیخ نے کہا راہ سے ابتک کا سبب گذرا ہوا بعدہ انکار زن کے راز کو اُس نے بیان کیا وہ تحمل ہوا سے نفس سے نہ تھا یہان نہ ٹھہر وہ خیال نفس ہے اگر میرا صبر بار زن کا نہ رکھتا کب میری بیگار شیر نر رکھتا مین اول سے ایک اونٹ بوجھے کا ہون اور مست و بیخود زیر محمل حق کے ہون یعنی اگرچہ مین طعنہ زنی عورت کا بار نہ اُٹھاتا تو شیر نر میرا ایک بار کیونکر اُٹھاتا یعنی یہ مرتبہ اس کے طعنہ سے حاصل ہوا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۳]حکم و فرمان الخ ے شعر مجھے حکم و فرمان مین خامی نہین کہ مین طعنہ عام سے خوف کرون اسکا حکم میرا عام و خاص ہے اور اسکے واسطے میری جان سرگردان ہے مین دور ہون تحسین و توفیق سے اور دور ہون تکذیب و تصدیق سے میرا فرد حقیقت ہونا خواہش سے نہین میری جان مہر و ماہ کے مانند خدا کے ہاتھ مین ہے بار اس احمق کا دلاکھ کا لون ظاہر رنگ بو رنگ کے عشق سے نہین ہے اسقدر ورس ہے شاگرد کا میرے طمع کا امان تک کر و فر ہے وہانتک جائے کہ جگہ کو راہ نہین ہے بجز حیات حق وماہ اللہ کے کل تصویر اور وہم سے دور ہے نور نور نور نور نور یعنی یہ خواہشات نفس سے اس عورت کا جبر نہین اُٹھاتا ہون مجھ کو اس جگہ رسائی ہے کہ وہان بجز حیک برق ماہ اللہ کے اور کچھ نہین ہے یہ انتہا مقام سلوک ہے کہ وہم و تصور نہین ہے ۱۲ اس کا بیان ۱۲

فردی ما جفتی ما نہ از ہواست / جان ما چون مہر در دست خداست
بار آن ابلہ کشیم و صد چو او / نی ز عشق رنگ نی سودای بو
اینقدر خود درس شاگردان ماست / کر و فر ملحمہ ما تا کجاست
از کجا آنجا کہ جا را راہ نیست / جز سنا برق مہ اللہ نیست
از ہمہ اوہام و تصورات دور / نورِ نورِ نورِ نورِ نورِ نور
بہر تو من پست کردم گفتگو / تا بسازی با رفیق زشت خو
تا کشی خندان و خوش بار حرج / از پی الصبر مفتاح الفرج
چون بسازی با خسی این خسان / گردی اندر نور سنتہا رسان
کانبیا رنج خسان بس دیدہ اند / از چنین ماران بسی پیچیدہ اند
چون مراد و حکم یزدان غفور / بود در قدمت تجلی و ظہور
بی ز ضدی ضد را نتوان نمود / وان شہ بی مثل را ضدی نبود

فرد و جفت ہونا ہوا سے نے مرا / جان مری چون مہر با دست خدا
بار اس احمق کا لون اور لاکھ کا / رنگ نے بو کے عشق سے نے ظاہرا
میرے شاگردونکا درس ہے اسقدر / ملحمہ کا میرے کان تک کر و فر
جائے وان تک کہ جگہ کو راہ نے / جز چمک برق مہ اللہ نے
کل تصور اور وہمون سے ہو دور / نور نورِ نورِ نورِ نورِ نور
[51] تیری خاطر پست کی ہر گفتگو / ناموافق یار بد خو سے ہو تو
ناخوشی سے لیوے تو بار حرج / کیونکہ ہے الصبر مفتاح الفرج
جو موافق ان خسون سے ہوئے تو / ہووے داخل نور میں سنت کے تو
کانبیا کو بس خسون سے رنج تھا / ایسے سانپون سے بہت صدمہ ملا
جو مراد و حکمت رب غفور / تھی قدم مین با تجلی و ظہور
ضد کو بیضد کے نہین دکھلا سکا / کوئی اس بے مثل شہ کا ضد نہ تھا

حکمت در آیہ انی جاعل فی الارض خلیفہ

حکمت اس آیت مین انی جاعل فی الارض خلیفہ

پس خلیفہ ساخت صاحب سینۂ / تا بود شاہیش را آئینۂ
پس صفائی بی حدودش داد او / وانگہ از ظلمت ضدش بنہاد او
دو علم افراخت اسپید و سیاہ / آن یکی آدم دگر ابلیس راہ
در میان آن دو لشکرگہ زفت / چالش و پیکار آنچہ رفت رفت
ہمچنین دور دوم ہابیل بود / ضد نور پاک او قابیل بود
ہمچنین این دو علم از عدل و جور / تا بہ نمرود آمد اندر دور دور

[52] پس خلیفہ صاحب دل کو کیا / اسکی شاہی کا ہو تا مرآت نما
پس صفا بیحد اسے اس نے کیا / اسدم اسکو ضد ظلمت کا رکھا
دو علم رکھے سفید اور اک سیاہ / ایک آدم دوسرا ابلیس کا
درمیان ان دونون لشکرگاہ کے / جنگ و جھگڑے جو کچھ آپس مین ہوئے
دوسرا دور ایسے ہی ہابیل تھا / نور کا ضد اسکے بس قابیل تھا
دو علم یہ یون ہی عدل و جور سے / تا بہ نمرود آئے اندر دور کے

[51] تیری خاطر الخ ۶ شعر تیری یہ گفتگو پست کی ہے کہ ناموافق یار بد خو سے تو ہو تا کہ ناخوشی سے تو بار تکلیف لیوے کیونکہ ترجمہ صبر کنجی کشادگی کی ہے جو تو ان خسون سے رنج تھا اور ایسے سانپون سے بہت صدمہ ملا جو مراد و حکمت رب غفور کی قدیم مین تھی تجلی و ظہور سے تھی اور ہر ضد سے ضد معلوم ہوتی ہے اور خدا کی کوئی ضد نہین ہے اسواسطے حق نے آدم علیہ السلام کو خلیفہ دنیا مین بھیجا کہ جس نے انسان ضد اللہ کا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [52] پس خلیفہ الخ ۶ شعر پس خلیفہ صاحب کو کیا کہ تا اس کی شاہی کا آئینہ ہے پس اسے بے حد صفا کیا اس دم اسکے ضد ظلمت کا رکھا دو علم رکھے ایک سفید و ایک سیاہ ایک آدم علیہ السلام و دوسرا ابلیس کا درمیان ان دونون لشکرگاہ کے جنگ و جھگڑے آپس مین ہوئے ایسے ہی دوسرا دور ہابیل کا تھا کہ اس کے نور کا ضد قابیل تھا یہ دونون علم یون ہی عدل وجور سے نمرود تک آئی اندر دور کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ضد ابراہیم گشت و خصم او / وان دو لشکر کین گذار و جنگجو
وہ ہوا[۱] پس ضد ابراہیم کا / جنگ و کینہ دونون لشکر مین رہا

چون درازی یافت جنگ ناخوشش / فیصل آن ہر دو آمد آتشش
جنگ و جھگڑا جبکہ انکا بڑھ گیا / تصفیہ دونون کا آتش نے کیا

پس حکم کرد آتشی را و نکر / تا شود حل مشکل آن دو نفر
پس حکم آتش کو دیکھ اُسنے کیا / تا کہ ان دونون کا حل ہو ماجرا

دورہ دورہ قرن قرن این فریق / تا بہ موسی و بہ فرعون غریق
دور دور و قرن قرن آخر گیا / موسی و فرعون تک یہ ماجرا

سالہا اندر میان شان حرب بود / چون ز حد رفت و ملالت میفزود
برسون اُنکے درمیان جھگڑا رہا / جو تنازع اور رنج از بس بڑھا

آب دریا را حکم سازید حق / تا کہ ماند کہ برد زین دو سبق
آب دریا کو حکم حق نے کیا / پست و غالب کون ہو دونون سے تا

تا کہ فرعون را بآن فرعونیان / آب دریا غرق شان کرد آن زمان
تا کہ فرعون اور اُسکی قوم کو / آب دریا نے کیا غرق انکو

ہمچنین تا دور عہد مصطفےٰ / با ابوجہل آن سپہدار جفا
ایسے[۲] ہی تا دور عہد مصطفےٰ / ساتھ ابوجہل اور اُس شہ کے کیا

ہم نکر سازید از بہر ثمود / صیحۂ کہ جان شان را در ربود
بھی بلا کے واسطے قوم ثمود / اور جان کو لیگئی برق انکی زود

ہم نکر سازید بہر قوم عاد / زد رچیرے تیز رو یعنی کہ باد
بھی بلا کی ایک بہر قوم عاد / چلنے والی تیز کو یعنی کہ باد

ہم نکر سازید بر قارون کین / تا فرو بردش چو اژدرہا زمین
بھی بلا کی کینہ سے قارون پہ / تا زمین نے نگلا جون اژدر اُسے

تا حلیمی زمین شد جملہ قہر / برد قارون را و گنجش را بقعر
تا حلیمے ہوئی زمین کے جملہ قہر / لیگئی قارون و گنج اُسکا بقعر

لقمۂ را کہ ستون این تن است / دفع تیغ جوع نان چون جوشن است
جو کہ لقمہ جسم کو قائم رکھے / دفع تیغ بھوک کو جون ڈھال ہے

چونکہ حق قہری نہد در نان تو / چون خناق آن نان بگیرد در گلو
قہر[۳] جو حق نان مین تیری رکھے / وہ گلے مین جون خناق آکر پھنسے

این لباسے کہ ز سرما شد مجیر / حق دہد او را مزاج زمہریر
جامہ سردی مین کہ جو گرمی کرے / حق مزاج زمہریر اسکو دے

تا شود بر تن تراجبہ لیشگرف / سرد ہمچون یخ گزندہ ہمچو برف
تا کہ ہو نادر قبا تن پر ترے / سرد مثل برف اور تکلیف دے

تا گریزی از دثوق ہم از حریر / زو بپناہ آری بسوی زمہریر
پوستین سے بھاگے بھی اور تو حریر / اور لائے امن سوے زمہریر

سلہ وہ ہوا آلخ ۷ شعر وہ ضد ابراہیم کا ہوا جنگ و کینہ دونون لشکر مین رہا جبکہ انکا جنگ و جھگڑا بڑھ گیا آتش نے دونون کا تصفیہ کیا آتش کو دیکھ کر حکم اُس نے کیا تاکہ ان دونون کا ماجرا حل ہو دورہ دورہ قرن قرن آخر آگیا موسیٰ عم و فرعون تک ماجرا انکے درمیان برسون جھگڑا رہا جو کہ تنازع و رنج ابتک بڑھا حق نے حکم آب دریا کو کیا تاکہ پست و غالب کون دونون سے ہو تاکہ فرعون اور اس کی قوم کو آب دریا نے غرق کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ایسے ہی آلخ ۶ شعر ایسے ہی دور عہد مصطفےٰ صلعم تک ساتھ ابوجہل اور اُس شاہ کے کیا بھی بلا کرے واسطے قوم ثمود کے برق کو کہ انکی جان جلد لیگئی بھی بلا کرے قوم عاد کے واسطے تیز چلنے والے یعنی باد کو بھی بلا کرے کینہ سے قارون پر تاکہ زمین نے اُسے نگلا مانند اژدہا تا چلنے زبان کے بالکل فقیر ہوئی قارون اور اُسکے گنج کو لیگئی تعر مین جو لقمہ کہ جسم کو قائم رکھے تیغ بھوک کی دفع کو مانند ڈھال کے ہے یعنی ایک کو دوسرے کا ضد کیا کہ تا معرفت حق کی اُس سے ظاہر ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ قہر جو حق آلخ ۵ شعر قہر جو حق تیری نان مین رکھے وہ خناق کے مانند گلے مین آکر پھنسے جو کہ سردی مین گرمی کرے حق اُسکو مزاج زمہریر کا دے تاکہ قبا نادر تیرے تن پر ہو سرد برف کے مانند اور تکلیف دی تا پوستین سے تو بھاگے زحیر جو کہ اور امن لائے جانب زمہریر کی تو ایک قلہ ہے قلتین نہین ہے اور رقصہ ظلہ ہے عین تو غافل ہے یعنی بمذہب شافعی قلتین پاک ہے اسواسطے فرماتے ہین کہ ابھی تو ایک قلہ ہے یعنی پاک نہین ہوا اور قصہ ظلہ سے غافل ہے یعنی شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب جاری ہوا تھا کہ آفتاب و بارش کے مکان مانع نہین ہوتے تھے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

تو دو قلہ نیستی یک قلۂ — غافل از قصہ عذاب ظلۂ
امر حق آمد بہ شہرستان و دہ — خانہ و دیوار را سایہ بدہ
مانع باران مباش و آفتاب — تا بدان مرسل شدند امت شتاب
کہ بمردیم اغلب ای مہتر امان — باقیش از دفتر تفسیر خوان
چون عصا را مار کرد آن چیست و — گر ترا عقلیست یک نکتہ بس است
سنگ بر تسبیح آمد بر شتاب — از میان اصبعین آفتاب
منکر آن دید و فزنا در دسر — دشمنی او کور کردش از نظر
تو نظر داری و لے امعانت نیست — چشم را افسردہ است کردہ ایست
زین ہمی گوید نگارندہ فکر — کہ بکن ای بندہ امعان نظر
آن نمی گوید کہ آہن کوب سرد — لیک ای پولاد بر داود گرد
تن بمردت سوی اسرافیل ران — دل فسردت رو بخورشید جہان
در خیال از بسکہ گشتی مکتسی — تا بسوفسطائی بدظن رسی
او خود از لب خرد معزول بود — شد ز حس معزول و محروم از وجود
گر ز خود و ز لب خود معزول گشت — از وجود حس خود مفصول گشت
ہین سخن خا نوبت لب خائیست — گر بگوئی خلق را رسوائیست
چیست امعان چشم را کردن روان — چونکہ تن جان رست گویندش روان
آن حکیمی را کہ جان از بند تن — باز رست و شد روان اندر چمن

تو ہی اک قلہ نہیں ہے قلتین — قصۂ ظلہ سے تو غافل ہے عین
حکم حق آیا کہ شہر و گانون مین — خانہ و دیوار تا سایہ نہ دین
مانع باران نہو اور آفتاب — تا ادھر امت گئی جلد اور شتاب
کہ مرے ہم اے پیمبر دے امان — باقی تفسیر اسکا پڑھ اندر قرآن
اس عصا کے جو کیا صانع نے مار — گر ہے عاقل ایک نکتہ بس ہے یار
سنگ بس تسبیح اک کرنے لگے — انگلیون مین پر تو خورشید سے
منکرون نے دیکھا اور سر نہ رکھا — دشمنی نے انکو بس اندھا کیا
تو نظر رکھے ولیکن غور سے — چشمہ افسردہ خیابان دار ہے
اس لئے کہتا ہے خلاق فکر — کہ کر اے بندے بغور اب تو نظر
وہ نہ کہوے کوٹ لوہے سرد کو — پاس جا داؤد کے فولاد تو
تن مرے جا جانب اسرافیل کے — دل مرے جا مل تو اس خورشید سے
تو خیال اندر رہا ہے بس نہان — پہونچا سوفسطائی تک اے بدگمان
مغز سے اور عقل سے معزول تھا — حس اور تن سے وہ معزول اب ہوا
مغز سے اور خود سے گر معزول تھا — حس و تن سے اب ہوا اپنے جدا
بات مت کر وقت چپ رہنے کا ہے — گر کہے تو خلق مین رسوا ہے
غور کیا ہے چشم کو کرنا روان — تن سے جان چھوٹے کہیں اسکو روان
وہ حکیم تن کہ قیدی تن سے ہے جان — اسکی چھوٹی ہوئی روان اندر جنان

سلہ حکم حق آیا آخ ۲ شعر حکم حق آیا کہ تا شہر گانون مین خانہ دیوار سایہ نہ دین مانع باران و آفتاب کے نہ ہون تا ادھر امت جلد و شتاب گئی کہ اے پیغمبر ہم مرے امن دے باقی قصہ اسکا قرآن سے پڑھ لے آگے حقائق ہے اس عصا کو جو صانع نے مار کیا اگر تو عاقل ہے ایک نکتہ بس ہے سنگ ہے ایک تسبیح کرنے لگے انگلیون کے اندر پر تو خورشید سے منکرون نے دیکھا اور سر نہ رکھا اور دشمنی نے انکو اندھا کیا تو نظر رکھتا ہے ولیکن غور نہین ہے چشمہ افسردہ ہے کیاری کے مانند یعنی خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے مگر تجھ چشم معنی حاصل نہین ہے اسواسطے وہ تجھکو دکھائی نہین دیتا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس لئے کہتا ہے آخ ۲ شعر اسواسطے خلاق فکر کہتا ہے کہ اے بندہ اب تو غور سے نظر کر وہ نہین کہتا ہے کہ سرد لوہے کو کوٹ اے فولاد تو پاس داؤد کے جا اے میرے تن پر تجھا جانب اسرافیل کے اے میرے دل تجھا اس خورشید سے مل تو خیال مین نہان سوفسطائی تک پہونچا ہے اے بدگمان وہ عقل کے مغز سے معزول تھا حس و تن سے اپنے اب جدا ہوا بات مت کر وقت چپ رہنے کا ہے اگر تو خلق مین رسوا ہے یعنی اہل دنیا کو عقل کامل نہین ہے تو راز مت بیان کر وقت غور کرنے کا ہے اور کہے گا تو رسوا ہوگا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲
سلہ غور کیا ہے آخ ۵ شعر کیا ہے چشم کو روان کرنا جو تن سے جان چھوٹے اسکو روان کہتے ہین حکیم بوعلی سینا نے کہ جان اسکی قید تن سے چھوٹی اور روان ہوئی جنت مین یا دوزخ کی جانب روان ہوئی جیسے چوپا کوتہ کو نہ مین چھپتا ہے اسنے دو لقب اسکے دو نون رکھے ہین اسواسطے فرق ہے کہ آخرین اس احتیاج ہر ... جیو اسکی جان کہ جو فرمان پر چلے اگر وہ گل کو خار جانے وہ ہوئے یعنی اسکا غور کر ہے جو جان کہ تن کو چھوٹے عام معنی مین روان ہوتی ہین منقول حکیم بوعلی سینا کے اسکو روان کہتے ہین اور ریحان کہ بسبب غفلت کے اس عالم مین سما نہین ہے اسکو جان کہتے ہین پس اہل معنی کی جان کو روان کہنا چاہیئے اور غافلان کی جان آسکے جیسا ابن ہود علیہ السلام کے معجزہ کا ہے فافہم ۱۲

یا روان شد او بسوی ہاویہ | ہمچو موش از زاویہ در زاویہ
دو لقب را او برین ہر دو نہاد | بہر فرق ای آفرین بر جانش باد
در بیان آن کہ بر فرمان رود | گر گلی را خار خواہان آن شود

یا ہوئی دوزخ کی جانب وہ روان | جیسے چوہا کونے کونے میں نہان
ان لقب ان دو کے جو اسنے رکھے | بہر فرق آفرین اس جان پہ ہے
اس بیان میں کہ چلے فرمان پہ جو | گل کو چاہے خار جو وہ ہووے دد

بیان معجزہ ہود علیہ السلام در تخلیص مومنان از باد عذاب

بیان معجزہ ہود علیہ السلام کا مومنوں کی رہائی کی نسبت وقت نازل ہونے ہوا کے

ہود گرد مومنان خطی کشید | تا ز باد آن قوم او رنجے ندید
باد طوفان بود و کشتی عصمتی | ہست ازین طوفان و این کشتی بسی
مومنان از دست باد ضایرہ | جملہ بنشستند اندر دائرہ
باد طوفان بود و کشتی لطف ہو | بس چنین کشتی و طوفان دارد او
قصد شاہ آن نی کہ خلق ایمن شوند | قصدش آنکہ ملک گردد بے گزند
آن خراسی مید و قصدش خلاص | تا بیابد او ز زخم آن دم مناص
قصد او آن نے کہ آبے بر کشد | یا کہ کنجد را بدان روغن کند
گاو بشتابد ز بیم زخم سخت | نے برای بردن گردون و رخت
بادشاہی را خدا کشتی کند | تا بحرص خویش بر صفہا زند
لیک حق داد ش چنین خوف و وجع | تا مصالح حاصل آید در تبع
ہمچنین ہر کاسبے اندر دکان | بہر خود کوشد نہ اصلاح جہان
ہر یکے بر درد جوید مرہمے | در تبع قائم شدہ زان عالمے

ہود نے خط کھینچا گرد مومنان | تا ہوا سے قوم کو ہووے امان
باد طوفان تھی وہ کشتی امن کی | ہے بہت یہ کشتی اور طوفان بھی
مومن اس باد نفر کے ہاتھ سے | دائرہ میں امن سے بیٹھے رہے
باد طوفان تھی و کشتی لطف ہو | وہ رکھے بس کشتی و طوفان کو
قصد نے شہ کا کہ خلق امن میں رہے | قصد اسکا ملک آفت سے بچے
خر پھرے چکی سے چھٹنے کیلئے | تا نجات اک دم وہ پائے مار سے
بیل کا نے قصد کہ پانی کھینچے | تا کہ کنجد سے جدا روغن کرے
بیل سب چلتے ہیں ڈر سے مار کے | اور نہ گاڑی کھینچنے کیواسطے
بادشاہ کو بس خدا کشتی کرے | تا چلے سیدھے وہ اپنی حرص سے
لیک حق نے خوف انکو ایسا دیا | اہلیت تا ہو اطاعت میں سوا
ایسے ہی ہر پیشہ ور دکان پے | بہر خود ساعی نہ نفع عام کے
ہر کوئی ڈھونڈے ہے مرہم درد کا | اس سے اک عالم اطاعت میں پڑا

۵۱ ہود الخ ۱۲ شعر ہود نے ایک خط کھینچا گرد مومنوں کے تا قوم کو ہوا سے امن ہو باد طوفان تھی اور وہ کشتی امن کی تھی ایسی بہت کشتی طوفان مومن اس باد کے ہاتھ سے دائرہ میں امن سے بیٹھے رہے باد طوفان تھی اور لطف ہو کشتی کہ وہ بہت کشتی و طوفان کو رکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے خدا بادشاہ کو کشتی کرے تاکہ سیدھے وہ اپنی حرص سے چلیں یہ قصد شاہ کا نہیں کہ خلق امن میں رہے بلکہ قصد اس کا ہے کہ ملک آفت سے بچے یعنی خدا و ند عالم بہت طوفان و کشتیاں رکھتا ہے آگے اس کا بیان ہے مثل میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲

۵۲ خر پھرے الخ ۱۲ شعر خر چکی کا رہائی کے لئے پھرے تاکہ ایک دم مار سے نجات پاوے بیل کا قصد نہیں ہے کہ پانی کھینچے یا کہ روغن کنجد سے جدا کرے سب بیل مار کے ڈر سے چلتے ہیں اور گاڑی کھینچنے کے واسطے نہیں و لیکن خدا نے انکو ایسا خوف دیا کہ اہلیت اطاعت میں سوا ہے ایسے ہی ہر ایک پیشہ ور دکان پر اپنے واسطے ساعی ہے نہ نفع عام کے واسطے ہر کوئی مرہم درد کا ڈھونڈھتا ہے اس سبب سے ایک عالم اطاعت میں پڑا حق نے اس جہان کا نظم خوف کو کیا کہ جان کے خوف سے ہر ایک کام میں پڑا یعنی ہر ایک کام اپنے نفع ذات کے واسطے کرتا ہے نہ نفع عام کے واسطے اگر خوف جان سے ہر ایک کام کرتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ترس و لرزہ باشد از غیر یقین ۔۔۔ ہیچکس را خود دہد ترس ای حزین
خوف اور ہوتا ہے لرزہ غیر سے ۔۔۔ خود سے نے ہرگز کسی کو خوف ہی

آن حکیمک وہم خواند ترس را ۔۔۔ فہم کژ کردست او این درس را
وہ حکیم اس ڈر کو کہتا وہم ہے ۔۔۔ اُس نے کی یہ غلطی سمجھ اس بات سے

ہیچ وہمی بے حقیقت کے بود ۔۔۔ ہیچ قلبی بے صحیحی کے رود
بے حقیقت کب کوئی وہم ہے ۔۔۔ بے کھرے کے نے کوئی کھوٹا چلے

کے دروغی قیمت آرد بے ز راست ۔۔۔ در دو عالم ہر دروغ از راست خاست
جھوٹ کو بے سچ کے کب قیمت ملے ۔۔۔ جھوٹ اک سچ سے دو عالم میں چلے

راست را دید او رواجی و فروغ ۔۔۔ بر امید آن روان کرد او دروغ
سچ کا دیکھا جو رواج اُسنے سوا ۔۔۔ جھوٹ اس امید پر اُس نے کہا

ای دروغی کہ ز صدقت این نواست ۔۔۔ شکر نعمت گو مکن انکار راست
سچ سے تیرے ہے رواج اس جھوٹ کا ۔۔۔ شکر کر مت سچ سے کر انکار تو

از مفلسف گویم و سودای او ۔۔۔ یا ز کشتیہا و دریاہای او
فلسفی اور اُسکے سودا سے کہوں ۔۔۔ یا کہ کشتی اور دریا سے کہوں

بل ز کشتیہاست کان پند دلست ۔۔۔ گویم از کل جزو در کل داخلست
بلکہ کشتی سے کہ رغبت دل کو ہے ۔۔۔ میں کہوں کل سے کہ جز سب کل میں ہے

ہر ولی را نوح کشتیبان شناس ۔۔۔ صحبت این خلق را طوفان شناس
ہر ولی کو نوح کشتیبان جان ۔۔۔ خلق کی صحبت کو تو طوفان جان

کم گریز از شیر و اژدرہای نر ۔۔۔ ز آشنایان و ز خویشان کن حذر
اژدہا اور شیر سے نہ بھاگ تو ۔۔۔ اپنے خویش و آشنا سے بھاگ تو

در تلاقی روزگارت می برند ۔۔۔ یادشاہان روزگارت می خورند
عمر صحبت سے وہ کھوتے ہیں تری ۔۔۔ عمر ضایع انکی خواہش میں تری

چون خر تشنہ خیال ہر یکی ۔۔۔ از قف تن فکر را شربت مکی
جون خر تشنہ خیال ایک ایک کے ۔۔۔ قیف تن سے فکر کا شربت پیے

نشف کردست خیال آن وشات ۔۔۔ شبنمی کہ داری از بحر الحیات
فکر اُن کی چوستی ہے تو رہے ۔۔۔ جو رطوبت زندگی کی بحر سے

پس نشان نشف آب اندر غصون ۔۔۔ آن بود کان می نجنبد در رکون
پس نشان اُس چوسنے کا عضو میں ۔۔۔ وہ ہے جو حرکت ترے عضووں میں ہے

عضو حر شاخ تر و تازہ بود ۔۔۔ می کشی ہر سو کشیدہ می شود
عضو ہو شاخوں کا تر و تازہ جو ہو ۔۔۔ تو جہکائے جس طرف جھک جائے وہ

گر سبد خواہی توانی کردنش ۔۔۔ ہم توانی کرد چنبر گردنش
ٹوکرا گر چاہے اسکو کر سکے ۔۔۔ حلقہ گردن کا بنائے وہ بنے

چون شد آن ناشف ز نشف بیخ خود ۔۔۔ ناید آن سوئے کہ امرش می کشد
جب ہوئی وہ جذب اپنی اصل سے ۔۔۔ نے جھکے جس سو جھکانا تو کرے

ف ۱ جھوٹ کو الخ ۱۰ شعر جھوٹ کو بغیر سچ کے قیمت نہیں ملتی ہے اور جھوٹ ایک سچ سے دونوں عالم میں چلتا ہے جو اس نے سچ کا رواج سوا دیکھا تو اس نے جھوٹ اس سچ کی امید پر رکھا تیرے سچ سے اس جھوٹ کو رواج ہے تو شکر کر اور سچ سے انکار نہ کر فلسفی اور سودا سے اس کی کہوں یا کشتی اور دریا سے کہوں بلکہ کشتی سے کہ دل رغبت رکھتا ہے میں کل سے کہوں یا جزو سے سب جزو کل میں ہے ہر ایک ولی کو نوح کشتیبان جان اور خلق کی صحبت کو تو طوفان جان یعنی جھوٹ کو رواج سچ کے سبب سے ہے پس صحبت اولیاء کو بہتر جان کہ صحبت عوام سے کہ آفت بڑی ہے بچے بچا وے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

ف ۲ اژدہا الخ ۸ شعر اژدہا و شیر سے تو مت بھاگ اپنے عزیزوں و آشناؤں سے تو بھاگ کہ تیری عمر وہ صحبت سے کھوتے ہیں اور تیری عمر ضایع ان کی خواہش میں ہے مگر مانند خر تشنہ کے ایک ایک کے خیال سے قیف شربت فکر کا پیتے ہیں اُن کی فکر چوستی ہے کہ جو رطوبت رکھتا ہے بحر زندگی سے پس نشان اُس چوسنے کا عضوں میں وہ ہے کہ جو حرکت تیرے عضووں میں ہیں آگے اس کی مثال ہے عضو شاخوں کا جو تر و تازہ ہو تو جس طرف جھکاوے وہ جھک جاوے یعنی جو رطوبت تو بحر زندگی سے رکھتا ہے خواہشات یاران دنیا کی تجھ سے چوسے اور پھر قابل اُس درس گاہ کے نہ رہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون نماند بیشہا سر درکشید | بیشہا از عین دریا سر کشید
جو نہ جنگل ہووے اور ہووے نہان | عین دریا سے وہ جنگل ہو عیان

چون نماند خاک بودش حف کند | خاک سازد بحر او چون کف کند
جو نہ رہوے خاک ور فانی بنے | بحر کف سے خاک کو پیدا کرے

بہر این گفت آن خداوند فرج | حدثوا عن بحرنا اذ لا حرج
اس لئے حق نے کہا کہ تم کلام | میرے دریا سے کرو جب ہو نہ کام

بازگرد از بحر در و در خشک شو | ہم ز لعبت گو کہ کودک راست بو
بحر سے۱۵ پھرا اور خشکی مین تو جا | کہ تو لعبت سے ہون لڑکے خوش ہوا

تا ز لعبت اندک اندک در صبا | جانش گردد با یم عقل آشنا
اسکی جان لعبت سے تا اندر صبا | عقل کے دریا سے ہو کچھ آشنا

عقل از آن بازی ہمی آید صبی | گرچہ با عقل ست در ظاہر ابی
عقل اُس بازی سے آئے طفل کو | گرچہ ظاہر عقل سے سرکش ہو وہ

کودک دیوانہ بازی کی کند | جزو باید تا کہ کل را پے کند
کودک دیوانہ بازی کب کرے | چاہیئے جز تا پتا وہ کل کا دے

رجوع بقصہ فقیر گنج طلب

رجوع طرف قصہ فقیر گنج طلب کے

یک خیال آن فقیر بے ریا | عاجز آورد از بیا و از بیا
اس۵۲ فقیر بے ریا کے خیال نے | کر دیا آو آؤ سے عاجز مجھے

بانگ او تو بشنوی من نشنوم | زانکہ در اسرار ہمراز ویم
نے سنے تو بانگ اُسکی مین سنون | کیون ہین اسکے بھید کا ہمراز ہون

طالب گنجش مبین خود گنج اوست | دوست کے باشد بمعنی غیر دوست
وہ نہ طالب گنج کا خود گنج وہ | دوست کب معنی مین غیر دوست ہو

سجدہ خود را میکند ہر لحظہ او | سجدہ پیش آئینہ ست آنرا ہر رو
وہ کرے ہر لحظہ سجدہ آپ کو | سجدہ پیش آئینہ ہے بہر رو

گر بدیدی ز آئینہ او یک پشیز | بے خیال او نماندی ہیچ چیز
آئینہ سے دیکھتا گر اک پشیز | بے خیال اس کے نہ رہتی کوئی چیز

ہم خیالاتش ہم او فانی شدی | دانش او نیز نادانی شدی
بھی۵۳ ہوتا فانی بھی اسکا خیال | عقل بے عقلی کی ہوتی پائمال

دانشے دیگر ز نادانی ما | سر بر آوردی عیان کانی انا
میری۵۴ بیعقلی سے یہ اک اور سوا | پیدا ہوئی ظاہرا کانی انا

اسجدوا لآدم ندا آمد ہمی | کادمید و خویش بینید از ہمی
اسجدوا لادم ندا آئی یہی | دیکھو خود کو اُسمین تم ہو آدمی

۵۱ بحر سے آلخ ۴ شعر تو بحر سے پھرا اور خشکی مین جا اور لعبت کے حال سے کہہ کہ لڑکے خوش ہوا ہون لعبت سے اس کی جان تا صبا میں دریائے عقل سے کچھ آشنا ہو اس بازی سے عقل آئے طفل کو اگرچہ عقل سے وہ ظاہر سرکش ہے لڑکا دیوانہ کھیلتا نہین ہے پس جزو چاہئے تا پتا وہ کل کا دے یعنی مجاز کی باتین کرتا حقیقت اہل طلب پر رکھے کیونکہ جزو کل کا پتا دیتا ہے فافہم ۱۲ ۵۲ اس فقیر آلخ ۶ شعر اُس فقیر بے ریا کے خیال نے آو آؤ سے مجھ کو عاجز کر دیا آگے حقائق ہین تو بانگ اس کی نہین سنتا مین سنتا ہون کیونکہ مین اس کے بھید کا ہمراز ہون وہ طالب گنج کا نہین ہے دوست کب تک معنی مین غیر دوست سکے ہو وہ ہر لحظہ سجدہ آپ کرے کہ پیش از آئینہ سجدہ وا سطے منہ کے ہے اگر آئینہ سے ایک کوڑی بھر دیکھتا ہے کوئی چیز بے خیال اس کے نہ رہتی بھی وہ فانی ہوتا و بھی اس کا خیال اور عقل بے عقلی کی ہوتی پائمال باقی حال آگے ہے ۱۲ ۵۳ میری بے عقلی سے آلخ ۲ شعر میری بے عقلی سے ایک عقل اور سوا پیدا ہوتا بظاہر ترجمہ کہ تحقیق مین ہون ترجمہ سجدہ کرو آدم کو بھی ندا آئی کہ اس مین خود کو دیکھو تم آدمی ہو ان کی آنکھ احولی دور کرے تا زمین عین چرخ چنبر ہوئی لا الہ کہکر الا اللہ کہا لا ہو ہکر الا ہو انور وحدت کھلا وہ حبیب اور وہ خلیل با ہدا وقت وہ ہے کہ میرا کان کھینچتا ہے طرف چشمہ سکے کہ تو اس سے دمن ہو جو مین نے چھپایا تو مت کہہ خلق کو اگر تو کہے خود سے خود نہ ہووے انکار اور اظہار کے قصد سے تو جرم دار ہو یعنی جب خود کو فنا کیا تو اللہ ثابت ہوا لا مین الا اللہ ہے بقول استاد سے لا کہا تو لا ہوا وہ لا بھی اُس مین لا ہوا جز لا ہوا کل لا ہوا پھر کیا ہوا اللہ ہوا پس یہ جو بات پوشیدہ ہے تو اس کو مت کہہ اور اگر کہیگا تو مجرم ہوگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر شبی تدبیر و فرهنگم بخواب	همچو کشتی غرقه میکردم در آب	نقل تدبیریں مری ہر شب بخواب	مثل کشتی غرق ہوتی ہیں تہ آب
خود نه من میمانم و نے آن هنر	تن چو مرداری فتاده بے خبر	نے رہوں خود میں نہ وہ میرا ہنر	مثل مُردوں ہو کے پڑا اور بے خبر
تا سحر جمله شب آن شاه علا	خود همی گوید الست و خود بلی	رات بھر تا صبح وہ شاہ علا	آپ ہی کہوے الست آپ ہی بلا
کو بلی کو جمله را سیلاب برد	یا نهنگے کرد گل را خورد و مرد	کان بلی کہ سیل گل کو لے گیا	یا نہنگ اُس گل کو بالکل کھا گیا
صبحدم چون تیغ گوهر بار خود	از نیام ظلمت شب برکشد	صبحدم [۵۱] خود تیغ گوہر بار کو	کھینچے تیرہ نیام شب سے روبرو
آفتاب شرق شب را طے کند	آن نهنگ آن خورده ها را قے کند	آفتاب شرق کو شب طے کرے	وہ نہنگ اس کھائے سبکو قے کرے
رسته چون یونس ز جوف آن نهنگ	منتشر گردیم اندر بو و رنگ	چھوٹا جوں یونس نہنگ کے بطن	رنگت بو نے کر دیا حیران مجھے
خلق چون یونس مسبح آمدند	کاندرین ظلمات بر راحت شدند	خلق تسبیح کو جوں یونس آئی ہے	اندر اُس ظلمت کے براحت رہے
هر یکے گوید به هنگام سحر	چون ز بطن حوت شب آید بدر	انتظار صبح میں ہر اک کہے	ماہی شب کے جو چھوٹے بطن سے
کے کریمی کاندران لیل وحش	گنج رحمت بنهی و چندین چشش	کا ہی کریم اُس رات وحشت ناک میں	گنج رحمت بخشا اور یہ لذتیں
چشم تیز و گوش باز و تن سبک	از شب همچون نهنگ ذو الحبک	چشم تیز اور گوش باز و تن صفا	شب سے کہ ہے جوں نہنگ کے ملا
از مقامات وحش زین سپس	هیچ نگریزیم ما با چون تو کس	بعدہٗ [۵۲] اس جائے وحشتناک سے	بھاگیں کیوں ہم ساتھ جبکہ تجھ سے
موسی آن را نار دیده نور بود	زنگی دیدیم شب را حور بود	نار موسیٰ کو دکھے وہ نور تھا	زنگی شب ہم نے دیکھا حور تھا
ما نمی خواهیم غیر از دیده	دیدۀ تیزی که شے بگزیده	ہم نہیں چاہتے سوائے چشم کے	چشم تیری یا بے قابل جو کہ ہے
بعد ازین ما دیده خواهیم از تو بس	تا بپوشد بحر را خاشاک و خس	بعدہٗ ہم چشم چاہیں تجھ سے بس	تا نہ دریا کو چھپائے خار و خس
ساحران را چشم چون رست از عمی	کف زنان بودند بے این دست و پا	ساحروں کی چشم سے پردہ اُٹھا	تھے بجاتے تالیاں بے دست و پا
چشم بند خلق جز اسباب نیست	هر که لرزد بر سبب ز اصحاب نیست	چشم بند خلق جز اسباب ہے	جو تنے اسباب پہ اصحاب نے
لیک حق اصحاب و نا اصحاب را	در گشاده در برد تا صدر سرا	لیک حق اصحاب و نا اصحاب کو	کھولا در کو لے گیا تا صدر ہو
با کفش نا مستحق و مستحق	معتقان رحمتند از بند رق	مستحق نا مستحق [۵۳] ہاتھ اسکے ہے	طاعت اور رحمت سے ہیں آزاد ہے

[۵۱] صبحدم آخر ے شعر صبحدم خود تیغ گوہر بار تیرہ نیام شب سے اپنے کھینچے آفتاب مشرق شب کو طے کرے تو وہ نہنگ اس سب کھانے کو قے کرے مثل یونس جو نہنگ کے بطن سے چھوٹا رنگ و بو نے تجھکو حیران کر دیا خلق تسبیح کو یونس کے مانند آئی ہو اس ظلمت میں بس راحت رکھتی ہو صبح کے وقت ہر وقت ہر ایک کہے جو ماہی شب کے بطن سے چھوٹے کا کہ کریم اس رات وحشت ناک میں گنج رحمت بخشا اور یہ لذتیں چشم تیز اور گوش اور تن صاف شب سے ہو کر مانند نہنگ کے ملا ہے یعنی روح شب کو ہنگام خواب کے اس عالم کو جاتی ہے اور پھر صبح کو واپس آتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۵۲] بعدہٗ شعر بعدہ اس جائے وحشت ناک سے ہم کیوں بھاگیں جبکہ تجھ سا ساتھ ملا موسیٰ کو دکھی وہ نور تھا ہمنے زنگی شب کو دیکھا وہ حور تھا ہم سوائے چشم کے نہیں چاہتے جو کہ چشم تیری یا بے قابل ہے بعدہ ہم تجھ سے ساحروں کی چشم سے پردہ اُٹھا تالیاں بجاتے تھے بے دست و چشم بندی خلق کی سوا اسباب پر تنکے وہ اصحاب نہیں لیکن حق تعالیٰ اصحاب نا اصحاب کو دروازہ کھول کر لے گیا صدر رہ تک یعنی جو پابند عالم اسباب ہے وہ پار حق کا نہیں ولیکن حق تعالیٰ دوست و دشمن کو صدر تک لیجاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۳] مستحق آخر ے شعر تو و نا مستحق اس کے ہاتھ سے اطاعت و رحمت سے آزاد ہیں عدم میں اسکے مستحق کب تھے جو اُس نے جان و دانش ہمکو دی ہے ہمکو کیا عدم میں استحقاق تھا کہ تا ایسی عقل و جان ہمیں دکھایا تو ہر ایک اغیار کو بار کیا اور اس خلعت گل ہر ایک خار کو دیا اور خلعت گل تو پھر میری خاک کو پاکیزہ کر اور تو پھر نا چیز کو چیز کر یہ تو نے پہلے دعا سکھائی تھی ورنہ طاقت خاک کی کب دعا کرنے کی تھی جو دعا تو نے سکھائی مجھکو تو اس دعا کو مستجاب کر یعنی ہمکو کیا استحقاق تھا کہ جو تو نے ہم پر عنایت کی ہے یہ سراسر تیری مہربانی ہے کہ جو دعا مجکو سکھائی ہے تو قبول کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

فارسی		اردو	
در عدم ما مستحقان کی بدیم	که برین جان و برین دانش زدیم	ہم عدم مین مستحق کب اسکے تھے	دی ہین جو جان و دانش تُو نے ہے
در عدم ما را چه استحقاق بود	تا چنین عقلی و جانی رو نمود	کیا عدم مین ہمکو استحقاق تھا	منہ دکھایا ایسی عقل و جان کا
ای بکرده یار هر اغیار را	ای بداده خلعت گل خار را	اے کیا ہے یار ہر اغیار کو	خلعت گل سے دیا ہر خار کو
خاک ما را ثانیا پالیز کن	هیچ نی را بار دیگر چیز کن	خاک کو پھر میری تو پاکیزہ کر	اور پھر ناچیز کو تو چیز کر
این دعا هم تو کردی ز ابتدا	ورنه خاکی را چه زهره این ندا	یہ دعا پہلے سکھائی تو نے تھی	ورنہ کب کرتی طلب خاک کی
چون دعامان امر کردی ای عجاب	این دعای خویش را کن مستجاب	جو دعا مجھکو سکھائی اے عجاب	اس دعا کو اپنی کر تو مستجاب
شب شکسته کشتی فهم و حواس	نی امیدی مانده نی خوف و نه یاس	شب نے توڑا اے کشتی فہم و حواس	نے رہی اُمید نے خوف و ہراس
برده در دریای حیرت ایزدم	تا ز چه فن پر کند بفرستدم	لیگیا حق بحر حیرت مین مجھے	دم کو رونق میری تا کس فن سے دے
آن یکی را کرده پر نور جلال	وین دگر را کرده پر وهم و خیال	کر دیا اس اک کو پر نور و جلال	کر دیا اس اک کو پر وہم و خیال
گر بخویشتم هیچ رای و فن بدی	رای و تدبیرم بحکم من بدی	ساتھ اپنے رائے گر ہوتی مری	رائے میرے حکم مین ہوتی کبھی
شب نرفتی هوش بی فرمان من	زیر دام من بدی مرغان من	شب نہ جاتا ہوش بے میرے کہے	مرغ میرا دام مین رہتا مرے
بودمی آگه ز منزلهای جان	وقت خواب و بیهشی و امتحان	جانتا مین اپنی منزلہای جان	وقت خواب و بیہشی و امتحان
چون کفم زین حل و عقد او تهی است	ای عجب این معجبی من ز چیست	جو نہ طاقت حل مشکل ہین مجھے	اے عجب یہ نخوتین کیون ہین مجھے
دیده را نادیده خود انگاشتم	باز زنبیل دعا بر داشتم	مین نے خود دیدہ و نادیدہ گنا	پھر اٹھایا مین نے زنبیل دعا
چون الف چیزی ندارم ای کریم	جز دلی دلتنگتر از چشم میم	جون الف کچھ رکھون مین اے کریم	دل سوا وہ تنگ تر از چشم میم
این الف وین میم ام بود ماست	میم ام تنگ است الف زو نر گداست	یہ الف اور میم بس ام ہی میرا	میم ام ہے تنگ الف ہے نر گدا
آن الف چیزی ندارد غافلی است	میم دل تنگ آن زمان عاقلی است	نے الف کچھ رکھے یہ ہے غافلی	میم دل تنگ اور اسدم عاقلی
در زمان بیهشی خود هیچ من	در زمان هوش اندر پیچ من ۹۳	بیہشی کے وقت نے کچھ ہیچ مین	ہوش کے ہون وقت پیچا پیچ مین
هیچ دیگر بر چنین هیچی منه	نام دولت بر چنین پیچی منه	اور مت رکھ ہیچ ایسے ہیچ پے	نام دولت مت رکھ اس پیچ پے

سلہ شب نے توڑا الخ یہ شعر شب نے کشتی فہم و حواس کی توڑ دی نہ خوف نہ امید رہی مجکو حق بحر حیرت میں لیگیا تاکہ میرے دم کو رونق کس فن سے دے اس نے ایک کو پر نور جلال کر دیا اس ایک کو پر وہم خیال کیا اگر اپنے ساتھ میری رائے ہوتی یعنی رائے میرے حکم ہوتے شب کو ہوش بے میرے کہے نہ جاتا اور میرے مرغ میرے دام مین رہتا مین اپنی منزلہای جان کی جانتا وقت خواب بیہوشی و امتحان کے یعنی خواب شب نے مجکو کہان کو پہونچایا اگر مین کیا کرون کہ میرے اختیار مین کچھ نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سکہ جو نہ طاقت الخ یہ شعر جو مجکو حل مشکل میں طاقت نہین ہے اے عجب کہ یہ نخوتین کیون مجکو ہین میں نے خود دیدہ کو نادیدہ گنا اور پھر زنبیل دعا کو اٹھایا اے کریم الف کے مانند کچھ نہین رکھتا ہون سوا دل کے کہ تنگ ہو مانند چشم میم کے یہ الف و میم میرا ام ہے جو میم ام تنگ اور الف نر گدا ہے الف کچھ نہین رکھتا یہ غافلی ہے میم دل تنگ اسدم عاقلی ہے بیہوشی کے وقت مین ہیچا ہیچ ہون یعنی الف قامت و میم دل کہ اللہ دیکھتے ہیں وہ میرے دام مین کہ پرورش میری کرتے ہین باقی آگے ہے فافہم ۱۲

سکہ اور مت رکھ الخ یہ شعر اور ہیچ ایسے ہیچ پر مت رکھ اور اہل ہیچ پر نام دولت مت رکھ مین کچھ نہین رکھون تجھے بہتر کر اور یہ رکھون دوسرے سو لیجیے ہے اگر نہین رکھون مجھے رکھنے والا کریم دیکھا مجھے کہ مین آب دیدہ ہون میرا ننگا ہون کہ جو مین نہ میرے دیدہ بنا ہون بے دیدہ کو آب بہہ سے نبات و سبزہ اس چراگاہ سے دی اگر آب رہوے تو آپ عین دی ترجمہ مثل آنکھین نبی ہطالین کی بہت رونے والین اوخ آب دیدہ بنا بخشش حق سے یہ جو اس سبزہ و اقبال کے لیئی مجھ بندہ مردہ دل کو گریہ سے اس دنیا مین سرسبز کر گریہ سے مقصد ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون بیفتد تیر آنجا می طلب	زور بگذار و بزاری خود سبب	کر طلب وہ تیر جس جا پر گرے	چھوڑ زور اور ڈھونڈھ زاری کو عجز سے
انچه حق ست اقرب از حبل الورید	تو فگندی تیر فکرت را بعید	جیسے[1] حق اقرب ہے با حبل الورید	تو نے پھینکا تیر فکر اپنا بعید
اے کمان و تیرہا برساخته	صید نزدیک و تو دور انداخته	اے کمان سے تیر تو نے کھینچکر	دور پھینکا صید ہے نزدیک تر
هرکه او دوراست دور از روی او	کا زیاد قوت بازوے او	دور جو ہے دور اپنی رو سے ہے	آزمایا قوت بازو سے ہے
هرکه دور اندازتر او دورتر	در چنین گنج ست او مهجورتر	دور تر جو ڈالے وہ ہے دور تر	وہ ہے ایسے گنج سے مہجور تر
فلسفی خود را ز اندیشه بکشت	گو بدو کو را سوی گنج ست پشت	فلسفی نے مارا خود کو فکر سے	کہدو اس کی گنج کی سو پشت ہے
گو بدو چندانکه افزون می دود	از مراد دل جداتر می شود	کہدو[2] اس سے جسقدر دوڑے ہے تو	دور تر مقصد دل سے ہووے تو
جاهدوا فینا بگفت آن شهریار	جاهدوا عنا نگفت ای بیقرار	جاہدوا فینا کہا اس شاہ نے	جاہدوا عنا کہا نے اس نے ہی
همچو کنعان کو ز ننگ نوح رفت	بر فراز قلهٔ آن کوه زفت	جیسے کنعان شرم نوحی سے گیا	چوٹی پر اس کوہ کی جو تھا بڑا
هرچه افزون تر همی جست او خلاص	سوی که می شد جداتر از مناص	جو رہائی ڈھونڈھی اسنے بس سوا	سوئے کہ آیا خلاصی سے جدا
همچو این درویش بهر گنج و کان	هر صباحی سخت تر جستی کمان	جیسے یہ درویش بہر گنج و کان	ڈھونڈھتا تھا ہر سحر سخت اک کمان
هر کمانی کو گرفتی سخت تر (یعنی کمان سخت تر ۱۲)	بود از گنج نشان بدبخت تر (اسے ازان گنج ۱۲)	جو کمان لیتا تھا وہ بس سخت تر (یعنی بہت مضبوط کمان ۱۲)	ہوتا تھا وہ گنج سے بدبخت تر (یعنی وہ گنج اسے نہ ملتا تھا ۱۲)
این مثل اندر زمانه جانی ست	جان نادانان برنج ارزانی است	یہ زمانہ میں مثل مشہور ہے	جان نادانوں کی ارزان رنج ہے
زانکه نادان ننگ دارد ز اوستاد	لاجرم رفت و دکان نو گشاد	کیونکہ[3] نادان رکھے ننگ استاد سے	کھولے جا دکان نو کر اس لئے
آن دکان بالای استادان نگار	گنده و پر کژدمست و پر ز مار	وہ دکان ہوئے بغیر استاد کے	پر نجاست اور بچھو سانپ سے
زود ویران کن دکان باز گرد	سوی سبزه و گلستان و آبخورد	جلد ویران کر دکان اور لوٹ تو	جانب سبزہ و گلستان آب جو
نے چو کنعان کو ز کبر و ناشناخت	از که عاصم سفینه فوز ساخت	نے جو کنعان کہ نہ راہ ناشنا	کشتی امن اس نے کہ عاصم کیا

[1] جیسے حق الخ ۵ شعر جیسے حق قریب تر رگ گردن سے ہے اور تو نے اپنا تیر پھینکا دور یعنی خدا تیرے نزدیک ہے اور تو خدا کو آسمان پر ڈھونڈھتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے تو نے کمان سے تیر کھینچکر دور پھینکا اور صید نزدیک تر ہے اور جو اپنے روسے دور ہوا اور قوت بازو سے آزماتا ہے جو دور تر ڈالے وہ دور تر ہے اور وہ ایسے گنج سے مہجور تر ہے فلسفی نے خود کو فکر سے مارا کہدو اسکی گنج کی طرف پشت ہے یعنی اہل عقل حق کو آسمان پر ڈھونڈھا اور اہل دل نے خود میں ڈھونڈھا وہ محروم ہوئے اور یہ اصل آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] کہدو الخ ۷ شعر کہ جسقدر تو دوڑتا ہے دل کے مقصد سے تو دور تر ترجمہ کوشش کرو خود میں اس شاہ نے کہا کہ ترجمہ کوشش کرو ہم سے اس نے نہیں کہا ہے آگے اس کی مثال ہے جیسے کنعان شرم نوح سے گیا اس کوہ کی چوٹی پر جو بڑا تھا اس نے سوا رہائی ڈھونڈھی طرف کوہ کے آیا خلاصی سے علیحدہ جیسے روشن یہ درویش واسطے گنج دکان کے ہر سحر ایک سخت کمان ڈھونڈھتا تھا جو وہ کمان سخت تر لیتا تھا وہ گنج سے بدبخت تر ہوتا تھا یہ مثل مشہور ہے کہ جان نادانوں کی ارزان رنج سے ہے یعنی حق تعالی نے خود میں کوشش کرنے کو کہا ہے نہ سوے حق کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] کیونکہ الخ ۶ شعر کیونکہ نادان ننگ رکھتا ہے استاد سے اس واسطے دکان نو جا کر کھولتا ہے وہ دکان بغیر استاد کے ہووے پر نجاست و بچھو سانپ سے جلد ویران کر اور لوٹ جانب گلستان کے و سبزہ آبجو کے نہیں مانند کنعان کے اے از راہ ناآشنا کے اس سے کہ عاصم کو کشتی امن کیا علم تیراندازی اسے پردہ تھا اور وہ مراد اس کی اس کے پاس تھی اسے بہت علم و ذکاوت و تدبیر کی غول کے مانند رہنے کے رہزن ہو گئی یعنی علم و ہنر دنیا کا رہزن ہے اور زہر واسطے سالک کے ہے کہ منزل مقصود سے دور کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

علم تیر اندازیش آمد عجیب — وان مراد اوید ه حاضر قریب
ای بسا علم و ذکاوات و فطن — گشته رہرو را چو غول و راہزن
بیشتر اصحاب جنت ابله اند — تا نہ شر فیلسوفی می رسند
خویش را عریان کن از جملہ فضول — ترک خود کن تا کند رحمت نزول
زیرکی ضد شکست ست و نیاز — زیرکی بگذار با گولی بساز
زیرکی شد دام برد و طمع گاز — تا چه خواہد زیرکی را پاکباز
زیرکان با صنعت قانع شدند — ابلہان از صنع در صانع شدند
زانکہ طفل خورد را مادر نہار — دست و پا باشد نہادہ در کنار

علم تیر اندازی پر وہ تھا اُسے — وہ مراد اسکی تھی پاس اُسکے وہے
اے بہت علم و ذکاوت زیرکی — غول سان رہرو کے رہزن ہو گئی
صاحب جنت ہین ابلہ بیشتر[سطہ] — تا نہ پہونچے عقل کا کچھ انکو شر
کر تو دفع خود سے اب جملہ فضول — چھوڑ خود کو تا کرے رحمت نزول
زیرکی ضد شکست و عاجزی — زیرکی چھوڑ اور رہے تو ابلہی
زیرکی ہی دام پر دو طمع و آز — کیا کرین گے زیرکی کو پاکباز
قانع صنعت پہ ہوے ہین زیرکان — صنع سے صانع مین گئے ہین ابلہان
کیونکہ مان بچہ کی دن کو دست و پا — باندھتی گند ھکسے ہین بس ظاہرا

داستان آن سہ مسافر مسلمان وجہود وترسا کہ بہ منزلے رفتند ولقمہ یافتند وترسا وجہود سیر بودند ومسلمان صائم

داستان اُن تین مسافر مسلمان وجہود وترسا[سطہ] کی کہ ایک مکان پر گئے اور کھانا پایا ترسا وجہود پیٹ بھرے تھے اور مسلمان روزہ دار

یک حکایت بشنو اینجا ای پسر — تا نہ گردی ممتحن اندر ہنر
آن جہود و مومن و ترسا مگر — ہمرہی کردند با ہم در سفر
با دو گمرہ ہمرہ آمد مومنے — چون خرد با نفس و با آہرمنی
مرغزی و رازی افتند در سفر — ہمرہ و ہمسفرہ پیش ہم دگر
در قفس افتند زاغ و جغد و باز — جفت شد در حبس پاک و بے نماز

اک حکایت سن تو اس جا ای پسر — تا نہ ہو تو ممتحن اندر ہنر
مومن و ترسا جہود سب بصر — تینون ہمرہ بس ہوے اندر سفر
مومن آیا ساتھ دو کافر کو لے — نفس و شیطان جیسے ہمرہ عقل کے
مروزی اور رازی وہ اندر سفر — ہمرہ و ہمنوش تھے باہمدگر
اک قفس ہین آئے زاغ و جغد و باز — پھنس گئے باہم تھے پاک اور بے نماز

سطہ صاحب جنت ہین آلخ ۶ بیشتر ابلہ صاحب جنت ہین تا کہ شر عقل کا ان کو کچھ نہ پہونچے اب جملہ فضول کو خود سے دفع کر اور خود کو چھوڑ تا رحمت نزول کرے زیرکی دام پر دو طمع و حرص ہے زیرکی کو کیا کرے گی پاکباز و زیرخاک قانع ہوئے ہین صنعت پر اور ابلہ صنعت سے صانع مین گئے ہین کیونکہ مان بچہ کے دست و پا گندھکے مین باندھتی ہے ظاہرا یعنی زیرکان دنیا صنعت پر قانع رہتے ہین اور ابلہان کہ جنتی ہین وہ صنعت سے صانع کو گئے ہین اور منزل مقصود پر پہونچے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

سطہ داستان ہفتم صنعت سے صانع پہچاننے مین

سطہ اک حکایت آلخ ۵ شعر ایک حکایت سن تو اس جا پر تاکہ امتحان لینے والا تو نہ ہو اندر ہنر کے مومن و ترسا و جہود یہ تینون ہمراہ سفر مین ہوئے مومن دو کافرون کو ہمراہ لیکر آیا جیسے نفس و شیطان ہمراہ عقل کے وہ سفر مین مروزی و رازی کے ہمراہ و ہمنوش باہمدگر تھے آگئے اس کی مثال ہے باز و جغد و زاغ ایک قفس مین پھنس گئے کہ باہم پاک و بے نماز تھے یعنی عقل ہمراہ نفس کے وہ شیطان کے باہم دنیا مین اور سفر آخرت سے شریک ہوئے آئے ہوئے
۔۔۔ ہے فافہم ۱

کردہ منزل شب بیک موضع بہم | مشرقی و مغربی قانع بہم
مانده در منزل زره خرد و شگرف | روزہا باہم ز سرما و ز برف
چون کشادہ شد رہ و بکشادہ بند | بکسلند و ہر یکے سوے روند
چون قفس را بشکند شاہ خرد | جمع مرغان ہر یکے سوے پرد
برکشادہ ہر یکے سر شوق باد | در ہوای جنس خود سوی معاد
برکشادہ ہر دمی با اشک و آہ | لیک پریدن ندارد روی و راہ
چونکہ رہ واشد پرد مانند باد | سوی آن کز باد او پر می کشاد
آن طرف کش بود اشک و سوز آہ | چونکہ فرصت یافت آنسو وقت راہ
در تن خود بنگر این اجزائے تن | از کجا جمع آمدند اندر بدن
آبی و خاکی و بادی آتشی | عرشی و فرشی و ردمی و کشی
از امید عود ہر یک بستہ طرف | اندرین منزل ہم از بیم برف
برف گوناگون جمود ہر جماد | در شتا و بعد آن خورشید داد
چون بتابد نفت آن خورشید چشم | کوہ گردون گاہ ریگ و گاہ پشم
در گداز آید جمادات گران | چون گدازتن بوقت نقل جان
چون رسیدند این سہ ہمرہ منزلے | ہدیہ شان آورد حلوا مقبلے
برد حلوا پیش آن ہر سہ غریب | محسنی از مطبخ انی قریب
نان گرم و صحن حلوائے عسل | برد آنکہ در ثوابش بود امل

[۵۱] شبکو اک موضع مین ٹھہرے آن کے | مشرقی و مغربی باہم رہے
ٹھہرے منزل مین کسل سے راہ کے | چند دن باہم رہے وہ برف سے
تا کہ ٹوٹے بند اور رستہ کھلے | چھوٹے ہر اک اور اک جانب چلے
جس طرح شاہ خرد توڑے قفس | جمع مرغان ہر طرف اُڑجائین بس
کھولے ہین ہر اک نے پر باشوق باد | خود ہوائے جنس مین سوئے معاد
کھولے ہر دم پر کو ہے با اشک و آہ | پر نہ طاقت رکھے اُڑنیکی نہ راہ
جب کھلے رہ تو اُڑین مانند باد | اسطرف کہ تولتے پر تھے بباد
اُس طرف کہ اُنکو تھا گریہ و آہ | جو ملی فرصت تو لی اُس سمت راہ
[۵۲] دیکھ اپنے تن مین یہ اجزائے تن | جمع کس جا سے ہوئے اندر بدن
آبی و خاکی و بادی آتشی | عرشی و فرشی و ردمی و کشی
لوٹنے کو مستعد ہر ایک ہے | باہم اس منزل مین خوف برف سے
برف انواع جماد ہر ایک ہے | فصل سردی بعد وہ شمس سے
جبکہ چمکے تیز وہ خورشید چشم | کوہ ہو وے گاہ ریگ و گاہ پشم
آئے گلنے مین جمادات گران | جیسے گلتا تن ہے وقت نقل جان
[۵۳] تینون ہمرہ پہونچے اک منزل جو | لایا حلوا تحفہ اک مرد نکو
لیگیا تینون کے پاس حلوا سخی | مطبخ انی قریب سے سخی
گرم روٹی اور حلوا شہد کا | لے گیا بہر ثواب اک باخدا

[۵۱] شب کو الخ ۸ شعر شب کو ایک موضع مین آنکے ٹھہرے اور مشرقی و مغربی باہم رہے منزل مین کسل راہ سے ٹھہرے اور چند روز وہ باہم برف سے رہے تاکہ بند ٹوٹے اور رہ کھلے اور ایک چھوٹے ایک جانب کو جائے آگے حقائق ہین جس طرح شاہ خرد قفس توڑے اور جمع مرغان ہر طرف اُڑجائین ہر ایک پر تولتا ہے شوق و یاد سے خود ہوائے جنس سے طرف معاد کے ہر دم پر تولتا ہے با اشک و آہ ولیکن طاقت اُڑنے کی و راہ کی رکھتا ہے جب راہ کھلے تو اُڑین مانند باد کے اسطرف کہ انکو گریہ و آہ تھا جو فرصت ملے تو اس سمت راہ لی یعنی جیسے مرغ قفس کے ٹوٹنے سے ہر طرف اڑجاتے ہین ویسے ہی روح قفس کے کالبد ٹوٹنے سے جانب معاد کے جاتی ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ [۵۲] دیکھ اپنے تن مین الخ ۶ شعر دیکھ اپنے تن مین کہ یہ اجزائے تن کس جا سے جمع ہوئے ہین آبی و خاکی و بادی و آتشی عرشی و فرشی و ردمی و کشی ہر ایک لوٹنے کو مستعد ہے باہم اس منزل مین خوف برف سے برف انواع جماد کا ایک جسم ہے فصل سردی مین دوری شمس سے جبکہ وہ خورشید تیز چمکے کوہ کبھی ریگ و کبھی پشم ہو وے گلنے مین آئے جمادات گران بھی تن گلتا ہے وقت نقل جان کے یعنی طلوع شمس اجل سے برف جماد ہر وجود کا کہ سردی دنیا مین جما ہے گھل جاوے اور ہر ایک شیا اپنی اپنی اصل کو جاتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [۵۳] تینون الخ ۷ شعر جو تینون ہمراہ ایک منزل پر پہونچے ایک مرد نیک حلوا تحفہ مین لایا تینون کے پاس حلوا لیگیا مطبخ انی قریب سے سخی روٹی گرم اور حلوا شہد کا ایک باخدا واسطے ثواب کے لیگیا ترجمہ علم و ادب واسطے اہل شرک کے ہے ترجمہ ضیافت مہمانداری خدا نے امانت رکھی واسطے اہل قریہ کے ترجمہ ہر روز گانون مین ایک مہمان ہے کہ انہین واسطے انکے سوائے خدا کے کوئی فریادرس ترجمہ ہر رات گانون مین مہمان نیا ہم کو انہین سے پہونچنے والون مین سوائے خدا بزرگ کے یعنی اہل اللہ کو نعمت علم و ادب ہے اور اہل دنیا کو نعمت طعام ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

الکیاسة والادب لاهل المدر | الضیافة والقری لاهل الوبر
الضیافة للغریب والقری | اودع الرحمن فی اهل القری
کل یوم فی القری ضیف حدیث | ماله غیر آله من مغیث
کل لیل فی القری وفد جدید | ما لهم ثم سوی الله المجید

الکیاسة والادب لاهل المدر
علم ادب واسطے اہل شہر کے ہے ۱۲
الضیافة والقری لاهل الوبر
ضیافت و مہمانداری واسطے اہل قریہ کے ہے ۱۲
الضیافة للغریب والقری
ضیافت مہمانداری زیادہ مسافر کی دیہات میں ہے ۱۲
اودع الرحمن فی اهل القری
امانت رکھی ہے خدائے تعالیٰ واسطے اہل قریہ کے ۱۲
کل یوم فی القری ضیف حدیث
ہر روز گانون مین ایک مہمان نیا ہے ۱۲
ماله غیر آله من مغیث
کہ نہیں ہے واسطے اُس کے سوا خدا کے کوئی فریادرس ۱۲
کل لیل فی القری وفد جدید
ہر رات گانون مین ایک مہمان نیا ہے ۱۲
ما لهم ثم سوی الله المجید
کہ نہیں ہے ان واسطے سوا اللہ بزرگ کے ۱۲

تخمه بودند آن دو بیگانه ز خور | بود صائم روز آن مومن مگر
چون نماز شام آن حلوا رسید | بود مومن مانده در جوع شدید
آن دو کس گفتند ما از خور پریم | امشبش بنهیم و فردا می خوریم
صبر گیریم از خورش امشب تن زنیم | بهر فردا لوت را پنهان کنیم
گفت مومن امشب این خورده شود | صبر را بنهیم تا فردا بود
پس بدو گفتند زین حکمت گری | قصد تو آنست تا تنها خوری
گفت ای یاران که ما سه تن نه‌ایم | چون خلاف افتاد تا قسمت کنیم
هر که خواهد قسم خود بر جان زند | وانکه خواهد قسم خود پنهان کند
آن دو گفتندش ز قسمت درگذر | گوش کن قسام فی النار از خبر
گفت قسام او بود کو خویش را | کرد قسمت بر هوا نی بر خدا
ملک حق و جمله قسم اوستی | قسم دیگر را دهی دو گوستی
این اسد غالب شدی هم بر سگان | گر نبودی نوبت آن بدرگان
این اسد غالب شدی هم بر نفور | گر نبودی نوبت آن گاو زور

وہ[۱] یہود و گبر بس پُر ہضم تھے | اور مومن روزہ دار اک تھا لیے
جو نماز شام کو حلوا ملا | بھوک سے مومن تھا بس عاجز سوا
بولے وہ تو پیٹ اپنا ہے بھرا | کھائیں گے کل آج شب رکھیں چھپا
ہم کریں صبر آج شب کو چپ رہیں | واسطے کل کے چھپا اس کو رکھیں
بولا مومن آج شب کھائیں اسے | اور رکھیں بس صبر کل کیواسطے
بولے[۲] اُس کو کہ ہیں تیری حکمتیں | قصد ہے تجکو کہ تنہا کھاؤں میں
بولا اے یارو تین ہم تین ہین | جو تخالف ہے اسے ہم بانٹ لیں
جو کہ چاہے حصہ اپنا جان کو دے | جو کہ چاہے حصہ پوشیدہ رکھے
بولے دونوں اُس سے مت تقسیم کر | اور سن قسام فی النار از خبر
بولا وہ قسام ہے کہ آپ کو | بس ہوا پے بانٹے اور نہ حق پہ دو
ملک حق اور قسم اُس کی ہر بھی | غیر کو دے قسم ہے اہل دوئی
ہوتا کتوں پہ یہ غالب شیر نر | اُن بدوں کا ہوتا غلبہ نے اگر
ہوتا غالب بیل پہ یہ شیر نر | ہوتا اُن بیلوں کا غلبہ نے اگر

[۱] وہ یہود الخ ۵ شعر وہ یہود و گبر بد ہضم تھے اور مومن روزہ دار تھا جو نماز شام کو حلوا ملا بھوک سے مومن عاجز تھا دونوں نے کہا کہ اپنا پیٹ بھرا ہے کل کھائیں گے آج شب چھپا رکھیں ہم صبر کریں آج شب کو چپ رہیں اور واسطے کل کے اس کو چھپا رکھیں مومن نے کہا کہ آج شب کو اسے کھائیں اور کل کے واسطے صبر کو رکھیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۲] بولے اس کو الخ ۸ شعر اُس کو کہا کہ تیری حکمتیں ہیں تجھ کو قصد ہے کہ میں تنہا کھاؤں کہا اے یارو نہیں ہم تین ہیں جو تخالف ہے اسے بانٹ لیں جو چاہے اپنا حصہ جان کو دے اور جو چاہے اپنا حصہ پوشیدہ رکھے اُس سے دونوں نے کہا تقسیم مت کر اور سن قسام فی النار خبر ہے کہ بانٹنے والا دوزخ میں ہے کہا وہ قسام ہے کہ آپ کو خواہش پر بانٹے اور خدا کے واسطے نہیں بلکہ حق اُس کی سب قسم ہے غیر کو دے قسم اہل دوئی سے شیر نر کتوں پر غالب ہوتا اُن بدوں کا اگر غلبہ ہوتا یہ شیر نر غالب ہوتا بیل پر اُن بیلوں کا اگر غلبہ نہ ہوتا یعنی وہ قاسم اہل دوزخ سے ہے کہ جو خود از راہ خواہش کے بانٹے اور خدا کے واسطے نہیں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

قصدشان آن کان مسلمان غم خورد — شب برو در بینوائی بگذرد
بود مغلوب او بہ تسلیم و رضا — گفت سمعاً طاعةً اصحابنا
پس بخفتند آن شب و برخاستند — بامدادان خویش را آراستند
روی شستند و دہان ہر یکے — داشت اندر ورد راہ و مسلکی
یک زمانے ہر یکی آورد روی — سوی ورد خویش از حق فضل جوی
مومن و ترسا جہود و گبر و مغ — جملہ را رو سوی آن سلطان الغ
مومن و ترسا جہود و نیک و بد — جملگان را ہست رو سوی احد
بلکہ سنگ و خاک و کوہ و آب را — ہست واگشت نہانی با خدا
این سخن پایان ندارد ہر سہ یار — رو بہم کردند آن دم یار وار
آن یکی گفتا کہ ہر یک خواب خویش — آنچہ دید او دوش گوید آر پیش
ہر کہ خوابش بہ بود حلوا خورد — قسم ہر مفضول را افاضل برد
آنکہ اندر عقل بالاتر رود — خوردن او خوردن جملہ بود
فائق آید جان را انوار او — باقیان را بس بود تیمار او
عاقلان را چون بقا آمد ابد — پس بمعنی این جہان باقی بود
پس جہود آورد آنچہ دیدہ بود — تا کجا شب روح او گردیدہ بود
گفت در رہ موسیم آمد بپیش — گربہ بیند دنبہ اندر خواب خویش
در پی موسی شدم تا کوہ طور — ہر سہ ما گشتیم ناپیدا ز نور

قصد اُنکا تھا کہ مسلم کھائے غم — اُسپہ شب فاقہ مین گذرے بہم
تھا بہ تسلیم و رضا مغلوب وہ — بولا مانا اور سنا جو تم کہو
پس وہ سوئے رات کو اور اُٹھے — صبح کو آراستہ وہ خود ہوئے
دھویا اپنا ہاتھ مُنھ ہر ایک نے — ورد اپنے دین کے پڑھنے لگے
دیر تک وردون کے متوجہ رہے — اور حق سے چاہتے والے فضل کے
مومن و ترسا جہود و مغ بیچے — سب کا مُنھ ہے جانب اُس سلطان کے
مومن و ترسا جہود و نیک و بد — اپنا سب رکھتے ہین مُنھ سوے احد
بلکہ سنگ و خاک کوہ و آب کا — تو بنا آخر ہے پنہان با خدا
بات ہے بے انتہا تینون ہی یار — تب ہوئے باہم مخاطب یاروار
ایک بولا اپنے ہر اک خواب کو — کل کی شب جو کچھ کہ دیکھا ہو کہو
کھائے حلوا خواب جسکی ہو سوا — لیوے فاضل حصہ ہر مفضول کا
عقل کے اندر جو کوئی ہو سوا — اُسکا کھانا کھانا ہو ہر ایک کا
جان پر انوار اُس کی فوق ہے — باقیون کو اُسکی خدمت چاہیے
عاقلون کو جو بقا آئی مدام — پس بایں معنی جہان باقی دوام
پس جہودی نے جو دیکھا شب کو تھا — روح کی گردش جہانتک تھی کہا
بولا موسیٰ راہ مین مجکو ملے — دیکھے بلی خواب مین دُنبہ کو ہے
پیچھے موسیٰ کے گیا تا کوہ طور — ہوگئے ہم تینون تن پنہان نور

سلہ قصد اُن کا الخ ۵ شعر اُن کا ارادہ تھا کہ مسلمان غم کھائے اور شب اُسپر فاقہ مین گذرے وہ مغلوب تسلیم و رضا سے تھے کہا کہ سنا و مانا جو تم کہو پس وہ رات کو سوئے اور پھر اُٹھے اور صبح کو وہ سب آراستہ ہوئے ہر ایک نے اپنا ہاتھ مُنھ دھویا اور اپنے دین کے ورد پڑھنے لگے وردون کی طرف متوجہ رہے اور حق سے چاہتے فضل کے رہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مومن الخ ۷ شعر مومن و ترسا و جہود و مغ بیچے سب کا مُنھ اُس سلطان کی جانب ہے مومن و ترسا و جہود و نیک و بد سب اپنا منھ جانب احد رکھے ہین بلکہ سنگ و خاک و کوہ و آب کا لوٹنا آخر ہے پوشیدہ جانب خدا کے یہ بات بے انتہا ہے وہ تینون باہم مخاطب ہوئے یار کی مانند ایک نے کہا کہ ہر ایک اپنے خواب کو جو کل کی شب دیکھا ہے کہو وہ حلوا کھائے جس کا خواب سوا ہو اور حصہ فاضل ہوئے ہر مفضول کا جو کوئی عقل کے اندر سوا ہو اس کا کھانا ہر ایک کا کھانا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جان پر انوار الخ ۸ شعر اس کی جان پر انوار فوق ہے باقیون کو اس کی خدمت کرنا چاہیے آگے اس کے حقائق ہین جو عاقلون کو بقا آئی ہے مدام پس معنی مین یہ جہان باقی دوام پس جہود نے جو شب کو دیکھا تھا اور روح کی گردش جہانتک تھی کہا کہ مجکو راہ مین موسیٰ علیہ السلام ملے کہ بلی خواب مین دُنبہ دیکھتی ہے مین پیچھے موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور تک گیا اور ہم تینون تن نور مین پوشیدہ ہوگئے تینون سایہ خورشید سے محو ہوگئے اور بعد اس نور سے ایک دروازہ کھلا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر سه سایه محو خورشید زان آفتاب	بعد ازان زان نور یک شد فتحیاب	ہر سہ سایہ محو خورشید ہو گیا	بعد ازان اُس نور سے اک دکھلا
نور دیگر در دل آن نور رست	پس ترقی جست آن ثانی ورست	نور اور اُس نور کے دل میں اُگا	پس بڑھا وہ اور وہ ثانی گھٹا
هم من و هم موسی و هم کوه طور	هر سه گم گشتیم از اشراق نور	میں ہی موسیٰ اور میں ہی کوہ طور	ہو گئے گم تینوں اندر شرق نور
بعد ازان دیدم که سه شاخ شد	چونکه نور حق دره نفاخ شد	دیکھا کہ پُر تن وہ شاخ آخر بنا	نور حق نفاخ جو اُس میں ہوا
وصف هیبت چون تجلی زد برو	می شکست از هم همی شد سو بسو	وصف ہیبت نے تجلی اُسپہ کی	ٹوٹیں آپس سے گئیں ہر سو بھی
زان یکی شاخی که آمد سوی یم	گشت شیرین آب تلخ همچو سم	شاخ آئی اُس کی اک دریا کی سو	کر دیا بس شیریں آب تلخ کو
وان دگر شاخش فرو شد در زمین	چشمهٔ زاد در برون آمد معین	دوسری شاخ اک گئی اندر زمین	پیدا اک چشمہ سے ہوا آب معین
که شفای جمله رنجوران شد آب	از همایونی وحی مستطاب	کہ مریضوں کا ہوا شافی وہ آب	باعث الطاف وحی آفتاب
وان یکی شاخ دگر پریده زود	تا جوار کعبه که عرفات بود	تیسری[۵۲] شاخ اک گئی اندر زمین	جانب عرفات کعبہ وہ گئی
باز ازان صعقه چو با خود آمدم	طور بر جا نه نه افزون نه کم	ہوش اُس صعقہ سے جو آیا مجھے	طور کو ویسے ہی دیکھا جا پہ
لیک زیر پای موسی همچو یخ	می گداز دید و نماندش شاخ و شخ	لیک زیر پائے موسیٰ مثل یخ	گلتی تھی اور نہ رہی وہ شاخ شخ
با زمین هموار شد که از نهیب	گشت بالایش ازان هیبت نشیب	کوہ ہموار زمین ڈر سے ہوا	ہوئی بلندی پست ڈر سے ظاہرا
باز با خود آمدم زان انتشار	باز دیدم طور و موسی برقرار	ہوش اُس وحشت سے پھر مجکو ہوا	طور اور موسیٰ کو دیکھا اپنی جا
وان بیابان سربسر در ذیل کوه	پر خلایق شکل موسی باشکوه	دامن کُہ میں بیابان ایک تھا پر	خلق سے ہم شکل موسیٰ اور در
چون عصا و خرقه او خرقه شان	جمله سوی طور خوش دامنکشان	انکا[۵۳] خرقہ اسکے جون خرقہ و عصا	طور کی سو خوش روان ہر ایک تھا
جمله کفها در دعا افراخته	نعرهٔ ارنی بهم در ساخته	اور اُٹھائے سب نے تھے دست دعا	لب پہ ارنی کی تھی انکے بس صدا
باز آن غشیان چو از من رفت زود	صورت هر یک دگرگونم نمود	پھر غشی وہ جلد مجھ سے جو گئی	صورت ہر اک کی مجھے اور ہی دکھی

سـ۵۱ نور اور آگے ۲ شعر ایک اور نور اُس نور کے دل میں اُگا پس وہ بڑھا اور وہ ثانی گھٹا میں بھی اور موسیٰ علیہ السلام بھی اور کوہ طور بھی ہم تینوں گم ہو گئے شرق نور میں دیکھا کہ پھر کوہ طور آخر میں شاخ بنا نور حق نفاخ جو اس میں ہوا اور وصف ہیبت نے اُسپر تجلی کی آپس سے ٹوٹیں اور سب ہر سو گئیں ایک شاخ اس کی دریا کی طرف آئی کہ دریا کے آب تلخ کو شیریں کر دیا دوسری شاخ زمین میں گئی چشمہ سے پیدا ہوا آب معین کہ وہ آب مریضوں کو شافی ہوا باعث الطاف ذی مستطاب کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۲ تیسری آگے ۶ شعر تیسری شاخ جانب عرفات جلدی سے اُڑی اور کعبہ گئی جو ہوش اس بیہوشی سے مجھے آیا طور کو ویسے ہی اپنی جا پر دیکھا ولیکن زیر پائے موسیٰ یخ کے مانند گلتی تھی اور نہ رہی وہ شاخ کہ برابر زمین کے خوف سے ہوا اور بلندی پست ہوئی خوف سے ظاہرا پھر مجکو ہوش وحشت سے ہوا طور و موسیٰ کو اپنی جا پر دیکھا دامن کوہ میں ایک بیابان پُر تھا خلق سے ہم شکل موسیٰ کے اور کے مانند باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۳ انکا خرقہ آگے ۹ شعر اُن کا خرقہ مانند خرقہ و عصا موسیٰ علیہ السلام کے طور کی جانب ہر ایک خوش روان تھا اور سب نے دست دعا اُٹھائے تھے اور اُنکے لب پہ صدا ارنی کی تھی پھر وہ غشی جو مجھ سے جاتی رہی ہر ایک کی صورت مجھے اور ہی دکھی ۔ انبیا تھے اہل دل کہ اُس وقت میں سے جانا تھا انبیا کا اتحاد پھر ملائک میں سے دیکھے کہ صورتیں انکی تھیں اجرام برف سے دوسرے ملائک مستغین کہ صورتیں اُن کی جملہ آتشین سـ۵۴ دو یہودی اس طور سے حال کہتا تھا پس اکثر یہودی ہیں کہ انجام کو نزش گئے ہیں آگے اسکے حقائق ہیں اب تو کسی کا ذکر خوارت دیکھو و مسلمان مرے و نیک ہووے تو اسکے انجام سے کیا خبر رکھتا ہے کہ جو تو بالکل نفرت اُس سے کرتا ہے یعنی مولانا اس خواب کے پیرایہ میں سیر سالک کاملین کی فرماتے ہیں اور یہ بھی تعلیم کرتے ہیں کہ بعضے کفار بھی بولایت وہی اس طور سے کمال کو پہنچے ہیں آگے دوسرے ترسا کا خواب بیان ہے فافہم ۱۲

انبیا بودند ایشان اہل دل　　اتحاد انبیا ام فہم شد
باز املاکی ہمی دیدم شگرف　　صورت ایشان بُدز اجرام برف
حلقۂ دیگر ملائک مستعین　　صورت ایشان ہمہ بُدآتشین
زین نمط میگفت احوال آن جہود　　بس جہودی کاخرش محمود بود
ہیچ کافر را بخواری منگرید　　کہ مسلمان مُردنش باشد امید
چہ خبر داری ز ختم عمر او　　تا بگردانی ازو یکبارہ رو
بعد ازان ترسا درآمد در کلام　　کہ مسیحم رو نمود اندر منام
من شدم با او بچارم آسمان　　مرکز و مثوای خورشید جہان
خود عجب ہای قلاع آسمان　　نسبتش نبود بہ آیات جہان
ہر کسی داند ایا فخر البنین　　کہ فزون باشد فن چرخ از زمین

انبیا وہ سب تھے بس اہل ولا　　مین نے جانا اتحادِ انبیا
پھر ملائک مین نے دیکھے بس شگرف　　صورتین انکی تھین با اجرام برف
دوسرے دیکھے ملائک مستعین　　صورتین انکی تھین جملہ آتشین
وہ جہودی کہتا حال اس طور سے　　ہین جہود اکثر کہ آخر خوش گئے
مت کسی کافر کو دیکھ اب خوار تو　　کہ مرے مسلم وہ اور ہووے نکو
تو خبر کیا اُس کی آخر سے رکھے　　جو کہ نفرت اُس سے بالکل تو کرے
بعدہٗ ترسا[۱] لگا کرنے کلام　　کہ مسیح کو دیکھا مین اندر منام
چرخ چوتھے پہ مین ساتھ انکے گیا　　شمس عالم کا ہے مرکز اور جا
ہے عجب تحقیق قلعۂ آسمان　　نسبت اُسکی کب ہو آیات جہان
جانتا ہے ہر کوئی اے مشفقا　　کہ زمین سے چرخ کی فن ہین سوا

حکایت شتر و گاو و قچ کہ بندی گیاہ در راہ یافتند

حکایت شتر و گاو و مینڈھے کی کہ راہ مین پولہ گھانس کا پایا

اشتر و گاو و قچی در پیش راہ　　یافتند اندر روش بندِ گیاہ
گفت قچ بخش ار کنیم این را یقین　　ہیچکس از ما نگردد سیر ازین
لیک عمر ہر کہ باشد بیشتر　　این علف او را ست اولیٰ گو بخور
کہ اکابر را مقدم داشتن　　آمدہ است از مصطفیٰؐ اندر سنن
گرچہ پیران را درین دوران لئام　　در دو موضع پیش میدارند عام
یا در آن لوتی کہ آن سوزان بود　　یا بر آن پل کز خلل ویران بود
خدمت شیخی بزرگی قائدے　　عام نادر بے قرینہ فاسدے

اونٹ و مینڈھے بیل کو ڈر مین ملا　　چلتے چلتے ایک پولا کاہ کا
بولا مینڈھا حصہ گر اس کا کرین　　کوئی ہو سیر اک ہم مین نہین
لیک ہم مین عمر ہو جس کی سوا　　اُس کو ہے اس گھاس کا کھانا روا
کہ بزرگون کو مقدم رکھتے ہین　　مصطفےٰ سے آئی ہین یہ سنتین
گرچہ پیرون کو لئیم اس دور مین　　دو جگہ مین آگے رکھتے عام مین
یا کہ اُس کھانے مین جو سوزان ہو　　یا کہ اُس پل پر جو پُر نقصان ہو
اور بزرگ و شیخ کی بس خدمتین　　عام بے آفت کے آئے کب کرین

[۱] بعدہٗ ترسا الخ ۲۸ شعر بعدہ ترسا کلام کرنے لگا کہ مجھ کو مسیح خواب مین دکھے مین اُن کے ساتھ چوتھے آسمان پر گیا کہ شمس عالم کا مرکز اور جا ہے عجب تحقیق قلعۂ آسمان ہے اس کی نسبت کب نشانیان جہان کی ہون ہر کوئی جانتا ہے کہ زمین سے کہے فن سوا ہین یعنی آسمان زمین سے بمرتبہ بلندی مین جیسے اشتر گاو و مینڈھے سے بڑا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] اونٹ الخ ۷ شعر اونٹ و مینڈھے و بیل کو ایک پولا کاہ کا چلتے چلتے راہ مین ملا مینڈھے نے کہا کہ اگر اسکا حصہ کرین تو ہم تینون مین ایک بھی سیر نہ ہووے ولیکن ہم تینون سے جس کی عمر بڑی ہو اُس کو اس گھاس کا کھانا روا ہے کہ بزرگون کو مقدم رکھتے ہین اور سنت مصطفےٰ سے آئی ہے آگے حقائق ہین اگرچہ لئیم بوڑھون کو اس دور مین دو جگہ آگے رکھتے ہین یا کہ اس کھانے مین کہ جو سوزان ہو یا کہ اُس پل پر جو پُر نقصان ہو اور بزرگ و شیخ کی خدمتین عام بے آفت آئے کب کرین یعنی عام لوگ خدمت بزرگون کی ہنگام آفت آنے کے کرتے ہین آگے اس کی مثال مین قصہ صورت پرستون کا فرماتے ہین فافہم ۱۲

گاو گفته بود ه ام من سال خورد | جفت آن گاوم کش آدم جفت کرد
جفت آن گاوم که آدم جد خلق | در زراعت بر زمین میکرد فلق
می شنید این گاو و قچ اشتر شگفت | سر فرود آورد و آن را برگرفت
بر هوا برداشت آن بند قصیل | اشتر بختی سبک بے قال و قیل
که مرا خود حاجت تاریخ نیست | کاینچنین جسمی و عالی گردنیست
خود همه کس داند ای جان پدر | که نباشم از شما من خورد تر
داند این را هر که ز اصحاب نهاست | که نهاد من فزون تر از شماست
جملگان دانند کاین چرخ بلند | هست صد چندانکه این خاک نژند
کو کشاده قلعه هائے آسمان | کو نهاد بقعه هائے خاکدان
۵۲ پس مسلمان گفت کای یاران من | پیش شد مصطفی سلطان من
سید سادات سلطان نبیل | مفخر کونین و هادی سبیل

بیل بولا مین ہون بوڑھا کہ مری | جوڑی آدم نے کری اُس بیل کی
جوڑی ہون اُس بیل کا آدم نے جو | ہل مین جوتا تھا زمین پر کشت کو
۵۱ اونٹ نے جو بیل و مینڈھے سے سنا | سر جھکایا اپنا اور اُس کو لیا
اور اُٹھایا او نچا پولا گھاس کو | جلد تر اُس اونٹ نے بے گفتگو
کہ مجھے حاجت نہین تاریخ کی | کہ بڑا ہے جسم اور گردن مری
جانتے ہین سب مجھے خود ای پسر | کہ نہین ہون تم سے مین ہرگز خورد تر
اُسکو جانے ہے جو ہو صاحب ذکا | کہ مرا ہے جسم تم سب سے بڑا
جانتے سب ہین کہ یہ چرخ عُلا | ہے کئی درجہ زمین سے بس بڑا
پس کہان قلعہ فلک کا بسط ہین | اور کہان فرش زمین کا خانہ تن
پس مسلمان بولا ای یارو مرے | پاس آئے مصطفی خوش خو مرے
سید کونین سلطان زمان | مفخر دارین و ہادی جہان

رجوع به تقریر ترسا و نوبت رسیدن بمسلمان

رجوع طرف تقریر ترسا کے اور نوبت پہونچنے مسلمان کی

پس مرا گفت آن نبی بر طور تاخت | با کلیم الله و نرد عشق باخت
وان دگر را عیسی صاحب قران | برد بر اوج چهارم آسمان
خیز ای پس مانده دیده ضرر | باری این حلوای یخنی را بخور
آن هنرمندان پر فن راندند | نامهٔ اقبال و منصب خواندند
آن دو فاضل فضل خود دریافتند | با ملائک فضل خود را یافتند

بس کہا مجکو گیا اک طور پر | اس کلیم حق کے ہمرہ عشق کر
دوسرے کو وہ مسیح باحیا | آسمان چوتھے پہ ہمرہ لیگیا
اُٹھ تو اے آفت رسیدہ در بلا | شوق سے اس یخنۂ حلوے کو کھا
۵۳ وہ ہنرمند اہل پُرفن تو گئے | نامۂ اقبال و منصب پڑھ گئے
فضل اپنا دونون فاضل نے لیا | فضل کو ہمسر ملائک کے کیا

۵۱ اونٹ نے الخ ۹ شعر اونٹ نے جو بیل و مینڈھے سے سُنا سر اپنا جھکایا اور اُس پولہ گھاس کو اونچا اٹھایا جلد اُس اونٹ نے بغیر گفتگو کے کہ مجکو حاجت تاریخ کی نہین کہ میرا جسم و گردن بڑی ہے مجھے خود سب جانتے ہین کہ تم سے نہین ہون خورد تر جو صاحب ذکا ہو وہ اس کو جانتا ہے کہ میرا جسم تم سے بڑا ہے آگے رجوع بقصہ حقائق جواب ترسا ہے یہ سب جانتے ہین کہ یہ آسمان کئی درجہ زمین سے بڑا ہے پس کہان قلعہ فلک کا بسط ہین اور کہان فرش زمین کا خانۂ تن پس مسلمان نے کہا کہ اے میرے پیارے پاس مصطفی صلعم خوشخو آئے سید کونین سلطان زمان مفخر دارین اور ہادی جہان آگے جواب مسلمان کا ہے فافہم ۱۲ ۵۲ پس کہان الخ ۳ شعر پس مجکو مصطفی صلعم نے فرمایا کہ ایک طور پر گیا اُس کلیم حق کے ہمراہ عشق کرکے دوسرے کو وہ مسیح باحیا چوتھے آسمان پر ہمراہ لیگیا تو اے آفت رسیدہ در بلا شوق سے اُٹھ اور اس یخنہ حلوے کو کھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ وہ ہنرمند الخ ۴ شعر وہ ہنرمند و اہل پرفن تو گئے اور نامۂ اقبال و منصب پڑھ گئے دونون فاضل نے اپنا فضل لیا اور فضل کو ہمسر ملائک کیا اسی احمق ساده تو پیچھے رہ اُٹھ اور حلوے کے اوپر جا پس اُس کو دونون نے کہا کہ اے احمق بھکرے اے عجب کیا حلوا تم نے کھایا ہے کہا کہ جو وہ سلطان فرماوین مین کیا ہون کہ تابع اس حکم کے نہ ہون حکم موسی عم سے پھرے مگر بلا مین خوش و یا ناخوش کہتے ای ترسا تو مسیحا کے حکم سے سر کو پھیرے یہ بات خوب ہے یا زشت ہے مین کیسے فخر انبیا سے پھرون کہ حلوا مین نے اسدم کھایا مین خوش ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ای سلیم گول وایس مانده هین	بر جه و بر کاسه حلوا نشین	ای تو ساده احمق اب پیچھے رہا	اٹھ تو اور حلوے کے اوپر بیٹھ جا
پس بگفتندش که ای ابله حریص	ای عجب خوردی تو حلوای خبیص	پس کہا اس کو ای احمق بہکنے لگے	ای عجب کیا کھایا حلوا تو نے ہے
گفت چون فرمود آن شاه مطاع	من تو باشم تا کنم زان امتناع	بولا جو فرمائیں وہ سلطان مجھے	مین ہوں کیا تابع ہوں انکے حکم کے
تو جهودی ز امر موسی سرکشی	گر بخوانند و ز خوشی و ناخوشی	تو یہودی حکم موسی سے پھرے	گر بلائیں خوش و یا ناخوش بے تجھے
تو مسیحی هیچ از امر مسیح	سر توانی تافت از خوب و قبیح	تو مسیحا کے اے ترسا حکم سے	سر کو پھیرے خوب ہو یا زشت ہے
من ز فخر انبیا چون سر کشم	خورده ام حلوا و دین دم سر خوشم	کیسے فخر انبیا سے مین پھروں	کھایا حلوا مین نے اس دم خوش ہوں
پس بگفتندش که والله خواب راست	تو بدیدی وین به از صد خواب ماست	پس کہا واللہ سچا خواب ہے	تیرے بہتر سو ہمارا خواب ہے
خواب تو بیداری است ای بو نظر	که به بیداری عیانستش اثر	خواب و بیداری تری ہے ای بشر	کہ ہے بیداری مین اسکا پیش اثر
خواب تو بیداریست ای خوش نهاد	که تو در خوابت رسیدی با مراد	خواب و بیداری تری ای خوش نہاد	کہ ملی ہے خواب مین تجھکو مراد
خواب تو بیداریست ای نیکخو	کز ازان خوابت رسد امر کلوا	خواب بیداری تری ہے ای نکو	کہ ملا اس خواب سے حکم کلوا
خواب تو بیداریست ای نیکمرد	که ازان خواب تو روی ماست زرد	خواب بیداری ہے تیری نیکمرد	خواب سے تیرے ہمارا منھ ہے زرد
خواب تو بیداریست ای جهان	که همان را ظاهر دیدی عیان	خواب بیداری تری ای سرجہان	کہ انھوں کو دیکھا تو نے بس عیان
خواب تو مانند خواب انبیاست	که شد این خواب تو بی تعبیر راست	مثل خواب انبیا خواب اب تری	خواب بے تعبیر جو سچی ہوئی
در گذر از فضل و از جلدی و فن	کار خدمت دارد و خلق حسن	فضل سے تو ہاتھ دھو دے لا او فن	کام رکھ خدمت اور خلق حسن
بهر این آورد ما یزدان برون	ما خلقت الانس الا یعبدون	اس لئے ہمکو خدا لایا برون	ما خلقت الانس الا لیعبدون (نہیں پیدا کیا ہم نے انسان کو مگر واسطے عبادت کے ۱۲)
سامری را آن هنر چه سود کرد	کان فن از باب اللهش مردود کرد	سامری کو اس ہنر سے کیا ملا	حق نے مردود اسکو اس فن سے کیا
چه کشید از کیمیا قارون ببین	که فرو بردش بقعر خود زمین	کیمیا سے کیا ملا قارون کو	کہ زمین نے اسکو نگلا جان لو
بو الحکم آخر چه بربست از هنر	سرنگون رفت او ز کفران در سقر	بو الحکم کو کیا ہنر سے بس ملا	سرنگوں دوزخ مین کفران سے پڑا
خود هنر آن دان که دید آتش عیان	نی گپ دل علی النار الدخان	وہ ہنر ہے جو عیان دیکھے تو نار	نے دھوئیں کو دلیل نار یار

۹۱ پس کہا الخ ۶ شعر پس کہا واللہ خواب سچا ہے تیرا اے ہمارے خوب سے نے تیرا خواب بیداری ہے کہ بیداری مین مراد ملی ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ اس خواب سے حکم کلوا ملا ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ تیرے خواب سے ہمارا منھ زرد ہے تیرا خواب بیداری ہے کہ تو نے ان کو ظاہر دیکھا ہے یعنی جس خواب کا اثر بیداری مین مرتب ہو وہ خواب مثل خواب انبیا کے بیداری ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲
۹۲ مثل خواب الخ ۶ شعر اب تیرا خواب مثل انبیا کے ہے کہ خواب بے تعبیر کے سچا ہوا تو فضل سے ہاتھ اٹھا اور فن چھوڑ کام رکھتی ہے خدمت و خلق حسن اس واسطے خدا باہر لایا ہے ترجمہ نہیں پیدا کیا ہم نے انسان کو مگر واسطے عبادت کے آگے اس کی مثال ہے اس ہنر سے سامری کو کیا ملا کہ حق نے اس فن سے اس کو مردود کیا قارون کو کیمیا سے کیا ملا کہ سرنگون دوزخ سقر مین گیا یعنی ہنر و بدلائی سے خدمت کرنا بہتر ہے کہ موجب نخوت و گمراہی کا ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۹۳ وہ ہنر الخ ۶ شعر ہنر وہ ہے کہ تیری آنکھ عیان دیکھے دھوئیں کو دلیل نار کا لائے دانا کے آگے تیری دلیل گندہ ہو جو مقابل طبیبوں کے دلیل ہو جو تیری دلیل اسکے سوا نہیں تو وہ دیکھنا تا دور رہا تیری دلیل دلیل اس عصا کی مانند ہو کہ اندھے کے ہاتھ مین طبیبوں پر دلیل جواب میری دلیل ہو مانند کا یہ ہے کہ میرا غلبہ آگے دانا کے قلیل ہے کر و فر شہرت مشہور کو مین نہ دیکھوں مجھے معذور رکھو یعنی وہ ہنر ہو کہ عیان دیکھے نہ دلیل سے معلوم کرے پس دلیل سے عیان بہتر ہے چنانچہ اس کی مثال میں دقاق کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

ای دلیلت گندہ تر نزد لبیب در حقیقت از دلیل آن طبیب
چون دلیلت نیست جز این ای پسر ژاژ میخا در گمیزے می نگر
ای دلیل تو مثال آن عصا در کفت دل علیٰ عیب العمیٰ
ای دلیل ما چو عسکر ما ذلیل بیشی ما پیش دانایان قلیل
غلغل و طاق و طرنب و گیر و دار کہ نمی بینم مرا معذور دار

پیش دانا گند ہو تیری دلیل جو مقابل ہو طبیبون کو دلیل
جو دلیل اب تیری ہو اسکے سوا دیکھ قارورہ مین مت کہ ناروا
اس عصا کے مثل تیری ہو دلیل ہاتھ مین اندھے کے عیبون کے دلیل
ہو دلیل اب میری جون عسکر ذلیل میرا غلبہ آگے دانا کے قلیل
کر دغا اور شہرت مشہور کو مین نہ دیکھون رکھ مجھے معذور تو

منادی کردن سید ملک ترمذ کہ ہر کہ در سہ روز یا چہار روز بہ سمرقند رود چندین خلعت و زر دہم و شنیدن دلقک و از دہ تاختن بشہر ترمذ

منادی کرنا سید ملک ترمذ کی کہ جو تین روز یا چار روز مین سمرقند کو جائے اس قدر خلعت اور زر دون مین اور سننا دلقک کا اور دوڑ کر آنا شہر کو گانون سے

سید ترمذ کہ آنجا شاہ بود مسخرہ او دلقک دلخواہ بود
داشت کاری در سمرقند او مہم جست الاغی تا شود او مستتم
زد منادی کانکہ او در پنج روز آردم پیغام خوب با فروز
بخشمش از زر گنج بے شمار تا شود میر و عزیز اندر دیار
دلقک اندر دہ بد و چون آن شنید بر نشست و تا بہ ترمذ می دوید
مرکبے در اندران دہ شد سقط از دوانیدن فرس را زان نمط
پس بدیوان در دوید از گرد راہ وقت ناہنگام رہ جست او بشاہ
فجفجی در جملہ دیوان در فتاد شورش در وہم آن سلطان فتاد
خاص و عام شہر را دل شد ز دست تا چہ تشویش و بلا حادث شدست

۵۱ سید ترمذ کہ وان کا شاہ تھا مسخرہ دلقک تھا اک اس شاہ کا
تھا سمرقند اندر اسکو ایک کام ڈھونڈھتا قاصد کو کہ تا وہ ہو تمام
کی منادی پانچ دن کے درمیان جو جواب اسکا کوئی لاوے یہان
اسکو دون مین زر و گنج بیشمار تا وہ ہو میر و عزیز اندر دیار
گانون مین دلقک تھا جو اسنے سنا ہو سوار اس دم وہ ترمذ کو چلا
گھوڑے دس اس دوڑ مین اسکے مرے تیز دوڑائے جو گھوڑے اس لیے
۵۲ دوڑتا دیوان مین آیا راہ سے اور گیا بے وقت آگے شاہ کے
شور سب دیوان مین اس کا پڑا وہم مین شہ کے پڑا اک تہلکہ
خاص و عام اس شہر کا دل اڑ گیا کہ ہوئی کیا پیدا آفت اور بلا

۵۱ سید ترمذ الخ ۶ شعر سید ترمذ وہان کا بادشاہ تھا اور دلقک اس شاہ کا مسخرہ تھا اسکو سمرقند مین ایک کام تھا قاصد کو ڈھونڈھتا کہ وہ تمام ہووے منادی کی کہ پانچ دن مین جو کوئی اس کا جواب یہان لاوے اُس کو گنج بے شمار دون تاکہ وہ امیر و عزیز اس ملک کا ہو دلقک گانون مین تھا جو اُسنے سُنا وہ سوار ہو کر ترمذ کو چلا گیا اس کے دس گھوڑے اس دوڑ مین مرے جو کہ گھوڑے تیز دوڑائے اس واسطے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
۵۲ دوڑتا الخ ۶ شعر راہ سے دوڑتا دیوان خانہ مین آیا اور بے وقت آگے شاہ کے گیا اس کا شور دیوان خانہ مین اور شاہ کے وہم مین ایک تہلکہ پڑ گیا اس شہر کے خاص و عام کا دل اڑ گیا کہ کیا آفت و بلا پیدا ہوئی یا کہ دشمن در پے آزار ہے یا کوئی اور بلا اُٹھی غیب سے ہے کہ دلقک نے بہت دوڑ اسکے چند گھوڑے کشتہ کئے راہ مین در پہ شاہ کے ایک مخلوق جمع ہوئی کہ ایسا جلد کیون آیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

یا عدو قاہرے در قصد ماست	یا بلاے مہلکے از غیب خاست	یا کہ دشمن درپئے آزار ہے	یا اُٹھی مہلک بلا ہی غیب سے
کہ زدہ دلقک بسیران درشت	چند اسپے قیمتی در راہ کشت	کہ بہت دوڑا کے دلقک نے کئے	کشتہ گھوڑے چند اندر راہ کے
جمع گشتہ بر سرائے شاہ خلق	تا چرا آمد چنین اشتاب دلق	شاہ کے در پر ہوئی اک جمع خلق	کہ یہ ایسا جلد کیون آیا ہی دلق
از شتاب او و جد و اجتہاد	غلغل و تشویش در ترمذ فتاد	سلہ اُس کی گھبراہٹ و جلدی سے سوا	شور و غل ترمذ مین از بس پڑ گیا
آن یکی دو دست بر زانو زنان	وان دگر از وہم واویلا کنان	ایک تھا ہاتھون سے زانو پیٹتا	وہم سے واویلا کرتا دوسرا
از نفیر و فتنہ و خوف و نکال	ہر دلی رفتہ بصد گونہ خیال	شور و غل اور فتنۂ آفات سے	سو طرح کے خیال ہر اک کو ہوئے
ہر یکے فالی ہمی زد از قیاس	تا چہ آتش اوفتاد اندر پلاس	مارتا ہر ایک فال از رہ قیاس	تا پڑی کیا آگ ہے اندر پلاس
راہ جست و راہ دادش شاہ زود	چون زمین بوسید گفتش ہین چہ بود	راہ ڈھونڈھی اسکو شہ نے راہ دی	جو زمین چومی کہا کیا بات تھی
ہر کہ می پرسید حالی زان ترش	دست بر لب میزد او یعنی خمش	پوچھتا جو حال اُس سے وہ ترش	ہاتھ رکھتا لب پہ اور کہتا خمش
وہم می افزود آن فرہنگ او	جملہ در تشویش گشتہ دنگ او	عقل اُس سے وہم کو کرتی سوا	دنگ ہو تشویش مین ہر اک پڑا
کرد اشارت دلقک اے شاہ کرم	یک دمی بگذار تا من دم زنم	سلہ شہ سے دلقک نے اشارہ سے کہا	چھوڑ دم بھر تا کہ مین دم لون ذرا
تا کہ باز آید بہ من عقلم دمی	کہ فتادم در عجائب عالمے	ہے امید اب آئے پھر عقل فزون	کہ پڑا مین اک عجیب عالم مین ہون
بعد یک ساعت کہ شاہ از وہم و ظن	تلخ گشتش ہم گلو و ہم دہن	بعد ساعت کے فکر سے شاہ کا	کبھی دہن اور کبھی گلو کڑوا ہوا
او ندیدہ بود دلقک را چنین	کہ ازو خوشتر نبودش ہمنشین	اُسنے دیکھا ایسا دلقک کو نہ تھا	کہ ندیم اُس سا نہین تھا خوشنوا
دائما دستان و لاغ افراشتی	شاہ را بس شاد و خندان داشتی	سلہ کہ ظرافت داستان کہتا سدا	اور ہنساتا شاہ کو رکھتا با مزا
آنچنان خنداندش کردی درست	کہ گرفتی شہ شکم را با دو دست	بیٹھے بیٹھے وہ ہنستا تا بس اُسے	کہ پکڑتا پیٹ کو شہ ہاتھ سے
کہ ز زور خندہ خوش کردی تپش	رو در افتادی ز خندہ کردنش	تن پسینے مین ہنسی سے ڈوبتا	مُنھ کے بل گرتا ہنسی کرتا جو تھا
باز امروز این چنین زرد و ترش	دست بر لب میزند کای شہ خمش	پھر وہ ایسا آج ہے زرد و ترش	رکھتا لب پہ ہاتھ کہ اے شہ خمش

سلہ اس کی گھبراہٹ الخ ۷ شعر اُس کی گھبراہٹ اور جلدی سے شور و غل زمین مین از بس پڑ گیا ایک زانو ہاتھ سے پیٹتا تھا اور دوسرا وہم سے واویلا کرتا تھا شور و غل و فتنہ و آفات سے سو طرح کے خیال ہر ایک کو ہوئے ہر ایک فال کرتا تھا از راہ قیاس کے کہ کیا آگ پڑی پلاس میں کہ راہ ڈھونڈھی اس کو شاہ نے راہ دی جو زمین چومی اور کہا کہ کیا بات تھی جو حال پوچھا اس سے وہ ترش لب پر ہاتھ رکھتا اور کہتا خاموش عقل اس بات سے وہم کو سوا کرتی ہے اور ہر ایک دنگ ہو کر تشویش مین پڑا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ شہ سے الخ ۵ شعر شاہ سے دلقک نے اشارہ سے کہا دم بھر چھوڑ کہ تا مین دم لون امید ہے کہ اب پھر عقل فزون آئے کہ مین اک عجب عالم مین پڑا ہون بعد ساعت کے فکر سے شاہ کا کبھی دہن و گلو کڑوا ہوا اس نے ایسا دلقک کو نہ دیکھا تھا کہ اس سا ندیم خوش نہین تھا کہ سدا داستان ظرافت سے کہتا اور ہنسا کر شاہ کو با مزا رکھتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بیٹھے بیٹھے الخ ۸ شعر وہ اسے بیٹھے بیٹھے ہنساتا تا کہ شاہ پیٹ کو ہاتھ سے پکڑتا ہنسی سے بدن پسینے مین ڈوبتا منھ کے بل گرتا جو وہ ہنسی کرتا پھر وہ ایسا زرد و ترش رو آج ہے کہ لب پر ہاتھ رکھتا ہے کہ اے شاہ خاموش وہم اندر وہم و خیال ہے شاہ کو کیونکر ملال نہوا ہو شاہ نے دل کو ایک غم سے پرہیز تھا کیونکہ خوارزم شاہ از بس خونریز تھا سمرقند اس کا تخت گاہ اور ایک وزیر ہوشمند وہ اس شاہ کا تھا اور اس طرف کے شاہ اس نے مارے تھے یا دغا سے دبا جنگ و بازو سے شاہ ترمذ کو جو اس سے وہم تھا وہ وہم دلقک کی حرکت بڑھاتی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

وہم در وہم خیال اندر خیال | شاہ را تا خود چہ آید از نکال
وہم اندر وہم خیال اندر خیال | شاہ کو کیونکر نہین ہووے ملال

کہ دل شہ باغم و پرہیز بود | زانکہ خرم شاہ بس خونریز بود
شہ کو دل کے غم سے اک پرہیز تھا | کیونکہ خرم شاہ بس خونریز تھا

جاے تخت او سمرقند گزین | بُد وزیرے داہی او ہمنشین
جای تخت اُسکی سمرقند اور یہا | اک وزیر ہوشمند اُس شاہ کا

پس شہان آن طرف را کشتہ بود | یا بہ حیلت یا بہ سطوت آن عنود
اُس طرف کے شاہ مارے اُسنے تھے | یا دغا سے یا کہ جنگ زور سے

دین شہ ترمذ از و در وہم بود | وز فن دلقک ہمی وہمش فزود
شاہ ترمذ کو جو اُس سے وہم تھا | وہم وہ دلقاک کی حرکت سے بڑھا

گفت زوتر باز گو تا حال چیست | اینچنین آشوب تو از بہر کیست
بولا[1] کہہ کیا یہ تیرا حال ہے | یہ پریشانی تری کس خوف سے

گفت من در دہ شنیدم آنکہ شاہ | زد منادی بر سر ہر شاہ راہ
بولا موضع مین سُنا کہ شاہ نے | بس منادی کی ہے ہر اک جائے پے

کہ کسی خواہم کہ تازد در سہ روز | تا سمرقند او چو پیک بافروز
کہ کوئی بس تین دن مین جا سکے | تا سمرقند اب مثال پیک کے

گنج یابد ہم ورا اندر عوض | چون شود حاصل ز پیغامش غرض
تا خزانہ دون اُسے اندر عوض | جو جواب اُسکے سے حاصل ہو غرض

من شتابیدم بر تو بہر آن | تا بگویم من ندارم آن توان
پاس تیرے آیا ہون مین اس لیے | تا کہون مجھ مین نہ طاقت ایسکی ہے

اینچنین کاری نیاید خود ز من | تا از این امید را بر من متن
اور نہ ایسا کام مجھ سے ہو سکے | بلکہ یہ امید مجھ سے مت رکھے

گفت لعنت بر چنین تعجیل باد | کہ دو صد تشویش در شہر اوفتاد
بولا[2] لعنت ایسی جلدی پر تری | تجھسے [illegible] شہر مین ہیبت پڑی

از برای این قدر ای خام ریش | آتش افگندی درین مرج و حشیش
تونے اتنے کے لئے او بے حیا | یہ لگائی آگ بھُس مین نفع کیا

ہمچو این خامان با طبل و علم | کہ الغ خانیم در فقر و عدم
ایسے ہی یہ خام ہین باکر و فر | کہ بڑے خان فقر مین ہم ہین مگر

لاف شیخی در جہان انداختہ | خویشتن را بایزیدی ساختہ
دعوی شیخی کا جہان مین بس کیا | بایزید وقت اپنے کو گنا

ہم ز خود سالک شدہ واصل شدہ | محفلی وا کردہ در دعوت کدہ
آپ ہی سالک ہوا واصل ہوا | جاے دعوت مین کی محفل برپا

خانۂ داماد پر آشوب و شر | قوم دختر را نہ بودہ زان خبر
خانۂ[3] داماد مین تو شور و شر | اور نہین لڑکی کی یان پر کچھ خبر

ولولہ کہ کار نیمی راست شد | شرطہای کار نیمی راست شد
شوق ہے کہ کام آدھا بنگیا | جو کہ شرطین ہمنے کی تھین ٹھیرا

[1] بولا الخ ۶ شعر کہا کہ تو جلد تر کیا حال ہے یہ پریشانی تیری کس خوف سے دلقاک نے کہا مین نے گانون مین سُنا کہ شاہ نے منادی کی ہے ہر ایک جا پر کہ کوئی تین دن مین جا سکے سمرقند قاصد کے مانند تا خزانہ اسے دون کہ جو اسکے جواب سے عرض حال ہو مین تیرے پاس اسواسطے آیا ہون تا کہ کہون مجھ مین اس کی طاقت نہین ہے اور مجھ سے ایسے کام نہ ہو سکے بلکہ یہ اُمید مجھ سے مت رکھو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] بولا لعنت الخ ۵ شعر کہا کہ ایسی جلدی پر تیری لعنت ہے کہ تجھ سے تمام شہر مین ہیبت پڑی تو نے اتنے کے واسطے اے بیحیا آگ بھُس مین لگائی نفع کیا ہے آگے اس کے حقائق ہین ایسے ہی یہ خام باکر و فر ہین کہ بڑے خان ہم فقر مین ہین دعوی شیخ ہونیکا جہان مین کیا اور بایزید وقت خود کو گنا آپ ہی سالک ہوا اور واصل ہوا اور دعوت کی جا مین محفل برپا کی یعنی ریاکاران فقر خود سالک و واصل بنکر دعوی شیخی کا کرتے ہین اور معنی مین ساتھ یار کے کچھ بھی معرفت نہین رکھتے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

[3] خانۂ داماد الخ ۸ شعر داماد کے گھر مین تو شور و شر ہے اور لڑکی کے یہان پر کچھ خبر بھی نہین ہے شوق ہے کہ آدھا کام بن گیا جو کہ ہم نے شرطین کی تھین گھر کو جھاڑا اور آراستہ کیا اور اس ہوس سے مست ہو کر خوش خوش پھر اس طرف سے ایک پیغام بھی نہین آیا اور نہ ایک چڑیا اس بام سے یہان آئی اس بہت پیغام جانے سے وہان ہنسی سے بھی کوئی جواب نہین آیا آگے حقائق ہین نہ یار اس سے ولیکن آگاہ ہے کیونکہ دل سے دل تک پوشیدہ راہ ہے جواب تجکو امید اس لیے ہے کیونکہ راہ جواب خیال سے خالی ظاہر و باطن سے اسکے سو نشان ہین ولیکن بس کر اور پردہ فاش مت کر جبکہ تیرے دل مین یار کی الفت بھری ہے تو دل کو دل سے راہ ہے پھر تجھے یار سے کیون نہین خبر ہو پہنچتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

شه نگیرد آنکه می رنجاندش	ارچه گیرد آنکه می خنداندش	شہ نہ پکڑے ہو اسے جو رنج دے	کیسے پکڑے اسکو جو کہ خوش کرے
گفت صاحب پیش شه جاگیر شد	کاشف این مکر و این تزویر شد	قول صاحب نے اثر شہ مین کیا	کھولنے اس مکر کے در پے ہوا
گفت دلقک را سوی زندان برید	چاپلوس و زرق او را هم خرید	بولا شہ دلقک کو زندان مین رکھو	اور خوشامد مکر اسکا مت سنو
سیزنیدش چون دل اشکم تهی	تا دهل وار او دهد تان آگهی	ڈھول کے مانند کرلو تم اسے	آگہی تا دے تمھین جون ڈھول کے
زانکه هم پر هم تهی باشد دهل	بانگ او آگه کند مارا ز کل	کیونکہ پر ہے اور خالی ڈھول ہے	آگہی آواز اس کی کل سے لے
تا بگوید سر خود را ز اضطرار	آنچنان که گیرد این دلها قرار	تا کہے وہ بھید اپنا باضطرار	اس طرح کہ دل کو آئے برقرار
چون طمانینست صدق با فروغ	دل نیارامد بگفتار دروغ	[1] جو ہے اطمینان دل کو صدق سے	جھوٹی باتون سے وہ کب آرام لے
کذب چون خس باشد و دل چون دهان	خس نگردد در دهان هرگز نهان	جھوٹ مثل خس ہو دل مثل دہان	خس نہین ہرگز دہن مین ہو نہان
تا در او باشد زبانے می زند	تا بدانش از دهان بیرون کند	جب تلک وہ ہو زبان اسپر لگے	عقل اسکو منھ سے تا باہر کرے
خاصه کاندر چشم افتد خس ز باد	چشم افتد در نم و بند و گشاد	گر ہوا سے آنکھ مین اک خس پڑے	آنکھ بند ہو اور کھلے پانی بھرے
ما پس این خس را زنیم اکنون لگد	تا دهان و چشم زین خس وارهد	لات مارون اس خس ناچیز پے	تا دہان و چشم اس خس سے کھلے
گفت دلقک ای ملک آهسته باش	روی حلم و مغفرت را کم خراش	بولا دلقک اے ملک اب ٹھہر تو	چھیل مت تو روی حلم و عفو کو
تا بدین حد چیست تعجیل و نقم	من نمی پرم بدست تو درم	[2] اتنی جلدی اور تیزی کس لیے	مین نہ بھاگون ہاتھ مین ہون تیرے
آن ادب که باشد از بهر خدا	اندران مستعجلی نبود روا	وہ ادب ہوتا ہے جو بہر خدا	اس مین جلدی کرنا نے ہرگز روا
زانچه باشد طبع و خشم عارضی	می شتابد تا نگردد منقضی	طبع مین جو عارضی خشم آئے ہے	جلدی کرتا ہے نہ تا جاتا رہے
ترسد ار آید رضا خشمش رود	انتقام و ذوق آن فایت شود	خشم جائے آئے جو ترس رضا	انتقام اور ذوق اسکا ہو فنا
شهوت کاذب شتابد در طعام	خوف فوت ذوق هست آن خود سقام	بھوک جھوٹی جلدی کھانے مین کرے	جو مرض سے خوف جانے ذوق سے
اشتها صادق بود تاخیر به	تا گوارنده شود آن بیگره	بھوک سچی خوب ہے تاخیر سے	ہضم ہو اچھی طرح بے نقص کے
تو پے دفع بلایم مے زنی	تا ببینی رخنه را بندش کنی	مارے مجھکو تو پئے دفع بلا	بند رخنہ کر کہ جو تجھکو دکھا

[1] جو ہے الخ ۶ شعر جو دلکو اطمینان صدق سے ہے وہ کب جھوٹی باتون سے آرام لے آگے اسکی مثال ہے جھوٹ مثل خس کے مانند و دل مثل دہن کے ہے پس ہرگز خس دہن مین پوشیدہ نہین ہو جب تک وہ ہو زبان اسپر لگے تا عقل اسکو منھ سے باہر کرے اگر ہوا سے خس آنکھ مین پڑے آنکھ بند ہو اور کھلے اور پانی بھرے اس خس ناچیز پر لات مارون تا دہان اور چشم اس خس سے چھٹے دلقک نے کہا کہ اے بادشاہ اب تو ٹھہر اور روئے حلم اور عفو کو مت چھیل یعنی دلکو صدق سے آرام ہے پھر جھوٹی باتون سے کب آرام لیتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [2] اتنی جلدی الخ ۶ شعر اتنی جلدی اور تیزی کس واسطے ہے مین تیرے نہین بھاگون کہ تیرے ہاتھ مین ہون وہ ادب ہوتا ہے کہ جو واسطے خدا کے ہے اور اسمین جلدی کرنا ہرگز روا نہین جو طبیعت مین خشم عارضی آتا ہے وہ جلدی کرتا ہے کہ تا جاتا نہ رہے جو خشم جائے اور ترس رضا آئے انتقام ذوق اسکا فنا ہو آگے مثال ہے جھوٹی بھوک جلدی کھانے مین کرتی ہے بجز مرض کے خوف جانے ذوق سے سچی بھوک تاخیر سے خوب ہے اور اچھی طرح ہضم ہو بغیر نقصان کے یعنی خشم عارضی سے طبیعت جلدی کرتی ہے انتقام مین کہ خشم جاتا نہ رہے اور خشم اصلی مین یہ باتی حال لگے ہے فافہم ۱۲ [3] مارے مجھکو الخ ۲ شعر تو مجھکو واسطے دفع بلا کے رخنہ بند کر کہ جو تجھکو دکھاتا ہو تا کہ اس رخنہ سے نہ بلا آگے اسکے سوا رخنہ بہت قضا کی ہے علاج دافع بلا کب ستم ہو بلکہ احسان عفو و کرم علاج ہو کہا ترجمہ کہ صدقہ رد کرتا ہے بلا کو سو امرض تیرے کو صدقہ ہے اور فتی مارتا درویش کو قصہ نہین ہے اور اندھا چشم حلم اندیش کر شاہ نے کہا کہ خبر نیک تھے ہو لیکن جو خیر کرے اسکی جائے آگے مثال شطرنج مین ہے شاہ کی ہما پر ... کرے اور شاہ کی جگہ پیل پھیلتا دان سے یعنی صدقہ بلا کو رد کرتا ہے اگرچہ وہ خیر ہو مگر اپنی جگہ پر آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

تا از آن رخنہ برون ناید بلا | غیر آن رخنہ بسے دارد قضا
تا کہ اس رخنہ سے نے آئے بلا | اُس سوا رخنے بہت رکھے قضا

چارهٔ دفع بلا نبود ستم | چارهٔ احسان باشد و عفو و کرم
چارۂ دفع بلا کب ہو ستم | چارہ ہو احسان اور عفو و کرم

گفت الصدقة ترد للبلا | داو مرضاک بصدقة یا فتی
بولا الصدقة ترد للبلا | داو مرضاک بصدقة یا فتی

صدقہ نبود سوختن درویش را | کور کردن چشم حلم اندیش را
نے ہے صدقہ مارنا درویش کو | اندھا کرنا چشم حلم اندیش کو

گفت شہ نیکوست خیر و موقعش | لیک چون خیرے کنی در موقعش
شاہ بولا خیر ہے بس نیک تر | پر کرے جو خیر اسکی جائے پر

موضع شہ رخ نہی ویرانی است | موضع شہ پیل ہم نادانی ست
شہ کی جا پر رخ رکھے ویرانی ہے | شہ کی جا پر پیل بھی نادان رکھے

در شریعت ہم عطا ہم زجر ہست | شاہ را صدر و فرس را درگہ است
شرع مین ہی جود اور تنبیہ جو[1] | تخت شہ کو اور رکھے اسپ کو

عدل چہ بود وضع اندر موضعش | ظلم چہ بود وضع در ناموقعش
عدل کیا ہے خرچ کرنا جائے پے | ظلم کیا ہے خرچ کرنا بے جگہ

عدل چہ بود آب دہ اشجار را | ظلم چہ بود آب دادن خار را
عدل کیا ہے دینا آب اشجار کو | ظلم کیا ہے آب دینا خار کو

نیست باطل ہر چہ یزدان آفرید | از غضب و ز حلم و ز نصح و مکید
نے ہے باطل حق نے جو پیدا کیا | حلم و غصہ اور نصیحت اور دغا

خیر مطلق نیست زینہا ہیچ چیز | شر مطلق نیست زینہا ہیچ نیز
نے انھون سے خیر مطلق کوئی شے | نے انھون سے شر مطلق کوئی ہے

نفع و ضر ہر یکی از موضعی است | علم زین رو واجب است و نافع است
نفع و ضر ہر ایک کا ہے جائے پے | علم واجب ہے و نافع اس لئے

اے بسا زجرے کہ بر مسکین بود | در ثواب از نان و حلوی بہ بود
اے ستم اکثر کہ جو مسکین پہ ہے[2] | نفع مین بہتر ہے حلوے نان سے

زانکہ حلوا گرمی و صفرا کند | سیلیش از خبث مستنقا کند
کیونکہ حلوا گرمی اور صفرا کرے | پاک کے تھپڑ اُس کو دیتا پاک ہے

سیلیئی ... بر مسکین بزن | کہ رہاند آتش از گردن زدن
مار تھپڑ اُس گھڑی مسکین کے | کہ چھڑائے جان اسکی قتل سے

زخم در معنی فتد بر خوے خود | چوب بر گرد او فتد نے بر نمد
خو ہی بد پر زخم معنی مین پڑے | گرد پے ڈنڈا پڑے نمدے پہ نا

بزم و زندان ہست ہر بہرام را | بزم مخلص را و زندان خام را
بزم و زندان رکھے ہر شاہ نکو | بزم دے مخلص کو زندان خام کو

شق باید ریش را مرہم کنی | چرک را در ریش مستحکم کنی
زخم کو چیرا اُلٹا تو مرہم رکھے | اُس کے اندر ریٹھ کو محکم کرے

تا خورد مر گوشت را در زیر آن | نیم سودی باشد و پنجہ زیان
نیچے اُس کے کھائے دانا گوشت ہو | ہو بہت نقصان نفع تھوڑا ہو

از لقت آن اندرون ویران شود | چرک تا گہ در میان پنہان شود
زخم اندر اسکے تیزی سے سڑا | ریٹ تا کہ درمیان اُسکے چھپے

[1] شرع مین الخ ۷ شعر جو شرع مین جود اور تنبیہ ہے تخت شاہ اور درگاہ اسپ کو بس عدل کیا ہے خرچ کرنا جا پر اور ظلم کیا ہے خرچ کرنا بے جگہ عدل کیا ہے آب دینا درخت کو ظلم کیا ہے آب دینا خار کو جو حق نے پیدا کیا وہ باطل نہین ہے حلم و غصہ و نصیحت و دغا انھون مین سے نہ کوئی چیز خیر مطلق ہے اور نہ انھون مین کوئی شر مطلق بلکہ نفع و ضرر ہر ایک کا جگہ پر ہے اس واسطے علم واجب و نافع ہے یعنی عدل و ظلم ایک صورت پر ہے مگر دونون مین اتنا فرق ہے کہ ہر شے کو اپنی جگہ پر خرچ کرنا عدل ہے اور بے جگہ خرچ کرنا ظلم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] اے ستم اکثر الخ ۸ شعر اے ستم کہ اکثر مسکین پر ہو نفع مین بہتر ہے حلوا و نان سے کیونکہ حلوا گرمی و صفرا کرے اور تھپڑ اسکو پاکی دے کہ اسکی جان چھوڑائے قتل سے آگے اس کی مثال ہے معنی مین زخم ہوے خو بد پر پڑے اور گرد پر ڈنڈا پڑے نمدے پر نہین ... و زندان ہر ایک شاہ رکھتا ہے کہ مخلص کو محفل و خام کو زندان دیتا ہے زخم کو چیرنا چاہیے تو اُلٹا مرہم ... اور اس کے اندر ریٹ کو محکم کرتا ہے تا گوشت کو وہ اسکے نیچے کھائے اور بہت نقصان و تھوڑا نفع ہو اسکے اندر زخم تیزی سے سڑے اور ریٹ تا کہ اسکے درمیان چھپے یعنی بعض جا پر ستم حلوا دینے سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ وہ ستم ستم نہین ہو بلکہ اسکی خو سے بد پر ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

گفت دلقلک من نمیگویم گذار | لیک می گویم تحری پیش آر
هین ره صبر و تانی را مبند | صبر کن اندیشه می کن روز چند
در تانی بر یقینی بر زنی | گوشمال من بایقا نے کنی
در روش یمشی مکبا خود چرا | چونکه می شاید شدن بر استوا
مشورت کن با گروه صالحان | بر پیمبر امر شاورهم بدان
امرهم شوری برای این بود | کز تشاور سهو و کژ کمتر شود
کاین خردها چون مصابیح انورست | بیست مصباح از یکی روشن ترست
بو که مصباحی فتد اندر میان | مشتعل گشته ز نور آسمان
غیرت حق پرده انگیختست | سفلی و علوی بهم آمیختست
گفت سیروا می طلب اندر جهان | بخت و روزی را همی کن امتحان
در مجالس می طلب اندر عقول | آنچنان عقلی که بود اندر رسول
زانکه میراث از رسول آنست بس | کو ببیند غیبها از پیش و پس
در بصرها می طلب هم آن بصر | که نتابد وصف آن این مختصر
بهر آن کردست منع آن باشکوه | از ترهب وز شدن خلوت بکوه
تا نگردد فوت این نوع التقا | که نظر بخت است و اکسیر بقا
درمیان صالحان یک اصلحی است | بر سر توقیعش از سلطان صحی است
کان دعا شد با اجابت مقترن | کفو او نبود کبار انس و جن

بولا[۱] دلقک نے کہون مین چھوڑ تو | پر مین کہتا ہون کہ تو کر فکر کو
بندمت کر راہ صبر اور ڈھیل کو | تھوڑے دن کو فکر اور کر صبر تو
کہ تامل مین یقین ہووے تجھے | تا یقین سے گوشمالی دے مجھے
راہ مین یمشی مکبا کس لئے | جو برابر راہ مین تو چل سکے
مشورہ کر با گروہ صالحان | مصطفی پر امر شاورہم کو جان
امرہم شوری ہوا ہے اس لئے | کہ کجی اور سہو کم شوری سے ہے
چون[۲] چراغ روشن اک یہ عقل ہے | بیس روشن ہین چراغ ان ایک سے
ہے یقین آوے چراغ اک درمیان | ہووے روشن نور سے بس آسمان
ڈالا پردہ غیرت اللہ نے | سفلی و علوی بہم شامل ہوے
بولا سیروا کر طلب اندر جہان | بخت اور روزی کو کر تو امتحان
مجلسون مین کر طلب اندر عقول | عقل ایسی جو کہ رکھتے تھے رسول
کیونکہ میراث اب نبی کی وہ ہے بس | کہ وہ دیکھے غیب از رہ پیش و پس
کر[۳] بصرہا مین طلب تو وہ بصر | کہ نہ وصف اسکا رکھے یہ مختصر
اس لئے منع کیا اس شاہ نے | خلوت گہ اور ترہب کے لئے
تا نہ صحبت ایسی ہو فوت و فنا | کہ نظر ہے بخت و اکسیر بقا
صالحون کے درمیان ہے صلح ایک | صاد شاہی اسکے ہے فرمان پہ ایک
کہ دعا اسکی اجابت کو رکھے | کفو اسکے نے ہے جن و انس سے

[۱] بولا دلقک الخ ۶ شعر دلقک نے کہا کہ مین نہین کہتا ہون کہ تو چھوڑ دے لیکن مین کہتا ہون کہ تو فکر کر راہ صبر و ڈھیل کو بند مت کر تھوڑے دن تو صبر و فکر کر کہ تامل مین سے تجھے یقین ہووے تا یقین سے مجھکو گوشمالی دیوے راہ مین تجھے یمشی مکبا کس واسطے ہے جو راہ مین تو برابر چل سکے گروہ صالحون سے تو مشورہ کر مصطفی صلعم پر امر شاورہم کو جان اسواسطے امرہم مشہور ہوا ہے کہ مشورے سے کجی و سہو کم ہے یعنی ہر امر مین مشورہ کرنا چاہیئے کہ کجی اور سہو سے بچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] چون چراغ الخ ۶ شعر یہ عقل چراغ روشن کے مانند ہے کہ بیس چراغ روشن ہون اس ایک سے یقین ہے کہ ایک درمیان آسکے اور [illegible] کے نور سے آسمان روشن ہووے غیرت اللہ نے پردہ ڈالا سفلی و علوی باہم مل سکے کہا کہ ترجمہ سیر کرو تم جہان مین طلب کر اور بخت و روزی کو امتحان کر محفلون مین طلب کر اندر عقل کے ایسی عقل کہ رسول مقبول صلعم رکھتے تھے کیونکہ اب میراث نبی کی وہ ہے [illegible] غیب کو پیش و پس دیکھے یعنی عقل میراث انبیا کی ہے پس تو اس عقل کو حاصل کر کہ وہ غیب تجھپر ظاہر ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] کر بصرہا مین الخ ۶ شعر بصرہا مین تو وہ بصر طلب کر کہ وصف اسکا یہ مختصر نہ رکھے اس شاہ نے اس واسطے منع کیا ہے خلوت کو اور ترہب کے واسطے تا ایسی صحبت موت و فنا نہ ہو کہ نظر بخت و اکسیر بقا رکھے صالحون کے درمیان ایک صلح ہے کہ صاد شاہی اس کے فرمان پر ہے کہ اس کی دعا اجابت کو رکھتی ہے اور جن و انس سے اسکی کفو نہین ہے ان کے حلق مین حلوا ترش ہو کہ ان کا فرون کی [illegible] ہے یعنی صحبت اولیاء اللہ سے تو بصارت حاصل کر کہ چشم معنی تیری روشن ہو آگے قول حق تعالیٰ کا ہے فافہم ۱۲

در مری اش آنکه حلوا مضراست	حجت ایشان بر حق داحض است
گرچه ما او را به خود افراشتیم	عذر حجت از میان برداشتیم
قبله را چون کرد دست حق عیان	پس تحری بعد از ان مردود دان
هین بگردان از تحری رو و سر	که پدید آمد معاد و مستقر
یکزمان زین قبله گر ذاهل شوی	سخرۀ هر قبلۂ باطل شوی
چون شوی تمییزده را ناسپاس	بجهد از تو خطرۂ قبله سپاس
گر ازین انبار خواهی بر و بر	نیم ساعت ره ز همدردان مبر
کاندران دم که ببرّی زین معین	مبتلا گردی تو با بئس القرین

حلق مین اُنکے وہ حلوا ترش ہے	حجت اُنکی پیش حق دحض ہے
گرچہ ہمنے اُسکو خود اعلیٰ کیا	ضد و حجت درمیان سے کھو دیا
دست حق نے جو کیا قبلہ عیان	پھر تحری کو تو بس مردود جان
پھر تحری سے تو سر کو پھیر لے	کہ ہوا ظاہر ہے قبلہ جان کے
دم بھر اس قبلہ سے گر غافل ہو تو	پس مطیع قبلۂ باطل ہو تو
جو تو ہو تمیزدہ کا ناسپاس	تجھ سے نکلین خطرۂ قبلہ شناس
گر تو اس انبار سے چاہے ثمر	مت ہو ہمدردون سے دم بھر دور تر
اُس گھڑی کہ تو کرے ترک معین	مبتلا تو ہووے بائیس القرین

قصۂ تعلق موش با چغز و بستن پای خود بر پای او و صید کردن زاغ ایشان را

قصہ تعلق موش کا ساتھ مینڈک کے اور باندھنا اپنے پانون کو اُسکے پانون سے اور شکار کرنا زاغ کا اُن کو

از قضا موشی و چغزی باوفا	بر لب جو گشته بودند آشنا
هر دو تن مربود میعادی شدند	هر صباحی جمع یکجا آمدند
نرد دل باهم گرمی باختند	وز وساوس سینه می پرداختند
هر دو را دل از تلاقی متسع	همدگر را قصه خوان و مستمع
راز گویان با زبان و بی زبان	الجماعة رحمة تاویل آن
آن اشر چون جفت آن شاد آمدی	پنج ساله قصه اش یاد آمدی

اتفاقاً موش و مینڈک آب کا	نہر پہ باہم ہوئے تھے آشنا
وقت دونون نے مقرر کر لیا	ہر سحر ہوتے تھے جمع ایکجا
نرد دل کی کھیلتے آپس مین تھے	سینہ خالی کرتے وہ وسواس سے
دل ملاقاتون سے دونونکا خوشی	کہتے سنتے قصے آپس مین کبھی
راز کہتے بازبان بے زبان	الجماعۃ رحمۃ تاویل جان
موش ہوتا اُسکے ملنے سے جو شاد	پنج سالہ قصے بس کرتا وہ یاد

س۵ گرچہ ہم نے الخ ۷ شعر اگرچہ ہم نے اس کو اعلیٰ کیا اور ضد وحجت کو درمیان سے کھو دیا جو دست حق نے قبلہ عیان کیا پھر تحری کو تو مردود جان پھر تحری سے تو سر کو پھیر لے کہ قبلہ ظاہر ہوا ہے اگر دم بھر اس قبلہ سے تو غافل ہو تو مطیع قبلہ باطل کا ہو جو تو تمیز دینے والے کا ناسپاس ہو تو تجھ سے خطرہ قبلہ شناس نکلین اگر تو اس انبار سے ثمر چاہے تو مت ہمراہیون سے دم بھر دور ہو اس دم کہ تو ترک معین کرے پس تو مبتلا ہووے ساتھ بد مصاحب کے یعنی جب کہ تجھ کو مرشد حاصل ہو اُس دم تو تحری دلیل سے سر کو پھیر لے اور ان کی صحبت کو غنیمت جان کہ مصاحب آفت جان ہے آگے مصاحب بد کا حال مینڈک و موش کی مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ س۶ اتفاقاً الخ ۶ شعر اتفاقاً موش و مینڈک پانی کا نہر پہ باہم آشنا ہوئے تھے دونون نے وقت مقررہ پہ صبح ایکجا جمع ہوتے تھے اور نرد دل آپس مین کھیلتے تھے اور سینہ خالی کرتے تھے وسواس سے دونون کا حال ملاقات سے خوشی تھا اور کبھی قصہ آپس مین کہتے سنتے تھے زبان بے زبانی سے راز کہتے ترجمہ ضرور کہ جماعت رحمت ہے تاویل جان لے موش اس بات سننے سے خوش ہوتا قصہ پنج سالہ وہ یاد کرتا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

جوش نطق از دل نشان دوستی ست — بستگی نطق از بی الفتی ست
دل کہ دلبر دید کے ماند ترش — بلبلے گل دید کے ماند خمش
ماہی بریان ز آسیب خضر — زندہ گشت و سوی دریا شد مقر
یار چون با یار خوش بنشستہ شد — صد ہزاران لوح سر دانستہ شد
لوح محفوظ است پیشانی یار — راز کونینش نماید آشکار
ہادی راہ است یار اندر قدوم — مصطفیٰ زین گفت اصحابی نجوم
نجم اندر ریگ و دریا رہنماست — چشم اندر نجم نہ کو مقتداست
چشم را با روی او میدار جفت — گرد منگیزان ز راہ بحث و گفت
زانکہ گردد نجم پنہان زان غبار — چشم بہتر از زبان با عثار
تا بگوید زانکہ وحیست شعار — کان نشاند گرد ننگیزد غبار
چون شد آدم مظہر وحی و وداد — ناطقہ او علم الاسما گشاد
نام ہر چیزے چنانکہ ہست آن — از صحیفہ دل روی گشتش زبان
فاش میگفتی زبان از رویتش — جملہ را خاصیت و ماہیتش
آنچنان نامے کہ اشیا را سزد — نے چنانکہ حیز را خواند اسد
نوح نہ صد سالہ در راہ سوی — بود ہر روزیش تذکیر نوی
لعل او تازہ ز یاقوت القلوب — نے رسالہ خواندہ نے قوت القلوب
وعظ را ناموختہ ہیچ از شروح — بلکہ ینبوع کشوف و شرح روح

[1] جوش نطق ہو اک نشان دوستی — بند ہونا نطق کا ہے بے الفتی
دل کو دلبر دیکھے کب ہووے ترش — گل کو بلبل دیکھے کب رہوے خمش
ماہی بریان خضر کے سایہ سے — زندہ ہو کر بھاگے جانب بحر کے
یار بیٹھے یار کے خوش پاس جو — سیکڑوں اسرار سے آگاہ ہو
لوح محفوظ اک ہے پیشانی یار — راز کونین اس سے ہووے آشکار
راہ کا ہادی ہے یار اندر قدوم — مصطفیٰ بولے کہ اصحابی نجوم
[2] بحر ریگستان میں انجم رہنما — دیکھتا انجم کو کہ وہ ہے مقتدا
آشنا کر آنکھ اس کے رو سے تو — مت اٹھا حجت سے گرد راہ کو
کیونکہ پنہاں گرد ہو اس نجم سے — چشم بہتر ہے زبان سے جان لے
تا کہے وہ وحی ہے جسکے شعار — گر بٹھائے گرد اٹھائے نے غبار
پس ہوئے آدم جو مظہر وحی کے — علم الاسما کہا نطق انکی نے
نام ہر شے کہ وہ ہے جس طور سے — بس زبان راوی صحیفہ دل سے ہے
[3] کہتی ظاہر اسکی رویت سے بیان — سبکی خاصیت و ماہیت عیان
نام ایسا کہ وہ لائق شے کے ہو — ایسا نے کہ کہوں شیر اک حیز کو
اور برابر سال نو سو نوح نے — ذکر اک ہر دن کیا نو طرز سے
تازہ لعل انکا بیاقوت القلوب — نے رسالہ دیکھا نے قوت القلوب
وعظ نے سیکھا کسی اک شرح سے — کھل گئے بل چشمے شرح روح کے

[1] جوش نطق آلخ ۶ شعر جوش نطق اک نشان دوستی ہے اور نطق کا بند ہونا بے الفتی ہے آگے اس کی مثال ہے دل کو دلبر دیکھے تو کب ترش ہووے گل کو بلبل دیکھے کب خاموش ہووے ماہی بریان خضر کے سایہ سے جانب بحر کے زندہ ہو کر بھاگے جو یار پاس یار کے بیٹھے سیکڑوں اسرار سے آگاہ ہووے لوح محفوظ پیشانی یار ہے کہ راز کونین اس سے ظاہر ہووے کہ یار رہنمائی میں ہادی راہ ہے مصطفیٰ صلعم نے فرمایا ترجمہ کہ اصحاب میرے ستارے ہیں یعنی صحبت مرشد سے اسرار منکشف ہوتے ہیں کہ پیشانی مرشد کی لوح محفوظ ہے پس بقول حضرت رسول مقبول صلعم کل اولیاء اللہ اصحاب نجوم ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم [2] بحر و ریگستان آلخ ۶ شعر ستارے ریگستان میں شمار تے ہیں انجم کو دیکھ کہ وہ مقتدا ہیں تو آنکھ کو انکے رو سے آشنا کر اور حجت سے گرد راہ کو مت اٹھا کیونکہ ستارہ اس گرد سے پنہان ہو چشم بہتر ہے زبان سے تا وہ کہے کہ وحی جسکی شعار ہے کہ گرد بٹھائے اور غبار نہ اٹھائے جو آدم مظہر وحی کے ہوئے انکی نطق نے علم الاسما کہا ہر ایک شے کا نام جس طور سے ہے زبان راوی صحیفہ دل سے ہے یعنی اولیاء اللہ سے تو اپنی آنکھ کو آشنا کر اور دلیل اور حجت کو درمیان لاکہ مانع انکی دید کا ہو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] کہتی ظاہر آلخ ۶ شعر زبان اس کی رویت سے ظاہر سب کی خاصیت و ماہیت عیان ایسا نام کہ وہ لائق شے کے ہو اور ایسا نام نہیں کہ ایک حیز کو شیر کہے چنانچہ نوح علم نے نوسو برس ہر روز ایک ذکر کیا نئے طرز سے ان کا لعل تازہ ہے روشنی دینے والوں سے اور نہ رسالہ دیکھا علم لدنی کا نہ وعظ سیکھا کسی ایک شرح سے بلکہ شرح روح کے چشمے کھل گئے اس سے جو کوئی اسے کھائے تو گونگے سے آپ نطق جوش کرے یعنی جبکہ نور بینی سے دل روشن ہوتا ہے تو عارف خود بخود وہ باتیں بے سیکھے بیان کرتا ہے کہ کسی کی عقل میں نہیں آتی ہیں آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

زان می کان مے چو نوشیده شود — آب نطق از گنگ جوشیده شود
طفل نوزاده شود حبر فصیح — حکمت بالغ بخواند چون مسیح
از کُہ کہ یافت زان می خوش لبی — صد غزل آموخت داؤد نبیؑ
جملہ مرغان ترک کرده چیک چیک — ہم زبان و یار داؤد ملیک
چہ عجب گر مرغ گردد مست او — چون شنید آہن صدای دست او
صرصرے بر عاد قتالی شده — مر سلیمان را چو حمالی شده
صرصرے می برد بر سر تخت شاه — ہر صباح و ہر مسا یکساله راه
ہم شده حمال و ہم جاسوس او — گفت غائب را کنان محسوس او
باد چون گفتار غائب یافتی — سوی گوش آن ملک بشتافتی
کہ فلانی اینچنین گفت آن زمان — ای سلیمان شہ صاحب قران
این سخن حدی ندارد گفت موش — چغز را روزی کہ ای مصباح ہوش

کھائے اُس مے سے جو کوئی شخص ے — آب نطق اک جوش گونگے سے کرے
طفل نوزاده ہو دانا اور فصیح[۵۱] — حکمت بالغ کہے مثل مسیح
کوه سے کہ گویا اُس سے وه ہر — سو غزل سیکھی نبی داؤد نے
چیخنا بس چھوڑا جملہ مرغ نے — ہمزبان داؤد مرسل کے ہوئے
کیا عجب گر مرغ اُس سے مست ہو — جو سنے آہن سے بانگ دست کو
باد قوم عاد پر قاتل ہوئی — اور سلیمان کی وه اک حامل ہوئی
باد[۵۲] لیجاتی تھی سر پر تخت شاه — ہر سحر ہر شام کو اک سالہ راه
ہوئی وه حامل اُنکی اور جاسوس بھی — اور خبر بھی غیب کی محسوس کی
باد جو پاتی خبر بس غیب سے — کان تک پہونچاتی وه اُس شاه کے
کہ کہا ایسا فلان نے اُس زمان — اے سلیمان شہ صاحب قران
بات یہ بیحد ہے مینڈک کو کہا — موش نے اک دن کہ اے صاحب دلا

تدبیر موش با چغز کہ میان ما وسیلتے باید کہ بوقت حاجت نمی توانم بر تو آمدن وسخن گفتن

تدبیر کرنا موش کی ساتھ مینڈک کے کہ ہمارے درمیان مین ایک واسطہ چاہیئے کہ وقت حاجت کے مین تیرے پاس نہین آسکتا ہون نہ بات کرسکتا ہون

وقتہا خواہم کہ گویم با تو راز — تو درون آب داری ترکتاز
بر لب جو من ترا نعره زنان — نشنوی در آب بانگ عاشقان
من بدین وقت معین ای دلیر — می نگردم از ملاقات تو سیر

راز[۵۳] کہنا تجھسے چاہون وقت پے — اور تو رہتا ہے اندر آب کے
مین لب جو پر پکارا دن ہون تجھے — آب مین تو بانگ عاشق نہ سنے
اس مقرر وقت مین اے دلیر — مین نہ ہوتا ہون ترے ملنے سے سیر

---

[۵۱] طفل نوزاده الخ ۵ شعر طفل نوزاده فصیح اور دانا ہووے اور حکمت بالغ مثل مسیح کے کہے کوه سے کہ وه اس مین سے گویا ہے سو غزل داؤد نبی نے سیکھی جملہ مرغ نے چیخنا چھوڑا اور ہمزبان داؤد مرسل کے ہوئے کیا تعجب ہے کہ اُس سے اگر مرغ مست ہو کہ جو سنے آہن نے بانگ دست کو باد قوم عاد پر قاتل ہوئی اور وه سلیمان عم کی ایک حامل ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۵۲] باد الخ ۵ شعر باد سر پر لیجاتی تھی تخت شاه کو ہر سحر و شام کو ایک برس کی راه وه ان کی حامل ہوئی و جاسوس بھی اور خبر غیب سے وه اس شاه کے کان تک پہونچاتی کہ فلان نے اس وقت ایسا کہا اے سلیمان شہ صاحب قران یہ بات بیحد ہے مینڈک کو کہا موش نے ایک دن اے صاحب دلا یعنی شراب معرفت جس کو حاصل ہو تمام اشیاے جہان اُس کے تابع ہو آگے موش و مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲

[۵۳] راز کہنا الخ ۳ شعر تجھ سے راز کہنا چاہتا ہون وقت پر اور تو رہتا ہے اندر آب کے مین لب جو پر پکارتا ہون تجھ کو تو آب مین عاشق کی آواز نہین سنتا ہے اس مقرر وقت مین تیرے ملنے سے بھی سیر نہین ہوتا ہون آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

پنج وقت آمد نماز اے رہنمون — عاشقانرا فی صلوة دائمون
نے بہ پنج آرام گیرد آن خمار — کاندرین سرہاست نی پانصد ہزار
نیست زرغبا طریق عاشقان — سخت مستسقی ست جان صادقان
نیست زرغبا طریق ماہیان — زانکہ بے دریا ندارد انس جان
آب این دریا کہ ہائل بقعہ ایست — باخمار ماہیان یک جرعہ ایست
یکدم ہجران بر عاشق چو سال — وصل سال متصل پیشش خیال
عشق مستسقی ست مستسقی طلب — در پے ہم این و آن چون روز و شب
روز بر شب عاشق ست و مضطر است — چون ببینی شب براو عاشق تر است
نیستشان از گفتگو یکدم ایست — از پے ہم شان یکے دم ایست نیست
این گرفتہ پائے آن آن گوش این — این بران مدہوش و آن بیہوش این
در دل معشوق جملہ عاشق است — در دل عذرا ہمیشہ وامق است
در دل عاشق بجز معشوق نیست — در میانشان فارق و مفروق نیست
بر یکی اشتر بود این دو درا — پس چہ زرغبا بگنجد این دو را
ہیچکس باخویش زرغبا نمود — ہیچکس باخود بہ نوبت یار بود
آن یکی نہ کہ عقلش فہم کرد — فہم این موقوف شد بر مرگ مرد
جز مگر مردے کہ پیش از مرگ مرد — رخت ہستی را بسوی یار برد
ور بعقل ادراک این ممکن بدے — قہر نفس از بہر چہ واجب شدے
باچنان رحمت کہ دارد شاہ ہش — بے ضرورت چون بگوید نفس کش

پانچ وقت آئی نماز اے رہنمون — عاشقونکو فی صلوة دائمون
پانچ پر آرام کب عاشق کو ہے — بھید اسمین ہے نہ پانصد لاکھ ہے
کب ہے زرغبا طریق عاشقان — سخت مستسقی ہے جان صادقان
کب ہو زرغبا طریق ماہیان — کیونکہ بے دریا نہ رکھین انس جان
آب دریا کا ڈر آئے سکو یان — پر ہے اک جرعہ خمار ماہیان
ہجر دم بھر عاشقون کو مثل سال — سال بھر کا وصل انکو اک خیال
عشق مستسقی ہے مستسقی طلب — اسکے آگے در پے جیون روز و شب
شب پہ عاشق روز ہے اور مبتلا — جو تو دیکھے دن پہ عاشق سب سوا
گفتگو سے نے وہ چاہین ٹھہرنا — ٹھہرنا اُن کو نہ اکدم ہے روا
اُسنے پکڑا پاؤن اُسنے اسکا گوش — اُسکو ہوش اس سے نہ اسکو اس سے ہوش
دلمین سب معشوق کے عاشق ہے بس — دل مین عذرا کے سدا وامق ہے بس
دل مین عاشق کے بجز معشوق ہے — اُسکے اندر فارق و مفروق نے
اک شتر پر جیسے دو گھنٹے ہین اب — کیسے زرغبا سمائے دو مین اب
کوئی اپنے سے بھی زرغبا کرے — کوئی خود سے وقت پر یاری رکھے
ایسی ایکی نے کہ جانے عقل اسے — جاننا موقوف اس کا مرگ ہے
جانے وہ کہ پہلے مرنے سے مرا — یار کی سو رخت ہستی لے گیا
ہوتا ممکن جاننا گر عقل سے — ہوتا قہر نفس واجب کس لئے
باوجود اس رحم کے وہ شہریار — بے ضرورت کہتے کیونکر نفس مار

۵۱ پانچ وقت الخ ۱ شعر نماز پانچ وقت آئی ہے اور اون کی درعاشقونکی نماز ہمیشگی کی ہے ترجمہ نماز ہمیشہ ہے پانچ وقت پر عاشق کو آرام کب ہے اسمین بھید ہے نہ پانچسو نہ لاکھ ہے زرغبا کب طریق ماہیون کا ہے کیونکہ بے دریا کے انس و جان نہ رکھین آب دریا کہ سب کو یہان ڈراتا ہے ولیکن ایک جرعہ خمار ماہیون کا ہے دم بھر کا ہجر عاشقونکو مثل سال کے اور سال بھر کا وصل انکو ایک خیال ہے یعنی نماز پانچ وقت کی اورون کی اور عاشقون کی نماز ہمیشگی کی ہے کیونکہ نماز وصال یار ہے پس عاشق وصال یار سے دوری کب گوارا کرتا ہے سو اسواسطے ہر دم نماز مین رہتا ہے زرغبا اورون کے واسطے ہے عاشق کے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ عشق مستسقی الخ ۵ شعر عشق مستسقی ہے اور مستسقی طلب ہے کہ در پے اس کے مانند رات دن کے شب پر عاشق روز ہے اور مبتلا ہے جو دیکھے تو دن پر شب عاشق سوا ہے گفتگو سے پر نہیں چاہتے ہین ٹھہرنا کہ انکو ٹھہرنا ایک دم روا نہین ہے اُس نے پاؤن پکڑا اور اس نے اسکا گوش اسکو ہوش اس سے نہ اسکو ہوش اس سے سب معشوق کے دل مین عاشق ہے اور دل مین عذرا کے سدا وامق ہے یعنی عاشق و معشوق دونون کو خواہش ایک دوسرے کی ہے کہ ایک دوسرے کے در پے ہے مانند رات دن کے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ دل مین عاشق کے الخ ۷ شعر دل مین عاشق کے بجز معشوق کے نہین اور اس کے اندر فارق و مفروق نہین آگے مثال ہے ایک شتر پر دو گھنٹے بجتے ہین زرغبا جیسے دو مین سمائے کوئی خود سے زرغبا کرے اور کوئی خود سے وقت پر یاری رکھے ایسی ایکائی نہین ہے کہ عقل اُسے جانے اسکا جاننا موقوف مرگ پر ہے وہ جانے کہ جو پہلے مرنے سے مرا دریا کی طرف رخت ہستی کی لیگیا اگر عقل سے جاننا ممکن ہوتا نفس پر قہر واجب کس واسطے ہوتا باوجود اس رحم کے وہ شہریار بے ضرورت کیون کہتے کہ نفس کو یعنی عاشق و معشوق مین ایسی آگاہی ہے کہ عقل اسکو نہین جان سکتی ہے اگر جاننا عقل سے ممکن ہوتا تو نفس پر قہر کس واسطے واجب ہوتا اور جناب رسول مقبول صلعم کیون نفس کشی کو فرماتے آگے موتوا کی خوشامد کا بیان ہے فافہم ۱۲

مبالغہ کردن موش در لابہ و زاری در وصلت

گفت اے یار عزیز مہرکار   من ندارم بے رخت یکدم قرار
روز نور و مکسب ماہم توئی   شب قرار و راحت خوابم توئی
از مروت باشد ار شادم کنی   وقت بیوقت از کرم یادم کنی
در شبانروزی وظیفہ چاشتگاہ   راتبہ کردی وصال اے نیکخواہ
من بدین گفتار قانع نیستم   در ہوایت طرفہ انسانیستم
پانصد استسقاستم اندر جگر   با ہر استسقا قرین جوع البقر
بے نیازی از غم من اے امیر   دہ زکات جاہ و بنگر در فقیر
این فقیر بے ادب نادرخورست   لیک لطف عام تو زان برترست
می نجوید لطف عام تو سند   آفتابے بر حدثہا می زند
نور او را زان زیانے نامدہ   آن حدث خشکی ہیزم شدہ
تا حدث در گلخنی شد نور یافت   بر در و دیوار حمامے بتافت
بود آلایش شدہ آرایش کنون   چون برو برخواند خورشید آن فسون
شمس ہم معدہ زمین را گرم کرد   تا زمین باقی حدثہا را بخورد
جزو خاکی گشت و رست از وی نبات   ہکذا یمحو الالہ السیات
جزو خاکی گشت و شد او پر ز نور   ہکذا یغفر لمن یعطی الغفور

مبالغہ کرنا موش کا خوشامد و زاری وصل مین

بولا[1] اے یار عزیز مہربان   مجھکو بے رخ تیرے نے آرام جان
دن کو نور و تاب میری توئی ہے   شب کو راحت خواب میری تو ہی ہے
اب مروت سے مجھے ارشاد کر   وقت بیوقت اب مجھے تو یاد کر
رات اور دن مین وظیفہ صبح کا   وصل سے تونے مقرر کر دیا
مین نہین قانع ہون اس اکبار سے   ہون فنا خواہش مین اپنی انس سے
رکھے[2] استسقے بہت میرا جگر   رکھے استسقے ہر اک جوع البقر
غم سے بے پروا مرے تو اے امیر   دے زکات جاہ و دیکھ اندر فقیر
یہ فقیر بے ادب نا اہل ہے   تیرے لطف عام سے برتر ہوے
چاہیے مخصوصی ترا کب لطف عام   گندگی پر بھی پڑے خورشید نام
نور خور نے اس سے نہ پائی کمی   گندگی وہ خشک ہو ہیزم ہوئی
گندگی گلخن مین جا روشن ہوئی   چمکی در و دیوار پے حمام کی
تھی[3] وہ آلایش اب آرایش ہوئی   اس پے خور نے کی تھی جو افسونگری
گرم معدہ خاک کا خور نے کیا   گندگی باقی کو اس نے کھا لیا
جزو خاکی ہو اُسکے اس سے نبات   ہکذا یمحو الالہ السیات
جزو خاکی وہ ہوئی اور پر یہ نور   ہکذا یغفر لمن یعطی الغفور

---

[1] بولا اے یار الخ ۵ شعر موش نے کہا کہ اے یار عزیز مہربان مجکو بے رخ تیرے آرام جان نہین ہو دن کو نور اور تاب میری تو ہی ہے اور شب کو راحت و خواب میری تو ہی ہے اب مروت سے مجھے ارشاد کر وقت بے وقت اب مجھے تو یاد کر رات دن مین وظیفہ صبح کا وصل تونے مقرر کر دیا مین قانع نہین ہون اس ایک بار سے مین تیرے انس کی خواہش مین فنا ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] رکھے استسقا الخ ۶ شعر میرا جگر بہت استسقا رکھتا ہے اور ہر ایک استسقا جوع البقر رکھتا ہے اے امیر تو میرے غم سے بے پروا ہے زکوٰۃ جاہ کی دے اور اندر فقیر کے دیکھ یہ فقیر بے ادب و نا اہل ہو و لیکن تیرے لطف عام سے برتر ہے تیرا لطف عام کب مخصوصی چاہے کہ گندگی پر بھی خورشید تمام پڑتا ہو نور خورشید نے اُس سے کمی نہ پائی وہ گندگی خشک ہو کے ہیزم ہو کے گندگی گلخن مین جاکر روشن ہو اور در و دیوار حمام پر چمکے یعنی لطف عام مرشد کا خصوصیت نہین رکھتا ہے تمام پر برابر لطف ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] تھی وہ آلایش الخ ۸ شعر وہ آلایش تھی اب آرائش ہوئی ہے خورشید نے اسپر افسون گری کی خورشید نے گرم معدہ کو خاک کیا اور باقی گندگی کو اس نے کھا لیا جزو خالی ہو کر اس سے نبات اُگی ترجمہ اس طرح بدل دیتا ہے اللہ تعالیٰ گناہون کو وہ جزو خاکی ہوئی اور پر نور ترجمہ اس طرح بخشتا ہے واسطے اُس کے عطا کرتا ہے بخشش یہ گندگی کو کرے کہ جو بدتر ہے کہ نبات و نرگس و نسترین کرے مناسک ادا کرے اُسے حظ کیا بخشے اندر جزا کے جو وہ ایسے خلعت جیفون کو دے تو خوبیان کیا کچھ وہ لطیفون کو دے وہ خدا انکو دے ترجمہ کہ نہین دیکھا میری آنکھ نے نہ زبان پر آئے اور نہ اندر لغت کے یعنی شمس مرشد دل پر آلائش کو آرائش کر دیتا ہے اور سرسبز کر دیتا ہے آگے اسکی مناجات ہے فافہم ۱۲

باحدث کان بدتر نیست این کند — کش نبات و نرگس و نسرین کند
تا بہ نسرین مناسک در وفا — حق چہ بخشد در جزا و در عطا
چون خبیثان را چنین خلعت دہد — طیبین را تا چہ بخشد در رسد
آن دہد حق شان کہ لا عین رات — کہ نگنجد در زبان و در لغت
ما کیم این را بیان کن یار من — روز من روشن کن از خلق حسن
منگر اندر زشتی و مکروہیم — کہ ز پر زہری چو مار کوہیم
اے کہ من زشت و خصالم نیز زشت — چون شوم گل چون مرا او خار کشت
نوبہار احسن گل دہ خار را — زینت طاؤس دہ این مار را
در کمال زشتیم من منتہی — لطف تو در فضل و در فن منتہی
حاجت این منتہی زان منتہی — تو برآری غیرت سرو سہی
چون بمیرم فضل تو خواہد گریست — از کرم گرچہ ز حاجت او بریست
بر سر گورم بسے خواہد نشست — خواہد از چشم لطیف اشک بست
نوحہ خواہی کرد بر محرومیم — چشم خواہی بست از مظلومیم
اندکے از لطفہا اکنون بکن — حلقہ در گوش من کن زین سخن
آنچہ خواہی گفت تو با خاک من — بر فشان بر مدرک غمناک من
دستگیرم در چنین بیچارگی — شاد گردانم دران غمخوارگی

لابہ کردن موش مر چغز را کہ بہانہ میندیش و در امر من تاخیر مینداز و فی التاخیر آفات و تمثیل

گندگی کو یہ کرے بدتر جو ہے — کہ نبات و نرگس و نسرین کرے
تا مناسک جو کرے نسرین ادا — کیا خدا بخشے اُسے اندر جزا
ایسے خلعت جو خبیثون کو وہ دے — خوبیان کیا کچھ لطیفو نکو وہ دے
وہ خدا دے انکو لا عین رات — نے زبان پر آئے نے اندر لغت
کون ہون میں تو بیان کر اب سے — ذنکو روشن جو کرے تو خلق سے
دیکھو مت زشتی و مکروہی مری — کہ ہون پر زہری سے جون مار کوہی
مین نزشت ہون میری خصلت زشت ہے — کیسے گل ہون خار بویا ہے مجھے
نوبہار حسن گل دے خار کو — زینت طاؤس دے اس مار کو
زشتی کامل مین ہون مین منتہی — لطف تیرا فضل و فن مین منتہی
حاجتین اس منتہی کی اے شہا — جلد تر اُس منتہی سے بر تو لا
جو مرون مین فضل تیرا روئیگا — گرچہ پاک حاجت سے ہے وہ او جدا
گور پر میری بہت بیٹھے گا تو — اشک جاری چشم سے رکھیگا تو
میری محرومی پہ بس تو روئیگا — میری مظلومی پہ حیران ہوئیگا
تھوڑا ان لفظون سے کر از راہ جوش — اس سخن سے کر مجھے حلقہ بگوش
تو کہے جو کچھ کہ میری خاک سے — ڈال میری مدرک غمناک پے
تھام ہاتھ اس عاجزی مین تو مرا — شاد غمخواری مین کر مجھکو سدا

خوشامد کرنا موش کی مینڈک سے کہ تو بہانہ نہ کر اور میرے کام مین تاخیر مین آفت ہے اور تمثیل

سلہ کون ہون الخ ۶ شعر مین کون ہون تو اسے بیان کر اور دن کو تیرے روشن تو خلق سے کر میری زشتی و مکروہی مت دیکھ کہ پر زہر ہونے سے مانند مار کوہی کے ہون اے مین نزشت ہون اور میری خصلت زشت ہے مین کیسے گل ہوؤن کہ مجھے خار بویا ہے تو بہار حسن گل خار کو دے اور زینت طاؤس اس مار کو دے مین بس زشتی کامل مین منتہی ہون اور تیرا لطف فضل اور فن مین منتہی ہوا اے شاہ حاجتین اس منتہی کی جلد تر اس منتہی سے بر لا یعنی اس منتہی بدی کی حاجتین اے منتہی لطف شہی اپنے سے بر لا کہ اپنی مراد کو پہونچے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جو مرون مین الخ ۶ شعر جو مین مرون تیرا فضل روئیگا اگرچہ وہ حاجت سے پاک و جدا ہے میری گور پر تو بہت بیٹھے گا اور چشم سے تو اشک جاری کریگا تو میری محرومی پر بس روئیگا اور بس مظلومی پر حیران ہوئیگا تھوڑا ان لطفون سے اب از راہ جوش اس سخن سے کر حلقہ بگوش تو جو کچھ میری خاک سے کہے میری مدرک غمناک پر ڈال تو اس عاجزی مین میرا ہاتھ تھام اور غمخواری مین مجکو سدا شاد کر یعنی اے خدا تو مجھپر لطف و کرم کر عاجزی مین میرا ہاتھ تھام کہ بیکس و ناتوان ہون آگے موش کی خوشامد کا بیان ہے فافہم ۱۲

صوفی را گفت خواجہ سیم پاش / کای قدمہای ترا جانم فراش
یکدرم خواہی تو امروز ای شہم / یا کہ فردا چاشتگاہی سہ درم
گفت امروز این درم راضی ترم / کہ دہی امروز فردا صد درم
سیلی نقد از عطای نسیہ بہ / یک قفا پیشت کشیدم نقد دہ
خاصہ آن سیلی کہ از دست تواست / ہم قفا ہم سیلیش مست تواست
ہین بیا ای شادی جان جہان / خوش غنیمت دار نقد این زمان
در مدزدان روی ماہ از شبروان / سر مکش زین جوی ای آب روان
تا لب جو خندد ای ما معین / وز لب جو سر بر آرد یاسمین
چون ببینی بر لب جو سبزہ مست / پس بدان از دور کانجا آب ہست
گفت سیماہم وجوہ کردگار / کہ بود غماز باران سبزہ زار
گر ببارد شب نبیند ہیچکس / کہ بود در خواب ہر نفس و نفس
تازگی ہر گلستان جمیل / ہست بر باران پنہانی دلیل
ای اخی من خاکیم تو آبیی / لیک شاہ رحمت و وہابیی

بولا[۵۱] اک صوفی کو اک خواجہ سخی / زیر پا تیرے ہو فرش جان مری
اک درم لے آج مجھ سے تو اے شاہ / یا کہ کل تو سہ درم لے صبحگاہ
بولا اک درہم پہ راضی تر ہوں میں / آج دے کہ سو درم کل پاؤں میں
نقد تھپڑ جو نسیہ سے بھلا / رکھے گردن آگے تیرے نقد لا
خاص تھپڑ ہے کہ تیرے دست سے / بھی چپت گردن بھی تجھ سے مست ہے
آ تو اسے شادی جان جہان / خوش غنیمت رکھ تو یہ نقد زمان
مت[۵۲] چرا شبرو سے تو وہ ماہرو / مت رک اے آب رواں اس جو سے تو
تا ہنسے لب جو کا با ما معین / اور لب جو سے اُگے بس یاسمین
مست سبزہ جو لب جو پر دیکھے / دور سے تو جان یاں پر آب ہے
بولا سیماہم وجوہ کردگار / ہوتا ہے غماز باران سبزہ زار
شب کو گر برسے نہ دیکھے کوئی کس / خواب میں ہوتا ہے ہر نفس و نفس
تازگی ہر گلستان کی اے عقیل / ہے برستے آب پر پنہاں دلیل
اے اخی میں خاکی اور آبی ہے تو / لیک شاہ رحم وہابی ہے تو

رجوع بحکایت چغز و موش است

رجوع طرف حکایت مینڈک و موش کے ہے

آنچنان کن از عطا و از قسم / کہ گہ و بیگہ بخدمت می رسم
بر لب جو من بجان میخوانمت / من نہ بینم از اجابت مرحمت
آمدن بر آب بہر من بستہ شد / زانکہ ترکیبم ز خاکی رستہ شد

ایسا کر از راہ عطا و جود سے[۵۳] / کہ میں ہر دم آؤں خدمت میں تری
تجکو جو پر میں بلاتا ہوں بجان / میں اجابت سے نہ دیکھوں رحم واں
بند آنا آب پہ میرا ہوا / کیونکہ میرا خاک سے قالب بنا

۵۱ بولا الخ ۶ شعر ایک صوفی سے ایک خواجہ سخی نے کہا کہ تیرے زیر پا میری جان فرش ہے آج تو ایک درم مجھسے لے یا کہ کل تو سہ درم صبحکو لے کہا کہ میں ایک درم پہ راضی ہوں آج دے کہ سو درم کل میں پاؤں پھر نقد یعنی اُدھار سے بہتر ہے تیرے آگے گردن رکھے کہ نقد لا خاص تھپڑ کہ میرے ہاتھ سے ہے بھی چپت و بھی گردن تجھ سے مست ہے تو آ اسے شادی جان جہان اور تو خوش غنیمت رکھ یہ نقد زبان باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
۵۲ مت چرا الخ ۷ شعر وہ اہ رو شبرو سے مت چرا اور اے آب روان مت رُک اس جو سے طالب ہو ہنسی ما معین سے اور آب جو سے اُگے یاسمین سبزہ مست لب جو دیکھے تو دور سے جان کہ یہاں آب ہے کہا سیماھم وجوہ خدا سے کہ سبزہ زار غماز باران ہوتا ہے اگر شب کو برسے اور کوئی نہ دیکھے کہ ہر نفس و نفس خواب ہوتا ہے ہر گلستان کی تازگی برستے آب پہ پوشیدہ دلیل ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے اخی میں خاکی اور تو آبی ہے ولیکن تو شاہ رحم وہابی ہے یعنی تھپڑ نقد بخشش اُدھار سے بہتر ہے کہ یہ بات ظاہر ہو عزت باطن کی آگے مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲
۵۳ ایسا کر الخ ۵ شعر ایسا کر از راہ جود و عطا کے میں ہر دم تیری خدمت میں آؤں تجکو نہر پہ میں کہتا ہوں جان سے ولیکن میں اجابت سے وہاں رحم نہیں دیکھتا ہوں میرا آنا آب پہ بند ہوا کیونکہ میرا خاک سے قالب بنا ہے کوئی قاصد یا نشان مقرر کر تا کہ میری خبر تجکو بیان کرے اس امر میں وہ دونوں بار بحث کرتے تھے آخر کو باہم یہ قرار ٹھہرا ۱۲

یا رسولے یا نشان کن با مدد　　تا ترا از بانگ من آگہ کند
گر مقرر کوئی قاصد یا نشان　　تا ندا میری کرے تجکو بیان

بحث کردند اندرین کار آن دو یار　　آخر این بحث آن آمد قرار
اس امر مین بحث کرتے دونون تھے　　ٹھہرا یہ آخر کو بس اہم قرار

کہ بدست آرید یک رشتہ دراز　　تا ز جذب رشتہ گردد کشف راز
کہ بہم پہونچاؤ اک رشتہ دراز　　جذب رشتہ سے تو ہووے آشکار راز

یک سری بر پای این بندہ ز تو　　بستہ باشد دیگری بر پای تو
اک سرا یہ بندہ باندھے پاؤن پہ　　دوسرا باندھے ترے وہ پاؤن پہ

تا بہم آئیم زین فن ما دو تن　　اندر آمیزیم چون جان با بدن
تا ملین اس فن سے ہم تم دونون تن　　ہم ملین آپس مین جیسے جان و بدن

ہست تن چون ریسمان بر پای جان　　می کشاند بر زمین از آسمان
مثل رشتہ تن ہی جان کے پاؤن پہ　　اسکو کھینچے ہے زمین پر چرخ سے

چغز جان در آب خواب بیہشی　　رشتہ از موش تن آمد در خوشی
آپ غفلت مین ہے مینڈک جان کی　　رشتہ موش تن کا ہے اندر خوشی

موش تن زان ریسمان باز ش کشد　　چند تلخی زین کشش زان می چشد
موش تن اس رشتہ سے پھر کھینچے اسے　　اس کشش سے تلخی از بس جان چکھے

گر نبودی جذب موش گندہ مغز　　عیشہا کردی درون آب چغز
گر نہ ہوتی یہ کشش اس موش کی　　کرتا مینڈک آب مین از بس خوشی

باقیش چون وز بر خیزی ز خواب　　بشنوی از نور بخش آفتاب
آنکھون کو خواب سے تیری کھلے　　حال باقی تو سنے اس شمس سے

یک سر رشتہ گرہ بر پای من　　زان سر دیگر تو بر پا عقدہ زن
اک سرا رشتہ کا میرے پاؤن پہ　　دوسرا تو باندھ اپنے پاؤن پہ

تا توانم من درین خشکی کشید　　مر ترا انک شد سر رشتہ پدید
تا سکون خشکی مین تجکو کھینچنا　　اب ہوا سر رشتہ پید اظاہرا

تلخ آمد بر دل چغز این حدیث　　کہ مرا در عقدہ آرد این خبیث
بات یہ مینڈک کو آئی ناگوار　　کہ مجھے پھندے مین پھانسے یار مار

ہر کراہت در دل مرد بہی　　چون در آید زافتی نبود تہی
جو کراہت دل مین اہل اللہ کے　　آئے وہ خالی نہ ہو آفات سے

وحی حق دان آن فراست نہ وہم　　نور دل از لوح کل کردست فہم
وحی حق جان اس فراست کو نہ وہم　　نور دل نے لوح کل سے کی ہے فہم

امتناع پیل از سیران بیت　　با صد آن پیلبان و بانگ ہیت
حملہ کعبہ سے رکنا پیل کا　　باوجودیکہ پیلبان جد مین رہا

جانب کعبہ نشد رفتی پای پیل　　با ہمہ لت نے کثیر و نے قلیل
جانب کعبہ نہ جاتا پاے پیل　　مغز کل تھا نے زیادہ نے قلیل

گفتتی خود کہ خشک شد پاہای او　　یا بمرد آن جان ہول افزای او
تو کہے کہ ہو گیا خشک اسکا پا　　یا کہ نکلے جان ہاہول وہ بلا

سلہ کہ بہم آلخ ۵ شعر کہ ایک رشتہ دراز بہم ہونچاؤ تا کہ جذب رشتہ سے راز اظہار ہو ایک سرا یہ بندہ پاؤن پر باندھے اور وہ دوسرا تیرے پاؤن پر باندھے تا اس تن سے ہم تم دونون ملین اور آپس مین ہم ملین مانند جان و تن کے آگے اس کے حقائق ہین رشتہ کے مانند بدن ہے جان کے پاؤن پر کہ اس کو زمین پر کھینچتا ہے آسمان سے جان کی مینڈک آب غفلت مین ہے اور رشتہ موش بدن کا خوشی ہے یعنی مینڈک جان کو کہ بحر معنی کا رہنے والا موش تن کہ خشکی خاک کا اس عالم سے اس عالم مین کھینچتا ہے اور غفلت مین ڈالتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ موش تن آلخ ۶ شعر موش تن پھر رشتہ سے اسے کھینچے اور اس کشش سے از بس جان تلخی چکھے اگر اس موش کی یہ کشش نہ ہوتی مینڈک آب مین از بس خوشی کرتا تیری آنکھون کو خواب سے کھلے باقی حال تو اس شمس سے سنے آگے رجوع مضمون ہے کہ ایک سرا رشتہ کا میرے پاؤن پر اور دوسرا تو باندھ اپنے پاؤن پہ سر رشتہ بظاہر پیدا ہوا یہ بات بظاہر مینڈک کو ناگوار آئی کہ مجکو پھندے مین پھانستا ہے یار آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ جو کراہت آلخ ۸ شعر جو اہل اللہ کے دل مین کراہت ہووے وہ آفت سے خالی نہ ہووے اس فراست کو وحی حق جان نہ وہم کہ نور دل نے لوح کل سے فہم کی ہے آگے اس کی مثال ہے فیل کا رکھنا حملہ کعبہ سے باوجودیکہ فیلبان کوشش کرتا تھا کعبہ کی جانب پاؤن فیل کا نہ جاتا مغز کل تھا نہ زیادہ نہ قلیل تو کہے کہ اسکا پاؤن خشک ہو گیا یا کہ جان نکلی جان کو حق آگاہ کرے اور صاحب فیل کو گمراہ کرے جب اسکا سر یمن کی طرف کرتے تو فیل سو گھوڑون سے تیز جاتا حس فیل زخم غیب سے آگاہ تھی وہی حق کی حس پھر کیا کچھ دیکھتی ہو [illegible] جس چیز سے اہل اللہ کے دل مین کراہت آتی ہے وہ آفت سے خالی نہین ہوتی ہے پس فراست وحی حق ہے وہم نہین ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم

پیل را حق جان آگہ میکند | وان خسان را گول گمرہ میکند
چونکہ کردی ہر سرش سوی یمن | پیل نر صد اسپہ گشتی گام زن
حس پیل از زخم غیب آگاہ بود | چون بود حس ولی با ورود
نے کہ یعقوب نبی گفت آن زمان | کہ ازو جستند یوسف را کنعان
از پدر چون خواستند آن ہم دوران | تا برندش سوی صحرا یک زمان
جملہ گفتندش میندیش از ضرر | یکدو روزش مہلتی دہ ای پدر
تو چرا ما را نہ پنداری امین | یوسف خود نسپری با ما فطین
تا ہم در مرجہا بازی کنیم | ما درین دعوت امین و محسنیم
گفت میدانم کہ نقلش از برم | میفروزد در دلم درد و سقم
این دلم ہرگز نمی گوید دروغ | کہ ز نور عرش دل دارد فروغ
آن دلیل قاطعی بد بر فساد | وز قضا آن را نکرد او اعتماد
درگذشت از چنین نشانی آنچنان | کہ قضا در فلسفہ بود آن زمان
این عجب نبود کہ کور افتد بچاہ | بل عجب افتادن بینای راہ
کاین قضا را گونا گون تصریفہاست | چشم بندش یفعل اللہ ما یشاست
ہم بداند ہم بداند دل فنش | موم گردد بہر آن مہر آہنش
گوئیا دل گویدے کہ میل او | چون درین شد ہر چہ باشد ...
خویش را ہم زین مغفل میکند | در عقابش جان معقل میکند

پیل کی حق جان کو آگہ کرے | صاحب پیلون کو وہ گمرہ کرے
جب یمن کی سمت کرتے اسکا سر | پیل سو گھوڑون سے جاتا تیز تر
حس پیل آگہ تھی زخم غیب سے | حس ولی حق کی پھر کیا کچھ رکھے
[۵۱] نے کہ یعقوب نبی سے جب کہا | مانگا یوسف بھائیون نے اسنے جا
بھائیون نے جبکہ چاہا باپ سے | سوے صحرا تاکہ لیجائین اُسے
بولے سب اُن سے نکر فکر ضرر | ایک دو دن کی دے مہلت اے پدر
کس لئے ہمکو نہین جانے امین | اپنا یوسف سونپتے نے با فطین
تاکہ ہم سب مل کے کھیلین دشت بیچ | اس طلب مین ہم امانتدار ہین
بولے مین جانون کہ میرے پاس سے | جانا اسکا دلکو صدمہ دے مرے
دل [۵۲] مرا ہرگز نہ کہتا جھوٹ ہے | کہ منور ہے وہ نور عرش سے
وہ دلیل قاطع رکھتے تھے فساد | نے قضا سے اُس کا رکھتا اعتماد
محو اُن سے وہ نشان بالکل ہوا | عقل کی پابند تھی اُسدم قضا
یہ غضب سے چاہ مین اندھا گرے | ہے عجب بینا گرے جو راہ سے
یہ تصرف گوناگون رکھے قضا | چشم بندی یفعل اللہ ما یشا
اُس کا فن دل جانے اور تو جانئے | موم آہن ہو محبت کے لئے
گویا [۵۳] دل کہوے کہ خواہش اسکی جو | کیسے ہوئی جو کچھ ہوئی مجھ سے کہو
آپ کو بھی اُس سے غافل کرتا ہی | جان کو وہ اپنی پاگل کرتا ہے

سـ۵۱ــ نے کہ الخ ۶ شعر نہین یعقوب نبی نے کیا کہ جب بھائیون نے یوسف کو اُن سے جاکر مانگا جبکہ بھائیون نے آپ سے چاہا تاکہ صحرا کی طرف اسے لیجائین سب نے ان سے کہا کہ فکر ضرر نہ کر اور ایک دو دن کی مہلت دے اے پدر مجھکو کس واسطے مین نہین جانتا اپنا یوسف نہین سونپتا ہے ساتھ ہمارے تاکہ ہم سب مل کر دشت مین کھیلین ہم اس طلب مین امانت دار ہین نہین جانتا ہون میرے پاس سے اُس کا جانا میرے دلکو صدمہ دیگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **سـ۵۲ــ** دل مرا الخ ۶ شعر میرا دل ہرگز جھوٹ نہین کہتا ہے کہ وہ روشن ہے نور عرش سے وہ دلیل قاطع فساد کی رکھتی تھی اس کا اعتماد بسبب قضا کے نہ رکھا وہ نشان اُن سے بالکل محو ہوا کہ قضا اُسدم عقل کی پابند تھی آگے اس کی مثال ہے یہ عجب نہین کہ چاہ مین اندھا گرے بلکہ یہ تعجب ہے کہ بینا راہ سے گرے یہ تصرف قضا گوناگون رکھتی ہے چشم بندی یفعل اللہ ما یشا اُس کا فن دل جانتا ہے اور تو جانتا ہے کہ آہن موم ہوتا ہے محبت کیواسطے یعنی تصرفات قضا کے ایسے ہین آگاہ لوگ جانتے ہین اور پھر وہ کام کرتے ہین کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے وہ فعل کرتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ **سـ۵۳ــ** گویا دل الخ ۸ شعر گویا دل کہے کہ حق کی خواہش کیسے ہوئی جو کچھ ہوئی مجھ سے کہو اس سے غافل آپ کو بھی کرتا ہے اگر وہ پہلوان اس مین مات ہووے بس وہ مات نہووے امتحان ہووے سو بلا سے ایک بلا مول لے ایک پستی اسکو بلندی کا دے آگے اس کی مثال ہے ایسا خام شوخ کہ جو اُسے شراب نے چھوڑا پایا مخمار خام سے آخر کو پختہ و استاد ہوا جان کی بندگی سے چھٹ مست بادام پیالہ سے ہو اور بے تمیز ہوکر بالکل خلق سے چھٹا ان نے عقیدے سست پر تقلید سے اور خیال دیدہ بے دید سے یعنی شراب عشق الٰہی سے مست ہوکر خلق سے چھٹا اور خیال دیدہ بے دیدہ سے بچایا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گر شود مات اندرین آن بوالعلا ‖ آن نباشد مات باشد ابتلا
یک بلا از صد بلایش وا خرد ‖ یک ہوطش بر معارجہا برد
خام شوخی کہ رہانیدش مدام ‖ از خمار صد ہزاران نیشت خام
عاقبت او پختہ و استاد شد ‖ جست از رق جہان آزاد شد
از شراب لایزالی گشت مست ‖ شد ممیز و ز خلائق باز رست
زاعتقاد سست پر تقلیدشان ‖ وز خیال دیدۂ بے دیدشان
ای عجب چہ فن زند او راکشان ‖ پیش جزر و مد بحر بے نشان
زان بیابان آن عمارتہا رسید ‖ ملکت شاہی و وزارتہا رسید
زان بیابان عدم مستان شوق ‖ میرسند اندر شہادت جوق جوق
کاروان در کاروان زین بادیہ ‖ می رسد در ہر مسا و غادیہ
آید و گیرد وثاق ما گرد ‖ کہ رسیدم نوبت ما شد تو رد
چو پسر چشم خرد را بر کشاد ‖ زود با بار رخت بر گردون نہاد
جادۂ شاہ است این سو این روان ‖ وان ازان سو صادران و واردان
نیک بنگر ما نشستہ می رویم ‖ تو نہ بینی قاصد جاے تو ایم
ہر مانے می نگیری راس مال ‖ بلکہ از بہر غرض ہا در مآل
پس مسافر آن بود ای رہ پرست ‖ کہ مسیر و روش در مستقبل است
ہمچنان کز پردہ دل بیکلال ‖ دمبدم در میرسد خیل خیال
گر نہ تصویرات از یک معدنند ‖ در پی ہم سوی جان چون میرسند

مات ہووے اسمین گر وہ بیلو ‖ جو نہ ہووے مات ہوئے امتحان
سو بلا سے اک بلا سے مول لے ‖ ایک پستی بس بلندی سکو دے
خام شوق ایسا چھڑایا جو آسے ‖ مے سے اک صد با خمار خام سے
پختہ اور اُستاد آخر کو ہوا ‖ اور جہان کی بندگی سے وہ چھٹا
مست بادۂ لایزالی سے ہوا ‖ پر تمیز ہو خلق سے بالکل چھٹا
سست عقیدہ اُنکے پُر تقلید سے ‖ اور خیال دیدۂ بے دید کے
[۵۱] اے عجب کیا فن کرے کھینچے اُسے ‖ آسگے جزر و مد بحر غیب سے
اس بیابان سے عمارت آئی ہے ‖ ملک شاہی اور وزارت آئی ہے
اس بیابان عدم سے مست شوق ‖ آتے ہین دنیا کے اندر جوق جوق
کاروان در کاروان اس دشت سے ‖ آتے ہین ہر وقت صبح و شام سے
آتے ہین اور لیتے ہین وہ گھر مرا ‖ کہ ہماری نوبت آئی ہے تو جا
[۵۲] جیسے آنکھین عقل کی کھولے پسر ‖ جلد سامان خرچ سے رکھے پدر
یہ سڑک شاہی ہے اس سے سو روان ‖ اور اُدھر سے آئین جائین میہمان
خوب دیکھ ہم بیٹھے بیٹھے جاتے ہین ‖ تو نہ دیکھے ہم روان تو جاتے ہین
مال کی خاطر نہ تو نے راس مال ‖ بل غرض کو جو کہ ہو اندر مآل
پس مسافر وہ ہے اے فرخندہ پے ‖ کہ مسیر و اسکا منھ آگے کو ہے
[۵۳] جیسے پردہ دل سے بے رنج و ملال ‖ پہونچتی ہے دمبدم فوج خیال
گر خیالات اک نہین معدن سے ہین ‖ آگے پیچھے سوی جان کیون آتے ہین

[۵۱] اے عجب الخ ۵ شعر اے عجب کیا فن کرے کہ اُسے کھینچے آگے جزر و مد بحر غیب کے اس بیابان سے عمارت آئی ہے ملک شاہی و وزارت آئی ہے اس بیابان عدم سے مست شوق دنیا کے اندر جوق جوق آتے ہین اس دشت سے کاروان کاروان آتے ہین ہر وقت صبح و شام سے وہ آتے ہین اور لیتے ہین گھر میرا کہ ہماری نوبت آئی ہے تو جا یعنی ملک عدم سے ایک مخلوق اس جہان مین آتی ہے اور چلی جاتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

[۵۲] جیسے آنکھین الخ ۷ شعر جیسے پسر عقل کی آنکھین کھولے اور پدر سامان خرچ پہ جلد رکھے یہ سڑک شاہی اس سو سے روان اور اُدھر سے آئین و جائین میہمان خوب دیکھ کہ ہم بیٹھے جاتے ہین جو نہ دیکھے کہ ہم نئی جا پہ روان ہین تو مال کی خاطر راس المال سے بلکہ غرض کو جو کہ اندر مآل کے ہے پس وہ مسافر ہے اے فرخندہ پے کہ سیر کرنیکو اسکا منھ آگے ہو آگے حقائق ہین [۵۳] جیسے پردہ الخ پردۂ دل سے بے رنج و ملال پہونچتی ہے دمبدم فوج خیال کی اگر خیالات ایک معدن سے نہین ہین سمت جان کے آگے پیچھے کیون آتے ہین یعنی ہم اس جہان سے ایسے اُدھر چلے جاتے ہین جیسے خیالات اِدھر سے چلے جاتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

جوق جوق اسپاہ تصورات ما | سوے چشمہ دل شتابان از ظما
جوق جوق[1] آتے ہیں لشکر خیال کے | تشنہ جانب چشمۂ دل کے مرے

جرہا پر می کنند و می روند | دائما پیدا و پنہا می شوند
پر سبو کرتے ہیں اور جاتے ہیں وہ | اور سدا پیدا و نہاں ہوتے ہیں وہ

فکرہا از اختران چرخ دان | دائر اندر چرخ دیگر آسمان
جان فکر اختران چرخ سے | کرتے ہیں گردش وہ اور ہی چرخ پہ

سعد دیدی شکر کن ایثار کن | نحس دیدی صدقہ و استغفار کن
سعد دیکھے شکر اور ایثار کر | نحس دیکھے صدقہ استغفار کر

ما کہیم این را بیار اے یار من | طالعم مقبل کن و چرخی بزن
ہم ہین کون اسکو تو لا ای میرے یار | طالع مقبل کر مرا لوٹ ایکبار

روح را تابان کن از انوار ماہ | زانکہ ز آسیب ذنب شد دل سیاہ
کر تو روشن روح نور ماہ سے | دل سیہ صدمہ ذنب سے جو کہ ہے

از خیال و وہم و ظن بازش رہان | از چہ و جور رسن بازش رہان
اسکو[2] وہم و خیال و ظن سے پھر چھڑا | اور چہ و جور رسن سے پھر چھڑا

تا ز دلداری خوب تو دلی | پر برآرد پر پرد ز آب و گلی
تا کہ دل دلداری سے خوش ہو ترے | پر نکالے آب و گل سے اور اڑے

اے عزیز مصر جانم دستگیر | عذر این زندانی خود در پذیر
ای عزیز مصر میری جان کا | عذر سن قیدی کو اپنے کر رہا

ای عزیز مصر جانم آن تست | یوسف مظلوم در زندان تست
ای عزیز اب جان تیری ملک ہے | یوسف مظلوم زندان میں ترے

در خلاص او یکے خوابے ببین | زود کان اللہ یحب المحسنین
خواب دیکھ اسکی رہائی میں امین | جلد کان اللہ یحب المحسنین (تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے نیکوں کو)

ہفت گاو لاغر پر از گزند | ہفت گاو فربہش را میخورند
سات لاغر گاؤ جو ہیں رنج میں | سات فربہ گاؤ کو وہ کھاتے ہیں

ہفت خوشہ زشت خشک ناپسند | سنبلات تازہ را می چرند
سات خوشے جو کہ خشکی رکھتے ہیں | تازہ خوشے سات کو وہ چرتے ہیں

قحط از مصرش بر آمد ای عزیز | ہین مباش ای شاہ این را مستجیز
قحط[3] مصر اسکے سے نکلا ای عزیز | رکھ نہ قید اسکو ای شاہ پر تمیز

یوسفم در حبس تو ای شہ نشان | ہین ز دستان زنانم وا رہان
ہیں ہوں یوسف قید میں تیری شہا | عورتوں کے مکر سے مجکو چھڑا

از سوی عرشی کہ بودم مربط او | شہوت مادر فگندم کاہبطوا
ربط رکھنے والا ہیں تھا عرش سے | اہبطوا میں ڈالا خواہش نے مجھے

پس فتادم زان کمال مستتم | از فن زالی بہ زندان رحم
پس پھنسا ہیں اس کمال قرب سے | زال کے مکروں سے اندر رحم کے

---

[1] جوق جوق آخر ۶ شعر لشکر خیال کے جوق جوق آتے ہین تشنہ جانب چشمہ دل میرے کے سبو کرتے ہین اور وہ جاتے ہین اور ہمیشہ وہ پیدا و نہاں ہوتے ہین جان انجم فلک سے کہ وہ گردش کرتے ہین اور آسمان پر ہین جو کہ سعد دیکھے شکر و ایثار کر اور جو نحس دیکھے صدقہ و استغفار کر ہم کون ہین تو اس کو لا میرا طالع مقبل کر اور ایکبار لوٹ کو روح روشن کر فرمایا اسے جو کہ دل صدمہ ذنب سے سیاہ ہے یعنی فکر ہین مانند اخترون کے جان کر گردش کرتے ہین اور چرخ پر ہے جو نیک آئین شکر کر اور نحس سے استغفار کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] اس کو آخر ۷ شعر پھر اسکو وہم و خیال و گمان سے چھڑا اور چاہ و جور رسن سے چھڑا تا کہ دل تیری دلداری خوش سے آب و گل سے پر نکالے اور اڑے اسے عزیز مصر میری جان کا عذر سن اور اپنے قیدی کو رہا کر اسے عزیز سب جان تیری ملک ہے کہ یوسف مظلوم تیرے زندان مین ہے اسکی رہائی مین جلد الٰہی مین خواب دیکھ ترجمہ کہ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے نیکون کو سات دبلی گاؤ جو رنج مین ہین سات فربہ گاؤ کو وہ کھاتی ہین سات خوشے جو کہ خشکی رکھتے ہین سات خوشے تازہ کو وہ چرتے ہین یعنی دل کہ مثل یوسف کے قید زندان بدن ہے اسے عزیز مصر رہا کر عذر سن اسکو اس قید سے رہا کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] قحط مصر آخر ۴ شعر قحط مصر اسکے سے نکلا اس کو قید مت رکھ اسے شاہ پر تمیز مین یوسف تیری قید مین ہون اسے شاہ تو عورتون کے مکر سے مجکو چھڑا مین ربط رکھنے والا عرش سے تھا مجکو اہبطوا نے خواہش مین ڈالا پس مین پھنسا اس کمال قرب سے زال کے مکرون سے اور رحم کے اندر روح کو زندان مین لائے عرش سے عورتون کا مکر پڑا ہے اسواسطے میری پستی اول آخر عورت سے سب ہین روح تھا تن ہون کس طور سے یعنی روح مکر نفس مین گرفتار ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

روح را از عرش آرد در حطیم — لاجرم کید زنان باشد عظیم
اول و آخر هبوط من ز زن — چونکه بودم روح و چون گشتم بدن
بشنو این زاری یوسف در عثار — یا برار یعقوب بیدل رحم آر
ناله را خوان گشتم یا از زنان — که فگندم چو آدم از جنان
زان مثال برگ دی پژمرده‌ام — کز بهشت وصل گندم خورده‌ام
چون بدیدم لطف و اکرام ترا — وان سلام و صلح و پیغام ترا
من سپند چشم بد کردم پدید — در سپندم نیز چشم بد رسید
دافع هر چشم بد از پیش و پس — چشمهاے پر خمار تست و بس
چشم بد را چشم نیکویت شها — مات و مستاصل کند نعم الدوا
بل ز چشمت کیمیاها را میرسد — چشم بد را چشم نیکو می کند
چشم شه بر چشم باز دل زده است — چشم بازش سخت با همت شده است
تا ز بس همت که یابید از نظر — می نگردد باز شه جز شیر نر
شیر چه کان شاهباز معنوی — هم شکار تست هم صیدش توی
شد صفیر باز جان در مرج دین — نعرهای لا احب الآفلین
باز دل را که پے تو می پرید — از عطاے بیحدت چشمی رسید
یافت بینی بوی و گوش از تو سماع — هر حسی را قسمتی آرد مشاع
هر حسی را چون دهی ره سوے غیب — نبود آن حس را فتور و مرگ و شیب
مالک الملکی بحس چیزے دهی — تا که بر حسها کند آن حس شهی

روح کو زندان مین لائے عرش سے — ہے زنون کا کید عظیم اسواسطے
اول آخر پستی میری زن سے ہے — روح تھا مین تن بنون کس طور سے
رنج مین یوسف کے زاری گوش کر — یا کہ تو کر رحم اُس یعقوب پر
عورتون سے روؤن یا اخوان سے مین — کہ جنان سے نکلا جون آدم کے مین
اسسے جون برگ خزان پژمردہ ہون — وصل کی جنت سے گندم خوردہ ہون
دیکھا مین نے جو ترے اکرام کو — اور سلام اور صلح اور پیغام کو
چشم بد کو لایا مین اسپند جو — چشم بد پہونچے مرے اسپند کو
چشم بد کے دفع کرنے کے لئے — تیری چشم پر خمار اب بس کرے
چشم بد کو چشم نیک اے شہ تری — دفع کردے خوب ہے چارہ گری
کیمیا بلکہ پہونچے تیری چشم سے — چشم بد چشم نیکو تر کرے
چشم باز دل پہ شہ نے کی نظر — چشم باز اس کی ہے با ہمت مگر
تا اُس ہمت سے کہ ہے اندر نظر — نے پکڑتا باز شہ جز شیر نر
شیر کیا وہ شاہباز معنوی — صید تیرا ہے وہ صید اسکا توئی
اپنے باز جان کے اندر راہ دین — ہے صدائے لا احب الآفلین
باز دل کو کہ اُڑا تیرے لئے — چشم بد پہونچی تری اس جود سے
بینی بو اور گوش سننا تجھ سے لے — حصہ ہر اک حس کا شامل آئے ہے
راہ ہر حس کو تو سوے غیب دے — مرگ و نقصان پھر نہ اس حس کو ملے
مالک الملک حس کو جو اک چیز دے — تا حسون پر پس وہ حس شاہی کرے

حکایت سلطان محمود غزنوی و رفاقت او شب با دزدان

حکایت سلطان محمود غزنوی کی اور رفاقت کرنا اس کی رات کو ساتھ چورون کے

سلہ رنج مین آگے شعر یوسف کی زاری رنج مین گوش کر یا تو اس یعقوب پہ رحم کر یعنی عورتون سے روؤن یا اخوان سے کہ مین آدم کے مانند جنت سے نکلا اسسے برگ خزان کے مانند پژمردہ ہون جنت سے وصل کی گندم خوردہ ہون جو مین نے دیکھا تیرے آرام کو اور سلام صلح و پیغام کو چشم بد کو جو مین اسپند جو لایا تو میرے اسپند کو چشم بد پہونچے دفع کرنے چشم بد کے جو مین اسپند لایا تو میرے سپند کو چشم بد پہونچے دفع چشم بد کے واسطے تیری چشم پرخمار بس کرتی ہے چشم بد کو تیری چشم نیک اے شاہ رفع کرتے یہ چارہ گری تو بہتر ہے یعنی دفع نظر بد کو ایک نظر دراہی جیسے پلید چیز کو آب پاک دور کر دیتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ کیمیا آگے ۹ شعر بلکہ کیمیا تیری چشم کو پہونچے کہ چشم بد کو نیکوتر کر دیا چشم باز دل پر شاہ نے نظر کی کہ چشم باز اسکی باہمت ہوئی تا اس ہمت سے کہ از راہ نظر کے ہے باز شاہ نہیں پکڑتا بجز شیر نر کے شیر کیا وہ شاہ باز معنوی تیرا صید ہے اور اسکا صید تو ہے یعنی باز جان کی راہ دین مین خدا سے لا احب الآفلین باز دل کو تیرے واسطے اُڑا چشم بد پہونچی اس تیرے وجود سے ناک بو و گوش سننا تجھسے لے ہر ایک حس کا حصہ شامل آتا ہے تو ہر ایک حس کو جو راہ سوئے غیب دے پھر اس حس کو مرگ و نقصان نہ ملے جو حس کو مالک الملک ایک چیز دے تا وہ حس اور حسون پر شاہی کرے یعنی جو نظر عنایت مرشد کی سالک مین اثر کرے اس کو وہ ہمت حاصل ہے کہ ہر ایک حس اس کی کو پھر مرگ و نقصان نہ پہونچے اور سب حسون پر اُس کو شاہی ملے چنانچہ اس کی مثال مین آگے سلطان محمود کو فرماتے ہین فافہم ۱۲

شب چو شہ محمود می گشت فرد | با گروہ دزد شب رو باز خورد
پس بگفتندش کہ ای بو الوفا | گفت شہ من ہم یکی ام از شما
آن یکی گفت ای گروہ مکر کیش | ہین بگوئید از فن و فرہنگ خویش
تا بگوید با حریفان در سمر | کو چہ دارد در جبلت از ہنر
آن یکی گفت ای گروہ فن فروش | ہست خاصیت مرا اندر دو گوش
کہ بدانم سگ چہ میگوید ببانگ | قوم گفتندش ز دینارے دو دانگ
آن دگر گفت ای گروہ زر پرست | جملہ خاصیت مرا چشم اندرست
ہر کرا شب بینم اندر قیروان | روز بشناسم مر او را بی گمان
گفت یک خاصیتم در بازو ست | کہ زنم من نقبہا با زور دست
گفت یک خاصیتم در بینی ست | کار من در خاکہا بو بینی ست
سر الناس معادن داد دست | کہ رسول آن را پی چہ گفتہ است
من ز خاک تن بدانم کاندر آن | چند نقد ست و چہ دارد او ز کان
در یکی کان زر بے اندازہ درج | وان دگر دخلش بود کمتر ز خرج
ہمچو مجنون بو کنم ہر خاک را | خاک لیلی را بیابم بی خطا
بو کنم دانم ز ہر پیراہنے | گر بود یوسف و گر آہرمنے
ہمچو احمد کہ برد بو از یمن | زان نصیبی یافت این بینی من
کہ کدامین خاک ہمسایہ زر ست | یا کدامین خاک صفر و ابتر ست

جو کہ پھرتا شب کو تھا محمود شاہ | اک گروہ دزد شب رو سے ملا
پس کہا اسکو انہوں نے تو کون ہے | بولا شہ تم میں سے میں بھی ہوں ویسے
بولا اک انہیں سے ای قوم دغا | عقل و فن اپنا کہو تم ظاہرا
تا کہو یاروں سے تم اور دو خبر | کون کیا رکھتا ہی عادت میں ہنر
ایک بولا اے گروہ باہنر | میرے دونوں کان میں ہی یہ اثر
کہ میں جانوں ہوں کہ سگ جو کچھ کہے | بولے دو آنہ روپے میں بس تو ہے
دوسرا بولا اے قوم زر طلب | خاصیت میری ہی بس آنکھوں میں سب
میں شب تیرہ میں دیکھوں جسکو میں | بیگماں تب پہچانوں اسکو روز میں
بولا اک بازو میں خاصیت مرے | کہ میں دیتا نقب ہوں بس ہاتھ سے
بولا اک تاثیر میری ناک میں | کام میرا سونگھنے کا خاک میں
سر الناس معادن کا ملا | کہ نبی نے اس لئے ہی وہ کہا
جانوں خاک تن سے میں کہ درمیان | اسکے نقد اب کسقدر اور زر کان
ایک کان میں زر ہی از بسکہ بھرا | دوسرے میں دخل کم خرچ ہی سوا
سونگھوں مجنوں کیطرح خاک کو میں | خاک لیلی پاؤں میں بے جستجو
جانوں ہر اک پیرہن میں سونگھ کے | اہرمن کا ہی و یا یوسف کا ہے
مثل احمد کہ یمن سے پائے بو | اس سے حاصل حصہ میری ناک کو
کہ ملی ہے شاہ خاک زر سے کونسی | یا تہی ہے خاک زر سے کونسی

سلہ جو کہ پھرتا الخ ۹ شعر جو کہ محمود شاہ شب کو پھرتا تھا ایک گروہ دزد شب روسے ملا انہوں نے اسکو کہا کہ تو کون ہے شاہ نے کہا میں ایک تم میں سے ہوں ایک نے ان میں سے کہا کہ اے قوم دغا تم عقل و فن اپنا ظاہر کہو تا یاروں سے کہو اور خبر دو کہ کون کیا رکھتا ہے عادت میں ہنر ایک نے کہا کہ اے گروہ باہنر میرے دونوں کان میں یہ اثر ہے کہ سگ جو کچھ کہے میں جانتا ہوں کہا کہ تو بھی دو آنہ روپیہ میں سے ہے دوسرے نے کہا کہ اے قوم زر طلب میری آنکھوں میں یہ خاصیت ہے کہ میں شب تیرہ میں جسکو دیکھتا ہوں اسکو دن میں بیشک پہچانتا ہوں ایک نے کہا میرے بازو میں خاصیت ہے کہ میں نقب دیتا ہوں ہاتھ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا اک الخ ۷ شعر ایک نے کہا کہ میری ناک میں تاثیر ہے کہ میرا کام سونگھنے کا خاک میں ہے بھید الناس معادن کا ملا اسواسطے نبی نے وہ کہا خاک تن سے میں جانتا ہوں کہ درمیان اسکے کس قدر نقد زر ہے کہ ایک کان میں زر از بس بھرا ہے دوسرے میں دخل کم اور خرچ سوا ہے مجنوں کے مانند سونگھ کر خاک کو خاک لیلی میں پاؤں بے جستجو کہ میں ہر ایک پیراہن سونگھ کر جانوں کہ اہرمن کا ہے و یا یوسف کا ہے احمد کے مانند کہ یمن سے بو پائی اس سے حصہ حاصل میری ناک کو ہے یعنی اہل معنی کی حس شامہ بوئے معنی کو معلوم کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کہ ملی ہے الخ ۶ شعر کہ کونسی خاک زر سے ملی ہے یا کونسی خاک زر سے نہیں ملی ہے ایک نے کہا کہ میرے پنجہ میں تاثیر ہے کہ کمند ڈالتا ہے بام پہ اگرچہ قصر کسقدر ہو کنگرہ پر اسکے میں کمند ڈالوں جیسے احمد نے کمند تخت الٰہی تھی کہ وہ کمند ان کو لیگیا تخت تک حق نے کہا کہ اے کمند انداز تیرے جانو مارمیت اذرمیت یعنی کمند ہمت نے جناب رسول مقبول صلعم کو عرش تک پہونچادیا اور ایک کر دیا فعل انکا عین فعل حق کا پہونچا کہ وجوع بتقسیم ہے فافہم ۱۲

گفت یک یک خاصیت در پنجه ام ۔ که کمندی افگنم طول علم
بولا اک تاثیر پنجہ مین مرے ۔ کہ کمند اک ڈالتا ہون بام پے

قصر اگرچه چند باشد بس بلند ۔ کنگرش در سخت گردانم کمند
قصر ہووے جسقدر گرچہ بلند ۔ کنگرہ پر اُس کے مین ڈالون کمند

همچو احمدؐ که کمند انداخت سخت ۔ که کمندش برد سوی تخت و بخت
جیسے ڈالی تھی کمند احمدؐ نے سخت ۔ لیگئی اُنکو کمند اب تا بہ تخت

همچو احمدؐ که کمند انداخت جانش ۔ تا کمندش برد سوی آسمانش
جیسے احمدؐ نے بجان ڈالی کمند ۔ لیگئی تا چرخ اُنکو بھی کمند

گفت حقش ای کمند انداز بیت ۔ آن ز من دان ما رمیت اذ رمیت
بولا حق کہ ای کمند انداز بیت ۔ مجھ سے جانو ما رمیت اذ رمیت

پس بپرسیدند زان شه کای سند ۔ هر ترا خاصیت اندر چه بود
پوچھا[ف۱] اس شہ سے کہ اے فرخندہ پے ۔ خاص تجکو خاصیت کس شے مین ہے

گفت در ریشم بود خاصیتم ۔ که رهانم مجرمان را از سقم
بولا خاصیت مری داڑھی مین ہے ۔ کہ چھڑاؤن مجرمون کو قید سے

مجرمان را چون بجلادان دهند ۔ چون بجنبد ریش من ایشان رهند
مجرمون کو جبکہ جلادونکو دین ۔ جو ہلے داڑھی مری تو وہ چھٹین

چون بجنبانم به رحمت ریش را ۔ طے کنند آن قتل و آن تشویش را
جب مین رحمت سے ہلاؤن ریش کو ۔ طے کرین اس حجت و تشویش کو

قوم گفتندش که قطب ما توئی ۔ چون خلاص روز محنت ها توئی
قوم بولی تو ہمارا قطب ہے ۔ جو خلاصی روز محنت کی رکھے

بعد ازان جمله بهم بیرون شدند ۔ سوی قصر آن شه میمون شدند
بعدہ سب مل کے وہ باہر گئے ۔ اور جانب قصر شاہی کے چلے

چون سگی بانگی بزد از دست راست ۔ گفت میگوید که سلطان با شماست
سگ جو بولا انکے سیدھے ہاتھ پے ۔ بولا کُتا شہ تمھارے ساتھ ہے

خاک بو کرد آن دگر از ربوه ۔ گفت که این هست از وثاق بیوه
خاک[ف۲] سونگھی دوسرے نے ڈھیر سے ۔ بولا کہ یہ ایک گھر بیوہ کا ہے

پس کمند انداخت استاد کمند ۔ تا شدند آن سوی دیوار بلند
پس کمند ڈالی جو اُس اُستاد نے ۔ تا چڑھے وہ اک بلند دیوار پے

جای دیگر خاک را چون بوی کرد ۔ گفت خاک مخزن شاهی ست فرد
دوسری جا پر جو سونگھا خاک کو ۔ بولا خاک مخزن شہ ہے نکو

نقب زن زد نقب و در مخزن رسید ۔ هر یکی از مخزن اسبابی کشید
نقب زن دی نقب مخزن مین گیا ۔ اور ہر ایک نے مال مخزن سے لیا

بس زر و زربفت و گوهرهای زفت ۔ قوم بردند و نهان کردند تفت
بس زر و زربفت اور گوہر بڑے ۔ لیگئے وہ لوگ اور پنہان کئے

شه معین دید منزل گاه شان ۔ حلیه و نام و پناه و راه شان
جا مقرر دیکھی انکی شاہ نے ۔ اور انکا نام و حلیہ راہ سے

خویش را دزدید از ایشان بازگشت ۔ روز در دیوان بگفت آن سرگذشت
اُن[ف۳] سے اپنے کو چھپایا اور پھرا ۔ دن کو دیوان مین کہا وہ ماجرا

ف۱ پوچھا الخ ۶ شعر اُس شاہ سے پوچھا کہ اے فرخندہ پے تجکو خاصیت کس شے مین ہے کہا کہ خاصیت میری داڑھی مین ہے کہ مجرمونکو قید سے چھڑاؤن جبکہ مجرمون کو جلادون کو دین جو میری داڑھی مین رحمت سے ہلاؤن اس حجت و تشویش کو طے کرین قوم نے کہا کہ تو ہمارا قطب ہے جو روز محنت کی خلاصی رکھتا ہے بعدہ وہ سب مل کر باہر گئے اور قصر شاہی کی طرف چلے جو کتا بولا انکے سیدھے راستے پر کہا کہ یہ کہتا ہے کہ شاہ تمھارے ہمراہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ خاک سونگھی الخ ۶ شعر دوسرے نے خاک ڈھیر سے سونگھی کہا کہ یہ ایک گھر بیوہ کا ہے پس کمند اُس اُستاد نے ڈالی تا وہ ایک بلند دیوار پر چڑھے دوسری جا پر جو اُس خاک کو سونگھا کہا کہ خاک مخزن شاہ کی ہے نقب زن نقب دے کر گیا اور ہر ایک نے مال مخزن سے لیا پس زر و زربفت و گوہر لے وہ لوگ لے گئے اور پوشیدہ کئے شاہ نے انکی جگہ مقرر دیکھی اور انکا نام و حلیہ و راہ سے دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ اُن سے اپنے الخ ۶ شعر اُسنے خود کو چھپایا اور پھرا اور دن کو دیوان مین وہ ماجرا کہا پس سپاہی مست ہو کر دوڑے تا ہر ایک نے ہر ایک کو باندھا و دست بستہ طرف دیوان کے آئے اور وہ خوف جان سے لرزان تھے جب وہ پیش شاہ آکر کھڑے ہوئے وہ شاہ مثل ماہ کے یار شب اُسکا تھا وہ چور کہ شبکو جس کسیکو دیکھتا تھا اور دنکو بیشک دیکھکر پہچانتا تھا بادشاہ کو تخت پر دیکھا کہا کہ گشت شب مین یہ ہمارے ہمراہ تھا داڑھی مین اکثر خاصیت اس کی یہ ہے ہماری گرفت بھی ایک اس سے ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

پس روان گشتند سرہنگان مست	تا کہ ہر سرہنگ زد ہی را ببست	بس سپاہی چلے شاہی مست ہو	تا ہر اک نے باندھا ہر اک چور کو
دست بستہ سوی دیوان آمدند	وز نہیب جان ہمہ لرزان شدند	دست بستہ سوے دیوان آئے وہ	اور خوف جان سے لرزان تھے وہ
چونکہ استادند پیش تخت شاہ	یار شب شان بود آن شاہ چو ماہ	جب کھڑے آکر ہوئے وہ پیش شاہ	یار شب انکا تھا وہ شہ مثل ماہ
آنکہ شب بر ہر کہ چشم انداختی	روز دیدی بیشکش بشناختی	وہ کہ شب کو جس کسی کو دیکھتا	دن کو بیشک دیکھکر پہچانتا
شاہ را بر تخت دید و گفت این	بود با ما دوش شب گرد و قرین	بادشہ کو تخت پر دیکھا کہا	گشت شب مین یہ ہمارے ساتھ تھا
آنکہ چندین خاصیت در ریش اوست	این گرفت ماہم از تفتیش اوست	خاصیت داڑھی مین اکثر اسکی ہے	یہ ہماری بھی گرفت اک اس سے ہے
عارف شہ بود چشمش لاجرم	بر کشاد از معرفت لب با حشم	چشم عارف[1] اسکی شہ تھی اس لئے	کھولا اُس نے لب کو اس عرفان سے
وہو معکم گفتہ این شاہ بود	فعل ما می دید و سر ما شنود	وہو معکم بولا وہی شاہ تھا	راز سنتا فعل سب کے دیکھتا
چشم من رہ برد شب شہ را شناخت	جملہ شب با روی ماہش عشق باخت	کھوج شب سے شہ کو جانا چشم نے	عشق شب بھر ہمکو تھا اس ماہ سے
امت خود را بخواہم من ازو	کو نگرداند ز عارف ہیچ رو	اپنی اُمت سے مین چاہوں اس لئے	عارفون سے رو نگردانی کرے
چشم عارف دان امان ہر دو کون	کہ بدو یابید ہر بہرام عون	چشم عارف مامن کونین جان	کہ مدد لی اُس سے ہر شہ نے یہان
زان محمد شافع ہر داغ بود	کہ ز جز شہ چشم او مازاغ بود	اس لئے تھا شافع مجرم نبی صلعم	کہ بجز شہ چشم مازاغ انکی تھی
در شب دنیا کہ محجوب است شید	ناظر حق بود و زو بودش امید	چشم دنیا کی کہ خور محجوب ہے	حق کے ناظر اور خواہشمند تھے
از الم نشرح دو چشمش سرمہ یافت	دید آنچہ جبرئیل آن بر نتافت	چشم[2] الم نشرح سے انکی سرمہ سا	دیکھا جو جبریل عم نے پردہ کھلا
مر یتیمی را کہ حق سرمہ کشد	گرد او در یتیم بار رشد	وہ یتیم ایسے کہ سرمہ دے خدا	ہو وہین وہ در یتیم بے بہا
نور او بر درہا غالب شود	آنچنان مطلوب را طالب شود	نور انکا در پہ بس غالب رہے	جسطرح مطلوب پر طالب رہے
در نظر بودش مقامات العباد	لاجرم نامش خدا شاہد نہاد	عبدیت پیش نظر تھی آپ کے	نام شاہد حق نے رکھا اس لئے
آلت شاہد زبان و چشم تیز	کہ ز شب خیزش ندارد سر گریز	آلہ شاہد کا زبان و چشم ہے	دیدہ شب خیزی سے نے عاجز رہے

[1] چشم عارف الخ ۶ شعر اس کی چشم شاہ سے عارف تھی اسواسطے اس نے لب کو کھولا اس عرفان سے اس نے کہا کہ وہ تمھارے ساتھ یہ شاہ تھا رب کے راز سنتا اور سب کے فعل دیکھتا تھا کھوج شب سے چشم نے شاہ کو جانا کہ شب بھر ہمکو عشق اس ماہ سے تھا مین امت سے اس واسطے چاہتا ہون کہ عارفون سے روگردانی کرے چشم عارف کو مامن کونین کا جان کہ ہر ایک شاہ تھے اور مدد لی اس سے یہان اس واسطے نبی شافع گنہگاران تھے کہ بجز شاہ کے انکی چشم مازاغ تھی یعنی جناب رسول مقبول صلعم اس شب دنیا مین مثل محمود شاہ کے دزدان اہل دنیا کے اکثر شامل ہوئے تو بروز حشر و نشر عارفان الٰہی کہ جنھون نے از راہ معرفت کے اللہ و رسول کو یہان پہچان لیا ہی بروز حشر حضور کو پہچان کر مسترصد شفاعت کے ہووینگے پس شفاعت عام حضور کی سبکی شافع ہوگی حتی کہ مسلمان گنہگار و ملحدان کفاران و جمیع کافران دیگر بعد جزا و سزا کے تکلیف و دوزخ سے نجات پاوینگے چنانچہ مسلمان گنہگار و موحدان کفار جنت کو جاکر تجلی جنانیہ مین مشاہدہ کرینگے اور کفار عام دوزخ مین تجلی جنہمیہ مین مشاہدہ کرکے عبادت و عرفان کو ادا کرینگے چنانچہ بحر العلوم نے اس حالت کو شرح مین تیسرے دفتر کے آخر مین بداستان حکمت آفریدن دوزخ مین مشرح کیا ہے ملاحظہ فرمائین بخوبی معلوم ہوجائیگا یہ سب اثر شفاعت حضرت رسول مقبول صلعم مین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] شب مین رابع ۶ شعر دنیا کی شب مین کہ خورشید محجوب ہے حق کی نظر اور خواہشمند تھے انکی چشم الم نشرح سے سرمہ سا تھی جو دیکھا وہ جبرئیل پر نہین کھلا وہ ایسے یتیم کہ خدا سرمہ دے کہ وہ در یتیم بے بہا ہوئین انکا نور گوہر پر غالب ہے جسطرح مطلوب پر طالب رہے آپکے پیش نظر عبدیت تھی اس واسطے حق نے نام شاہد رکھا شاہد کا ایک زبان پر چشم ہو زندہ شب خیزی سے عاجز نہ رہجائے اسکی مثال ہر فافہم ۱۲

گر ہزاران مدعی سر بر زنند — گوش قاضی جانب شاہد کشد
گر ہزارون[۱] مدعی دعوی کرے — گوش شاہد کی طرف قاضی رکھے

قاضیان را در حکومت این فن است — شاہد ایشان را دو چشم روشن است
قاضیونکا ہے حکومت مین یہ کام — چشم روشن انکی شاہد ہین تمام

گفت شاہد زان بجای دیدہ است — کو بدیدہ بے غرض سر دیدہ است
قول شاہد اس سبب دیدہ کی جا — بے غرض دیکھا ہے اُس نے ماجرا

مدعی دیدہ است اما با غرض — پردہ باشد دیدۂ دل را غرض
مدعی نے دیکھا لیکن با غرض — ہے حجاب چشم دل گویا غرض

حق ہمی خواہد کہ تو زاہد شوی — تا غرض بگذاری و شاہد شوی
حق یہی چاہے کہ تو زاہد بنے — تا غرض تو چھوڑا اور شاہد بنے

حق ہمی گوید غرض را ترک کن — تا قبول افتد ترا یا ما سخن
حق یہی کہوے غرض کو ترک کر — تا سخن مقبول ہو تیرا بشر

کاین غرضہا پردۂ دیدہ شود — بر نظر چون پردہ پوشیدہ شود
کہ غرض یہ پردۂ دیدہ بنے — با نظر جون پردہ پوشیدہ بنے

پس نہ بیند جملہ را با طم و رم — حبک الاشیا یعمی و یصم
پس نہ دیکھے سبکو ہو حشمت سے کم — حبک الاشیاء یعمی و یصم
محبت اشیا کی اندھا بہرا کردیتی ہے ۱۲

در دلش خورشید چون نورے فشاند — پیشش اختر را مقداری نماند
دل مین[۲] اُس کے خور نے ڈالا نور جب — نے رہی قدر آگے اسکے نجم کو

پس بدید او بیحجاب اسرار را — سیر روح مومن و کفار را
دیکھا اُس نے بیحجاب اسرار کو — سیر روح مومن و کفار کو

در زمین حق را و در چرخ سمی — نیست پنہان تر ز روح آدمی
نے زمین و آسمان مین حق کی ہے — بس نہان تر آدمی کی روح ہے

باز کرد از حق دو چشم خویشتن — آنکہ صاحب نعمت آمد در سخن
کھولا حق سے اپنی دونون چشم کو — اُس کسی نے صاحب نعمت ہے جو

باز کرد از رطب و یابس حق نورد — روح را من امر ربی مہر کرد
رطب و یابس سے کیا حق نے عیان — روح کی من امر ربی سے عیان

پس چو دید آن روح را چشم عزیز — پس برو پنہان نماند ہیچ چیز
پس جو دیکھی چشم نے روح عزیز — نے رہی پوشیدہ اُسپر کوئی چیز

شاہد مطلق بود در ہر نزاع — بشکند گفتش خمار صد صداع
شاہد[۳] مطلق ہو ہر تکرار مین — قول سے دور اسکے ہون سو آفتین

نام حق عدل است شاہد آن اوست — شاہد عدل است زین رو چشم دوست
عدل نام حق و شاہد اُس کا کار — شاہد عدل اس لئے ہے چشم یار

منظر حق دل بود در دو سرا — کہ نظر بر شاہد آید شاہ را
حق کا منظر دل دو عالم مین ہے — کہ نظر شاہد کے اوپر شہ رکھے

سـ۱ گر ہزاران الخ ۸ شعر اگر ہزارون مدعی دعوی کرین گوش قاضی کا شاہد کی طرف رہے قاضیون کا حکومت مین یہ کام ہے کہ شاہد انکی بالکل چشم روشن ہین اسواسطے قول شاہد کا دیدہ کی جگہ ہے کہ اسنے بے غرض ماجرا دیکھا ہے اگرچہ مدعی نے دیکھا ہے ولیکن ساتھ غرض کے گویا غرض حجاب چشم دل کی ہے حق یہی چاہتا ہے کہ تو زاہد بنے تا اگر تو غرض چھوڑے اور شاہد بنے حق یہی کہتا ہے کہ غرض کو ترک کر تا کہ تیرا سخن مقبول ہو کہ یہ غرض پردہ دیدہ بنے اور ساتھ نظر کے پردہ پوشیدہ ہے پس وہ سبکو نہ دیکھے اور حشمت سے کم ہے ترجمہ کہ محبت اشیا کی اندھا و بہرا کردیتی ہے یعنی جناب رسول مقبول صلعم گواہ ہین ثبوت دعوے کا گواہون پر منحصر اور آنکہ گواہ ہونکا زبان و چشم ہے کہ چشم سے دیکھے و زبان سے کہے پس حضرت رسول مقبول صلعم نے حق کو دیکھا اور زبان سے فرمایا اور امت کے واسطے حق تعالی نے انکو ساتھ نام شاہد کے پکارا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سـ۲ دل مین اسکے الخ ۶ شعر اسکے دل مین خورشید نے نور ڈالا تو اسکے آگے قدر انجم کو نہ رہی اسرار کو اسنے بحجاب دیکھا اور سیر روح مومن و کفار کو حق کی زمین و آسمان مین پوشیدہ نہین ہے آدمی کی روح سے اس کسی نے اپنی دونون چشم کو کھولا ساتھ حق کے کہ جو صاحب نعمت ہے حق نے رطب و یابس سے عیان کیا وہ اس کی من امر ربی سے پنہان جسکی چشم نے روح عزیز دیکھی اسپر پوشیدہ کوئی چیز نہین ہے یعنی جس کے دل مین خورشید معنی نے نور ڈالا وہ اسرار روح کو دیکھتا ہے پس جس نے روح کو دیکھا اسکو پوشیدہ کوئی چیز نہ رہی کہ روح سے زیادہ کوئی شے یہان پر پوشیدہ نہین ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سـ۳ شاہد مطلق الخ ۶ شعر ہر تکرار مین شاہد مطلق ہو اسکے قول سے سو آفتین دور رہون عدل نام حق کا اور شاہد اسکا کام ہے سواسطے شاہد عدل نام چشم یار ہے دل دونون عالم مین حق کا منظر ہے کہ شاہد کے اور شاہ نظر رکھے عشق شاہد بازی و رعشق خدا باعث اسرار عالم کا ہوا اسی واسطے حق نے لولاک لما کہا اندر شب معراج کے قضا حاکم نیک و بد پر تھی سے قضا پر شاہد حاکم ہے پس بند قضا میر قضا ہو گیا تو خوش ہوا انکی چشم شیر مرتضی یعنی چشم علی کرم اللہ وجہہ کی اس عرفان سے شب بنا مین شاہ شناس ہوئی اکسیر فیض ان سے جمیع اولیا کو حاصل ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عشق حق وعشق شاہ بازیش ۔ بود مایہ جملہ پردہ سازیش
عشق شاہد بازی وعشق خدا ۔ باعث ایجاد عالم کا ہوا

پس ازان لولاک گفت اندر لقا ۔ در شب معراج شاہد باز ما
ہو لا لولاک اس لئے اندر لقا ۔ وہ شب معراج مین شاہ ولا

این قضا بر نیک وبد حاکم بود ۔ بر قضا شاہد نہ حاکم شنود
نیک وبد پر ہے قضا حاکم بنے ۔ نے قضا پر شاہ اب حاکم رہے

شد اسیر آن قضا میر قضا ۔ شاد باش ای چشم تیز مرتضیٰ
ہو گیا بندہ قضا میر قضا ۔ خوش ہو تو اے چشم تیز مرتضیٰ

عارف از معروف بس درخواست کرد ۔ کای رقیب ما تو اندر گرم وسرد
عارف[1] اس معروف سے خواہش کی ۔ کہ اے رقیب اس حال مین میرا تو ہی

ای شیر ما تو اندر خیر وشر ۔ از اشارتہات دل آن بیخبر
تو مشیر اے میر اندر خیر وشر ۔ دل اشارون سے ترے ہی بیخبر

ای یرانا لا یراہ روز وشب ۔ چشم بند ما شدہ دیدہ سبب
اے یرانا لا یراہ روز وشب ۔ ہوئی نظر بندی مری دیدہ سبب

چشم من از دیدہ ہا افزودہ شد ۔ تا کہ در شب آفتابم دیدہ شد
چشم چشمون سے ہوئی میری سوا ۔ تا مجھے خورشید وہ شب مین دکھا

لطف معروف تو بود ای منتہی ۔ پس کمال البر فی اتمامہ
تیرا لطف عام ہے ملک خوشی ۔ پس کمال البر فی اتمامہ

رب اتمم نورنا بالساہرہ ۔ وانجنا من مفضحات القاہرہ
رب میرے تمام کر نور میرے کو زمین قیامت مین ۔ اور نجات دے ہم کو رسوائی غالب سے ۱۲
رب اتمم نورنا بالساہرہ ۔ وانجنا من مفضحات القاہرہ
رب میرے تمام کر نور میرے کو زمین قیامت مین ۔ اور نجات دے ہم کو رسوائی غالب سے ۱۲

یار شب[2] را روز مہجوری مدہ ۔ جان قربت دیدہ را دوری مدہ
یار شب[2] کو دو نہ مہجوری نہ دے ۔ قرب دیدہ جان کو دوری نہ دے

بعد تو مرگست از عکر ونکال ۔ خاصہ بعدی کان بود بعد الوصال
بعد تیرے موت ہے از رہ ملال ۔ خاص بعد ایسا کہ ہو بعد وصال

آنکہ دیدستت مکن نادیدہ اش ۔ آب زن بر سبزۂ بالیدہ اش
جس نے دیکھا تجھکو مت محروم کر ۔ ڈال پانی اس کے سبزہ زار پر

من نکردم لا ابالی در طریق ۔ تو مکن ہم لا ابالی ای شفیق
مین نے بیباکی نہ کی اندر طریق ۔ تو بھی بیباکی نہ کر اے شفیق

ہین مران از روی خود او را بعید ۔ آنکہ او یکبار روی تو بدید
رو برو سے ہانک مت اسکو پیار ۔ جس نے دیکھا رو کو تیرے ایکبار

دیدِ روی جز تو شد غل گلو ۔ کل شیء ما خلا اللہ باطل
دید غیر رو ہوا طوق گلو ۔ کل شیء ما خلا اللہ باطل

باطلند و می نمایندم رشد ۔ زانکہ باطل باطلان را میکشد
ہین وہ باطل نیک دکھتے ہیں مجھے ۔ کیونکہ باطل کھینچتا باطل کو ہے

ذرہ ذرہ کاندرین ارض وسماست ۔ جنس خود را ہر یکی چون کہرباست
ذرہ ذرہ جو رکھے ارض وسما ۔ جنس خود کو ہی ہر اک جون کہربا

---

[1] عارف الخ ۶ شعر اس معروف سے عارف خواہش کرے کہ اے تو رقیب اس حال مین میرا ہے اے تو مشیر میرا خیر وشر مین ہے کہ دل اشارون سے تیرے بیخبر ہے اسے دکھلا مجکو وہ جو نہین دیکھتا ہون مین اس کو روز وشب اور نظر بندی دیدہ سبب کی میری چشمون سے میری چشم سوا ہوئی یہان تک کہ مجھے خورشید شب مین دکھا تیرا لطف عام ملک خوشی ہے ترجمہ کمال نیکیون کا اس کے تمام ہونے مین ہے ترجمہ اے رب میرے تمام کر نور میرے کو زمین قیامت مین اور نجات دے مجکو رسوائی غالب سے یعنی عارف مشاہدہ یار سے بینا ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] یار شب کو الخ ۸ شعر یار شب کو روز قیامت نور قرب دیدہ جان کو دوری مت دے تیرا بعد دور ہے از راہ ملال کے خاصکر ایسا بعد کہ بعد وصال کے ہو جس نے تجکو دیکھا محروم مت کر اور پانی ڈال تو اس کے سبزہ زار پر مین نے بیباکی اندر طریق کے نہ کی تو بھی بیباکی فکر کرے اے شفیق اس کو روبرو سے مت ہانک اے یار جس نے تیرے منہ کو ایک بار دیکھا دید روے غیر طوق کا ہوا ترجمہ کل شے جو دوری اللہ ہو رکھے باطل ہے جو نیک مجکو دیکھتے ہین وہ باطل ہین کیونکہ باطل باطل کو کھینچتا ہے جو کہ ذرہ ذرہ ارض وسما رکھتا ہے کہربا کے مانند ہر ایک جنس کو کھینچتا ہے یعنی جو خواہشات اللہ کی کہ حق سے دور کرتی ہے وہ باطل ہے کہ جنس جنس کو کھینچتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

معدہ نان را می کشد تا مستقر می کشد مر آب را تف جگر
چشم جذاب بتان زین کوبہاست مغز جویان از گلستان بوبہاست
زانکہ حس چشم آمد رنگ کش مغز و بینی می کشد بوہای خوش
زین کششہا ای خدای راز دان تو بجذب لطف خودمان دہ امان
غالبی بر جاذبان ای مشتری شاید ار درماندگان را واخری
روبشہ آورد چون تشنہ با بر آنکہ بود اندر شب قدر او چو بدر
چون لسان و جان او بود آن او آن او با او بود گستاخ گو
گفت ما گشتیم چون جان بند طین آفتاب جان توئی در یوم دین
وقت آن شد ای شہ مکتوم سیر کز کرم ریشی بجنبانی بخیر
ہر یکے خاصیت خود وا نمود آن ہنرہا جملہ بدبختی فزود
آن ہنرہا گردن ما را ببست زان مناصب سرنگون ساریم پست
آن ہنر فی جیدہا حبل مسد روز مردن نیست زین فنہا مدد
جز ہمان خاصیت آنخوش حواس کہ بشب بد چشم او سلطان شناس
آن ہنرہا جملہ غول راہ بود غیر چشمی کو ز شاہ آگاہ بود
شاہ را شرم آمد از وی روز بار کہ بشب بر روی شہ بودش نظار
سگ چو بیدار ست شب چون پاسبان بے خبر نبود ز شبخیز شہان
ہین ز بدنامان نباید ننگ داشت ہوش بر اسرار شان باید گماشت
ہر کہ او یکبار خود بدنام شد خود نباید نام جست و خام شد

معدہ کھینچے نان کو اے صاحبو[۱] اور جگر کی گرمی کھینچے آب کو
چشم جذاب بتان اس کو سے ہی مغز جویان گلستان بو سے ہی
کیونکہ حس چشم آئی رنگ کش مغز بینی کھینچتی ہی بوے خوش
ان کششوں سے اے خدائے راز دان جذب لطف اپنے سے دی ہمکو امان
جاذبون پر تو ہے غالب مشتری عاجزوں کو مول لے شاید تو ہی
سوئی شہ رو لایا چون تشنہ بابر[۲] قدر کی شب مین تھا جون مانند بدر
جون زبان و جان ملک اسکی ہو دو ایک اسکی اس سے تھی گستاخ گو
بولا ہم جون جان قید گل ہو گئے تو ہے جان شمس روز حشر کے
وقت وہ ہے اے شہ پوشیدہ سیر کہ ہلائے ریش تو اپنی بخیر
خاصیت ہر اک نے کی اپنی بیان اس ہنر نے سبکی شامت کی عیان
اُس ہنر سے پھانسا آفت مین ہمین سرنگون عاجز ہم اس منصب سے ہین
وہ ہنر فی جیدہا حبل مسد[۳] روز مرنے کے نہ اس فن سے مدد
پس سوائے خاصیت اس نیک کے کہ تھی شب مین چشم آگہ شاہ سے
وہ ہنر سب انکے غول راہ تھے چشم اک تھی کہ تھی آگہ شاہ سے
شرم آئی شہ کو دن دربار کے اس سے آگہ جو تھا شب مین شاہ سے
جو نگہبان سگ جگے ہے رات بھر شہ کی شب خیزی سے نے ہو بیخبر
ننگ بدنامونکا اب تم مت کرو[۴] ہوش انکے راز پر بس تم رکھو
جو ہوا بدنام کوئی ایک بار نام مت چاہ اُن سے ہو تو خامکار

[۱] معدہ کھینچے الخ ۵ شعر نان کو معدہ کھینچتا ہی اور آب کو جگر کی گرمی کھینچتی ہی چشم کھینچنے والی تیز نگی کو ہے دنیا سے ہی مغز گلستانوں سے بو کو ڈھونڈھتا ہی کیونکہ حس چشم رنگ کش آئی ہی اور مغز بینی بوی خوش کھینچتی ہی اے خدا راز دان کششوں سی ہمکو امان دے اپنے جذب لطف سے تو ہی غالب ہی اے مشتری دلوں پر کہ شاید تو عاجزوں کو مول لے یعنی اے خدا تو خواہشات دنیا سے مجھکو چھڑا اور اپنی خواہش تو مجھکو دے آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ [۲] سوے شہ آلخ ۶ شعر شاہ کی طرف متوجہ ہوا جیسے تشنہ ساتھ آب کے جو کہ شب قدر مین تھا مانند بدر کے زبان و جان کے مانند وہ اسکی ملک تھا کہ اسکی ملک سے گستاخ گو تھی کہا کہ ہم جان کے مانند قید گل ہوئے تو دن قیامت کے جان ہی اب وقت وہ ہی اے شاہ پوشیدہ سیر کہ تو اپنی ریش ہلا کے ساتھ خیر کے اپنی ہر ایک نے خاصیت بیان کی اور اس ہنر نے شامت سبکی عیان کی اس ہنر نے آفت مین ہمین پھانسا ہم اس منصب سے سرنگون و عاجز ہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [۳] وہ ہنر الخ ۵ شعر وہ ہنر فی جیدہا حبل مسد ہے کہ روز مرنے کے اس فن سے مدد نہین ہی پس ہوا خاصیت اس نیک کے کہ شب مین اس کی چشم شاہ سے آگاہ تھی وہ سب ہنر ان کے غول راہ تھے سوا ایک چشم کے کہ وہ شاہ سے آگاہ تھی شاہ کو شرم آئی دن دربار کے اس سے کہ جو آگاہ تھا شب شاہ سے آگے مثال ہی نگہبان کی مانند کہ جاگتا ہی رات بھر اور شاہ کی شب خیزی سے بیخبر نہین ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۴] ننگ بدناموں سے آلخ ۳ شعر ایسا ننگ بدناموں سے مت کر اور ان کے راز پہ تم ہوش رکھو جو کوئی بدنام ہوا ایکبار ان سے نام مت چاہ کہ تو خام کار ہووے آگے اس کی مثال ہی اسے بہت زر کہ سیتاب اسکو دین تاکہ تاراج سے وہ امن مین رہے کوئی کیونکہ اب میرا اسرار جاتے تو دونون چشم کھول اور میری سمت آ یعنی عارف از راہ ندامت کے خود کو بدنام کرتے ہین تو اُن سے ننگ مت کر بلکہ چشم بینا کر اور انکو دیکھ کہ وہ ایک آفتاب زمین ہین آگے مثال مین گوہر شب چراغ کا حال بیان کرتے ہین فافہم ۱۲

ای بسا زر که سیه تابش کنند / تا شود ایمن ز تاراج و گزند
هر کسی چون پے برد در سر ما / باز کن دو چشم و سوے ما بیا

اے بہت زر کہ سیہ تاب اسکو دین / تا رہے تاراج سے رہ امن مین
کوئی کیونکر جانے اسرار اب مرا / کھول دو چشم اور میری سمت آ

قصه چریدن گاو بحری در نور گوهر شب چراغ و ریختن تاجر خاک بر سر گوهر تابنده

قصہ چرنے گاو بحری کا گوہر شبچراغ کی روشنی مین اور ڈالنا سوداگر کا خاک کو اوپر اُس گوہر روشن کے

گاو آبی گوهر از آب آورد / بنهد اندر مرج و گردش می چرد
در شعاع نور گوهر گاو آب / می چرد از سنبل و سوسن شتاب
زان فکنده گاو آبی عنبر است / که غذایش نرگس و نیلوفر است
هر که باشد قوت او نور جلال / چون نزاید از لبش سحر حلال
هر که چون زنبور وحیستش نقل / چون نباشد خانه او پر عسل
می چرد در نور گوهر آن بقر / ناگهان گردد ز گوهر دورتر
تاجری بر در نهد وحل سیاه / تا شود تاریک مرج و سبزه گاه
پس گریزد مرد تاجر بر درخت / گاو جویان مرد را با شاخ سخت
چند بار آن گاو تازد گرد مرج / تا کند آن مرد را در شاخ درج
چون از او نومید گردد گاو نر / آید آنجا که نهاده بد گهر
وحل بیند فوق در شاهوار / پس ز طین بگریزد او ابلیس وار

گاو آبی لائے گوہر آب سے[۵۱] / دشت مین رکھے وہ گرد اُسکے چرے
روشنی مین اُس گہر کی گاو آب / چرتا ہی سنبل و سوسن سے شتاب
عنبر گوہر ہے آبی گاو کا / نرگس و نیلوفر اُسکی ہی غذا
جس کسی کی ہو غذا نور جلال / کیون نہ اُسکا قول ہو سحر حلال
جسکی چون زنبور وحی ہووے نقل / کیون نہووے خانہ اُسکا پر عسل
گاو[۵۲] وہ نور گہر مین جب چرے / دور تر گوہر سے ناگہ وہ رہے
ڈالے اُس گوہر پہ گل تاجر سیاہ / تا کہ ہو تاریک اُس سے سبزہ گاہ
پس شجر پر دوڑ کر تاجر چڑھے / گاو ڈھونڈھے مرد کو پس سینگ سے
گاو پھر اُس دشت مین گردش کرے / تا کہ مارے مرد کو وہ سینگ سے
جبکہ ہو نومید اُس سے گاو نر / آئے اُس جا کہ رکھا تھا وہ گہر
دیکھے گل بالائے در شاہوار / بھاگے اُس گل سے وہ بسان ابلیس وار

۵۱ گاو آبی الخ ۵ شعر گاو آبی گوہر آب لائے اور دشت مین رکھے اور اُس کے گرد چرے اُس گوہر کی روشنی مین گاو آبی سنبل و سوسن چرتا ہے شتاب گاو آبی کا گوبر عنبر ہے کہ نرگس و نیلوفر اُس کی غذا ہے آگے اس کے حقائق ہین جس کسی کی غذا نور جلال ہو اُس کا قول کیون نہ سحر حلال ہو جس کی زنبور کے مانند وحی نقل ہووے اُس کا قول سحر حلال کیون نہ ہووے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

۵۲ گاو وہ الخ ۶ شعر وہ گاو نور گوہر مین چرے اور دور تر ناگاہ گوہر سے رہے اس گوہر پر گل سیاہ تاجر ڈالے تاکہ اس سے سبزہ گاہ تاریک ہو پس درخت پر تاجر دوڑ کر چڑھے اور گاو مرد کو سینگ سے ڈھونڈھے پھر گاو اس دشت مین گردش کرے تاکہ مرد کو سینگ سے مارے جبکہ گاو اس سے نا اُمید ہووے اُس جگہ آئے کہ جہان وہ گوہر رکھا تھا جو اُس گل گوہر پر دیکھے بھاگے اس گل سے ابلیس کے مانند آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

کان بلیس از متن طین کور و کر ست گاؤ کے داند کہ در گل گوہر ست
اہبطوا افگند جان را در حضیض از نمازش کرد محروم آن محیض
ای رفیقان زینہار ازین مقال اتقوا ان الہوی حیض الرجال
اہبطوا افگند جان را در بدن تا بگل پنہان بود دُر عدن
تاجرش داند ولیکن گاؤ نے اہل دل دانند ہر گل گاؤ نے
ہر گلی کاندر دل او گوہریست گوہرش غماز طین دیگریست
وان گلی کز رش حق نوری نیافت صحبت گلہای پر دُر برنتافت
این سخن پایان ندارد موش ما ہست بر لبہا چو در در گوش ما

کہ وہ[۱] ہی ابلیس گل سے بیخبر گاؤ کب جانے کہ گل مین ہی گہر
اہبطوا نے جان کو پستی مین رکھا حیض نے بس کی نماز اُس سے جدا
ای رفیقو لو پناہ اس بات سے بھاگو خواہش سے کہ حیض انسان کا ہے
اہبطوا نے ڈالی جان اندر بدن تا کہ گل مین ہو نہان دُر عدن
جانے تاجر اسکو لیکن گاؤ نے اہل دل ہین جانتے سب گاؤ نے
ایسا گل کہ دلمین اسکے ہی گہر دے وہ گوہر دوسرے گل سے خبر
لمع حق سے نور جو گل نے رکھا وہ گل پر دُر سے نے صحبت رکھا
بات یہ بیحد ہے اور چوہا مرے لب پہ ہے جیسے کہ گوہر کان پے

رجوع بقصہ موش و چغز و ربودن زاغ موش و چغز را

رجوع کرنا طرف اس قصہ کے کہ موش نے مینڈک کو طلب کیا

آن سر رشتہ عشق رشتہ می کشد بر امید وصل چغز با رشد
می تند بر رشتہ دل دمبدم کہ سر رشتہ بدست آوردہ ام
ہمچو تاری شد دل و جان در شہود تا سر رشتہ بمن روی نمود
چون غراب البین آمد ناگہان او شکار موش و بردش زان مکان
چون بر آمد بر ہوا موش از غراب منسحب شد چغز نیز از قعر آب
موش در منقار زاغ و چغز ہم در ہوا آویختہ پا در رقم
خلق می گفتند زاغ از مکر و کید چغز آبی را چگونہ کرد صید

وہ[۲] سر رشتہ عشق رشتہ کھینچے ہی وصل مینڈک نیک کی امید پے
رشتہ دل پر وہ نخوت بس کرے کہ سر رشتہ ہوا حاصل مجھے
تار سا دل جان شہود اندر رہا جیسے مجھکو یہ سر رشتہ ملا
ناگہان آیا غراب البین جو لیچلا کرکے شکار اُس موش کو
جب معلق موش کرے سے ہوا آپسے مینڈک بھی ساتھ اسکے کھنچا
چونچ مین کوے کی موش اندر رہا بھی لٹکتا تار مین مینڈک بندھا
خلق کہتی زاغ نے حیلہ سے یار مینڈک آبی کو کیا کیسے شکار

[۱] کہ وہ ابلیس الخ ۸ شعر کہ وہ ابلیس گل سے بیخبر ہے گاؤ کب جانے کہ گل مین گوہر ہی اہبطوا نے جان کو پستی مین رکھا حیض نے اس سے نماز کو جدا کیا اے رفیقو اس بات سے تم بھاگو اور دزد خواہش سے کہ حیض انسان کا ہے اہبطوا نے جان کو ڈالا بدن مین تا کہ دُر عدن گل مین نہان ہو تاجران اولیا اس کو جانتے ہین لیکن احمقان گاؤ نہین ایسا گل کہ اسکے دل مین گوہر ہے وہ گوہر دوسرے گل سے خبر دیتا ہے جو گل لمع مین سے نور نہین رکھتا ہی وہ گل پر گوہر سے صحبت نہین رکھتا ہی یہ بات بیحد ہے اور موش میرے لب پر ہے جیسے گوہر کان پر یعنی خواہشات دنیا نے گوہر جان کو گلاب وجود مین خمیر کردیا ہے مگر اولیاء اللہ اسکو جانتے ہین و غافلان دنیا کیونکہ اولیاء اللہ اس لمع حق سے ڈر رکھتے ہین آگے موش و مینڈک کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] وہ سر رشتہ الخ ۴ شعر وہ سر رشتہ عشق سر رشتہ کو کھینچتا ہی مینڈک نیک وصل کی امید پر وہ نخوت رشتہ دل پر کرے کہ مجکو سر رشتہ حاصل ہوا دل و جان شہود مین تار کے مانند ہو جب کہ مجکو یہ سر رشتہ ملا جو ناگہان غراب البین اجل آیا شکار کرکے موش کو لیچلا جب زاغ سے موش معلق ہوا مینڈک بھی آب مین سے اُسکے ساتھ کھنچا زاغ کی چونچ مین موش اندر رہا اسکے بھی تار مین لٹکتا تھا مینڈک بندھا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] خلق کہتی ہے الخ ۴ شعر مخلوق کہتی کہ زاغ نے حیلہ سے مینڈک آبی کو کیسے شکار کیا کس طرح پانی مین گھسکر سے گیا مینڈک آبی کب شکار زاغ تھا وہ مینڈک کہتا یہ سزا اسکی تھی کہ جو ناکس آبی سے ملے آگے اسکے حقائق ہین یار یا جنسون سے فریاد و فغان ہے کہ ہمنشین نیک ڈھونڈھو اے مہربان یعنی یار ناجنس سے فریاد ہے کہ بجز رنج کے اور کچھ اس سے حاصل نہین ہوتا ہی پس تو ہمنشین نیک ڈھونڈھ کہ اس سے تجکو نفع پہونچے اور دین اور دنیا حاصل ہو آگے اس بارہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون شد اندر آب و جوشش در ربود ‖ چغز آبی کے شکار زاغ بود
چغز میگفت این سزای آن کسے ‖ کہ چو بے آبان شود جفت خسے
ای فغان از یار ناجنس ای فغان ‖ همنشین نیک جوئید ای مہان
عقل را افغان ز نفس پر عیوب ‖ همچو بینی بدی بر روی خوب
عقل میگفتش کہ جنسیت یقین ‖ از رہ معنیست نے از ماء و طین
هین مشو صورت پرست این مگو ‖ سر جنسیت بصورت در مجو
صورت آمد چون جماد و چون حجر ‖ نیست جامد را ز جنسیت خبر
جان چو مور و تن چو دانہ گندمی ‖ می کشاند سو بسویش هر دمی
مور داند کان حبوب مرتهن ‖ مستحیل و جنس من خواهد شدن
آن یکی مورے گرفت از راہ جو ‖ مور دیگر گندمے بگرفت و دو
جو سوی گندم نمی تازد و لے ‖ مور سوئے مور می آید بلے
رفتن جو سوی گندم تابع است ‖ مور را بین کہ بجنسش راجع است
تو مگو گندم چرا شد سوی جو ‖ چشم را بر خصم نہ نے بر گرو
مور اسود بر سر نمد سیاہ ‖ مور پنہان دانہ پیدا پیش راہ
عقل گوید چشم را نیکو نگر ‖ دانہ هرگز کے رود بے دانہ بر
زین سبب آمد سوی اصحاب کلب ‖ ہست صورتہا حبوب و مور قلب
زان شود عیسی سوی پاکان چرخ ‖ بد قفسها مختلف یک جنس فرخ

کس طرح پانی میں گھسکر لے گیا ‖ مینڈک آبی کہ شکار زاغ تھا
کہتا وہ مینڈک سزا یہ اسکی ہے ‖ جو کہ بے آبی ناکس سے ملے
یار ناجنسوں سے فریاد و فغان ‖ ہمنشین نیک ڈھونڈھو ای مہربان
عقل کو فریاد عیب نفس سے ‖ جیسے بینی بد ہو روئے خوب پے
عقل کہتی اسکو جنسیت جو ہے ‖ از رہ معنی ہے نے گل آب سے
مت ہو تم صورت پرست اور مت کہو ‖ راز جنسیت کا صورت سے نہ لو
صورت آئی جون جمادات و حجر ‖ جنسیت سے نے جمادون کو خبر
تن جون دانہ گندم و جون مور جان ‖ کھینچی پھرتی ہو اُسے وہان یہان
مور جانے دانہ وہ لایا ہوا ‖ جنس اور تحلیل ہوویگا مرا
راہ سے اک مور نے جو پا لیا ‖ دوسری اک مور نے گیہون لیا
پاس گیہون کے نہین جو جا سکے ‖ مور جانب مور کے پر آسکے
جاتا جو کا سوے گندم جبر سے ‖ دیکھو جنبش کرکے جاتی مور ہے
تو نہ کہہ کیونکر گیا گیہون پہ جو ‖ دیکھ تو مالک کو نے مملوک کو
کالے نمدے پر ہے اک مور سیاہ ‖ مور پنہان دانہ ظاہر ہے براہ
چشم کو کہتی عقل دیکھ اب غور سے ‖ دانہ کب جاتا ہے بے حمال کے
اس لئے آیا سوئے اصحاب کلب ‖ صورتین دانہ ہین اور ہین مور قلب
اس لئے عیسی ملائک سے ملا ‖ مختلف پنجرا و مرغ اک جنس تھا

سلہ عقل کو فریاد الخ ۴ شعر عیب نفس سے عقل کو فریاد ہے جیسے روئے خوب پر بینی بد ہو عقل کہتی ہے کہ جو اسکو جنسیت ہے از راہ معنی کے ہے و تجمل آب سے تو صورت پرست مت ہو اور مت کہہ از راہ جنسیت کے صورت سے مت لو صورت مثل جماد و سنگ کے آئی ہے کہ جمادون کو جنسیت خبر نہین تن مثل دانہ گندم کے و جان مثل چیونٹی کے کہ وہ اُسے کھینچے پھرتی ہے یہان وہان مور جانتا ہے کہ وہ دانہ لایا ہوا جنس و تحلیل میرا ہوویگا یعنی جان جسم کو اگر چہ لے پھرتی ہے کہ تا جسم میری جنس ہو پس تو صورت پرست نہ ہو کہ راز جنسیت کا تجکو معلوم نہین ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲
سلہ راہ سے الخ ۷ شعر ایک چیونٹی نے جو راہ سے پایا اور دوسری چیونٹی نے گیہون لیا گیہون جو پاس نہین جا سکے ولیکن چیونٹی جانب چیونٹی کے آسکے جو کا جانا طرف گندم کے جبر سے دیکھو کہ جنبش کرکے چیونٹی جاتی ہے تو مت کہہ کہ گیہون پاس جو کے کیونکر گیا تو مالک کو دیکھ اور مملوک کو مت دیکھ آگے اسکی مثال ہے نمدہ سیاہ پر ایک چیونٹی سیاہ ہو کہ چیونٹی پوشیدہ اور دانہ راہ پر ظاہر جاتا ہے عقل چشم کو کہے کہ اب غور سے دیکھ کب دانہ بے حمال کے جاتا ہو اسواسطے اصحاب کہف کی جانب کتا آیا کہ صورتین دانہ ہین اور قلب چیونٹی ہین یعنی قلب اُن کو ایک دوسرے کے پاس لئے پھرتا ہے مگر قلب پوشیدہ ہے دکھائی نہین دیتا ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ اس لئے عیسی الخ ۲ شعر اسواسطے عیسی ملائک سے ملے کہ پنجرے مختلف اور مرغ ایک جنس تھا یہ قفس ظاہر اور وہ مرغ پنہان ہے مگر بے قفس کش کے قفس کب جا سکتا ہو آگے اسکے حقائق ہین وہ خوش دیدہ ہو کہ اسکی عقل امیر ہے اور رہ عافیت مین وہ صاحب بصیر ہے افعال نیک و بد عقل سے لاؤ اور چشم سے نہین کہ سفید و سیاہ کے چشم کو عزہ کھوڑے سے سبزہ پر اور عقل کے امتحان کرتے رہو چشم کام مین بلا ہو مرغ ہے اور چشم دام مین نجات مرغ ہے اور چشم دام مین چشم ظاہر بین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

این قفس پیدا و آن مرغش نہان / بے نفس کش کے نفس باشد روان
ای خنک چشمی کہ عقلش شد امیر / عاقبت بین باشد و حبر و قریر
فرق زشت و نغز از عقل آورید / نے ز چشمی کو سیہ گفت و سپید
چشم غرّہ شد بخضرای دمن / عقل گوید بر محک باش زن
آفت مرغ ست چشم کام بین / مخلص مرغ ست چشم دام بین
دام دیگر بد کہ عقلش در نیافت / وحی غائب بین بدان سو می شتافت
جنس و ناجنس از خرد تانی شناخت / سوی صورتہا نشاید زود تاخت
نیست جنسیت بصورت لیک / عیسی آمد در بشر جنس ملک
برکشیدش فوق این نیلی حصار / مرغ گردونی چغزش زاغ وار

یہ قفس ظاہر و پنہان مرغ ہے / بے قفس کش کے نفس کب جا سکے
اے وہ خوش دیدہ کہ عقل اسکی امیر / عاقبت بین ہووے اور صاحب بصیر
فعل بد اور نیک لائے عقل سے / چشم سے نے کہ سفید و سیہ کے
سبزہ گھوڑے پہ ہے غرہ چشم کو / عقل کہدے امتحان کرتا رہو
ہے بلائے مرغ چشم کام بین / ہے نجات مرغ چشم دام بین
دام[۵۱] دیگر کہ نپائے عقل اُسے / وحی غائب بین اُدھر کو جائے ہی
جنس ناجنس عقل سے تو پا سکے / جانب صورت نہ جانا چاہیئے
میری تیری جنسیت صورت مین نے / تھے بشر عیسیٰ ملک کی جنس سے
کھینچا اُن کو آسمان پر ایک بار / مرغ گردون نے جون مینڈک کو زاغ وار

بردن پریان عبد الغوث را مدتے درمیان خود و بعد ازان بہ شہر آمدن پیش فرزندان و باز پیش پریان رفتن -

لیجانا پریون کا عبد الغوث کو ایک مدت تک اپنے درمیان پھر بعد آنا شہر مین پاس فرزندون کے اور پھر پریون کے پاس جانا

بود عبد الغوث ہمجنس پری / چون پری نہ سال در پنہان پری
شد زنش را نسل از شوی دگر / وان یتیمانش ز مرگش در سمر
مدتے بگذشت زو نامد خبر / زو طمع ببرید ہم زن ہم پسر
کہ مرا ورا گرگ زد یا رہزنے / یا فتاد اندر چہے یا مکمنی
جملہ فرزندانش در اشغال مست / خود نگفتندی کہ بابائی بدست
بعد نہ سال آمد آن ہم عاریہ / گشت پیدا باز شد متواریہ

جنس[۵۲] پریون سے تھا عبد الغوث بھی / لے گئی نو سال جو پنہان پری
زن کو فرزند اُس کے اور شوہر سے ہوئے / تھے یتیم آوارہ اُسکی مرگ سے
گذری مدت اسکی نے آئی خبر / زن ہوئی نومید اس سے اور پسر
کہ اُسے مارا ہے رہزن گرگ نے / یا گرا چہ مین یہ اندر غار کے
مست مشغول اسکے سب فرزند تھے / نے کوئی کہتا ہمارا باپ ہے
نو برس بعد آیا وہ بھی عاریت / ہو کے ظاہر پھر پنہان کی بازگشت

[۵۱] دام دیگر الخ یہ شعر دوسرا دام کہ عقل اُسے نہ پاسکے وحی غائب بین ادھر کو جاتی ہے جنس اور ناجنس کو تو عقل سے پاسکے پس جانب صورت کے نہ جانا چاہیے میری اور تیری جنسیت صورت مین نہین عیسیٰ بشر تھے ملائک کی جنس سے ایک بار اُن کو آسمان پر کھینچا مرغ گردون نے مثل مینڈک کے و زاغ کی جنسیت اصل معنی کی ہے صورت کی نہین جیسے عبد الغوث شریک پریون کے ہوئے باعث جنسیت معنی کے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۵۲] جنس پریون الخ یہ شعر عبد الغوث جنس پریون سے تھا جو نو برس کی پری پوشیدہ لے گئی اُس کی عورت کو فرزند دوسرے خاوند سے ہوئے آوارہ بچے یتیم اس کی مرگ سے تھے ایک مدت گذری اور اس کی خبر نہ آئی زن و فرزند اس سے نا اُمید ہوئے کہ اسے رہزن و گرگ نے مارا ہے یا چاہ یا غار مین گرا ہے اس کے سب فرزند مست و مشغول تھے کوئی نہین کہتا کہ ہمارا باپ ہے نو برس کے بعد وہ آیا بھی عاریت ظاہر ہو کر پھر پوشیدہ بازگشت کی ایک مہینے تک زن و فرزند کو دیکھا پھر واپس گیا بھون سے وہ چھپکر ایک مہینے وہ مہمان فرزندون کا رہا بعدہ انکا پتہ کسی سے نہ پایا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

یک مہی فرزند زن را دید باز	گشت پنہان کس ندیدش باز راز	ایک مہ دیکھا زن و فرزند کو	پھر گیا واپس سبھون سے چھپکے وہ
یک مہی مہمان فرزندان خویش	بود زان پس کس ندیدش رنگ نیش	ایک مہ مہمان فرزندان رہا	نے کسی نے پایا بعد اُس کا پتا
بود ہمجنسی پریانش چنان	کہ رباید روح را زخم سنان	اس طرح[۱] ہمجنس پریون کا تھا وہ	کہ سنان کا زخم لیوے جان کو
چون بہشتی جزو جنت آمدست	ہم ز جنسیت شود یزدان پرست	جو بہشتی آیا ہمجنس جنان	جنسیت سے حق پرست ہو بیگمان
نے نبی فرمود جود و محمده	شاخ جنت دان بدنیا آمده	نے پیمبر نے کیا جود و سخا	شاخ جنت آئی دنیا مین بھلا
مہرہا را جملہ جنس مہر خوان	قہرہا را جملہ جنس قہر دان	مہر کو تو جملہ جنس مہربان	قہر کو تو جملہ جنس قہر جان
لاأبالی لاأبالی آورد	زانکہ ہمجنسند ایشان در خرد	لاأبالی لاأبالی لائے ہے	کیونکہ ہمجنس ہین وہ اندر عقل کے
بود جنسیت در ادریس از نجوم	ہشت سال او با زحل شد ہم قدوم	جنسیت انجم سے تھی ادریس کو	تھا زحل سے آٹھ سال ہمدرس وہ
در مشارق در مغارب یار او	ہم حدیث و محرم اسرار او	مشرق[۲] و مغرب مین تھے ہی یار وہ	ہمکلام و محرم اسرار وہ
بعد غیبت چونکہ آورد او قدوم	بر زمین میگفت او درس نجوم	بعد گم جانے کے جبکہ آئے وہ	درس دیتے تھے زمین پر نجم کو
پیش او ستارگان خوش صف زده	اختران در درس او حاضر شده	باندھی صف انجم نے اُنکے سامنے	اختر اُنکے درس مین حاضر ہوئے
آنچنانکہ خلق آواز نجوم	می شنیدند از خصوص و از عموم	اس طرح کرتے تھے انجم سے کلام	سنتے آواز اُنکی تھے سب خاص و عام
جذب جنسیت کشیده تا زمین	اختران را پیش او کرده مبین	جذب جنسیت زمین تک لائی تھی	اخترون کو اور کیا ظاہر سبھی
ہر یکے نام خود و احوال خود	باز گفتہ پیش او شرح رصد	کہتا ہر اک نام خود احوال خود	آگے اُنکے کہتا اور شرح رصد
چیست جنسیت یکے نام نظر	کہ بدان یابند ره در یکدگر	جنسیت[۳] کیا ہے ہر اک نام نظر	کہ ہین پاتے اس سے آپس مین گذر
آن نظر کہ کرد حق در وی نہان	چون نہد در تو تو گردی جنس آن	وہ نظر کہ حق نے کی اُس مین نہان	جو رکھے تجھ مین تو ہو جنس اُسکی ہان
ہر طرف چہ میکشد تن را نظر	بیخبر را کہ کشاید باخبر	ہر طرف کھینچے ہے تن کو کیا نظر	بے خبر کو کون کردے باخبر

[۱] اس طرح ہمجنس الخ ۱۶ شعر وہ اس طرح ہمجنس پریون کا تھا کہ زخم سنان جان کو لیوے جزو جینت جو بہشتی آتا ہے اسواسطے جنسیت سے حق پرست بیگمان ہوا پیغمبر صلعم نے نہین کہا کہ جود وہ معنی ایک شاخ جنت کی دنیا مین آئی تو مہر جان اور قہر کو جملہ جنس قہر جان لاأبالی لاأبالی کو لاتا ہے کیونکہ وہ اندر عقل کے ہمجنس ہین ادریس عم کو جنست انجم سے تھی کہ زحل سے آٹھ برس ہمدرس تھے یعنی جنس کو جنس اپنی طرف کھینچتی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [۲] مشرق و مغرب الخ ۱۶ شعر مشرق و مغرب مین وہ یار تھے اور ہمکلام و محرم اسرار بعد گم جانے کے جب وہ آتے ہین پر وہ انجم کو درس دیتے ہین اُسکے روبرو انجم نے صف باندھی اور اختر اُسکے روبرو حاضر ہوئے انجم اس طرح کلام کرتے تھے کہ خاص و عام انکی آواز سنتے تھے جذب جنسیت زمین تک لائی تھی اخترون کو اور سبکو ظاہر کیا ہر ایک اپنا احوال کہتا اور اُنکے آگے شرح رصد کہتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] جنسیت کیا ہے الخ ۷ شعر جنسیت کیا ہے ایک نام نظر ہے کہ اس سے آپس مین گذر پاتے ہین وہ نظر کہ حق نے اس مین پوشیدہ کی جو تجھ مین رکھے تو اس کی جنس ہو ہر طرف تن کو کھینچتی ہے کیا نظر بیخبر کو کون کھینچے باخبر آگے مثال ہے جو حق مرد مین خو عورت کی رکھے وہ مخنث ہووے اور اپنی کون دیوے اور جو حق مرد کی خو عورت مین رکھے وہ طالب زن ہووے اور سنبوره کرے جو تجھ مین صفات جبرئیل کی رکھے چوجہ کے مانند ڈھونڈتے ہوا مین رستہ چشم منتظر ہوا مین رکھے زمین سے دور عاشق چرخ کا ہو یعنی اہل اللہ سب آپس مین ہمجنس ہین کہ نظر حق کی سب مین برابر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حق چو اندر مرد خوی زن نهد	او مخنث گردد و کون می دہد	مخنث ہین جو کہ خوے زن رکھے	وہ مخنث ہووے اپنی کون دے
چون نهد در زن خدا خوی نری	طالب زن گردد او چون سعتری	مرد کی خو جو کہ حق زن مین رکھے	طالب زن ہووے سیبورہ کرے
چون نهد در تو صفات جبرئیل	ہمچو فرخی در ہوا جوئی سبیل	جو رکھے تجھ مین صفات جبرئیل	ڈھونڈھے جون چوجہ ہوا مین تو سبیل
منتظر بنهاده دیده در ہوا	از زمین بیگانہ عاشق بر سما	چشم رکھے منتظر اندر ہوا	ہو زمین سے دور عاشق چرخ کا
چون بود در تو صفتہاے خری	صد ہنر گر ہست در آخر پری	اور[۵۱] صفاتین خر کی بھی تھین تجھ مین جو	سو ہنر بس رکھے نے گھوڑے ہو
از پے صورت نیامد موش خوار	از خبیثی شد زبون موش خوار	موش صورت کے نہ باعث سے ہو خوار	ہے خبیثی سے زبون موش خوار
طعمہ جوی خائن ظلمت پرست	از پنیر و جوز و از دوشاب مست	ہے غذا جو خائن و ظلمت پرست	جوز سے اور عرق انگورون سے مست
باز اشہب را چو باشد خوی موش	ننگ موشان باشد و عار وحوش	باز کے پٹھے کو جو ہو خوے موش	شرم رکھین اُس سے جو ہین وحوش
خوی آن ہاروت و ماروت ای پسر	چون بگشت و دادشان خوی بشر	کہ ہے ہاروت اور ماروت اے پسر	جو کہ بدلے دے انھین خو بشر
در فتادند از لنحن الصافون	در چہ بابل فتاده واژگون	پس لنحن الصافون سے وہ گرے	چاه بابل مین نگون سر وہ گرے
لوح محفوظ از نظرشان دور شد	لوح ایشان ساحر و مسحور شد	لوح محفوظ انکی نظرون سے چھپا	سحر و ساحر لوح اُن کی ہو گیا
سر ہمان و پر ہمان ہیکل ہمان	موسی بر عرش فرعونی نہان	سر[۵۲] وہی اور پر وہی صورت وہی	خوار فرعون عرش پر موسیٰ نبی
در پے خوباش و باخوش خویشتن	خونبہ پری گل و روغن بہ بین	در پے خوره و خوش خو ساتھ بیٹھ	خو پکڑنا گل کا اور روغن کا دیکھ
خاک گور از مرده ہم یابد شرف	تا نہد بر گور او دل روی کف	پائے خاک گور مرده سے شرف	تا رکھین اُس گور پر دل رو و کف
خاک از ہمسائگی جسم پاک	چون مشرف آمد و اقبالناک	خاک ہمسائے سے جسم پاک کے	جو مشرف اور با اقبال ہے
پس تو ہم الجار ثم الدار گو	گر دلے داری برو دلدار جو	تو بھی گھر لے بس پڑوسی ڈھونڈھ لے	گر رکھے دل جا تو او ر دلدار لے
خاک تو ہم سیرت جان می شود	سرمۂ چشم عزیزان می شود	تیری خاک ہم سیرت جان ہوئیگی	سرمۂ چشم عزیزان ہوئیگی
اے بسا در گور خفتہ خاک وار	بہ ز صد زنده بہ نفع و انتشار	اے بہت خون خاک خفتہ گور مین	نفع مین بہتر بہت زندون سے ہین
سایۂ برده او خاکش سایہ مند	صد ہزاران زنده در سایہ وبند	سایہ وه ہین خاک اُنکی سایہ مند	سائے مین زنده ہین صدہا اُنکے بند

[۵۱] اور صفاتین الخ ے شعر اور جو صفاتین خر کی تجھ مین رکھے تو سو ہنر رکھے ولیکن گھوڑے سے پڑھ صورت کے باعث موش خوار نہین ہے بلکہ خبیثی سے زبون موش خوار ہے غذا سے ڈھونڈھنے والا خائن ظلمت پرست ہے اور جوز اور عرق انگورون سے مست ہے جو باز کے پٹھے کو خوے موش ہو اس سے شرم رکھین موش خوے ہاروت و ماروت کی خو بدی انھین خوے بشر بس وہ لنحن الصافون سے گرے چاه بابل مین اور نگون سر پڑے لوح محفوظ انکی نظرون سے چھپا سحر و ساحران کی خو ہو گیا یعنی جو بد خوئی اختیار کرے وہ درجہ اعلیٰ سے اسفل مین گرے مثل ہاروت و ماروت کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۵۲] سر وہی الخ ۸ شعر وہی سر اور وہی پر اور وہی صورت فرعون خوار اور موسیٰ عرش پر تو کا در پے رہا اور خوشخو کے ساتھ بیٹھ اور گل کا اور روغن کا خو پکڑنا دیکھ آگے اس کی مثال ہے خاک گور مرده سے شرف پاسکے کہ تا اس گور پر دل درود کف رکھین خاک ہمسایہ جسم پاک سے جو مشرف با اقبال ہے پس تو بھی پڑوسی ڈھونڈھ کر گھر لے اور اگر دل رکھتا ہے تو جا اور دلدار لے خاک تیری ہم سیرت جان کی ہوئیگی اور سرمہ چشم عزیزان ہوئیگی اے بہت مانند خاک کے خفتہ گور مین نفع بہتر بہت زندون سے پاتے ہین وہ سایہ مین خاک اُن کی سایہ مند انکے سایہ مین صدہا زنده بند ہین یعنی تو صحبت بزرگون کے ہر کہ عزیزوں کا ہووے بعد مرنے کے آگے اس کی مثال مین حکایت فرماتے ہین فافہم ۱۲ داستان ہشتم اولیا کے لا یموتون ہونے مین ۱۲

داستان مرد وظیفه دار از محتسب تبریز که وامها کرده بود بر امید وظیفه و از وفات او بیخبر بود و از هیچ کس وامش گذارده نمی شد الا از محتسب متوفی گذارده شد . بیت

داستان مرد وظیفہ دار محتسب تبریز کی کہ اُسنے وظیفہ کی امید پر قرض لیا تھا اور اسکی وفات سے بیخبر تھا اور کسی سے قرض اُسکا ادا نہین ہوتا تھا الا محتسب متوفی سے ادا ہوا بیت

لیس من مات فاستراح بمیت ‏ انما المیت میت الاحیاء

نے وہ مردہ کہ مرکر راحت ملے ‏ نہ وہ ہی مردہ کہ وہ تو زندہ ہے

آن یکی درویش ز اطراف دیار ‏ جانب تبریز آمد وام دار
نہ ہزارش وام بود از زر مگر ‏ بود در تبریز بدرالدین عمر
محتسب بود او بیکی بحر آمده ‏ هر سر مویش یکی حاتم کده
حاتم ار بودے گدای او شدی ‏ سر نهادی خاک پای او شدی
گر بدادی تشنه را بحر زلال ‏ در کرم شرمنده بودی زان نوال
ور بکردی ذره را مشرقی ‏ بودی آن در همتش نالائقی
بر امید او بیامد آن غریب ‏ کو غریبان را بدی خویش و قریب
پرورش بود آن غریب آموخته ‏ وام بی حد از عطایش توخته
هم به پشتی آن کریم او وام کرد ‏ که به بخششهاش واثق بود مرد
لاابالی گشته بوده وام جو ‏ بر امید قلزم اکرام او
وامداران رو ترش او شادکام ‏ همچو گل خندان ازان روض الکرام

اک فقیر از راہ اطراف دیار ‏ جانب تبریز آیا قرض دار
قرض زر تھا نو ہزار اُسپر اگر ‏ تھا پے تبریز بدرالدین عمر
محتسب تھا ایک وہ بحر سخا ‏ ہر سر مو اسکا اک حاتم کی جا
ہوتا حاتم اسکا ہوتا اک گدا ‏ سر جھکاتا ہوتا اُسکا خاک پا
دیتا گر تشنہ کو وہ بحر زلال ‏ ہوتا اس جود و کرم سے انفعال
گر وہ اک ذرہ کو کرتا مشرقی ‏ جانتا ہمت سے وہ نالائقی
آیا وہ امید پر اُس کی غریب ‏ کہ غریبون کا تھا وہ خویش قریب
عادی در پے اُسکے آنیکا تھا وہ ‏ اسکی بخشش سے وہ کرتا قرض کو
قرض پشتی اس سخی نے کر لیا ‏ جو وہ اس کی جود سے مضبوط تھا
تھا وہ بے پروا جو لیتا قرض ہے ‏ اس کی بحر جود کی امید پے
قرضخواہ اُس سے ترش او خوش تھا وہ ‏ جون گل خندان تھا بخشش کا وہ

۵۱ ایک فقیر آن یکی الخ شعر ایک فقیر از راہ اطراف کے تبریز کی جانب قرضدار آیا اُسپر قرض نو ہزار کا تھا مگر بدرالدین تبریزی کے واسطے تھا کہ وہ محتسب ایک دریاے سخا تھا اور ہر سر مو اُس کا ایک حاتم کی جانب تھا اگر حاتم ہوتا اس کا ایک گدا ہوتا سر جھکاتا اور اس کا خاک پا ہوتا اگر تشنہ کو بحر زلال دیتا اس جود و کرم سے انفعال ہوتا اگر وہ ایک ذرے کو مشرقی کرتا وہ ہمت سے نالائقی جانتا اس کی امید پر وہ غریب آیا کہ غریبون کا وہ خویش و قریب تھا وہ عادی اس کے در پر آنے کا تھا اور اس کی بخشش پر وہ قرض کرتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
۵۲ قرض پشتی الخ شعر اس سخی کی پشتی سے قرض لیا جو کہ اس کی جود و بخشش سے وہ بہت مضبوط تھا وہ بے پروا تھا کہ جو قرض لیتا اسکے بحر جود کی امید پر قرضخواہ اُس سے ترش اور وہ خوش تھا مانند گل خندان کے اس بخشش سے آگے اس کے دقائق ہین اس کی پشت کرم ہوئی شمس عرب اس کو کیا غم تھا [illegible] ابولہب [illegible] ایسے [illegible] کعب [illegible] افسوس [illegible] حجرون سے جاتا دست خدا اس دست پاک و دست و پا کسب جاتا آگے مثال ہے جیسے روباہ کو شیر سے پشت ہے وہ [illegible] کا [illegible] مشت سے یعنی وہ محتسب جناب رسول مقبول صلعم تھے کہ ان کو خدا سے مدد ملتی تھی ابولہب سے پھر انکو کیا غم تھا آگے اسکی مثال ہین جعفر صادق کا قصہ فرماتے ہین فافہم ۱۲

گرم شد پشتش ز خورشید عرب — چه غمش بود از سیال بولهب
چونکه دارد عهد و پیوند سحاب — کے دریغ آید سقایانش آب
ساحران واقف از دست خدا — کے نهند این دست و پا را دست و پا
روبهی که هست او را شیر پشت — بشکند مغز پلنگان را بمشت

گرم ہوئی پشت اسکی با شمس عرب — کیا غم اس کو باغرور بولہب
جو کہ رکھے عہد و پیمان ابر کے — کب ہوا افسوس آب دینے کیسے
ساحرون نے جانا جو دست خدا — جانا کب اس دست و پا کو دست و پا
شیر سے جس لومڑی کو پشت ہے — مغز توڑے تیندوے کا مشت سے

آمدن جعفر رضی الله عنه به تنها به گرفتن قلعه و مشورت کردن ملک آن قلعه با وزیر در دفع او و گفتن وزیر ملک را که زنهار ملک را بوے تسلیم کن که او موید است

آنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا واسطے لینے قلعہ کے اور مشورہ کرنا اس قلعے کے بادشاہ کا وزیر سے اُنکے دفع کرنے مین اور کہنا وزیر کا بادشاہ کو کہ ضرور مُلک انھین سونپ دے کہ وہ مضبوط ہین

چونکه جعفر رفت سوے قلعهٔ — قلعه نزد گام خشکش جرعهٔ
یک سواره تاخت تا قلعه بکر — تا در قلعه ببستند از خطر
زهره نے کس را که پیش آید بجنگ — اهل کشتی را چه زهره با نهنگ
روی آورد آن ملک سوے وزیر — که چه چاره است اندرین وقت ای مشیر
گفت آنکه ترک گوئی مکر و فن — پیش او آئی به شمشیر و کفن
گفت آخر نے یکے مردیست فرد — گفت منگر خوار در مردی مرد
چشم بکشا قلعه را بنگر نکو — همچو سیماب است لرزان پیش او
بر سر زین آنچنان محکم پی است — گوئیا شرقی و غربی با وی است
چند کس همچون فدائی تاختند — خویشتن را پیش او انداختند

جو کہ جعفر[۱] قلعہ لینے کو گئے — اک قدم قلعہ تھا آگے اسپ کے
پس جریدہ قلعہ تک حملہ کیا — خوف سے در بند قلعہ کر لیا
کس کو طاقت کہ کرے بس اُنسے جنگ — اہل کشتی کو نہ طاقت با نہنگ
بادشہ[۲] نے کی رجوع سوے وزیر — کہ علاج اسوقت کیا ہے ای مشیر
بولا بہتر ہے کہ چھوڑ اب مکر و فن — آگے اُس کے آ بہ شمشیر و کفن
بولا نے آخر وہ تنہا مرد ہے — بولا تنہا خوار مت دیکھے اُسے
کھول آنکھین دیکھ قلعہ کو نکو — کانپے جون سیماب آگے اسکے وو
اسقدر ثابت قدم ہے زین پے — گویا شرقی غربی وہ ہمرہ رکھے
چند کس دوڑے فدائی کے مثال — اور کیا پیش اسکے خود کو پائمال

۱ جو کہ جعفر الخ مع شعر جو کہ جعفر صادق قلعہ لینے کو گئے ان کے آگے اسپ کے قلعہ ایک قدم تھا پس قلعہ تک جریدہ حملہ کیا پس قلعہ کا در خوف سے بند کر لیا کس کو طاقت کہ اُن سے جنگ کرے کہ اہل کشتی کو طاقت نہنگ سے نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ بادشاہ نے الخ ۷ شعر بادشہ نے وزیر کی طرف رجوع کی کہ اس وقت علاج کیا ہے اے مشیر کہا کہ بہتر ہے اب مکر و فن چھوڑ اور اس کے آگے با شمشیر و کفن [illegible] کہا کہ نہین وہ آخر تنہا مرد ہے کہا اس کو تنہا مت دیکھ آنکھین کھول اور قلعہ کو دیکھ وہ اس کے آگے [illegible] ہے مانند سیماب کے وہ اس قدر زین پر ثابت قدم ہے کہ گویا مردان مشرقی و مغربی ہمراہ [illegible] فدائی [illegible] دوڑ آئے اور خود کو اس کے آگے پامال کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر یکی را او به گرزے می فگند — سرنگون سازد اندر اقدام سمند
داده بودش صنع حق جمعیتی — که همی زد تن تنها لشکرے
چشم من چون دید روی آن قباد — کثرت اعداد از چشمم فتاد
اختران بسیار و خورشید از یکیست — پیش او بنیاد ایشان مندکیست
گر هزاران موش پیش آرند سر — گربه را نی ترس باشد نے ضرر
گو بپیش آیند موشان ای فلان — نیست جمعیت درون جان شان
هست جمعیت بصورت در فشار — جمع معنی خواه هین از کردگار
نیست جمعیت ز بسیاری جسم — جسم را بر باد قائم دان چو اسم
در دل موش ار بدی جمعیتی — جمع گشتی چند موش از همتی
بر زدندے خویش را بر گربۂ — هر یکے بر دی زدندے حربۂ
بر زدندے چون فدائی حملۂ — خویش را بر گربہ بے مهلۂ
آن یکی چشمش بکندی از ضراب — وان دگر گوشش دریدے هم بتاب
وان دگر سوراخ کردی پهلوش — از جماعت گم شدی بیرون شدش
لیک جمعیت ندارد جان موش — بجهد از جانش ز بیم گربه هوش
گر بود اعداد موشان صد هزار — خشک گردد از یکے گربه هزار
از رمه انبه چه غم قصاب را — انبهی هش چه بند و خواب را

ڈالتا[۵۱] ہر ایک کو وہ گرز سے — سرنگوں قدموں پہ اپنے اسپ کے
صنع حق نے دی تھی جمعیت اُسے — کہ تباہ لشکر کی سب اک شخص نے
دیکھا رو اُس شہ کا میری چشم نے — محو ہوئی کثرت مری اُس چشم سے
بیشمار اختر و خورشید ایک ہے — اصل انکی کیا ہے آگے شمس کے
سیکڑوں چوہے مقابل آئیں گر — خوف نے گربہ کو ہووے نے ضرر
گر مقابل آئیں چوہے اور لڑیں — نے ہی جمعیت اُنھوں کی جان میں
ابتری[۵۲] صورت میں جمعیت رکھے — جمع معنی چاہ تو اللہ سے
نے ہے جمعیت بہت سے جسم سے — جسم قائم باد پر جوں اسم کے
ہوتی جمعیت جو دل میں موش کے — جمع ہوتے موش جرات سے وے
آپ کو گربہ کے اوپر ڈالتے — مارتے سب مل کے حربہ اُس کے
حملہ جوں اہل فدا کے کرتے وہ — بے تامل کرتے خود گربہ پہ وہ
ضرب سے ایک آنکھ اسکی پھوڑتا — دوسرا کانوں کو اُسکے کاٹتا
تیسرا پہلو کو اُس کے چھیدتا — بھاگ جاتی گربہ اُن سے بربلا
لیک جمعیت نہ رکھے جان موش — خوف سے گربہ کے جائیں انکے ہوش
گر ہزاروں چوہے ہوں اندر شمار — خشک جاں ہوں ایک گربہ سے اے یار
ہجم گلہ سے نہ غم قصاب کو — ہوش کا انبوہ نہ روکے خواب کو

[۵۱] ڈالتا الخ ۶ شعر وہ ہر ایک کو ڈالتا ہے گرز سے گھوڑے کے قدموں پر سرنگوں اسکو صنع حق نے جمعیت دی تھی کہ ایک قوم تباہ کی ایک شخص نے دو اُس شاہ کا میری چشم نے دیکھا پس کثرت میری چشم سے محو ہوئی آگے اسکی مثال ہے اختر بیشمار و خورشید ایک ہے آگے خورشید کے اگر سیکڑوں چوہے مقابل آئیں نہ خوف گربہ کو ہووے و نہ ضرر اگرچہ ہے مقابل آئیں اور لڑیں انکی جان میں جمعیت نہیں ہے یعنی جس کو جمعیت دل ہے وہ ایک بھاری سب پر آگے اس جمعیت کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

[۵۲] ابتری صورت میں الخ ۷ شعر جمعیت صورت میں ابتری رکھتی ہے تو جمعیت معنی کی چاہ اللہ سے بہت سے جسم سے جمعیت نہیں ہے جسم قائم باد پر ہے مانند اسم کے موشوں کے دل میں جمعیت ہوتی ہے تو موش جرأت سے جمع ہوتے خود کو گربہ پر ڈالتے اور سب مل کے حربہ سے اُسے مارتے اہل فدا کے مانند وہ حملہ کرتے اور بے تامل گربہ پر گرتے ایک ضرب اُس کی آنکھ پھوڑتا اور دوسرا اُس کے کان کاٹتا تیسرا اُس کے پہلو کو چھیدتا اُن سے گربہ بھاگ جاتی پر ملا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۵۳] لیک جمعیت الخ ۶ شعر ولیکن جان موش کی جمعیت نہیں رکھتی ہے کہ گربہ کے خوف سے اُن کے ہوش جاتے ہیں اگر ہزاروں چوہے شمار میں ہوں ایک گربہ سے خشک جان ہوں قصاب کو ہجوم گلہ سے غم نہیں اور ہوش کا انبوہ خواب کو نہ روکے وہ مالک ہے کہ جو جمعیت شیر کو دیوے تا گلہ گورخر کو مارے گلہ گورخر کو دم بھر میں گذبڈ کردے اور کوئی نہ کہہ سکے کہ راہ سے ہٹو صدہا گوربارہ سینگ کے نیست ہو جاتے ہیں اسکے جست نر کے یعنی جمعیت سے شیر گلہ گورخر کو مارتا ہے اس لئے جمعیت معنی کی حاصل کرنا چاہیئے آگے حسد کا بیان ہے فافہم ۱۲

مالک الملک ست جمعیت دہد	شیر را تا بر گلہ گوران جہد	وہ ہے مالک یوں جمعیت جو دیا[۱]	شیر کو تا مارے گلہ گور کو
در زمانی شان بساز د ترت مرت	کس نیارد گفتنش از راہ برت	کر دے گڈ بڈ دم مین گلہ گور کو	کہہ سکے نے کوئی کہ رہ سے ہٹو
صد ہزاران گور وہ شاخ دلیر	چون عدم باشد بہ پیش صول شیر	گور بارہ سینگ کے صد ہا دلیر	نیست ہو جاتے ہین پیش جست شیر
مالک الملک ست بدہد ملک حسن	یوسفی را تا بود چون ماہ مزن	وہ ہے مالک گر وہ ملک حسن دے	یوسف کنعان کو مثل ماہ کے
در رخی بنہد شعاع اخترے	تا شود شاہی غلام دخترے	رخ کے اندر تاب اختر کی رکھے	شہ غلام اک تا کہ دختر کا بنے
بنہد اندر روے دیگر نور خود	کہ ببیند نیم شب ہر نیک و بد	دوسرے رخ مین رکھے وہ نور خود	تاکہ دیکھے نیم شب کو نیک و بد
یوسف و موسی ز حق بردند نور	در ید و رخسار و در ذات الصدور	یوسف و موسی نے پایا حق سے نور	ہاتھ مین اور رخ مین اور اندر صدور
روے موسی بارقی انگیختہ	پیش رو او توبره آویختہ	روے موسی مین چمک بجلی کی تھی	انکے رو کے آگے تھی پرداکشی
نور رویش آنچنان بردی بصر	کہ زمرد از دو چشم مار کر	نور رو ایسا بصر کو انکا لے	کہ زمرد لیوے چشم مار سے
او ز حق درخواستہ تا توبره	گردد آن نور قوی را ساترہ	پس خدا سے اسنے چاہا تھا نقاب	تاکہ اس نور قوی کا ہو حجاب
توبره گفت از گلیمت ساز ہین	کان لباس عارفی آمد یقین	بولا[۲] کمل سے کر اپنا حجاب	کہ لباس عارفان ہے بیحساب
کان کسا بر نور صبری یافتہ است	او ز جان بر تار و پودش تافتہ است	صبر اس برقعہ نے پایا نور پے	تانا بانا اس کے نور جان رکھے
جز چنین خرقہ نخواہد شد صولن	نور ما را بر نتابد غیر آن	اس سوا خرقے کے نے ہووے نقاب	نور کی میرے دلائے کوئی تاب
کوہ قاف ار پیش آید بہر سد	ہمچو کوہ طور نورش بر درد	آئے گر کہ قاف پردہ کے لئے	نور مثل طور بس پھاڑے اسے
از کمال قدرت ابدان رجال	یافت اندر نور بیچون احتمال	قدرت کامل سے انسا کا بدن	ہوگیا حامل بہ نور ذو المنن
آنکہ طورش بر نتابد ذرہ	قدرتش جا ساز د از قارورہ	جس کے ذرہ کی نہ طاقت طور کو	رکھ دیا قدرت سے قارورہ مین وہ
آنچہ طورش بر نتابد اے کیا	ذرہ اندر زجاجہ ساخت جا	طور تاب[۳] اسکی نہین جو لا سکا	ذرہ اک قندیل مین اسکا رکھا

سہ۱ وہ ہے مالک الخ یہ شعر اگر وہ ملک حسن کا دیوے یوسف کنعان کو مثل ماہ کے تاب اختر کی اندر رخ کے رکھے تاکہ شاہ غلام ایک دختر کا ہے دوسرے رخ مین نور اپنا رکھے تاکہ نصف شب کو وہ نیک و بد دیکھے یوسف و موسیٰ نے حق سے نور پایا ہاتھ مین و رخ مین و صدر مین رخ مین موسیٰ مین چمک بجلی کی تھی کہ رو کے آگے پردہ ڈالا تھا انکا نور ایسا کہ بصر کو لے بس خدا سے اس نے نقاب چاہا تاکہ اس نور قوی کا حجاب ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سہ۲ بولا کمل الخ یہ شعر حق نے کہا کہ کمل سے اپنا نقاب کر کہ لباس عارفون کا بے حساب ہے اس برقعہ نے صبر پایا نور پر کہ تانا بانا اس کا نور جان رکھتا ہے سوا اس خرقے کے کہ نقاب نہ ہووے کہ میرے نور کی تاب نہ لائے اگر کوہ قاف پردہ کے واسطے آئے نور طور کے مانند اسے پھاڑے قدرت کامل سے انسان کا بدن حامل ہوگیا نور ذوالمنن سے جس کے ذرے کی طور کو طاقت نہین قدرت سے وہ قارورہ مین رکھدیا یعنی کمل نور جلالی کا متحمل ہوتا ہے کہ وہ چرندون سے ہے اسواسطے عارف کمل کا لباس پہنتے ہین کیونکہ بدن حائل نور کا ہوتا ہے آگے اس نور کا بیان ہے فافہم ۱۲ سہ۳ طور تاب اس کی الخ یہ شعر جو طور تاب اس کی نہ لا سکا ایک ذرہ اس کا قندیل مین رکھا مشکوٰۃ زجاجی جگہ گور کی آیا جس کے نور سے کوہ قاف و طور پھٹے ان کے جسم کو مشکوٰۃ جان اور جان کو زجاج کہ عرش و آسمان پر چمکا کہ یہ چراغ انکا نور حیران ہے اس نور سے جیسے اختر صبح سے فانی رہتا ہے اسواسطے مصطفےٰ صلعم سے حکایت کی بادشاہ لایزال و پاک سے کہ مین سماؤن افلاک مین نہ عقول نہ نفوس پاک مین دل مین مومن کے رہون مانند جان کے بیچون و بیچگوں سے جہان مین یعنی وہ نور حق نے جسم و جان مین رکھا ہے کہ آنکھون سے دیکھتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گشت مشکوٰۃ زجاجی جاے نور | کہ ہمی در زد نورش قاف وطور
جسم شان مشکوٰۃ دان جانشان زجاج | تافتہ برعرش وافلاک این سراج
نور شان حیران این نور آمدہ | چون ستارہ زین ضحیٰ فانی شدہ
زین حکایت کرد آن ختم رسل | از ملیک لایزال ولم یزل
کہ نگنجیدم در افلاک وخلا | در عقول ودر نفوس باعلی
در دل مومن بگنجیدم چو ضیف | بے زچون وبے چگونہ بے زکیف
تا بدلالی آن دل فوق وتحت | یابد از من بادشاہیہا وتخت
بے چنین آئینہ این خوبی من | برنتابد نی زمین وسنے زمن
بر دو کون اسپ ترحم تاختیم | بس عریضہ آئنہ برساختیم
ہر دمی زین آئنہ پنجاہ عرس | بنگر آئینہ وسے شرحش مپرس
حاصل آن کہ لبس خویشتن پردہ ساخت | کہ نفوذ او قمر را می شگافت
گر بدی پردہ زغیر لبس او | پارہ گشتی در بدی کوہ ودو تو
ز آہنین دیوارہا نافذ شدی | تو برہ یا نور حق چون زدی
گشتہ بود آن آئنہ صاحب تفی | بود وقتی سوز خرقہ عارفی
گشتہ بود آن آئنہ ستار نور | زانکہ بود از خرقۂ یک باحضور
زان شود آتش رہین سوختہ | کوست با آتش زپیش آموختہ
در ہوای عشق آن نور رشاد | خود صفورا ہر دو دیدہ باز داد
اول آن یک بست یک چشم و بدید | نور روی او و یک چشمش پرید
بعد از ان صبرش نماند و آن دگر | برگشاد و کرد خرج آن قمر

آیا مشکوٰۃ زجاجی جائے نور | ڈرے جس کے چھٹنے کہ قاف وطور
جسم مشکوٰۃ انکا جان ہے زجاج | چمکا عرش وآسمان پہ یہ سراج
نور حیران انکا ہے اس نور سے | جیسے اختر صبح سے فانی رہے
مصطفےٰ نے کی حکایت اس لئے | بادشاہ لایزال و پاک سے
کہ سماؤں میں نہیں افلاک میں | نے عقول و نے نفوس پاک میں
دل میں مومن کے بسوں جوں مہمان | بیچگون بیچون سے اندر نے جہان
تا دل اس دلالی پن سے فوق و تحت[1] | پائے مجھ سے بادشاہی اور تخت
ایسے بے آئینہ کب خوبی مری | نے زمان و نے زمین سے اٹھ سکے
اسپ دوڑایا دو کون پر رحم کا | آئنہ جوڑا بنایا بس سوا
آئنہ سے سو خوشی ہر دم میں ہو | آئنہ دیکھ اسکے مت پوچھ حال کو
پس لباس اپنے سے وہ پردہ کیا | اور نفوس اسکا قمر کو پھاڑتا
ہوتا اگر پردہ لباس غیر سے | ہوتا شق گر ہوتے پردے کوہ کے
پار ہوتا[2] آہنی دیوار سے | کرتا کیا تن برقعہ نور یار سے
وہ ہوا تھا آئینہ گرمی بھرا | ایک وقت عارف کا خرقہ سوز تھا
وہ ہوا تھا آئنہ ستار نور | کیونکہ تھا وہ ایک خرقہ باحضور
سوختہ کی رہن آتش اس لئے | کہ وہ آتش کا ہے عادی قبل سے
عشق میں اس نور موسیٰ کے سنو | بی صفورا کھوئیں دونوں چشم کو
دیکھا اول باندھکر اک آنکھ کو | اُنکے نور روئے کھوئی آنکھ دو
بعدہ بے صبر ہو وہ دوسری | کھولدی اور اس قمر پہ خرچ کی

[1] تا دل الخ ۶ شعر دل اس دلالی پن سے فوق وتحت میں مجھ سے بادشاہی پائے اور تخت بغیر ایسے آئینے کے کب خوبی میری بھی زمان و زمین میں اٹھ سکے دونوں جہان میں اسپ دوڑایا رحم کا پس آئینہ سوا جوڑا بنایا تھا آئنہ سے سو خوشی ہر دم میں ہوا آئینہ دیکھ اور اسکے حال کو مت پوچھ پس اپنے لباس سے وہ پردہ کیا کہ اسکا نفوذ قمر کو پھاڑتا اگر پردہ لباس غیر سے ہوتا شق ہوتا اگر کوہ سے پردے ہوتے یعنی اس نور کا آئینہ دل کو بنایا ہے کہ متحمل ہوا ہے فافہم ۱۲

[2] پار ہوتا الخ ۷ شعر آہنی دیوار سے پار ہوتا برقعہ کیا تن کرتا نور یار سے وہ آئینہ گرمی بھرا ہوا تھا اور ایک وقت عارف کا خرقہ سوز تھا وہ آئینہ ستار نور ہوا تھا کیونکہ وہ ایک خرقہ باحضور تھا آتش رہن سوختہ کی اس واسطے ہے کہ وہ آتش کا قبل سے عادی ہے اُس نور موسیٰ کے عشق میں سنو بی صفورا نے کھوئیں دونوں چشم کو اول ایک کو بند کرکے دیکھا کہ اُنکے نور روئے وہ آنکھ کھوئی بعدہ بے صبر ہوکر دوسری کھولدی اور اُس پر قمر پہ خرچ کی آنکھ اس کے دیدار میں فافہم ۱۲

همچنان مرد مجاهد نان دهد | چون بروزد نور طاعت جان بهد
پس زنی گفتش که چشم عبهری | چون ز دستت رفت حسرت میخوری
گفت حسرت میخورم که صد هزار | دیده بودی تا همی کردم نثار
روزن چشمم زمه ویران شدست | لیک مه چون گنج در ویران شدست
کی گذارد گنج کاین ویرانه هم | یاد آرد از رواق خانه ام
حق شنید این و دو چشمش باز داد | دید موسی را ز نورش ساز داد
از نظر این نور زو پنهان نشد | از خزینه خاص بُد ویران نشد
نور روی یوسفی وقت عبور | در فتادی در شباک و در قصور
پس بگفتندی درون خانه در | یوسف است این سو بسیر آن ور گذر
زانکه بر دیوار دیدندی شعاع | فهم کردندیش اصحاب بقاع
خانهٔ را کش دریچه است آن طرف | دارد از سیران یوسف این شرف
هین دریچه سوی یوسف باز کن | ور شگافش فرجهٔ آغاز کن
عشق ورزی آن دریچه کردنست | کز جمال دوست دیده روشنست
پس همیشه روی معشوقه نگر | این بدست تست بشنو ای پسر
راه کن در اندرونها خویش را | دور کن ادراک دور اندیش را
کیمیا داری دوای پوست کن | دشمنان را زین صناعت دوست کن
چون شدی زیبا بدان زیبا رسی | کو رهاند روح را از بیکسی

ایسے ہی مرد مجاہد نان دے [۵۱] | ذوق دے جو نور طاعت جان دے
ایک عورت نے کہا کہ چشم کو | تو نے کھوئی کیون کرے حسرت تو
بولی حسرت ہی مجھے کہ سو ہزار | ہوتی آنکھین اور کرتی مین نثار
چشم ہوئی ویران مری اس ماہ سے | پر وہ مہ جون گنج ویرانہ مین ہے
گنج کب چھوڑے کہ ویرانہ مرا | یاد لائے رونق خانہ مرا
حق نے سنکر پھر دو آنکھین اسکو دین | دید موسیٰ کے موافق بس کرین
نے نظر سے نور یہ اس کے چھپا [۵۲] | خاص مخزن سے تھا نے ویران ہوا
نور رخ یوسف کا ہنگام گذر | روزنون سے کرتا ہر گھر مین اثر
گھر مین اپنے کہتا یہ ہر ایک تھا | سیر کرنے یوسف اس رہ سے گیا
کیونکہ دکھتی تھی شعاع دیوار سے | صاحب خانہ سے اس کو جانتے
ہے دریچہ جس کے گھر کا اس طرف | سیر یوسف سے وہ رکھے ہے شرف
جانب یوسف دریچہ کھول تو | سیر کر روزن سے اسکی ای نکو
عشق کرنا کھولنا روزن کا ہی | دیدہ روشن ہی جمال دوست سے
دیکھ دائم تو رخ معشوق کو [۵۳] | یہ ہے تیرے ہاتھ مین سن اسکو تو
راہ کر باطن مین اپنے ای نکو | دور کر ادراک دوراندیش کو
کیمیا پائے دوائے پوست کر | دشمنون کو اس ہنر سے دوست کر
جو ہوا زیبا تو زیبا سے ملے | کہ چھوڑائے روح کو وہ عجز سے

سلہ ۵۱ بیت ۹ آلخ ۶ شعر مرد مجاہد ایسے ہی نان دے جو نور طاعت ذوق دے تو جان دے ایک عورت نے کہا کہ چشم کو تو نے کھویا تو حسرت کیون کرتی ہے کہا کہ مجھے حسرت ہے کہ سو ہزار آنکھیں ہوتین اور مین نثار کرتی میری چشم ویران اُس ماہ سے ہے لیکن وہ مانند گنج کے ویرانہ مین ہے گنج کہ چھوڑے کہ ویرانہ میرا نہ یاد لائے رونق خانہ سے حق نے سن کر پھر اُس کو دو آنکھین دین اور دید موسیٰ کے موافق بس کرین یعنی مرد مجاہد کو جو طاعت ذوق دے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ نے نظر سے آلخ ۷ شعر یہ نور اس کی نظر سے نہ چھپا کہ خاص مخزن سے تھا ویران نہ ہوا اور ہنگام گذر کے تو رخ یوسف کا روزنون سے ہر ایک گھر مین اثر کرتا ہر ایک اپنے گھر مین یہ کہتا تھا کہ یوسف اس راہ سے سیر کرنے گیا کیونکہ دیوار پر دکھتی تھی صاحب خانہ اس کو جانتے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ جس کے گھر کا دریچہ اُس طرف ہے وہ سیر یوسف جان سے شرف رکھتا ہے تو جانب یوسف کے دریچہ کھول اور سیر اُسکی روزن سے کر عشق کرنا کھولنا روزن کا ہے کہ دیدہ روشن ہے جمال دوست سے یعنی روزن دل کا کھول کہ تو معنی مثل ستارون کے مشاہدہ ہون چنانچہ سیر سلوک اول جو کشود ہوتا ہے تو انوار بطور لوائح و لوامع دمثل ستارے و ماہ خورشید کے آسمان دل پر سالک کو مشاہدہ ہوتے ہین اور اختر ابر تیرہ مین پوشیدہ ہوتے ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ دیکھ دائم آلخ ۴ شعر تو رخ معشوق کو ہمیشہ دیکھ یہ تیرے ہاتھ مین ہے تو اس کو سن اپنی راہ باطن مین کر اور ادراک دوراندیش کو دور کر کیمیا ملے تو دوا پوست کی کر اور اس ہنر سے دشمنون کو دوست کر جو زیبا ہوا تو زیبا سے ملے کہ روح کو چھڑائے عجز سے اسکا غم یا غم جان کی پرورش ہے اور مردہ جسم کو زندہ دیکھے اُس کا دم اس ملک دنیا کا وہ دے بلکہ ملک کو ناگون وہ صد ہا دے یعنی باطن مین تو دیکھ ۔ سالک کر کہ یہ ملک کیا وہ صد ہا ملک اور دے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

پرورش مر باغ جانہا را انمش — زندہ کردہ مردۂ غم را دمش
نے ہمہ ملک جہانِ دون دہد — صد ہزاران ملک گوناگون دہد
بر سرِ ملکِ جمالش داد حق — ملکتِ تعبیرِ بے درس و سبق
ملکتِ حسنش سوِ زندان کشید — ملکتِ علمش سوِ کیوان کشید
شہ غلامان او شد از علم و ہنر — ملک علم از ملک حسن آسودہ تر

باغ جان کی پرورش ہی اسکا نم — زندہ رکھے مردۂ غم اسکا دم
نے جہان اس ملک دنیا کا وہ دے — بلکہ ملک گوناگون صدہا وہ دے
حق نے دی ملک جمال اسکو بیہ جو [۵۱] — شاہی تعبیر بے تعلیم کو
ملک حسن اس کو بزندان لیگیا — ملک علم اُن کو بہ کیوان لیگیا
شہ غلام انکا ہے از رہ علم کے — ملک علم افضل ہے ملک حسن سے

رجوع بحکایت مرد وام دار و آمدن به تبریز و آگاہی از فوت محتسب

رجوع طرف حکایت مرد قرضدار کے اور آنا تبریز مین اور آگاہ ہونا وفات محتسب سے

آن غریب ممتحن از بیم وام — از رہ آمد سوی آن دار السلام
شد سوی تبریز و کوی گلستان — خفتہ امیدش فراز گلستان
رد ز دار الملک تبریز سنی — بر امیدش روشنی بر روشنی
جانش خندان شد از آن روضۂ رجال — از نسیم یوسف و مصر جلال
گفت یا حادی انخ لی ناقتی — جاء اسعادی و طارت فاقتی
ابرکی یا ناقتی طاب الامور — ان تبریز مناجات الصدور
اسرحی یا ناقتی حول الریاض — ان تبریزاً لنا نعم المفاض
ساربانا بار بکشا ز اشتران — شہر تبریز ست کوی گلستان
فر فردوسی ست این پالیز را — شعشعۂ عرشی ست مر تبریز را
ہر زمانی موج روح انگیز جان — از فراز عرش بر تبریزیان
چون وثاق محتسب جست آن غریب — خلق گفتندش کہ بگذشت آن حبیب

وہ مسافر ممتحن با خوف وام [۵۲] — راہ سے آیا سوے دار السلام
سوے تبریز و سوِ گلشن گیا — سوئی امید اُس کے گل تکیہ کیا
پہونچا دار الملک مین تبریز کے — روشنی کی اُسکی بس اُمید پے
جان ہوئی خوش اسکی بار وضۂ رجال — با نسیم یوسف مصری جلال
بولا یا حادی انخ لی ناقتی — جاء اسعادی و طارت فاقتی
ابرکی یا ناقتی طاب الامور — انّ تبریزاً مناجات الصدور
اسرحی یا ناقتی حول الریاض — انّ تبریزاً لنا نعم المفاض
کھول بوجھا اونٹ کا اے ساربان — شہر ہے تبریز کوے گلستان
رونق جنت ہے اس پالیز کو — عرش کی ہے روشنی تبریز کو
موج روح انگیز جان کی ہر زمان — سوے تبریز عرش پر سے ہے روان
ڈھونڈھتا گھر محتسب کا جو غریب [۵۳] — خلق بولی اُس سے گذرا وہ حبیب

۵۱ حق نے دی الخ سوم شعر حق نے اسکو ملک حسن پر شاہی دی تعبیر بے تعلیم کر تو ملک حسن انکو زندان تک لیگیا اور ملک علم انکو کیوان تک لے گیا شاہ انکا غلام ہے از راہ علم کے پس ملک علم افضل ہے ملک حسن سے یعنی حسن سے علم افضل ہے آگے مرد قرضدار کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۲ وہ مسافر الخ اشعر وہ مسافر ممتحن خوف قرض سے راہ سے طرف دار السلام کے آیا جانب تبریز جانب تبریز گلشن گیا اور سوے امید اسکے گل کو تکیہ کیا پہونچا دار الملک مین تبریز کے اسکی روشنی کی امید پر اسکی جان خوش ہوئی روضۂ رجال اور نسیم یوسف مصر جلال سے ترجمہ کہا اے حادی بٹھا ناقہ میری کو آئی نیکبختی اور اُڑی حاجت میری ترجمہ بٹھو اے ناقہ کہ خوش ہوا ہر کام میرا تحقیق تبریز مناجات دلون کا ہے ترجمہ چرا ناقہ میرے گرد باغون کے تحقیق تبریز ہمکو جگہ فیض کی ہے اے ساربان کھول بوجھا اونٹ کا شہر تبریز ہے اور کوے تبریز گلستان ہے رونق جنت کی ہے اس پالیز کو اور عرش کی روشنی ہے تبریز کو موج روح انگیز جان کی ہر دم ہوے تبریز عرش پر سے وارد یعنی تبریز دنیا کی جانب وحین ہر دم بامید یوسے یوسف جناب رسول مقبول صلعم کے آسمان سے آتی ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ڈھونڈھتا الخ ۸ شعر جو وہ گھر غریب محتسب کا ڈھونڈھتا تھا خلق نے اس سے کہا کہ وہ حبیب گذر گیا اسنے پرسون دنیا سے نقل کی ہر مرد و زن اسکی نقل سے زرد رو ہین وہ طائر عرشی سوے عرش گیا جو اُسے بسے عرش الخ سے آئی جو اُسکا سایہ پناہ خلق تھا اگرچہ اسکو جلدی طے کر دیا اُس ساحل سے کشتی پرسون لیگیا جبکہ خواجہ عمکدہ سے یہ تھا آہ کر کے بیہوش ہو گیا گویا وہ بھی اسکے پیچھے مر گیا پس گلاب آب منھ پر چھڑکا اور ہمراہی اُسپر نوحہ کرتے رہے رات بھر بیہوش بعد اس بیہوشی کے ادھر مری جان اسکی غیب سے لوٹ آئے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۱

او بہ پیر از دار دنیا نقل کرد — مرد و زن در واقعہ او روی زرد
رفت آن طاؤس عرشی سوی عرش — چون رسید از ہاتفان بشنید عرش
سایہ اش گرچہ پناہِ خلق بود — در نوردید آفتابش زود زود
راند او کشتی ازین ساحل بپیر — گشتہ بود آنخواجہ زین غمخانہ سیر
نعرۂ زد مرد و بیہوش او فتاد — گوئیا او نیز در پے جان بداد
پس گلاب و آب بر رویش زدند — ہمرہان بر حالتش گریان شدند
تا بشب بیہوش بود و بعد ازان — نیم مردہ باز گشت از غیب جان

اُسنے کی دنیا سے پرسون نقل ہے — مرد و زن و زرد اسکی نقل سے
وہ گیا طاؤس عرشی سوی عرش — آئی ہاتف سے اُسے جو بوے عرش
سایہ اس کا جو پناہ خلق تھا — شمس نے طے اسکو جلدی کر دیا
کشتی اس ساحل سے پرسون لیگیا — غمکدہ سے جو کہ خواجہ سیر تھا
آہ کرکے مرد بیہوش ہوگیا — گویا وہ بھی اُسکے پیچھے مر گیا
پس گلاب و آب چھڑکا مونھ پر — اُسپہ ہمراہی ہوئے بس نوحہ گر
رات بھر بیہوش بعد اُس ہوش کے — ادھ مری جان اسکی لوٹی غیب سے

باخبر شدن آن غریب از وفات محتسب

خبردار ہونا اُس غریب کا وفات محتسب سے

الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ہو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلاً

الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ہو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلاً

چون بہوش آمد بگفت ای کردگار — مجرمم بودم بخلق امیدوار
گرچہ خواجہ بس سخاوت کرد و جود — ہیچ آن کفوِ عطاے تو نہ بود
او کلہ بخشید و تو سر پُر خرد — او قبا بخشید تو بالا و قد
او زرم داد و تو دست زر شمار — او ستورم داد و تو عقل سوار
خواجہ شمعم داد و تو چشم قریر — خواجہ نقلم داد و تو طعمہ پذیر
او وظیفہ داد و تو عمر و حیات — وعدہ اش زر وعدۂ تو طیبات
او وثاقم داد و تو چرخ و زمین — در وثاقت او و صد چون او زمین

ہوش میں جب آیا بولا اے خدا[۱] — ہون میں مجرم خلق سے طامع ہوا
گرچہ خواجہ نے سخاوت بس کری — تیری بخشش کی کفو سے کچھ نہ تھی
اُسنے ٹوپی تو نے سر مجکو دیا — اُس نے جامہ تو نے دی عقل سوا
اُس نے زر تو نے دیا دست شمار — اُسنے گھوڑا تو نے دی عقل سوار
اُسنے شمع چشم روشن تو نے دی — اُسنے قوت اور تو نے طعمہ اُس سے دی
دی غذا اُسنے و تو نے دی حیات — اُسکا وعدہ زر و تیرا طیبات
اُس نے گھر تو نے دیا چرخ و زمین — تیرے گھر مین ایسے گھر صدہا زمین

[۱] ہوش میں آکے شعر ہوش میں آیا کہا کہ اے خدا میں مجرم ہون کہ خلق سے طامع ہوا اگرچہ خواجہ نے بہت سخاوت کی تیری بخشش کی وہ کچھ کفو نہ تھی اُس نے ٹوپی اور تو نے مجکو سر دیا اُس نے جامہ اور تو نے قد بخشش کیا اُس نے زر اور تو نے عقل سوا دیا اُس نے شمع اور تو نے چشم روشن دی اُس نے قوت اور تو نے اُس سے قوت دی اُس نے غذا اور تو نے حیات دی اُس کا وعدہ زر اور تیرا طیبات اُس نے گھر دیا تو نے چرخ و زمین دی کہ تیرے گھر میں ایسے گھر صدہا زمین یعنی بخشش خلق کی عارضی ہو تیری بخشش کے مقابل میں نا تمام و ناقص ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

آنچہ او داد ای ملک ہم از تو داد — کہ دل و دست ورا کردی تو زاد
زر از آن تست او زر نافرید — نان از آن تست نانش از تو رسید
آن سخا و رحم ہم تو دادیش — کز سخاوت میفزود ی شادیش
من چہ میگویم ہمہ تو مید ہی — بار منت بر کسی کے می نہی
من مراو را قبلۂ خود ساختم — قبلہ سازِ اصل را نشناختم
ما کجا بودیم کاین دانای دین — عقل می کارید اندر ماء و طین
چون ہمیکرد از عدم گردون پدید — وین بساط خاک را می گسترید
ز اختران می ساخت او مصباحہا — در طبائع قفل با مفتاحہا
اے بسا بنیادہا پنہان و فاش — مضمر این سقف کرد و این فراش
آدم اصطرلاب گردون علوست — وصف آدم مظہر آیات اوست
ہرچہ در وی می نماید وصف اوست — ہمچو عکس ماہ اندر آب جوست
بر صطرلابش نقوش عنکبوت — بہر اوصاف ازل دارد ثبوت
تا ز چرخ غیب وز خورشید روح — عنکبوتش درس گوید با شروح
عنکبوت و صطرلاب رشاد — بے منجم در کف عام اوفتاد
انبیا را داد حق تنجیم این — غیب را چشمی بباید غیب بین
در چہ دنیا فتادند این قرون — عکس خود را دید ہر یک چہ درون
عکس در چہ دید و از بیرون ندید — ہمچو شیر گول اندر چہ دوید

جو[1] دیا اُس نے ای شہ تجھسے دیا — کہ دل و دست اُسکا تجھسے ہی سخا
زر تری ملک اُسنے ذر پیدا ہی زر — نان تری ملک اُسکو نان دی تجھنے پر
وہ سخا و رحم بھی تو نے دیا — کہ سخاوت سے خوشی اسکو کیا
کیا کہوں مین تو ہی سب کچھ جنرہی — بار منت کب کسی پر تو رکھے
مین سنے قبلہ اپنا بس اسکو کیا — رب قبلہ کو نہ پہچانا ذرا
ہم کہاں پر تھے کہ یہ دانائے دین — عقل کو بوتا تھا اندر ماء و طین
جو عدم سے لایا تھا چرخ برین — اور بچھاتا تھا وہ یہ فرش زمین
کرتا[2] اختر سے چراغوں کو عیان — طبع سے کرتا وہ قفل و کنجیان
ای بہت بنیاد پنہان و عیان — فرش اس چھت مین کرین اُسنے نہان
آدم اصطرلاب ہے افلاک کا — وصف آدم مظہر ذات خدا
جو کچھ اُسمین دکھتا اُسکا وصف ہے — جیسے عکس ماہ اندر آب کے
اُس صطرلابون پہ نقش عنکبوت — وصف ازلی کیلئے رکھے ثبوت
شمس جان مین تاکہ چرخ غیب سے — عنکبوت اسکا بیان شرح کرے
عنکبوت ارشاد اصطرلاب کا — بے منجم دست عاموں مین پڑا
انبیا[3] کو یہ نجوم مین حق نے دین — غیب کو لازم ہے چشم غیب بین
چاہ دنیا مین قرون یہ سب پڑے — عکس اپنا دیکھا اندر چاہ کے
عکس چہ مین دیکھا اور باہر سے نے — دوڑے مثل شیر اندر چاہ کے

[1] جو دیا آلخ ے شعر ای شاہ جو اُس نے دیا تجھسے دیا کہ دل دوست اور تجھسے سخاوت ہے زر تیری ملک، ہر ولیکن نان اُسکو تو نے دی ہے وہ سخاوت و رحم بھی تو نے دیا کہ سخاوت سے اسکو خوش کیا ہے مین کیا کہوں سب کچھ تو ہی ہے ای بار منت کا کب کسی پر رکھے مین نے اسکو اپنا قبلہ کیا اور رب قبلہ کو ذرا نہ پہچانا ہم کہاں پر تھے کہ یہ دانائے دین عقل کو بوتا تھا پانی اور مٹی مین جو عدم سے چرخ برین پیدا کرتا تھا اور یہ فرش زمین بچھاتا تھا یعنی جو کچھ اُس نے دیا ہے کہ اس کا دنیا مین تیری بخشش ہے پس اسکو جانا اور نہ تجھے پہچانا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] کرتا اختر سے آلخ ے شعر چراغ عیان کرتا اختر سے اور طبع سے قفل و کنجیان کرتا اے بہت سی بنیاد پنہان و عیان اُسنے اس چھت و فرش زمین نہان کری ہین آدم اصطرلاب افلاک کا ہے اور وصف آدم مظہر ذات خدا ہے جو کچھ اسمین دکھتا ہے اسکا وصف ہے جیسے عکس ماہ کا آب مین اس اصطرلابون پر نقش عنکبوت وصف ازلی کیلئے ثبوت رکھتا ہے تاکہ شمس جان مین چرخ غیب سے عنکبوت اسکا شرح بیان کرے عنکبوت ارشاد اصطرلاب کا بے منجم کے دست عاموں مین پڑا ہے یعنی اصطرلاب ایک مکان منجم نکالے کہ منجم اسمین بیٹھکر سیر کواکب کی دیکھتے ہین اور نقش عنکبوت اسمین ایک آلہ مشابہ ہے کہ جسمین کواکب کو دیکھتے ہین پس جو انسان حقتعالی نے صورت بصورت اصطرلاب بنایا ہے اور اس مین قلب ہم بصورت نقش عنکبوتی ہے کہ حال آسمان قلب کا اسمین مشاہدہ ہوتا ہے پس وصف انسان مظہر ذات خدا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] انبیا کو آلخ ے شعر حقتعالی نے یہ نجومی انبیا کو دین غیب کو چشم غیب بین لازم ہے یہ سب قرن چاہ دنیا مین پڑے کہ اپنا عکس چاہ مین دیکھا باہر نہ دیکھا مانند چاہ مین دوڑے باہر سے جان کہ جو کچھ چاہ مین دیکھا ہے وہ نہ شیر کی آیا اندر چاہ کے اس کو خرگوش لیگیا راہ سے کہ فلان چاہ کے اندر شیر ہے اندر چاہ کے تو جا اور اُس چاہ کے اندر دیکھ جو تو غالب ہے اس کا سر توڑ یعنی عکس کو قلب کے اندر مکا متلاشی سے دیکھتے ہین اور باہر مشاہدہ ہین کہ وہ باہر ہی ہر جانب ہے مقا کا [illegible] فافہم ۱۲

ز بیرون دان ہرچہ درچاہت نمود — ورنہ آن شیریکہ درچہ شد فرود
جان باہر چاہ مین جو کچھ دکھے — ورنہ کب شیر آتا اندر چاہ کے

برد خرگوشش ازرہ کای فلان — در تگ چاہ است آن شیر ژیان
لیگیا خرگوش اسکو راہ سے — کہ فلانے چہ کے اندر شیر ہے

در رو اندر چاہ و کین از وے بکش — چون از و غالب تری سر بر کنش
جا تو اندر چہ کے بدلا اُس سے لے — جو تو غالب ہو سر اسکا توڑ دے

آن مقلد سخرۂ خرگوش شد — وز خیال خویشتن پر جوش شد
[۵۱] وہ مقلد سخرۂ خرگوش تھا — اور خیال اپنے سے پر جوش تھا

او نگفت این نقش او آب نیست — این بجز تقلیب آن قلاب نیست
نے کہا یہ پید انقش آب نے — یہ ہین پلٹے سب اس قلاب کے

تو ہم از دشمن چہ کینہ می کشی — ای زبون شش غلط در ہر ششی
تو بھی کیا دشمن سے کینہ چاہیے ہر — شش جہت مین تو غلط ہر ایک سے

آن عداوت اندرو عکس حق است — کز صفات قہر آنجا مشتق ست
وہ عداوت اسمین عکس جرم تھا — کہ وہ ہے مظہر صفات قہر سے

وان گنہ در وی ز عکس جرم تست — باید آن خو را ز طبع خویش شست
جرم اسمین تیرا عکس جرم ہے — پس وہ عادت خود سے دھونا چاہیے

خلق زشتت اندران روی نمود — مر ترا او صفحۂ آئینہ بود
خلق بد تیرا ہے اُس رخ مین کھا — صفحۂ آئینہ وہ بس تھا ترا

چونکہ قبح خویش دیدی ای حسن — اندر آئینہ بر آئینہ مزن
جو برائی اپنی دیکھی اے نکو — آئینہ مین توڑ آئینہ نہ تو

می‌زند بر آب استارہ سنی — خاک تو بر عکس اختر می زنی
عکس اختر ڈالے اندر آب کے — خاک بس تو ڈالے اس سے عکس پے

کاین ستارہ نحس در آب آمدست — تا کند مر سعد ما را زیر دست
نحس اختر آیا اندر آب کے — سعد کو تا پست میری وہ کرے

خاک استیلا بریزی بر سرش — چونکہ پنداری ز شبہہ اخترش
خاک بس غلبہ سے ڈالے اُسپہ تو — شبہہ سے جو جانے اختر عکس کو

عکس پنہان گشت و سوی عیب راند — تو گمان بردی کہ آن اختر نماند
عکس پنہان عیب کی جانب گیا — تو گمان رکھے نہ وہ اختر رہا

آن ستارہ نحس ہست اندر سما — ہم بدانسو بایدش کردن دوا
وہ ستارہ نحس ہے افلاک پے — وان دوا بھی اسکی کرنا چاہیے

بلکہ باید دل سوی بیسوی بست — نحس این سو عکس آن نحس سوست
چاہیے بے سو کے سو دل باندھنا — نحس یہ ہے عکس نحس اُس سمت کا

داد داد حق شناس و بخشش — عکس آن داد است اندر پنج و شش
[۵۳] حق کی بخشش کی تو بخشش جان لے — عکس اس بخشش کا ہے اس حال پے

---

[۵۱] وہ مقلد الخ ۲ شعر وہ مقلد سخرہ خرگوش کا تھا اور اپنے خیال سے پر جوش تھا یہ نہین کہا کہ نقش پیدا کیا ہوا آبکا نہین ہے یہ سب کچھ پلٹے اس قلاب کے ہین آگے اس کا بیان ہے تو بھی دشمن سے کیا چاہتا ہے تو غلط ہر ایک سے شش جہت مین ہے وہ اس مین عداوت جرم تھا عکس جرم ہے پس وہ عادت خود سے ڈھونڈھنا چاہیے جو اسی رخ مین دکھا خلق بد ہے کہ وہ صفحہ آئینہ تیرا تھا جو برائی اپنی آئینہ مین دیکھی تو آئینہ کو نہ توڑ یعنی جو سبب تجھے دشمن مین خلق بد دیکھتا ہے وہ اس مین تیرا عکس تجھکو دکھتا ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [۵۲] عکس اختر الخ ۶ شعر اختر عکس ڈالتا ہے آب مین پس تو خاک ڈالے اس کے عکس پر اختر آیا آب مین تا وہ میرے سعد کو پست کرے پس تو اسپر خاک ڈالنے غلبہ سے جو تیرے عکس تو اختر جانے عیب کی جانب عکس پنہان کیا تو گمان رکھے کہ وہ اختر رہا وہ ستارہ نحس افلاک پر دوا بھی اس کی کرنا چاہیے آگے اسکے حقائق ہین بے سو کی جانب دل باندھنا چاہیے یہ نحس ہے عکس نحس اس سمت کا یعنی دل بے سو کیجانب باندھنا چاہیے کہ عکس نحس ہے نحس اس سمت کا کہ وہان سے اس کا عکس یہان دیکھتا ہے پس تو اس طرف رجوع کر یہان اسکے دفع کے واسطے کوشش مت کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
[۵۳] حق کی بخشش الخ ۶ شعر تو بخشش کو حق کی بخشش جان سے عکس بخشش اس جا یہ ہے اگر داد نا کس کی افزون رنگ سے ہے تو مرے اور میراث آخر ہے عکس کیشک نظر کے اندر ٹھہرے تو اصل سے دلیلہ کا پیشہ کر جو بخشش حق نے اپنی نیاز سے کی اور داد کے ساتھ عمر دراز ہوئی تا الدین نعمت علیہ ہو لی تو جسم زندہ کرنے والا موتی کا نٹے جا طرف اسکے حق سے تجھے واسطے داد کو جان سکے انند جیسے تو اس کی ملک اور وہ تیری ملک ہے یعنی بخشش تو بندہ کی عکس بخشش خدا کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گر بود داد خسان افزون ز ریگ — تو بمیری وان بماند مرده ریگ
عکس آخر چند باید در نظر — اصل بینی پیشه کن ای کژ نگر
حق چو بخشش کرد بر اهل نیاز — با عطا بخشیدشان عمر دراز
خالدین شد نعمت و منعم علیه — یحیی الموتی است فاجتاروا الیه
داد حق با تو در آمیزد چو جان — آن چنانکه آن تو باشی و توان
گر نماند اشتهای نان و آب — بدهدت بی این دو قوت مستطاب
فربهی گر رفت حق در لاغری — فربهی پنهانت بخشد آن سری
چون پری را قوت از بو میدهد — هر ملک را قوت جان او میدهد
جان چه باشد تا تو انی زان سند — حق بعشق خویش زنده ات میکند
زو حیات عشق خواه و جان مخواه — تو از و آن ذوق خواه و نان مخواه
خلق را چون آب دان صاف و زلال — اندرو تابان صفات ذوالجلال
علمشان و عدلشان و لطفشان — چون ستاره چرخ در آب روان
پادشاهی زیبد آن خلاق را — پادشاهی جملگان عاجز ورا
پادشاهان مظهر شاهی حق — فاضلان مرآت آگاهی حق
قرنها بگذشت و این قرن نویست — ماه آن ماه است آب آن آب نیست
عدل آن عدلست فضل آن فضل هم — لیک مستبدل شد آن قرن و امم
قرنها بر قرنها رفت ای همام — وین معانی برقرار و بر دوام
آب مبدل شد درین جو چند بار — عکس آن خورشید دائم برقرار
پس بنایش نیست بر آب روان — بلکه بر اقطار عرض آسمان

داد ناکس گر فزون ہی ریگ سے — تو مرے میراث وہ آخر رہے
عکس ٹھہرے کب تلک اندر نظر — دیکھنے کا اصل کے پیشہ تو کر
حق نے بخشش کی جو با اہل نیاز — داد کے ساتھ اُن کو دی عمر دراز
خالدین ہوئی نعمت و منعم علیہ — یحیی الموتی ہست فاجتاروا الیہ
حق بلائے تجھسے جون جاندار کو — جیسے تو آن اسکی تیری آن وو
گرنہ[سلہ] خواہش آب اور نان کی رہے — دیوے بے اُن دو کے وہ قوت تجھے
گر مٹایا جاوے دبلے پن مین دے — حق مٹاپا پنہان اُس سے تجھے
جیسے قوت وہ پری کو بو سے دے — ہر ملک کو قوت جان وہ جیسے دے
جان کیا ہے تو سند اسکو رکھے — عشق اپنے سے خدا زندہ کرے
زندگی عشق چہ تو جان نہ چاہ — ذوق اُس سے چاہ تو اور نان نہ چاہ
خلق کو تو جان جون آب زلال — اُسمین روشن ہین صفات ذوالجلال
اُسکا علم و عدل و لطف اندر جہان — جون ستارہ آب جاری پر عیان
بادشاہی[سلہ] زیب دے خلاق کو — سبکی شاہی ہیچ اُس کے روبرو
بادشہ ہین مظہر شاہی حق — فاضل آئینہ ہین آگاہی حق
قرن گذرے یہ ہین تو قرن اے امین — مہ وہ مہ ہے پانی وہ پانی نہین
عدل وہ عدل اور فضل اک فضل وہ — پر یہ بدلا قرن و مخلوق اے نکو
قرن پر بس قرن گذرے اے ہمام — یہ معانی یون رہین قائم دوام
آب اندر جو کے بدلا چند بار — عکس اُس خورشید کا ہے برقرار
آب جاری پر نہین اسکی بنا — بلکہ رکھتا ہے فلک پر اپنی جا

سلہ گرنہ خواہش الخ یہ شعر اگر خواہش آب و نان کی نہ رہے وہ بغیر ان دو کے تجکو قوت دیوے گر مٹاپا جاوے تو دبلے پن مین حق مٹاپا پنہان دے تجھے آگے اس کی مثال ہے جیسے وہ پری کو قوت بو سے دے اور فرشتون کو قوت جان کی بو سے دے جان کیا ہے تو اس کو سند رکھے خدا اپنے عشق سے زندہ کرے تو زندگی عشق کی چاہ اور جان مت چاہ نور خدا اس سے چاہ اور نان مت چاہ تو خلق کو مانند آب زلال کے جان کہ اس مین صفت ذوالجلال روشن ہین اس کا علم و عدل و لطف جہان مین مانند ستارہ آب جاری پر عیان ہے یعنی تو خدا سے عشق چاہ اور جان مت چاہ کہ خلق مین صفات حق کے مانند عکس کے عیان ہے باقی حال آگے سے ہے فافہم ۱۲

سلہ بادشاہی الخ یہ شعر بادشاہی خالق کو زیب دے اُسکے روبرو سب کی شاہی ہیچ ہے بادشاہ مظہر شاہی حق کے ہین اور فاضل آئینہ ہین آگاہی کے قرن گذرے اور یہ قرن ماہ وہ ماہ ہے اور پانی وہ پانی نہین ہے عدل وہ عدل اور فضل وہ فضل ہے لیکن یہ مخلوق قرن بدلا ہوا ہے قرن پر قرن گذرے یہ معانی یون ہی قائم و دائم رہین گے آگے مثال ہے آب اندر جو کے چند بار بدلا و لیکن عکس اس خورشید کا برقرار ہے آب جاری پر ولیکن اسکی بنا نہین بلکہ فلک پر اپنی جا رکھتا ہے یعنی پرتو حق قائم ہے مگر اجسام بدلتے جاتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

این صفتها چون نجوم معنویست	دان کہ بر چرخ معانی مستویست	یہ صفت[1] رکھے نجوم معنوی	جان معنی ہے فلک پر مستوی
خوبرویان آئینہ خوبی او	عشق ایشان عکس مطلوبی او	خوبرو آئینہ اس خوبی کا ہے	عشق انکا عکس مطلوبی کا ہے
ہم باصل خود رود این خد و خال	دائما در آب کے ماند خیال	جانے اپنی اصل کو یہ خد و خال	کب ہمیشہ آب میں ہووے خیال
جملہ تصویرات عکس آب جوست	چون بمالی چشم خود خود جملہ اوست	جملہ تصویریں ہیں عکس آب جو	خود وہی ہے جو ملے تو آنکھ کو
باز عقلش گفت بگذر زین حول	خل دوشاب ست و دوشاب ست خل	عقل بولی احولی چھوڑو جناب	ہے دوشاب اک سرکہ سرکہ ہے دوشاب
خواجہ را از چشم ابلیس لعین	منگر و نسبت مکن او را بطین	چشم شیطان سے نہ دیکھو اب شاہ کو	اور نسبت اسکو مت دے گل سے تو
خواجہ را جان بین مبین جسم گران	مغز بین او را مبینش استخوان	شاہ کو مت دیکھ جسم اور دیکھ جان	مغز تو دیکھ اسکو مت دیکھ استخوان
خواجہ را چون غیر گفتی از قصور	شرم دار ای احول از شاہ غیور	کہتا[2] غرہ سے ہے شہ کو غیر جو	شرم رکھ احول تو با شاہ نکو
خواجہ را کو در گذشتہ است از اثیر	جنس این موشان تاریکی مگیر	خواجہ کو جو گذرا اندر آسمان	جنس سے نے موش تاریکی کی جان
ہمرہ خورشید را شب بر مخوان	آنکہ او مسجود شد ساجد مدان	ہمرہ خورشید کو شب تو نہ مان	جو ہوا مسجود وہ ساجد نہ جان
عکسہا را ماند و این عکس نیست	در مثال عکس خود نمود نیست	عکس کے مانند اور نے عکس ہے	نیست مثل خود نہیں دیکھا اسے
آفتابے دید و یخ جامد نماند	روغن گل روغن کنجد نماند	خور کو دیکھا پھر وہ یخ جامد کہاں	روغن گل روغن کنجد کہاں
چون مبدل گشتہ اند ابدال حق	نیستند از خلق برگردان ورق	جو مبدل ہو گئے ابدال حق	وہ نہیں ہیں خلق سے لوٹا اب ورق
قبلہ وحدانیت او چون بود	خاک مسجود ملائک چون شود	قبلہ وحدانیت وہ کیونکہ ہو	خاک مسجود ملائک کیسے ہو
چون درین جو دید عکس سیب مرد	دامنش را دید آن پر سیب کرد	جو ہیں[3] عکس سیب دیکھا ایک نے	دامن اسکا دید سے پر سیب ہے
آنچہ در جو دید کے باشد خیال	چونکہ شد از دیدنش پر صد جوال	جو میں جو کچھ دیکھا کب ہووے خیال	دید سے سو تھیلی اسکی مال مال
عکسہا را ماند و این نیست عکس	در مثال عکس حق معنی ست عکس	عکس کے مانند ہے اور نے ہو عکس	ہم مثال عکس حق میں معنی عکس

[1] یہ صفت آلخ یہ شعر نجوم معنوی یہ صفت رکھتی ہیں جان کہ معنی فلک پر مستوی ہے خوبرو اس خوبی کا آئینہ ہے اس کا عشق عکس مطلوب کا ہے خد و خال اپنی اصل کو جانے اور کب ہمیشہ آب میں خیال رہے جملہ تصویریں عکس آب جو ہیں بس خود وہی جو تو آنکھ کو ملے عقل نے کہا کہ اے جناب احولی چھوڑ کہ دو شاب سرکہ ہے اور سرکہ دو شاب ہے تو چشم شیطان سے شاہ کو مت دیکھ جان دیکھ مغز دیکھ استخوان مت دیکھ یعنی تو دوئی کو چھوڑ اور توحید کو دیکھ کہ جسم و جان ایک ہے اور خوبرویوں کے اندر اس کا پرتو ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲
[2] کہتا غرہ سے آلخ یہ شعر تو شاہ کو غرہ سے جو غیر کہتا ہے اے احول تو شرم رکھ شاہ سے کہ کون بلند ہے عرش تاریکی کی جنس سے مت جان ہمراہی خورشید کو شب نہ مان جو مسجود ہوا اسے ساجد نہ جان عکس کے مانند عکس نہیں ہے مثل عکس اپنے کے اس نے نیست دیکھا ہے آگے اسکی مثال ہے خورشید کو دیکھا پھر وہ یخ جامد کہاں ہے روغن گل روغن کنجد کہاں ہے جو ابدال حق کے مبدل محو ہو مخلوقات سے نہیں ہیں تو ورق لوٹ وہ آئینہ وحدانیت کیونکر ہوا اور خاک مسجود ملک کیسے ہوا یعنی جو کہ حق میں فنا ہو گیا وہ بشر کب رہا کیونکہ وہ عکس کے مانند ہے ولیکن عکس نہیں ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲
[3] جو ہیں آلخ ۵ شعر ایک نے جو ہیں عکس سیب دیکھا اس کا دامن دیدہ سے پرسیب ہے جو کچھ جو ہیں دیکھا کب خیال ہو وے دید سے سو تھیلی اس کی مالا مال ہے عکس کے مانند ہے یہ عکس نہیں ہے مثال عکس کی حق ہیں معنی عکس ہے تن مت دیکھ اور جان مت کھو پھر اگر تو نگاہ ہو ترجمہ تکذیب کی حق کی جو وہ آیا نزدیک اسکے ترجمہ نہیں پھینکا تو نے جس وقت پھینکا تو نے وہ احمد ہو وے دید انکی دید حق ہے اس واسطے یعنی جناب رسول مقبول ؐ کا دیکھنا عین خدا کو دیکھنا ہے بموجب حدیث شریف کے من رآنی فقد رای الحق یعنی جس نے مجکو دیکھا تحقیق اس نے حق کو دیکھا آگے حضور کا بیان ہے فافہم ۱۲

تن مبین و جان مکن کن صم بکم — کذبوا بالحق لما جاءهم
تن ندیکھ اور جان سنکھ و صم بکم — کذبوا بالحق لما جاءهم

مارمیت اذ رمیت احمد بده است — دیدن او دیدن خالق شده است
مارمیت اذ رمیت احمد ہوئے — دید انکی دید حق ہے اس لئے

حق مراو را برگزید از انس و جان — رحمة للعالمینش خواند ازان
خلق سے برتر انھین حق نے کیا[له] — رحمة للعالمین انکو کہا (رحمت واسطے مخلوقات کے)

خدمت او خدمت حق کردن است — روز دیدن دیدن این روزن است
انکی خدمت حق کی خدمت جانیے — دید انکی دید اس روزن کی ہے

خاصه این روزن درخشان از خودست — نے ذریعہ آفتاب و مرقدست
خاصه یہ روزن منور آپ ہے — نے ذریعہ آفتاب چرخ سے

هم ازان خورشید زد بر روزنے — لیک از راه و سوی معهودنے
مارا اُس روزن پہ بھی خورشید نے — لیک از راه و طرف معبود کے

درمیان شمس و این روزن رہی — هست مر روزن را مشر زان آگہی
درمیان اس شمس اس روزن کے بھی — راه نے روزن کو اُس سے آگہی

تا اگر ابری برآید چرخ پوش — اندرین روزن بود نورش بجوش
تا اگر اک ابر آئے چرخ پوش — ہووے اُس روزن سے نور اُسکے کو جوش

غیر این راه ہوا و شش جہت — درمیان روزن و خور الفتت
ششجہت[سله] راه ہوا کے غیر جان — روزن و خور کے ہے الفت درمیان

مدحت و تسبیح او تسبیح حق — میوه میروید زعین این طبق
اسکی تسبیح و ثنا تسبیح رب — اس زمین سے میوہ اُگتا ہے عجب

سیب روید زین طبق خوش تخت تخت — عیب نبود گر نہی نامش درخت
سیب اُگتا ہے زمین سے سخت سخت — عیب نے گر رکھے نام اسکا درخت

این سبد را تو درخت سیب خوان — که میان ہر دو ره آمد نہان
ٹوکری کو تو درخت سیب جان — دونون ره کے درمیان آیا نہان

انچه روید از درخت بارور — زین سبد روید ہمان نوع از ثمر
جو درخت بارور سے وہ اُگے — ٹوکری سے بھی ثمر وہ ہی ملے

بس سبد را تو درخت بخت بین — زیر سایه این سبد خوش می نشین
ٹوکرے کو تو درخت بخت جان — زیر سایہ اس شجر کے بیٹھ یان

نان جو اطلاق آورد ای مہربان — نان چرا میخوانیش محموده خوان
نان جو اسہال لائے مہربان — نان مت جانے اُسے مسہل تو جان

خاک ره چون چشم روشن کرد و جان — خاک ره را سرمه بین و سرمه دان
خاک[سله] ره سے چشم روشن کی و جان — خاک ره کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان

چون ز روی این زمین تابد شرق — من چرا بالا کنم رو در عیوق
اس زمین سے جبکہ چمکے روشنی — کیون سوے اختر ہین ہون اب ملتجی

سله خلق سے الخ ۶ شعر انکو حق تعالی نے خلق سے برتر کیا کہ انکو رحمة للعالمین کہا خدمت انکی حق کی خدمت جانیے دن کی دید بعینہ اُس روزن کی دید ہے آگے اسکی مثال ہے خاصکر یہ روزن خود آپ منور ہے آفتاب چرخ کے ذریعہ سے بھی اس روزن پر خورشید نے مارا و لیکن از راہ طرف معبود کے یقین درمیان اُس شمس اور اُس روزن کے بھی راہ ہے مگر روزن کو اُس سے آگہی نہین ہے تا اگر ایک ابر آئے چرخ پوش مگر اُس کے نور کو اُس روزن مین جوش ہووے یعنی حق آفتاب و روزن جناب رسول مقبول صلعم ہین کہ آفتاب و روزن مین کچھ فرق نہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سله ششجہت الخ ۷ شعر ششجہت از راہ ہوا کے سوا یہان روزن و خورشید کی الفت درمیان ہے اس کی تسبیح و ثنا رب کی تسبیح ہے کہ اس زمین سے میوہ عجیب اُگتا ہے آگے اس کی مثال ہے سیب زمین سے سخت سخت اُگتا ہے عیب نہین ہے اگر اسکا نام درخت رکھے تو ٹوکرے کو درخت سیب جان کہ دو راہ کے درمیان پوشیدہ آیا ہے جو وہ درخت بارور سے اُگے وہی ثمر ٹوکرے سے ملے تو ٹوکرے کو درخت سخت جان یعنی جس شخص سے کرامت حق ظاہر ہو اُسے تو حق جان اور اسکی صحبت اختیار کر آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سله خاک رہ الخ ۳ شعر خاک رہ سے چشم و جان روشن کی اس خاک راہ کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان اس زمین سے جبکہ روشنی چمکے مین سوے اختر کیون ملتجی ہون نیست کو ہست مت کہ اے شوخ چشم ایسے جو ہین کلوخ کب خشک رہے اور اس خورشید کے آگے کب ہلال چمکے اور آگے رستم کے کب زور زال ہو دست وہ پروردگار طالب و غالب ہے کہ ہستیون کو نیست کردے زینہار دو نیست جان بندہ کو اپنے خواجہ مین تو جان باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

نیست ہستش مخوان ای چشم شوخ — در چنین جو خشک کی باشد کلوخ
پیش این خورشید کی تابد ہلال — یا چنین رستم چہ باشد زور زال
طالب ست و غالب ست آن کردگار — تا ز ہستیہا بر آرد او دمار
دو مگوی و دو مدان و دو مخوان — بندہ را در خواجۂ خود محو دان
خواجہ ہم در نور خواجہ آفرین — فانی ست و مردہ و مات و دفین
چون جدا بینی ز حق این خواجہ را — گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را
چشم دل را ہین گذارہ کن ز طین — آن یکی قبلہ است دو قبلہ مبین
چون دو دیدی ماندی از ہر دو طرف — آتشی در جست و در رفت خف

نیست کو مت ہست کہہ ای چشم شوخ — ایسی جو مین خشک کب رہے ہو کلوخ
آگے بس اس خور کے کب چمکے ہلال — رو برو رستم کے کیا ہو زور زال
طالب و غالب ہے وہ پروردگار — نیست کر دے ہستیون کو زینہار
دو نہ کہہ اور دو نہ جان اور دو نہ مان — بندہ کو خواجہ مین اپنے محو جان
سلہ خواجہ اندر نور خواجہ آفرین — فانی اور مردہ ہے اور مات و دفین
جو جدا تو دیکھے حق سے خواجہ کو — گم کرے تو متن بھی دیباچہ کو
چشم دل کو پار کر اس جسم سے — ایک قبلہ کو دو قبلہ مت کرے
تو نے دو دیکھے دو عالم سے رہا — سوختہ آتش سے ملتے ہی گما

مثال دو بین ہمچو آن غریب شہر کاشان عمر نام داشت کہ خباز بسبب این نامش بہ دکان دیگر حوالہ کرد او فہم نکرد کہ ہمہ دوکانہا یکی ست

مثال دو بین کی مانند اس مسافر کاشان کے ہے کہ عمر نام رکھتا تھا کہ نانبائی نے بسبب اس نام کے اسکو دوسری دکان پر بھیجا اور وہ نہ سمجھا کہ سب دکانین ایک ہین

گر عمر نامی تو اندر شہر کاش — کس نیفروشد بصد دانگی لواش
چون بیک دکان بگفتی عمرم — این عمر را نان فروشید از کرم
او بگوید رو بدین دیگر دکان — زین یکی نان بہ کزین پنجاہ نان
گر نبودی احول او اندر نظر — او بگفتی نیست دوکان دگر
پس زدی اشراق این نا احولی — بر دل کاشی شدی عمری علی

سلہ شہر کاشان مین عمر نامی ہو تو — نان نہ بیچے کوئی سو دانگ کو
اک دکان پر جو کہے مین ہون عمر — اس عمر کو نان بیچو کم مگر
وہ کہے جا دوسری دکان پے — وہ پچاس حصہ ہے بہتر ایک سے
گر نہ اک احول وہ ہوتا اور دو بین — وہ یہ کہتا دوسری دکان نہین
روشنی پس دیتی یہ نا احولی — دل پہ کاشی کے عمر ہوتا علی

سلہ خواجہ الخ یعنی شعر خواجہ نور آفرین مین فانی اور مردہ ہے اور مات و دفین ہے جو خواجہ کو تو حق سے دور دیکھے تو متن و بھی دیباچہ کو گم کرے تو چشم دل کو اس جسم سے پار کر اور ایک قبلہ کو دو قبلہ مت کہہ تو نے دو دیکھے دونون عالم سے رہ گیا سوختہ آتش کے ملتے ہی گما یعنی حضرت رسول مقبول صلعم نور حق مین فنا ہین وہان دوئی نہین ہے اور جسنے خداوند تعالی اور جناب رسول مقبول صلعم کو دو دیکھا و دو جانا وہ دونون عالم سے رہ گیا بموجب حدیث شریف کے السلامۃ فی الوحدۃ والآفات بین الاثنین یعنی سلامتی وحدت مین ہے اور آفات دوئی مین ہین آگے اس دو بین کی مثال ہین عمر و علی کا قصہ بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ شہر کاشان الخ تو عمر نامی شہر کاشان مین ہے کوئی روٹی نہین بیچتا ہے سو دانگ کو جو ایک دوکان پر کہے کہ مین عمر ہون کہ اس عمر کو تم نان بیچو وہ کہے کہ تو دوسری دوکان پر جا کہ پچاس حصہ بہتر ہے ایک سے آگے اسکے حقائق ہین اگر وہ ایک احول و دو بین نہ ہوتا تو وہ یہ کہتا کہ دوسری دکان نہین ہے پس یہ نا احولی روشنی دیتی دل پر کاشی کے اور عمر رضی علی ہوتا اسواسطے وہ نانبائی کو کہے کہ اس عمر کو تو نان نعمت سے دے یعنی حضرت عمر پابند شریعت کے تھے اور حضرت علی پیر توحید کے پس عمر نامی بھی دو بین تھا کہ ہر دکان پر جاتا تھا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

این ازینجا گوید آن خباز را	این عمر را نان فروش ای نانوا	اس سلئے وہ نان بائی کو کہے	اس عمر کو نان باقیمت زدے
چون شنید او ہم عمر از احولی	درکشید آن نان کہ ہست آن علی	سلہ جو سنا اُس نے عمر یا احولی	کھینچی وہ نان کہ ہے یہ ملک علی
پس فرستادش بہ دکان بعید	نان زپیش روی او اندرکشید	بھیجا اس کو دوسری دوکان پہ	اُسکے پس آگے سے روٹی کھینچ لے
کہ عمر را نان دہ اے انباز من	راز یعنی فہم کن آواز من	کہ عمر کو نان دے اے میرے یار	اور سمجھ آواز سے تو راز کار
او ہمت زان سو حوالت میکند	ہین عمر آمد کہ تا برنان زند	ایسے ہی وہ بھی حوالہ بس کرے	کہ عمر آیا ہے روٹی کے لئے
چون بیکی دکان عمر بودی برو	در ہمہ کاشان ز نان محروم شو	گر عمر تو ایک دوکان پہ پھر جا	سارے کاشان مین نہ روٹی پائیگا
ور بیکی دکان علی گفتی بگیر	نان ازانجا بے حوالہ بے زحیر	ایک دکان پہ علی گر تو کہے	بے حوالہ نان تو اس جا سے لے
احولی دوبین چو پر بستہ ز نوش	احولی صد بینی اے مادر فروش	احول دو بین جو بے توشہ ہوا	احول صد بین تو ہے ای بیچا
اندران کاشان خاک از احولی	چون عمر می گرد چون نبوی علی	پھر تو اس کاشان دنیا مین اخی	احولی سے ہے عمر تو بے علی
ہست احول را درین ویرانہ دیر	قوت انواع کہ کند ابلیس ضمیر	سلہ اس خراب آباد مین احول کو ہی	قوت انواع کہ پسند ابلیس کے
در دو چشم حق شناس آمد ترا	دوست پر بین عرصہ ہر دو سرا	گر دو چشم حق شناس آئے تجھے	دوستا سے ہر دو جہان کو دیکھ لے
وارہیدی از حوالہ جا بجا	اندرین کاشان پر خوف و رجا	تو حوالے سے چھٹا ہر جائے سے	اندر اس کاشان جا و خوف ہے
اندرین جو غنچہ دیدی با شجر	ہمچو ہر جو تو خیالش ظن مبر	دیکھا اس جو مین جو غنچہ باشجر	مثل ہر جو تو خیال اسپر نکر
کہ ترا از عین این عکس نقوش	حق حقیقت گردد و بینی تو روش	کہ تجھے عین اس نقوش عکس سے	حق حقیقت ہو تو اس کا رو دکھے
چشم ازین آب از حول حر میشود	عکس می بیند سبد پر می شود	چشم احول پاک ہو اس آب سے	عکس دیکھے تو کرا تیرا بھرے
پس بمعنی باغ باشد این نہ آب	پس مشو عریان چو بلقیس از حجاب	باغ ہے معنی مین یہ نئے آب ہے	تنہ سے عریان مت ہو جون بلقیس کے
بار گوناگون ست بر پشت خران	ہین بیک چوب این خران را تو مران	سلہ سے خرون پہ بار گوناگون لدا	ایک لاٹھی سے نہ ہانک ان گدھوں

سلہ جو سنا الخ ۸ شعر یعنی اس نے عمر کا نام سُنا احولی سے نان کھینچی کہ یہ ملک علی کی ہے اسکو دوسری دکان پر بھیجا پس اُسکے آگے سے روٹی کھینچکر کہا کہ اسے میرے یار کو نان دے اور آواز سے تو سمجھ راز کام کا ایسے ہی وہ بھی حوالہ کرے کہ عمر روٹی کے واسطے آیا اگر تو عمر ہے ایک دکان پر یا کہ سارے کاشان مین تو روٹی نہ پائیگا اگر تو ایک دوکان پر علی کہے تو بغیر حوالہ کے اُس جا سے نان لے جو احول دو بین بے توشہ ہوا پس تو احول صد بین ہو ای بیچا پھر تو اس کاشان دنیا مین احولی سے عمر ہے علی نہین ہے یعنی تو دو بین ہے کیونکہ ایک دکان سے دوسری دکان پر گیا روٹی لینے اگر ایک بین ہوتا تو دو دکان دو دکان سب ایک تھین دوسری دوکان پر نہ جاتا اسی طرح دنیا مین ایک بین رہ اور دو بینی کو چھوڑ دے مثل علی کے یعنی اہل توحید ہو کہ افضل عبادت توحید ہے اتی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اس خراب آباد مین الخ ہ شعر اس خراب آباد مین احول کو قوت انواع ہے اور وہ پسند ہے ابلیس کے اگر تجھے چشم حق شناس آئی ہے دونون جہان کو دوست پر دیکھ لے تو حوالہ سے ہر جا پر چھٹا اندر اس کاشان کے رجا و خوف کے اس جو مین جو غنچہ باشجر دیکھا ہے جو کے مانند تو خیال اسپر نکر کہ تجھکو عین اس نقوش و عکس سے حق حقیقت ہوئے اور اُسکا منہ نہ دیکھے چشم احول اس آب سے پاک ہو عکس دیکھے اور تیرا ٹوکرا بھرے معنی مین باغ بھی ہے آب نہین ہے شاہ یعنی محبوب اولیا کے مانند ہر وجود کو خیال مت کر کہ معنی مین باغ ہے آب نہین ہے تو بلقیس کے مانند آبگینہ کو آب جان کر برہنہ مت ہو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ خرون الخ ے شعر خرون پر بار گوناگون لدا ہے ایک لاٹھی سے ہر ایک گدھے کو مت ہانک کہ ایک گدھے پر گوہر کا لدا ہوا ہے اور ایک گدھے پر سنگ مرمر کا بار ہے اسکو ایک حکم مت دو اس جو مین ماہ دیکھ اسے عاشق جان آب خضر ہے اب جانور نہین ہے جو اسمین لکھتا ہے ذوق جلوہ آرہے جو کی تہ سے ماہ کہتا ہے کہ مین ماہ ہون مین عکس نہین ہون ہمکلام ہون یعنی تو ہر ایک انسان ایکسان مت جان کہ خلق الانسان من تفاوت ہے اور انسان اولیا مظہر حق کے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

بر یکے خر بار لعل و گوہرست | بر یکے خر بار سنگ مرمرست
بر ہمہ جوہا تو این حکمت مران | اندرین جو ماہ بین عکسش مخوان
آب خضرست این نہ آب ام و دد | ہرچہ اندر وے نماید حق بود
زین تنک جو ماہ گوید من مہم | من نہ عکسم ہم حدیث ہمرہم
اندرین جو انچہ بربالاستے | خواہ بالا خواہ دروی دار وست
از دگر جوہا مگیر این جوے را | ماہ دان این پرتو مہروی را
اندرین جو ہرچہ می خواہی ببین | از نعیم و تاج و تخت و ملک و دین
اندرین جو ہرچہ داری تو مراد | باز بین و شکر کن بہر زیاد
جملہ مطلوبات خلق ہر دو کون | گشت موجود اندروے بعد بون
این سخن پایان ندارد آن غریب | گریہ کرد از درد آن مرد لبیب

ایک خر پے لعل و گوہر کا ہے بار | ایک خر پے سنگ مرمر کا ہے بار
حکم اک سب جو پے مت کر تو رواں | دیکھ مہ اس جو میں عکس اسکو نہ جان
آب خضر اک ہے نہ آب سباع و دد | جو دکھے اسمیں ہے وہ حق جلوہ گر
تہ سے جو کی مہ کہے میں ماہ ہوں | میں نہ عکس ہوں ہمکلام ہمراہ ہوں
اندر اس جو کے جو کچھ بالا پہ ہے [۱] | خواہ بالا خواہ اندر اُس کے ہے
دوسری جو سا نہ جان اس جو کو تو | ماہ جان اس پر تو مہرو کو تو
اندر اس جو کے جو چاہے دیکھ لے | تاج و تخت اور ملک اور دین کے
اندر اس جو کے جو تو رکھے مراد | دیکھ لے اور شکر کرتا ہو زیاد
دو جہان کے خلق کے مطلب سبھی | ہو گئے موجود بے بعد اے اخی
بات ہے بے انتہا ہے وہ غریب | گریہ بس کرتا ہے با درد حبیب

توزیع کردن پاے مرد در جملہ شہر تبریز و جمع شدن اندک چیزے و رفتن آن غریب بہ تربت محتسب بہ زیارت و این قصہ ابر سر گور او بطریق نوحہ گفتن

بھیک مانگنا ساعی کا تمام شہر تبریز میں اور جمع ہونا تھوڑے روپیہ کا اور جانا اُس غریب کا زیارت کو محتسب کی تربت پر اور قصہ کہنا اُس کی گور پر رو رو کر

واقعہ آن وام او مشہور شد | پاے مرد از درد او رنجور شد
از پے توزیع گرد شہر گشت | وز طمع می گفت ہر جا سرگذشت
ہیچ ناورد از رہ کدیہ بدست | غیر صد دینار آن کدیہ پرست

حال مشہور اس کے قرضہ کا ہوا [۲] | ساعی کا دل درد سے اُسکے دُکھا
مانگنے کو شہر کے اندر پھرا | اور طمع سے کہتا ہر جا ماجرا
کچھ نہ از راہ گدائی کے ملا | اُس گدا کو سو روپے کے سوا

۱ اندر اس جو کے الخ یہ شعر جو بالا پر ہے وہ اندر اس جو کے ہے خواہ بالا پر وخواہ اس میں ہے تو اس جو کو دوسرے جو کے مانند نہ جان وا سپر تو مہرو کو ماہ جان اس جو کے اندر جو چاہے دیکھ لے تاج و تخت اور ملک اور دین سے اس جو کے اندر جو تو مراد رکھے دیکھ لے اور شکر کر تا زیادہ ہو دونوں جہان کے خلق کے مطلب سے سب موجود ہو گئے بے بعد کے بات بے انتہا ہے اور وہ غریب گریہ کرتا ہے مرد حبیب سے یعنی موجود اولیا کو دوسرے وجود کے مانند نہ جان کہ وہ پر نعمت باغنی سے سے آگے اُس غریب کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ حال مشہور الخ یہ شعر اُس کے قرضہ کا حال مشہور اور اُس کے ساعی کا دل درد سے دکھا شہر کے اندر مانگنے کو پھرا اور طمع سے ماجرا کہتا از راہ گدائی کے کچھ نہ ملا اُس گدا کو سو روپیہ سے سوا ساعی اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور گور محتسب پر اپنے ساتھ لے گیا کہا کہ جو بندے کو توفیق ملے کہ وہ لبس مہماتی مبارک کرے اپنا مال اُس کی صرف راہ کرے اور اپنی جان اسی کی صرف جاہ کرے یعنی جو توفیق تجکو ملے تو مہماتی مبارک کر اور اپنا مال صرف کر آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲

پای مرد آمد بود دستش گرفت	شد بہ گور آن کریم بس شگفت	ساعی پاس آیا و پکڑا اُسکا ہاتھ	لیگیا گور سخی پر اپنے ساتھ
گفت چون توفیق یابد بندهٔ	کو کند مہمانی فخر خندهٔ	بولا جو توفیق بندہ کو ملے	کہ وہ مہمان مبارک بس کرے
مال خود ایثار راه او کند	جان خود ایثار جاه او کند	مال اپنا اُسکے صرف رہ کرے	جان اپنی اسکی صرف جہ کرے
شکر او شکر خدا باشد یقین	چون باحسان کرد توفیقش قرین	سلہ شکر اُسکا شکر حق کا ہے یقین	کی جو توفیق اُس نے احسان سے قرین
ترک شکرش ترک شکر حق بود	حق او لاشک بحق ملحق شود	ترک شکر اُسکا ہے ترک شکر حق	حق سے ملحق ہی بلاشک اسکا حق
شکر می کن مر خدا را در نعم	نیز می کن ذکر و شکر خواجه هم	نعمتون مین شکر حق کا کرتا رہ	شکر خواجہ بھی ہمیشہ کرتا رہ
رحمت مادر اگرچه از خداست	خدمت او هم فریضه است و سزاست	اگرچہ رحمت مان کی ہی اللہ سے	خدمت اسکی بھی تجھے بس فرض ہے
زین سبب فرمود حق صلوا علیه	که محمد بود محتاج الیه	اس لئے حق نے کہا صلوا علیہ	کہ محمد بس تھے محتاج الیہ
در قیامت بنده را گوید خدا	هین چه کردی آنچه من دادم ترا	حشر کو پوچھے گا بندہ سے خدا	جو دیا مین نے تھا تجکو کیا کیا
گوید ای رب شکر تو کردم عیان	چون ز تو بود اصل آن روزی و نان	سلہ کہوے مین نے شکر رب تیرا کیا	جو کہ تو تھا اصل روزی نان کا
گویدش حق نکردی شکر من	چون نکردی شکر آن اکرام فن	حق کہے کہ شکر میرا نے کیا	جو کیا نے شکر اُس اکرام کا
بر کریمی کرده حیف و ستم	نے ز دست او رسید این نعمتم	یہ جفا تو نے کریم اپنے پہ کی	نے ملے ہاتھ اسکے سے نعمت مری
چون بگور آن ولی نعمت رسید	گشت گریان زار و آمد در نشید	جو ولی نعمت کی پہونچا گور پے	رویا اور آیا وہ اندر قال کے
گفت ای پشت پناه هر نبیل	مرتجی و غوث ابناء السبیل	بولا اے پشت پناہ عاقلان	مرتضے و غوث جملہ عاجزان
ای غم ارزاق ما بر خاطرت	ای چو رزق عام احسان و برت	تجھ پہ غم ہے جو ہمارے رزق کا	مثل رزق عام احسان ہی ترا
ای فقیران را عشیر و والدین	در خراج و خرج در ایفای دین	سلہ ای فقیروں کا ہے یار اور مائی باپ	خرچ و آمد قرض کے دینے مین آپ
ای چو بحر از بهر نزدیکان گهر	داده تحفه هر سوی دوران مطر	اے جو دریا پاس والون کو گہر	تحفہ بخشا اور دوران کو مطر

سلہ شکر اُسکا الخ ۶ شعر اس کا شکر حق کا شکر ہے جو اس نے توفیق احسان سے قرین کی اس کا ترک شکر حق کا ترک شکر ہے اسکا حق بلاشک حق سے ملحق ہے نعمتون مین شکر حق کا کرتا رہ شکر خواجہ بھی ہمیشہ کرتا رہ آگے اس کی مثال ہے اگرچہ رحمت مان کی اللہ سے ہے اس کی خدمت بھی تجھپر فرض ہے اس لئے حق نے کہا ترجمہ درود دو اوپر اس کے کہ محمد صلعم جائے احتیاج تھے حشر کو اللہ پوچھے گا بندہ سے کہ جو مین نے تجھ کو دیا تھا کیا کیا آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲ سلہ کہوے الخ ۶ شعر وہ کہے مین نے تیرا شکر کیا کہ جو تو روزی و نان کا اصل تھا حق کہے کہ میرا شکر اس اکرام کا نہین کیا جفا تو نے کریم اپنے پر کی کہ اس کے ہاتھ سے میری نعمت نہین ملی تھی آگے رجوع بقصہ ہے جو ولی نعمت کی گور پر پہونچا دیا اور آیا اندر قال کے کہا کہ اے پشت پناہ عاقلان و مرتضی وغوث جملہ عاجزان اے تجھ پر ہمارے رزق کا غم ہے مانند رزق کے تیرا احسان ہے یعنی منعم کا شکر حق کا ہے بخشش اس کی عین بخشش حق کی ہے بس شکر کریم کا کرنا شکر حق کا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ اے فقیرون کا الخ ۶ شعر اے فقیرون کا یار اور مان باپ ہے آمد و خرچ اور قرض کے دینے مین اسے تو نے دریا کے مانند نزدیکون کو گوہر تحفہ بخشا اور دوردون کو قطرے بخشے تجھے مین گرم پشت تھا اے آفتاب رونق ہر ایک محل و ہر ایک گنج و خراب مین اسے تجکو کبھی نہ چین ابرو دیکھا اسے جو میکائیل کے مانند تو رزاقی کرے اسے دل تیرا بحر عجب ملا ہے سواے کوہ قاف کرم کا تو عنقا ہے یاد نہ کیا کہ مجھ پر گذرا اور تیری ہمت ہمیشہ شکستہ نہ ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

فارسی	فارسی	اردو	اردو
پشت ما گرم از تو بود ای آفتاب	رونق ہر قصر و ہر گنج خراب	تجھسے مین تھا گرم پشت ای آفتاب	رونق ہر محل و ہر گنج خراب
ای ندیدہ کس برابرویت گرہ	ای چو میکائیل راد و رزق دہ	اے کبھی دیکھا نہ چین ابرو تجھے	اے جون میکائیل رزاقی کرے
ای دلت پیوستہ با دریای غیب	ای بقاف مکرمت عنقای غیب	اے ملا دل تیرا بحر غیب سے	اے کریم قاف کا عنقا تو ہے
یاد ناوردہ کہ از مالم چہ رفت	سقف قصر ہمتت ہرگز نکفت	یاد نے لایا کہ کیا گذرا مجھے	نے شکستہ ہوئی تری ہمت وے
اے مرا صد ہمچو من در ماہ و سال	مر ترا چون نسل تو گشتہ عیال	[۵۱] اک مین اور سو مجھ سے اندر ماہ و سال	ہو گئے جون نسل تیری وہ عیال
نقد ما و جنس ما و رخت ما	نام ما و فخر ما و بخت ما	نقد میرا جنس میرا اور رخت	نام میرا فخر میرا اور بخت
تو نمردی لیک بخت ما بمرد	عیش ما و رزق مستوفی بمرد	نے مرا تو بخت میرا مر گیا	بلکہ عیش و رزق سارا مر گیا
این ہمہ از حق بد و تو واسطہ	درمیان ما و حق تو رابطہ	یہ تھا سب کچھ حق سے اور تو واسطہ	ہم مین اور حق مین تھا اک تو رابطہ
واحد کالالف در بزم کرم	صد چو حاتم گاہ ایثار نعم	تو کرم مین ایک ہے مثل ہزار	مثل سو حاتم رکھے بخشش و نثار
حاتم از مردہ بمردہ می دہد	گردگانہای شمردہ میدہد	مردہ حاتم دیتا مردہ کو ہے جو	مال گن گن کر کے دیے ہے جوز کو
تو حیاتے میدہی در ہر نفس	کز نفیسی می نگنجد در نفس	تو حیات ہر دم مین دیے ہے ایک تو	نے نفیسی سے سمائے دم مین وہ
تو حیاتے میدہی بس پایدار	نقد زری بے کساد و بیشمار	[۵۲] دیتا تو ہے اک حیات پایدار	تو ہے اک زر بے کساد و بیشمار
وارثے نابودہ یک خوے ترا	اے فلک سجدہ کنان کوے ترا	تیری خو کا نے کوئی وارث ہوا	اے فلک تیرے یہان سجدہ کیان
خلق را از گرگ غم لطفت شبان	چون کلیم اللہ شبان مہربان	گرگ غم سے لطف ہی تیری شبان	جون کلیم اللہ شبان مہربان

گریختن گوسفند از کلیم اللہ و شفقت و مہربانی او

بھاگنا ایک بکری کا موسیٰ عم سے اور شفقت و مہربانی کرنا موسیٰ عم کی اُسپر

فارسی	فارسی	اردو	اردو
گوسپندے از کلیم اللہ گریخت	پای موسیٰ آبلہ شد نعل ریخت	[۵۳] بھاگی اک بکری کلیم اللہ سے	موسیٰ اُٹھکے آبلے پاین پڑے

سہ ۵۱ ای مین الخ ۲ شعر ایک مین اور سو مجھے اندر سال و ماہ مین ہو گئے مانند نسل تیری کے وہ عیال نقد میرا اور جنس میرا اور رخت میرا نام اور فخر میرا اور بخت تو ہے تو مرا بخت میرا مر گیا عیش و رزق میرا مر گیا یہ سب کچھ حق سے تھا اور تو واسطہ ہم مین اور حق مین تو ایک رابطہ تھا تو ایک کرم مین ہے مثل ہزار کے اور سو حاتم کے مانند بخشش و نثار رکھتا ہے حاتم مردہ مردہ کو دیتا ہے تو ہر دم مین ایک حیات تو دیتا ہے اور نفیس ہونے سے وہ ہر دم مین نہین سماتا ہے یعنی حاتم وہ مردہ اہل دیتا ہے مردہ دل کو دیتا ہے اور تو دیتا ہے اور تو ہر دم مین ایک حیات تو دیتا ہے پس بمعنی یہ تعریف جناب رسول مقبول صلعم کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سہ ۵۲ دیتا ہے تو الخ سہ شعر تو ایک حیات پایدار دیتا ہے اور تو ایک زر بے کھوٹا و بیشمار ہے تیرے خو کا کوئی وارث نہ ہوا اور تیرے یہان فلک سجدہ کنان ہے گرگ غم لطف تیرے سے چرواہے کلیم اللہ کے مانند شبان مہربان ہے آگے قصہ شبانی موسیٰ عم کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ سہ ۵۳ بھاگی الخ ۹ شعر ایک بکری بھاگی کلیم اللہ سے اور موسیٰ عم تھکے اور آبلے پاین پڑے اس کے پیچھے شب تک ڈھونڈھتے پھرے کہ گلہ انکی آنکھ سے غائب ہو گیا بکری سست ہوئی کسل راہ سے پس موسیٰ عم اُس کے گرد جھاڑتے تھے اُس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے تھے اور مثل مادر کے اُسپر محبت کرتے نیم ذرہ کے برابر رنج و غصہ نہین اور بجز محبت و رحم کے گریہ نہین کہا کہ مانا تجھے مجھ پر رحم نہین کیون جفا خود پر کرے تیری طبع نے اسوقت حق نے فرشتون سے کہا کہ یہ جوان نبوت کے لائق ہے آگے اس کے حقائق ہین مصطفے صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی نے چوپانی کری خواہ وہ طفل ہو یا پیر ہو بے چوپانی کئے وہ بے امتحان حق نے نبوت و انکی نہین دی یعنی انبیا سے حق تعالیٰ نے اول بکریان چروائی ہین تا کہ طریقہ نگہبانی امت کا حاصل ہو آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ	ترجمہ
در پے او تا بشب در جستجو	وان رمہ غائب شدہ از چشم او	اُسکے پیچھے ڈھونڈھتے شب تک پھرے	ہو گیا گلہ وہ غائب آنکھ سے
گوسپند از ماندگی شد سست و ماند	پس کلیم اللہ گرد از وے فشاند	سست ہوئی بکری جو کسل راہ سے	پس تھے موسیٰ گرد اُس کی جھاڑتے
کف ہمی مالید بر پشت و سرش	می نوازش کرد ہمچون مادرش	پھیرتے تھے ہاتھ اُسکی پشت پے	مثل مادر کرتے اُسپر مہر تھے
نیم ذرہ تیرگی و خشم نے	غیر مہر و رحم و آب چشم نے	نیم ذرہ رنج اور غصہ نہین	جز محبت رحم کے گریہ نہین
گفت گیرم بر منت رحمی نبود	طبع تو بر خود چرا استم نمود	بولے مانا رحم مجھ پر نے تجھے	کیون جفا کی خود پے تیری طبع نے
با ملائک گفت یزدان آن زمان	کہ نبوت را ہمی زیبد فلان	حق نے فرمایا فرشتون سے اُس آن	کہ نبوت کے یہ لائق ہے جوان
مصطفٰے فرمود کہ خود ہر نبی	کرد چوپانی چہ برنا چہ صبی	مصطفٰےؐ بولے کہ چوپانی کرے	ہر نبی وہ خواہ طفل و پیر ہے
بے شبانی کردن و آن امتحان	حق ندادش پیشوائی جہان	بے کئے چوپانی اور بے امتحان	حق نے دی نے پیشوائی جہان
تا شود پیدا وقار و صبر شان	کردشان پیش از نبوت حق شبان	تا[51] تحمل صبر اُن کا ہو عیان	کہ کیا پہلے نبوت سے شبان
گفت سائل کہ تو ہم اے پہلوان	گفت من ہم بودہ ام دہرے شبان	بولا سائل تم بھی اے فخر زمان	بولے مین بھی بس رہا مدت شبان
ہر امیرے کو شبانی بشر	آن چنان آرد کہ باشد مؤتمر	ہر امیر اس جا شبانی بشر	خود کرے ایسی کہ جیسا ہو امر
حلم موسیٰ وار اندر رعی خود	او بجا آرد بہ تدبیر و خرد	حلم جون موسیٰ شبانی مین دہ خود	بس بجا لائے بہ تدبیر خرد
لاجرم حقش دہد چوپانیے	بر فراز چرخ مہ روحانیے	دیوے حق چوپانی اسکو ضرور	چرخ روحانی پے جو ہین اہل نور
آن چنانکہ انبیا را زین رعی	برکشید و داد رعی اصفیا	جیسے نبیون کو شبانی سے ملا	کر دیا حق نے شبان اصفیا
خواجہ باری تو درین چوپانیت	کردی آنچہ کور کرد شبانیت	خواجہ[52] تو نے جیسے چوپانی کری	کو رہیری بھی کرے اب ویسے ہی
دانم آنجا در مکافات ایزدت	سروری جاودانہ بخشدت	جانو اللہ نے عوض مین دی تجھے	سروری عقبیٰ کی بس وہی ہے تجھے
بر امید کف چون دریای تو	در وظیفہ دادن و ایفای تو	تیرے دست جود کی امید پے	اور وظیفہ دینے وعدہ پر ترے
وام کردم نُہ ہزار از زر گزاف	تو کجائی تا شود این درد صاف	نو ہزار اب قرض زر مین نے لیا	تو کہان ہے تا یہ درد ہووے صفا
تو کجائی تا بصد چندان کرم	با من خستہ بجا آری نعم	تو کہان ہے تا یہ سو چندان کرم	ساتھ مجھ خستہ کے تو لائے نعم
تو کجائی تا دو صد لطف و عطا	با غریب خستہ دل آری بجا	تو کہان ہے تا دو صد لطف و عطا	مجھ غریب خستہ پہ لائے بجا

[51] تا تحمل الخ ۲ شعر تا تحمل وصبر اُن کا عیان ہو کہ نبوت سے پہلے شبان کیا سائل نے کہا کہ تم بھی اے فخر زمان فرمایا کہ ہان مین بھی مدت تک شبان رہا ہر ایک امیر دنیا مین شبان رہا ہر ایک امیر دنیا مین شبانی بشر کی خود ایسی کرے کہ جیسا امر ہو موسیٰ عم کے مانند حلم شبانی کو خود بجا لاے تدبیر خرد سے حق اس کو چوپانی دیوے یہ ضرور چرخ روحانی پر اصل نور ہین جیسے نبیون کو شبانی سے ملا کہ حق نے شبان اصفیا کا کر دیا یعنی سرداران دنیا کو بھی حق تعالیٰ نے شبان مخلوقات انبیا کے مانند ظاہر کیا اور اہل اللہ کو باطن کیا کہ یہ دونون انتظام ظاہر و باطن کا کرتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [52] خواجہ تو نے الخ ۲ شعر ای خواجہ جیسے تو نے چوپانی کری اب کو رہی بھی ویسی چوپانی کرے جانون کہ اے تجکو کہ ای تجکو اللہ نے عوض مین سروری عقبیٰ کی دی ہے تیرے دست جود کی اُمید پر اور تیرے وظیفہ دینے کے وعدہ پر مین نے نو ہزار روپیہ قرض کیا تو کہان ہے کہ تا یہ درد صاف کہان ہے کہ تا یہ سو چند کرم مجھ خستہ کے ساتھ نعمت لائے تو کہان ہے کہ تا دہ دو سو لطف و عطا مجھ غریب خستہ پر بجا لائے تو کہان ہے کہ تا ہنس ہنس کر کہے کہ تو دو سو چند یا مجھ سے لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

توکجائی تاکه خندان چون چمن ۔ گویمت بستان ده صد چندان زمن
توکہان ہے تاکہ ہنس ہنس کرکہے ۔ کہ تو دو صد چند زیادہ مجھ سے لے

توکجائی تا مرا خندان کنی ۔ لطف و احسان چون خداوندان کنی
توکہان[۵۱] ہے تاکہ خوش مجھکو کرے ۔ لطف و احسان مثل سلطان تو کرے

توکجائی تا بری در مخزنم ۔ تاکنی از وام و فاقه ایمنم
توکہان مخزن مین لیجائے مجھے ۔ تا اماں دے قرض و فاقہ سے مجھے

من ہمی گویم بس و تو مفضلم ۔ گفته کاین ہم گیر از بہر دلم
مین کہون بس اور کہے تو اور لے ۔ یہ بھی اب میری خوشی کیواسطے

چون ہمی گنجد جہانے زیر طین ۔ چون بگنجد آسمانے در زمین
کیسے اک عالم سمائے زیر طین ۔ کیسے آئے آسمان اندر زمین

حاش للہ تو بروے زین جہان ۔ ہم بوقت زندگی ہم این زمان
حاشاللہ تو ہے افزون جہان ۔ بھی بوقت زندگی بھی اس زمان

در ہوائے غیب مرغی می پرد ۔ سایۂ او بر زمین می گسترد
مرغ اڑتا ہے ہوائے غیب پے ۔ سایہ اسکا بس زمین پہ جائے ہے

جسم سایہ سایۂ سایہ دل است ۔ جسم کے اندر خور پایہ دل است
جسم[۵۲] سایہ سایہ سایہ دل کا ہے ۔ جسم کب ہم پایہ رتبہ دل کا ہے

مرد خفته روح او چون آفتاب ۔ در فلک تابان و تن در جامہ خواب
مرد خفتہ اس کی جان جون آفتاب ۔ چرخ پر چمکے تن اندر جامہ خواب

جان نہان اندر بود ہمچون سجاف ۔ تن تقلب می کند زیر لحاف
جان پوشیدہ خلامین جون سجاف ۔ کروٹین لیتا ہے تن زیر لحاف

روح چون من امر ربی مختفی است ۔ ہر مثالے کہ بگویم منتفی است
روح چون من امر ربی کے خفی ۔ جو مثال اب لاؤن ہے وہ منتفی
علم ربّ میرے ہے

اے عجب کو لعل شکر بار تو ۔ وان جوابات خوش و اسرار تو
اے عجب کو لعل وہ شیرین ترا ۔ وہ جوابات خوش و رنگین ترا

اے عجب کو آن عقیق لعل خا ۔ آن کلید قفل مشکل ہائے ما
اے عجب کو وہ عقیق لعل خا ۔ اور کلید قفل مشکل کا ترا

اے عجب کو آن دم چون ذوالفقار ۔ آنکہ کردی عقلہا را بے قرار
اے عجب کو وہ دم چون ذوالفقار ۔ جو کہ عقلون کو کرے ہے بیقرار

چند گوئی فاختہ سان ای عمو ۔ کو و کو و کو و کو و کو و کو
کب تلک[۵۳] جون فاختہ کہویگا تو ۔ کو و کو و کو و کو و کو و کو

کو ہم آنجا کہ دل و اندیشہ اش ۔ دائم آنجا بد چو شیر و بیشہ اش
کو وہان کہ فکر و دل اسجائے ہے ۔ ہووے دائم مثل بیشہ و شیر کے

کو ہم آنجا کہ صفات رحمت است ۔ قدرت است و نزہت است و فطنت است
کو وہان ہے کہ صفت رحمت کی ہے ۔ قدرت و نزہت ہے اور فطنت بھی ہے

[۵۱] توکہان ہے الخ ۶ شعر توکہان ہے کہ تا مجکو خوش کرے اور لطف و احسان بادشاہ کے مانند کرے توکہان ہے کہ مخزن مین لیجاوے تا قرض فاقہ سے مجھے امن دے مین کہون بس اور تو کہے اور لے یہ بھی اب میری خوشی کے واسطے ایک عالم کیسے سمائے زیر خاک اور آسمان کیسے آئے اندر زمین کے حاشاللہ تو جہان سے باہر ہے بھی وقت زندگی کے اور بھی اسوقت مین آگے مثال ہے مرغ اڑتا ہے ہوائے غیب مین اور سایہ اس کا زمین پر جاتا ہے یعنی تو آسمان و جہان سے زیادہ ہے پھر کیسے زیر خاک سوتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ [۵۲] جسم سایہ الخ ۷ شعر دل کے سایہ کا سایہ جسم ہی پس دل کا ہمسایہ و ہم مرتبہ کب جسم ہے مرد خفتہ اور اسکی جان مانند آفتاب کے چرخ پر چمکے اور تن اندر جامہ خواب کے جان خلامین پوشیدہ مانند سنجاف کے اور تن کروٹین لیتا ہے زیر لحاف کے روح مانند امر ربی کے پوشیدہ ہے جو مثال اب مین لاؤن وہ ناقص ہے آگے رجوع بقصہ ہے اے عجب وہ لعل شیرین میرا کہان ہے اور وہ جوابات خوش و رنگین تیرا ہے اے عجب وہ عقیق لعل خا کہان اور کلید قفل مشکل کی تیری اے عجب وہ دم جون ذوالفقار کہان ہی کہ جو عقلون کو بیقرار کرتا ہے یعنی دل کے سایہ کا سایہ جسم ہے پھر دل کا جسم کب سایہ ہے کیونکہ روح حکم کے مانند پوشیدہ ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۱
[۵۳] کب تلک الخ ۷ شعر تو کب تلک فاختہ کے مانند کہیگا کہان کہان کہان ہے کہ فکر و دل اس جا پر ہے اور ہمیشہ ہووے مثل بیشہ و شیر کے کہان اس جا ہے کہ صفت رحمت کی ہے اور قدرت و نزہت اور فطنت بھی ہے کہان اسجا ہے کہ امید مرد و زن کیجاتی ہے ہنگام اندوہ و غم کے کہان اس جا ہے کہ جب امراض آئے چشم کو امید صحت پر رکھے کہان اس طرف کہ دفع زشتی لیکئے اس طرف ہے کہ دل اشارہ کرے یعنی کہان اس رنگ ہوتا ہے کہ جہان دور ہوتی ہے اور اکائی مین کہان نہین ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۱

کو ہم آنجا کہ امید مرد و زن | میرود در وقت اندوہ و حزن
کو ہم آنجا کہ بوقت علتی | چشم دارد بر امید صحتی
آن طرف کہ بہر دفع زشتی | باد جوئی بہر گشت و کشتی
آن طرف کہ دل اشارت میکند | چون زبان یاہو عبارت میکند
او مع اللہست بے کو کو ہمی | کاش جولاہا نہ ماکو گفتمی
عقل ماکو تا ببیند غرب و شرق | روحہا را میزند صد گونہ برق
جزر و مدش بد بہ بحر سے ور زبد | منتفی شد جزر و باقی ماند مد
نہ ہزارم وام و من بیدسترس | ہست صد دینار ازین لیک زیع و بس
حق کشیدت ماندہ ام در کشمکش | میبردم من بر توبا وا خاک خوش
ہمتے میدار با پر حسرتت | ای ہمایون دست و رزیدہ ہمتت
آمدم بر چشمۂ اصل جنون | یافتم در وی بجائے آب خون
چرخ آن چرخ نیست و تاب آن تاب نیست | جوی آن جو نیست آب آن آب نیست
محسنان ہستند کو آن مستطاب | اختران ہستند کو آن آفتاب
تو شدی سوے خدا اے محترم | پس بسوی حق روم من نیز ہم
مجمع و پاے علم ماوی القرون | ہست حق کل لدینا محضرون
نقشہا گر بے خبر گر با خبر | در کف نقاش باشد محتضر
دمبدم در صفحۂ اندیشہ جان | ثبت و محوی میکند آن بے نشان

کو وہان ہے کہ امید مرد و زن | جاتے ہی ہنگام اندوہ و حزن
کو وہان کہ آئے جب امراض ہے | چشم کو امید صحت پر رکھے
اُس طرف تو دفع زشتی کے لئے | باد جا ہے پھرنے کشتی کے لے
اُس طرف کہ دل اشارت بس کرے | جون زبان یاہو عبارت بس کرے
وہ مع اللہ ہے کہ کو کو دان ہے ہین | کاش جولاہا نہ مان کو کہتا مین
عقل ماکو دیکھتی تا غرب و شرق | سوخت کرتی روح کو صد گونہ برق
کف دریا کے تھا بس یہ جزر و مد | جزر نفی ہو رہا باقی دو مد
نو ہزار اب قرض دین بیدست و پا | سو ملے دینار جو کی التجا
کھینچا تجکو حق نے مین اندر بلا | جاتا ہون مین تجھپہ ہو رحم خدا
اپنی پر حسرت پہ ہمت رکھ غنی | اے مبارک دست و ر دہمت تری
اصل چشمون پر مین آیا پر جنون | پایا مین نے آب کی جا اسمین خون
چرخ وہ چرخ اور نہ تاب آب وہ | جو وہ ہے جو اور نہ آب آب وہ
ہین بہت محسن کہان وہ مستطاب | ہین یہ سب اختر کہان وہ آفتاب
تو گیا سوے خدا اسے محترم | مین بھی چلتا ہون سوے حق لیکے غم
جائے گشت و مجمع و جمع قرون | پیش حق کل لدینا محضرون
نقش گر ہین سب بے خبر یا باخبر | ہاتھ مین نقاش کے حاضر ہین
ورق اندیشہ مین اُنکے دمبدم | محو ثابت وہ کرے اور بیش و کم

۵۱ وہ مع اللہ الخ ۴ شعر وہ ساتھ اللہ کے ہے کہان کہان اس جا پر نہین کاش جولاہے کے مانند ماکو کہتا مین یعنی ماکو مالی جولاہون کو کہتے ہین کہ تاگا اسمین رکھکر جولاہے بنتے ہین اور ماکو کے معنی نہین کے بھی آتے ہین چنانچہ اگلے شعر مین بھی معنی ہین عقل ماکو دیکھتی شرق و غرب تک کہ روح کو سوخت کرتی سو طرح کی برق دریا سے کف مین یہ جزر و مد تھا پس جزر نفی ہوا باقی مد رہا یعنی کف مراد جسم سے ہے کہ روح کا اس مین جزر و مد ہے پس جزر یعنی جسم فانی ہوا اور بہ نفی روح باقی رہی آگے رجوع بقصہ ہے نو ہزار اب قرض اور مین بیدست و پا جو التجا کی تو سو دینار ملے تجکو حق نے کھینچا اور مین اندر بلا کے جاتا ہون پھر رحم خدا کا ہو اپنی پر حسرت پر تو رحم رکھ اے تیری ہمت دوست در دمبارک کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ اصل چشمون پر الخ ۲ شعر چشمون کی اصل پر مین پر جنون آیا اسمین آب کی جا مین نے خون پایا چرخ وہ چرخ ہے اور تاب وہ تاب نہین ہے جو وہ جو ہے اور آب و تاب نہین ہو محسن بہت بست ہین وہ مستطاب کہان ہے اور اختر بہت ہین وہ آفتاب کہان ہے اے محترم تو سوے خدا گیا مین بھی چلتا ہون سوے حق ولیکن غم لیکے آگے اس کے حقائق ہین جائے گشت و مجمع و جمع قرون آگے حق کے ترجمہ سب ہمارے ہاتھ مین حاضر ہین اگر نقش بیخبر یا باخبر ہین ولیکن ہاتھ مین نقاش کے حاضر ہین یعنی کل اشیا جہان کی دست قدرت حق مین موجود ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ ورق اندیشہ الخ ۹ شعر انکے ورق اندیشہ مین دمبدم وہ محو و اثبات کرے و بیش و کم خشم لاتا ہے اور رضا لیجاتا ہے اور بخل دیتا ہے و سخا لیجاتا ہے کبھی کینہ لیوے اور صفا لائے عاجزی کاٹے اور عطا بوسے اب میرے مدرکات صبح و شام محو و اثبات سے کوئی دم خالی نہین آگے مثال ہے کوزہ گر کوزہ کا کارساز ہے ورنہ کوزہ کب چوڑا و دراز ہووے چوب ہاتھ مین نجار کے ہے ورنہ کیونکر وہ تلف ہو یا کٹے یہ کپڑا ہاتھ مین خیاط کے ہے ورنہ خود کیونکر وہ سلے یا پھٹے پاس سقا کے مشک ہے ورنہ وہ خود کب پر ہووے یا تہی یعنی خلق بلا خالق کے کم و بیش کچھ نہین کر سکتی ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

خشم می آرد رضا را می برد ‖ بخل می روید سخا را می برد
که برد حقد وصفا آرد ہمی ‖ ید ردد عجز و عطا کار دہی
نیم لحظہ مدرکاتم شام وغدو ‖ ہیچ خالی نیست زین اثبات ومحو
کوزہ گر با کوزہ باشد کارساز ‖ کوزہ از خود کے شود پہن ودراز
چوب در دست درودگر معتکف ‖ ورنہ چون گردد بریدہ مؤتلف
جامہ اندر دست خیاطے بود ‖ ورنہ آن خود چون بدوزد یا درد
مشک با سقا بود اے منتہی ‖ ورنہ آن خود کے شود پر یا تہی
ہر دمے پر می شوی فی بشتوی ‖ پس بدان کاندر کف صنع دی
چشم بند از چشم روز آگہ بود ‖ صنع از صانع چسان پیدا شود
چشم داری تو بچشم خود نگر ‖ منگر از چشم سفیہ بے خبر
گوش داری تو بگوش خود شنو ‖ گوش کوران را چرا باشی گرو
بے ز تقلیدی نظر را پیشہ کن ‖ ہم برای و عقل خود اندیشہ کن
بشنو از من یک حکایت در نظیر ‖ تا شنوی از سر گفت من خبیر

خشم لاتا اور رضا لیجائے ہے ‖ بخل دیتا اور سخا لیجائے ہے
گاہ کینہ لیوے اور لائے صفا ‖ عاجزی کو کاٹے اور دیوئے عطا
مدرکات صبح ہر شام اب مرے ‖ کوئی دم خالی نہ محو اثبات سے
کوزہ گر کوزے کا ہی بس کارساز ‖ کوزہ کب ہو خود ہی چوڑا اور دراز
چوب ہے بس ہاتھ مین نجار کے ‖ ورنہ کیونکر وہ تلف ہو یا سکٹے
ہے یہ کپڑا ہاتھ مین خیاط کے ‖ ورنہ کیونکر خود سئے وہ یا پھٹے
پاس سقا کے ہو مشک اے منتہی ‖ ورنہ کب خود ہووے پر وہ یا تہی
ہر گھڑی[۱] تو پر و خالی ہو سے ‖ اُسکے دست صنع مین خود کو دیکھے
چشم بند آگہ ہے چشم دور سے ‖ صنع ظاہر کیسے اب صانع سے ہے
چشم تو رکھے تو دیکھ اُس چشم سے ‖ دیکھ مت اس چشم سے بیکار ہے
گوش تو رکھے تو سن اس گوش سے ‖ گوش بے معنی کا کیون پابند ہے
دید کا کر پیشہ بے تقلید سے ‖ اور کر اندیشہ اپنی عقل سے
اک حکایت مجھسے سن اندر نظیر ‖ تا ہو راز قول سے میرے خبیر

دیدن خوارزم شاہ در سیر آن در موکب خود اسپ نادر و تعلق او بآن اسپ و سر کردن عماد الملک آنرا از دل شاہ و گزیدن شاہ گفت او را بر دیدہ خود چنانچہ حکیم سنائی در الٰہی نامہ گوید

دیکھنا خوارزم شاہ کا ہنگام سیر کے ایک اسپ نادر اپنے لشکر مین اور رغبت اُس کی ساتھ اُس اسپ کے اور بے رونق کر دینا اعتماد الملک کا اس کو بادشاہ کے دل سے اور پسند کرنا بادشاہ کا اسکے قول کو اپنی دید پر جیسے کہ حکیم سنائی آلٰہی نامہ مین فرماتا ہے

[۱] ہر گھڑی الخ ۶ شعر تو ہر دم پر و خالی ہوتا ہے کہ اس کے دست صنع مین تو خود کو رکھتا ہے چشم بند آگاہ ہے چشم سینے دل سے صنع ظاہر کیسے صانع سے ہوئی ہے اگر تو چشم رکھتا ہے تو اس چشم سے دیکھ اور اس چشم سے مت دیکھ کہ بیکار ہی اگر تو گوش سے سن اور اس گوش بے معنی کا کیون پابند ہے دید کا پیشہ کر بے تقلید کے اور اندیشہ کر اپنی عقل سے ایک حکایت مجھ سے سن نظیر مین تا میرے راز قول سے ہو خبردار یعنی چشم بند کی صنعت کے معنی چشم سینے والی آنکھ کے ہے اگر تو وہ چشم معنی رکھتا ہے تو کوشش کر کے اس چشم سے صنع صانع کو دیکھ اور ظاہر کو از راہ تقلید کے مت دیکھ چنانچہ اس کی مثال مین قصۂ خوارزم شاہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

چون زبان حسد شود نخاس	بستانند یوسف از کرباس	جو حسد کی زبان ہو نخاس	لے تو یوسف کچھ گرسے جون کرباس

از دلالی برادران یوسف حسودانہ در دل مشتریان آن چندان حسن پوشیدہ شد کہ وکانوا فیہ من الزاہدین

بھائیونکی حسودانہ دلالی سے حسن یوسف کا مشتریونکے دلمین از حد پوشیدہ ہوا کہ وکانوا فیہ من الزاہدین

بود امیری را یکی اسپ گزین	در گلۂ سلطان نبودش ہمقرین	رکھتا تھا اک اسپ بہتر اک امیر [سلہ]	نے طویلہ شہ مین ہو اُس کا نظیر
او سوارہ گشت در موکب پگاہ	ناگہان دید اسپ اخوارزم شاہ	ایک دن گھوڑے پہ لشکر مین چڑھا	ناگہان خوارزم شہ کو وہ دکھا
چشم شہ را فر و رنگ او ربود	تا برجعت چشم شہ بر اسپ بود	چشم شہ مائل کری اُس رنگ نے	چشم شہ تا واپسی تھی اسپ پے
بر ہر آن عضوی کہ افگندی نظر	ہر یکی خوشتر نمودی زان دگر	جب نظر پڑتی تھی اُسکے عضو پے	ایک سے دکھتے تھے بہتر دوسرے
غیر چستی و کشی و روحنت	حق مر او را دادہ بد نادر صفت	چستی اور خوبی نہ کھینچنے کے سوا	حق نے دین نادر صفاتین ظاہرا
پس تجسس کرد عقل پادشاہ	کاین چہ باشد کو زند بر عقل راہ	فکر مین بس ڈوبی عقل بادشاہ	کہ یہ کیا ہے عقل پر کی بند راہ
چشم من سیرست و پرست و غنی	از دو صد خورشید دارد روشنی	[سلہ] چشم میری سیر ہے اور غنی	دو سو خورشیدونکی رکھے روشنی
ای رخ شاہان بر من بیدقے	نیم اسپم در رباید تلحقے	روے شہ پیادہ ہے میرے سامنے	اسپ ادنی نے کیا مائل مجھے
جادوی کردست جادو آفرین	جذبہ باشد آن نہ خاصیات این	خالق جادو نے جادو کر دیا	کھینچے وہ ہے نے اثر اسکا ذرا
فاتحہ خواند و بسی لاحول کرد	فاتحہ اش در سینہ می افزود درد	فاتحہ پڑھکے بہت لاحول کی	فاتحہ نے درد کی بس زیادتی
زانکہ او را فاتحہ خود می کشید	فاتحہ در جر و دفع آمد وحید	کیونکہ وہ ہے ہند وہے اسکی فاتحہ	دافع و تسخیر آئی فاتحہ
گر نماید غیر ہم تمویہ اوست	ور رود غیر از نظر تنبیہ اوست	غیر دکھلاوے کہ طمع اُس کا جان	غیر اُٹھ جاوے کہ ہدایت اسکی مان
پس یقین گشتش کہ جذب آن سریست	کار حق ہر لحظہ نادر آوریست	اُسنے جانا کہ ہے جاذب وہ مرا	کام نادر لاوے ہے ہر دم خدا
اسپ سنگین گاو سنگین ز ابتلا	می شود مسجود از مکر خدا	اسپ [سلہ] سنگین گاو از رہ امتحان	مکر حق سے ہووے مسجود جہان

سلہ رکھتا تھا الخ ۶ شعر ایک امیر اسپ بہتر رکھتا تھا کہ طویلہ شاہ مین وہ گھوڑے پر سوار ہوا ناگہان وہ خوارزم شاہ کو نظر آیا چشم شاہ کو مائل کیا اس رنگ نے کہ چشم شاہ کے واپس ہونے تک جب نظر اُس کے عضو پر پڑتی تھی ایک سے بہتر دوسرے عضو دکھلائی دیتے تھے چستی وخوبی دکھینچنے کے سوا حق نے نادر صفتین ظاہر کر دی تھین پس عقل شاہ کی فکر مین ڈوبی یہ کیا ہے کہ جس نے عقل پر بند راہ کی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ چشم میری الخ ۷ شعر میری چشم سیر وپر اور غنی ہے کہ دو سو خورشید دن کی روشنی رکھتی ہے میرے روبرو روے شاہ پیادہ ہے کہ ادنی نے مجھے مائل کیا ہے خالق جادو نے جادو کر دیا کہ وہ کھینچتا ہے اور ذرا اثر اسکا نہین ہے فاتحہ پڑھ کے لاحول کی فاتحہ نے درد کی زیادتی کری آگے حقائق ہین کیونکہ اسکی خواہندہ فاتحہ ہر اور دافع وتسخیر فاتحہ آئی ہے آگے غیر دکھلانے اسکا طمع جان اگر غیر اُٹھ جائے اسکی ہدایت جان آگے رجوع بقصہ ہے اسنے جانا کہ دوسرا جاذب ہے کہ ہر دم خدا کام نادر لاتا ہے یعنی فاتحہ اس نے دفع درد کے واسطے پڑھی تھی مگر وہ درد فاتحہ سے اور زیادہ ہوا کیونکہ فاتحہ کشادگی زیادہ کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اسپ سنگین الخ ۷ شعر اسپ گاو سنگین از راہ امتحان کے مکر حق سے مسجود جہان ہوئے آگے اسکی مثال ہے کافر کے آگے بت کی مثال نہین ہے کہ روحانیت وحال بت مین ہے وہ جاذب نہان اندر نہان کیا ہے کہ اس جہان سے چمکتا ہے اس جہان مین عقل وجان اس خواہش سے محجوب ہے مین نہ دیکھون اگر تو سکتا ہے دیکھ لے آگے رجوع بقصہ ہے جب بادشاہ اس سیر سے لوٹا یہ اپنے ملک مین خاصون سے کہا اُس دم کم چوبداروں کو دیا کہ جلد گھوڑا لاؤ اُس کے گھر جا کر آتش کے مانند وہ گروہ پہونچا وہ امیر مثل کوہ پشم کے ہو گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پیش کافر نیست بت را ثانیے / نیست بت را فر نے وجانیے
چیست آن جاذب نہان اندر نہان / در جہان تابندہ از دیگر جہان
عقل محجوب ست وجان ہم زین کمین / من نمی بینم تو می تانی ببین
چونکہ شاہنشہ ز سیر آن بازگشت / باخواص مملکت ہمراز گشت
بس بسرہنگان بفرمود آن زمان / تا بیارند اسپ را زان خاندان
ہمچو آتش در رسیدند آن گروہ / ہمچو پشمی گشت امیری ہمچو کوہ
جانش از درد و حزن بر لب رسید / جز عماد الملک زنہاری ندید
کہ عماد الملک بد پاے علم / بہر ہر مظلوم و ہر مقتول غم
محترم تر زو نہ بد خود سروری / پیش سلطان بود چون پیغمبری
بے طمع بود و اصیل و پارسا / رائض و شب خیز حاتم در سخا
پس ہمایون راے با تدبیر داد / آزمودہ راے او در ہر مراد
ہم بہ بذل جان سخی وہم بمال / طالب خورشید غیب او چون ہلال
در امیری او غریب و محتبس / در صفات و فقر و خلت ملتبس
بود ہر محتاج را ہم چون پدر / پیش سلطان شافع و دفع ضرر
مر بدان را ستر چون حلم خدا / خلق او بر عکس خلقان خدا
بار ہا می شد بسوے کوہ فرد / شاہ با صد لابہ او را منع کرد
ہر دم از صد جرم را شافع شدی / چشم سلطان را ازو شرم آمدی
رفت او پیش عماد الملک او / سر برہنہ کرد در پایش فتاد
کہ حرم با ہر چہ دارم گو بگیر / تا نگیرم حاصلم را ہر مغیر

آگے کافر کے نہین بت کی مثال / کہ نہین ثانی ہے بت مین نہ حال
ہے وہ کیا جاذب نہان اندر نہان / اُس جہان سے چمکے اندر اس جہان
عقل وجان محجوب اس خواہش سے ہے / مین نہ دیکھون تو سکے تو دیکھ لے
جبکہ لوٹا بادشہ اُس سیر سے / یہ کہا خاصون سے اپنے ملک کے
حکم اُس دم چوبدارون کو دیا / لاؤ گھوڑا جلد اُسکے گھر کو جا
آگ کے مانند پہونچا وہ گروہ / ہو گیا جون پشم اسیر مثل کوہ
درد[۵۱] و غم سے لب پہ آئی اسکی جان / جز عماد الملک نے دیکھی امان
کہ عماد الملک مرجع عام تھا / بھی ہر اک مظلوم و ہر مقتول کا
سب سے برتر اور بڑا سردار تھا وہ / پیش سلطان مثل پیغمبر تھا وہ
بے طمع تھا اور اصیل و پارسا / اور شب خیز و مجاہد اور سخا
اور مبارک راے با تدبیر تھا / آزمودہ کار تھا ہر کام کا
بھی کرم سے خرچ کرتا جان و مال / شمس غیبی کا تھا طالب جون ہلال
وہ[۵۲] امیری مین غریب و در قید تھا / دوستی اور فقر مین تھا وہ چھپا
تھا ہر اک محتاج کا مثل پدر / شہ کے آگے شافع و دفع ضرر
تھا بدون کا پردہ جون حلم خدا / خلق اُسکا خلق سے برعکس تھا
جاتا تنہا گاہ جانب کوہ کے / منع کرتا شہ خوشامد سے اُسے
شافع ہر دم ہوتا سو جرمونکا وہ / شرم آتی اُس سے چشم شاہ کو
پاس عماد الملک کے بس وہ گیا / کھولا سر اور پانون پر اُسکے رکھا
کہ مین خر ہون کہ وہ سب کچھ میرا لے / تا نہ حاصل میرا کوئی لوٹ لے

۵۱ درد و غم الخ ۶ شعر درد و غم سے اس کی جان لب پر آئی بجز عماد الملک کے جاے امن نہ دیکھی یعنی جناب رسول صلعم کے سوا اپنی امن گاہ نہ دیکھی کہ عماد الملک مرجع عام تھا ہر ایک مظلوم و مقتول وہ اسپ سے برتر وہ بڑا سردار تھا اور آگے سلطان کے مثل پیغمبر کے تھا بے طمع و اصیل و پارسا تھا اور شب خیز و مجاہد و سخی تھا اور مبارک راے با تدبیر تھا آزمودہ ہر کام کا تھا بھی کرم سے جان و مال خرچ کرتا اور شمس غیبی کا طالب تھا ہلال کے مانند باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ وہ امیری مین الخ ۷ شعر وہ امیری مین غریب و قید تھا اور صفات دوستی و فقر مین پوشیدہ تھا ہر ایک محتاج کا مثل پدر تھا اور شاہ کے آگے شافع و دفع ضرر تھا بد ون کا پردہ تھا مانند حلم خدا کے اور اسکا خلق خلق سے برعکس تھا تنہا کبھی جاتا جانب کوہ شاہ خوشامد سے اُسے منع کرتا ہر دم سو جرمون کا وہ شافع ہوتا کہ چشم شاہ کو اُس سے شرم آتی آگے رجوع بقصہ ہے پس وہ عماد الملک کے پاس گیا سر کھولا اور اُس کے پانون پہ رکھا کہ مین آزاد ہون کہدو کہ سب کچھ میرا لے تاکہ میرا حاصل کوئی لوٹا نہ لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن کی اسپ ست جانم رہن اوست | گر برد مردم یقین ای خیردوست
گر برد این اسپ را از دست من | من یقین دانم نخواہم زیستن
چون خدا پیوستگی ام دادہ است | بر سرم مال ای مسیحا زود دست
از زر و زن و عقارم صبر ہست | این تکلف نیست بے تزویر ہست
اندرین گرمی نداری یاورم | امتحان کن امتحان گفت و قرم
آن عماد الملک گریان چشم مال | پیش سلطان در دوید آشفتہ حال
لب ببست و پیش سلطان ایستاد | از گویان با خدا رب العباد
ایستادہ راز سلطان می شنید | واندران اندیشہ اش آن می تنید
کای خدا گر آن جوان گردفت راہ | کش نشاید ساختن جز تو پناہ
تو از ان خود کن و بروی مگیر | گرچہ او خواہد خلاص او رہا
زانکہ محتاج اند این خلقان ہمہ | از گدا گیر تا سلطان رب
باحضور آفتاب باکمال | رہنمائی جستن از شمع و ذبال
در حضور مہر پر انوار و راغ | رہنمائی جستن از شمع و چراغ
بیگمان ترک ادب باشد زما | کفر نعمت باشد و فعل ہوا
لیک اغلب ہوشہا در افتکار | ہمچو خفاش اند ظلمت دوستدار
در شب ار خفاش کرمی می خورد | کرم را خورشید ہم می پرورد
در شب ار خفاش از کرم مست است | کرم از خورشید جنبیدہ شدہ است

اک وہ گھوڑا جان مری اسکی گرو [1] | گر وہ لیوے مین مرون ای نیک خو
گر یہ گھوڑا لیوے میرے ہاتھ سے | ہے یقین میری نہ جان باقی رہے
دی ہے قربت جو خدا نے یہ مجھے | اے مسیحا ہاتھ رکھ سر پر مرے
زر و زن اور ملک سے صابر ہے جی | نے تکلف سے ہے نہ مکر سے
اسمین گر سچا نہ جانے تو مجھے | امتحان اس قول کا کر تو مرے
وہ عماد الملک بس روتا ہوا | آگے شہ کے دوڑتا غمگین گیا
پیش [2] شہ چپ کا کھڑا جا کر ہوا | اور رکھتا راز تھا وہ با خدا
راز وہ سنتا تھا سلطان کا کھڑا | پر اس اندیشہ مین وہ مشغول تھا
کا ای خدا گر اس نے گم کی اپنی راہ | کہ نہ لائق اسکو جز تیرے پناہ
دیکھ اپنی وہ نہ رکھ اسیر روا | گرچہ وہ قیدی سے چھٹتا ہو رہا
کیونکہ ہے محتاج سے مخلوق سب | شاہ سے لیکر گدا تک میرے رب
شمس انور کے حضور او رسامنے | رہنمائی ڈھونڈھتا اک شمع سے
اور حضوری مین ضیائے شمس کے | ڈھونڈھتا رہ کا چراغ نار سے
بیگمان [3] ترک ادب ہے ہم سے یا | کفر نعمت ہے و یا فعل ہوا
لیک لاغر ہوتی اندر فکر کے | مثل چمگادڑ کے ظلمت دوست ہے
شب مین گر خفاش کھاتا کرم ہو | کرم کو پالا بھی ہے خورشید نے
شب مین گر خفاش مست ہوتا ہے | شمس سے پیدا ہوا بھی کرم ہے

[1] ایک وہ گھوڑا الخ یہ شعر ایک وہ گھوڑا کہ میری جان اس کی گرو ہے اگر وہ لیوے مین مرون اگر یہ گھوڑا لیوے ہاتھ سے یقین ہے کہ میری جان باقی نہ رہے جو مجکو حق نے قربت دی ہے اے مسیحا میرے سر پہ ہاتھ رکھ زر و زن و ملک سے مجکو صبر ہے یہ نہ تکلیف سے ہے و نہ مکر سے اگر تو اس مین مجھے سچا نہ جانے تو میرے اس قول کا امتحان کر بس وہ عماد الملک روتا ہوا آگے شاہ کے آیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] پیش الخ یہ شعر شاہ کے آگے خاموش جا کر کھڑا رہا اور راز کہتا تھا وہ خدا سے کہ سلطان کا راز وہ سنتا تھا کھڑا ہوا اور اس اندیشہ مین وہ مشغول تھا کہ اے خدا اگر اس نے اپنی راہ گم کی ہے کہ اس کو لائق بجز تیرے پناہ نہیں ہے تو اپنی طرف اسیر روا نہ رکھ اگرچہ وہ ہر ایک قیدی سے رہائی چاہتا ہے کیونکہ یہ سب مخلوق محتاج ہے شاہ سے لیکر گدا تک اے میرے رب اس کی مثال ہے شمس انور کے حضور سامنے رہنمائی ایک شمع سے ڈھونڈھتا اور حضوری مین ضیائے شمس کی راہ ڈھونڈھتا چراغ نار سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] بیگمان الخ یہ شعر ہم سے بیگمان ترک ادب ہے یا کفر نعمت ہے و یا فعل ہوا ہے ولیکن اکثر ہوش فکر مین مثل چمگادڑ کے ظلمت دوست ہے اگرچہ چمگادڑ شب مین کرم کھاتا ہے ولیکن کرم کو بھی خورشید نے پالا ہے اگر شب مین خفاش کرم سے مست ہے مگر کرم بھی شمس سے پیدا ہوا ہے ایسا خور کہ اس سے ضیا نکلتی ہے اپنے دشمن کو غذا کھلاتا ہے تو کیا ایسا چمگادڑ کہ راہ گم کرے اور آخر روزی بھی خورشید سے پائی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آفتابے کہ ضیا زو می زہد ‖ دشمن خود را نوالہ می دہد
نے کہ خفاشے کہ او رہ گم کند ‖ آخرہم خورشید ہم یابد سند
لیک شہبازیکہ او خفاش نیست ‖ چشم بازش شاہ بین و روشنی ست
گر بہ شب جوید چو خفاش او نمود ‖ در ادب خورشید مالد گوش او
گویدش گیرم کہ آن خفاش لد ‖ علتے دارد ترا بارے چہ شد
مالشت بدہم بزجر و اکتیاب ‖ تا نتابی سر تو دیگر ز آفتاب

ایسا خور کہ اُس سے نکلے ہو ضیا ‖ دشمن اپنے کو کھلاتا ہے غذا
نے کہ خفاش ایسا کہ رہ گم کرے ‖ پائے آخر روزی بھی خورشید سے
لیک[ط] وہ شہباز کہ خفاش نے ‖ شاہ بین اور روشن اُسکی چشم ہے
شب مین جون خفاش ڈھونڈھے گر ‖ اُسکے کھینچے گوش ادب مین خور سوا
کہوے مانا کہ وہ خفاش گدھا ‖ رکھتا علت تھا تجھے پھر کیا ہوا
گوشمالی خوب سی اب دون تجھے ‖ تا نہ پھیرے سر تو پھر خورشید سے

مواخذہ یوسف صدیق ع بہ حبس بضع سنین بہ سبب یاری خواستن از غیر حق کہ واذکرنی عند ربک

مواخذہ یوسف صدیق ع علیہ السلام کا قیدخانہ مین چند سال بسبب مدد چاہنی غیر حق سے کہ واذکرنی عند ربک

آنچنانکہ یوسف از زندانیی ‖ بانیازی خاضعی سعد ہنیی
خواست یاری گفت چون تو رون روی ‖ پیش شہ گردد اموریت مستوی
یاد من کن پیش تخت آن عزیز ‖ تا مرا ہم واخرو زین حبس نیز
کے دہد زندانیی در اقتناص ‖ مرد زندانیے دیگر را خلاص
اہل دنیا جملگان زندانیند ‖ انتظار مرگ دار فانی اند
جز مگر نادر یکے فردانیی ‖ تن بہ زندان جان او کیوانیی
پس جزاے آنکہ دید او را معین ‖ ماند یوسف حبس در بضع سنین

جس[ط] طرح یوسف نے اک محبوس سے ‖ از رہ عجز و نیاز و حلم کے
چاہی یاری بولے جبکہ تو چھٹے ‖ پیش شہ مامور تو رہ کام پے
یاد کرنا مجکو تو پیش عزیز ‖ تا بلالے قید سے مجکو وہ نیز
کب رہائی دیوے قیدی قید سے ‖ دوسرے قیدی کو اندر قید کے
اہل دنیا جملہ قید و بند ہین ‖ انتظاری مرگ دنیا کی رہین
پر سوا اک مرد نادر عصر کے ‖ تن ہو زندان مین و جان افلاک پے
اُس جزا مین کہ اُسے دیکھا معین ‖ قید مین یوسف رہا بضع سنین

ط[۵۱] لیک وہ ماہ آنچ سے شعر ولیکن وہ شہباز کہ وہ چمگادڑ نہین ہے اور شاہ بین و روشن اس کی چشم ہے اگر شب مین چمگادڑ کے مانند وہ غذا ڈھونڈھے خورشید اس کے کان کھینچے ادب مین سوا اور کہوے کہ مانا وہ چمگادڑ علت رکھتا تھا پھر تجھے کیا ہوا تھا اب تجھے گوشمالی خوب سی دون تا کہ پھر تو سر نہ پھیرے خورشید سے یعنی تیرہ دلان دنیا حق سے غافل ہین وہ مراد دنیا کو حق سے پاتے ہین مگر جو آگاہ دل راغب طرف دنیا کے ہو اُس کو غذا زیادہ عذاب دے گا کہ تو آگاہ ہو کر کیون طرف غیر اللہ کے رجوع کرتا ہے اور مدد چاہتا ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو سات سال اور زندان مین رکھا آگے اُن کا قصہ مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

ط[۵۲] جس طرح آنچ سے شعر جیسے یوسف ع نے ایک قیدی سے از راہ عجز و نیاز و حلم کے مددگاری چاہی اور کہا کہ جب تو چھٹے اور آگے شاہ اپنے کام پہ مامور ہووے تو مجکو یاد کرنا آگے عزیز کے تا کہ وہ مجکو قید سے بلالے آگے حقائق ہین کب قیدی قید سے رہائی دیوے دوسرے قیدی کو جو قید مین ہے اہل دنیا جملہ قیدی و بند ہین اور انتظاری مرگ دنیا کی رکھتے ہین ولیکن سوا ایسے مرد نادر عصر کے کہ تن زندان مین ہے اور جان افلاک پر اس جزا مین کہ اُسے معین دیکھا قید یوسف رہا سات برس یعنی اہل دنیا قیدی ہین اور قیدیان دنیا کو سب قید سے چھڑا سکتے ہین بجز اولیاء اللہ کے باقی حال آگے ہین فافہم ۱۲

یاد یوسف دیو از عقلش سترد	وز دلش دیو آن سخن از یاد برد	یاد[۱] یوسف عقل سے لی دیو نے	اور بھلائی بات وہ دل و جان سے
زان خطای کامد از نیکو خصال	اندر زندان زد او ہفت سال	اُس خطا سے کہ ہوئی اُس نیک سے	سات سال اور حق سے زندان میں رہے
گرچہ تقصیر آمد از خورشید داد	یا تو چون خفاش رفتی در سواد	کیا ہوئی تقصیر خور سے ظاہرا	تا تو چون خفّاش ظلمت میں گیا
بین چہ تقصیر آمد از بحر و سحاب	تا تو یاری جوئی از ریگ و سراب	کیا ہوئی تقصیر بحر و ابر سے	تا سراب و ریگ سے یاری تو لے
عام اگر خفاش طبع اند مجاز	یوسفا آخر تو داری چشم باز	عام گر خفّاش طبع ہیں سب ہی	یوسفا تیری تو ہیں چشمیں کھلی
گر خفاشی رفت در کور و کبود	باز سلطان دیدہ را باری چہ بود	گر گیا خفّاش ظلمت میں بھلا	باز سلطان بین کو پھر کیا ہو گیا
پس ادب کردش بدین جرم اوستاد	کہ مساز از چوب پوسیدہ عماد	دی[۲] سزا اس جرم سے اُس نیک کو	کہ نہ کر تھم چوب پوسیدہ کو تو
لیک یوسف را بخود مشغول کرد	تا نیاید در دلش زان حبس درد	لیک یوسف کو بخود شاغل کیا	تا نہ دل پر قید اُسکے ہو بلا
آنچنانش اُنس و مستی داد حق	کہ نہ زندان ماند پیشش نے غسق	ایسی حق نے اُنس مستی دی اُسے	کہ نہ ظلمت قید یاد آئی اُسے
نیست زندانی وحشتر از رحم	ناخوش و تاریک و پر خون و وخم	ظلمت و زندان رحم سے نے سوا	ناخوش و تاریک خون سے وہ بھرا
چون گشادت حق دریچہ سوی خویش	در رحم اندر فزاید تنت بیش	جو دریچہ حق نے کھولا اپنی سو	رحم میں ہر دم ہوا تن تیرا کو
از دران زندان ز شوق بیقیاس	خوش شگفت از غرس جسمت تو حواس	اندر اُس زندان کے زیادہ شوق سے	مثل گل تن میں حواس آخر کھلے
زان رحم بیرون شدن آید درشت	میگریزد از زہارا سوی پشت	بد نکلنا رحم سے جانے وہ ہے	فرج سے بھاگے ہے جانب پشت کے
راہ لذت از درون دان نز برون	ابلہی دان جستن از قصر و حصون	لذت[۳] اندر سے ملے باہر سے نے	احمقی ہے ڈھونڈھنا بس قصر سے
آن یکی در کنج مسجد مست و شاد	وان دگر در باغ ترش و بیمراد	گوشہ مسجد میں اک ہے مست و شاد	دوسرا گلشن میں ترش و بےمراد
قصر چیزی نیست ویران کن بدن	گنج در ویرانہ است ای میر من	کچھ نہیں ہے قصر ویران تن کو کر	گنج ویرانہ میں ہوتا ہے پسر
آن نمی بینی کہ در بزم شراب	مست آنگہ خوش شود کو شد خراب	تو نہ یہ دیکھے کہ جب بیویں شراب	اُس گھڑی ہو مست و خوش جب ہو خراب

[۱] یاد یوسف الخ ۶ شعر یوسف کی یاد اُسکی عقل سے دیو نے لی اور وہ بات بھلائی دل و جان سے اس خطا کے سبب سے کہ اس نیک سے ہوئی کہ سات سال اور حق کی طرف سے زندان میں رہے خورشید سے کیا ظاہر تقصیر ہوئی تا کہ تو چمگادڑ کے مانند ظلمت میں گیا اور بادابر سے کیا تقصیر ہوئی تا سراب و ریگ سے تو مددگاری لیتا ہے اگر عالم سب چمگادڑ طبع ہیں اے یوسف تیری تو چشم کھلی ہیں اگر چمگادڑ ظلمت میں بھلا گئی باز سلطان بین کو پھر کیا ہو گیا یعنی غافلوں سے تو تقصیر خود ہوئی ہے آگے آگاہوں سے کیوں تقصیر ظاہر ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] دی سزا الخ ۲ شعر اُس جرم سے سزا دی اُس نیک کو کہ چوب پوسیدہ کو تو تھم نہ کرو لیکن یوسف کو ساتھ اپنے شاغل کیا تا اس کے دل پر قید بلا نہ ہووے حق نے ایسی اُنسیت و محبت اسے دی کہ ظلمت و قید اُسے یاد نہ آئی آگے اس کی مثال ہے رحم مادر سے ظلمت فرزندان سوا نہیں ہے کہ ناخوش و تاریک خون سے بھرا ہے جو حق نے دریچہ اپنی طرف کھولا کہ رحم میں تیرا تن ہر دم نیک ہوا اس زندان کے زیادہ ذوق سے گل کے مانند تن میں آخر حواس کھلے رحم سے نکلنا وہ بد جانتا ہے کہ فرج سے بھاگتا ہے جانب پشت کے یعنی جبکہ بچہ رحم مادر کے اندر تاریکی میں رہتا ہے اور بسبب روشنی باطنی کے خوش ہوتا ہے اسی طرح یوسف عم کو زندان میں حق نے اپنے شغل میں خوش و خرم رکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] لذت اندر سے الخ ۶ شعر لذت اندر سے ملے باہر سے نے بس قصر سے ڈھونڈھنا احمقی ہے آگے مثال ہے ایک شخص گوشہ مسجد میں مست و شاد ہے اور دوسرا گلشن میں ترش و بیمراد ہے قصر کچھ نہیں ہے تو ویران تن کو کر کہ گنج ویرانہ میں ہوتا ہے تو یہ نہیں دیکھتا کہ شرابی اسوقت خوش ہو کہ جب خراب ہو گرچہ خانہ پر نقش ہے خراب کر اور گنج ڈھونڈھ گنج سے اسکو تاب دے نہانہ پر نقش و تصویر و خیال ہے اور یہ صورت مانع گنج وصال کی ہے یعنی دنیا پر نقش و خیال ہے اور اہل صورت پرست کو مانع وصال یار ہے پس تو اپنے تن کو خراب کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرچه پرنقش ست خانه در کنش ‖ گنج جو در گنج آباد آن کنش
خانه پر نقش و تصویر خیال ‖ وین صور چون پرده بر گنج وصال
تابش گنج ست تابشهای زر ‖ کاندرین سینه همی جوشد صور
هم ز لطف و جوش جان با ثمن ‖ پرده بر روی جان شد شخص تن
هم ز لطف و عکس آب با شرف ‖ پرده شد بر روی آب اجزای کف
پس مثل بشنو که در افواه خوش است ‖ کانچه بر ما میرود آن هم ز ماست
زین حجاب این تشنگان کف پرست ‖ ز آب صافی اوفتاده دور دست
آفتابا با چو تو قبله و امام ‖ شب پرستی و خفاشی می کنیم
سوی خود کن این خفاشان را مطار ‖ زین خفاشی شان بخر ای مستجار
این جوان زان جرم ضال ست و مغیر ‖ کو مرا بگرفت و تو او را بگیر
در عماد الملک این اندیشه‌ها ‖ گشته جوشان چون اسد در بیشه‌ها
ایستاده پیش سلطان ظاهرش ‖ در ریاض قدس جان طاهرش
چون ملائک او باقلیم الست ‖ هر دمی می شد بشرب تازه مست
اندرون پر شور و بیرون پر خمی ‖ در تن همچون لحد خوش عالمی
و اندرین حیرت بدو در انتظار ‖ تا چه پیدا آید از غیب سرار
اسپ را اندر کشیدند آن زمان ‖ در بر خوارزم شاه اسپاهیان
الحق اندر زیر این چرخ کبود ‖ آنچنان اسپی بقد و تگ نبود

گرچہ ہے پر نقش خانہ کر خراب ‖ گنج ڈھونڈھ اور گنج سے دے اسکو تاب
خانۂ پر نقش و تصویر خیال ‖ اور یہ صورت مانع گنج وصال
گنج کی تابش و پرتو زر کا ہے ‖ جوش دل میں جو خیالوں کا اُٹھے
جان بے قیمت کے لطف و جوش سے ‖ تن ہوا ہے پردہ روی جان پے
جیسے لطف و عکس آب صاف سے ‖ کف ہوا ہے پردہ روئے آب پے
پس مثل سُن لے کہ وہ شہرت رکھے ‖ کہ وہ ہمسے ہی جو گذرے ہمپہ ہے
اس حجب سے تشنگان کف پرست ‖ آب صافی سے پڑے ہیں دور دست
آفتابا تجھ سا یا قبلہ امام ‖ شب پرستی و خفاشی ہمکو تمام
ان خفاشوں کو اُڑا تو اپنی سو ‖ اس خفاشی سے خرید اب انکو تو
[۵۲] یہ جوان گمراہ ہے اُس جرم سے ‖ مت پکڑ تو اُس نے پکڑا مجکو ہے
یہ عماد الملک میں افکار تھے ‖ جوش زن جون شیر اندر دشت کے
شہ کے آگے وہ کھڑا تھا ظاہرا ‖ جان اسکی قدس میں تھی طاہرا
وہ ملائک سا باقلیم الست ‖ شرب سے ہوتا تھا ہر دم تازہ مست
باطنًا پر شور پر غم ظاہرا ‖ جون لحد تن میں ہے خوش عالم بھرا
تھا اسی حیرت میں اسکو انتظار ‖ غیب سے کیا بھید ہووے آشکار
[۵۳] سامنے خوارزم شہ کے اسپ کو ‖ وہ سپاہی لائے اسدم تند خو
باخدا اس چرخ کے نیچے نہ تھا ‖ ایسا گھوڑا تیز رو اور خوشنما

[۵۱] گنج کی الخ ۷ شعر گنج کی تابش و پرتو زر کا ہے جان بے قیمت کے لطف جوش سے تن پردہ ہوا ہے روے جان پر آگے مثال ہے جیسے لطف عکس آب صاف سے پردہ ہوا ہے روے آب پر پس مثل سن لے کہ وہ شہرت رکھتی ہے کہ وہم سے ہے جو ہمپر گذرتا ہے اس پردہ سے تشنگان کف پرست آب صافی سے دور پڑے ہیں اے آفتاب تجھ سا با قبلہ وامام ہو اور شب پرستی و خفاشی ہم کو ہو ان خفاشوں کو تو اپنی جانب اُڑا لے اس خفاشی سے تو اُن کو خرید کر یعنی جان صاف کا پردہ تن ہے پس یا رسول اللہ صلعم ان غافلوں کو تم اپنی جانب بلاؤ و بینا کرو ورنہ بقول استاد از ماست کہ بر ماست آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [۵۲] یہ جوان الخ ۲ شعر یہ جوان اُس جرم سے گمراہ ہے تو اسکو مت پکڑ اس نے مجکو پکڑا ہے یہ عماد الملک میں فکر میں تھین جوش زن سے جیسے شیر بیشہ وہ ظاہرا شاہ کے آگے کھڑا تھا لیکن جان اس کی قدس میں اوڑتی تھی وہ ملا ایک کے مانند اقلیم الست میں شرب سے ہر دم تازہ ہوا تھا باطنًا پرشور اور ظاہرا پرغم جیسے غدرتن میں جوش عالم بھرا ہے اس کو اسی حیرت میں انتظار تھا کہ غیب سے کیا بھید ظاہر ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۳] سامنے الخ ۷ شعر خوارزم شاہ کے روبرو اسپ کو وہ سپاہی اسدم لائے باخدا زیر چرخ ایسا گھوڑا تیز اور خوشنما نہ تھا اس کا رنگ ہر دیدہ کو محو کرتا تھا مرحبا اس برق ماہ زائیدہ کو مانند مقاور وماہ کے نیزہ گیا اور گھاس اس کی صرصر تھی جو آگے اس کی مثال ہے ایک شب میں ماہ عرصۂ فلک کو طے کرتا ہے پھر چل کے تو پھر کس لئے معراج سے منکر ہے وہ سو ماہ کے مانند عجیب در یتیم ہے کہ ایک اشارہ سے ماہ دو نیم ہوا یعنی جبکہ ماہ ایک شب میں برج فلک کو طے کرتا ہے اگر حضور نے شب معراج عالم خلا و ملا کو طے کیا کیا تعجب ہے کیونکہ وہ سو ماہ کے مانند ہیں آگے معجزہ شق القمر کا بیان ہے فافہم ۱۲

منیر بودی رنگ او ہر دیدہ را — مرحبا ان برق مہ زائیدہ را
ہمچو راہ و چون عطارد تیز رو — گوئیا صرصر علت بودش نہ جو
ماہ عرصۂ آسمان را در شبے — می برد اندر مسیر و مذہبے
چون بیک شب مہ برد ابراج را — ازچہ منکر می شوی معراج را
صد چو ماہ است آن عجیب دُرِّیتیم — کہ بیک ایمای او مہ شد دو نیم
آن عجب کو در شگافت مو نمود — ہم بقدر فہم حس خلق بود
کار و بار انبیا و مرسلون — ہست از افلاک و اختر ہا برون
تو برون شو ہم ز افلاک و دوار — وانگہی نظارہ کن آن کار و بار
در میان بیضۂ چون فرخہا — نشنوی تسبیح مرغان ہوا
معجزات اینجا نخواہد شرح گشت — اسپ و سلطان گوی و حال سرگذشت
آفتاب لطف حق بر ہر چہ تافت — از سگ و از اسپ فر کہف یافت
تاب لطفش را تو یکسان ہم مدان — سنگ را و لعل را داد او نشان
لعل را زان ہست نور مقتبس — سنگ را گرمی و تابانی و بس
آنکہ بر دیوار افتد آفتاب — آن چنان نبود کہ زآبی اضطراب

خوب کرتا اسکا رنگ ہر دیدہ کو — مرحبا اس برق مہ زائیدہ کو
جون عطارد اور مہ کے تیز رو — گو یا صرصر گھاس تھی اسکی نہ جو
ایک شب مین ماہ عرصہ چرخ کو — طے کرے ہے سیر مین پھر چال کے دو
طے کرے جو شب مین مہ برج سما — کس لئے منکر ہے تو معراج کا
ہی وہ جون سو مہ عجب دریتیم — کہ ہوا مہ اک اشارے سے دو نیم
وہ عجب[۱] شق القمر مین جو دکھا — بھی بقدر فہم حس خلق تھا
کار و بار مرسلین و انبیا — ہے فلک انجم سے باہر اور سوا
تو بھی سو افلاک سے باہر ہو یار — اور دیکھ اسوقت تو وہ کار و بار
مثل چوجہ تو ہے بیضہ مین چھپا — کب سنے تسبیح مرغان ہوا
معجزون کی شرح کب ہو اس جگہ — اسپ اور سلطان کا کہہ تو ماجرا
جبکہ[۲] چمکا شمس لطف اللہ کا — اسپ و سگ سے کہف کا رتبہ ملا
تاب لطف اسکی کو تو اکسان مت جان — لعل و پتھر کو دیا اس نے نشان
اس سے ہی بس لعل جاذب نور کا — سنگ کو گرمی و تابانی ذرا
پڑتا ہے دیوار پر جو آفتاب — سے ہی ویسا جو دکھے ہو زیر آب

رجوع بہ حکایت سلطان و اسپ و پشیمان کردن

رجوع طرف حکایت سلطان و اسب و عماد الملک کے و پشیمان ہونا بادشاہ کا

چون[۳] ہمی حیران شد از وی شاہ فرد — روی خود سوی عماد الملک کرد
کای اخی بس خوب اسپی ہست این — از بہشت ست این مگر نے از زمین

شاہ حیران اس سے دم بھر جو ہوا — منہ عماد الملک کی جانب کیا
کہ اخی یہ اسپ از بس پاک ہے — یہ بہشتی ہے نہیں اس خاک سے

۱ وہ جب مع ۵ شعر شق القمر مین وہ عجب جو دیکھا بقدر فہم حس خلق کو تھا کار و بار انبیا اور مرسلین کا فلک و ار سے باہر و سوا ہے تو بھی اے یار افلاک سے باہر ہو اور اسوقت وہ کار و بار تو دیکھ آگے اس کی مثال ہے تو چوجہ کے مانند بیضہ مرغ مین پوشیدہ کب مرغان ہوا کی تسبیح سنتا ہے اس جا معجزون کی کب تشریح ہو تو اسپ سلطان کا ماجرا کہہ یعنی اولیاء انبیاء کا کار و بار فلک سے باہر ہے بس تو اسے سالک فلک سے باہر ہو کہ تا اسکو دیکھے کیونکہ فلک مثل بیضہ کے ہے اور تو مثل بچہ کے اس مین بند ہے باہر مرغان ہوا آواز کب سن سکتا ہے فا فہم ۱۲ ۲ جبکہ چمکا الخ ۴ شعر یعنی آفتاب لطف اللہ کا چمکا اسپ و سگ رتبہ اصحاب کہف کا ملا اسکی تاب لطف کو اکسان مت جان کہ اس نے پتھر کو نشان دیا اس سے لعل جاذب نور کا ہے اور سنگ کو گرمی و تابانی ذرہ آگے اس کی مثال ہے جو آفتاب دیوار پر پڑتا ہے ویسا نہیں ہے کہ جو زیر آب رکھتا ہے یعنی آفتاب انوار الٰہی برابر سب پر پرتو ڈالتا ہے مگر جو قابل ہے گرمی اس سے پاتا ہے مگر نشانی آفتاب کی سب مین پائی جاتی ہے آگے رجوع بقصہ سلطان و اسپ ہے فا فہم ۱۲ ۳ شاہ حیران الخ ۲ شعر شاہ اس سے حیران جو دم بھر ہوا عماد الملک کی جانب منہ کیا کہ اے اخی یہ سب از بس پاک ہے یہ بہشتی ہے اس خاک سے نہیں ہے عماد الملک نے کہا اے شاہ دیو تیری رغبت سے فرشتہ ہو وے باقی حال آگے ہے فا فہم ۱۲

پس عماد الملک گفتش اے خدیو | چون فرشتہ گردد از میل تو دیو
در نظر آنچہ آوری گردد نیک | پس گش و رعناست این کت ولیک
ہست ناقص این سر اندر پیکرش | چون سر گاوست گوئی آن سرش
در دل خوارزم شہ این کار کرد | اسپ را در منظر او خوار کرد
چون غرض گردد دلالہ وصفی | از سہ گز کرباس یابی یوسفی
چونکہ ہنگام فراق جان شود | دیو دلالہ در ایمان شود
پس فروشد ابلہ ایمان را شتاب | اندر آن تنگی بیک ابریق آب
وان خیالی باشد و ابریق نے | قصد آن دلالہ جز تخریق نے
این زمان کہ تو صحیح و فربہی | صدق را بہر خیال میدہی
میفروشی ہر زمانی زرکان | می ستانی ہمچو طفلان گردگان
پس دران رنجوری روز اجل | نیست نادر گر بود اینت عمل
در خیالی صورتے جوشیدہٗ | ہمچو جوزی وقت دق پوسیدہٗ
ہست از آغاز چون بدر آن خیال | لیک آخر می شود ہمچون ہلال
گر تو اول بنگری در آخرش | فارغ آئی از فریب فاترش
جوز پوسیدہ ست دنیا ای امین | امتحانش کم کن از دورش ببین
شاہ دید آن اسپ را با چشم حال | وان عماد الملک با چشم مآل
چشم شہ دو گز ہمی دید از لغز | چشم آن پایان نگر پنجاہ گز

پس عماد الملک بولا ای خدیو | ہو فرشتہ تیری رغبت سے بھی دیو
جو تری مدنظر ہے وہ ہے نیک[۱] | یہ ہے رعنا اسپ بہتر ہے ولیک
ہے وجود اسکے مین ناقص اسکا سر | مثل بیل اسکا ہے سر ای دادگر
دل مین یہ خوارزم شہ کے جم گیا | اسپ خوار اسکی نظر مین ہو گیا
جو غرض دلالہ ہو اور وصف گو | تین گز کھادی سے پائے یوسف تو
جبکہ ہنگام فراق جان ہو | دیو دلالہ پے ایمان ہو
بیچے بس ایمان کو ابلہ شتاب | جان کنی مین بھر اک ابریق آب
وہ خیال اک ہو نہین ابریق ہو | جز بلا ہو قصد سے دلال کو
اس گھڑی[۲] تو تندرست اور بحال | صدق کو دیتا ہے تو بہر خیال
بیچتا ہر دم ہے زر کان تو | مثل کودک لے ہے تو اخروٹ کو
اس مرض کے درمیان روز اجل | سے نہ ہو نادر گر یہ ہو تیرا عمل
تو خیال زر بنائے شکل کو | تو نے جب جون جوز بوسیدہ ہوو
بدر سا آغاز سے ہو وہ خیال | لیکن آخر مین ہو وہ مثل ہلال
گر تو انجام اسکا اول دیکھ لے | بس تو فارغ ہووے اسکے مکر سے
جوز بوسیدہ[۳] ہے دنیا جان لے | آزما کم دیکھ اسے تو دور سے
دیکھا شہ نے اسپ چشم حال سے | چشم آخر سے عماد الملک نے
چشم ظاہر شاہ کو دو گز دکھا | چشم آخر بین کو بس سو گز دکھا

سلہ جو تری الخ ۔ شعر جو تیری مدنظر ہے وہ نیک ہے اور یہ اسپ رعنا و بہتر ہے ولیکن اس کے وجود مین سر اسکا ناقص ہے کہ بیل کے مانند سر اسکا ہے یہ دل مین خوارزم شاہ کے جم گیا اور اسپ اس کی نظر مین خوار ہو گیا آگے حقائق ہین جو غرض دلالہ ہوا اور وصف گو ہو یوسف کو تین گز کھادی مین تو پائے جبکہ ہنگام فراق جان کا ہو دیو دلالہ درپے ایمان ہو ابلہ شتاب ایمان کو بیچے جان کنی کے وقت واسطے ایک ابریق آب کے اور وہ ایک خیال ہو ابریق نہ ہو دلالہ کو بجز بلا کے قصد نہ ہو یعنی خیال انسان کو جو جم جاتا ہے وہ مشکل سے دور ہوتا ہے فافہم ۱۲ سلہ اس گھڑی الخ ۔ شعر اس دن تو تندرست ہے اور بحال ہے تو صدق کو دیتا ہے واسطے خیال کے ہر دم تو زر کان کو بیچتا ہے اور کودک کے مانند اخروٹ لیتا ہے اس مرض کے درمیان اجل کے دن نادر نہین ہے اگر یہ تیرا عمل ہے تو خیال مین شکل کو بنائے جو کہ مانند ٹوٹے جوز بوسیدہ ہو خیال آغاز سے بدر کے مانند ہے ولیکن آخر مین وہ مثل ہلال کے ہو اگر تو اس کا انجام دل دیکھ لے بس تو فارغ ہووے اس کے مکر سے یعنی عالم زندگی مین خیال انجام کا چاہیئے کرنا کہ یہ خیالات دنیوی ناقص و خراب ہین پس تو انجام بین رہ آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ جوز بوسیدہ الخ ۔ شعر جان لے کہ دنیا جوز بوسیدہ ہے کم آزما اور اسے تو دیکھ دور سے آگے رجوع بقصہ ہے شاہ نے اسپ دیکھا چشم حال سے اور عماد الملک نے چشم آخر سے شاہ کی چشم ظاہر سے دو گز دکھا اور چشم آخر بین کو سو گز دکھا تا وہ سر سے عیب ہے حق جسکو دے کہ پیچھے سو برس دور کے اسکو جان دکھی چشم سید جو کہ انجام پر تھی دنیا کو مردار کہا اس چشم سے آگے رجوع بقصہ ہے اسواسطے اسکا جو ایک عیب سنا شاہ کا دل سرد گھوڑے سے ہوا اپنی چشم چھوڑی اور اسکی چشم لی اپنا ہوش چھوڑا اور اسکی بات سنی یعنی چشم آخر بین بہتر ہے چشم حال بین سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تا چہ سرمہ است آنکہ یزدان میکشد
کز پس صد پردہ بیند جان رشد

چشم سید چون بآخر بود جفت
پس بدان دیدہ جہان را جیفہ گفت

زان یکی عیبش کہ بشنید و خسپ
پس فسرد اندر دل او مہر اسپ

چشم خود بگذاشت چشم او گزید
ہوش خود بگذاشت قول او شنید

این بہانہ بود کان دیان فرد
از نیاز آن بر دل شہ سرد کرد

در ببست از حسن او پیش نظر
این سخن بُد در میان چون بانگ در

پردہ کرد آن نکتہ را بر چشم شہ
کہ از آن پردہ نماید مہ سیہ

پاک بنائے کہ بر سازد حصون
در جہان غیب از گفت و فسون

بانگ در دان گفت را از قصر راز
تا کہ بانگ در شد ست آن باز باز

بانگ در محسوس و در از حس برون
تبصرون این بانگ و در لا تبصرون

چنگ حکمت چونکہ خوش آواز شد
تا چہ در از روضہ جنت باز شد

بانگ گفت بد چو در وا می شود
از سقر تا خود چہ در وا می شود

بانگ در بشنو چو دوری از درش
ای خنک آن را کہ وا شد منظرش

چون تو می بینی کہ نیکی می کنی
بر حیات و راحتی بر می زنی

چونکہ تقصیر و فسادی می رود
آن حیات و ذوق پنہان می شود

دید خود بگذار از دید خسان
کہ بمردارت کشند این کرکسان

چشم چون نرگس فرو بندی چنین
کہ عصا ام کش کہ کورم ای امین

وین عصا کش کہ گزیدی در سفر
باز بین کو ہست از تو کورتر

تا عجب سرمہ ہی وہ حق دے جسے
پیچھے سو پردون کے جان اسکو دکھے

چشم سید جو کہ تھی انجام پے
جیفہ دنیا کو کہا اُس چشم سے

اس لئے اک عیب اسکا جو سُنا
شاہ کا دل سرد گھوڑے سے ہوا

چشم اپنی چھوڑ دی اسکی چشم نے
ہوش اپنا چھوڑا بات اسکی سُنی

یہ[1] بہانا تھا کہ اُس خلاق نے
سرد دل شہ کا کیا اُس عجز سے

باندھا در اُس حسن سے پیش نظر
یہ سخن تھا درمیان جون بانگ در

چشم شہ پر وہ سخن پردہ بنا
کہ دکھے پردے سے اسکو مہ سیا

ایسے بانی کہ بنائے قلعہ کو
بس جہان غیب بین با گفتگو

قال بانگ در ہی قصر راز سی
تا بلند اُس سے ہوا آواز ہی

بانگ در محسوس و در حس سے برون
تبصرون یہ بانگ و در لا تبصرون

چنگ[2] حکمت جو ہوا بس خوش نوا
تا عجب در باغ جنت سے کھلا

جو جدا ہوتا ہے بانگ و قول بد
کھلتا ہی اک در عجب دوزخ سے خود

بانگ در سُن در جو تجھ سے دور ہے
ای وہ اچھا جسکو وہ کھڑکی کھلے

جو کہ تو دیکھے کہ نیکی تو کرے
بس حیات اور راحتون پر تو پڑے

جو فساد اور جرم پیدا تجھسے ہو
بس حیات اور ذوق خفا تجھ سے ہو

دید نا کس سے نچوڑ اپنی تو دید
کھینچین تجھ کو گدھ مردار پلید

مثل نرگس کے تو آنکھین بند کر
کہ عصا کھینچ اندھا مین ہوں ای معتبر

جو[3] عصا کش تو نے ہی ہمراہ لیا
دیکھ تو تجھ سے ہی وہ اندھا سو

[1] یہ بہانا الخ ۶ شعر یہ بہانا تھا کہ اس خلاق نے شاہ کا دل سرد کیا اُس عجز سے دروازہ باندھا پیش نظر اس حسن سے یہ سخن درمیان مین تھا مانند بانگ دریا کے چشم شاہ پر سخن پردہ بنا کہ پردہ سے اسکو ماہ سیاہ دکھے ایسا بنانے والا کہ قلعہ کو بنائے جہان غیب مین گفتگو سے گفتگو بانگ در ہے قصر راز سے تاکہ بلند آواز ہوا بانگ در محسوس اور در حس سے باہر نہ بانگ رکھتی ہے اور در دکھتا نہین یعنی گفتگو انسان کی در راز کی بانگ ہے بانگ رکھتی ہے اور راز کہتا نہین ہے آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲ [2] چنگ حکمت الخ ۷ شعر چنگ حکمت بس خوشنما ہوا تاکہ عجب در باغ جنت کھلا بانگ قول بد کی جو جدا ہوتی ہے تو ایک عجیب در دوزخ سے خود کھلتا ہے بانگ در کی سُن جو در تجھ سے بند ہے اسے وہ اچھا ہے کہ جسکو وہ دریچہ کھلے جو تو دیکھے کہ تو نیکی کرتا ہے بس حیات اور راحتون پر تو پڑتا ہے جو فساد اور جرم مجھ سے پیدا ہو بس حیات و ذوق تجھے ہو دید نا کس سے تو اپنی دید نچوڑ کر تجھکو گدھ کھینچین طرف مردار پلید کے نرگس کے مانند تو آنکھین بند کر کہ عصا کھینچے مین اندھا ہون یعنی قول نیک بانگ در جنت کی ہے اور قول بد بانگ در دوزخ کی ہے بس تو اپنی دید کو دید نا کس سے مت بچھو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] جو عصا کش الخ ۲ شعر اے تو نے جو عصا کش ہمراہ لیا تو دیکھ کہ وہ تجھ سے اندھا ہوا ہے تو اندھون کے مانند رسی خدا کی پکڑ اور امر و نہی کے سوا رغبت نہ کر رسی خدا تک کیا ہے ہوا کا چھوڑنا کہ عاد کو یہ ہوا صرصر ہوئی ہے مخلوق قید مین ہے از راہ ہوا کے تخم شحنہ و شعلۂ نار از راہ ہوا کے مشکین بند بندھا خوف دار آزاد ہوا کے یعنی رسی خدا کی ترک ہوا و ہوس ہے بس تو اس رسی کو امر و نہی کے موافق پکڑ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

دست کورانه به حبل الله زن جز به امر و نهی یزدانی متن
مثل اندھون کے پکڑ حبل خدا کر نہ رغبت امر و نہی کے بس سوا

چیست حبل الله رها کردن هوا کاین هوا شد صرصری مر عاد را
حبل حق کیا ہے ہوا کا چھوٹنا عاد کو صرصر ہوئی ہے یہ ہوا

خلق در زندان نشسته از هواست مرغ را پرها ببسته از هواست
قید مین مخلوق ہے از رہ ہوا مرغ پر بستہ رہے از رہ ہوا

ماهی اندر تابه گرم از هواست رفته از مستوریان شرم از هواست
مچھلیان بھنتی ہین بس از رہ ہوا بیحیا ہین عورتین از رہ ہوا

خشم و شحنه شعلهٔ نار از هواست چار میخ و هیبت دار از هواست
خشم شحنہ شعلہ نار از رہ ہوا مشکین بندھنا خوف دار از رہ ہوا

شحنهٔ اجسام دیدی بر زمین شحنهٔ احکام جان را هم ببین
[سلہ] جسم کے شحنہ کو دیکھا خاک پے شحنۂ احکام جان بھی دیکھ لے

روح را در غیب خود اشکنجه‌هاست لیک تا نجهی شکنجه در خفاست
ہے شکنجہ غیب مین خود روح کا تا نہ بھاگے ہے وہ اشکنجہ چھپا

چون رهیدی بینی اشکنجه و دمار زانکه ضد از ضد گردد آشکار
جبکہ تو بھاگے دیکھے اشکنجہ دو کیونکہ ضد سے ضد ہو ظاہر نکو

آنکه در چه زاد و در آب سیاه او چه داند لطف دشت و رنج چاه
آب تیرہ چاہ مین پیدا ہو جو لطف دشت و رنج چہ کیا جانے وہ

چون رها کردی هوا از بیم حق در رسد سغراق از تسنیم حق
خوف حق سے چھوڑی تو نے جو ہوا بادۂ تسنیم جنت ہو عطا

لا تطرق فی هواک سلسبیل من جناب الله نحو السلسبیل
لا تطرق فی هواک سلسبیل من جناب الله نحو السلسبیل

[سه] لا تکن طوع الهوی مثل الحشیش ان ظل العرش اولی من عریش
لا تکن طوع الهوی مثل الحشیش ان ظل العرش اولی من عریش

گفت سلطان اسپ واپس برید زود تر زین مظلمه بازم خرید
[سه] بولا سلطان اسپ کو واپس کرو اور نجات اس مظلمہ سے مجکو دو

با دل خود شه بفرمود این قدر شیر را مفریب زین راس البقر
اسقدر دل مین کہا اُس شاہ نے شیر کو سر بیل سے دھوکا نہ دے

پای گاو اندر میان آری ز داو او نه زد حق بر اسپی شاخ گاو
درمیان لاتا ہے بیل از راہ کین سینگ گھوڑے کے اُگاتا حق نہین

پس مناسب صنعت این شهرزاد کی نهد بر جسم اسپ او عضو گاو
بس مناسب صنعت اُستاد ہے بیل کا اعضا گھوڑے پر رکھے

زان ابدان و امناسب ساختست قصرهای منتقل پرداختست
کی مناسب خلقت ان جسمونکی ہے پھرنیوالے محل بس پیدا کیے

درمیان قصرها تخته‌نجها از سوی سیبوی این صهریجها
[سه] اور اُن محلون مین کی ہین موریان سوے محبوبی کو نہرین ہین رواں

وز درون شان عالمی بی منتها درمیان خرگهی چندین فضا
اور ان مین ایک عالم ہے بڑا اندر ان خیمونکے جنگل ہین سوا

سلہ جسم کے شحنہ کو الخ یہ شعر دیکھا جسم کے شحنہ کو کہ خاک پر احکام جان کے شحنہ کو بھی دیکھ لے غیب مین شحنہ روح کا ہے جب تک نہ بھاگے وہ شکنجہ چھپا ہے جبکہ تو بھاگے وہ شکنجہ دیکھے کیونکہ ضد سے ضد ظاہر ہے جو آب تیرہ چاہ مین پیدا ہے لطف دشت و رنج چاہ کا وہ کیا جانے جو تو نے خوف حق سے ہوا چھوڑی یا وہ نسیم جنت کی عطا ہو ترجمہ مائل مت ہو دل مین خواہش مانند گھاس کے ہو تحقیق سایہ عرش کا بہتر ہے جھونپڑے سے یعنی غیب مین روح کا شکنجہ ہے جب تک تو فنا نہ ہووے وہ شکنجہ تجھ کو معلوم نہ ہووے پس تو اپنی خواہش کو چھوڑ کہ یار ملے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سه بولا سلطان الخ یہ شعر سلطان نے کہا کہ اسپ کو واپس کر اور مجھ کو نجات اس مظلمہ سے دو اور شاہ نے اسقدر دل مین کہا کہ شیر کو بیل کے سر سے دھوکا نہ دے بیل کو درمیان از راہ کینہ کے لاتا ہے کہ حق گھوڑے کے سینگ اُگاتا نہین ہے صنعت اُستاد کی مناسب ہے بیل کے اعضا گھوڑے پر نہین رکھتا ہے ان جسمونکی مناسب خلقت ہے کہ محل پھیرنے والے پیدا کیے اور اُن محلون مین موریان کی ہین سولے سے جیسے نہرین رواں ہین یعنی حق نے اپنی صنعتین مناسب کی ہین کہ ایک کا اعضا دوسرے پر نہین رکھا ہے اور وجود انسان کے ایک محل ہے روان ہین کہ انہین موریان سوئی سے یکسوئی کو جاتی ہین آگے اسکا بیان ہے سه اور ان مین الخ یہ شعر اور ان محلون مین ایک عالم بڑا ہے اور ان خیمون مین جنگل سوا ہے کبھی دیوار کو تیرہ دکھاتے اور کبھی قعر چاہ کو باغ دکھاتے قبض و بسط حیثیت دل کی ہے جلال ہے جو کہ دم بدم تجلی جلال کرتا ہے اسواسطے مصطفےٰ صلعم نے حق سے چاہا کہ نیکی و بد کی ماہیت مجکو دکھلا جو تو انتہا تک رہے اور ترے لیے مجکو پشیمانی سے تعلق نہووے یعنی جو دنیا مین ایک عالم بڑا ہے اسواسطے جناب رسول مقبول صلعم نے ماہیت اشیا کے دیکھنے کی دعا حق تعالیٰ سے کی تھی بموجب حدیث اللہم ارنا الاشیا کما ہی آگے رجوع بقصہ ہے فافہم
سه ہم گر ان مت ہو خواہش طبع مین جو جہہ اسنے جناب الٰہی مین طرف چشمہ سلسبیل کے ۱۲ مت ہو تابع خواہش دل مین مانند گھاس کے ۱۲ تحقیق سایہ عرش کا بہتر ہے جھونپڑے سے ۱۲

گہ چوکژ بودے نماید ماہ را — گہ نماید روضہ قعر چاہ را
قبض و بسط و چشم و دل از ذوالجلال — دمبدم چون می کند سحر حلال
زین سبب درخواست از حق مصطفیٰ — زشتہا را زشت و حق را حق نما
تا بآخر توبہ گردانی ورق — از پشیمانی نیفتم در قلق
مکر کہ کرد آن عماد الملک فرد — مالک الملکش بدان ارشاد کرد
حیلۂ محمود این باشد ولیک — تو ممیز باش مر بد را ز نیک
مکر حق سرچشمۂ این مکرہاست — قلب بین الاصبعین کبریاست
آنکہ سازد در دلت مکر و قیاس — آتشی داند زدن اندر پلاس
بے نہایت آمد آن خوش سرگذشت — چون غریب از گور خواجہ باز گشت

گہ دکھائے دیو تیرہ ماہ کو — گہ دکھائے باغ قعر چاہ کو
قبض و بسط چشم و دل باذوالجلال — دمبدم کرتا ہے جون سحر حلال
مصطفیٰ نے حق سے چاہا اس لیے — نیک و بد کی ماہیت دکھلا مجھے
انتہا تک جو کہ تو لوٹے ورق — نے پشیمانی سے مجکو ہو قلق
جو [سلہ] عماد الملک نے حیلہ کیا — حاکم الحاکم نے وہ بتلا دیا
حیلہ محمود یہ ہے جان لے — تو تمیز اب نیک و بدین کر ہی لے
مکر حق سرچشمہ ان مکرون کا ہی — قلب بین الاصبعین ایزد رکھے
تیرے دل مین مکر جو پیدا کرے — ٹاٹ مین آتش لگا نا وہ سکے
بے نہایت آیا اب وہ ماجرا — جو غریب اُس گور خواجہ سے پھرا

بازگشتن بحکایت غریب و امدار و خواب دیدن پامرد

لوٹنا طرف حکایت غریب قرضدار کے اور خواب دیکھنا ساعی کا

پامردش سوی خانۂ خویش برد — وجہ صد دینار را با او سپرد
توش آورد و حکایتہاش گفت — کز امید اندر دلش صد گل شگفت
آنچہ بعد العسر یسرا او دیدہ بود — با غریب از قصۂ آن لب کشود
نیم شب بگذشت افسانہ کنان — خواب شان انداخت تا مرعی جان
دید پامرد آن ہمایون خواجہ را — اندران شب خواب در صدر سرا

پس [سلہ] اُسے ساعی گھر اپنے لیگیا — توڑا سو دینار کا اُس کو دیا
پس کھلایا کھانا اور قصے کہے — سو طمع کے اُسکے دلمین گل کھلے
دیکھا بعد العسر یسر اُسنے تھا جو — اُس مسافر سے کہا اس حال کو
آدھی [سلہ] رات اسکو تو کہانیمن گئی — خواب اسکو دشت جان مین لیگئی
دیکھا ساعی نے ہمایون خواجہ کو — خواب مین شب کے جو سویا گھر مین وہ

سلہ جو عماد الملک نے الخ ۵ شعر جو عماد الملک نے حیلہ کیا حاکم الحاکم نے وہ بتلا دیا ہے حیلہ محمود ہے جان لے ولیکن تو تمیز اب نیک و بد مین کرے مگر حق ان مکرون کا سرچشمہ ہے ترجمہ درمیان دو انگلیون کے حق رکھتا ہے جو تیرے دل مین مکر پیدا کرے وہ ٹاٹ مین آتش لا سکتا ہے اب وہ ماجرا بے نہایت آیا جو غریب اس گور خواجہ سے پھرا یعنی جس حیلہ سے مخلوق کو نفع پہونچے اور حیلہ محمود ہے کہ مکر حق سرچشمہ مکرون کا ہے آگے حکایت غریب کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ پس اسے الخ ۳ شعر پس اس کو ساعی اپنے گھر لیگیا اور سو دینار کا توڑا اس کو دیا پس کھانا کھلایا اور قصے کہے کہ سو طرح کے گل اس کے دل مین کھلے جو اس نے بعد رنج کے آرام دیکھا تھا اس مسافر سے اس حال کو کہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ آدھی رات الخ ۲ شعر اس کو آدھی رات قصون مین گئی اور خواب اسکو دشت جان مین لے گئی ساعی نے خواجہ ہمایون کو دیکھا خواب شب مین جو وہ گھر مین سویا خواجہ نے ساعی سے کہا کہ اے خیرخواہ جو تو نے کہا وہ سب مین نے سنا اس کے جواب دینے کا حکم نہ تھا اور سے اشارہ مجھ سے نہ کچھ کہہ سکا آگے اس کے حقائق ہین جو مین چگونہ و چون سے واقف ہوا میرے لب پر حق مہر رکھتا ہے تا غیب کا بھید ظاہر نہ ہووے اور تا نظم عالم کا برہم نہ ہووے یعنی اہل گور سب بیان کا سنتے ہین مگر حکم جواب دینے کا نہین ہے کہ راز دہان کا ظاہر ہونہ جاوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

خواجه گفت ای پامرد بانمک | آنچه میگفتی شنیدم یک بیک
لیک پاسخ دادنم فرمان نبود | بے اشارت لب نیارستم کشود
ماچو واقف گشته ایم از چون وچند | مهر بر لبهاے ما بنهاده اند
تانگردد رازهای غیب فاش | تانگردد منهدم نظم معاش
تانگردد هیچکس واقف بران | تانسوزد پردهٔ دعوی دران
تا ندرد پردهٔ غفلت تمام | تا نماند دیگ حکمت نیم خام
تا نیفتد از طبق سرپوش غیب | تا نه بیند دیدنی راعین ریب
ماهمه گوشیم کر شد نقش گوش | ماهمه نطقیم اما لب خموش
ماهمه عینیم کر شد نقش عین | بل همه عینیم ما بے میغ وغین
غرق دریائیم گرچه قطره ایم | جملگی شمسیم گرچه ذره ایم
بے حجاب درد کل آبیم صاف | درجهان جاودان گشته معاف
هرچه ما دادیم دیدیم این زمان | کاینجهان عینست وبستن آنجهان
روز کشتن روز پنهان کردنست | تخم در خاکی پریشان کردنست
وقت بدرودن گه منجل زدن | وقت اظهار آمد وپیدا شدن

بولا خواجہ ساعی سے اے خیر خواہ | جو کہا تونے وہ سب مین نے سنا
حکم دینے کا جواب اُس کے نہ تھا | بے اشارہ کچھ نہ تجھ سے کہہ سکا
جو چگون وچون سے مین واقف ہوا | مہر لب پر میرے رکھی ہے خدا
تا نہ ہووے بھید ظاہر غیب کا | تا نہ برہم نظم عالم ہو بھلا
تا نہووے اس سے واقف کوئی کس | تا جلے پردہ نہین دعوی کا بس
تا پھٹے پردہ نہ غفلت کا تمام | تا نہ ہووے دیگ حکمت نیم خام
نے طبق سے غیب کا سرپوش اُٹھے | مدعی تا راز کو نے دیکھ لے
ہم ہین کل گوش ور بہرا نقش گوش | ہم ہین کل نطق اور لیکن لب خموش
عین کل ہم بہرا نقش عین ہے | عین کل ہم سب بے غبار وابر کے
غرق ہم دریا مین قطرہ گرچہ ہین | شمس کل ہم ہین ذرہ گرچہ ہین
بے حجاب وردد آب صاف ہین | ہم ہین آزاد اس جہان پاک مین
جو دیا تھا ہمنے دیکھا اس زمان | یہ جہان بہتر وبدتر وہ جہان
روز بونے کا ہے کھیتی کے لئے | خاک اندر تخم ریزی کے لئے
کاٹنے کا یہ درانتی کا ہے وقت | اور آیا پیداوار ی کا ہے وقت

گفتن خواجه درجواب بآن پامرد وجوه وام آن دوست را که به تبریز آمده بود و نشان دادن جائے دفن آن سیم را وپیغام به وارثان که البته ازان هیچ باز نگیرند

کہنا خواجہ کا جواب مین اُس ساعی قرضدار غریب کو کہ تبریز مین آیا تھا اور بتا دینا جائے دفن مال کو اور کہلا بھیجنا وارثون کو کہ ہرگز اس مین سے نہ لین

سلہ ۵ تا نہووے الخ ۶ شعر تاسیر کوئی شخص واقف نہ ہووے اور تا پردہ دعوی کا نہ جلے تا پردہ غفلت کا بالکل نہ پھٹے اور تا دیگ حکمت کی نیم خام نہ ہوئے طبق سے تا ہر سرپوش نہ اُٹھے تا راز کو مدعی نہ دیکھ لیوے ہم ہین کل گوش اور نقش گوش بہرا ہے ہم ہین کل نطق ولیکن خاموش لب ہین ہم ہین کل عین اور نقش عین بہرا ہے ہم ہین عین کل ہین غبار وابر کے اگرچہ ہم قطرہ ہین ولیکن غرق دریا ہین اگرچہ ہم ذرّہ ہین ولیکن کل شمس ہین یعنی ہم بالکل چشم وگوش ہین اور چشم وگوش ظاہری بیکار ہین کہ ہم دریاے ذات مین پنہان ہین پس ہم وہی ذات ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ بے حجاب الخ ۳ شعر ہم اب صاف بے حجاب دردکے ہین اور ہم آزاد اس جہان پاک مین ہین جو ہم نے دیا تھا اسوقت دیکھا کہ یہ جہان بہتر اور بدتر وہ جہان ہے دن بونے کا کھیتی کے واسطے ہے اور خاک مین تخم ریزی کے واسطے یہ وقت کاٹنے درانتی کا ہے اور وقت پیداوار کا آیا ہے یعنی جو کچھ دنیا مین ہم نے دیا تھا اب اس عالم مین ہم وہ دیکھتے ہین پس دنیا مین کھیتی کرنے وبونے کا وقت ہے اور اس جہان مین کاٹنے ونفع اُٹھانے کا وقت ہے آگے خواجہ کا خواب مین کہنے کا بیان ہے فافہم ۱۲

بشنو اکنون راز مہمان جدید — من ہمی دیدم کہ او خواہد رسید
ہم شنیدہ بودم از وی من خبر — بستہ بہر او دو سہ پارہ گہر
کہ وفائی وام او ہست آن بپیش — تا کہ ضیفم وا نگردد سینہ ریش
وام دارد از ذہب او نہ ہزار — وام را از بعض او گو واگزار
فضلہ ماند زان بسی گو خرج کن — در دعا گوئی مرا ہم درج کن
خواستم تا آن بدست خود دہم — در فلان دفتر نوشتستم آن رقم
خود اجل مہلت ندادم تا کہ من — خفیہ بسپارم بدو در عدن
لعل و یاقوتست بہر وام او — در خوری و نوشتہ نام او
در فلان طاقیش مدفون کردہ‌ام — من غم آن یار پیشین خوردہ‌ام
قیمت آن می نداند جز ملوک — فاجتہد بالبیع ان لم یخدعوک
در بیوع آن مکن تو از خوف غرار — کہ رسول او رخصت سہ روز اختیار
از کساد آن مترس و در مسفت — کہ رواج آن نخواہد ہیچ خفت
وارثانم را سلامی من بگوی — وین وصیت را بیان کن مو بموی
تا نہ بسیاری آن زر شکنند — بی گرانی پیش آن مہمان نہند
ور بگوید او نخواہم این فرہ — گو بگیر و ہر کہ او خواہی بدہ
زر کہ دادم باز نستانم فقیر — سوی پستان باز ناید شیر شیر
گشتہ باشد ہمچو سگ قی را اکول — مسترد صدقہ از قول رسول
بہر او بنہادہ‌ام آن از دو سال — کردہ‌ام من نذر یا ذا الجلال

سن تو اب مہمان نو کے راز کو[۱] — جانتا تھا میں کہ بس آویگا وہ
بھی سنی تھی اسکے قرضہ کی خبر — رکھے دو تین اسکے خاطر تھے گہر
کہ وفا اس کی وہ قرضہ کو کرے — تا مرا محروم مہمان نہ پھرے
وہ قرض رکھتا ہے زر سے نو ہزار — بعض سے کرے ادا قرضہ وہ یار
باقی لاوے اپنے خرچ میں اسے — اور دعا میں وہ کرے شامل مجھے
چاہا میں نے دیوں اپنے ہاتھ سے — اور فلان دفتر میں لکھا ہے اسے
پے اجل نے مجھکو مہلت دی کہ تا — میں وہ خفیہ گوہر اسکو سونپتا
لعل و یاقوت[۲] اسکے قرضہ کیلئے — ایک کلیا پر لکھا نام اسکا ہے
اور فلانے طاق میں گاڑا اسے — میں نے غم کھایا ہے اسکا پہلے سے
جانے نہ قیمت اسکی نے جز شاہ کے — سعی کر بیع میں نہ نقصان ہو تجھے
خوف کھوٹے کے سے بیع میں کر تو یار — جو نبی سے تین دن ہیں اختیار
کھوٹے پن سے مت تو رکھ کر بیچنا — کہ چلن اسکا نہ کمتر ہووے گا
وارثوں کو میرے تو کہنا سلام — اور بیان کرنا وصیت کا پیام
تا زیادہ مال سے حیران رہیں — بے تامل آگے مہمان کے رکھیں
گر کہے[۳] وہ یہ میں لیتا سوا — کہہ دے اور جسکو چاہے کر عطا
جو دیا میں نے نہ واپس لوں ذرا — شیر پستان میں کہیں واپس گیا
قے کا کھانے والا مثل سگ ہوا — صدقہ واپس لے بقول مصطفے
دو برس سے رکھا وہ اس کے لئے — وہ نذر میں نے کری اللہ سے

سلہ سن تو الخ یہ شعر تو اب مہمان نو کے راز کو سن میں جانتا ہوں کہ وہ آویگا بھی اس کے قرضہ کی خبر سنی تھی اور تین گوہر اس کے خاطر رکھے تھے کہ اس کے قرضہ کو وہ وفا کرے تا میرا مہمان محروم نہ پھرے وہ نو ہزار روپیہ قرض رکھتا ہے تا بعض سے وہ قرضہ ادا کرے باقی اسے اپنے خرچ میں لاوے اور مجکو دعا میں شامل کرے میں نے چاہا اپنے ہاتھ سے دون اور فلانے دفتر میں اسی رقم کو لکھا ہے مجکو اجل نے مہلت نہیں دی کہ تا میں وہ گوہر خفیہ اسے سونپتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ لعل و یاقوت الخ یہ شعر لعل و یاقوت اس کے قرضہ کے واسطے ایک جگہ پر اس کا نام لکھا ہے اور فلانے طاق میں اسے گاڑا ہے کہ میں قبل سے اسکا غم کھایا ہے اس کی قیمت بجز شاہ کے نجانے بیع میں اس کی سعی کر کہ تجھے نقصان نہ ہووے تو وہ کھوٹے پن سے بیع میں کرے جو نبی سے تین دن اختیار کے ہیں تو کھوٹے پن سے گر کر مت بیچنا کہ اس کا چلن کمتر نہ ہوویگا میرے وارثوں کو تو سلام کہنا اور میری وصیت کا پیام بیان کرنا تا کہ زیادہ مال سے حیران رہیں اور بے تامل آگے مہمان کے رکھیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گر کہے الخ یہ شعر اگر وہ کہے کہ میں سوا نہیں لیتا تو کہدے اور جسکو چاہے بخشدے جو میں نے دیا ذرا وہ میں نہ لونگا کہیں شیر پستان میں واپس گیا ہے آگے مثال اس کی ہے قے کا کھانے والا سگ کے مانند ہوا جو صدقہ واپس لے بقول مصطفے علیہ السلام کے وہ اسکے واسطے دو برس سے رکھا ہے کہ میں نے وہ نذر اللہ سے کری ہے اور اگر وہ پھینکے اس زر کو نہ لے کہہ کہ وہ بخشش اسکے سر پڑ الدو جو کوئی وہاں آئے جو لوئی وہاں آئے اس زر کو نہ کہ نخفہ دینا کون کا کب واپس پھرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

دربند و در نیابد آن زرش	کو بریزند آن عطارا برسرش	اور اگر پھینکے وہ اُس زر کو بلا	کہدو وہ بخشش اُسکے سر پر ڈالے
هر که آنجا بگذرد زر می برد	نیست هدیه مصلحان را مسترد	جو کوئی آئے وہان اس زر کو لے	تحفہ بس نیکو نکا کب واپس پھرے
در روا دارند چیزی زان ستد	بیست چندان خود زیانشان میرسد	گر [سلہ] ذرا لینا رکھین اس سے روا	بیس حصے انکا نقصان ہو سوا
گہ روان من بپژد لاندر زود	صد در محنت براشیان برکشود	گر مری جان کو وہ کچھ تکلیف دین	انپہ سو دروازے محنت کے کھلین
از خدا امید دارم من لبق	که رساند حق را با مستحق	مین رکھون امید حق سے ای نکو	کہ وہ بس پہونچائین حق حقدار کو
دو قصبه دیگر او را شرح داد	لب بذکر او بجز اهم برکشاد	پائے مطلب اُسنے اور دو دوسرے	لب نہین کھولونین اسکے ذکر سے
تا بماند دو قضیه سر درا	هم نه گردد مثنوی چندین دراز	تا وہ دو مطلب ہین پوشیدہ راز	کبھی نہووے مثنوی از بس دراز
بر جهید از خواب انگشتک زنان	که غزل خوان و گه نوحه کنان	خواب سے چٹکی بجاتا وہ اٹھا	گاہ غزلین پڑھتا گہ گریہ کنان
گفت مهمان در چه سودا هستی	یا برد امست و خوش برخاستی	[سلہ] بولا مہمان تجھ کو کیا سودا ہوا	ساعیا تو مست اور خوش جو اٹھا
تا چه دیدی خواب دوش ای بوالعلا	که نمی گنجی تو در شهر و فلا	خواب مین کیا شب کو دیکھا اے نکو	شہر و جنگل مین سماتا ہے نہ تو
خواب دیده فیل تو هندوستان	که رمیدستی ز حلقهٔ دوستان	دیکھی خواب ہند تیرے فیل نے	جو کہ بھاگا حلقۂ احباب سے
گفت سوداناک خوابی دیده ام	در دل شب آفتابی دیده ام	بولا سودا کی بھری دیکھی ہے خواب	دیکھا مین نے نصف شب مین آفتاب
خواب دیدم خواجهٔ بیدار را	آن سپرده جان بی دیدار را	خواجۂ بیدار دیکھا خواب مین	اُسنے جان دی دید نایاب مین
خواجه را دیدم بخواب ای بوالعلا	آن سپرده جان راه کبریا	خواب مین خواجہ کو دیکھا ای علا	جان سونپی اُس نے بہر کبریا
خواب دیدم خواجهٔ معطی المنی	واحد کالالف از امر خدا	خواب مین دیکھا وہ خواجہ باسخا	تھا ہزار اک وہ بحکم کبریا
مست و بیخود اینچنین بر می شمرد	تا که مستی عقل و هوشش را ببرد	[سلہ] مست و بیخود گنتا تھا وہ ایسے ہی	تاکہ مستی عقل اُس کی لے گئی
در میان خانه افتاد او دراز	خلق انبه گرد او آمد فراز	وہ دراز اب گھر کے اندر تھا پڑا	خلق انبہ گرد اُسکے تھی سوا
با خود آمد گفت ای بحر خوشی	ای نهاده هوشها در بیهشی	ہوش مین آ بولا اے بحر خوشی	اے تو رکھے ہوش اندر بیہشی

سلہ گر ذرا آلخ یہ شعر اگر اس سے ذرا لینا روا رکھین بیس حصے انکا نقصان سوا ہووے اگر میری جان کو وہ کچھ تکلیف دین انپر دروازے محنت کے کھلین مین امید حق سے رکھتا ہون کہ وہ حق حقدار کو پہونچائین اور دو مطلب دوسرے اس سے حاصل ہوئے ہین اُس کے ذکر سے لب نہ کھولون تاکہ وہ دو مطلب پوشیدہ راز ہین کہ مثنوی دراز نہ ہووے وہ خواب سے چٹکی بجاتا اُٹھا کبھی غزلین پڑھتا اور کبھی روتا یعنی دیدار جناب رسول مقبول صلعم سے خواب مین فوائد دین و دنیا کے اسے حاصل ہوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا مہمان آلخ یہ شعر مہمان نے کہا کہ تجکو کیا سودا ہوا ہے ساعی جو تو مست و خوش اُٹھا خواب مین کیا شب کو دیکھا کہ شہر و جنگل مین تو سماتا نہین ہے تیرے فیل نے دیکھی خواب ہندی جو کہ حلقۂ احباب سے بھاگتا ہے کہ سودا کی بھری خواب دیکھی ہے کہ مین نے نصف شب مین آفتاب دیکھا ہے خواجۂ بیدار کو دیکھا خواب مین کہ اُس نے اس نایاب کی دید مین جان دی خواب مین خواجہ کو دیکھا اور اُس نے جان سونپی واسطے خدا کے خواب مین وہ خواجہ باسخا دیکھا کہ وہ ایک برابر ہزار کے تھا بحکم خدا یعنی جناب رسول مقبول صلعم کو کہ حیات النبی ہین خواب مین دیکھا آگے صوبہ کا حال در پردہ محتسب کے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ مست و بیخود آلخ یہ شعر مست و بیخود ایسے ہی گنتا تھا کہ تا مستی عقل لے گئی وہ گھر کے اندر دراز پڑا تھا انبوہ خلق کا اسکے گرد سوا تھا ہوش مین آکر کہا کہ اے بحر خوشی تو ہوش رکھتا ہے بیہوشی مین تو خواب مین بیداری کو رکھتا ہے اور تو عاشقی مین معشوقی کو رکھتا ہے فقر مین تو غنی کو پوشیدہ کرتا ہے اور طوق دولت فقر مین پنہان باندھتا ہے ضد کے اندر ضد پوشیدہ ہے اور آگ اندر آب سو آن کے بھری ہے آتش نمرود مین ایک باغ ہے کہ اب سوا ہدی عطا و خرچ سے یعنی ضد کے اندر ضد بھری ہے اسواسطے خواب کے بیداری ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

خواب در بنہادۂ بیدار بے / بستۂ در بیدسے دلدار بے
منعمے پنہان کنی در ظل فقیر / طوق دولت بندی اندر غل فقیر
ضد اندر ضد پنہان مندرج / آتش اندر آب سوزان مندمج
روضۂ در آتش نمرود درج / دخلہا رویان شدہ از بذل و خرج
تا بگفتہ مصطفیٰ شاہ نجاح / السماح یا اولی النعم رباح
ما نقص مال من الصدقات قط / انما الخیرات نعم المرتبط
جوشش و افزونی زر در زکوٰۃ / عصمت از فحشا و منکر در صلوٰۃ
آن زکوٰتت کیسہ‌ات را پاسبان / وان صلوٰتت ہم ز گرگانت شبان
میوۂ شیرین نہان در شاخ و برگ / زندگی جاودان در زیر مرگ
زبل گشتہ قوت خاک از شیوہ‌ہا / زان غذا زادہ زمین را میوہ‌ہا
در عدم پنہان شدہ موجودئے / در سرشت ساجدی مسجودئے
آہن و سنگ از برونش مظلمی / وز درون نوری و شمع عالمی
درج در خوفی ہزاران ایمنی / در سواد چشم چندین روشنی
اندرون گاو تن شہزادۂ / گنج در ویرانۂ بنہادۂ
تا خری پیری گریزد زان نفیس / گاو بیند شاہ نے یعنی بلیس

خواب مین اس کے بیداری کو تو / عاشقی مین رکھے معشوقی کو تو
فقر مین پنہان کرے تو منعمی / طوق دولت فقر مین باندھنی
ضد اندر ضد ہے پنہان او رخفی / آگ اندر آب سوزان کے بھری
آتش نمرود مین اک باغ ہے / ہوئی سو آمد عطا و خرچ سے
تا کہ بولے مصطفیٰ شاہ نجاح / السماح یا اولی النعم رباح
ما نقص مال من الصدقات قط / انما الخیرات نعم المرتبط
(مال کم نہین ہوتا ہے صدقہ دینے سے ہرگز) (عطا و بخشش اے صاحب ہمت کے فائدہ تمہارا ہے) (تحقیق صدقہ و خیرات بہتر آلہ ہے)
مال کی ہے زیادتی اندر زکوٰۃ / پاک دے فحشا و منکر کو صلوٰۃ
پاسبان کیسہ ہے تیری زکوٰۃ / اور شبان ہے گرگ سے تیری صلوٰۃ
میوہ شیرین خفیہ شاخ و برگ مین / زندگی جاوید کی ہے مرگ مین
گندگی اک رہ سے قوت خاک ہے / اس غذا سے میوۂ تازہ خاک دے
۵۲ اور عدم مین اخفا اک موجود ہے / خلقت ساجد مین اک مسجود ہے
سنگ آہن گرچہ باہر سے سیا / لیک اندر سے رکھے شمع و ضیا
اور ہزارون خوف مین ہے ایمنی / چشم کی سیاہی مین ہے بس روشنی
گاو تن مین ایک شہزادہ ہے تو / گنج ویرانہ مین اک رکھتا ہے تو
تا گدھا بوڑھا نہ لیوے وہ نفیس / گاو دیکھے شہ نہین یعنی بلیس

حکایت آن بادشاہ و وصیت کردن سہ پسر خود را کہ درین سفر در ممالک من فلان جا چنین ترتیب بنہید و فلان جا چنین نواب نصب کنید و اما اللہ اللہ بہ فلان قلعہ

حکایت بادشاہ کی اور وصیت کرنا اپنے تینون لڑکون کو کہ اس ہمارے ملک کے سفر مین فلانی جا ایسی تدبیر کرو تم اور فلانی جگہ ایسا نائب قائم کرو تم اور فلانے قلعہ کی

سـ ۵۱ تا کہ بولے الخ ۶ شعر تا مصطفیٰ صلعم شاہ نجاح نے کہا ہے ترجمہ کہ عطا و بخشش اے صاحب ہمت کے فائدہ تمہارا ہے ترجمہ مال کم نہین ہوتا ہے صدقہ دینے سے ہرگز بتحقیق صدقہ و خیرات بہتر آلہ ہے نرو تازہ مال کی زیادتی زکوٰۃ مین ہے فحش و منکر کو پاکی دیتی ہے اور صلوٰۃ تیری شبان ہے گرگ سے میوہ شیرین شاخ و برگ مین پوشیدہ ہے زندگی جاودانی مرگ مین ایک راہ سے گندگی غذا خاک کی ہے کہ اس غذا سے خاک میوہ تازہ دیتی ہے یعنی زکوٰۃ مال کی زیادتی کرتی ہے اور نماز فحش و انکار کو پاک کرتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سـ ۵۲ اور عدم مین الخ ۵ شعر اور عدم مین ایک موجود نہان ہے اور خلقت ساجد مین ایک مسجود ہے اگرچہ سنگ و آہن باہر سے سیاہ ہے ولیکن اندر سے شمع و ضیا رکھتا ہے اور ہزارون خوف ایمنی ہے اور چشم کی سیاہی مین روشنی ہے تو گاو تن مین ایک شہزادہ ہے اور ایک گنج ویرانہ مین رکھتا ہے تا وہ خبر پیر نور نفیس کو نہ لیوے گاو دیکھے اور شاہ نہیں یعنی ابلیس یعنی دنیا کہ عدم ہے اسمین حق موجود ہے اور آنکھ کی سیاہی مین روشنی ہے مگر غافل سمجھتے ہین چنانچہ اس راز انسانی بدن آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

مرو پیدا وگردآن مگرد ید اسے آخر ہ

طرف نہ جاؤ اور گرد اُس کے مت پھرو

بادشاہی بود او را سہ پسر — ہر سہ صاحب فطنت و صاحب نظر
ہر یکے از دیگرے استودہ تر — در سخا و در وغا و کر و فر
پیش شہ شہزادگان استادہ جمع — قرۃ العینان شہ ہمچون سہ شمع
از رہِ پنہان ز عینین پسر — می کشید آب نخیل آن پدر
تا ز فرزند آب این چشمہ شتاب — میرود سوے ریاض ام واب
تازہ می باشد ریاض والدین — گشتہ جاری عین شان زین ہر دو عین
چون شود چشمہ ز بیماری علیل — خشک گردد برگ و شاخ آن نخیل
خشکی نخلش ہمی گوید پدید — کہ ز فرزندان شجر نم می کشید
ای بسا کاریز پنہان ہمچنین — متصل با جان تان یا غافلین
ای کشیدہ ز آسمانہا و زمین — مایہ ہا تا گشتہ جسم تو سمین
تن ز اجزای زمین و ز دیدہ — پایہ پایہ زیر آن ببریدہ
از زمین و آفتاب آسمان — پارہا بر دوختی بر جسم و جان
تا تو پنداری کہ بردی رایگان — باز نستانند از تو این و آن
نالہ و ز دیدہ نبود سی پایدار — لیک آرد زد را تا پایدار
عاریہ است این ہمی باید فشارد — کانچہ بگرفتی ہمی باید گزارد

ایک شہ تھا تین اُسکے تھے پسر — تینوں صاحب عقل اور صاحب نظر
تھا وہ ہر اک دوسرے سے باہنر — بس شجاعت اور سخاوت مین بسیر
آگے شہ کے شاہزادے تھے کھڑے — نور دیدہ شاہ مثل شمع کے
از رہِ پوشیدہ با چشمہ پسر — کھینچتا تھا آب وہ نخل پدر
آب اُس چشمہ کا تا فرزند سے — جائے سوے باغ مان اور باپ کے
ہوتا تازہ باغ ہے مان باپ کا — ان کا چشمہ جاری ان دونوں سے تھا
جو کہ بیماری سے چشمہ ہو علیل — برگ و شاخ اُس نخل کی ہوئین ذلیل
نخل کی کہتی ہو خشکی ظاہرا — کہ شجر فرزند سے نمیاب تھا
ای بہت کاریز پنہان ایسی ہے — متصل تم غافلون کی جان سے
اے زمین و آسمان سے بس لیا — مایہ تا کہ تن ترا فربہ ہوا
تن چرایا ہے زمین کے جزو سے — پارہ پارہ کاٹا اُسکے زیر سے
اور زمین و آفتاب چرخ سے — پارہ دوزی کی ہے جسم و جان پہ
تا تو جانے ہو کہ مفت اسکو لیا — تجھ سے یہ وہ پھر نہ کوئی لے بھلا
سان چوری کا نہووے پایدار — پر وہ لاے چور کو تا پایدار
عاریت یہ سب ہے نہ کہ بیہودہ تو — جو لیا ہے چھوڑ دے سب چیز کو

۵۳ حکایت نہم ہمہ اوست یین سلہ ایک شہ تھا الخ ۵ شعر ایک بادشاہ تھا اور تین اُس کے لڑکے تھے اور تینوں صاحب عقل وصاحب نظر تھے وہ ہر ایک دوسرے سے باہنر تھا پس سخاوت وشجاعت مین وہ شاہزادے آگے شاہ کے کھڑے تھے نور دیدہ شاہ کے مثل شمع کے از راہ پوشیدگی کے چشمۂ پسر سے آب کھینچتا تھا وہ نخل پدر کا آب اس چشمہ کا تا فرزند سے سوے باغ مان باپ کے جائے یعنی اولاد سے مان باپ کو ایک طور کی تازگی پہونچی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ہوتا تازہ الخ ۷ شعر باغ تازہ ہوتا ہے مان باپ کا کہ اُن کا چشمہ جاری ان دونوں سے تھا آگے مثال ہے جو چشمہ کہ بیماری سے علیل ہو اُس نخل کے برگ خشک وذلیل ہوں نخل کی کہتی ہے خشکی ظاہر اکہ وہ شجر فرزند سے نمیاب تھا اے بہت کاریز ایسی ہے پنہان متصل تم غافلوں کی جان سے اے زمین وآسمان سے بس لیا مایہ تا کہ تیرا تن فربہ ہوا تن چرایا زمین کے جزو سے اور اُس کے ریزہ پارہ پارہ کاٹا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اور زمین الخ ۶ شعر اور زمین وآفتاب چرخ سے پارہ دوزی کرے ہے جسم وجان پہ تا تو جانے کہ اسکو مفت لیا ہے یہ پھر تجھ سے وہ نہ لیوے کوئی سامان چوری کا پایدار نہ ہووے دلیکن وہ لاے چور کو زیردار تک یہ عاریت ہو نہ بیہودہ نہ کہ جو لیا ہے تو چھوڑ دے سب چیز کو سوائے نفخت کے کہ وہ آیا حق سے ہے سب بیہودہ ہے تو تابع روح کے بیہودہ نسبت جان کے کہتا ہوں کہ نہ نسبت صنعت کے کہ وہ بیہودہ ہے یعنی وجود عاریت ہے بہ نسبت جان کے نہ بہ نسبت صنعت کے کہ وہ صنعت وجود مین موجود ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

جز نفخت کان ز وہاب آمدہ است	روح را باش آن دگرہا بیہدہ است
بیہدہ نسبت بجان میگویمش	نے بہ نسبت با صنیع محکمش

جز نفخت کہ وہ آیا حق سے ہے (پھونکا میں نے ۱۲)	بیہدہ تو ہے نہ تابع روح کے
بیہدہ کہتا ہوں نسبت جان کے	نسبت صنعت نہ بیہودہ وہ ہے

بیان استمداد عارف از چشمۂ حیات ابدی و مستغنی شدن از استمداد انجذاب چشمہای بے وفا کہ علامۃ ذلک التجافی عن دار الغرور کہ آدمی چون بر مددہای این چشمہا اعتماد کند در طلب چشمۂ دائم سست شود چنانچہ حکیم راست رباعی

مدد چاہنا عارف کا سرچشمۂ حیات ابدی سے اور مستغنی ہونا مدد و جذبۂ چشموں بیوفا سے کہ علامت ذالک التجافی عن دار الغرور کہ جو آدمی ان چشموں کی مدد پر اعتماد کرے طلب چشمۂ ابدی میں سست رہے جیسے کہ حکیم نے کہا ہے رباعی

کاریز درون جان تو می باید	کز عاریہ ہا ترا درے نکشاید
یک چشمۂ آب از درون خانہ	بہ زان جوئی کہ از برون می آید
حبذا کاریز اصل چیزہا	فارغت آرد ازین کاریزہا
تو ز صد ینبوع شربت می کشی	ہر چہ زان صد کم شود کاہد خوشی
چون بجوشد از درون چشمۂ سنی	ز استراق چشمہا گردی غنی
چشمۂ آب درون خانہ	بہ ز رودی کان نہ در کاشانہ
قرۃ العینت چو ز آب و گل بود	راتبہ این قرہ در دل بود
قلعہ را چون آب آید از برون	در زمان امن باشد بر فزون
چونکہ دشمن گرد آن حلقہ کند	تاکہ اندر خون شان غرقہ کند

کاریز تیری جان میں ایسا چاہیے	کہ نفع نہ عاریہ سے بس تو پائے
چشمہ اک آب کا گھر کے اندر	بہتر اس جو سے کہ باہر سے اندر
حبذا[1] کاریز جڑ ہر شے کی ہے	تجکو فارغ کردے اس کاریز سے
پس تو شربت کھائے سو چشموں سے	کم جو اس سے ہو تو تو ناخوش رہے
چشمۂ روشن جوش جو دل سے کرے	تو غنی چشمہ چرانے سے رہے
ایک چشمہ آب کا گھر میں ہو جو	بہتر اس جو سے کہ جو گھر میں نہ ہو
قرۃ العین آب و گل سے ہو ترا	ہووے اس قرہ کی دردل غذا
آب آئے قلعہ میں باہر سے جو	ہووے کثرت سے بوقت امن وہ
جبکہ دشمن گھیر لے اس قلعہ کو	اور انکے خون کے اندر غرق ہو

[1] حبذا آلخ ۵ شعر حبذا کاریز ہر شے کی جڑ ہے کہ تجکو فارغ کردے اُس کاریز سے پس تو سو چشموں سے کھاتا ہے اس سو سے جو کم تو ناخوش رہتا ہے جو چشمہ روشن دل سے جوش کرے تو چشمہ چرانے سے غنی رہے جو ایک چشمہ آب کا گھر میں ہے اس جو سے بہتر ہے کہ جو گھر میں نہ ہو تیرا قرۃ العین آب و گل سے ہوا ور دردل اس قرہ کی غذا ہو یعنی مشاہدہ تنزیہ کہ خود میں ہو بہتر ہے مشاہدہ تشبیہ سے کہ باہر ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] آب آید آلخ ۴ شعر جو آب قلعہ میں باہر سے آوے اور وہ کثرت سے ہووے وقت امن کے جب کہ دشمن اس قلعہ کو گھیر لیوے اور اُن کے خون اندر غرق ہو وے وہ سپاہ باہر کا پانی روک دے تاکہ قلعہ کو ان سے پناہ نہ ہووے اس دم ایک کھاری چاہ جو اندر ہووے بہتر ہے سو چشموں سے کہ باہر ہوں آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

آب بیرون را ببندند آن سپاه ۔ تا نباشد قلعہ را زآنہا پناہ
روک دے باہر کا پانی وہ سپاہ ۔ تا نہ ہووے قلعہ کو اُن سے پناہ

آن زمان یکچاہ شوری از درون ۔ بہ ز صد جیحون شیرین از برون
اُسدم اک کھاری کنوان اندر جو ہو ۔ بہتر اس جیحون سے باہر ہو دین سو

قاطع الاسباب لشکرہاے مرگ ۔ ہمچو دے آمد بہ قطع شاخ و برگ
کاٹتی اسباب کو ہے فوج مرگ[1] ۔ جون خزان آتی ہے دافع شاخ و برگ

در جہان نبود مددشان از بہار ۔ جز مگر در جان بہار روے یار
نے جہان مین دے مدد انکو بہار ۔ جان کے اندر جز بہار روے یار

زان لقب شد خاک را دار الغرور ۔ کو کشد پا را سپس یوم العبور
نام خاک اسواسطے دار الغرور ۔ کہ ہٹے پیچھے ہے وہ یوم العبور

پیش ازان از راست وز جیب و دید ۔ کہ بچینم درد تو چیزے نچید
پہلے اُس سے سیدھا اُلٹا دوڑتا ۔ کہ مین تیرا درد لون نے کچھ لیا

او بگفتی مر ترا وقت عنان ۔ دور از تو رنج وده کہ درمیان
اور کہے کہ وقت رنجونکے بیان ۔ رنج دس کہ دور تجھ سے ہو میان

چون سیاہ رنج آمد بست دم ۔ خود ہمی گوید ترا من دیده ام
جب سیاہ رنج روکے دم ترا ۔ خود کہین کہ تو ہمین تھا کب دکھا

حق پے شیطان بدین سان زد مثل ۔ کہ ترا در رزم آرد با حیل
اسطرح شیطان کی حق نے دی مثال[2] ۔ کہ تجھے حیلہ سے لاوے با قتال

گر ترا گوید کہ من پشتم ترا ۔ در بلاؤ در جفاؤ در عنا
گر کہے کہ تجھ کو حامی ہون ترا ۔ اندر آفاتون کے اور اندر بلا

مر ترا یاری دہم من با توام ۔ در خطرہا پیش تو من میدوم
مین مدد دون تجکو تیرے ساتھ ہون ۔ اور خطر مین تیرے آگے مین بڑھون

گاہ سپرت باشم و گاہی خدنگ ۔ مخلص تو باشم اندر وقت جنگ
گر سپر ہووُن ترا مین گہ خدنگ ۔ اور رہون مخلص ترا مین وقت جنگ

جان فداے تو کنم در نتعاش ۔ رستمی شیری بلا مردانہ باش
جان فدا تجھپر کرون اندر نکو ۔ تو ہے رستم شیر مردانہ رہو

سوی کفرش آورد زین عشوہا ۔ آن جوال خدعہ و مکر و دغا
کفر کے سو لائے اسکو مکر سے ۔ کون وہ مکر و دغا کی جو کہ ہے

چون قدم بنہاد و در خندق فتاد ۔ او بقہقہ خندہ لبہا گشاد
جو قدم رکھا کہ خندق مین گرا ۔ اُس نے قہقہہ مار کر ہنسکر کہا

ہین بیا من طمعہا دارم ز تو ۔ گویدش رو رو کہ بیزارم ز تو
آئے تو کہ طمع تجھ سے مین رکھون[3] ۔ وہ کہے جا تجھ سے مین بیزار ہون

کو نترسیدی ز عدل کردگار ۔ من ہمی ترسم تو دست از من بدار
نے ڈرا تو عدل سے اللہ کے ۔ مین ڈرون تو طمع مجھسے مت رکھے

گفت حق کہ او جدا گشت از بہی ۔ تو بدین تزویرہا ہم کی رہی
بولا حق وہ دور نیکی سے ہوا ۔ تو بھی اس مکر و دغا سے کب چھٹا

فاعل و مفعول در روز شمار ۔ روسیاہند و حریف و سنگسار
فاعل و مفعول روز حشر کو ۔ روسیہ اور سنگسار آخر کو ہو

[1] کاٹتی الخ شعر فوج مرگ اسباب کو کاٹتی ہے جیسے خزان دافع شاخ و برگ آئی ہے ان کو بہار جہان مین مدد نہ دے جان کے اندر بجز بہار روے یار کے اسواسطے نام خاک کا دار الغرور ہے کہ وہ پیچھے ہٹتی ہے یوم عبور کے اول اُس سے یگانہ سیدھا اُلٹا دوڑتا کہ مین تیرا درد لون اور کچھ نہ لیا اور کہے کہ وقت رنجون کے بیان دس کو وہ دور تجھ سے ہو جب سیاہ رنج دم تیرا روکے تو خود کہ تو ہمین کب دکھاتا تھا اس طرح شیطان کی حق نے مثال دی کہ کبھی ۔ جیسے حیلہ سے لائے ساتھ قتل کے یعنی اجل حالت زندگی مین نہین دکھتی ہے مگر وقت مرگ کے جیسے شیطان کے آگے قول شیطان کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] گر کہے الخ ۶ شعر کبھی کہے کہ مین تیرا حامی ہون آفتون مین ا ور بلا مین مین تجکو مدد دون اور تیرے ساتھ ہون اور خطرے مین تیرے آگے مین بڑھون کبھی مین تیرا سپر ہون اور کبھی خدنگ اور تیرا مخلص ہون وقت جنگ کے تجھپر جان فدا کرون اندر نیکی کے تو رستم شیر ہے مردانہ راہ کفر کی جانب اس کو مکر سے لائے جو کہ وہ کون مکر و دغا ہے جو قدم رکھا و خندق مین گر گیا اپنے قہقہہ مار کر وہ ہنسکر کہا یعنی جنگ بدر مین شیطان نے کفار عرب کو یہی دھوکا دیا تھا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] آئے تو الخ ۶ شعر تو آئے کہ تجھ سے مین طمع رکھون وہ کہے کہ جا مین تجھ سے بیزار ہون تو نہ ڈرا عدل سے اللہ کے مین ڈرتا ہون تو مجھ سے طمع مت رکھ حق نے کہا کہ وہ نیکی سے دور ہوا اور تو بھی اس مکر و دغا سے کب چھٹا آگے خلائق ہین فاعل و مفعول روز حشر کو روسیاہ اور سنگسار آخر کو ہو رہزن و گمراہ خدا کے حکم سے چاہ مین بجز آفت کے پڑے احمق و مکار کہ باہم ملے انھین صبر فرقت سے چاہیئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر دو ره رهزن یقین در حکم داد / در چه بعد ندو در بئس المهاد
گول را و غول را کور افریفت / از خلاص و فوز میباید شگفت
هم خرد خر گیر اینجا در گلند / غافلت اینجا و آنجا آفلند
جز کسانے را که واگردند از آن / در بهار فضل آیند از خزان
توبه آرند و خدا توبه پذیر / امر او گیرند و او نعم الامیر
چون بر آرند از پشیمانی چنین / عرش لرزان از انین المذنبین
آن چنان لرزد که مادر بر ولد / دستشان گیرد به بالا میکشد
کای خدا تان وا خریده از غرور / نک ریاض فضل نک رب غفور
بعد ازین تان برگ و رزق جاودان / از هوای خود بود نزنا دوان
چونکه دریا بر و سائل راشک کرد / تشنه چون ماهی به تیرکی مشک کرد
قصهٔ شهزادگان آور به پیش / کاین حدیث از صد ملکان است بیش

رہزن اور گمرہ خدا کے حکم سے / ہجر کے چہ مین و آفت مین پڑے
احمق و مکار کے باہم ملے / صبر فرقت سے انھین بس چاہیئے
بھی[1] خرد خرد الا یان پر ہین پھنسے / یان پہ غافل اور وہان آفل رہے
بس سوا انکے کہ چھوٹے اس سے ہین / وہ خزان سے ہین بہار فضل مین
وہ کرین توبہ خدا توبہ پذیر / حکم اسکا لیوین وہ نعم الامیر
جو پشیمانی سے روتا اپنی ہے / عرش لرزان انکی آہ جرم سے
ایسا کانپے جیسے مان اولاد لیے / ہاتھ پکڑے آسمان پہ کھینچ لے
کای تکبر سے تمھین حق نے لیا / اب ہے باغ فضل و رب کبریا
بعد اسکے تم کو رزق ہو دائمی / خواہش اپنی سے ہوے ہو عارضی
رشک دریا نے وسیلون پر کیا / تشنہ کو بے مشک جون ماہی رکھا
قصہ شہزادون کا لا تو سامنے / کہ یہ باہر بات سے امکان کے

روان شدن شهزادگان در ممالک پدر بعد از وداع و اعادت کردن شاه وقت وداع وصیت خود را

روانہ ہونا شہزادون کا اپنے باپ کے ملک مین بعد رخصت کے اور پکر رکھنا بادشاہ کا وصیت اپنی کو وقت رخصت کے

عزم ره کردند آن هر سه پسر / سوی املاک پدر رسم سفر
در طواف شهرها و قلعه‌هاش / از ره تدبیر دیوان و معاش
خواستند از شه اجازت گاه عزم / داد اجازتشان چو نیت دید عزم

تینون[2] لڑکون نے کیا عزم سفر / سیر کرنے کو سوے ملک پدر
دورہ شہرون کا قلعون کا کیا / از رہ تدبیر ملک بادشا
وقت جانے کے اجازت شہ سے لی / دیکھا عازم جو اجازت انکو دی

ف۱ بھی خرد الخ ۹ شعر بھی خرد خرد الا یہان پر پھنسے ہین یہان پر غافل اور وہان آفل رہے بس سوا انکے کہ چھوٹے ہین اس سے وہ خزان سے ہین بہار فضل مین وہ توبہ کرین اور خدا توبہ پذیر ہے اور اُس کا حکم لیوین وہ نعم الامیر ہے جو اپنی پشیمانی پر روتا ہے عرش ان کی آہ جرم سے لرزان ہے ایسا کانپے جیسے مان اولاد پر ہاتھ پکڑے اور آسمان پر کھینچ لے کہ اے تکبر سے ہم کو کیا حق نے اب باغ فضل اب کبریا ہی بعد اسکے تم کو رزق دائمی ہو اپنی خواہش سے ہوا اور عارضی تھو دریا نے رشک وسیلون پر کیا تشنہ کو بے مشک کے پابند رکھا تو قصہ شاہزادون کا سامنے لا کہ یہ بات باہر امکان سے یعنی جو شخص مکر دیو سے چھوٹ کر جانب حق کے راستی ہو تو حق اسکو اپنی جانب کھینچے اور آسمان پر اڑا دے اور رزق دائمی عطا کرے آگے قصہ شاہزادون کا ہے فافہم ۱۲ ف۲ تینون الخ ۹ شعر تینون لڑکون نے عزم سفر کیا طرف ملک پدر کے سیر کرنے کو شہرون اور قلعون کا دورہ کیا اور راہ تدبیر ملک بادشاہ کے وقت جانے کے شاہ سے اجازت لی جو عازم دیکھا اجازت انکو دی وقت رخصت کے شاہ کا ہاتھ چوما پس شاہ نے انکو ایسا کہا جس جا تمھارا دل چاہے پھیرو اور فی امان اللہ تم سیر کرو سوا قلعہ کے کہ نام جس کا ہوش ربا ہے اور تاجدارون پر تنگ کرتا ہی قبا کو سو دور کر اُس قلعہ پر تصویر سے دور رہنا اور آفت سے ڈرنا آگے پیچھے اور اوپر تلے جا بجا تصویر و نقش و نگار ہی آگے اسکی مثال ہے جیسے وہ حجرہ زلیخا کا پر تصویر کرنا تاکہ یوسف گذر کرے یعنی وہ قلعہ ہوش ربا دنیا ہی کہ تصویر انسانون سے پر ہی اور مثل حجرہ زلیخا کے ہی کہ اُسمین جا بجا تصویرین زلیخا و یوسف کی تھین اسی طرح دنیا مین سب تصویرین انسانون کی عاشق معشوق خدا اور رسول کے ہین کہ جو جسکو دیکھے خدا اور رسول کو دیکھے اسواسطے حق تعالی نے فرمایا ہی کہ ان اللہ خلق آدم علی صورة الرحمن بقول استاد ف
غیر نقش غیر در جہان نگنداشت + لازم جمال عین اشیا شد + آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

دست بوس شاه کردند و وداع	پس بدیشان گفت آن شاه مطاع	وقت رخصت ہاتھ چوما شاہ کا	پس انہیں اُس شاہ نے ایسا کہا
هر کجا دلتان کشد عازم شوید	فی امان الله دست افشان روید	دل تمہارا چاہے جس جا تم پھرو	فی امان اللہ تم سیرین کرو
غیر آن قلعه که نامش هش‌ربا	تنگ آرد بر کله‌داران قبا	غیر قلعہ نام جس کا ہُش‌رُبا	تنگ رکھے تاجداروں پر قبا
الله الله زان دژ ذات الصور	دور باشید و بترسید از خطر	زینہار اُس قلعہ پر تصویر سے	دور رہنا ڈرنا آفت سے ولے
روی و پشت برجهاش و سقف و پست	جمله تمثال و نگار و صورت است	آگے پیچھے اُس میں اور اوپر تلے	جملہ تصویر اور نگار و نقش ہے
همچو آن حجرهٔ زلیخا پر صور	تا کند یوسف بناکاهش نظر	جیسے وہ حجرہ زلیخا پر صور	اُس پہ ناگہ تا کرے یوسف نظر
چونکه یوسف سوی او می‌ننگرید	خانه را پر نقش خود کرد آن مکید	جو کہ یوسف اسکی سو تھا دیکھتا[1]	اپنی تصویروں سے وہ گھر بھر گیا
تا بهر سو بنگرد آن خوش عذار	روی او را بیند او بی اختیار	تاکہ دیکھے ہر طرف وہ خوش عذار	اُسکے مُنھ کو دیکھے وہ بے اختیار
بهر دیده روشنان یزدان فرد	شش جهت را مظهر آیات کرد	چشم بینا کے لئے حق نے کیا	شش جہت کو مظہر ذات خدا
تا بهر حیوان و نامی که نگرند	از ریاض حسن ربانی چرند	دیکھیں تا وہ ہر نمو حیوان میں	باغ حسن کبریائی سے چریں
بهر آن فرمود با آن اسپه او	حیث ولیتم فثم وجهه	اس لئے فرمایا اُس نے شاہ کو	حیث ولیتم فثم وجهه
از قدح گر در عطش آبی خورند	در درون آب حق را ناظرند	گر پیے پانی پیاسا جام سے	اندر اس پانی کے اسکو حق دکھے
آنکه عاشق نیست او در آب در	صورت خود بیند ای صاحب نظر	جو نہ عاشق ہو وہ پانی میں مگر	صورت اپنی دیکھے اے صاحب نظر
صورت عاشق چو فانی شد درو	پس در آب اکنون که را بیند بگو	صورت عاشق کی جو فانی ہے جو[2]	کس کو دیکھے آب میں اب تم کہو
حسن حق بینند اندر روی حور	همچو مه در آب از صنع غیور	حسن حق دیکھیں ہیں اندر روئے حور	جیسے مہ پانی میں یا صنع غیور
غیرتش بر عاشق و بر صادق است	غیرتش بر دیو بر استور نیست	غیرت اسکی عاشق اور صادق پہ ہے	غیرت اسکی جانور نے دیو پہ ہے
دیو اگر عاشق شود هم گوی برد	جبرئیلی گشت و آن دیوی بمرد	دیو گر عاشق ہو جیتے اسکو ملے	جبرئیلی پائے وہ دیوی مرے
اسلم الشیطان در آنجا شد پدید	که یزیدی شد ز فضلش بایزید	اسلم الشیطان ہوا یاں پر پدید	کہ یزید آیا کرم سے بایزید
این سخن پایان ندارد ای گروه	هین نگه دارید زان قلعه وجوه	بات یہ بے انتہا ہے اے گروہ	تم نظر رکھو سوے قلعہ وجوہ

[1] جو کہ یوسف الخ ۷ شعر جو کہ یوسف اس کی طرف دیکھتا تھا اس واسطے اپنی تصویر سے وہ گھر بھر گیا تاکہ ہر طرف وہ خوش عیار دیکھے اُس کے مُنھ کو بے اختیار آگے اس کے حقائق ہیں چشم بینا کے واسطے حق تعالیٰ نے شش جہت کو مظہر ذات خدا کیا ہے تاکہ وہ دیکھیں ہر ایک نباتات و حیوانات میں اور باغ حسن کبریائی سے چریں اس واسطے حق تعالیٰ نے فرمایا جناب رسول مقبول صلعم کو ترجمہ جس طرف تم منھ پھیرو پس اُس طرف مُنھ اللہ کا ہے آگے پیاسا پانی پیے جام سے اُس پانی میں اس کو حق دیکھے اور جو عاشق نہیں ہے وہ پانی میں اپنی صورت دیکھے اے صاحب نظر یعنی اہل نظر کے واسطے حق تعالیٰ نے شش جہت کو مظہر ذات خدا کیا ہے کہ وہ جس طرف دیکھیں پس دنیا ہمہ اوست ہے آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] صورت عاشق کی الخ ۶ شعر صورت عاشق کی جو اس میں فانی ہو وہ آب میں کس کو دیکھے اب تم کہو حسن حق کا دیکھتے ہیں روئے حور میں جیسے ماہ پانی میں صنع غیور سے دکھتا ہے اس کی غیرت عاشق صادق پر ہے اور اس کی غیرت جانور و دیو پر نہیں ہے اگر دیو عاشق ہو اُس کو جنت ملے جبرئیلی پائے اور وہ دیوی مرے ترجمہ میرا دیو مسلمان ہے یہاں ظاہر ہوا کہ یزید کرم سے آیا بایزید اے گروہ یہ بات بے انتہا ہے تم نظر رکھو سوے قلعہ وجوہ ذات کے یعنی جو ذات حق میں فنا ہوا اسکو اپنی صورت میں صورت حق کی دکھتی ہے اور حسن حق کا عورتوں میں اس طرح دکھتا ہے جیسے ماہ پانی میں آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

هین مبادا که هوستان ره زند — که فتید اندر شقاوت تا ابد
از خطر پرهیز آمد مفترض — بشنوید از من حدیث بی‌غرض
در فرج جوئی همه ستر پرهیز — از کمینگاه بلا پرهیز به
گر نمی گفت این سخن را آن پدر — ور نمی فرمود از آن قلعه حذر
خود بدان قلعه نمی شد خیل‌شان — خود نمی افتاد آن سو میل‌شان
کان نبد معروف بس مهجور بود — در قلاع و از مناهج دور بود
چونکه کرد او منع در دل‌شان خیال — در هوس افتاد در کوی خیال
رغبتے زان منع در دل‌شان برست — که بباید سر آن را باز جست
کیست کز ممنوع گردد ممتنع — چونکه الانسان حریص ما منع
نهی بر اهل تقی تبغیض شد — لیک بر اهل هوا تحریص شد
پس ازین تقوی بتوهم کشتید — هم ازین بیهدی بقلب خبیر
کے رمد از نے حمام آشنا — بل رمد از نے حمامات هوا
پس بشه گفتند خدمتها کنیم — بر سمعنا و اطعنا ها تنیم
رو نگردانیم از فرمان تو — کفر باشد غفلت از احسان تو
لیک استثنا و تسبیح خدا — ز اعتماد خود از ایشان شد جدا
ذکر استثنا و حزم ملتوی — گفته شد در ابتدای مثنوی
صد کتاب ار هست جز یکباب نیست — صد جهت را قصد جز محراب نیست

کہ ہوس[1] دھوکا مبادا تمکو دے — اور شقاوت مین سدا تمکو رکھے
فرض پرہیز آیا از راہ خطر — سُن تو مجھ سے یہ حدیث اک معتبر
عقل میری ڈھونڈھنے مین تیز خوب — اور بلا آفت سے ہی پرہیز خوب
گر نہ کہتا وہ پدر اس بات کو — ورنہ کہتا بھاگ اس قلعہ سے تو
خود نہ سوی قلعہ جاتا انکا خیل — خود نہ ہوتا اُسکی جانب انکا میل
کہ نہ تھا مشہور وہ مہجور تھا — اور قلعون سے وہ رہ سے دور تھا
جو کیا[2] منع دل اُنکا پھنس گیا — اس ہوس مین صورتون کے بس ہوا
رغبت انکے دلمین ہوئی اس منع سے — بھید اسکا ڈھونڈھنا پھر چاہیئے
ہے وہ کیا ممنوع سے ہو ممتنع — جو کہ الانسان حریص ما منع
اہل تقوی پہ ہوئی تھی دشمنی — اہل خواہش پہ وہ تحریص اک ہوئی
قوم اس تقوی پہ سے ہے کشیر — بھی ہے اس بیہدی پہ دل خبیر
کب کبوتر بھاگے لگی سے پلا — بل کبوتر بھاگے جو ہو ناسوا
پس کہا شہ سے اطاعت ہم کرینگے — اور سمعنا و اطعنا پر چلین
مُنہ نہ پھیرین ہم ترے فرمان سے — کفر ہو غفلت ترے احسان سے
انشاء اللہ[3] اور تسبیح خدا — اعتماد اپنے پہ اُنسے تھا جدا
ذکر انشاء اللہ اور قصہ خدا — مثنوی کی ابتدا مین ہے کہا
سو کتب ہین لیک جز اک باب نے — سو جہت کا قصد جز محراب نے

نیتیم

[1] کہ ہوس الخ ۲ شعر کہ مبادا ہوس تم کو دھوکا دے اور شقاوت مین ہمیشہ تم کو رکھے پرہیز فرض آیا از راہ خطر کے تو مجھ سے سُن یہ حدیث معتبر عقل تو انگری ڈھونڈھنے مین تیز و خوب ہے اور بلا و آفت سے پرہیز خوب ہے اگر وہ اس بات کو کہتا اور نہ کہتا کہ تو اس قلعہ سے بھاگ جانب اس قلعہ کے ان کا لشکر نہ جاتا اور خود اس کی جانب ان کا میل نہ ہوتا تاکہ وہ مشہور نہ تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] جو کیا الخ ۸ شعر جو منع کیا اُن کا دل پھنس گیا اس ہوس مین صورتون کے سوا اس منع سے ان کی رغبت دل مین ہوئی پھر اس کا بھید ڈھونڈھنا چاہیئے وہ کیا ہے کہ ممنوع سے ممتنع ہو جو کہ ترجمہ ضرور کہ انسان حریص ہے اس چیز سے کہ منع کیا گیا ہے نہی اہل تقوی پر دشمنی ہوئی اور اہل خواہش پر وہ ایک حرص ہوئی قوم اس نہی سے بہکے بہت اور بھی اس ہدایت کے ساتھ دل خبیر ہے آگے اس کی مثال ہے کبوتر پلا ہوا لگی سے کب بھاگے بلکہ وہ کبوتر بھاگے جو ناسوا ہے آگے رجوع بقصہ ہے پس شاہ سے کہا کہ ہم اطاعت کرین اور سمعنا و اطعنا پر ہم چلین ہم تیرے فرمان سے منہ نہ پھیرین اور تیرے احسان سے غفلت کفر ہے یعنی منع کرنے سے انسان اور اس شے پر حریص ہوتا ہو پس منع اہل تقوی کو دشمن ہے اور اہل حرص کو حرص دوست ہے کہ زیادہ کرتا ہے ۱۱

[3] انشاء اللہ الخ ۶ شعر انشاء اللہ اور تسبیح خدا اپنے اعتماد پر ان سے جدا تھا ذکر انشاء اللہ اور قصہ خدا مثنوی کی ابتدا مین کیا ہے آگے حقائق ہین سو کتابین ہین ولیکن ایک باب کے سوا نہین ہے ان رستون کی انتہا خانہ ایک ہے اور جیسا کہ طور خوشبون کی دانہ ایک ہے ہزارون کھانے گوناگون ہوتے ہین ولیکن اعتبار مین جملہ ایک شے ہین ایک طعام سے جو تو سیر ہو دل تیرا ہو سب طعام سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ -

این طرق را منتہی یک خانہ است — وین ہزاران سنبلہ یکدانہ است
گونہ گونہ خوردنیہا صد ہزار — جز یکی چیزست اندر اعتبار
از یکی چون سیر گشتی تو تمام — سرد شد اندر دلت پنجہ طعام
در مجاعت پس تو احول دیدۂ — کہ یکے را صد ہزاران دیدۂ
گفتہ بودیم از سقام آن کنیز — در طبیبان کژی تدبیر نیز
کان طبیبان ہمچو اسپ بی فساد — غافل و بے بہرہ بودند از سوار
کام شان پر زہر از قرع لگام — سم شان مجروح از تحویل گام
ناشدہ واقف کہ نک بر پشت ما — رائضی چست ست اُستادی نما
نیست سرگردانی ما زین لجام — جز ز تصریف سوار دوست کام
ما پی گل سوے بستان ہا شدہ — گل نمودہ لیک آن خارے بدہ
ہیچ شان این نے کہ گویند از خرد — ہر گلوے ما کہ می کوبد لگد
آن طبیبان آنچنان بندہ سبب — گشتہ اندر مکر یزدان محتجب
گر بہ بندی بر صطبلی گاؤ نر — باز یابی در مقام گاؤ خر
از خری باشد تغافل خفتہ وار — کہ نجوئی تا کیست این خفیہ کار
خود نہ گفتہ کاین مبدل تا کیست — نیست پیدا او مگر افلاکی است
تیر سوے راست پرانیدۂ — سوے چپ رفتہ است تیرت دیدۂ
سوی آہوی بصیدی تاختی — خویش را تو صید خوکے ساختی

انتہا ان راستوں کا خانہ ایک — سیکڑوں خوشوں کی جڑ ہے دانہ ایک
گونہ گونہ کھانے ہوتے ہیں ہزار — ایک سے ہیں جملہ اندر اعتبار
ایک سے جو تو ہوا سیراب تمام — سرد دل میں تیرے پنجہ طعام
چشم احول[1] بھوک میں بس تو ہے یار — ایک کو دیکھا ہے تو نے سو ہزار
میں نے بیماری سے لونڈی کے کہا — اور کج فہمی اطبا سے کہا
کہ اطبا مثل اسپ بے لگام — غافل اس سوار سے تھے بس تمام
اُنکا منھ پر زہر بار زخم لگام — اُنکا سم مجروح یا تحویل کام
نہ ہوئے واقف ہماری پشت پہ — ایک سوار استاد اور ہشیار ہے
ہمکو سرگرداں نہ رکھے یہ لگام — ہمکو پھیرے ہے سوار دوست کام
سوے بستان[2] واسطے گل کے گئے — گل دکھا لیکن وہ تھا اک خار سے
نے کوئی ایسا کہ کہوے عقل سے — کون مارے لات میرے حلق پے
وہ طبیب ایسے ہوئے بند سبب — کہ ہوئے مکر خدا میں محتجب
باندھے گر تو اصطبل میں گاؤ نر — پھر مقام گاؤ میں تو پائے خر
ہو گدھے پن سے تغافل خفتہ دار — کہ نہ ڈھونڈھے کیا ہے یہ پوشیدہ کار
نے کہا یہ خود مبدل کون ہے — نے وہ پیدا آسمانی ہے وہ ہے
پھینکا[3] تو نے تیر تو سیدھی طرف — تیر کو دیکھا گیا اُلٹی طرف
صید کرنے کو تو آہو کے گیا — صید تو نے خوک کا خود کو کیا

سلہ چشم احول الخ ۶ شعر تو بھوک میں چشم احول ہے کہ ایک کو تو نے سو ہزار دیکھا ہے میں نے لونڈی کی بیماری میں کہا اور اطبا کی کج فہمی سے کہا کہ اطبا مثل اسپ بے لگام کے اس سوار سے غافل تھے انکا منھ زخم لگام سے پرز ہر اور انکا سم تحویل کام سے مجروح واقف نہیں ہوئے کہ ہماری پشت پر ایک سوار اُستاد و ہوشیار ہے یہ لگام ہمکو سرگرداں نہ رکھے اور ہمکو پھیرتا ہے سوار دوست کام یعنی یہ کوئی نہ سمجھا کہ ہم پر کون سوار ہے اور ہم کو کدھر لیجاتا ہے پس انسان بدست دگر ہے کہ جدھر وہ چاہتا ہے لیجاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ سوے بستان الخ ۱۱ شعر بوستان کی طرف واسطے گل کے گئے گل دیکھا لیکن وہ ایک خار سے تھا ایسا کوئی نہیں ہے کہ کہے عقل سے لات کون مارتا ہے میرے حلق پر وہ طبیب ایسے بند سبب ہوئے کہ مکر خدا سے محتجب نہ ہوئے آگے مثال ہے اگر تو اصطبل میں باندھے گاؤ نر اور پھر مقام گاؤ میں پائے خر گدھے پن سے تغافل ہو خفتہ کے مانند کہ نہ ڈھونڈھے یہ کیا ہے پوشیدہ نہ کہا خود کہ یہ مبدل کون ہے اور نہ وہ پیدا آسمانی ہے یعنی گدھے پن سے مبدل کام کو نہ جانا کہ ہم کیا کام کرتے تھے اور کیا ہو گیا آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ پھینکا الخ ۷ شعر تو نے تیر کو سیدھی طرف پھینکا دیکھا تیر کو کہ اُلٹی طرف گیا تو آہو کے صید کرنے کو گیا اور تو نے خود کو صید کیا تو واسطے سود و نفع کے گیا سود نہ ملا اور زندان میں پڑا دوسرن کے واسطے کنواں کھودا اور خود کو اس کنوئیں میں پھنسا دیکھا تجکو سبب میں نے مراد کیا تو سبب سے بدگمان کیوں نہوا آگے مثال ہے ایک کسب کرنے سے سلطان ہوا دوسرا اُس کسب سے عریان ہوا ایک نکاح کرنے سے مالدار ہوا دوسرا اس سے قرضدار ہوا یعنی جب کہ تو سبب میں بے مراد ہوا پس سبب سے تو بدگمان کیوں نہیں ہوا کہ وہی سبب کسی کو نافع ہوا اور کسی کو مضر آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲

در پی سودی دویده بهر کیس
تا رسیده سود وافتاده بحبس

چاه ها کنده برای دیگران
خویش را دیده فتاده اندران

در سبب چون بی مرادت کرد رب
پس چرا بدظن نگردی در سبب

بس کسی از مکسبی خاقان شده
دیگران زان مکسبه عریان شده

بس کس از عقد زنان قارون شده
دیگری از عقد زن مدیون شده

پس سبب گردان چو دم خر بود
تکیه بر وی کم کنی بهتر بود

ور سبب گیری نگردی هم دلیر
که بس آفتهاش پنهان ست زیر

بهر استثناست این حزم و حذر
زانکه خر را بز نماید این قدر

مشرکان را در دو چشم اهل بدر
کم نموده تا ندارند هیچ قدر

آنکه چشمش بست گرچه گربزست
ز احولی اندر دو چشمش خر بزست

چون مقلب حق بود ابصار را
او بگرداند دل و افکار را

چاه را تو خانهٔ بینی شریف
دام را تو دانهٔ بینی لطیف

این تفسط نیست تقلیب خداست
می نماید که حقیقت تا کجاست

آنکه انکار حقائق می کند
جملگی او بر خیالی می تند

او همی گوید که حسبان خیال
هم خیالی باشدت چشمی بمال

این سخن پایان ندارد آن فریق
بر گرفتند از پی آن دز طریق

بر درخت گندم منهی زدند
از طویلهٔ مخلصان بیرون شدند

واسطے تو سود و نفع کے گیا
نے ملا سود اور زندان میں پڑا

دوسروں کے واسطے کھودا کنواں
خود کو دیکھا اُس کنوئیں میں پھنسا

بے مراد اندر سبب تجھکو کیا
بدگمان تو کیوں سبب سے نے ہوا

ایک کر کے کسب سے سلطان ہوا
دوسرا اس کسب سے عریان ہوا

ایک ہوا کر کے نکاح سے مالدار
دوسرا اس سے ہوا ایسی قرضدار

پس[15] سبب کو جان تو جوں دم خر
یہ ہے بہتر اس پہ تو تکیہ نہ کر

گر سبب پکڑے نہ تو اب ہو دلیر
کہ بہت آفت نہاں ہیں اس کے زیر

انشاء اللہ کے لئے یہ حزم و ڈر
کیونکہ خر کو بز دکھائے اس قدر

مشرکوں کو چشم اہل بدر میں
کم دکھایا تا نہ قدر انکی لکھیں

آنکھ باندھی گرچہ وہ گربز ہے
احولی سے اسکو خر اک بز دکھے

حق ابصارت کا مقلب جبکہ ہو
پھیر دے وہ دل کو اور افکار کو

چاہ کو دیکھے ہے تو خانہ شریف
دام کو دیکھے ہے تو خانہ لطیف

[16]نے تفسط یہ ہی تقلیب خدا
کہ بتاتا ہے حقیقت ہے کجا

جو حقائق کا کرے انکار ہے
وہ خیالوں پہ ہی چلتا جانیے

وہ کہے کہ خیال پر چلتا ہے تو
بھی خیال اک ہی ترا ہاں آنکھ کو

بات یہ بے انتہا ہے وہ فریق
جا سے ہی قلعہ کی جانب اس طریق

سوئے نخل گندم منہی سے گئے
حلقۂ اخلاص سے باہر ہوئے

رفتن شهزادگان بجانب قلعهٔ ممنوعٔ عنها بحکم الانسان حریص علی ما منع و وصیتها

جانا شہزادوں[17] کا جانب قلعہ ممنوعہ کے بحکم اسکے الانسان حریص علی ما منع اور

ضرور کہ انسان حریص کرنیوالا ہے اوپر اس چیز کے جو منع کیا گیا ہے ۱۲

[15] پس سبب کو آخر شعر تک یعنی تو سبب کو جان مانند دم خر کے یہ بہتر ہے کہ اس پر تو تکیہ نہ کر اگر تو سبب پکڑے دلیر نہ ہو کہ اس میں بہت آفت پوشیدہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوشیاری و خوف ہے کیونکہ خر کو بز دکھائے اس قدر اہل بدر کی چشم میں مشرکوں کو کم دکھایا کہ انکی قدر نہ رکھیں چشم باندھے اگرچہ وہ شخص خربوزہ ہے اُس کو احولی سے تیرا ایسا بز دکھے وہ پھیر دے دل کو اور فکروں کو جبکہ حق بصارت کا مقلب ہو تو چاہ کو خانہ شریف دیکھتا ہے اور تو دام کو دانہ لطیف دیکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۱ [16] نے تسفط الخ یہ شعر تسفط نہیں ہے یہ تقلیب خدا ہے کہ حقیقت بتاتا ہے کہاں ہے جو حقائق کا انکار کرتا ہے جان لے وہ خیالوں پر چلتا ہے وہ یہی ایک تیرا خیال ہے آنکھ مل یہ بات بے انتہا ہے اور وہ فریق قلعہ کی جانب جاتا ہے طرف نخل گندم منہیات کے گئے اور حلقہ اخلاص سے باہر ہوئے یعنی تو سبب کو ایک واہمہ جان اور خدا سے شاکر رہ کہ وہ مقلب ہے دل و خیال ... ۱۲ ... کہ حق قدرت کو بدل دیتا ہے آگے شاہزادوں کا بیان ہے فافہم ۱۲

پدر را فراموش کردن و در بلا افتادن و نفس لوّامه با ایشان بزبان حال گفتن که الم یاتکم نذیر و گفتن ایشان در جواب لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر ٥ ما بندگی خویش نمودیم و لیکن خوی بد تو بنده نیارست خریدن

بھول جانا وصیت کو اور بلا مین پڑنا اور کہنا نفس لوّامہ کا اُنکو زبان حال سے کہ الم یاتکم نذیر اور جواب دینا اُنکا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر کی بندگی اپنی کو عیان ہم نے ولیکن بدخوئی نے تیری نہین بندے کو خریدا

(آیا نہین آیا تمکو ڈرانیوالا — اگر ہوتے ہم سننے والے یا عقل رکھنے والے نہین ہوتے ہم اصحاب دوزخ کے ۱۲)

چون شدند از منع و نہیش گرم تر ۔ سوی آن قلعه برآوردند سر
بر ستیز قول شاه مجتبی ۔ تا بقلعه صبر سوز هش ربا
آمدند از رغم عقل پند توز ۔ در شب تاریک برگشته ز روز
اندر آن قلعه خوش ذات الصور ۔ پنج در در بحر و پنج از سوی بر
پنج از آن چون حس ظاهر رنگ و بو ۔ پنج از آن چون حس باطن راز جو
زان هزاران صورت و نقش و نگار ۔ می شدند از سو بسو خویش بی قرار
زین قدحهای صور کم باش مست ۔ تا نگردی بت تراش و بت پرست
از قدحهای صور بگذر مایست ۔ باده در جامست لیک از جام نیست
سوی باده بخش بکشا پهن گوش ۔ تا ازان آید بتو بانگ و خروش
گوش ده آوازت آید دمبدم ۔ چون رسد باده نیاید جام کم

منع سے[۵] جو کہ ہوئے وہ گرم تر ۔ پس نکالا جانب اُس قلعہ کے سر
برخلاف قول شاہ مجتبیٰ ۔ قلعہ تک کہ صبر سوز ہش ربا
آئے وہ برعکس عقل پندجو ۔ تیرہ شب مین کہ تھے دن سے گشتہ رو
درمیان اُس قلعہ پر تصویر کے ۔ پانچ بحری پانچ بری در کھلے
پانچ وہ جون حس ظاہر رنگ و بو ۔ پانچ وہ جون حس باطن رازجو
اس سے صدہا صورت و نقش و نگار ۔ ہوتے تھے بس ہر طرف سے بیقرار
صورتون کے جام سے تو کم ہو مست ۔ تا نہو تو بت تراش و بت پرست
جام صورت سے گذر اور چھوڑ دے ۔ جام مین بادہ ہے پرنے جام سے
کھول تو ساقی کی جانب اپنا گوش ۔ تا ادھر سے تو سنے بانگ و خروش
سن تو آواز آئے تجکو دمبدم ۔ جبکہ پہونچے بادہ نے ہو جام کم

سلہ[۵] منع سے الخ ۱۰ شعر جو کہ منع سے گرم تر ہوئے اور اُس قلعہ کی جانب سر نکالا برخلاف قول شاہ مجتبیٰ کے قلعہ تک کہ صبر سوز و ہوش ربا تھا وہ آئے برعکس عقل و پند جو کہ شب تیرہ مین کہ دن سے روگردان تھے آگے حقائق ہین درمیان اُس قلعہ پر تصویر کے پانچ دربحری و پانچ دربری کھلے وہ پانچ مانند حسن ظاہر رنگ و بو کے اور وہ پانچ مانند حسن باطن رازجو کہ اُس سے صدہا صورت و نقش و نگار ہر طرف سے ہوتے تھے بیقرار پس تو صورتون کے جام سے کم مست ہو تاکہ تو بت تراش و بت پرست نہو جام صورت سے گذر اور چھوڑ دے کہ جام مین بادہ پر ہے و جام سے نہین ہے تو ساقی کی جانب اپنا گوش کھول کہ تا ادھر سے تو سُنے بانگ و خروش جبکہ بادہ پہونچے جام کم نہ ہووے آواز تو سُن کہ تجکو دمبدم آئے یعنی قلعہ پر تصویر دنیا مین پانچ ہو اس ظاہری جانب اس عالم کے ہین پس تو صورتون ظاہری سے مست نہو کہ بت پرست نہ ہووے کہ وہ حسن صورت مین عارضی ہے پس تو جانب حق کے متوجہ ہو کہ اصل حسن کو پائے اور معنی کو پہونچے آگے اس کا بیان ہے وافہم ۱۲

فارسی	فارسی	اردو	اردو
آدما[1] معنی دلبندم بجوے	ترک قشر و صورت گندم بگوے	آدما[1] معنی کو میرے دیکھ تو	صورت گندم کو چھوڑ اور پوست کو
چونکہ رنگی آرد شد بہر خلیل	ازانکہ معزولست گندم ای نبیل	رنگ جب آٹا ہوئی بہر خلیل	جان تو گیہوں ہے بیکار اے نبیل
صورت از بے صورت آمد در وجود	ہمچنان کز آتشی زادست دود	صورت اب بے صورتی سے آتی ہے	جیسے آتش سے دھواں صورت رکھے
کمترین غیبی مصور در خیال	چون بہ بینش پے بہ پے آرد ملال	غیب کی ادنی ہے تصویر خیال	دیکھ پے در پے اُسے لائے ملال
حیرتے محض آردت بے صورتی	زادہ صد گون آلت از بے آلتی	محض حیرت دے تجھے بے صورتی	پیدا سو آلے کرے بے آلتی
بے زدستی دستہا بافد ہمی	جان جان سازد مصور آدمی	ہاتھ بس بے ہاتھ ہونے سے بنے	جان جان تصویر انسان کی کرے
آنچنان کاندر دل از ہجر و وصال[2]	میشود با فیدہ گوناگون خیال	جیسے[2] دل میں از رہ ہجر و وصال	پیدا ایسے ہوتے ہیں گوناگون خیال
ہیچ ماند این مؤثر با اثر	ہیچ ماند بانگ و نوحہ با ضرر	مثل کب ہے یہ مؤثر با اثر	مثل کب ہے بانگ نوحہ با ضرر
نوحہ از صورت ضرر بے صورت است	دست خائید از ضرر کش نیست دست	نوحہ صورت رکھے بے صورت ضرر	دست کاٹے بے ضرر کا دست سر
این مثل نالائق است ای مستدل	حیلۂ تفہیم را جہد المقل	یہ مثل ناقص ہے اے اہل دلیل	حیلہ فہمی کو یہ کوشش ہے دلیل
صنع بے صورت نماید صورتی	تن نگارد با حواس و آلتی	صنع بے صورت دکھائے صورتیں	نقش اُس آلہ سے کرتے جسم میں
تا چہ صورت باشد آن بر وفق خود	اندر آرد جسم را در نیک و بد	جیسے صورت ہے موافق اپنے وہ	نیک و بد میں لائے ہے تا جسم کو
صورت نعمت بود شاکر شود	صورت مہلت بود صابر شود	صورت[3] نعمت ہو گر شاکر بنے	صورت مہلت ہو گر صابر بنے
صورت زخمی بود نالان شود	صورت رحمی بود بالان شود	زخم کی صورت ہو گر نالا کرے	رحم کی صورت ہو گر بالا کرے
صورت شہرے بود گیرد سفر	صورت تیرے بود گیرد سپر	شہر کی صورت ہو گر پکڑے سفر	تیر کی صورت ہو گر پکڑے سپر
صورت خوبان بود عشرت کند	صورت غیبی بود خلوت کند	صورت خوبان ہو گر عشرت کرے	صورت غیبی ہو گر خلوت کرے

سے۱ آدما الی آخرہ ۶ شعر اے آدم تو میرے معنی کو دیکھ صورت گندم و پوست کو چھوڑ دے جب رنگ آٹا ہوئی واسطے خلیل کے تو جان لے کہ گیہوں بیکار و ذلیل ہے یعنی جب کہ تنزیہ سے حصول مطلب ہو تو تشبیہ کے درپے ہونا کیا ضرور ہے صورت اب بے صورتی سے آتی ہے جیسے آتش سے دھواں صورت رکھتا ہے تصویر خیال غیب کی ادنی ہے کہ ایسے پے درپے دیکھے اور لال لائے اور تجھ کو بے صورتی محض حیرت ڈالے اور سو آلے پیدا کرے بے آلتی سے ہاتھ بے ہاتھ ہونے سے بنے اور جان جان تصویر انسانی کی کرے یعنی صورت بے صورتی سے پیدا ہوتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سے۲ جیسے دل میں آلخ ۶ شعر جیسے دل میں از راہ ہجر و وصال کے گوناگون خیال پیدا ہوتے ہیں یہ مؤثر کب مثل ہے ساتھ اثر کے اور یہ بانگ نوحہ کب مثل ہے ساتھ ضرر کے نوحہ صورت رکھے اور بے صورت ضرر ہے ہاتھ جلائے اور ضرر کا ہاتھ سر نہیں ہو اے اہل دلیل مثل ناقص ہو حیلہ فہمی کو یہ کوشش ذلیل ہے صنع بے صورت صورتیں دکھائے حواس نفس آلہ سے کرتے ہیں جسم میں جن صورت جیسی ہے تو اپنے موافق نیک و بد میں لاتی ہے جسم کو یعنی صنعت بے صورت دکھاتی ہے اسی طرح بے صورتی صورتوں کو پیدا کرتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سے۳ صورت نعمت آلخ ۸ شعر اگر صورت نعمت کی ہو شاکر بنے اور اگر صورت مہلت کی ہو صابر بنے اگر رحم صورت ہو نالا کرے اور اگر زخم کی صورت ہو بالا کرے اگر شہر کی صورت ہو سفر پکڑے اور اگر تیر کی صورت ہو سپر پکڑے اگر خوبان کی صورت ہو عشرت کرے اگر صورت غیبی ہو جلوت کرے اگر صورت جولی ہو نازش کرے اگر صورت جنگی ہو سازش کرے صورت افلاس یعنی جیسے صورت زور آوری کی لائے جانب غضب کے بے حد و انداز سے سوا ہے کہ فعل کا داعی خیالوں سے بھرا ہے بے نہایت بیشی اور مذہب باطل ہیں صورت شکار کے یعنی جیسی صورت ہے ویسا ہی اثر پیدا کرتی ہے کہ سب مذہب پیشے صورت فکر کے ظل ہیں آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

صورتِ خوبی بود ناز آورد | صورت چنگی بود ساز آورد
صورت محتاجی آرد سوی کسب | صورت بازدوری آرد بغصب
این زحد و اندازہا باشد برون | داعی فعل از خیال گوناگون
بے نہایت کیشہا و پیشہا | جملہ ظل صورتِ اندیشہا
برلب بام ایستادہ قوم خوش | ہر یکے را بر زمین بین سایہ اش
صورت فکرست بر بام مشید | وان عمل چون سایہ بر ارکان پدید
فعل بر ارکان و فکرت مکتتم | لیک در تاثیر وصلت دو بہم
آن صور در بزم کز جام خوشی ست | فائدہ آن بیخودی و بیہشی ست
صورتِ مرد و زن و لعب و جماع | فائدہ اش بیہشی وقت وقاع
صورتِ نان و نمک کان نعمت ست | فائدہ آن صورت بیصورت ست
در مصاف آن صورت تیغ و سپر | فائدہ اش بیصورتی یعنی ظفر
مدرسہ تعلیم و صورتہاے وی | چون بدانش متصل شد گشت طے
این صور چون صورتی بیصورتند | پس چرا در نفی صاحب نعمتند
پس صورہا بندہ بیصورتند | پیش او در وید و در نفی او فتند
این صور دارد ز بیصورت وجود | چیست پس موجد خویشش جحود
خود از و یابد ظہور انکار او | نیست غیر عکس خود این کار او
صورت دیوار و سقف ہر مکان | سایۂ اندیشۂ معمار دان

صورت خوبی ہو گر نازش کرے | صورت چنگی ہو گر سازش کرے
صورت افلاسی کی لائے سوے کسب | صورت اجباری کی لائے سوے غصب
یہ حد و انداز سے ہے بس سوا | فعل کا داعی خیالوں سے بھرا
بے نہایت پیشے اور مذہب ہے | جملہ ظل ہین صورت افکار کے
بام[۵۱] کے لب پر کھڑی اک قوم ہے | اور پڑا سایہ ہر اک کا خاک ہے
فکر کی صورت ہے بام غیب پے | اور عمل جون سایہ ارکان پر دکھے
فعل ارکان پر نہان فکر اب تری | وصل کی تاثیر مین باہم ملی
بزم مین صورت رکھے جام خوشی | فائدہ اسکا ہے یارو بیہشی
مرد و زن صورت ہین اور شہوت خوشی | ہے جماع مین نفع اس کا بیہشی
صورت[۵۲] نان و نمک نعمت جو ہے | نفع اس صورت کا بیصورت رکھے
جنگ مین وہ صورت تیغ و سپر | نفع بے صورت رکھے یعنی ظفر
مدرسہ تعلیم و اس کی صورتین | جو ملین دانش سے نے باقی رہین
جو یہ ہین بیصورتی کی صورتین | صاحب نعمت کی کیون نفی مین ہین
بندہ بیصورت کی ہین سب صورتین | آگے اس کے پیدا ہون نفی کرین
صورتین بیصورتی سے سب بنین | اپنے موجد سے یہ کیون منکر ہوئین
خود ظہور اس سے کرے منکر بنے | گویا انکار اسکا اپنے عکس سے
ہر[۵۳] مکان کی صورت دیوار و در | فکر معمارون کا سایہ ہے مگر

سلہ ۵۱ بام کے آلخ ۵ شعر ایک قوم کہ لب پر کھڑی ہے اور ہر ایک کا سایہ خاک پڑا ہے فکر کی صورت بام غیب پر ہے اور عمل سایہ کے مانند ارکان پر دکھتا ہے ارکان پر فعل ہے اور تیری فکر نہان ہے اور تاثیر وصل مین باہم ملے ہوئے ہین آگے مثال ہے محفل صورت جام خوشی رکھتی ہے اور اس کا فائدہ بیہوشی ہے مرد و زن کی صورت اور شہوت خوشی ہے اور جماع مین اس کا فائدہ بیہوشی ہے یعنی فکر کی صورت غیب مین ہے اور اس کا عمل جوارح پر عیان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ صورت نان آلخ ۷ شعر صورت نان و نمک کی جو نعمت ہے نفع اس صورت مین ہے صورت رکھتی ہے جنگ مین وہ صورت تیغ و سپر کی نفع بے صورت رکھتی ہے یعنی ظفر مدرسہ و تعلیم اور اس کی صورتین جو دانش سے ملین باقی نہ رہین جو بے صورتی کی صورتین ہین پھر صاحب نعمت کی کیون نفی مین ہین آگے اس کے پیدا ہون اور نفی کرین بندہ بے صورت کی سب صورتین ہین سب صورتین بے صورتی سے بنین پھر اپنے موجد سے یہ کیون منکر ہوئین اس سے خود ظہور کرے وہ منکر بنے گویا اسکا انکار اپنے عکس سے ہے یعنی سب صورتین بیصورتی سے بنی ہین پھر اپنے خالق سے کیون منکر ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ ہر مکان کی آلخ ۶ شعر ہر ایک مکان کی صورت دیوار و در معمارون کی فکر کا سایہ ہے اگرچہ اندر مکان فکر کے اینٹ و پتھر و چوب ظاہر نہین دیکھتے ہین و لیکن بے صورت فاعل مطلق ہے اس کے ہاتھ میں صورت مانند آلہ کے ہے کبھی غیب کے پردے سے بے صورت اپنا منھ دکھاتی ہے صورت کو کبھی تا ہر ایک صورت اس سے مدد لے بس جمال و کمال اوصاف سے جو بے صورت اپنا منھ چھپائے سوے محبت و رنگ و بو کے آئے یعنی کبھی پردۂ غیب سے بیصورت اپنا مشاہدہ صورت کو بناتی ہے تا ہر ایک صورت جمال و کمال سے مدد لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گرچہ خود اندر محل افتکار
نیست سنگ و چوب و خشتی آشکار

فاعل مطلق یقین بیصورت است
صورت اندر دست او چون آلت است

گہ گہ آن بیصورت از کتم عدم
مر صور را رو نماید از کرم

تا مدد گیرد ازو ہر صورتے
از جمال و از کمال و قدرتے

باز بیصورت چو پنہان کرد رو
آمدند از بہر کد در رنگ و بو

صورتے از صورت دیگر کمال
گر بجوید باشد آن عین ضلال

جز مگر آن صورت کان میر زاد
بابت ارشاد کردش را ز و داد

پس چہ عرضہ میکنی اے بے ہنر
احتیاج خود بہ محتاج دگر

چون صور بندست بر یزدان مگو
ظن مبر صورت بہ تشبیہش مجو

در تضرع جو و در افنای خویش
کز تفکر جز صور ناید بہ پیش

ور ز غیرت صورتت نبود فرہ
صورتے کان بی تو زاید در تو بہ

صورتی شہر ی کہ آنجا می روی
ذوق بیصورت کشیدستا ای روی

پس بمعنی میروی تا لامکان
کہ خوشی غیر مکان ست و زمان

صورت یاری کہ نزد او شوی
از برای مونس آن میروی

پس بمعنی سوے بیصورت شدی
گرچہ زان مقصود غافل آمدی

در حقیقت حق بود معبود کل
کز پے ذوق ہست سیر آن سبل

لیک وی خود سوی دم کردہ اند
گرچہ سر اصل است پا گم کردہ اند

لیک آن سر پیش این ضالان گم
میدہد داد سرے از راہ دم

گرچہ خود اندر مکان فکر کے
اینٹ و پتھر چوب سے ظاہر کہے

فاعل مطلق ہے بیصورت ولے
ہاتھ میں صورت جون آلہ اسکی ہے

غیب کے پردہ سے بیصورت کبھی
منہ دکھاتی اپنا ہے صورت کو بھی

تا مدد ہر ایک صورت اس سے لے
بس جمال اور بس کمال و صافتے

پھر جو بیصورت چھپائے اپنا رو
سوے محنت آئے سو رنگ و بو

دوسری صورت سے اک صورت کمال
ڈھونڈھے گر بش وے وہ عین ضلال

لیک اُس صورت سوا کہ میر سے
پیدا ہوئی ہے واسطے ارشاد کے

کس لئے ظاہر کرے اے بے ہنر
احتیاج اپنی بہ محتاج دگر

قید صورت حق کی نسبت مت کہو
اور گمان صورت کا تشبیہ نہ دو

ڈھونڈھ اپنے اور فنا اپنی مین تضرع
جز صور نے پائے بافکر کو

غیر صورت گر نہ چارہ تجکو ہے
خوش وہ صورت تجھ مین آئے بے تیرے

شہر کی صورت کہ تو وان جائے ہے
ذوق بیصورت تجھے لیجائے ہے

جائے ہے معنی مین تو تا لامکان
کہ خوشی ہے بے مکان و بے زمان

یار کی صورت کو جو چہتا ہے تو
انسیت کے واسطے جاتا ہے تو

جائے ہے معنی مین بیصورت کی رو
گرچہ اُس مقصود سے غافل ہے تو

کل حقیقت مین خدا معبود ہے
کہ چلین وہ ذوق و لذت کیلئے

پر کیا ہے بعض نے منھ سوئے دم
گرچہ سر ہے اصل پر کی راہ گم

لیک وہ سر آگے ان گمراہ کے
داد سر کی دم کی رہ سے دے رہے

سلہ دوسری الخ ۶ شعر ایک صورت دوسری صورت سے اگر کمال ڈھونڈھے وہ عین گمراہی ہووے ولیکن اس صورت کے سوا کہ وہ امیر سے پیدا ہوئی ہے ارشاد کے واسطے کس واسطے ظاہر کرتا ہے اے بے ہنر اپنی احتیاج کو دوسرے محتاج سے حق کی نسبت صورت کی قید نہ رکھو اور گمان صورت کا تشبیہ سے مت دو تو خود زاری و فنا کو ڈھونڈھ بجز صورت کے نہ پائے فکر سے ماسوا صورت اگر تجکو چارہ نہیں ہے وہ صورت خوش تجھ مین آئے بے تیرے یعنی بجز انبیا و اولیا کے دوسری صورت سے مدد نہ چاہ کہ وہ ارشاد کو حق سے آتے ہیں اور خدا کو قید صورت کی مت لگا اگر صورت کے ساتھ خدا کو چاہتا ہے تو صورت تشبیہ اور تنزیہ سمجھے آسے وہ بہتر ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ہے ۱۲ سلہ شہر کی صورت الخ ۷ شعر شہر کی صورت کہ تو وہان جاتا ہے ذوق بے صورتی کا تجھے لیجاتا ہے لامکان تک کہ بے مکان و بے زمان ہے خوشی ہے یار کی صورت کہ جو تو چہتا ہے اُنسیت کیواسطے تو جاتا ہے تو معنی مین جاتا ہے بے صورت کی طرف اگرچہ اس مقصود سے تو غافل ہے یہ حقیقت مین کل خدا معبود ہے کہ راہ چلتے ہین ذوق و لذت کے لئے ولیکن بعض نے منہ دم کی طرف کیا ہے اگرچہ سر اصل ہے ولیکن راہ گم کی ہے ولیکن وہ سر آگے ان گمراہ کے داد سر کی دیتا ہے دم کی راہ سے یعنی سب معنی ہین بے صورتی کی لذت و واسطے ذوق کے لگے ہیں دم صورت کی طرف جاتے ہین اور نہین اس کو جانتے ہین اور حق ان کو اس صورت سے نفع دیتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۱

آن ز سر میابد آن داد این ز دُم | قوم دیگر پا و سر کردند گم
چونکہ گم شد جملہ جملہ یافتند | از گم آمد سوے کل پشتافتند
این سخن پایان ندارد آن گروہ | صورتے دیدند با فر و شکوہ

سر سے وہ پاتے ہیں یہ از راہ دُم | دوسری قوم اک سر و پا رکھے گم
جو ہوئے گم جملہ جملہ پالیا | گم سے آئے کل کو حاصل کرلیا
بات یہ بیحد ہے بس اے نیک خو | اس گروہ نے دیکھی اک صورت نکو

دیدن آن سہ شہزادہ در قصر قلعہ ذات الصور نقش روی دختر شاہ چین را و بیہوش شدن ہر سہ برادر و در فتنہ افتادن و تفحص کردن کہ این صورت کیست

دیکھنا اُن تینوں پسر شاہ کا قلعہ پر تصویر کے قصر میں تصویر دختر شاہ چین کو اور بیہوش ہونا تینوں بھائیوں کا اور آفت میں پڑنا اور تلاش کرنا کہ یہ تصویر کس کی ہے

خوبتر زان دیدہ بودند آن فریق | لیک زین رفتند در بحر عمیق
زانکہ افیون شان ازین کاسہ رسید | کاسہا محسوس و افیون ناپدید
کرد کار خویش قلعہ ہوشربا | ہر سہ را انداخت در چاہ بلا
تیر غمزہ دوخت دل را بیگمان | الامان یا ذا الامان زین بطان
قرنہا را صورت سنگین بسوخت | آتشی در دین و دل شان برفروخت
چونکہ روحانی بود خود چون بود | فتنہ اش ہر لحظہ دیگرگون بود
عشق صورت در دل شہزادگان | چون خلش میکرد مانند سنان
اشک می بارید ہر یک ہمچو میغ | دست می خایید و میگفت ای دریغ
اکنون دیدیم شہ ز اغاز دید | پند ما سوگند داد آن بے ندید

اس گروہ نے خوب تر دیکھا اُسے | لیک اس سے ڈوبی اندر بحر کے
کہ انھیں افیون ملے اس جام سے | جام محسوس اور نہیں افیون دکھے
ہوشربا قلعہ نے کام اپنا کیا | ڈالا ان تینوں کو با چاہ بلا
تیر غمزہ مارا دل پر بیگمان | الامان صاحب امان اس سے امان
پھونکا عالم صورت سنگین نے | انکے دین و دل کو پھونکا آگ سے
جبکہ روحانی ہو خود کیا کچھ ہو وہ | فتنہ اسکا ہر دم اور ہی رنگ ہے
عشق صورت دلمیں شہزادوں کے بس | جو سنان کھٹکے تھا اے فریادرس
اشک برسائے ہر اک جون ابر کے | ہاتھ چابے اور کہے افسوس ہے
ہمنے اب دیکھا و شہ نے قبل سے | دی قسم بس ہمکو اس بیمثل نے

سلہ قولہ سر سے وہ پاتے ہیں الخ سہ شعر وہ سر سے پاتے ہیں اور یہ از راہ دم کے اور ایک دوسری قوم ہے کہ سر و پا گم رکھتی ہے پس جو بالکل گم ہوئے جملہ پالیا اور گم سے آئے کل کو حاصل کرلیا یہ بات بیحد ہے اے نیک خو کہ اس گروہ نے ایک صورت نیک دیکھی یعنی ایک صورتی کیطرف جاتی ہے اور ایک قوم اہل حیرت ہے کہ سر و پا گم رکھتی ہے وہ بالکل گم ہوئی کہ اُسنے کل کو حاصل کرلیا آگے شاہزادوں کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اس گروہ نے الخ ے شعر اس گروہ نے خوب تر دیکھا لیکن اس سے بحر میں ڈوبے کہ انکو افیون اس جام سے ملی جام محسوس اور افیون نہیں دکھتی تھی آگے رجوع بقصہ ہے قلعہ ہوشربا نے اپنا کام کیا کہ ان تینوں کو چاہ بلا میں ڈالا تیر غمزہ دل پر مارا الامان صاحب امان اس سے امان صورت سنگین نے عالم کو پھونکا اور انکے دل و دین کو پھونکا اس سے آگے اسکے حقائق ہیں جبکہ روحانی ہو خود وہ کیا کچھ ہوا اسکا فتنہ ہر دم اور ہی رنگ ہے عشق صورت کا شہزادوں کے دل میں مانند سنان کے کھٹکتا تھا یعنی صورت ظاہری ایک عالم کو لبھاتی ہے جبکہ روحانی ہو تو کیا کچھ اسکا ہر دم رنگ ڈھنگ ہوگا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ اشک برسائے الخ ۸ شعر ہر ایک اشک برسائے ابر کے مانند اور ہاتھ خالی دیکھے افسوس ہے ہمنے اب دیکھا اور شاہ نے قبل سے دیکھا وہ بیمثل قسم دی اس بیمثل نے آگے حقائق ہیں [illegible] سوائے انبیا کا حق بہت ہے کہ انھوں نے خبر انجام سے دی جو تو ہونا ہے [illegible] جو تو آزماتا ہے اس طرف نہ آ ڈرے تجھ سے تخم [illegible] تا حاصل ملے اور مجھ سے پرسے تا اس طرف [illegible]
[illegible]

انبیا را حق بسیارست ازان	که خبر کردند آن پایان بمان	انبیا کا حق بہت ہے اس لئے	کہ انھون نے دی خبر انجام سے
کانکه میکاری نه روید غیر خار	وین طرف پری نیابی زو مطار	جو تو بوتا ہو اُگے نہ غیر خار	نے اُڑے اس سے جو اُڑتا ہی بار
تخم از من بر که تا ریعی دہد	با پر من پر که تیر آن سو جهد	تخم لے مجھ سے کہ تا حاصل ملے	پر لے مجھ سے تیر تا اس سے اُڑے
تو ندانی واجبی آن وہست	هم تو گوئی آخر آن واجب بدست	اسکا واجب ہونا نے تجھ پر کھلا	بھی تو آخر کھوئے وہ واجب ہوا
او توست اما نه این تو که تن است	آن توئی که برتر از دام من است	وہ ہی تو لیکن نہ یہ تو جسم ہے	وہ تو ہی ہین تو سے برتر ہے
این توئی ظاهر که پنداری توئی	هست اندر سکه خود دربی سوئی	یہ توئی ظاہر کہ جانے تو توئی	ہے سوئی ہین تو ہی اندر بے سوئی
بر صدف لرزان چرائی ای گهر	توئی خود را نی مدان سیلان نگر	کیون صدف سے ڈرتا ہے تو اے گہر	نے نہین تو جان تو ہے نیشکر
توئی بیگانه است با تو این توئی	توئی خود را یاب ویگذار دوئی	توئی بیگانہ ہے تجھ مین یہ توئی	توئی خود کو یاد چھوڑ اب تو دوئی
توئی آخر سوی توئی اولت	آمده است از بهر تنبیه و صلت	توئی آخر کی بس اول توئی کے	آئی ہے تنبیہ کرنے کے لئے
توئی تو در دیگری آمد دفین	من غلام مرد خود بین چنین	توئی تیری دوسرے مین ہے تمام	مین ہون ایسے مرد خودبین کا غلام
آنچه اندر آئینه بیند جوان	پیر اندر خشت بیند پیش ازان	آئینہ مین دیکھتا ہے جو جوان	خشت مین وہ پیر دیکھے بس عیان
ز امر شاه خویش بیرون آمدیم	با عنایات پدر یاغی شدیم	حکم شہ سے اپنے ہم باہر ہوئے	باپ کے ہم لطف سے باغی ہوئے
سهل دانستیم قول شاه را	وان عنایتهای بی اشباه را	سہل جانا ہم نے قول شاہ کو	اور عنایتہاے اس درگاہ کو
تک در افتادیم در خندق تباه	خسته و کشته بلای بی لحمه	جملہ ہم خندق کے اندر اب گرے	اور بلا سے کشتہ اور خستہ ہوئے
تکیه بر عقل و خود و فرهنگ خویش	بود مان تا این بلا آمد به پیش	تہا بھروسا اپنی عقل و رائے پے	تا ہم اس آفت بلا مین بس پڑے
بی مرض دیدیم خود را بی زرق	آنچنان که خویش را بیمار دق	بے مرض کے ہنسے دیکھا خود کو خوار	جس طرح بیمار دق ہوتا ہے زار
علت پنهان کنون شد آشکار	بعد ازان که بند گشتیم و شکار	ہوئی بیماری نہان اب آشکار	بعد اسکے کہ ہوئے ہین ہم شکار
سایهٔ رهبر به است از ذکر حق	یک قناعت به که صد لوت و طبق	ذکر حق سے صحبت مرشد ہے خوب	اک قناعت سو غذا کھانے سے خوب

سلہ کیون الخ ۵ شعر تو کیون صدف سے ڈرتا ہے اے گوہر تو نے نہین ہے جان تو نیشکر ہے تو نے بیگانہ ہے اور تجھ مین یہ توئی ہے توئی خود کو یاد چھوڑ اب تو دوئی کہ آخر کی توئی اول کی توئی کی تنبیہ کرنے کے واسطے آتی ہے توئی تیری دوسری مین ہے تمام مین ایسے مرد خودبین کا غلام ہون آگے اس کے حقائق ہین جو جوان آئینہ مین دیکھتا ہے پیر وہ خشت مین عیان دیکھتا ہے یعنی تو بیگانہ ہے یہ توئی تجھ مین موجود ہے پس تو اپنی توئی کو یاد اور دوئی کو چھوڑ آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

سلہ حکم شہ سے الخ ۶ شعر ہم اپنے شاہ کے حکم سے باہر ہوئے اور باپ کے لطف سے ہم باغی ہوئے ہم نے قول شاہ کو سہل جانا اور عنایتہاے اس درگاہ کو اب ہم جملہ خندق مین گرے اور بلا سے کشتہ و خستہ ہوئے اپنی عقل و رائے پر بھروسا تھا تاکہ ہم اس آفت و بلا مین پڑے ہین بے مرض کے ہنسے خود کو خوار دیکھا جس طرح بیمار دق زار ہوتا ہے اب بیماری پوشیدہ آشکار ہوئی ہے بعد اس کے کہ ہم شکار ہوئے ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

سلہ ذکر حق سے الخ ۷ شعر ذکر حق سے صحبت مرشد کی خوب ہے اور ایک قناعت سو غذا کھانے سے خوب ہے یہ کتابہ قناعت مین تو نے پڑھا ہوا ہے حسن ذکر حق و ذکر بوالحسن کو سو عصا سے چشم بینا خوب ہے کہ چشم پہچانتی ہے گوہر کو سنگ سے یعنی صحبت مرشد ذکر حق سے خوب ہے جیسے ایک قناعت سو غذا کھانے سے بہتر ہے کیونکہ صحبت مرشد سے نفس شکنی ہوتی ہے برخلاف ذکر کے کہ ذکر بے ذکر نفس کو شکستہ نہین کرتا ہے جیسے قناعت نفس کی اصلاح دیتی ہے بخلاف غذا کے کہ قوت نفس کو دیتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے پیرا سادم تلاش کرنے لگے ایسی صورت کہ عالم مین عجب تھی ہمیشہ تلاش کے بعد اس جگہ کا کھوج لا [illegible] آگاہ نے کی [illegible] ہوش سے کہ راز اسکے [illegible] کی صورت [illegible] دختر شاہ چین کی [illegible]
فافہم ۱۲

در قناعت خوانده باشی ای حسن — ذکر ذکر حق و ذکر بوالحسن
چشم بینا بهتر از سه صد عطا — چشم بشناسد گهر را از حصا
در تفحص آمدند اندر زمان — صورت که بود عجب اندر زمان
بعد بسیاری تفحص در مسیر — کشف کرد آن راز را شیخ بصیر
نز طریق گوش بل از وحی هوش — رازها بد پیش او بی روی پوش
گفت نقش رشک پروین است این — صورت شهزادی چین است این
دختری دارد شه چین بیمثال — در بها و در جمال و در کمال
همچو جان و چون پری پنهان ست او — در مکتم پردهٔ ایوان است او
سوی او نی مرد ره دارد نه زن — شاه پنهان کرد او را از فتن
غیرتی دارد ملک بر نام او — که نه پرد مرغ هم بر بام او
وای آن دل کش چنین سودا فتاد — هیچکس را این چنین سودا مباد
این سزای آنکه تخم جهل کاشت — وان نصیحت را کساد و سهل داشت
اعتمادی کرد بر تدبیر خویش — که برم من کار خود با عقل پیش
نیم ذره زان عنایت به بود — که ز تدبیر خرد یا نصد رسد
ترک مکر خویشتن گیر ای امیر — پا بکش پیش عنایت خوش بمیر
این بقدر حیله معدود نیست — زین حیل تا تو نمیری سود نیست
تا نمیری سود کے خواهی ربود — رو بمیر و بهره بردار از وجود

یہ قناعت مین پڑھا ہو اے حسن — ذکر ذکر حق و ذکر بوالحسن
سو عطا سے چشم بینا خوب ہے — چشم پہچانے گہر کو سنگ سے
بس لگے تالاش کرنے اسگھڑی — ایسی صورت کہ عجب عالم مین تھی
بس بہت تالاش کے بعد بس لگے — راز کھولا یعنی اک آگاہ نے
گوش سے نے بلکہ وحی ہوش سے — راز پیش اُس کے تھا بے سرپوش کے
بولا پرون کو یہ صورت رشک ہے — دختر شہ چین کی یہ تصویر ہے
[1]دختر اک رکھتا ہے شہ چین بیمثال — بے بہا اندر جمال اندر کمال
مثل جان و جون پری پنہان ہے وہ — محل مین پردہ نشین ہے وہ تکو
نے زن و مرد اسکی جانب جاسکے — شاہ فتنہ سے نہان رکھے اُسے
شاہ غیرت رکھے اُسکے نام پر — مرغ بھی اُسکے اُڑے نے بام پر
وا ے وہ دل سودا رکھے اُسکا جو — ایسا سودا نے کسیکو ہو جیو
یہ سزا اُسکی جو رکھتا جہل ہے — اور نصیحت کو وہ جانے سہل ہے
[2]اعتماد اپنی رکھے تدبیر پے — کہ کرون مین کام اپنی عقل سے
ذرہ بھر اس کی عنایت خوب ہے — کہ کرے تدبیر صد ہا عقل سے
مکر و حیلہ اپنا تو اب چھوڑ دے — اُس عنایت کے تو مر اب سامنے
یہ عنایت لائق حیلہ نہ اب — نے مرے حیلہ سے جبتک نفع کب
نے مرے جبتک نہ نفع ہو تجھے — جا تو مرا ور نفع لے تو جسم سے

حکایت صدر جہان بخارا و کرم او و آنکه اگر کسی بزبان از و سوال کردی هیچ ندادی

حکایت صدر جہان بخاری کی کہ جو سائل زبان سے مانگتا صدقہ عام اُسکے سے محروم ہوتا

[1] دختر اک الخ ۷ شعر شاہ چین اک دختر رکھتا ہے بے مثال اور بے بہا ہے جمال و کمال مین مثل جان و پری کے وہ پوشیدہ ہے اور محل مین وہ پردہ نشین ہے نہ زن و مرد اُس کی جانب جاسکے شاہ اُس کو فتنہ سے پوشیدہ رکھے اور مرغ بھی اُس کے بام پر نہ اُڑے وا ے وہ دل کہ اُس کا سودا رکھے ایسا سودا کسی کو نہ ہو جیو آگے حقائق ہین یہ اُس کی سزا ہے کہ جو جہل رکھتا ہے اور نصیحت کو سہل جانتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] اعتماد الخ ۵ شعر اپنی تدبیر پر اعتماد رکھتا ہے کہ مین کام اپنی عقل سے کرون اس کی عنایت ذرہ بھر خوب ہے کہ صد ہا تدبیر کرے عقل سے اب تو اپنا مکر و حیلہ چھوڑ دے اور اس قناعت کے روبرو مر عنایت اب لائق حیلہ کے نہین ہے جب تک حیلہ سے نہ مرے نفع کب ہے جب تک نہ مرے تجھے نفع نہ ہوگا تو مر اور نفع لے جسم سے یعنی افسوس ہے اُس دل پر کہ وہ اس صورت کا سودا رکھے پس سزا اس کی ہے کہ جو جہل رکھتا ہے اور نصیحت کو سہل جانتا ہے بس تو مکر و حیلہ چھوڑ اور آگے یار کے مر کہ وہ عنایت تجھپر کرے کہ بغیر عنایت کے نفع نہین ملتا ہے آگے صدر جہان کا قصہ مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

در بخارا خوی آن صدر اجل
بود با خواہندگان حسن عمل

داد بسیار و عطاے بیشمار
تا بشب بودی ز جودش زر نثار

زر بکاغذ پارہا پیچیدہ بود
تا وجودش بود می افشاند جود

ہمچو خورشید و چو ماہ پاکباز
آنچہ گیرند از ضیا بدہند باز

خاک را زر بخش کہ بود آفتاب
زر ازو در کان و گنج اندر خراب

ہر صباحے فرقہ را راتبہ
تا نماند اُمتے زو خائبہ

مبتلاان را بُدے روزے عطا
روز دیگر بیوگان را آن سخا

روز دیگر بر علویان مقل
با فقیہان روز دیگر مشتغل

روز دیگر بر تہیدستان عام
روز دیگر بر گرفتاران دام

روز دیگر با یتیمان صغیر
روز دیگر بر ضعیفان اسیر

روز دیگر بہر ابناء السبیل
روز دیگر مر مراتب را کفیل

شرط آن بُد کہ کسی رو با زبان
زو نخواہد ہیچ و نکشاید دہان

لیک خامش بر حوالی رہش
ایستادہ مفلسان دیوار وش

ہر کہ کردی ناگہان سہوًا سوال
زو نہ بردی زین گنہ یک حبہ مال

من صمت منکم نجا بد مایہ اش
بر ہمہ اہل بخارا سایہ اش

بر خموشی داشت عشق تا سہ اش
خامشان را بود کیسہ کاسہ اش

نادرا روزے یکے پیرے بگفت
دہ زکاتم کہ منم با جوع جفت

تھی بخارا مین جو صدر جہان اجل
ساتھ خواہندون کے تھا بس حسن عمل

اُس کی بخشش اور عطا تھی بیشمار
رات تک زر اسکی بخشش سے نثار

زر کو کاغذ مین لپیٹا اُس نے تھا
بخششین کرتا رہا جب تک جیا

مثل مہر و ماہ رکھتا کچھ نہ تھا
جو ضیا سے لیتا پھر کرتا عطا

خاک کو زر کون بخشے آفتاب
کان مین زر دے و گنج اندر خراب

ہر سحر روزینہ اُس سے قوم کو
تا اُمید اس سے نہ اُمت تا کہ ہو

ایک دن تھی مبتلاؤن پر عطا
دوسرے دن اسکی بیوون پر سخا

دوسرے دن تھا فقیرون پر کرم
دوسرے دن تھا فقیہون پر کرم

دوسرے دن مفلسان عام پہ
دوسرے دن قیدیان دام پہ

دوسرے دن با یتیمان صغیر
دوسرے دن با ضعیفان اسیر

دوسرے دن راہگیرون کیلئے
دوسرے دن بس غلامونکے لئے

شرط وہ تھی کہ زبان سے نہ کوئی
اس سے نے مانگے نہ ہووے ملتجی

لیک خامش گرد اسکی راہ کے
مفلسان دیوار کی صورت کھڑے

کر دے نا کہ کوئی بھولے سے سوال
اس گنہ سے پائے اک حبہ مال

اسکا ما من صمت منکم نجا
اسکا ظل اہل بخارا پر سدا

(وہ کوئی کہ چپ رہے تم مین سے نجات پاوے ۱۲)

عشق خاموشی پہ بس رکھتا تھا وہ
دیتا جام و کیسہ وہ خاموش کو

نادرًا اک پیر نے اک دن کہا
دے زکوۃ اب بھوک مین ہون مبتلا

سلہ ۵۱ تھی بخارا مین الخ ۶ شعر بخارا مین جو صدر جہان کی تھی چاہنے والون کے ساتھ حسن عمل کے اسکی بخشش و عطا بیشمار تھی رات تک اسکی بخشش سے زر نثار تھا اسی زر کو کاغذ مین لپیٹا تھا بخشش کرتا تھا جب تک جیا آگے اس کی مثال ہے وہ مثل مہر و ماہ کچھ نہین کرتا تھا جو ضیا لیتا پھر عطا کرتا خاک کو کون زر بخشے آفتاب کہ زر کان مین دے اور گنج خراب مین ہر ایک سحر اُس سے روزینہ قوم کو ملتا کہ تا نا امید اس سے امت نہ ہو یعنی اس حکایت مین صدر جہان سے مراد جناب رسول مقبول صلعم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ ایکدن الخ ۸ شعر ایک دن تھی مبتلاؤن پر عطا اور دوسرے دن اسکی بیوون پر تھی عطا دوسرے دن فقیرون پر کرم تھا دوسرے دن فقیہون پر کرم تھا دوسرے دن مفلسان عام پہ دوسرے دن قیدیان دام پہ دوسرے دن یتیمان صغیر پر دوسرے دن ضعیفان اسیر پہ دوسرے دن راہگیرون کے واسطے دوسرے دن غلامون کے واسطے شرط وہ تھی کہ نہ کوئی زبان سے اس سے مانگے اور نہ ملتجی ہووے ولیکن خاموش اس کے گرد راہ کے مفلسان دیوار کی صورت کھڑے ہین اگر کوئی ناگاہ بھولے سے سوال کردے تو اس گناہ سے ایک حبہ مال نہ پائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ اسکا ما من الخ ۸ شعر اسکا ما من ترجمہ وہ کوئی کہ چپ رہے تم مین سے نجات پائے اور اسکا ظل اہل بخارا پر ہمیشہ رہے وہ عشق خاموشی پہ رکھتا تھا اور جام و کیسہ خاموش کو دیتا تھا ایکدن ایک پیر نے نادرًا کہا زکوۃ اب دے کہ بھوک مین مبتلا ہون پیر کو روکا اور پیر کے جد کے خلق حد سے حیران ہوگئی کہا کہ بس پیر بے شرم ہے پیر نے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ بے شرم ہے کہ یہ جہان کھایا و طمع سے چاہتا ہے کہ وہ جہان اس جہان کی جمع سے لے وہ ہنس پڑا اور اس پیر کو زر دیا پیر تنہا لیگیا اس نقد کو پس سوا پیر کے کوئی نہ گیا ہم حبہ اس سے زر نہ لے سکا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

منع کرد از پیر و پیرش جد گرفت ۔ ماند خلق از جد پیر اندر شگفت
پیر کو روکا وجد کے پیر نے ۔ خلق ہوئی حیران جد سے پیر کے

گفت بس بے شرم پیرے ای پدر ۔ پیر گفت از من توئی بے شرم تر
بولا بس بے شرم ہے پیرا ای پدر ۔ پیر بولا مجھ سے تو بے شرم تر

کاین جہان خوردی و میخواہی بطمع ۔ کان جہان با این جہان گیری بجمع
یہ جہان کھایا وہ چاہے طمع سے ۔ وہ جہان اس جہان کی جمع سے

خندہ اش آمد و مال داد آن پیر را ۔ پیر تنہا برد آن توفیر را
ہنس پڑا اور زر دیا اس پیر کو ۔ پیر تنہا لے گیا بس نقد کو

غیر این پیر ہیچ خواہندہ از و ۔ نیم حبہ زر ندید و یک تسو
بس سوا اُس پیر کے کوئی گدا ۔ نیم حبہ زر نہ اُس سے لے سکا

نوبت روز فقیہان ناگہان ۔ یک فقیہ از حرص آمد در فغان
دن[51] فقیہون کی جو باری کا ہوا ۔ اک فقیہ نے حرص سے کی التجا

کرد زاریہا بسے چارہ نبود ۔ گفت ہر نوعی نبودش ہیچ سود
کی بہت زاری نہین کچھ بن پڑا ۔ بولا ہو وے نے کسی نوع فائدا

روز دیگر بار کو پیچیدہ پا ۔ پاکش اندر صف قوم مبتلا
دوسرے دن پا مین پٹی باندھکر ۔ قوم بیمارون مین بیٹھا وہ بشر

تختہا بر ساق بست از چپ و راست ۔ تا بر آن شہ گمان کاشکستہ پاست
دائین بائین تختے باندھے پاؤن سے ۔ تا کہ شہ جانے کہ ٹوٹا پاؤن ہے

دیدش و بشناختش چیزے نداد ۔ روز دیگر رو بپوشید از لباد
دیکھا پہچانا اُسے نے کچھ دیا ۔ دوسرے دن مُنھ پہ نمدے کو رکھا

تا گمان آید کہ نابیناست او ۔ درمیان اعمیان برخاست او
تا گمان[52] آئے کہ نابینا ہے وہ ۔ درمیان اندھون کے رکھا آپکو

پس بدیدش تش نداد ش ہیچ چیز ۔ از گناہ و جرم گفتن آن عزیز
پس اُسے دیکھا نہ کچھ اُسکو دیا ۔ اُس گنہ سے کہ سوال اُسنے کیا

چونکہ عاجز شد ز صد گونہ مکید ۔ چون زنان او چادری بر سر کشید
سو کئے مکر اُسنے جب عاجز ہوا ۔ اوڑھی چادر جون زنان با حیا

درمیان بیوگان رفت و نشست ۔ سر فرو افگند و پنہان کرد دست
بیٹھا بیوؤن کے وہ جا کر درمیان ۔ سر جھکایا رکھے ہاتھ اپنے نہان

ہم شناسید و ندادش صدقۂ ۔ در دلش آمد ز حرمان حرقۂ
بھی اُسے پہچانا صدقہ نے دیا ۔ اسکا مایوسی سے از بس دل جلا

رفت او پیش کفن خواہی پگاہ ۔ کہ بپیچم در نمد نہ پیش راہ
بس کفن والیکے پاس آیا وہ خود ۔ رہ پہ رکھ مجکو لپیٹ اندر نمد

ہیچ مکشا لب نشین و می نگر ۔ تا کند صدر جہان اینجا گذر
کچھ نہ منھ سے کہنا اور رکھنا نظر ۔ تا کرے صدر جہان اس جا گذر

بو کہ بیند مردہ پندارد بظن ۔ زر دراند از دپے وجہ کفن
ہے[53] توقع کہ وہ مردہ جان کے ۔ زر رکھے از بس کفن کیواسطے

[51] فقیہون کے الخ ۵ شعر جو فقیہون کی باری کا دن ہوا ایک فقیہ نے عرض التجا کی بہت زاری کی کچھ نہین بن پڑا کہا کہ کسی نوع فائدہ نہ ہوئے دوسرے پاؤن مین پٹی باندھکر بیمارون کے گردہ مین بیٹھا پاؤن پر دائین بائین تختے باندھے تاکہ شاہ جانے کہ پاؤن ٹوٹا ہے دیکھا پہچانا اور اُسے کچھ نہین دیا دوسرے دن نمدے کو منھ پر رکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [52] تا گمان آئے الخ ۷ شعر تا گمان آئے کہ وہ نابینا ہے درمیان اندھون کے خود کو رکھا پس اسکو دیکھا اور کچھ اس کو نہ دیا اس گناہ کے سبب سے کہ اس نے سوال کیا تھا اس نے مکر کئے اور جب عاجز ہوا چادر اوڑھی مانند زنان باحیا کے وہ درمیان بیوؤن کے جا کر بیٹھا سر جھکایا اور اپنے ہاتھ پوشیدہ رکھے بھی اس کو پہچانا اور صدقہ نہ دیا اسکا مایوسی سے دل جلا پس وہ کفن والے کے پاس خود آیا کہ نمدے مین لپیٹ کر مجکو راہ پر رکھ منھ سے کچھ نہ کہنا اور نظر نہ رکھنا تاکہ صدر جہان اس جا گذر کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [53] ہے توقع الخ ۸ شعر امید ہے کہ وہ مردہ جانکر از بس زر رکھے کفن کے واسطے جو کچھ ملے مین تمکو آدھا دون اُس گدا یون نے ایسا ہی کیا اس کو نمدے مین لپیٹا اور رکھا راہ پر صدر جہان کے ظاہر جو کہ نمدے پر زر تھوڑا رکھا جلدی سے اپنا ہاتھ باہر رکھا تاکہ کفن والا وہ صلہ نہ لیوے اور تا وہ مکار چھپا نہ رکھے مردے نے کفن سے ہاتھ باہر کر کے ہاتھ کی خاطر اپنا سر نکالا اور صدر جہان سے کہا کیسے لیا کہ اے تو نے دروازہ بخشش کا مجھ پر بند کیا صدر جہان نے کہا کہ اے بے حیا جب تک تو نہ مرا فائدہ تجھ کو مجھ سے نہ ملا آگے اس کے حقائق ہین ۱۲

هر چه بدهد نیم آن بدهم بتو   همچنان کرد آن فقیر کد یه جو
در نمد پیچید و در راهش نهاد   معبر صدر جهان آنجا فتاد
چند زر انداخت بر روی نمد   دست بیرون کرد از تعجیل خود
تا نگیرد آن کفن خواه آن صله   تا نهان نکند از و آن ده وله
مرد از زیر کفن بر کرد دست   سر برون کرد از پی دست او ز پست
گفت با صدر جهان چون بستدم   ای ببسته بر من ابواب کرم
گفت لیکن تا نمردی ای عنود   از جناب من نبردی هیچ جود
سر موتوا قبل موت این بود   کز پس مردن غنیمت ها رسد
غیر مردن هیچ فرهنگ دگر   در نگیرد با خدا ای حیله گر
یک عنایت به ز صد گون اجتهاد   جهد را خوف است از صد گون فساد
وان عنایت هست موقوف ممات   تجربه کردند این ره را ثقات
بلکه مرگش بی عنایت نیز نیست   بی عنایت هان و هان جایی مایست
آن زمرد باشد این افعی پیر   بی زمرد کی شود افعی ضریر

جو ملے آدھا مین دون تمکو بھلا   ایسے ہی بس اُن گدا یون نے کیا
اُسکو نمدے مین لپیٹا اور رکھا   راہ پہ صدر جہان کے بر ملا
چند زر نمدے کے اوپر جو پھینکا   ہاتھ جلدی باہر بس اپنا کیا
تا کفن والا نہ لیوے وہ صلہ   تا نہ وہ مکار رکھ لیوے چھپا
مردے نے باہر کفن سے ہاتھ کر   ہاتھ کی خاطر نکالا اپنا سر
بولا یا صدر جہان لے لیا   بند در بخشش کا اے مجھ پر کیا
بولا جب تک تو نے مرا تو بیحیا   فائدہ تجکو نہین مجھ سے ملا
بھید[1] موتوا قبل موتوا کا یہی   کہ غنیمت پائی ہے بس مرگ سے
بس سوا مرنے کے دانش دوسری   نے ملاقی ہے خدا سے اے غبی
اک عنایت خوب ہے سو جہد سے   جہد کو سو آفتون کا خوف ہے
وہ عنایت مرگ پر موقوف ہے   تجربہ اس کا کیا عشاق نے
بلکہ مرنا بے عنایت بھی نہین   بے عنایت کے نہ ٹھہر ہرگز کہین
وہ زمرد ہووے یہ افعی پیر   بے زمرد کب ہووے یہ افعی ضریر

حکایت امرد و کوسہ در خانقاہ با لوطی و تدبیر امرد

امردی و کوسه در انجمن   آمدند و مجمعی بد در وطن
مشتغل ماندند قوم منتجب   روز رفت و شد زمان ثلث شب
زان غرب خانه نرفتند آن دو کس   هم بخفتند آن شب از بیم عسس
کوسه را بد بر زنخدان چار مو   لیک همچون ماه بدر بود رو

حکایت امرد و کوسہ کی خانقاہ مین ساتھ لوطی کے اور تدبیر امرد کی

امرد[2] اک اور کوسہ اندر بزم کے   خانقہ مین آئے جمع مرد تھے
قوم وہ مشغول تھی اندر خوشی   دن گیا اور رات پچھلی رہ گئی
وہ نہ اس خانہ سے تجرد سے گئے   خوف شحنہ سے وہ دونون سو رہے
ٹھوڑی پر کوسہ کے تھے بس چار بال   لیک منہ اسکا تھا روشن جون ہلال

[1] بھید آخر ۶ شعر راز موتوا قبل ان تموتوا کا یہ ہے کہ مرگ سے غنیمت پاتا ہے بس سوا مرنے کے دوسری دانش خدا سے نہین ملتی ہے ایک عنایت سو کوشش سے بہتر ہے کہ جہد کو سو آفتون کا خوف ہے بس وہ عنایت مرگ پر موقوف ہے کہ عشاق نے اس کا تجربہ کیا ہے بلکہ مرنا بغیر عنایت کے بھی نہین ہے بس بے عنایت کے ہرگز کہین نہ ٹھہر وہ مرگ زمرد ہی اور یہ نفس مار بوڑھا ہی کہ بغیر زمرد کے مار اندھا نہین ہوتا ہے یعنی مرنے سے غنیمت حاصل ہوتی ہے پس پہلے مرنے سے خود کو فنا کر کہ مقصد جلد حاصل ہو کہ بغیر فنا ہونے کے یار نہین ملتا ہے اور یہ سب موقوف ہے عنایت پر کہ کار بے عنایت کے نہین ہے آگے اس کی مثال مین حکایت امرد و کوسہ کی فرماتے ہین فافہم ۱۲

[2] امرد آخر ۵ شعر ایک امرد اور ایک کوسہ محفل مین اندر خانقاہ کے آئے کہ مرد جمع تھے وہ قوم مشغول تھی اندر خوشی کے دن گیا اور رات پچھلی رہ گئی وہ اس خانہ خالی سے نہ گئے بسبب خوف شحنہ کے اور وہ دونون سو رہے کوسہ کی ٹھوڑی پر چار بال تھے لیکن اسکا منہ روشن تھا مانند ہلال کے طفل امرد کی صورت زشت تھی کہ اپنے پیچھے وہ رکھتا تھا ایس خشت کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

کودکی امرد بصورت بود زشت	هم نهاد اندر پس خود بیست خشت	طفل امرد کی تھی صورت بسکہ زشت	اور رکھے تھا اپنے پیچھے بیس خشت
لوطیی دب برد شب از مکر ہی	خشتہا را نقل کرد آن مشتہی	[۱] قصد اک لوطی نے جب شب مین کیا	خشت اسکی پشت سے سب لین اُٹھا
دست بر کودک زد او از جا بجست	گفت ہی تو کیستی ای سگ پرست	ہاتھ ڈالا اُس سے چونکا طفل وہ	بولا ہین تو کون ہی ای زشت خو
گفت این بیست خشت چون برداشتی	گفت تو بیست خشت چون انباشتی	بولا کیون یہ بیس اینٹین لین اُٹھا	بولا بیس اینٹون کو تونے کیون رکھا
گفت ای فی النار خرس مردہ ریگ	ابلہ بی خاصیت مانند ریگ	[۲] بولا اسی فی النار خرس ای ہیچیا	احمق و بے خاصیت اک ریگسا
کودکی بیمارم و از ضعف خود	کردم اینجا احتیاط و منتقد	طفل ہون بیمار اپنے ضعف سے	احتیاط اس جا کرے اپنے لئے
گفت داری گر ز رنجوری تبی	چون نہ رفتی جانب دار الشفا	بولا گر رکھتا ہے بیماری گیا	کیون نہیں تو جانب دار الشفا
یا بخانہ یک طبیبی مشفقی	کو کشادی از سقامت مغلقی	یا طبیب مہربان کی گھر کی سو	کہ وہ کرتا دفع تیرے رنج کو
گفت آخر من کجا یارم شدن	کہ بہر جا می روم من ممتحن	[۳] بولا آخر تاب کیونکر لاؤن مین	کہ ہر اک جا آزمایا جاؤن مین
چون تو زندیقی پلیدی ملحدی	می برآرد سر بپیشم چون ددی	تجھ سا ملحد اور زندیق و پلید	جون درندہ لبس کرے جور شدید
خانقاہی کو بود بہتر مکان	من ندیدم یکزمان در وی امان	خانقہ کہ وہ ہے بہتر اک مکان	دیکھی اکدم مین نے اسمین نے امان
رو بمن آرند مستی خمر خوار	چشمہا بر نطفہ کف خایہ فشار	مجھ سے رغبت رکھیں تھوڑے بادہ خوار	چشم پر شہوت و خایہ جھاگ دار
وانکہ ناموسیست خود را زیر زیر	غمزہ و زد و مید ہد مالش بکیر	جو کہ ہے ناموس اسکو زیر زیر	غمزہ کر دیتا ہے مالش بکیر
یار مر ناموس را غیر نظر	نیست لیکن زین نظر دین پر خطر	[۴] یار با ناموس کو غیر نظر	نے ہے پر دین اس نظر سے پرخطر
خانقہ چون این بود بازار عام	چون بود خرگلہ و دیوان خام	خانقہ جب ایسی ہو بازار عام	کیسا ہو خرگلہ دیوان خام
خر کجا ناموس و تقوی از کجا	خر چہ داند خشیت خوف و رجا	خر کہان ناموس اور تقوی کہان	جانے کیا جز خوف و امید جہان
عقل باشد ایمنی و عقل جو	بر زن و بر مرد اما عقل کو	عقل ڈھونڈھے عقل کو او امن کو	مرد و زن پر ہو کہان اب عقل وہ
ور گریزم من روم سوی زنان	ہمچو یوسف افتم اندر امتحان	بھاگون گر جاؤن تو زنونکی سمت مین	مثل یوسف آؤن مین آفات مین
یوسف از زن یافت زندان و فشار	من شوم توزیع بر پنجاہ دار	زن سے یوسف قید و آفت مین پڑا	ٹکڑے ٹکڑے ہوؤن مین اندر بلا

[۱] قصد اک الخ ۲ شعر ایک لوطی نے جو شب مین قصد کیا سب خشتین اسکی پشت سے اُٹھالین جو اُسپر ہاتھ ڈالا وہ طفل چونکا کہا کہ ہین تو کون ہی ای زشت خو کہا کہ یہ بیس اینٹین کیون اٹھالین کہا کہ بیس اینٹون کو تونے کیون رکھا کہا کہ اسے خرس فی النار و ای ہیچیا و ای احمق و بے خاصیت ایک ایک کے مانند مین ایک طفل بیمار ہون اپنے ضعف سے اس جا احتیاط کرے اپنے واسطے کہا کہ اگر بیماری رکھتا ہے تو کیون نہین گیا جانب دار الشفا کے یا طبیب مہربان کے گھر کی طرف کہ وہ میرے رنج کو دفع کرتا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [۲] بولا الخ ۵ شعر کہا مین آخر بار کسکا ہوؤن کہ ہر ایک جا آزمایا جاؤن مین تجھ سا ملحد و زندیق و پلید مانند درندون کے کرتا ہی ظلم بڑا خانقاہ کہ وہ ایک بہتر مکان ہی مین نے ایکدم اسمین امن نہین دیکھی مجھ سے رغبت تھوڑے بادہ خوار رکھتے ہین کہ چشم پر شہوت و خایہ جھاگ دار رکھتے ہین جو کہ اس کی ناموس ہی زیر زیر غمزہ کرتا ہی اور کیر کو مالش دیتا ہی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ [۳] یار با ناموس کو الخ ۶ شعر یار با ناموس کو سوا نظر کے نہین ہے ولیکن پر دین اس نظر سے پرخطر ہے جب کہ خانقاہ ایسی بازار عام ہو تو خر گلہ دیوان خام کا کیسا ہوگا خر کہان اور ناموس و تقوی کہان جانے کیا جز خوف و امید جہان کی عقل ڈھونڈھے عدل کو اور امن کو مرد و زن پر اب وہ عقل کہان ہے یعنی اہل اللہ کو سوا دید نظر کے نہین ہے ولیکن اس نظر سے دین پرخطر ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے اگر بھاگون اور زنون کی سمت مین جاؤن یوسف کے مانند آفتون مین آؤن زن سے یوسف قید و آفت مین پڑا مین ٹکڑے ٹکڑے ہوؤن بلا مین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن زنان از جاہلی بر من تنند	او بدیشان قصد جان من کنند	جاہلی سے عورتیں مجھ پر گرین	اور شوہر اُن کے میری جان لین
من ز مردان چارہ دارم نے زنان	چون کنم چون شان از ینہم نے ازان	مرد سے نے زن سے ہین چارہ رکھوں	کیا کرون ہین یہ منشیے دون ہی ڈسے ہون
بعد ازان کودک بکوسہ بنگریست	گفت او با این دو مو از غم بریست	بعدہ کودک نے دیکھا کوسہ کو	بولا اس سے دو موسے چھوٹا غم سے تو
فارغست از خشت و از بیگار خشت	ور ز چو تو با دو مو خوش و کنا نیزشت	خشت سے تو چھوٹا اور بیگار خشت	تجھسا بےغیرت و بےشرم اور زشت
پر زنخدان چار مو بہر نمون	بہتر از سی خشت بہر امدن کون	چار مو رو پہ بنانے کے سلئے	خوب ہین تیس اینٹ گرد کرن سے
ذرہ سایۂ عنایت بہتر است	از ہزاران کوشش طاعت پرست	ذرہ سایہ عنایت خوب ہے	سیکڑون کوشش سے اور طاعت سے
زانکہ شیطان خشت طاعت بر کند	گر دو صد خشتست بود ابتر کند	کیونکہ شیطان اینٹ کو طاعت کی	گر ہون دو سو اینٹ خود ابتر کرے
با عنایت او ندارد زہرہ	تا ببازد خویشتن را بہرہ	وہ عنایت کی نہیں طاقت رکھے	بہرہ مند اپنے کو تاکہ وہ کرے
خشت اگر بسیار بنہادہ تو ہست	آن دو سہ مو از عطائے آن سوست	گر بہت اینٹین رکھیں تونے ہین	بال وہ دو تین جو حق سے ہین
در حقیقت ہر یکی مو زان ازان	خرد منگر ہمچو کوہی وان کلان	گو حقیقت مین وہ ہر اک بال ہے	چھوٹا مت گن ہے وہ مثل کوہ کے
کان امان نامہ صلہ شاہنشہی است	خلعت خانی قطب آگہیست	کہ امان نامہ صلہ ہے شاہ سے	خلعت خانی ہے قطب آگاہ سے
تو اگر صد قفل بنہی بر دری	بر کند آن جملہ را خیرہ سری	قفل دروازے پہ گر تو سو رکھے	سکو دم مین بیحیا وہ توڑ دے
شحنہ از موم گر مہرے کند	پہلوانان را ازان دل بشکند	مہر کردے کوتوال اک موم سے	اس سے دل سب پہلوانونکا ڈرے
آن دو سہ تار عنایت ہمچو کوہ	سد شدہ چون فر سیما در وجوہ	چند وہ تار عنایت مثل کوہ	سد ہوسا جون فر سیما در وجوہ
خشت را بگذار ای نیکو سرشت	لیک ہم ایمن نخسپ از دیو زشت	اینٹ کو تو توڑ دے اے نیک ہے	لیکن ایمن تو نہ ہو اس دیو سے
رو دو تا موزان کرم در دست آر	وانگہان ایمن نخسپ و غم مدار	جائے وہ دو تار بس حاصل تو کر	اس دم ایمن سو نکر غم اے پسر
نوم عالم از عبادت بہ بود	آن چنان علمیکہ مستنبہ بود	خواب عالم کی عبادت سے خوش ہے	اس طرح کا علم کہ واقف کرے

سلہ جاہلی سے آخر ے شعر مجھ پر عورتین جاہلی سے گرین اور اُن کے شوہر میری جان لین مین مرد سے و نہ زن سے چارہ رکھون مین کیا کرون کہ اُن سے ہون بعدہ طفل نے کوسہ کو دیکھا کہا کہ اس دو بال سے تو غم سے چھوٹا تو خشت سے چھوٹا اور بیگار خشت سے اور تجھ سا بےغیرت و بےشرم و زشت کون ہے تیس اینٹ گرد کرنے سے چار بال منھ پر بنانے کیواسطے خوب ہے آگے حقائق ہین ذرّہ سایۂ عنایت کا خوب ہے سیکڑون کوشش و طاعت سے کیونکہ شیطان اینٹ کو طاعت کی نے اگرچہ دو سو اینٹ ہون ابتر کرے یعنی عنایت بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ عنایت آخر ے شعر وہ عنایت کی طاقت نہ رکھے تاکہ وہ اپنے کو بہرہ مند کرے اگرچہ تونے بہت اینٹین رکھیں وہ بال دو تین بخشش سے ہین وہ ہر ایک بال حقیقت مین کوہ ہے کہ امان نامہ شاہ سے صلہ ہے اگر تو سو قفل دروازے پر رکھے وہ بےحیا دم بھر مین توڑ دے آگے اسکی مثال ہے کوتوال ایک مہر کردے موم سے اُس سے دل پہلوانون کا ڈرے وہ چند بال عنایت کے سد ہوے مانند فر پیشانی کے منھ پر اے نیک ہے تو اینٹ کو چھوڑ دے ولیکن اُس دیو سے تو ایمن یعنی بال عنایت کے بہتر ہین مکر دیو مکار سے ایمن نہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ جاکے وہ آخر ے شعر تو جاکے وہ دو تار حاصل کر اس دم ایمن ہو اور غم نکر خواب عالم کی عبادت سے خوش ہے اس طرح کا علم کہ واقف کرے یعنی خواب عالم عارف کا عبادت سے مگر وہ علم اسکو حاصل ہو کہ واقف کرے آگے مثال ہے تیراک کا سکون تیرنے مین بہتر ہے کہ دست و پا ہلانے بے تیرنے والا کہ تیرنے مین دست و پا ساکن رکھین بے تیرنے والے سے تب بھی وہ بہتر چلین تیراک تھم کی مانند کھڑا رہتا ہے اور بے تیرنیوالا دست و پا مارتا ہے وہ ڈوبتا علم ایک دریا بیحد و کنار ہے اور طالب علم ایک غواص بحر ہو اگر ہزار دن برس اسکی عمر ہو وہ ہرگز جستجو نہیں چھوڑیگا یعنی طالب علم دریائے علم مین گوہر مقصود پاتا ہے اور والہوس ڈوبتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن سکون سابح اندر آشنا — بہ ز جہد اعجمی با دست و پا
دست و پا ساکن بآسانی در سباح — میرود زاں اعجمی تا انقطاع
میرود سباح ساکن چون عمد — اعجمی زد دست و پا و غرق شد
علم دریائیست بیحد و کنار — طالب علمست غواص بحار
گر ہزاران سال باشد عمر او — می نگردد سیر او از جستجو

تیرنے مین خوش سکون تیراک کا — کہ ہلائے دست و پا نا آشنا
تیرنے مین دست و پا ساکن کھڑے — نا شناسے تب [illegible]
مثل تھم تیراک رہتا ہی کھڑا — دست و پا مارے وہ [illegible]
علم اک دریا ہے بیحد و کنار — طالب العلم اک ہی غواص [illegible]
گر ہزارون سال اسکی عمر ہو — وہ نہین چھوڑیگا ہرگز جستجو

در بیان حدیث کہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است منہومان لایشبعان طالب الدنیا و طالب العلم

تفسیر اس حدیث کی کہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے منہومان لایشبعان طالب الدنیا و طالب العلم

کان رسول حق بگفت اندر بیان — اینکہ منہومان ہما لایشبعان
طالب الدنیا و توفیراتہا — طالب العلم و تدبیراتہا
پس درین قسمت چو بکشادی نظر — غیر این دنیا بود علم ای پدر
غیر دنیا پس چہ باشد آخرت — کت کند زین جا و گردد رہبرت
غیر دنیا آخرت باشد یقین — کان برد زینجا ت آنجا ای امین

کہ کیا ہے مصطفے نے یہ بیان[۱] — یہ کہ منہومان ہما لایشبعان
طالب دنیا و غیرہ لازمے — طالب العلم اور تدبیرات سے
کھولی اس قسمت پہ تونے جو نظر — غیر اس دنیا کے ہی علم ای پدر
غیر دنیا آخرت ہے اور ہی کیا — کہ سبقتے بیان نہ رکہ ہو پیشوا
غیر دنیا آخرت ہے ای جوان — کہ یہان سے تجکو لیجائے وہان

بحث شاہزادگان با ہمدیگر دران قضیہ و مقابلہ برادر بزرگ تر

بحث کرنا شاہزادونکی باہم اس ماجرے مین اور مقابلہ کرنا بڑے بھائی سے

رو بہم کردند ہر سہ مفتتن — ہر سہ ایک رنج و یک درد و حزن
ہر سہ در یک فکر و یک سودا ندیم — ہر سہ از یک رنج و یک علت سقیم

تینون متوجہ بہم عاشق ہوئے[۲] — تھے وہ تینون مبتلا اک رنج سے
تینون وہ اک فکر اک سودا مین تھے — تینون تھے وہ اندر ایک ہی رنج کے

[۱] کہ کیا ہے الخ ۵ شعر کہ مصطفے صلعم نے فرمایا ہے یہ کہ ترجمہ دو حریص ہین کہ ہرگز سیر نہین ہوتے ہین طالب دنیا اور طالب علم اور تدبیرات سے تو نے اس قسمت پر نظر جو کھولی سو اس دنیا کے آخرت ہے اور کیا ہے کہ تجھے مار کر پیشوا ہوا دنیا کے آخرت ہے کہ تجکو یہان سے لیجائے وہان پر یعنی دنیا کے سوا آخرت ہے کہ تجکو یہان سے وہان لیجائے آگے شاہزادون کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۲] تینون الخ ۵ شعر تینون عاشق باہم متوجہ ہوئے کہ وہ تینون ایک رنج مین مبتلا تھے وہ تینون ایک فکر دشوار مین تھے اور وہ تینون ایک رنج مین مبتلا تھے تینون کو خاموشی مین ایک خطرہ اور ان کو سخنگوئی مین حجت وہ تینون ایک دم آنسو بہاتے اور جوان مصیبت مین خون روتے وہ تینون کس آتش دل سے دم بھر جمر کے مانند آہ با سوز مارتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

درخموشی ہر سہ را خطرت یکے ۔ در سخن ہم ہر سہ را حجت یکے
خطرے بس تینوں کو خاموشی میں ایک ۔ اُن کو اور حجت سخنگوئی میں ایک

یک زمانی اشک ریزان ہر سہ شان ۔ بر سر خوان مصیبت خونفشان
ایکدم آنسو بہاتے دونوں وہ ۔ روتے خون خوان مصیبت پر نکو

یک زمان از آتش دل ہر سہ کس ۔ بر زدہ باسوز چون مجمر نفس
آتش دل سے وہ دم بھر تینوں کس ۔ مارتے باسوز چون مجمر نفس

آن بزرگین گفت کای خوان خیر ۔ ما نہ بر بودیم اندر نصح غیر
[۵۱] وہ بڑے کو بولے کای بھائی مرے ۔ ہم نصیحت مین نہ ز تھے غیر کے

از حشم ہر کہ بما کردی گلہ ۔ از بلا و خوف و فقر و زلزلہ
ہم سے جو لشکر کا کرتا تھا گلہ ۔ باعث خوف و بلا و زلزلہ

ما ہمی گفتیم کم نال از خرج ۔ صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
ہم نہین کہتے کہ رو کم با خرج ۔ صبر کر کالصبر مفتاح الفرج

آن کلید صبر را اکنون چہ شد ۔ ای عجب منسوخ شد قانون چہ شد
صبر کی کنجی ہماری کیا ہوئی ۔ کیون ہوا قانون منسوخ ای اخی

ما نمی گفتیم کاندر کشمکش ۔ آتش اندر رہ ہمچو زر خندیم خوش
ہم نہین کہتے کہ اندر کشمکش ۔ جون زر خندان ہین ہم آتش مین خوش

ہر سپہ را وقت تنگا تنگ جنگ ۔ گفتہ ما کہ ہین مگردانید رنگ
ہر سپہ کو وقت تنگا تنگ جنگ ۔ کہتے ہم کہ پھیر نامت اپنا رنگ

آن زمان کہ بود اسپان را وطا ۔ جملہ سرہا بد بریدہ زیر پا
اُس زمان کہ اسپ کا یلغار تھا ۔ اور بریدہ جملہ سر تھے زیر پا

ما سپاہ خویش را ہی ہی کنان ۔ کہ بہ پیش آئید فا ہر چون سنان
[۵۲] ہم سپہ اپنی کو کہتے ہوشیار ۔ کہ بڑھو تم آگے مثل ذوالفقار

جملہ عالم را نشان دادہ بصبر ۔ زانکہ صبر آمد چراغ و نور صدر
جملہ اس عالم کو سکھلایا ہے صبر ۔ کیونکہ صبر آیا چراغ نور صدر

نوبت ما شد چہ خیرہ سر شدیم ۔ چون زنان زشت در چادر شدیم
نوبت اپنی آئی جب حیران ہوئے ۔ چون زنان چادر کے اندر ہم چھپے

ای دلی کہ جملہ را کردی تو گرم ۔ گرم کن خود را و از خود دار شرم
اے دلا کرتا تھا جو تو سبکو گرم ۔ گرم کر خود کو و رکھ اپنے سے شرم

ای زبان کہ جملہ را ناصح بدے ۔ نوبت تو گشت از چہ تن زدے
اے زبان کہ سبکی جو ناصح تو تھی ۔ آئی نوبت تیری کیون خامش ہوئی

ای خرد کو پند شکر خائے تو ۔ دور تست این دم چہ شد ہیہات تو
[۵۳] اے خرد کان ہے نصیحت خوش تری ۔ عقل تیری کیا ہوئی ہیہات ری

ای زدلہا بردہ صد تشویش را ۔ نوبت تو شد بجنبان ریش را
اے دلون سے لی ہی سو تشویش کو ۔ تیری نوبت ہے ہلا تو ریش کو

از عوی ریش از کنون دزدیدہ گا ۔ پیش از این بر ریش خود خندیدہ
اب چرا تا ریش ہے تو شرم سے ۔ پہلے اس سے تو ہنسا ہو ریش پے

---

۵۱ وہ بڑے کو الخ ۵ شعر وہ بڑے بھائی سے بولے کہ اے بھائی میرے ہم نصیحت مین غیر کے نہ تھے جو کوئی ہمسے لشکر کا گلہ کرتا تھا باعث خوف وبلا و زلزلہ کے ہم نہین کہتے تھے کہ نالہ کم کر خرج سے اور صبر کر کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے ہماری صبر کی کنجی کیا ہوئی اور کیون قانون منسوخ ہوا ہم نہین کہتے تھے کہ کشمکش مین زر خندان کی مانند آتش مین خوش ہین ہر سپاہ کو وقت تنگی جنگ کے ہم کہتے تھے کہ اپنا رنگ مت پھیرنا اسوقت اسپون کا یلغار تھا اور جملہ سر بریدہ زیر پا تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ ہم سپہ اپنی کو الخ ۵ شعر ہم اپنی سپاہ کو کہتے تھے ہوشیار ہو کہ آگے بڑھے تم مانند ذوالفقار کے جملہ اس عالم کو صبر سکھلایا ہے کیونکہ صبر چراغ و نور صدر کا آیا ہے جب اپنی نوبت آئی حیران ہوئے اور عورتون کے مانند چادر مین چھپے اے دل جو تو سب کو گرم کرتا تھا اب خود کو گرم کر اور اپنے سے شرم رکھ اے زبان کہ تو جو سب کو ناصح تھی اب تیری نوبت آئی تو کیون خاموش ہوئی یعنی اسے دل و زبان تو دوسرون کو نفع دیتی تھی اب خود آراستہ کر کہ نصیحت غیر سے خود کی نصیحت کرنا بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ اے خرد الخ ۶ شعر اے خرد لینے کی نصیحت کہان ہے اب تیرا دور ہے چپ کیون ہوئی اے تو نے دلون سے سو تشویش لے لیا ہے اب تیری نوبت ہے تو ریش کو ہلا اب تو چرا لے ریش کو شرم سے ہے اس سے تو پہلے ہنسا ریش پر ہے تو دوسرون کے درد کا درمان تھا اب درد تیرا مہمان ہوا تو کیون چپ ہے دوسرون کی پند کے وقت ہائے ہائے اور عورتون کے مانند اپنے غم مین واے واے تیرا کام تھا سپاہ پر چیختا تھا بس تو چیخ آواز کیون تیری بند ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون بدرو دیگران درمان بدی		درد مهمان تو شد چون تن زدی
وقت پند دیگرانی هائے هائے		در غم خود چون زنانی وائے وائے
بانگ بر لشکر زدن بد ساز تو		بانگ بر زن چه گرفت آواز تو
آنچه پنجه سال بافیدی بهوش		زان نسیج خود بغلطاتی بپوش
از نوایت بانگ باران بود خوش		دست بیرون آرد گوش خود بکش
سر بدے پیوسته خود را دم مکن		پا و دست و ریش و سبلت گم مکن
بازیی آن تست بر روی بساط		خویش را در طبع آرد بر نشاط
این حکایت گوش کن ای با خرد		تا بدانی اندرین معنی سند

توتھا درمان دوسرن کے درد کو		درد ہوا مہمان کیون ہو چپ ست تو
دوسرون کی پند کے وقت ہائے ہائے		مثل زن کے اپنے غم مین وائے وائے
کام تیرا تھا سپہ پہ چیخنا		چیخ بند آواز کیون ہے ا بترا
ہوش سے پنجہ برس جو کچھ بنا[۱]		اُس نے اپنے سے تو پہن اب قبا
بانگ باران خوش نوا تیری سی تھی		کان کھینچ اور ہاتھ باہر لا : خی
تو ہمیشہ سر تھا خود کو دم نہ کر		ہاتھ پاؤن مونچھ داڑھی گم نہ کر
ہے بساط اوپر یہ بازی آپ کی		خود کو خوش کر اور دے خود کو خوشی
یہ حکایت سن تو اے صاحب خرد		تا کہ اس معنی مین تو جانے سند

بہ مجلس کشیدن بادشاہی فقیہی را بہ زخم مشت بطبع آوردن

ذکر اُس بادشاہ کا کہ ایک دانشمند کو کراہت سے مجلس مین بٹھایا

بادشاہی مست اندر بزم خوش		میگذشت آن یک فقیہی بر درش
کرد اشارت کش درین مجلس کشید		وز شراب لعل در خودش دہید
چون کشیدندش بشہ بے اختیار		نشست در مجلس ترش چون نیش مار
عرضہ کردش می نہ پذرفت او ز خشم		از شہ و ساقی بگردانید چشم
کہ بعمر خود نخوردستم شراب		خوشتر آید زین شرابم زہر ناب
ہین بجائے مے مرا زہرے دہید		تا من از خویش و شما زین وارہید
مے نخورده عربده آغاز کرد		گشت در مجلس گران چون مرگ و درد

ایک شہ[۲] تھا مست اندر بزم کے		اک فقیہ در پہ سے گذرا اس جگھے
کی اشارت کہ اسے مجلس مین لا		اور شراب لعل بس اس کو پلا
جو بلایا اس کو پیش شہریار		بیٹھا مجلس مین ترش جون نیش مار
جو کہا اُس نے نہ مانا خشم سے		پھیر اُمنہ اس ساقی و شہ سے وے
کہ نہ کھائی عمر بھر مین نے شراب		خوشتر اس مے سے مجھے ہے زہر ناب
مجکو اب اس مے کی جا تم زہر دو		تا مین اپنے سے و تم مجھسے چھٹو
مے نہ کھائی اور شروع تکرار کی		بزم مین جون مرگ و رنج آفت ہوئی

[۱] ہوش سے الخ ۵ شعر پچاس برس ہوش سے جو کچھ بنا تو اس بننے سے اپنے پہن قبا بانگ باران کی خوش نوا تیری سی تھی کان کھینچ اور ہاتھ باہر لا تو ہمیشہ سر تھا خود کو دم نہ کر ہاتھ پاؤن اور مونچھ داڑھی گم نہ کر بساط پر اب بازی تیری ہے خود خوشی کر اور خود کو خوشی دے یہ حکایت تو سن اے صاحب خرد تاکہ اس معنی مین تو جانے سند یعنی اول تو دوسرون کو نفع پہونچاتا تھا اب تو خود عاجز و ناچار ہے بس تو نے جو کچھ تمام عمر کیا سب اس کا ثمرہ پایا اب وقت تیرا اور خود کو خوش کر آگے حکایت فقیہ کی مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

[۲] ایک شہ تھا الخ ۷ شعر ایک شاہ بزم مین مست تھا اُس جا ایک فقیہ در پر سے گذرا اشارہ کیا کہ اسے مجلس مین لا اور شراب لعل اس کو پلا جو اس کو آگے شہریار کے بلایا مجلس مین خوش بیٹھا مانند زہر مار کے جو اُس نے کہا خشم سے مارا اور منھ پھیرا اُس ساقی و شاہ سے مین نے عمر بھر شراب نہین کھائی مجھے اس شراب سے زہر ناب خوشتر ہے تم اس شراب کی جا مجکو زہر دو تاکہ مین خود سے اور تم مجھ سے چھٹوں شراب نہ کھائی اور تکرار شروع کی بزم مین مرگ و رنج کے مانند آفت ہوئی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

هیچ اہل نفس و اہل آب و گل / در جہان بنشست با اصحاب دل
حق ندارد ناصحکان را در کمون / از مے ابرار جز در یشربون
عرضہ می دارد بر محجوب جام / حس نمی یابد از و غیر از کلام
رو ہمی گرداند از ارشاد شان / کہ نمی بیند بدیدہ داد شان
گر بگوشش تا بحلقش رہ بدی / سر نصیحت اندر درونش در شدی
چون ہمہ نارست جانش نیست نور / کافگنند در نار سوزان چون قشور
مغز بیرون ماند و قشر گفت رفت / کے شود از قشر معدہ گرم و تفت
نار دوزخ جز کہ قشر افشا نیست / نار را با ہیچ مغزی کار نیست
ور بود بر مغز ناری شعلہ زن / بہر پختن دان و بہر سوختن
تا کہ باشد حق حکیم این قاعدہ / مستمر آن در گذشتہ و آمدہ
مغز نغز و قشر ہا مغفور ازو / مغز را پس چون بسوزد دور ازو
از عنایت گر بکوبد بر سرش / اشتہا آرد شراب احمرش
ور نکوبد ماند او بستہ دہان / چون فقیہ از شرب و بزم این شہان
شاہ با ساقی بگفت ای نیک پے / چہ خموشی دہ بطیعش آر ہی
ہست پنہان حاکمی بر ہر خرد / ہر کرا خواہد بہ فن از خود برد
آفتاب مشرق و تنویر او / چون اسیران بستہ در زنجیر او
چرخ را چرخ اندر آرد در زمن / چون بجوانند در دماغش نیم فن

مثل[۵۱] اہل نفس و اہل آب و گل / وہ جہان مین بیٹھا با اصحاب دل
حق نے خاصون کو رکھے پنہان زبون / بادۂ ابرار سے جز یشربون
کرتے ہین محجوب پر ظاہرہ جام / حس نہین باقی ہے اُنسے کچھ کلام
پھیرتے ارشاد اُنکے سے ہین منہ و / کہ نہ دیکھین اُنکے جود و داد کو
کان سے تا حلق ہوتی رہ اگر / پس نصیحت دل مین باقی وہ مگر
جو ہین بالکل نار جان اُنکے نہ نور / مثل چھلکا نار مین ڈالین ضرور
مغز باہر رہ گیا چھلکا گیا / معدہ کب چھلکے سے ہو گرم و صفا
نار[۵۲] دوزخ پوست سے سلگے ہے جو / مغز سے نے کام ہے کچھ نار کو
شعلہ زن گر نار ہووے مغز پے / واسطے پختن کے ہے نے سوختن کے
حق حکیم اس قاعدہ کا جبکہ ہے / اسکو جاری تو ہمیشہ جان لے
اس سے مغز و پوست سب مغفور ہے / مغز کو کیونکر جلائے جرم سے
گر عنایت سے وہ سر پر ڈالدے / بادہ احمر اشتہا پیدا کرے
گر نہ ڈالے وہ رہے بستہ دہان / جون فقیہ پینے سے محفل مین شہان
شہ[۵۳] نے ساقی سے کہا اے نیک پے / کیون ہے چپ کر تو مطیع اور اسکو
ہر خرد پر ایک ہے حاکم نہان / چاہے جسکو دفن کردے اسکو ہان
آفتاب مشرق اور اُس کی ضیا / اسکی زنجیرون کا جون قیدی بندھا
چرخ کو چکر مین لائے اس جگھے / کان مین گر اسکے کچھ دم پھونکدے

---

۵۱ مثل اہل اللہ الخ ے شعر اہل نفس اہل آب و گل کے مانند وہ جہان مین بیٹھا ساتھ اصحاب دل کے حق تعالیٰ خاصون کو پنہان و زبون نہین رکھتا ہے بادہ ابرار سے سوا پینے والے کے محجوب کرتے ہین و لیکن ظاہر و خام حس نہین باقی ہے اُن سے بجز کلام کے ان کے ارشاد سے منہ پھیرتے ہین کہ انکے جود و داد کو دیکھین کان سے حلق تک اگر راہ ہوتی تو وہ نصیحت دل مین سماتی جو بالکل نار ہین انکی جان نور نہین ہے چھلکے کے مانند نار مین ضرور ڈالین مغز باہر رہگیا چھلکا گیا معدہ کب چھلکے سے گرم و صاف ہے یعنی نا اہل صحبت اہل اللہ سے فائدہ یاب نہین ہوتے کیونکہ وہ ناری ہین انکی جان نور نہین، ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ نار دوزخ الخ ے شعر جو نار دوزخ پوست سے سلگتی ہے مغز سے نار کو کچھ کام نہین ہے اگر مغز پر شعلہ زن نار ہووے واسطے پختن کے ہے نہ اُس وقت جب کہ حق حکیم اس قاعدہ کا ہے تو اس کو ہمیشہ جاری جان لے اس سے مغز و پوست سب مغفور ہے مغز کو کیونکر جلائے جرم سے اگر وہ عنایت سے سر پر ڈالدے شراب سرخ اشتہا پیدا کرے اگر نہ ڈالے وہ بستہ رہے مانند فقیہ کے یہان محفل مین پینے سے یعنی شراب ابرار حق اپنے خاصون کو دیتا ہے اور یہ شراب ظاہری اگر کسیکو دے تو نفع پیدا کرے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ شہ نے الخ ے شعر شاہ نے ساقی سے کہا کہ تو کیون چپ ہے مطیع کر اور اس کو شراب دے آگے حقائق ہین ہر ایک خرد پر ایک حاکم پوشیدہ ہے وہ جسے فن سے بیخود کرے اُس کے یہان آفتاب مشرق اور اس کی ضیا اسکی زنجیرون کا مانند قیدی کے بندھا ہے چرخ کو چکر مین ڈالے اس جگہ اگر اسکے کان مین کچھ دم پھونکدے عقل نے کہ اور ایک عقل کو پھانسا نزد کا وہ آشنا ہو جیسے آگے رجوع بقصہ ہے تھپڑ مار کر کہا اس سے کہ لے شراب پی لے اس نے تھپڑ کے خوف سے مست و خوش و خندان وہ مانند گلشن کے ہوا مسخراپن اور ہنسی کرنے لگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عقل کو عقل دگر را سخرہ کرد　　مہرہ زود آرد و ہست استاد نرد
عقل نے کہ پھانسا اور اک عقل کو　　مہرہ جیسے نرد کا استاد دو

چند سیلی بر سرش زد گفت گیر　　در کشید از بیم سیلی آن زحیر
مار کر تھپڑ کہا اس سے کہ لے　　پی لی مے تھپڑ کے اس نے خوف سے

مست گشت و شاد و خندان بیخ باغ　　در ندیمی و مضاحک رفت و لاغ
مست و خوش خندان و چون گلشن ہوا　　مسخراپن اور ہنسی کرنے لگا

شیر گیر و خوش شد انگشتک بزد　　سوے مبرز رفت تا میزک کند
اور بجاتا چٹکیان خوش ہو کے وہ[1]　　پائخانہ مین گیا پیشاب کو

یک کنیزک دید در مبرز چو ماہ　　سخت زیبا رخ ز قرناقان شاہ
دیکھی لونڈی پائخانہ مین جو ماہ　　کہ حسین اور تھی خواص بادشاہ

چون بدید او را دہانش باز ماند　　عقل رفت و تن ستم پرداز ماند
اسکو جو دیکھا پھٹا منھ رہ گیا　　عقل زائل جسم آفت مین پڑا

عمرہا بودہ عزب مشتاق و مست　　بر کنیزک در زمان بر زد دو دست
تھا مجرد عمر سے مشتاق و مست　　ڈالا اس لونڈی پہ اسدم اسنے دست

بس طپید آن دختر و نعرہ فراشت　　بر نیاید با وی و سودی نداشت
تڑپی اور چیخی وہ لونڈی بس مرا　　نے بچی اس سے نہ اور کچھ بن پڑا

زن بدست مرد در وقت لقا　　چون خمیر آمد بدست نانوا
مرد کے زن ہاتھ مین وقت لقا　　جیسے آٹا گوندھے دست نانوا

بسرشد گاہیش نرم و گہ درشت　　زو بر آرد چاق چاقی زیر مشت
گاہ سخت اور گاہ نرم آٹا گندھے　　اور فچا فچ نکلے نیچے مشت کے

گاہ بہنش وا کشد بر تختہ[2]　　درہمش آرد گہی ہر لحظہ
گاہ تختے پہ[2] اسے چوڑا کرے　　اور سمیٹے گہ اسے ہر سمت سے

گاہ در وے ریزد آب و گہ نمک　　از تنور و آتشش سازد محک
گاہ ڈالے اسمین پانی گہ نمک　　اور کرے تنور آتش سے محک

اینچنین پیچید مطلوب و طلب　　اندرین لعبند مغلوب و غلوب
یون لپیٹے طالب و مطلوب ہین　　کھیلتے یون غالب و مغلوب ہین

این لعب تنہا نہ شو را باز نست　　ہر عشیق و عاشقی را این فن است
زن سے شو تنہا نہین اس کھیل مین　　عاشق و معشوق سب یہ فن رکھین

از قدیم و حادث و عین و عرض　　پیچشے چون ویس و رامین مفترض
پس قدیم و حادث و عین و عرض　　ویس رامین سا لپٹنا ہے فرض

لیک لعب ہر یکے رنگے دگر　　پیچش ہر یک ز فرہنگے دگر
کھیل ہر اک کا ہے اور ہی رنگ پے　　وصل ہر اک کا ہے اور ہی عقل سے

شوی و زن را گفتہ شد بہر مثیل　　کہ مکن ای شوی زن را بد سبیل
شوہر و زن کو[3] مثالاً ہے کہا　　کہ نہ کر عورت کو اے شوہر خفا

[1] اور بجاتا الخ ے شعر چٹکی بجانے لگا وہ خوش ہو کر اور پائخانے مین پیشاب کو گیا ایک لونڈی ماہ کے مانند پائخانے مین دیکھی کہ حسین اور خواص بادشاہ تھی جو اس کو دیکھا منھ پھٹا رہ گیا عقل زائل ہوئی اور جسم آفت مین پڑا ایک عمر سے مجرد و مشتاق و مست تھا اس دم اس نے لونڈی پر ہاتھ ڈالا وہ لونڈی تڑپی و چیخی بس مرا مگر اس سے نہ بچی اور کچھ نہ بن پڑا امثال ہیں زن و مرد کی ہاتھ مین وقت لقا کے جیسے آٹا گوندھے دست نانبائی کبھی سخت و کبھی نرم آٹا گوندھے اور چقاچق زیر مشت سے نکلے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ [2] گاہ تختہ پر الخ ے شعر کبھی تختہ پر اسے چوڑا کرے اور کبھی سمیٹے اسے ہر سمت سے کبھی اس مین پانی ڈالے اور کبھی نمک اور تنور آتش سے کسوٹی کرے طالب و مطلوب یون لپیٹے ہین اور یون غالب و مغلوب کھیلنے مین زن سے شوہر اس کھیل مین تنہا نہین ہے سب عاشق و معشوق یہ فن رکھتے ہین پس قدیم و حادث و عین و عرض کہ ویس و رامین کے مانند لپٹنا فرض ہے ہر ایک کا کھیل اور ہی رنگ پر ہے اور وصل ہر ایک کا اور ہی عقل سے ہے یعنی زن و شوہر بھی اس مین نہین ہین بلکہ سب عاشق و معشوق یہی فن رکھتے ہین آگے اس کا بیان ہے فافہم ١٢ [3] شوہر و زن کو الخ ے شعر شوہر و زن کو مثالاً کہا ہے کہا مر شوہر عورت کو خفا نہ کر رات پہلی ہاتھ دلہن کو دیا ایک خوش امانت تیرے ہاتھ مین جو تو اے نیک بخت اس سے کرے ساتھ نیک و بد کے وہ خدا تجھسے کرے آگے حقائق ہین یہ زن دنیا کہ اس کا تو مست ہے وہ امانت تیرے ہاتھ مین حق نے دی ہے یعنی حق نے زن دنیا کو مثل عورت کے تجھے امانت دی ہے پس تو اس امانت کو موجب حکم کے رکھ آگے رجوع بقصہ ہے پس فقیہ کی وہان از راہ بیخودی نہ پاکیزگی رہی اور نہ زاہدی وہ فقیہ اگر چہ وہ روش پر گر پڑا اسکی آتش سے وہ پنبہ جلا جان سے جان اور تن سے تن باہم ملے جیسے مرغ بسمل تڑپے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢

آن شب گردک زنگادست او	خوش امانت داوش اندر دست تو	رات پہلی ہاتھ دلہن کا دیا	خوش امانت ہاتھ مین تیرے بھلا
کانچہ تو با او کنی اے معتمد	از بد و نیکی خدا با تو کند	جو کہ تو اے نیک بخت اس سے کرے	نیک و بد سے وہ خدا تجھ سے کرے
این زن دنیا کہ ہست او دست تو	حق امانت دادش اندر دست تو	یہ زن دنیا کہ اسکا تو ہے مست	وہ امانت حق نے دی تیرے بدست
حاصل آنجا آن فقیہ از بیخودی	نے عفیفی ماندش و نے زاہدی	پس فقیہ کی وان پہلے از رہ بیخودی	نے رہی پاکیزگی نے زاہدی
آن فقیہ افتاد بر آن حور زاد	آتش او اندر آن پنبہ فتاد	وہ فقیہ اُس حور وش پہ گر پڑا	اسکی آتش سے وہ پس پنبہ جلا
جان بجان پیوست و قالبہا چنید	چون دو مرغ سر بریده می طپید	جان سے جان اور تن سے تن باہم ملے	مرغ بسمل تڑپتے وہ جس طور سے
چہ سقایہ و چہ ملک چہ ارسلان	چہ حیا چہ دین چہ خوف و بیم جان	[۱] کیا سقایہ کیسا ملک کیا ارسلان	کیا حیا کیا دین اور کیا خوف جان
چشم شان افتاد اندر عین عین	نے حسن پیدا شد آنجا نے حسین	اور پڑی آنکھ انکی اندر عین عین	نے حسن پیدا ہوا وان نے حسین
یافت ہر یک شان از آن دیگر مراد	طبع ہر یک خرم و دل گشت شاد	پائی ہر اک نے بہم اور ہی مراد	طبع خوش اور دل ہوا ہر اک کا شاد
شد دراز و کو طریق بازگشت	انتظار شاه ہم از حد گذشت	لوٹ آنے مین بہت عرصہ ہوا	انتظار اُس شاہ کا حد سے گیا
شاه آمد تا ببیند واقعہ	یافت آنجا زلزلہ و القارعہ	شاہ آیا تا کہ دیکھے واقعہ	پایا وان یہ ماجرا یہ مخمصہ
آن فقیہ از جائے بر جست و برفت	سوی مجلس جام مے بربود تفت	وہ فقیہ اس جا سے بھاگا اور گیا	سوے مجلس جام مے جلدی پیا
شہ چو دوزخ پر شرار و پر نکال	تشنۂ خون دو جفت بد فعال	[۲] مثل دوزخ شاہ آتش سے بھرا	خون کا پیاسا دونون بد فعال کا
چون فقیہش دید پر از خشم و قہر	تلخ و خونی گشتہ ہمچون جام زہر	جو فقیہ نے دیکھا پر غصہ و قہر	تلخ اور خونی ہوا جون جام زہر
بانگ زد بر ساقیش کای گرم کار	چہ نشستی خیره ہین در طبعش آر	بولا بس ساقی سے وہ ای نیک خو	بیٹھا کیون حیران مطیع کر شاہ کو
خنده آمد شاه را گفت ای کیا	آمدم با طبع آن دختر ترا	شہ ہنسا اور بولا خود ای نیک پے	مین مطیع ہون اور وہ دی دختر تجھے
بادشاہم کار من عدلست و داد	زان خورم کہ یار را ہم دہم زاد	مین ہون شہ اور کام میرا عدل ہے	جو مین کھاؤن یار کو دون جود سے
آنچہ آن را می خورم از نوش خوش	میدہم در خورد یار از تیج و ترش	جسکو مین کھاتا ہون شیرین یا ترش	یار کو دیتا ہون کھانے کو اسے
آنچہ آن را می نخورم ہمچو نوش	کے دہم آن را بخورد یار و نوش	جسکو مین کھاتا نہیں ہون جون غذا	یار کو کب دون مین کھانیکو بھلا

سلہ ۱ کیا سقایہ الخ ۶ شعر کیا سقایہ اور کیا ملک اور کیا ارسلان کیا حیا کیا دین اور کیا خوف جان انکی آنکھ پڑی اندر عین عین کے اور نہ حسن وہان پیدا ہوا نہ حسین ہر ایک نے اور ہی مراد پائی ہر ایک کا دل شاد اور طبع خوش ہوئی لوٹ کر آنے بہت عرصہ ہوا اور اس شاہ کا انتظار حد سے گیا شاہ آیا تا کہ واقعہ دیکھے وہان یہ ماجرا یہ مخمصہ پایا وہ فقیہ اُس جا سے بھاگا اور گیا طرف مجلس کے جلدی جام مے کا پیا یعنی ہنگام مجامعت کے مشاہدہ کامل ہوتا ہے کہ بے خودی اس کی علامت مشاہدہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ ۲ مثل دوزخ الخ ۷ شعر دوزخ کے مانند شاہ آتش سے بھرا اور خون کا پیاسا اُن دونون بد افعال کا ہوا جو فقیہ نے دیکھا پر غصہ و قہر تلخ اور خونی ہوا مانند جام زہر کے بولا وہ ساقی سے اے نیک خو کیون بیٹھا ہے حیران شاہ کو مطیع کر شاہ ہنسا اور خود کہا ای نیک پے مین مطیع ہون اور وہ دختر تجھے دی مین شاہ ہون اور میرا کام عدل ہے جو مین کھاؤن جود سے یار کو دون مین جو کھاتا ہون شیرین یا ترش پس یار کو دیتا ہون اُسے کھانے کو جس کو مین نہین کھاتا ہون غذا کے مانند وہ یار کو کب دون کھانے کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

زان خورانم من غلامان را کہ من	برخورم بر خوان خاص خویشتن	مین[1] غلامون کو کھلاتا ہون وہ شئے	جو کہ مین کھاتا ہون خوان خاص سے
زان خورانم بندگان را از طعام	کہ خورم من خود ز پختہ یا کہ خام	اُس سے بندون کو کھلاتا ہون طعام	جو کہ مین کھاتا ہون پختہ یا کہ خام
من چہ پوشم از خز و اطلس لباس	زان بپوشانم حشم را نے پلاس	پہنتا ہون جو مین اطلس کا لباس	وہ مین پہناؤن سپہ کو نے پلاس
شرم دارم از نبی ذو فنون	البسوہم گفت مما تلبسون	شرم رکھون با نبی ذو فنون	البسوہم عہ بولے مما تلبسون
مصطفیٰ کرد این وصیت با بنون	اطعموا الاذناب مما تاکلون	مصطفیٰ نے یہ وصیت کی فزون	اطعموا عہ الاذناب مما تاکلون
شد فقیہ و برد با خود جفت خوب	از عطاے خاص کشاف الکروب	وہ فقیہ ہمراہ لے عورت چلا	جو کری مشکل کشائے وہ عطا
دیگران را بس بطبیع آوردہ	در صبوری چست و راغب کردہ	دو[2] سرون کو بس مطیع تو نے رکھا	اور خوش راغب صبوری کا کیا
ہم بطبیع آور بمردی خویش را	پیشوا کن عقل دور اندیش را	ہم مطیع مردی کا کر تو خویش کو	پیشوا کر عقل دور اندیش کو
چون قلاوزی صبرت پر شود	جان باوج عرش و کرسی پر شود	رہبری جو صبر کی تجھ مین بھری	جان اوج عرش پر تیری اُڑی
مصطفیٰ بین چونکہ صبرش در براق	بر کشاندش ببالای طباق	صبر احمد کا براق اک جو ہوا	دیکھ تو افلاک پر کیسے اُڑا
چون صبوری پیشہ کرد ایوب را	از بلا اورا در رفعت کشاد	صبر کی ایوب جو کہ رہ چلا	وہ بلا سے جانب رفعت گیا
صبر صدر آمد بہر حالت کہ ہست	صبر وا مگذار تا بتوان ز دست	صبر غالب آیا ہر حالت مین ہے	صبر مت چھوڑے جہان تک ہو سکے
صبر مفتاح الفرج نشنیدۂ	کاندرین تعجیل در پیچیدۂ	صبر مفتاح الفرج تو نے سنا	کر تو اس جلدی کی اندر رہی پڑا
صبر آرد عاشقان را کام دل	بیدلان را صبر شد آرام دل	صبر لائے عاشقون کو کام دل	بیدلون کو صبر ہے آرام دل
حد ندارد این سخن کوتاہ کن	بر حدیث عاشقان بر گو سخن	بات یہ بے حد ہے کوتہ کر میان	اور بیا تین عاشقون کی کر بیان

رفتن شہزادگان بعد از اتمام ماجرا بجانب ولایت چین تا بقدر امکان بہ مقصود نزدیک تر شدن

جانا شاہزادونکا بعد اختتام اس ماجرے کے جانب ولایت چین کے اور نزدیک ہونا

سلہ مین غلامون کو آخر ۶ شعر مین غلامون کو وہ شئے کھلاتا ہون جو کہ مین خوان خاص سے کھاتا ہون جو کہ پختہ یا خام کھاتا ہون جو مین اطلس کا لباس پہنتا ہون وہ مین سپاہ کو پہناتا ہون نہ ٹاٹ شرم رکھتا ہون نبی ذو فنون سے ترجمہ پہناؤ تم غلام کو اس چیز سے کہ تم پہنتے ہو مصطفیٰ صلعم نے نصیحت سوا کی ترجمہ کھلاؤ تم غلام اپنے کو اُس چیز سے کہ کھاتے ہو تم آگے رجوع بہ قصہ ہے وہ فقیہ عورت کو لیکر ہمراہ چلا جو وہ عطا مشکل کشائی کرے یعنی کریم جو خود کھاتے و پہنتے ہین وہ ہی اپنے غلامون کو کھلاتے و پہناتے ہین پس خدا بھی اپنے بندونکو وہ دیتا ہے جو بہتر جانتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ دو سرون کو آخر ۹ شعر پس تو نے مطیع دوسرون کو رکھا اور خوش و راغب صبوری کا کیا بھی تو اپنے کو مطیع مردی کا کر اور پیشوا کر عقل دور اندیش کو جو رہبری صبر کی تجھ مین بھرے تیری جان اوج عرش پر اڑے جو صبر احمد صلعم کا ایک براق ہوا تو دیکھ کہ افلاک پر کیسے اُڑا جو ایوب عم صبر کی راہ چلے وہ بلا سے جانب رفعت کے گئے صبر ہر حالت مین غالب آیا ہے تو صبر مت چھوڑے جہانتک ہو سکتا ہے نہین سنا کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے کہ تو اس جلدی کے اندر پڑا ہے صبر عاشقون کے مقصد دل کا لائے کہ بیدلون کو صبر آرام دل کا ہے یہ بات بیحد ہے کوتاہ کر بیان اور باتین عاشقون کی بیان کر یعنی صبر کرنا ہر حال مین بہتر ہے کہ صبر کشادگی ہے اور عاشقون کو با مقصد کرتا ہے آگے شاہزادون کے جانے کا سوے چین بیان ہے فافہم ۱۲ عہ پہناؤ تم غلام کو اُس چیز سے کہ تم پہنتے ہو ۱۲ عہ کھلاؤ تم غلام کو اُس چیز سے کہ کھاؤ تم ۱۲

باشند اگرچہ راہ وصل مسدود است بقدر امکان نزدیک شدن محمود است

تابمقدور ساتھ مقصد کے اگرچہ راہ وصل کی بند ہو حتی المقدور نزدیک ہونا محمود ہے

بازگرای عاشق وزوتر بران | کانتظارتست آن شہزادگان
ہرسہ شہزادہ چو کار افتادشان | عشق درخورد گوشمالی دادشان
این بگفتند و روان گشتند زود | ہرچہ بوداے یار من آن لحظہ بود
صبر بگزیدند و صدیقین شدند | بعد ازان سوے بلاد چین شدند
والدین و ملک را بگذاشتند | راہ معشوق نہان برداشتند
ہمچو ابراہیم ادہم از سریر | عشق شان بے پا وسر کرد وحقیر
یا چو ابراہیم مرسل کز خوشی | خویش را فگند اندر آتشی
یا چو اسمعیل صابر مجید | پیش عشق و خنجرش حلقی کشید

لوٹ[۱] اے عاشق وجلدی ہو روان | کہ ترے ہین منتظر شہزادگان
تینون شہزادے کہ جو عاجز ہوے | گوشمالی دی مناسب عشق نے
یہ کہا اور بس روانہ وہ ہوے | جو کہ تھا اسوقت تھا جانی مرے
صبر[۵۲] کرکے بس وہ صدیق اک ہوے | بعد اسکے سوے ملک چین گئے
ماں و باپ اور ملک کو سب چھوڑکے | ڈھونڈھنے معشوق باطن کو چلے
مثل ابراہیم ادہم تخت سے | کردیا آوارہ ان کو عشق نے
یا جو ابراہیم مرسل عیش سے | ڈالا اپنے کو اندر آگ کے
یا جون ابراہیم صابر باوفا | حلق آگے عشق وخنجر کے رکھا

حکایت امرء القیس کہ پادشاہ عرب بود باجمال وکمال زنان عرب چون زلیخا شیفتہ بودند مگر دانست کہ اینہا ہمہ تمثال صورتی اند باید طالب معنی شد واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

حکایت امرء القیس کی کہ پادشاہ عرب تھا اور بسبب جمال کے عورتین عرب کی زلیخا کے مانند اُسپر مرتی تھین اُس نے جانا کہ سب صورتین تصور ہین طالب معنی کا ہونا چاہیئے واللہ یختص برحمتہ من (اور اللہ خاص کرتا ہے رحمت اپنی سے جس) یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (چاہتا ہے اور اللہ صاحب بڑے فضل کا ہے)

سلہ لوٹ اے عاشق الخ ۳ شعر اے عاشق لوٹ جلدی روان ہو کہ شاہزادے تیرے منتظر ہین تینون شاہزادے کہ جو عاجز ہوئے عشق نے گوشمالی مناسب دی یہ کہا اور وہ بس روانہ ہوے جو کہ اس وقت تھا اے جانی میرے باقی حال آگے ہے ۱۲ سلہ ۵۲ صبر کرکے الخ ۵ شعر صبر کرکے وہ ایک صدیق ہوئے اور اس کے بعد سوے ملک چین گئے ماں اور باپ اور ملک کو چھوڑکر معشوق باطن کو ڈھونڈھنے چلے آگے مثال ہے مثل ابراہیم ادہم کے تخت سے اُن کو آزاد کردیا عشق نے یا مانند ابراہیم مرسل کے عیش سے خود کو اندر آگ کے ڈالا یا مانند اسمعیل صابر باوفا کے حلق آگے عشق وخنجر کے رکھا یعنی معشوق باطن کے ڈھونڈھنے کو چلے جیسے بادشاہ امرء القیس ترک سلطنت کرکے تلاش خدا مین نکلا آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲

امرء القیس از ممالک خشک لب　　هم شنیدش عشق از خطهٔ عرب
بود نازک طبع وهم صاحب جمال　　شاعر و صاحب اصول اندر کمال
چونکه زد عشق حقیقی بر دلش　　سرد شد ملک و عیال و منزلش
نیم شب دلقی بپوشید و برفت　　از میان مملکت بگریخت تفت
تا بیامد خشت میزد در تبوک　　با ملک گفت شاهی از ملوک
امرء القیس آمدست اینجا بگذرد　　شد شکار عشق و خشتی می زند
آن ملک برخاست آمد پیش او　　گفت با او اے ملیک نیک خو
یوسفی وقتی و ملکت شد کمال　　مر ترا رام از بلاد و از جمال
کشته مردان بندگان از تیغ تو　　وان زمان ملک مه بی میغ تو
پیش ما باشی تو بخت ما بود　　جان ما از وصل تو صد جان بود
هم من و هم ملک من مملوک تو　　ای به همت ملکها متروک تو
فلسفه گفتش بسی و او خموش　　تا گهان واکرد از سر روی پوش
تا چه گفتش او بگوش از عشق و درد　　همچو خود در حال سرگردانش کرد
دست او بگرفت با او یار شد　　او هم از تاج و کمر بیزار شد
تا بلاد دور رفتند آن دو شه　　عشق یک کرت نکردست این گنه
بر بزرگان شهد بر طفلان ست شیر　　او بهر کشتی بود من الاخیر

امرؤ القیس اپنے دار الملک سے　　اور عرب سے نکلا از رہ عشق کے
تھا وہ نازک طبع اور صاحب جمال　　شاعر و صاحب اصول اندر کمال
جو حقیقی عشق اس کو آگیا　　سرد عیال و ملک سے دل ہو گیا
نیم شب کو دلق پہنی اور گیا　　مملکت اپنی سے باہر چل دیا
خشت زن آکر ہوا اندر تبوک　　شاہ سے جا کر کہا کہ اک ملوک
امرء القیس آیا یہان کوشش کنان　　صید عشق ہو کر ہے اینٹیں تھاپتا
وہ ملک نزدیک اُس کے آن کر　　بولا اس سے کہ اے شاہ نامور
تو ہے یوسف ملک تیرا ہے کمال　　اور تری تابع ہے اقلیم جمال
کشتہ تیری تیغ سے بندے ہوئے　　ملک مہ تیرا تھا جب بے ابر کے
پاس میرے رہ تو میرا بخت ہی　　جان مری سو جان ہو تیرے وصل سے
مین و میرا ملک تیری ملک ہے　　تو نے چھوڑا ملک ہمت آپ سے
عقل کی باتین کہین اور وہ خموش　　راز سے ناگہ اٹھایا روے پوش
کان مین اُس کے کہا کیا عشق سے　　مثل اپنے کر دیا اسدم اُسے
ہاتھ پکڑا اسکا یار اُس کا ہوا　　اُس کا تاج و تخت سے بھی دل ہٹا
دور شہرون تک گئے دونون شاہ　　عشق سے ایکی ہوا نے یہ گناہ
ہے بڑون پر شہد اور بچون پہ شیر　　وہ ہر اک کشتی پہ ہے من الاخیر

سلہ امرء القیس الخ ۱۶ شعر امرء القیس اپنے دار الملک سے اور عرب سے نکلا از راہ عشق کے وہ نازک طبع اور صاحب جمال تھا اور شاعر و صاحب اصول اندر کمال کے جو اس کو عشق حقیقی آگیا ملک و عیال سے دل سرد ہو گیا نصف شب کو دلق پہنی ہو گیا اور اپنی مملکت سے باہر چل دیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ خشت زن الخ ۱۶ شعر شہر تبوک مین آکر اینٹین بنانے لگا شاہ سے جا کر کہا کہ ایک شاہ امرء القیس یہان آیا ہے کوشش کرنے والا صید عشق ہو کر اور اینٹین تھاپتا ہے وہ بادشاہ اُس کے نزدیک آکر بولا کہ اے شاہ نامور تو یوسف ہے اور تیرا ملک کمال ہے اور تیری تابع اقلیم جمال ہے بندے تیرے تیغ سے کشتہ ہوئے کہ جب ملک ماہ تیرا بے ابر تھا تو میرے پاس رہ کہ تو میرا بخت ہے میری جان سو جان ہو تیرے وصل سے باقی حال آگے ہے فافہم سلہ مین و میرا ملک الخ ۵ شعر مین و ملک میرا تیری ملک ہے کہ تو نے ملک ہمت کو چھوڑا آپ سے عقل کی باتین کہین اور وہ خاموش تھا کہ ناگاہ روپوش راز سے اُٹھایا اس کے کان مین کیا عشق نے کہا کہ اپنے مثل اسکو کر دیا اُسدم اُس کا ہاتھ پکڑا اور یار اس کا ہوا اور تاج و تخت سے اس کا بھی دل اُٹھا دور شہرون تک دو دونون شاہ گئے عشق سے ایکی ہی بار یہ گناہ نہین ہوا ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ہے بڑون پر الخ ۴ شعر عشق بڑون پر شہد اور بچون پر شیر ہے کہ وہ ہر ایک کشتی پر من الاخیر ہے اگر کشتی من کبھی جائے غرق کر دیوے اور قعر مین لیجاوے سر سے پا تک قصہ مختصر اور اس شاہ کا افسانون اور جنون مین شہرت رکھتا ہے ظاہر سوائے ان دو کے بہت سے بادشاہ کو عشق نے آزاد کر دیا یعنی عشق سے کوئی خالی نہین ہے کہ کسی کو یہ عشق ڈبو دیتا ہے اور کسی کو منزل مقصود تک پہونچا دیتا ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲

که چو در کشتی شود غرقش کشند	تا بقعر از پای تا فرقش کشند
قصهٔ کیخسرو آن شاه زمان	هست شهره در میان انس و جان
غیر این دو بس ملوک بی‌شمار	عشق شان بربود از ملک و تبار
جان این سه شه بچه هم گرد چین	همچو مرغان گشته هر سو دانه‌چین
زهره نی تا لب گشایند از ضمیر	زانکه رازی با خطر بود و خطیر
صد هزاران سر بیک جو آن زمان	عشق خشم آلود زه کرده کمان
عشق خود بی خشم در وقت خوشی	خوی دارد دمبدم خیره کشی
این بود آن لحظه خوشنود شد	من چه گویم چونکه خشم آلود شد
لیک مرج جان فدای شیر او	کش کشد این عشق و آن شمشیر او
کشتنش به از هزاران زندگی	سلطنتها مردهٔ آن بندگی
با کنایت رازها با یک دگر	پست گفتندی بصد خوف و خطر
راز را غیر از خدا محرم نبود	آه را جز آسمان همدم نبود
اصطلاحاتی میان همدگر	داشتند از بهر ایراد خبر
زین لسان الطیر عام آموختند	طمطراق سروری اندوختند
صورت آواز مرغ ست این کلام	غافل ست از جان مرغان مرد عام
کو سلیمانی که داند لحن طیر	دیو گرچه ملک گیرد هست غیر
دیو بر شبه سلیمان کرده است	علم مکرش هست علمناش نیست

جائے گر کشتی مین گہ کردے تو غرق	قعر مین لیجائے پا سے تا بفرق
قصہ کیخسرو اور اس شاہ کا	رکھے شہرت انس و جان مین ظاہرا
غیر ان دو کے بہت سے بادشاہ	عشق نے آوارہ انکو کر دیا
سلہ تینون شہزادون کی جان بھی گرد چین	ہوئی مثال مرغ ہر سو دانہ چین
کسکو طاقت راز عشق اپنا کہے	کیونکہ راز انکا خطر از بس رکھے
سیکڑون ہر ایک جو کے واسطے	عشق پر غصہ نے بس ٹکڑے کئے
عشق بے غصہ رکھے وقت خوشی	اپنی عادت دمبدم خیرہ کشی
یہ ہو اُسدم کہ وہ از بس خوش ہوا	کیا کہون پھر جبکہ غصہ سے بھرا
سلہ بیشہ جان قربان ہو اُسکے شیر کی	کہ اُسے مارے یہ عشق و تیغ بھی
زندگی سے بہتر اُس کا مارنا	بندگی پر حاکمی ہے مبتلا
پس کنایا تون سے باہم راز کو	رکھتے پوشیدہ تھے باصد خوف و [illegible]
راز کا حق کے سوا محرم نہ تھا	آہ کا جز آسمان ہمدم نہ تھا
اصطلاحین رکھتے آپسمین تھے وہ	واسطے آنے خبر کے وہ نکو
یہ زبان مرغون کی سیکھی عام نے	کر و فر جاہ و حشم جمع کئے
صورت آواز مرغان یہ کلام	جان سے مرغون کی ہین غافل مرد عام
سلہ کان سلیمان جانتے جو بانگ طیور	دیو گرچہ ملک سے آخر ہے دور
دیو ہم شکل سلیمان ہے عیان	علم مکر اس کا ہے علمنا کہان

سلہ تینون الخ ۵ شعر تینون شاہزادون کی جان بھی گرد چین کے مانند مرغ کے ہر سو دانہ چین ہوئی کس کو طاقت ہے کہ راز عشق اپنا کہے کیونکہ راز ان شاہزادون کا از بس خطر رکھتا ہے آگے اس عشق کے حقائق ہین ایک جو کے واسطے سیکڑون سر عشق پر غصہ نے ٹکڑے کئے عشق نے غصہ وقت خوشی کے اپنی عادت رکھتا ہے دمبدم خیرہ کشی کی یہ اسدم ہو کہ وہ از بس خوش ہوا پھر مین کیا کہون کہ جب غصہ سے بھرا یعنی عشق حالت خوشی مین سیکڑون کو ہلاک کرتا ہے پس غصہ کی حالت مین کیا کچھ کرے گا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ بیشہ جان الخ ۲ شعر بیشہ جان قربان اُس شیر کے کہ اسے مارے یہ عشق و تیغ بھی اس کا مارنا زندگی سے بہتر ہے اور اس کی بندگی حاکمی پر مبتلا ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے پس باہم کنایا تون سے راز کو پوشیدہ رکھتے تھے وہ بصد خوف حق کے سوا راز کا محرم تھا اور آہ کا بجز آسمان کے کوئی ہمدم نہ تھا وہ آپس مین اصطلاحین رکھتے تھے واسطے آنے خبر کے آگے حقائق ہین یہ زبان مرغان اولیا کی سیکھی عام اور کر و فر جاہ و حشم جمع کئے یہ کلام صوت آواز مرغان ہے اور جان مرغون کی غافل ہین مرد عام یعنی ریاکارون نے باتین اولیاء اللہ کی سیکھی ہین اور کر و فر کرتے ہین مگر اس کے معنی کو نہین جانتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کان سلیمان الخ ۵ شعر سلیمان کہان ہے جو بانگ طیور کی جانے اگرچہ دیو ملک مگر آخر دور ہے دیو ہمشکل سلیمان سے ہے ظاہرا اور علم اسکا مکر ہے علمنا کہان ہے جو سلیمان شاد و خوش ساتھ خدا کے منطق الطیر اسکو علمنا سے تھا تو مرغ ہوائی کا کلام سمجھ کہ تو نے مرغ من لدن نہین دیکھا ہے بلکہ سیمرغون کی دہ سرا کوہ قاف کا ہے ہر ایک خیال کا اس جا کب ہاتھ پہونچا یعنی ریاکار اگرچہ باتین اولیا کی کرتے ہین مگر معنی کو نہین جانتے ہین کہ دیو اگرچہ بظاہر سلیمان ہوتا ہے مگر کلام مرغون کا کب جانتا ہے باقی حال آگے ہین فافہم ۱۲

چون سلیمان از خدا بشاش بود | منطق الطیرے ز علمناش بود
تو ازان مرغ ہوائی فہم کن | کہ ندیدستی طیور من لدن
جای سیمرغان بود آن سوے قاف | ہر خیالی را نباشد دست یاف
ہر خیالی را کہ دید آن اتفاق | انگہش بعد العیان افتد فراق
نے فراق قطع بہر مصلحت | کایمن است از ہر فراق آن منقبت
بہر استبقای آن جسم چو جان | لحظۂ در ابر خور گردد نہان
بہر استبقای آن رومی جسد | آفتاب از برف یکدم ور کشد
بہر جان خویش جوز ایشان صلاح | ہین مدزد از حرف ایشان اصطلاح
آن زلیخا از سپندان تا بعود | نام جملہ چیز یوسف کردہ بود
نام او در نامہا مکتوم کرد | محرمان را سر آن معلوم کرد
چون بگفتی موم ز آتش نرم شد | این بدی کان یار با ما گرم شد
ور بگفتی مہ بر آمد بست گرید | ور بگفتی سبز شد آن شاخ بید
ور بگفتی آبہا خوش می طپند | ور بگفتی خوش ہمی سوزد سپند
ور بگفتی برگہا خوش می تنند | دست بر ہم رقص و مستی میکنند
ور بگفتی گل بہ بلبل راز گفت | ور بگفتی شہ سر شہباز گفت
ور بگفتی چہ ہمایون ست بخت | ور بگفتی کہ بر افشانید رخت
ور بگفتی کہ سقا آورد آب | ور بگفتی ہین بر آمد آفتاب

جو سلیمان شاد و خوش تھا باخدا | منطق الطیر اسکو علمنا سے تھا
تو سمجھ مرغ ہوائی کا سخن | کہ نہ دیکھا تو نے مرغ من لدن
جاے سیمرغون کی وہ سو قاف کا | ہر خیال اُس جا پکڑ دست پسا
[۵] اتفاقاً وہ دکھا جس خیال کو | ہجر اک بعد العیان کا اسکو ہو
نے فراق قطعی بلکہ واسطے | مصلحت کے امن ہر فرقت سے ہے
باقی رہتے جسم جون جان کیلئے | ابر مین پنہان ہوا یہ شمس ہے
جسم رومی کی بقا کے واسطے | شمس پنہان ایکدم ہو برف سے
جان کی خاطر اپنی لی اُنسے صلاح | مت چرا اُن کے حروف اصطلاح
[۶] اُس زلیخا نے سپند و عود تا | نام جملہ چیز کا یوسف رکھا
رکھا اُسکا نام نامون مین چھپا | محرمون کو راز وہ بتلا دیا
کہتی جو موم آگ سے نرم اب ہوا | ہوتا یہ کہ یار بس گرم اب ہوا
[۷] کہتی گر وہ ماہ نکلا دیکھ لو | کہتی گر اب شاخ ہوئی ہے سبز
کہتی گر تڑپے ہے خوش آب روان | کہتی گر جلتا ہے خوش اسپند یان
کہتی گر پتے ہین بہتر کو رتے | ہین بجاتے تالیان اور ناچتے
کہتی گر بلبل نے گل سے سر کہا | کہتی گر شہباز بولا سر شا
کہتی گر کہ کیا ہمایون بخت ہے | کہتی گر کہ اُس نے پھینکا رخت ہے
کہتی گر لایا پلانے کو ہے آب | کہتی گر کہ جا تو نکلا آفتاب

[۵] اتفاقاً الخ ۵ شعر اتفاقاً وہ سیمرغ جس خیال کو دیکھا ایک فراق بعد العیان اس کو ہوا نہ فراق قطعی بلکہ واسطے مصلحت کے کہ امن ہر فرقت سے ہے جسم جون جان سکے باقی رہنے کے واسطے شمس ابر مین پنہان ہوا ہے جسم رومی کی بقا کے واسطے شمس پنہان ایک دم برف سے ہو اپنی جان کی خاطر ان سے صلاح لی اور ان کے حروف اصطلاح کو مت چھوڑ یعنی اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کر کہ جان اس سے ہمیشہ باقی رہے اور ان کے حروف اصطلاح مت چھوڑ کہ اس مین ضرر ہو آگے مثال ہے فافہم ۱۲ [۶] اس زلیخانے الخ ۲ شعر اس زلیخانے سپند و عود تک تمام جملہ چیز کا یوسف رکھا اس کا نام نامون مین چرا رکھا اور محرمون کو وہ راز بتلا دیا جو کہتے کہ اب موم آتش سے نرم ہوا یہ اشارہ ہوتا کہ اب یار گرم ہوا اور کہتی کہ وہ ماہ نکلا دیکھ لو اور اگر کہتی کہ اب وہ شاخ سبز ہوئی ہے اگر کہتی ہے کہ آب رواں خوش تڑپتا ہے اور اگر کہتی کہ اسپند یہاں خوش جلتا ہے اگر کہتی کہ پتے سبز کو رتے ہین اور تالیان بجاتے و ناچتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۷] کہتی گر الخ ۷ شعر اگر کہتی کہ بلبل سے گل نے بھید کہا اگر کہتی کہ شہباز نے بھید شاہ کا کہا اگر کہتی کہ کیا ہمایون بخت ہے اگر کہتی کہ اس نے بھیدکا رخت ہے اگر کہتی کہ آب پلانے کو ملا یا ہے اگر کہتی کہ جا تو آفتاب نکلا ہے اگر کہتی کہ کل شب کو ہانڈی پک گئی یا کہ اس سے کل حاجت پوری ہوئی اگر کہتی کہ نان و نمک موجود ہے اگر کہتی کہ فلک پر عکس ہوتا ہے اگر کہتی کہ درد میرے سر مین ہے اگر کہتی کہ درد سر مجھے خوش ہے پس اس سے محرم جانتے کہ کیا کہا کہ موافق سے مخالف مل گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ور بگفتی دوش دیگے پختہ اند | یا حوائج از پزش یک لخت اند
ور بگفتی ہست نانہا و نمک | ور بگفتی عکس مے گرد فلک
ور بگفتی کہ بدرد آمد سرم | ور بگفتی درد سر شد خوشترم
محرمان را زان خبر بد کہ چہ گفت | کہ مخالف با موافق گشت جفت
گر ستودی اعتناق او بدی | ور نکوہیدی فراق او بدی
صد ہزاران نام اگر برہم زدی | قصد او و خواہ یوسف در بدی
گرسنہ بودی چو گفتی نام او | میشدی سرمست و سیر از جام او
تشنگی از نام او ساکن شدی | نام یوسف شربت باطن شدی
ور بدی دردیش زان نام بلب | درد او در حال گشتی سودمند
وقت سرما بودی او را پوستین | این کند در عشق نام دوست این
عام میخوانند ہر دم نام پاک | این عمل نبود چو نبود عشق ناک
آنچہ عیسی کردہ بود از نام ہو | می شدی پیدا ورا از نام او
چونکہ با حق متصل گردید جان | ذکر آن اینست ذکر اینست آن
خالی از خود بود و پر از عشق دوست | پس ز کوزہ آن تلابد کہ در وست
خندہ بودی زعفران وصل داد | گریہ بوہاے پیاز اندر بعاد
ہر سرے را ہست در دل صد مراد | این نباشد مذہب عشق و وداد
یار آمد عشق را روز آفتاب | آفتاب آن روی را ہمچون نقاب
آنکہ نشناسد نقاب از روی یار | عابد الشمس ست دست از وی بدار

کہتی گر کل شب کو ہانڈی پک گئی | یا کہ حاجت اسکی کل پوری ہوئی
کہتی گر موجود ہے نان و نمک | کہتی گر برعکس ہوتا ہے فلک
کہتی گر کہ درد میرے سر میں ہے | کہتی گر کہ درد سر ہی خوش مجھے
اس سے محرم جانتے کہ کیا کہا | کہ موافق سے مخالف مل گیا
[1] اچھا اگر کہتی تو ہوتا اسکا وصل | گر برا کہتی تو ہوتا اس کا فصل
لیتی گر وہ نام صدہا چیز کے | ہوتی یوسف سے مراد اسکی لئے
بھوکی ہوتی لیتی اُس کا نام جو | سیر و بدمست ہوتی جام سے اسکے وہ
تشنگی نام اُس کے سے ہوتی فنا | نام یوسف ہوتا شربت جان کا
درد اگر ہوتا اُسے اس نام سے | فائدہ دیتا بس اس دم درد سے
پوستین جاڑے میں بس ہوتا اسے | یار کا نام عشق میں کرتا یہ ہے
[2] عام پڑھتے ہر گھڑی ہیں نام پاک | کب عمل یہ ہو نہ ہو جو عشق ناک
نام ہو سے جو کہ عیسی نے کیا | اسکو نام اسکے سے وہ ظاہر ہوا
جو ہوئی جان متصل اللہ سے | ذکر وہ اُس کا یہ اسکا ذکر ہے
خالی خود سے پر تھا عشق دوست سے | وہ ہی ٹپکے جو کہ پر کوزہ میں ہے
ہنسنا بوئے زعفران وصل ہے | رونا بوئے بد پیاز فصل ہے
سو مرادیں دل میں ہر اک سر رکھے | عشق کا مذہب نہیں ہوتا یہ ہے
[3] عشق کو رو یار ہے یا آفتاب | آفتاب اس رو کا ہے مثل نقاب
جو نہ جانے یار کی روئے نقاب | بھاگ اس سے کہ وہ پوجے آفتاب

ف۱ اچھا اگر کہتی الخ ۶ شعر اگر اچھا کہتی تو اسکا وصل ہوتا اور اگر برا کہتی تو اسکا فصل ہوتا اگر وہ صدہا چیز کے نام لیتی کہ اسکی مراد یوسف سے ہوتی بھوکی ہوتی اور جو اس کا نام لیتی سیر و بدمست ہوتی اس کے جام سے اس کے نام سے تشنگی فنا ہوتی کہ نام یوسف ہوتا شربت جان کا اگر اسے درد ہوتا اس نام سے فائدہ دیتا اس دم درد اسے بس اس کو جاڑے میں پوستین یار کا نام عشق میں یہ کرتا ہے یعنی یار کے نام سے عاشق کو تسکین ہوتی ہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ف۲ عام پڑھتے الخ ۷ شعر نام پاک عام ہر ہر گھڑی پڑھتے ہیں یہ عمل کب ہو جو عشق ناک نہ ہو جو کہ عیسی نے نام ہو سے کیا وہ اس کے نام سے ظاہر ہوا جو جان متصل اللہ سے ہوئی وہ ذکر اسکا اور یہ ذکر اسکا ہے خود سے خالی و عشق دوست سے پر تھا جو کوزہ میں پر تھا جو کوزہ میں پر ہے وہ ہی ٹپکتا ہے یعنی یوسف ؑ کے نام سے بی بی زلیخا کو وہ اثر ہوتا تھا جو ذکر حق سے عاشق کو وصل ہوتا ہے کہ ذکر و مذکور ایک ہو جاتا ہے بقول اسکے کہ من کان للہ کان اللہ لہ آگے مثال ہے بوئے زعفران وصل ہنسنا ہے اور بوئے بد پیاز فصل رونا ہے سو مرادیں دل میں ہر ایک سر رکھتا ہے عشق کا مذہب یہ نہیں ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ عشق کو الخ ۷ شعر وہ عشق یار ہے آفتاب ہے اور آفتاب اس رو کا مثل نقاب کے ہے جو نقاب کو یار کی روئے سے نہ جانے تو اس سے بھاگ کہ وہ آفتاب پرست ہے روز روزہ وہ اور رونہی عاشق کی بھی ہو کر ل بھی وہ اور دلسوزی عاشق بھی وہ ہے آگے مثال ہے ماہیوں کو نقد عین آب ہے نان و آب و جامہ دارو خواب ہے وہ شیر پستان سے مانند کودک کے پیئے دونوں عالم میں بجز شیر کے نہ جانے طفل جانتا ہے اور جانتا ہے شیر کو کہ اسراف راہ نہ ہووے تدبیر کو گرد نامہ روح کو احمق کر دے کہ تا نہ پائے فاتح مفتوح کو یعنی عشق کو بار ہو روز آفتاب ہے اور آفتاب اس رو کا نقاب ہے جو نقاب روی یار میں فرق نہ جانے وہ صورت پرست ہے اسکو مشاہدہ رو کا حاصل نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

روزه او و روزی عاشق هم او | دل هم او دلسوزی عاشق هم او
ماهیان را نقد شد از عین آب | نان و آب و جامه و دارو و خواب
همچو طفل ست او ز پستان شیرگیر | می نداند در دو عالم غیر شیر
طفل داند هم نداند شیر را | راه نبود این طرف تدبیر را
گیج کرد این گنج نامه روح را | تا بیابد فاتح و مفتوح را
گیج نبود در روش بلکه اندرو | حاملش دریا بود نے سیل و جو
چون بیاید او که یابد گم شود | همچو سیلے غرقهٔ قلزم شود
دانه چون گم کرده انگه طین شود | تا نه هر دسے زر ندارم این بود

روزه اور روزی عاشق کی بھی وه | دل بھی وه دلسوزی عاشق کی بھی وه
ماہیوں کو نقد عین آب ہے | نان و آب و جامہ دارو خواب ہے
شیر پستان سے وه جون کودکے | جانے دو عالم میں نے شیرخوار کے
طفل جانے اور نہ جانے شیر کو | رہ نہ ہووے اس طرف تدبیر کو
گرد نامہ کردے احمق روح کو | تا نہ پاسے فاتح و مفتوح کو
نے روش میں ہو حمق بل[1] میان | بحر حامل اس کا نے جوے روان
جبکہ وه آئے کہ پائے گم ہو وه | سیل کے مانند غرقۂ بحر ہو
خاک ہووے جبکہ دانہ گم ہوا | تو مرا جب تک نہیں نے زر دیا

بیطاقت شدن برادر بزرگ تر بعد از مدتی متواتر شدن در بلاد چین در شهر تخت گاه و گفت که من رفتم الوداع تا خود را بر شاه چین عرضه کنم

یا پای رساندم بمقصود مرا
یا سر بنهم همچو دل از دست اینجا

بیطاقت ہونا بڑے بھائی کا بعد مدت کے اور پے در پے جانا ملک چین میں شہر تختگاه اور کہا کہ میں رخصت ہو کر جاتا ہوں تا کہ اپنے کو شاہ چین پر ظاہر کرون

یا مطلب و مقصود کو پہونچاؤن بانجام
یا سر میں کھوؤن ہاتھ سے دل اس جا

آن بزرگین گفت کای اخوان من | ز انتظار آمدم بلب این جان من
لاابالی گشته ام صبرم نماند | مر مرا این صبر بر آتش نشاند
طاقت من زین صبوری طاق شد | واقعه من عبرت عشاق شد
من ز جان سیر آمدم اندر فراق | زنده بودن در فراق آمد نفاق

وه بڑا بولا[2] کہ اے بھائی مرے | انتظاری سے مری جان لب پہ ہے
لاابالی ہون نہ صبر اب ہے مجھے | مجھکو آتش پر رکھا اس صبر نے
میری طاقت اس صبوری سے گئی | مجھسے عبرت عشقبازون کو ہوئی
سیر میں جان سے ہوا اندر فراق | اور بس فرقت میں جینا ہی نفاق

[1] نے روش میں آخ شعر روش میں احمق نہیں ہے بلکہ درمیان میں ہے کہ بحر اس کا حامل ہے نہ جوے روان جب کہ وه آئے کہ پاوے وه گم ہو سیل کی مانند غرق بحر ہو جب کہ دانہ گم ہوا خاک ہووے تو مرا نہیں جب تک میں نے زر نہیں دیا یعنی جب تک تو فنا یا زمین نہ ہووے یار تجھکو نہ ملے آگے بڑے بھائی کا ملک چین کو جانا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] وه بڑا آخ شعر وه بڑا بولا کہ اے بھائی میرے انتظاری سے میری جان لب پر ہے میں لاابالی ہون مجھ کو صبر نہیں ہے کہ مجھ کو آتش پر اس صبر نے رکھا ہے میری طاقت اس صبوری سے گئی اور مجھ سے عبرت عاشقون کو ہوئی میں فراق میں جان سے سیر ہوا اور فرقت میں جینا نفاق ہے مجھ کو درد فرقت کب تک مارے میرا سر کاٹ کہ تا عشق مجھے سر بخشے زنده عشق سے میرا دین بے جان و سر سے زنده رہنا ننگ تیغ عاشق کی جان سے گرد روب ہے کیونکہ تلوار محو کرنے والی گناہون کی آی ہے یعنی عاشق قتل کو اپنا گرد روب جانتا ہے کہ وجود کا دور ہونا گویا درج کا صاف ہونا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چند درد فرقتش بکشد مرا | سر ببر تا عشق بخشد سر مرا
درد فرقت کب تلک مارے مجھے | کاٹ سر تا عشق سر بخشے مجھے

دین من از عشق زندہ بودن است | زندگی زین جان و سر ننگ من است
دین مرا ہے زندہ ہونا عشق سے | زندہ رہنا جان و سر سے ننگ ہے

تیغ ہست از جان عاشق گردروب | زانکہ سیف افتاد محاء الذنوب
تیغ ہے عاشق کی جان کی گرد روب | کیونکہ آئی سیف محاء الذنوب

چون غبار تن بشد ماہم بتافت | ماہ جان من ہوای صاف یافت
ماہ چمکا جو غبار تن گیا | مہ ہوا جان کا ہوا سے بس صفا

عمرہا بر چنگ عشقت ای صنم | ان فی موتی حیاتی میزنم
تیرے چنگ عشق پر گایا سدا | ان فی موتی حیاتی باصدا

دعوی مرغابی کرد است جان | کے ز طوفان بلا دارد امان
دعوی مرغابی کا جو جان نے کیا | امن کب پائے بطوفان بلا

بط را ز اشکستن کشتی چہ غم | کشتیش بر آب بس باشد چہ غم
ٹوٹنے کشتی سے کیا غم بط کو ہے | اسکی کشتی پاؤن ہی بس آب پے

زندہ زین دعوی بود جان و تنم | من ازین دعوی چگونہ تن زنم
زندہ اس دعوی سے ہے تن جان مری | کب وہ اس دعوی سے ہو تن جان مری

خواب می بینم ولیکن خواب نے | مدعی ہستم و لے کذاب نے
دیکھتا ہوں خواب میں پر خواب نے | مدعی ہوں میں ولے کذاب نے

گر مرا صد بار تو گردن زنی | ہمچو شمعم بر فروزم روشنی
مارے گر سو بار گردن میری تو | میں بڑھاؤں مثل شمع نور کو

آتش ار خرمن بگیرد پیش و پس | شب روان را خرمن آن ماہ بس
آگ گر خرمن کو پکڑے پیش و پس | شب روون کو خرمن اس مہ کا ہی بس

کردہ یوسف را نہان و مختبی | حیلت اخوان ز یعقوب نبی
کردیا یوسف کو پنہان مکر نے | بھائیون کے حضرت یعقوب سے

خفیہ کردندش ز حیلت سازیی | کرد آخر پیرہن غمازیی
حیلہ سازی سے کیا ان کو خفی | عاقبت غمازی پیراہن نے کی

آن دو گفتندش نصیحت در سمر | کہ مکن ز اخطار خود را بیخبر
پند کے قصہ میں دونون بھائی نے | بیخطر خطرون سے خود کو مت رکھے

ہین منہ بر ریشہای ما نمک | ہین مخور این زہر از جلدی و شک
مت ہمارے زخم پر تو رکھ نمک | اور نہ کھا اس زہر کو از راہ شک

جز بتدبیر یکے شیخے خبیر | چون روی چون نبودت قلب بصیر
شیخ آگہ کی بجز تدبیر کے | دل نہ ہو بینا کو کیسے جا سکے

وای آن مرغی کہ ناروئیدہ پر | بر پرد بر اوج افتد در خطر
مرغ ایسا کہ نہ پر اس کے اگے | گر اڑے بالا خطر میں وہ گرے

عقل باشد مرد را بال و پری | چون ندارد عقل باشد رہبری
عقل ہوتی مرد کی ہے بال و پر | جو نہ رکھے عقل وہ ہووے بتر

سلہ ماہ چمکا الخ ۷ شعر جو غبار تن کا گیا تو ماہ چمکا اور ماہ جان کا ہوا سے صاف ہوا تیرے چنگ پر سدا گایا آواز سے ترجمہ تحقیق موت حیات ہے میری جو جان نے دعوی مرغابی کا کیا امن کب پائے طوفان بلا سے آگے اس کی مثال ہے بط کو کشتی ٹوٹنے سے کیا غم ہے اسکے پاؤن کشتی ہیں آب پر زندہ اس دعوی سے تن و جان میری ہے کب وہ اس دعوی سے خاموش ہو میں خواب دیکھتا ولیکن خواب نہیں مدعی ہوں ولیکن کذاب نہیں اگر تو سو بار میری گردن مارے میں شمع کے مانند نور کو بڑھاؤں یعنی عاشق کو موت میں زندگی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ آگ کر الخ ۶ شعر اگر آتش خرمن کو پیش و پس پکڑے اس ماہ کا خرمن شبروون کو بس کرتا ہے یوسف کو نہان کردیا اس مکر نے بھائیون کے حضرت یعقوب سے حیلہ سازی سے آپکو پوشیدہ کیا آخر کار پیراہن نے غمازی کی آگے رجوع بقصہ ہے دونون بھائی نے قصہ میں پند کی کہ خود کو خطرون سے بےخبر مت رکھے ہمارے زخم پر نمک مت رکھ اور اس زہر کو از راہ شک کے مت کھا بجز شیخ آگاہ کے تدبیر کے دل بینا نہ ہو تو کیسے جا سکے آگے مثال اس کی ہے فافہم ۱۲ سلہ مرغ ایسا الخ ۲ شعر ایسا مرغ کہ اس کے پر نہ اگے اگر اوپر اڑے وہ خطرہ میں گرے مرد کی عقل بال و پر ہوتی ہے جو عقل نہ رکھے وہ بدتر ہووے یا مظفر یا مظفر تلاش کرتا رہ یا ناظر در یا ناظر در تلاش کرتا رہ بغیر کلید عقل کے یہ دروازہ کو ٹٹا خواہش سے صواب نہیں ہے ایک عالم دیکھ کہ دام میں از راہ ہوا کے ہے اور جملہ زخم ہم رنگ دوا کے ہے یعنی بے رہبری عقل کے راہ سلوک چلنا از راہ ہوا کے ضلالت میں پڑتا ہے آگے مثال ہو ایک سینہ تک کھڑا ہے مرگ کے مانند اور اس کے منہ میں شکار کے واسطے اک برگ ہی گھاس کے اندر گھاس کی مانند کھڑا ہو کہ مرغ جانے وہ شاخ گھاس کی ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

یا مظفر یا مظفر جوی باش | یا نظر ور یا نظر ور جوی باش
یا مظفر یا مظفر کر تلاش | یا نظر ور یا نظر ور کر تلاش

یا ز مفتاح خرد این قرع باب | از ہوا باشد نہ از روی صواب
ہے کلید عقل یہ در کو ٹھنا | ہے ہوا سے نے صواب اے دلا

عالمے در دام می بین از ہوا | وز جراحتہاے ہمرنگ دوا
دیکھو عالم دام میں ہے با ہوا | اور جراحت زخم ہمرنگ دوا

ایستادہ مار بر سینہ چو مرگ | در دہانش بہر صید اشگرف برگ
سانپ سینہ تک کھڑا ہے مثل مرگ | منہ میں اسکے صید کے خاطر ہے برگ

در حشایش چون حشیشی و بیاست | مرغ پندارد کہ آن شاخ گیاست
[۹۱] گھاس میں وہ گھاس کی صورت کھڑا | مرغ جانے کہ وہ ہے شاخ گیا

چون نشیند بہر خوردن بر روی برگ | پس فتد اندر دہانِ مارِ مرگ
بیٹھے جو کہ اپنے کو اوپر برگ کے | گر پڑے منہ میں وہ مار مرگ کے

کردہ تمساحی دہان خویش باز | گرد دندانہاش کرمان دراز
کھولا منہ کو اک مگر نے آپ کے | اور کیا کیڑوں کو ظاہر دانت پے

از بقیہ خورد کہ در دندانش ماند | کرمہا روئیدہ بر دندان فشاند
باقی کھانا جو تھا اندر دانت کے | کیڑے پیدا اُس سے دانتوں میں ہوے

مرغ کان بینند کرم و قوت را | مرغ پندارند آن تابوت را
مرغ دیکھیں کرم کو اور قوت کو | اور چراگاہ جانیں اس تابوت کو

چون دہان پُر شد ز مرغ او ناگہان | در کشدشان و فرو بندد دہان
جب وہ ہن پُر مرغ سے ہو ناگہان | انکو نگلے بند کر لے وہ دہان

این جہانِ پُر ز نقل و پر ز نان | چون دہانِ باز آن تمساح دان
اس جہان پر نقل اور پر نان کو | جون کھلے منہ کا مگر اک جان تو

بہر کرم طعمہ اے روزی تراش | از فن تمساح دہر ایمن مباش
کیڑے طعمہ کے لئے ایمن نہ ہو | مکر دنیا کے مگر سے نان جو

روبہ افتد پہن اندر زیر خاک | بر سر خاکش حبوب دردناک
[۹۲] لیٹتی روبہ ہے نیچے خاک کے | اور دانے ڈالتی ہے خاک پے

تا بیاید زاغ غافل سوی آن | پای او گیرد بمکر آن مکردان
تاکہ آئے زاغ غافل اسکی سو | مکر سے وہ پکڑے اُسکے پاؤں کو

صد ہزاران مکر در حیوان چو ہست | چون بود مکر بشر کو مہتر است
مکر حیوان سیکڑوں رکھتے ہیں جو | پس بشر غالب کا کیسا مکر ہو

مصحفے بر کف چو زین العابدینؑ | خنجرے پر زہر اندر آستین
ہاتھ پر قرآن جو زین العابدین | خنجر پر زہر اندر آستین

گویدت خندان کہ اے مولاے من | در دل او بابلی پر سحر و فن
تجھکو کہوے ہنس کے اے مولا مرے | اک وہ بابل پر سحر دل میں رکھے

زہر قاتل صورتش شہدست و شیر | ہین مرو بے صحبت پیر خبیر
زہر قاتل صورت اسکی شہد و شیر | جائے مت بے صحبت پیر خبیر

جملہ لذات ہوا مکرست و زرق | سوز تاریکیست گرد نور برق
[۹۳] سب ہوا کی لذتیں مکر و دغا | گرد نور برق ظلمت اور جفا

۹۱ بیٹھے آگے شعر جو کھانیکو برگ پر بیٹھے وہ گر پڑے منہ میں مار مرگ کے ایک مگر نے آپ کے منہ کو کھولا اور کیڑوں کو دانت پر ظاہر کیا جو کھانا باقی اندر دانت کے تھا تو کیڑے اسکے دانتوں میں پیدا ہوئے مرغ دیکھیں کرم کو و قوت کو اور چراگاہ اُس تابوت کو جانے جب وہ ہن مرغوں سے پُر ہوتا ناگاہ انکو نگلے اور بند کرے وہ دہان آگے اس کے حقائق ہیں اس جہان پر نقل اور پر نان کو مانند ایک مگر کھلے منہ کے جان کیڑے طعمہ کے واسطے ایمن مت ہو مکر دنیا کے مگر سے اے نان جو یعنی یہ دنیا ایک نہنگ پر مکر ہے اس سے ایمن نہ ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۹۲ لیٹتی روبہ آگے شعر روبہ لیٹتی ہے نیچے خاک کے اور دانہ خاک پر ڈالتی ہے تاکہ زاغ غافل اسکے سو آئے اور مکر سے اُسکے پاؤں کو پکڑے جو حیوان مکر سیکڑوں رکھتے ہیں پس بشر غالب کا مکر کیسا ہوگا ہاتھ پر قرآن مانند زین العابدین کے اور خنجر پر زہر اندر آستین کے ہے تجھکو ہنسکر کہے کہ اے مولی میرے وہ ایک بابل پر سحر دل میں رکھتا ہے وہ زہر قاتل صورت اسکی شہد و شیر پس تو مت جا بغیر صحبت پیر خبیر کے یعنی مکر انسانوں کا بڑا ہے تو کب جان سکے پس تو بجز مرشد کے راہ سلوک مت چل آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۹۳ سب ہوا کی آگے شعر سب ہوا کی لذتیں مکر و دغا ہیں جیسے گرد نور برق کے ظلمت و جفا ہے نور برق کو جو اور کرب و مجاز ظلمت اس کی گرد اور راہ تیری دراز اُس کے نور میں نہ تو خط پڑھ سکے اور نہ منزل میں تیرا گھوڑا بڑھ سکے و لیکن وہ گناہ ہے کہ تو نے میں برق رہا اور بکھر سے منہ چھپائے انوار شرق نے وہ آفتاب تیرے دل پر غصہ ہو کہ عطا دے سے کیوں نور و تاب لیا تجکو مگر برق بے دلیل کھینچے کہ ظلمت شب میل دشت میں ہے یعنی ہوا کی روشنی مثل نور برق کے قلیل ہے تو اس کا خواہشمند نہ ہو کہ اُس کے گرد اگرد ظلمت ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

برق نور کوتہ وکذب و مجاز	گرد او ظلمات و راہ تو دراز	کوتہ نور برق اور کذب و مجاز	ظلمت اسکی گرد رہ تیری دراز
نے بہ نورش نامہ تانی خواندن	نے بمنزل اسپ تانی راندن	نور مین اُس کے نہ خط تو پڑھ سکے	نے ترا منزل مین گھوڑا بڑھ سکے
لیک جرم آنکہ باشی رہن برق	از تو رو اندر کشد انوار شرق	پر گنہ وہ ہو رہا تو رہن و برق	اور چھپائے تجھ سے منہ انوار شرق
خشم گیرد بردلت آن آفتاب	کہ تو جوئی از عطارد نور و تاب	تیرے دل پر خشم ہووہ آفتاب	کہ عطارد سے لیا کیون نور و تاب
می کشاند مکر برقت بے دلیل	در مفازہ مظلمی شب میل میل	تجھکو مکر برق کھینچے بے دلیل	ظلمت شب دشت مین ہی میل میل
بر کُہ اُفتی گاہ بر جوا وفتی	گہ بدان سو گہ بدین سو اوفتی	کہہ گرے کہ پر گہہ جو پر گرے	گاہ اُس سو گاہ اس پر گرے
خود نہ بینی تو دلیل ای راہ جو	ور بہ بینی رو بگردانی ازو	خود نہ دیکھے تو دلیل ای راہ جو	گر تو دیکھے منہ کو پھیرے اپنے تو
من سفر کردم دریں رہ شصت میل	مر مرا گمراہ گوید آن دلیل	مین چلا اس راہ مین ہون ساٹھ میل	تجھکو گمراہ کہتی ہے بس وہ دلیل
گر نہم من گوش سوی آن شگفت	ز امر او را ہم زسر باید گرفت	کان رکھون گر مین اس نایاب پے	اس کو لائق ہے پکڑنا حکم سے
من دریں رہ عمر خود کردم گرو	ہر چہ بادا باد اے خواجہ برو	عمر اس رہ مین گروی مین نے کرو	جو کچھ ہونا ہو سو ہو خواجہ چلو
راہ کردی لیک در ظنی چو برق	عشر آن رہ کن پی وحی چو شرق	رہ چلا از رہ گمان مثل برق	عشر رہ چل بہر وحی مثل برق
ظن لا یغنی من الحق خواندہٗ	در چنان برقی ز شرقی ماندہٗ	ظن لا یغنی من الحق کو پڑھا	ایسے تو برقی و شرقی سے رہا
ہین درآ در کشتی ما اے نثرند	یا کہ آن کشتی بایں کشتی ببند	آ تو کشتی مین مری ای زشت خو	یا وہ کشتی باندھ اس کشتی سے تو
گوید او چون ترک گیرم گیر و دار	چون روم من در طفیلت طفل وار	وہ کہے کیونکر مین چھوڑون گیرودار	کیون چلون تیرے طفیل اب طفل وار
کور با رہبر بہ از تنہا یقین	زان یکے ننگ ست و صد ننگ ست ازین	کور با رہبر ہے تنہا سے نکو	ایک ننگ اس سے ہی اس ننگ سو
می گریزی از پشہ در کژدمی	می گریزی از نمی در یمی	بھاگتا مچھر سے تو بچھو کی سو	بھاگتا نم سے سوے دریا ہی تو
می گریزی از جفا ہای پدر	در میان لوطیان شور و شر	بھاگتا ہے تو جفا سے باپ کے	لوطیون کے درمیان جاتا تو ہے
می گریزی ہمچو یوسف ز اندہی	تا ز ترتع نلعب افتی در چہی	بھاگتا ہے مثل یوسف غم سے تو	نرتع و نلعب سے چہ مین جائے تو

سلہ گہ گرے الخ ے شعر کبھی گرے کوہ پر و کبھی جو پر گرے کبھی اُس سو و کبھی اُس سو گرے ای راہ جو تو خود دلیل نہ دیکھے اور اگر تو دیکھے اپنے منھ کو پھیرے مین اس راہ سے ساٹھ میل چلا ہون مجکو پس وہ دلیل گمراہ کہتی ہے اگر مین اُس نایاب پر کان رکھون اُس کو حکم سے پکڑنا لائق ہے مین نے عمر اس راہ مین گرو کری ہے جو کچھ ہوتا ہو سو ہو خواجہ چلو از راہ گمان کے راہ چلا مثل برق کے عشر راہ چل واسطے وحی کے شرق کے مانند ظن لا یغنی من الحق کو پڑھا تو برقی و شرقی سے رہا یعنی تو راہ سلوک گمان پہ چلا اور رہبر مرشد سے محروم رہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ آ تو کشتی مین الخ ۶ شعر میری کشتی مین آ یا وہ کشتی باندھ تو اس کشتی سے وہ کہے کہ مین کیونکر چھوڑون گیرودار اور تیرے طفیل کیون چلون طفل کے مانند کور با رہبر تنہا سے بہتر ہے اس سے ایک ننگ اور اُس سے سو ننگ ہے آگے مثال ہے تو بھاگتا مچھر سے ہے بچھو کی طرف اور بھاگتا نم سے ہے دریا کی طرف تو باپ کی جفا سے بھاگتا ہے اور لوطیون کے درمیان جاتا ہے تو غم سے مثل یوسف کے بھاگتا ہے اور کھیل کود سے چاہ مین جاتا ہے یعنی اندھا رہبر بہتر ہے تنہا رو سے کہ اپنی دلیل پڑھ جائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

زین تفرج درچه افتی همچو او	هر ترا لیک آن عنایت یار کو	اس ۹۱ ساچہ مین تو گرے اُس سیر سے	یار کی پردہ عنایت کب تجھے
گر نبودی آن بدستوری پدر	بر نیاوردی زچه تا حشر سر	گر نہ ہوتی اذن سے وہ باپ کے	نے نکلتا حشر تک وہ چاہ سے
آن پدر بہر دل او اذن داد	گفت چون امنست ملت خیر باد	دی اجازت اُسکی خاطر باپ نے	بولا جو رغبت ہی خیر اب ہو تجھے
ہر ضریری کز مسیحی سر کشد	او جہودانہ بماند از رشد	جو کوئی اندھا مسیح سے پھیرے سر	وہ جہودانہ رہے بے بہرہ تر
قابل ضو بود گرچہ کور بود	شد ازین اعراض او کور و کبود	نور کے قابل تھا اندھا گرچہ تھا	اپنے روگردان سے وہ اندھا رہا
گویدش عیسیٰ بزن بر من تو دست	ای عمی کحل ضریری با من است	کہوے عیسیٰ مجھ سے اے اندھے تو لے	سرمہ اندھے پن کا میرے پاس ہے
از من ار کوری بیابی روشنی	بر قمیص یوسف جان بر زنی	گر ہے اندھا روشنی مجھ سے ملے	پیرہن سے یوسف جان کے ملے
کار و باری کت رسد بعد شکست	اندران اقبال و منہاج رہ است	۹۲ کام کہ بعد شکست آئے تجھے	اسمین اقبال اور چراغ راہ ہے
کار و باری کہ ندارد پا و سر	ترک گیر اے پیر خر اے پیر خر	کار دنیا کہ نہ رکھے پاؤں سر	چھوڑ اسے اے پیر خر اے پیر خر
کار و باری کہ ندارد پا و دست	ترک گیر اے بوالفضول کیچ مست	کار دنیا کہ نہ رکھے پاؤں دست	چھوڑ اسے اے بوالفضول مت زشت
غیر پیر استاد و سر لشکر مباد	پیر گردون نے و لے پیر رشاد	غیر پیر استاد رہ مت ہو جیو	پیر گردون سے نہ ہادی پیر ہو
در زمان گر پیر باشد زیر دست	روشنائی دید و از ظلمت برست	زیر سایہ پیر اگر اک دم ہوا	روشنائی دیکھی ظلمت سے چھٹا
شرط تسلیم ست نے کار دراز	سود نبود در ضلالت ترکتاز	شرط ہے تسلیم نے کام اب بڑا	نفع نے دے گمرہی مین دوڑنا
من نجویم زین سپس راہ اثیر	پیر جویم پیر جویم پیر پیر	بعد سے نے ڈھونڈھوں راہ چرخ پیر	پیر ڈھونڈوں پیر ڈھونڈوں پیر پیر
پیر باشد نردبان آسمان	تیر پران از کہ گردد از کمان	۹۳ پیر ہووے نردبان آسمان	تیر بھاگے کس سے از زور کمان
نے ز ابراہیم نمرود گران	کرد با کرگس سفر بر آسمان	بے خلیل اللہ نمرود دغا	کرگسوں پر آسمان کی سو گیا
از ہوا شد سوی بالا او بسی	لیک بر گردون نپرد کرگسی	وہ ہوا سے جانب بالا گیا	لیک کرگس آسمان پر کب چڑھا

۹۱ اس ساچہ الخ ۷ شعر یوسف کے مانند تو چاہ مین گرے اس سیر سے ولیکن یار کی وہ عنایت تجھے کہان ہے اگر وہ حشر تک نہین نکلتا ہے چاہ سے اس کی خاطر اجازت دے باپ نے کہا جو رغبت ہے اب تجکو خیر ہو آگے مثل ہے جو کوئی اندھا مسیح سے سر پھیرے وہ جہودانہ بے بہرہ رہے نور کے قابل تھا اگرچہ اندھا تھا اپنے روگردان سے وہ اندھا رہا عیسیٰ کہے مجھ سے کہ اے اندھے تو لے سرمہ اندھے پن کا میرے پاس سے اگر اندھا ہو تو روشنی مجھ سے ملے پیرہن سے یوسف جان کے ملے یعنی تو یوسف کے مانند غم سے بھاگتا ہے مگر عنایت یار کی وہ کہان ہے کہ تو چاہ سے نکلے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۹۲ کام کہ آئخ ۷ شعر کام کہ بعد شکست سب تجھے آئے اسمین اقبال و چراغ راہ ہے کام دنیا کا کہ پاؤ سر نہ رکھے اسکو چھوڑ اے پیر خر پیر خر کام دنیا کا کہ پاؤ دست نہ رکھے اسکو چھوڑ اے بوالفضول زشت نہ رکھے اسکو چھوڑ مت غیر پیر استاد راست ہو جیو پیر گردون نہین بلکہ پیر ہادی ہو اگر زیر سایہ پیر اکدم ہوا روشنائی دیکھی اور ظلمت سے چھٹا شرط تسلیم ہے نہ کام بڑا کہ گمراہی مین دوڑنا نفع دے بعدہ نے ڈھونڈھوں راہ چرخ پیر پیر ڈھونڈھوں پیر ڈھونڈھوں پیر پیر یعنی کام دنیا کا چھوڑا اور پیر رہبر اختیار کر کہ روشنی دیکھے و ظلمت سے چھٹے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۹۳ پیر ہووے الخ ۵ شعر پیر نردبان آسمان ہووے کہ تیر کش سے بھاگے زور کمان سے بغیر خلیل اللہ کے نمرود دغا باز کرگسوں پر آسمان کی جانب گیا وہ ہوا سے جانب بلندی گیا ولیکن کرگس آسمان پر کب چڑھا حضرت ابراہیم عم سے نے کہا کہ اے مرد سفر مین تیرا کرگس ہوں اسدم بہتر جو مجھ سے طرف بلندی کے نزدیک کرے تو بغیر اڑنے کے تو جا سکے جانب آسمان کے یعنی مرشد اس کو آسمان پر پہونچا دیتا ہے از راہ دل سکے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

فارسی	فارسی	اردو	اردو
گفتش ابراہیم کاے مرد سفر	کرگست من باشم اینک خوبتر	بولے ابراہیم کاے مرد سفر	مین ترا کرگس ہون ہمدم خوبتر
چون زمن سازی ببالا نردبان	بے پریدن بردوی بر آسمان	جو کرے مجھ سے بیالا نردبان	بے اُڑے تو جائے سوے آسمان
آنچنان کہ میرود تا غرب وشرق	بے ز زاد و راحلہ این دل چو برق	جس[۱] طرح کہ جائے ہے تا غرب و شرق	بے سروسامان یہ دل ہے مثل برق
آن چنانکہ رہروان در شب روند	حس مردم شہرہا رامی برند	جس طرح شب مین مسافر جائے ہین	حس مردم شہر کی سو خواب مین
آنچنانکہ عارف از راہ نہان	خوش نشستہ میرود در صد جہان	جس طرح سے عارف از راہ نہان	بیٹھے بیٹھے پھرتا بس ہی سو جہان
گرنہ دستش چنین رفتار دست	این خبرہا زان ولایت از کہ ہست	گر نہ ایسی سیر اُسے حاصل ہوئی	اُس ولایت کی خبر کس سے ملی
این خبرہا دان روایات محق	صد ہزاران پیر بروے متفق	یہ روایت اور خبر تحقیق ہے	پیر صدہا متفق اس بات پے
یک خلافے نے میان این قرون	آنچنانکہ ہست در علم ظنون	اک خلاف انمین نہ قرنون سے ہوا	علم ظنی جس طرح سے مشتبا
آن تحری آمد اندر لیل تار	وین حضور کعبہ و وسط نہار	وہ تحری ظلمت شب مین رکھے	یہ حضور کعبہ اندر روز کے
خیز ای نمرود پر جوی از کسان	نردبانی نایدت زین کرگسان	ڈھونڈھ[۲] اے نمرود جا سوے کسان	کرگسون سے نے تو پائے نردبان
عقل جزوی کرگس آمد ای مقل	پر او با جیفہ خواری متصل	عقل جزوی کرگس آئی ہے ولے	اسکو پر مردار کھانے سے ملے
عقل ابدالان چو پر جبرئیل	می پرد تا ظل سدرہ میل میل	عقل ابدالون کی پر جبرئیل	ظل سدرہ تک اُڑے ہے میل میل
باز سلطانم گشم نیکو پیم	فارغ از مردارم و کرگس نیم	باز سلطان ہون مین نادر نیک پے	نے ہون کرگس دور ہون مردار سے
ترک کرگس کن کہ من باشم کست	یک پر من بہتر از صد کرگس است	چھوڑ کرگس مین ہون خادم ترا	میرا پر سو کرگسون سے ہے بڑا
چند بر عمیا دوانی اسپ را	باید استا پیشہ را و کسب را	اندھے پن سے کب تلک جولان رہے	کسب اور پیشہ کو استا چاہئے
خویش را رسوا مکن در شہر چین	عاقلی جو خویش از وے در مچین	شہر[۳] چین مین خود کو تو رسوا نہ کر	ڈھونڈھ عاقل کو نہ چھوڑ اسکا تو در
آنچہ گوید آن فلاطون زمان	ہین ہوا بگذار و رو بر فوق آن	وہ فلاطون وقت جو کچھ کہ کہے	چھوڑ حرص اور جا تو اُسکے قول پے

[۱] جس طرح الخ ۷ شعر جس طرح کہ جاتا ہے شرق و غرب تک بے سروسامان یہ دل برق کے مانند جس طرح شب مین حس مردم جاتی ہین شہر کی جانب خواب مین جس طرح سے عارف از راہ پوشیدہ کے بیٹھے بیٹھے سو جہان پھرتا ہے اگر ایسی سیر اسے حاصل نہ ہوئی اسی ولایت کی خبر و تحقیق ہو کہ پیر صدہا متفق اس بات پر ہین اُن مین ایک خلاف قرنون سے نہ ہو جس طرح سے علم ظنی شبہ ہے وہ ظلمت شب مین تحری رکھے اور یہ حضور کعبہ اندر روز کے رکھے یعنی پیران ریاکار مثل کرگسون کے غافلان دنیا کو کب آسمان پر پہونچا سکتے ہین بجز اولیاء اللہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[۲] ڈھونڈھ الخ ۶ شعر اے نمرود ڈھونڈھ اور جا سوے کسان تو کرگسون سے نردبان نہ پائے عقل جزوی کرگس آئی ہے ولیکن اس کو پر مردار کھانے سے ملے ہین عقل ابدالون کی پر جبرئیل ہے کہ ظل سدرہ تک اُڑتی ہے میل میل مین باز سلطان کا ہون نادر و نیک پے کرگس نہین ہون اور مردار سے دور ہون کرگس کو چھوڑ کہ مین خادم تیرا ہون اور میرا پر سو کرگسون سے بڑا ہے اندھے پن سے کب تلک جولان رہے گا کسب و پیشہ کو استا چاہئے یعنی عقل جزوی مثل کرگس کے مردارخوار ہے تو عقل ابدالون کی حاصل کر کہ سدرہ تک کبھی پہونچا دے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

[۳] شہر چین مین الخ ۲ شعر شہر مین یعنی شہر چین مین تو خود کو رسوا کر نہین اور عاقل کو ڈھونڈھ اس کا دروازہ نہ چھوڑ وہ افلاطون وقت جو کچھ کہ کہے حرص کو چھوڑ اور تو جا اس کے قول پر سب لوگ چین مین کہتے ہین از راہ حسد کے اپنے شاہ کی نسبت کہ بے اولاد ہے کہ ہمارے شاہ کے خود بچے نہین ہین بلکہ زن کو اپنی طرف آنے نہین دیا ہے جس نے شاہون سے اُسے ایسا کہا اس کی گردن تیغ سے جدا ہوئی ہے شاہ اُسے کہے کہ جو تو نے یہ کہا ہے بلد ثابت کر کہ مین عیال رکھتا ہون کہ میری دختر کو تو ثابت کرے تجھ کو امن ہووے میری تلوار سے یعنی دنیا چین ہے اور شاہ اسکا خدا ہی بس خدا کی اولاد نہین ہے پس تو دختر شاہ چین کا تصور کرتا آگے قول ہے شاہ کا فافہم ۱۲

جملہ می گویند اندر چین بجد	بہر شاہ خویشتن کہ لم یلد	کہتے ہین سب چین کے اندر بجد	نسبت اپنے شاہ کے کہ لم یلد
شاہ ما خود ہیچ سر زندے نزاد	بلکہ سوی خویش زن را رہ نداد	شہ ہمارے نے نہ خود بچہ جنا	بلکہ زن کو اپنے سو آنے دیا
ہر کہ از شاہان بدین نوعش بگفت	گردنش با تیغ بران گشت جفت	جس نے شاہون سے اسے ایسا کہا	اسکی گردن تیغ سے ہوئی ہم جدا
شاہ گوید چونکہ گفتی این مقال	زود ثابت کن کہ من دارم عیال	شہ کہے جو کہ کہا تو نے یہ قال	جلد ثابت کر کہ مین رکھون عیال
مر مرا دختر اگر ثابت کنے	یافتی از تیغ تیزم ایمنی	گر مری دختر کو تو ثابت کرے	امن تجھکو ہووے میری تیغ سے
ورنہ بیشک من ببرم حلق تو	برکشم از صوفی جان دلق تو	ورنہ[1] بیشک کاٹون تیرے حلق کو	صوفی جان سے مین چھینون دلق کو
سر نخواہی برد ہیچ از تیغ تو	اے بگفت لاف کذب آمیغ تو	تیغ سے تیرا کبھی نے سر بچا	دعوی کذب آمیز اے تو نے کہا
بنگر ای از جہل گفتہ ناحقی	پر ز سرہای بریدہ خندقی	اے تو اپنی جہل سے باتین کرے	سر کٹون سے پر تو خندق دیکھ لے
خندقی از قعر خندق تا گلو	پر ز سرہاے بریدہ از غلو	ایک خندق جڑ سے لیکر تا گلو	پر کٹے سر سے ہوا از راہ غلو
جملہ اندر کار این دعوی شدند	گردن خود را بدین دعوی زدند	جملہ اس دعوی کے اندر بس گئے	سر کٹا یا اپنا اس دعوی سے سب
ہین ببین آخر بچشم اعتبار	اینچنین دعوی مین دیش و میار	چشم عبرت سے تو آخر دیکھ لے	ایسا پھر تو دعوی ہرگز مت کرے
تلخ خواہی کرد بر ما عمر ہا	کہ برین میدار دای داور ترا	تو کریگا تلخ ہماری عمر کو	کہ رکھے اس شے پہ حق کو تیرے جو
گر رود صد سال آن کاگاہ نیست	بر عمی آن از حساب راہ نیست	بیخبر[2] گر سو برس تک رہ چلے	اندھے پن سے نے حساب راہ ہے
بے سلاحے در مرو در معرکہ	ہمچو بیباکان مرو در تہلکہ	جنگ مین مت جا تو بے ہتھیار کے	مثل بے ڈر تہلکہ مین مت پڑے
این ہمہ گفتند و گفت آن ناصبور	کہ مرا زین گفتہا آید نفور	یہ کہا سب کچھ وہ بولا ناصبور	کہ مجھے اس بات سے آئے نفور
سینہ پر آتش مرا چون منقل ست	کاملم آمد کشت وقت منجل ست	سینہ مجمر سا مرا پر آگ سے	کھیتی پکی وقت اب کٹنے کا ہی
صدر را صبری بد اکنون آن نماند	بر مقام صبر عشق آتش فشاند	صبر سینہ کو تھا اب وہ نے رہا	عشق نے دی جاے صبر آتش لگا
صبر من مرد آن شبی کہ عشق زاد	درگذشت او حاضران را عمر باد	مرگیا صبر عشق جب پیدا ہوا	وہ گیا حاضر رہین زندہ سدا
ای محدث از خطاب و از خطوب	درگذشتم آہن سردی مکوب	ناصحا[3] گذرا نصیحت پند سے	مین تری مت کوٹ آہن سرد سے

[1] ورنہ بیشک الخ ے شعر ورنہ تیرے حلق کو بیشک کاٹون اور صوفی جان سے مین دلق کو چھینون تیرا سر تیغ سے کبھی نہ بچا اے تو نے دعوی کذب آمیز کیا اے تو اپنی جہل سے باتین کرے سر کٹون سے تو خندق پر دیکھ لے ایک خندق جڑ سے لیکر گلو تک سر کٹون سے پر ہے از راہ غلو کے جملہ اس دعوے کے اندر گئے اور اپنا سر کٹا یا اس دعوے سے تو چشم عبرت سے آخر دیکھ لے اب پھر تو دعوی ہرگز مت کرے تو ہماری عمر کو تلخ کریگا کہ حق کہیں شے پر جو تجکو رکھے گا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] بے خبر الخ ۶ شعر اگر بے خبر سو برس تک راہ چلے اندھے پن سے حساب راہ نہین ہے آگے مثال ہے تو جنگ مین نہ جا بے ہتھیار کے اور بے ڈر کے مانند تہلکہ مین مت پڑے آگے جواب برادر کلان کا ہے یہ سب کچھ کہا مگر اس ناصبور نے کہا کہ مجھے اس بات سے نفرت آئے میرا سینہ مجمر کے مانند پر آتش ہے کھیتی پکی اب وقت کٹنے کا صبر سینہ کو تھا اب وہ نہین رہا عشق نے بجاے صبر آتش لگادی ہے صبر مرگیا جب کہ عشق پیدا ہوا وہ گیا اب وہ حاضر ہمیشہ زندہ رہین آگے سوزش عشق کا بیان ہے ۱۲

[3] ناصحا الخ ے شعر اے ناصح مین تیری نصیحت و پند سے تیری گذرا مت کوٹ آہن سرد سے مین سرنگون ہون تو میرا پاؤن کھول میرے جملہ جزو کو سمجھ کہان ہے مین اپنے اونٹ کو کھینچون جب تلک سکون جو وہ گر پڑے قتل سے اس کے مین خوش ہون سو خندقین سرکٹون سے بھری ہین میرے درد کے آگے ایک ہنسی ہے پھر مین خوف سے طبل خواہش کا پوشیدہ نہ بجاونگا مین دشت مین بجاؤن بہ ملا یا سر گیا یا صنم مجھ سے ملا آگے مثال ہے جو حلق اس بادہ کے لائق نہین ہے وہ شمشیر سے کٹا بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سرنگونم هین رها کن پای من ‖ فهم کن در جملۂ اجزای من

اشترم من تا توانم می کشم ‖ چون فتادم راز باکشتن خوشم

بر سر مقطوع اگر صد خندق است ‖ پیش دردم من مزاح مطلق است

من نخواهم زد گر از خوف و بیم ‖ اینچنین طبل هوا زیر گلیم

من علم اکنون بصحرا می زنم ‖ یا سراندازی و یا روی صنم

حلق کان نبود سزای آن شراب ‖ آن بریده به ز شمشیر و ضراب

دیده کان نبود ز وصلش در فره ‖ آنچنان دیده سفید و کور به

گوش کان نبود سزای راز او ‖ بر کنش که نبود آن بر سر نکو

اندر آن دستی که نبود آن قضاب ‖ آن شکسته به به ساطور قصاب

آنچنان پایی که از رفتار او ‖ جان نه پیوندد به نرگس زار او

آنچنان پا در حدید اولی ترست ‖ آنچنان پا عاقبت درد سر است

سرنگون ہون کھول میرا پاؤن تو ‖ کان سمجھ ہے میرے جملہ جزو کو

کھینچون اونٹ اپنے کو مین جبتک سکون ‖ جو کرے وہ قتل سے خوش اسکے ہون

سر کٹون سے خندقین ہین گر بھری ‖ میرے آگے درد کے اک ہی ہنسی

مین بجاؤن گا نہ اب خوف سے ‖ طبل خواہش کو نہان تو جان لے

مین بجاؤن دشت مین اب یہ ملا ‖ یا گیا سر یا صنم مجھ سے ملا

حلق جو لائق نہ اُس بادہ کے ہو ‖ وہ کٹا بہتر ہے بس شمشیر سے

[۵۱] آنکھ کو نے وصل سے اُسکی خوشی ‖ ایسی آنکھ اندھی ہے بہتر اور بھلی

کان کہ نے لائق اُسکے راز کے ‖ سر پہ وہ بہتر نہین تو کاٹ اسے

ہاتھ کہ مال قصاب اب نے رکھے ‖ وہ کٹا بہتر ہے بس ساطور سے

پاؤن ایسا کہ بس اُسکی چال سے ‖ جان ملے اسکی نہ نرگس زار سے

ایسا پا زنجیر مین ہے خوب تر ‖ ایسا پا انجام مین ہے دردسر

بیان مجاہد کہ دست مجاہدہ باز ندارد اگرچہ

دانہ کہ بسطت عطاے حق کہ آن مقصود ست

از طرف دیگر و بسبب عمل دیگر بدو برساند

کہ در وہم او نبودہ باشد و او درین طریق

معین امید بستہ ہمین در می زند شاید

کہ حق تعالیٰ آن روزی را از در دیگر برساند

کہ او آن تدبیر نہ کردہ باشد

ویرزقہ من حیث لایحتسب العبد یدبر واللہ یقدر

بیان ایسے مجاہد کا کہ ہاتھ مجاہدہ سے باز نہ رکھے

اگرچہ جانتا ہی کہ عطاے حق بڑی ہی وہ مقصد

دوسری طرف سے بسبب عمل دوسرے کے

اُسکو پہونچاتا ہی کہ اُسکے وہم مین نہ ہوا اور وہ

اُمید سے بموجب قاعدہ کے دروازہ بجاتا ہی

شاید کہ حق تعالیٰ وہ آرزو اُسکی دوسرے سے

پوری کرادے کہ اُس نے وہ تدبیر نہ کری ہو

ویرزقہ من حیث لایحتسب العبد یدبر واللہ یقدر

اور رزق دیتا ہی وہ اُس طرح سے کہ نہین حساب کیا جاتا ہی بندہ تدبیر کرتا ہی اور اللہ تقدیر

---

[۵۱] آنکھ آن ۵ شعر جو آنکھ کہ اسکے وصل سے خوش نہین ہو ایسی آنکھ اندھی بہتر ہی جو کان کہ لائق اس راز کے نہین ہو وہ سر پہ بہتر نہین ہی تو اسے کاٹ جو ہاتھ کہ مال قصاب نہین ہی کھتا ہے وہ چھری سے کٹا ہوا بہتر ہے ایسا پاؤن کہ اس کی چال سے جان اس کی نرگس زار سے نہ جا ملے بس ایسا پاؤن انجام مین دردسر ہے یعنی اب مین عشق سے اپنا یہ موت سمجھ یار کے ملے مجکو چارہ نہین ہے آگے مجاہد کا بیان مثال ہے ہی یہ کہ ہر کہ خدا ہر حال مین بندے کے شریک ہی وافہم ۱۲

ور بود کہ بندہ را او ہم بندگی بود کہ مر او از
غیر این در برساند اگرچہ حلقہ
این درے زنم حق سبحانہ تعالے
اورا ہم ازین در روزی رساند
این ہمہ درہاے یک سرا یست

اور ہوتا ہی کہ بندہ کو وہم بندگی کا ہو کہ مجھے اس
در کے سوا اور در سے پہونچا ئے اگرچہ
حلقہ اس در کا بجاتا ہون مین حق تعالی اسکو
اسی در سے روزی پہونچاوے حاصل کلام
یہ سب دروازے ایک ہی در کے ہین

یا درین رہ می بیابم کام من
گو کہ موقوفست کامم بر سفر
یار را چندان بجویم جد و جہت
این معیت کے رود از گوش من
کے کنم من از معیت فہم راز
حق معیت گفت و دل را مہر کرد
چون سفرہا کرد دل را راہ داد
چون خطا با آن صفات یا صفا
بعد ازان گوید اگر دانستمی
دانش آن بود موقوف سفر
آنچنان کز وجہ دام شیخ بود
کودک حلوائی بگریست زار

یا چو باز آیم ز رہ سوی وطن
چون سفر کردم بیابم در حضر
تا بدانم کہ نمی بایست جست
تا نگردم گرد دوران زمن
جز کہ بعد از سفرہاے دراز
تا کہ عکس آن بگوش آید نہ طرد
بعد ازان مہر از دل او برگشاد
گردش روشن ز بعد دو خطا
این معیت را کی او را جستمی
نابد آن دانش بہ تیزی فکر
بستہ و موقوف گریہ آن عنود
تو ختہ شد دام آن شیخ کبار

یا اسی رہ مین سے مجھے مقصد ملے
میرے مقصد کا سفر پر ہے حصر
یار کو کوشش سے ڈھونڈھون جی سے
یہ معیت دور ہو کب کان سے
کب معیت کا سمجھ مین آئے راز
حق معیت بول دل پر مہر کی
جو کیے از بس سفر رہ دل کو دی
وہ صفات اب جو خطا مین آگئی
بعد اسکے کہوے گر مین جانتا
وہ سمجھ اسکی تھی موقوف سفر
جس طرح سے قرض و دام اس شیخ کا
طفل نے حلوائی کے گریہ کیا

یا وطن کو لوٹ آؤن راہ سے
جو سفر ہو یا ؤن مین اندر حضر
تب مین جانون چاہئیے نہ ڈھونڈھنا
تا زمانہ مین نہ گردش ہو مجھے
پر سوا بعد سفرہاے دراز
تا کہ عکس اسکے سننے نے وہی
بعدہ مہر اس کے دل سے دور کی
وہ خطا کے بعد روشن ہو اسے
یہ معیت اس کی کب مین جانتا
نے سمجھ آئے نہ تیزی فکر
گریہ کرنے طفل پر موقوف تھا
پس ادا قرضہ ہوا اس شیخ کا

سلہ یا اسی مین الخ ے شعر یا اسی رہ مین مقصد مجکو ملے یا وطن کو راہ سے لوٹ آؤن میرے مقصد کا حصر سفر پر ہے جو سفر ہو مین حضر مین پاؤن یار کو خواب مین کوشش سے ڈھونڈھون تب مین جانون کہ ڈھونڈھنا نہین چاہیئے یہ معیت گوش سے کب دور ہو کہ تا زمانے مین مجھے گردش نہو معیت کا راز کب سمجھ مین آئے لیکن بعد سفرہاے دراز حق نے معیت کہی اور دل مین مہر کی تا کہ بر عکس اس کے سننے نہ دے اجبی جو سفر از بس کئے دل کو راہ دی اور بعدہ مہر اسکے دل سے دور کی یعنی ایک زمانہ تک کوشش کرے اور جہان مین یار کو ڈھونڈھے تب راز معیت حق کا اسپر کھلے کہ حق تعالی اپنے ساتھ ہے مین کہان اسکو ڈھونڈھتا ہون آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲
سلہ وہ صفات الخ ے شعر وہ صفات معیت کی اچھی خطا مین آئین یعنی وہ خطا کے ساتھ اسے روشن ہو بعد اسکے کہے کہ اگر مین جانتا اسکی معیت کو کب مین ڈھونڈھتا وہ سمجھ اسکی موقوف سفر پر تھی نہ سمجھ آئے تیزی فکر سے یعنی خطا مین قاعدہ علم حساب سے ہی پس ان دو خطا سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح سفر سے معیت حق کی سمجھ مین آتی ہے آگے اسکی مثال ہی جس طرح سے اس شیخ کا قرض و دام گریہ کرنے طفل پر موقوف تھا حلوائی کے طفل نے گریہ کیا پس اس شیخ کا قرض ادا ہوا وہ داستان معنوی مین بیان ہوئی اس سے پیشتر مثنوی دفتر دوم مین وہ حکایت لکھی ہی اگر تونے نہین دیکھی ہے تو پھر اسطرف لوٹ جا آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

گفته شد آن داستان معنوی | پیش ازین اندر خلال مثنوی
وہ بیان ہوئی داستان معنوی | پیشتر اس سے بہ متن مثنوی

این سخن در دفتر دوم گذشت | گر نمی دانی کن آنجا بازگشت
دفتر دوم مین ہے یہ سب لکھا | گر نہین تو جانتا پھر لوٹ جا

در دلت خوف افگند از موضعی | تا نباشد غیر آنت مطمعی
سلہ خوف اک جا سے ترے دلمین پڑے | جائے طمع اُس سوا نے ہو تجھے

در طمع خود فائده دیگر نهد | وان مرادت از کسی دیگر دهد
خود طمع مین اور کا نفع رکھے | وہ مراد اک دیوے تجھکو اور سے

ای طمع دربسته یک جای سخت | کاید م میوه ازین عالی درخت
اے طمع اک جاپے باندھی تونے ہے | کہ ملے اس نخل سے میوہ مجھے

آن طمع زانجا نخواهد شد وفا | بل ز جائے دیگر آید آن عطا
وہ طمع اس جا سے نے ہووے وفا | دوسری جا سے وہ بلا آئے عطا

آن طمع را پس چرا در تو نهاد | چون نبودش نیت اکرام و داد
وہ طمع تجھ مین رکھی کس واسطے | جو نہ تھی اکرام کی نیت اُسے

از برائے حکمتی و صنعتی | نیز تا باشد دلش در حیرتی
ایک حکمت اور صنعت کیلئے | تاکہ اسکے دل کو بھی حیرت رہے

تا دلت حیران بود ای مستفید | کاین مرادم از کجا خواهد رسید
سلہ تاکہ دل حیران ہووے بس ترا | کہ مراد اب مین کہان سے پاؤنگا

تا بدانی عجز خویش و جهل خویش | تا شود ایقان تو در غیب بیش
تا تو جانے اپنے عجز و جہل کو | غیب مین زیادہ یقین تا تجکو ہو

هم دلت حیران شود در منتجع | که چه رویاند مصرف زین طمع
دل چراگہ مین ہو حیران بس ترا | اس طمع سے اُسنے کیون پیدا کیا

طمع داری روزئی در درزئی | تا ز خیاطی بری زر تا زیے
طمع خیاطی مین روزی کی رکھے | تاکہ خیاطی سے اب روٹی ملے

رزق تو در زرگری آید پدید | که ز وهمت بود آن مکسب بعید
زرگری سے رزق تیرا پیدا ہو | وہم سے تھا دور تیرے کسب وہ

پس طمع در روزئے بهر چه بود | چون ترا در جائے دیگر در گشود
طمع خیاطی کی کیون تھی ظاہرا | دوسری جا پر تجھے جو در کھلا

بهر نادر حکمتے در علم حق | که نوشت آن حکم را در ما سبق
سلہ علم حق مین اعلی حکمت کیلئے | اس نے لکھا حکم بس پہلے سے

نیز تا حیران شود اندیشه ات | تا که حیرانی بود کل پیشه ات
تاکہ حیران ہووے اندیشہ ترا | تاکہ حیران ہووے کل پیشہ ترا

یا وصال یار زین سعیم رسد | یا ز راه خارج از سعی جسد
یا وصال یار اس سعی سے ملے | یا کوئی رہ اور حاصل ہو تجھے

سلہ خوف الخ ۶ شعر ایک جا سے خوف تیرے دل مین پڑے اس کے سوا جائے طمع تجھے نہ ہو خود طمع مین اور کا نفع رکھے اور وہ تجھکو مراد اور سے دیوے آگے مثال ہے اے شخص تونے طمع ایک جا سے باندھی ہے کہ اس نخل سے مجھے میوہ ملے وہ طمع اس جا سے وفا نہ ہووے بلکہ دوسری جا سے وہ عطا آئے وہ طمع تجھ مین کس واسطے رکھی جو اسے اکرام کی نیت نہ تھی طمع ایک حکمت و صنعت کیواسطے ہے تاکہ اُس کے دل کو حیرت رہے یعنی طمع ایک شے کی ایک سے رکھے اور وہ شے دوسری جا سے ملے اور جس سے یہ طمع رکھتا ہے اس سے دوسرے کو نفع پہونچے آگے اس کا بیان ہے فافہم
سلہ تاکہ دل الخ ۶ شعر تاکہ تیرا دل بس حیران ہووے کہ اب مین مراد کہان سے پاؤنگا تاکہ تو جانے اپنے عجز و جہل کو تاکہ تجکو غیب مین یقین زیادہ ہو پس تیرا دل چراگاہ مین حیران ہو کہ اس طمع سے اس سے کیون پیدا کیا طمع روزی کی خیاطی مین رکھی تاکہ اب روٹی خیاطی مین ملے و یا رزق زرگری سے پیدا ہو کہ تیرے وہم سے وہ کسب دور تھا طمع خیاطی کی کیون ظاہر تھی کہ جو دوسری جا پر تجھے در کھلا یعنی تجکو طمع ایک کسب سے روزی کی ہوا اور وہ روزی تجکو دوسرے سبب سے ملے پس تیرا دل حیران ہو کہ یہ طمع مجھ مین کیون پیدا کی آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲ سلہ علم حق مین الخ ۶ شعر علم حق اعلی حکمت کے واسطے اس نے پہلے سے حکم لکھا ہے تاکہ اندیشہ تیرا حیران ہووے تاکہ کل پیشہ تیرا حیران ہووے یا وصال یار کا اس سعی سے ملے یا کوئی اور راہ حاصل ہو مجھے نہ کیون کر اس راہ سے مراد آئے تڑپتا ہون کہ تا جس جگہ سے ملے مرغ بسمل ہر طرف پڑا تڑپتا ہے کہ تا جان تن کی کس طرف رہا ہووے اس سفر سے یا مراد اپنی ملے یا کہ ذات البرج کی ایک برج سے یعنی علم حق مین ایک بڑی حکمت کے واسطے اُس نے اول سے حکم لکھا ہے کہ مراد تجکو سفر سے حاصل ہو اور کوئی جگہ سے جیسے مرد میراثی کو سفر مین کوتوال کے خواب سے گھر مین مراد ملی آگے اس کی حکایت ہے فافہم ۱۲

من نگویم زین طریق آید مراد — می طپم تا از کجا خواهد گشاد
سر بریده مرغ هر سو می فتد — تا کدامی سو رهد جان از جسد
یا مراد من برآید زین خروج — یا ز برجی دیگر از ذات البروج
قسم ہے برجون کی ۱۲

نے کہوں آئی مراد اس راہ سے — ہون تڑپتا کس جگہے سے ملے
مرغ بسمل ہر طرف تڑپے پڑا — جان تن کی کس طرف سے ہو رہا
اس سفر سے یا مراد اپنی ملے — یا کہ ذات البروج کے اک برج سے

حکایت مرد میراث یافته که در خرج و اسراف کرد و مفلس شد

حکایت مرد میراث پائے ہوئے کی کہ اُس مین اسراف کیا اور مفلس ہوا

بود زر میراثی را بی شمار — جمله را خورد و بماند او زار زار
مال میراثی ندارد خود وفا — چون بناکام از گذشته شد جدا
او ندارد قدر هم کاز زان بیافت — کو بکد و کسب و رنجش کم شتافت
قدر جان زان می ندانی ای فلان — که بداد حق به بخشش رایگان
نقد رفت و جنس رفت و خانها — ماند چون جغدان درین ویرانها
گفت یارب برگ دادی رفت برگ — یا بده برگی و یا بفرست مرگ
چون تهی شد یاد حق آغاز کرد — یارب و یارب اجرنی ساز کرد
چون پیمبر گفت مومن مزهرست — در زمان خالیی ناله گرست
چون شود پر مطربش بنهد ز دست — پر مشو کاسیب دست او خوش است
تی شو و خوش باش بین الاصبعین — کز می لا این سرمست است این
رخت طغیان آب از چشمش گشاد — ابر چشمش زرع دین را آب داد
در دعا و لابه ورزد هر دو دست — زر طلب شد بی تعب آن نیز پرست

پاس[۱] میراثی کے زر تھا بیشمار — سب کو کھایا اور رہا مفلس و خوار
مال میراثی نہین رکھے وفا — جو ہوا ناکام موتی سے جدا
قدر نے جانی کہ پایا مفت تھا — کسب و محنت مین وہ کم تھا دوڑتا
قدر جان نے جانے تو سو اسطے — کہ خدا نے مفت دی اب تجکو ہے
گھر و بار اور نقد و جنس آخر گیا — پس وہ ویرانے مین اُلو سا رہا
بولا یا رب جو دیا سامان گیا — یا تو دے سامان و یا موت و فنا
جو ہوا مفلس شروع کی یاد رب — دے پنہ یا رب یہ کہتا روز و شب
بولے[۲] پیغمبر ہے مومن مزہر ایک — وقت خالی بطن کے نالان ہو نیک
جو ہو پر رکھدیوے مطرب ہاتھ سے — پر نہ ہو آسیب دست اب خوب ہے
خالی ہو کر رہ تو بین الاصبعین — کہ می لا این سے ہو سرمست این
آب طغیان چشم سے اُس کی بکھے — کشت دین سبز اُسکی ابر چشم سے
ہاتھ اُٹھائے دونون بس اندر دعا — اور طلب بے رنج و زر اُسنے کیا

در بیان سبب تاخیر اجابت دعاے مومن از حضرت عزت

مومن کی دعا دیر مین قبول ہونے کا سبب

[۱] پاس میراثی کے آخر ۷ شعر میراثی کے پاس زر بیشمار تھا سب کو کھایا مفلس و خوار ہوا کہ مال میراثی وفا نہین رکھتا ہی کیونکہ ناکام موتی سے جدا ہوا ہی قدر نجانے کہ مفت مین پایا تھا کسب و محنت مین وہ کم پھیرا دوڑا تھا آگے اسکا حال ہی قدر جان کی تو اسواسطے نہین جانتا ہی کہ خدا نے تجکو مفت دی ہی کہ گھر و بار و نقد و جنس آخر گیا پس وہ ویرانہ مین اُلو کے مانند رہا آگے رجوع بقصہ ہی کہا کہ یا رب جو سامان دیا وہ سب گیا یا سامان دے یا موت و فنا دے جو مفلس ہوا یاد رب کی شروع کی کہ یا رب پناہ دے وہ روز و شب کہتا یعنی حق تعالی نے جان انسان کو مفت دی ہے اسواسطے وہ قدر اس کی نہین جانتا ہی آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

[۲] بولے پیغمبر آخر ۵ شعر پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن ایک ستار ہے وقت خالی بطن کے بہت نالان سو جو پر ہو مطرب ہاتھ سے رکھدے پر نہ ہو آسیب ہاتھ کا خوب ہے تو خالی ہو کر درمیان دو انگلیون کے رہ کہ شراب لامکان سے مست یہ مکان ہے اس کی چشم سے آب طغیانی رکھے اور کشت دین سبز ہوا کہ ابر چشم سے دونون ہاتھ اُٹھائے اندر دعا اور بے رنج اس نے طلب کیا یعنی مومن مثل ستار کے خالی پیٹ ہوتا ہے آواز خوب دیتا ہے اور عجز کرتا ہے کہ افلاس اس کو پاک ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

اے بسا مخلص کہ نالد در دعا | تا شود دود خلوصش بر سما
اے[۱] بہت مخلص دعا میں رو کے گر | جائے تا دود خلوص افلاک پر

تا شود بالای این سقف برین | بوی مجمر از انین المذنبین
جائے تا کہ سقف پر افلاک کے | بوے مجمر گریہ عصیان کے

پس ملائک با خدا نالند زار | کای مجیب ہر دعا ای مستجار
رو کے کہتے ہیں ملک اللہ سے | کاے مجیب ہر دعائے راز کے

بندۂ مومن تضرع می کند | او نمی داند بجز تو مستند
بندہ مومن کرتا زاری تجھ سے ہے | تجھ سوا جائے پناہ نہ وہ رکھے

تو عطا بیگانگان را می دہی | از تو دارد آرزو ہر مشتہی
جب عطا بیگانوں کو تجھ سے ملے | آرزو تجھ سے ہر اک طالب رکھے

حق بفرماید نہ از خواری اوست | عین تاخیر عطا یاری اوست
حق یہ فرمائے کہ نے خواری سے ہے | عین تاخیر عطا یاری سے ہے

نالۂ مومن ہمی داریم دوست | گو تضرع کن کہ این اعزاز اوست
نالۂ مومن کو رکھتا دوست میں | کہد و زاری کر کہ اعزاز اسکو دوں

حاجت آوردش ز غفلت سوی من | آن کشیدش مو کشان در کوی من
لایا[۲] حاجت میری سو غفلت سے وہ | میرے کوچے میں اسے کھینچے ہے وہ

گر برآرم حاجتش او وا رود | ہم در آن بازیچہ مستغرق شود
پوری حاجت گر کروں میں جائے وہ | اور وہ اس کھیل میں مستغرق ہو

گر ہمی نالد بجان او سوگوار | دل شکستہ سینہ خستہ از زار
گرچہ روتا جان سے ہو وہ سوگوار | دل شکستہ سینہ خستہ اور نزار

خوش ہمی آید مرا آواز او | وان خدایا گفتن و آن راز او
مجکو خوش آتا ہے اس کا چیخنا | اور خدایا کہنا راز اک کھولنا

وانکہ اندر لابہ و در ماجرا | می فریباند بہر نوعے مرا
اور خوشامد میں وہ اندر کام کے | ہر طرح پر کرتا مائل ہے مجھے

طوطیان و بلبلان را از پسند | از خوش آوازی قفس در میکنند
طوطی اور بلبل کو خوش آواز سے | کرتے ہیں اندر قفس کے قید ہے

زاغ را و چغد را اندر قفس | کو کنند این خود نیامد در قصص
زاغ و الو نے رکھیں اندر قفس | جو نہیں سنتے حکایت اور قصص

پیش شاہد باز چون آید دو تن | آن یکی کم پیر وان یک خوش ذقن
آگے رنڈی باز کے جو آئیں دو[۳] | ایک بڑھیا دوسری خوش شکل ہو

ہر دو نان خواہند او زوتر فطیر | آرد و کم پیر را گوید کہ گیر
دونوں روٹی مانگیں اس سے آن کر | روٹی اس بڑھیا کو دیوے جلد تر

وان دگر را خوشستش قد و خد | کی دہد نان بل بتاخیر افگند
دوسری کو کہ وہ بس خوش شکل ہے | روٹی کب دے بلکہ دیر اس میں کرے

---

[۱] اے بہت الخ ے شعر اے مخلص اگر دعا میں بہت روئے تا جائے دود خلوص افلاک پر جائے تو مجمر گریہ عصیان سے فرشتے رو کر کہتے ہیں اللہ سے کہ اے مجیب ہر دانا سے راز کے بندۂ مومن تجھ سے زاری کرتا ہے کہ تجھ سوا وہ جائے پناہ رکھتا ہے جو تجھ سے عطا بیگانے کو ملتا ہے تو ہر ایک طالب تجھ سے آرزو رکھتا ہے حق یہ فرمائے کہ خواری سے نہیں ہے بلکہ تاخیر عطا یاری سے میں نالۂ مومن کو دوست رکھتا ہوں کہد و زاری کر کہ اس کو اعزاز دوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[۲] لایا حاجت الخ ے شعر وہ میری طرف حاجت غفلت سے لایا ہے اور وہ حاجت اسے میرے کوچے میں کھینچتی ہے اگر میں پوری حاجت کروں وہ چلا جائے اور وہ اس کھیل میں غرق ہو اگرچہ وہ سوگوار جان سے روتا ہو اور دل شکستہ و سینہ خستہ و نزار ہے مجکو اسکا چیخنا خوش آتا ہے اور خدایا کہنا راز کھولنا جو خوشامد میں وہ اندر کام کے ہر طرح پر مجکو مائل کرتا ہے آگے مثال ہے بلبل وطوطی کو خوش آتا ہے اندر قفس کے قید کرتے ہیں اور زاغ و الو کو قفس میں نہیں رکھتے ہیں جو وہ حکایت ہے قصے وغیرہ نہیں کہتے یعنی مومن کی دعا اور گڑ گڑانا حق تعالیٰ کو خوش آتی ہے اسواسطے وہ دعا اس کی جلد اور پوری نہیں کرتا کیونکہ پھر زاری نہ کریگا آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

[۳] آگے رنڈی باز کے آخ ۵ شعر آگے رنڈی باز کے دو جو آئیں عورتیں ایک بڑھی دوسری خوب صورت ہو اور وہ دونوں روٹی مانگیں اس سے اگر تو بوڑھی کو روٹی جلد دیوے دوسری کو کہ وہ خوبصورت ہے روٹی نہ دیوے بلکہ اس کے دینے میں دیر کرے کہ تو تھوڑی دیر بیٹھ کہ روٹی تازی پکانے میں روٹی گرم لاکر اس کو دے اور کہو سے بیٹھ اس کو حلوا آتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گویدش بنشین زمانی بے گزند — کہ بجا نہ نان تازہ می پزند
چون رسد آن نان گرمش بعد کد — گویدش بنشین کہ حلوا میرسد
ہم بدین فن داردارش می کنند — وز رہ پنہان شکارش می کنند
کہ مرا کاریست با تو یک زمان — منتظر می باش ای خوب جہان
تا بدین حیلت فریباندو را — تا مطیع و رام گرداند ورا
مثل آن کمپیر و آن بیگانگان — شاہد خوشروی مثل مومنان
بے مرادی مومنان از نیک و بد — تو یقین میدان کہ بہر این بود
اینچنان زندان مومن این بود — کافران را جنت عالی بود

روٹی تازی ہین پکاتے ای نکو — اس سے کہوے بیٹھ تھوڑی دیر تو
کھوٹ اسکو بیٹھ حلوا آئے ہے — جو کہ روٹی گرم اسکو لاکے دے
اور پھانسے دام مین پنہان اُسے — پس[1] مدارات اسکی اس فن سے کرے
منتظر رہ اے حسینہ نیک پے — کہ مجھے اک کام دم بھر تجھسے ہے
تا مطیع تابع کرے اپنا اُسے — تا اسے مائل اس حیلہ سے کرے
شاہد خوشرو کی صورت مومنان — مثل اس بڑھیا کے ہین بیگانگان
نیک و بد سے بالیقین تو جان لے — بے مرادی مومنونکی اس لیے
کافرون کو اک بہشت نقد ہے — یہ جہان مومن کو زندان اس لیے

دیدن میراثی بخواب کہ در مصر بفلان موضع گنج است و رفتن بہ شہر مصر بہ طلب آن

دیکھنا میراثی کا خواب مین کہ مصر کی فلانی جا گنج ہے اور جانا شہر مصر کو اس کی طلب مین

خواجہ چون میراث خورد و شد فقیر — آمد اندر یا رب و گریہ نفیر
خود کہ کوبد این در رحمت نثار — کہ نیابد در اجابت صد بہار
خواب دید و ہاتفی گفت و شنید — کہ غنای تو بہ مصر آید پدید
رو بہ مصر آنجا شود کار تو راست — کرد کریہات را قبول و مرتجاست
در فلان موضع یکے گنج ست زفت — در پے آن بایدت تا مصر رفت
در فلان کوئی فلان موضع دفین — ہست گنجے سخت نادر بس ثمین
بیدرنگی ہین ز بغداد اے فقیر — رو بسوی مصر و منبت گاہ زر
چون ز بغداد آمد او تا سوی مصر — گرم شد پشتش چو دید او روی مصر

خواجہ[2] جو میراث کھا مفلس ہوا — آیا اندر یا رب و گریہ بکا
کون کوٹے یہ در رحمت نثار — کہ اجابت مین نہ پائے سو بہار
خواب دیکھا بولا ہاتف اور سنا — کہ عیان ہو مصر مین تیری غنا
مصر کو جا کام تیرا ہو روا — گریہ اس حامی نے اب تیرا سنا
کہ فلانی جا پے گنج اک ہے بڑا — مصر تک اس کے لیے جا تو بھلا
کہ فلان کوچہ و جا مین دفن ہے — ہے بڑا اک گنج نادر جا کے لے
بیدرنگ اب ای فقیر بغداد سے — مصر کو جا کہ وہ زر کی کان ہے
آیا جو[3] بغداد سے تا سوے مصر — پائی طاقت جو کہ دیکھا روی مصر

[1] پس مدارات الخ ۲ شعر یس اس فن سے مدارات کرے اور پوشیدہ دام مین اسے پھانسے کہ مجھے ایک دم بھر تجھ سے کام ہے منتظر رہ اے حسینہ تا کہ اسکو مائل اس حیلہ سے کرے اور تا مطیع و تابع اپنا اسے کرے پس مثل اس بڑھیا کے بیگانگان ہین اور شاہد خسرو کے مانند مومنان ہین سو اسواسطے بیمرادی مومنون کی ہے پس نیک و بد سے بالیقین جان لے اسواسطے یہ جہان مومن کو زندان ہے اور کافرکو ایک بہشت نقد ہے یعنی حق تعالی دعا بیگانون کی جلد ہی پوری کر دیتا ہے کہ انکی دعا سے خوش نہین ہوتا ہے اور مومن کی دعا مین دیر کرتا ہے اسکی التجا اسکو بہتر معلوم ہوتی ہے آگے مرد میراثی کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] خواجہ جو الخ ۲ شعر خواجہ جو میراث کھا کر مفلس ہوا آیا اندر یا رب گریہ بکا مین آگے حقائق ہین اس در رحمت نثار کو کون کوٹے کہ اجابت مین سو بہار نہ پائے خواب دیکھے وہ ہاتف نے کہا اور سنا کہ تیری غنا مصر مین عیان ہے مصر کو جا تیرا کام روا ہو گریہ تیرا اس حامی نے سنا ہے کہ فلانی جا ایک بڑا گنج ہے کہ مصر تک اسکے واسطے جا کہ فلانے کوچہ و جا مین دفن ہے ایک بڑا نادر گنج ہے تو جا کے لے اے فقیر بیدرنگ بغداد سے مصر کو جا کہ وہ کان زر کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] آیا جو الخ ۶ شعر جو وہ آیا بغداد سے جانب مصر کے طاقت پائی جو کہ روے مصر دیکھا ہاتف کے وعدہ کے توقع پر کہ گنج مصر مین تو پاے گا واسطے دفع رنج کے ولیکن اس کو کچھ کھانے کو نہ رہا پس مخلوقات سے کچھ مانگنا چاہا ولیکن اس کو شرم دامنگیر ہوئی اور اسکی ہمت نے خود کو صبر پر رکھا پر نفس اس کا بھوک سے از بس تڑپا کہ اس کو گدائی سے چارہ نہ ہوا کہا کہ شب کو مین پوشیدہ باہر جاؤن تا کہ شرم مانگنے سے وہان نہ ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بر امید وعدۂ ہاتف کہ گنج — یابد اندر مصر بہر دفع رنج
لیک از نفقہ وا ز چیزے نماند — خواست گریہ بر عوام الناس راند
لیک شرم و ہمتش دامن گرفت — خویش را بر صبر افشردن گرفت
باز نفسش از مجاعت بر طپید — از گدائی کردن او چارہ ندید
گفت شب بیرون روم من نرم نرم — تا ز ظلمت نایدم از کدیہ شرم
ہمچو شب کوبی کنم من ذکر و بانگ — تا رسد از بامہایم نیم دانگ
اندرین اندیشہ بیرون شد بہ کو — واندرین فکرت ہمین شد سو بسو
یکزمان مانع ہمی شد شرم و جاہ — یک زمانی جوع می گفتش بخواہ
پاے پیش و پاے پس تا ثلث شب — کہ بخواہم یا بخسپم خشک لب

وعدہ ہاتف کے توقع پر کہ گنج — مصر میں تو پائے بہر دفع رنج
لیک کچھ کھانے کو نے اسکو رہا — چاہا مخلوقات سے کچھ مانگنا
شرم دامنگیر ہوئی اُس کی و لے — اُس نے رکھا آپ کو بس صبر سے
نفس تڑپا اُس کا پس پھر بھوک سے — نے گدائی سے ہوا چارہ اُسے
بولا شب کو جاؤن میں پر نہان — مانگنے سے شرم تا نے ہو وہان
مثل[۱] شب کوبی کرون میں ذکر بانگ — تاکہ پاؤن بام سے میں نیم دانگ
نکلا پس اس فکر سے وہ کو بکو — پھرتا پس اس فکر سے وہ سو بسو
ایکدم ہوتی تھی مانع شرم و جاہ — ایکدم کہتی تھی بھوک اسکو کہ جاہ
پاؤن پیش اور پاؤن پس تا ثلث شب — کہ میں مانگون یا کہ سوؤن خشک لب

رسیدن آن شخص بمصر و بیرون آمدن بکوے در شب بجہت سرکوبی و گدائی و گرفتن عسس اورا و مرادیسر از رنج حاصل آمدن وعسیٰ ان تکرہوا شیئاً وہو خیر لکم ان مع العسر یسرا

پہونچنا اُس شخص کا مصر میں اور نکلنا اُس کا کوچہ میں شب کوبی و گدائی کے لئے اور پکڑنا کوتوال کا اُس کو اور مراد پانا اُسکا بعد رنج کے وعسیٰ ان تکرہوا شیئاً وہو خیر لکم ان مع العسر یسرا

اور قریب ہے کہ تم کراہت کرو کسی ایک شے — اور وہ بہتر ہے واسطے تمہارے تحقیق ساتھ تکلیف کے فراخی ہے ۱۲

ناگہانی خود عسس او را گرفت — مشت و چوبش زد ز صفرا ناشگفت
اتفاقاً اندران شبہاے تار — دیدہ بد مردم ز شب دزدان ضرار
بود شبہاے مخوف منتحس — پس بجد میجست دزدان را عسس

ناگہان[۲] شحنہ نے پکڑا اسے — مارے گھونسے لاٹھی اسکو خشم سے
اتفاقاً ان شبوں تاریک میں — خلق کو چوروں سے ہوئی تھی اذیتین
تھی بلائیں خوفناک اور پر وبال — دزد کی تلاش میں تھا کوتوال

۱ مثل شب کوبی الخ یہ شعر مثل شب کوبی میں ذکر کرون تاکہ نیم دانگ بام سے پاؤن پس نکلا اس فکرت کو بکو اور وہ اس فکر سے پھرتا سو بسو ایک دم شرم و جاہ مانع ہوتی تھی اور ایک دم بھوک اس کو کہتی تھی کہ مانگ۔ پاؤن آگے و پاؤن پیچھے ثلث شب تک آتا جاتا کہ میں مانگون یا کہ سو رہون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ ناگہان الخ یہ شعر ناگہان کوتوال نے اس کو پکڑا اور گھونسے و لاٹھی اس کو خشم سے ماری اتفاقاً ان شبون تاریک میں خلق کو چوروں سے دقتیں ہوئی تھیں کہ دزد کی تلاش میں کوتوال تھا تا خلیفہ نے کہا کہ ہاتھ کاٹ ڈالو اگرچہ شب کو امیر اعزیز بھی نکلے شاہ نے کوتوال پر تاکید کی کہ چوروں پر تو کیوں رحیم ہوتا ہے تو اُن کے مکر کیوں یقین کرتا ہے تاکہ چوروں سے تو کیوں زر لیتا ہے جو چوروں اچکوں پر رحم ہے وہ ظلم و زحمت ضعیفوں پر آگے اس کے حقائق ہیں فافہم

تا خلیفہ گفت کہ ببرید دست ۔ ہر کہ شب گردد و گر خویش من است
بر عسس کردہ ملک تہدید و بیم ۔ کہ چرا باشید بر دزدان رحیم
عشوہ ہاشان از چہ رو باور کنید ۔ یا چرا زیشان قبول زر کنید
رحم بر دزدان و ہر منحوس دست ۔ بر ضعیفان زحمت و بے رحمی است
ہین ز رنج خاص مگسل ز انتقام ۔ رنج او کم بین مگر در رنج عام
اصبع ملدوغ ببر و ز دفع شر ۔ در تعدی و ہلاک تن نگر
اتفاقاً اندران ایام دزد ۔ گشتہ بود انبوہ پختہ و خام دزد
در چنین وقتش بدید و سخت زد ۔ چوبہا و زخمہای بے عدد
نعرہ و فریاد از ان درویش خاست ۔ کہ مزن تا من بگویم حال راست
گفت اینک داد مست مہلت بگو ۔ تا بشب چون آمدی بیرون بگو
تو نہ زینجا غریب و منکری ۔ راست گو تا چیست مکر اندری
اہل دیوان بر عسس طعنہ زدند ۔ کہ چرا دزدان کنون انبہ شدند
انبہی از تست و از یاران تست ۔ دائما یاران زشتت را نخست
ورنہ کین جملہ را از تو کشم ۔ تا شود ایمن ز شر ہر محتشم
گفت او از بعد سوگندان پر ۔ کہ نیم من خانہ سوز و کیسہ بر
من نہ مرد دزدی و بیدادیم ۔ من غریب مصرم و بغدادیم

ہاتھ کاٹو تا خلیفہ نے کہا ۔ شب کو نکلے گر ہو میرا اقربا
شہ نے شحنہ پہ کری تاکید و بیم ۔ کہ تو کیوں چوروں پہ ہوتا ہے رحیم
مکر انکے کیوں یقین کرتا ہے تو ۔ یا کہ زر چوروں سے کیوں لیتا ہے تو
رحم[۱] چوروں اور اچکوں پر جو ہے ۔ ظلم اور زحمت ضعیفوں پر وہ ہے
رنج خاصوں سے نہ چھوڑ اب انتقام ۔ رنج کم دیکھ انکا دیکھ اب رنج عام
کاٹ انگلی سانپ کاٹے تا بچے ۔ دیکھ تن کی سو کھ تا صحت رہے
اتفاقاً ان دنوں چوروں کا زور ۔ بس جمع تھے پختہ بھی اور خام چور
دیکھا ایسے وقت میں مارا اسے ۔ لاٹھیوں سے اور زخم از حد دیئے
بس کری فریاد اس درویش نے ۔ کہ نہ مارو کہتا سچ ہوں حال سے
بولا مہلت میں نے دی تجکو کہو ۔ کس لیئے باہر تو نکلا رات کو
تو نہیں یاں کا مسافر اجنبی ۔ سچ کہو کس مکر میں اے مفتری
اہل[۲] دیوان شحنہ پر طعنہ کریں ۔ کس لیئے اب چوریاں پر جمع ہیں
مجمع تجھ سے ہے و یاروں سے ترے ۔ اپنے یاروں کو بتا تو قبل سے
ورنہ بدلا تجھ سے سب کا لیونگا ۔ عافیت شر سے ہر اک کو دونگا
بعد قسمیں کھا کے اس نے بس کہا ۔ کہ نہیں ہوں میں اچکا چوٹا
میں نہیں ہوں چور نے بیداد ہوں ۔ میں مسافر ساکن بغداد ہوں

در بیان حدیث الکذب ریبۃ والصدق طمانینۃ

بیان میں اس حدیث کے کہ الکذب ریبۃ والصدق طمانینۃ

قصہ آن خواب و گنج زر گفت ۔ پس ز صدق او دل آن کس شگفت

قصہ[۳] اس خواب اور خزانہ کا کہا ۔ صدق سے اسکے دل اسکا بس کھلا

۱ رنج خاصوں سے آخر ۲ شعر رنج خاصوں کے سبب سے مت چھوڑ انتقام انکا رنج کم دیکھ اور اب دیکھ رنج عام کا کاٹ انگلی سانپ کی تا بچے اور تن کی سود دیکھ تا کہ صحت رہے آگے رجوع بقصہ ہے اتفاقاً ان دنوں چوروں کا زور ہوا پختہ و خام چور جمع تھے ایسے وقت میں دیکھا اور اسے مارا لاٹھیوں سے اور از حد زخم دیئے اس درویش نے بہت فریاد کی کہ مت مارو سچ حال کہتا ہوں کہ میں نے تجکو مہلت دی کہو کہ کس واسطے باہر نکلا رات کو تو یہاں کا نہیں ہے مسافر اجنبی ہے سچ کہو کہ کس مکر میں تو مفتری ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ اہل دیوان آخر ۵ شعر اہل دیوان کوتوال پر طعنہ کرتے تھے کہ اب چوریاں پر کس واسطے جمع ہیں تجھ سے اور تیرے یاروں سے مجمع ہے تو اپنے یاروں کو اول سے بتا ورنہ تجھسے سب کا بدلہ لیونگا اور عافیت شر سے ہر ایک کو دونگا بعد اسنے قسمیں کھا کر کہا کہ میں اچکا و چوٹا نہیں ہوں میں چور نہ بیداد ہوں میں ایک مسافر ساکن بغداد ہوں ۔ یعنی خاص چوروں کے رنج کے سبب سے انتقام مت چھوڑ انکا رنج مت دیکھ تو رنج عام کو دیکھ کہ وہ مظلوم ہیں آگے صدق و کذب کا بیان ہے فافہم ۱۲

۳ قصہ اس خواب آخر ۲ شعر قصہ اس خواب خزانہ کا کہا اسکے صدق سے دل اسکا کھلا اسکو بوئے صدق آئی سوگند سے اور اسکا سوز پیدا ہوا سینہ سے آگے حقائق ہیں دل کو آرام آیا قول صواب سے جس طرح تشنہ کو تسکین ہوتی ہے آب سے ولیکن سوا محجوب کے کہ علت رکھے اور اپنی بے غبی تک اسے تمیز ہو ورنہ وہ پیغام صدق سے ہوا گر راہ پر ڈالے وہ شوق ہو وے اور وہ دل محجوب نے ہو کیونکہ وہ مردود ہے محجوب نہیں ہے یعنی دل بیدار کلام صدق کی بو سے معلوم کر لیتا ہے کہ یہ صادق ہے اور وہ کاذب ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

بوی صدق آمد از سوگند او | سوز او پیدا شد از اسپند او
دل بیارامد ز گفتار صواب | آنچنان که تشنه آرامد ز آب
جز مگر محجوب کو را علتی ست | از نبی اش تا غبی تمییز نیست
ورنه آن پیغام کز موضع بود | بر مه ار بر زد شکافیده شود
مه شکافد وان دل محجوب نی | زانکه مردود است او محبوب نی
چشمه شد چشم عسس ز اشک مُهِل | نی ز گفت خشک بل از بوی دل
یک سخن از دوزخ آید سوی لب | یک سخن از شهر جان در کوی لب
بحر جان افزا و بحر پر حرج | در میان هر دو بحر این لب برزخ
بحر جان افزا و بحر عمر کاه | هر دو آن بر لب گذر دارند و راه
چون نیپلو در میان شهرها | از نواحی آید آنجا بهرها
کاله معیوب و قلب کیسه بر | کاله پر سود و مستشرف چو در
زان نیپلو هر که بازرگان تر است | بر سره بر قلبها دیده درست
شد نیپلو مر ورا دار الرباح | وان دگر را از عمی دار الجناح
هر یکی ز اجزای عالم یک بیک | بر غبی بند است و بر استاد فاش
بر یکی قند است و بر دیگر چو زهر | بر یکی لطف است و بر دیگر چو قهر
بر یکی دیو است و بر دیگر چو حور | بر یکی نار است و بر دیگر چو نور
بر یکی گنج است و بر دیگر چو مار | بر یکی ورد است و بر دیگر چو خار
بر یکی شیرین و بر دیگر ترش | بر یکی مبهوت و بر دیگر چو هش
بر یکی پنهان و بر دیگر عیان | بر یکی سود است و بر دیگر زیان

بوے صدق آئی اُسے سوگند سے | پیدا سوز اسکا ہوا اسپند سے
دل کو آرام آیا با قول صواب | جس طرح تشنہ کو تسکین ہو ز آب
پر ہوا محجوب کہ علت رکھے | سنے نبی سے تا غبی تمیز اُسے
ورنہ وہ پیغام کہ ہو صدق سے | ماہ پر گر ڈالے شق ہوا اور پھٹے
مہ پھٹے اور وہ دل محجوب سے | کیونکہ ہے مردود وہ محبوب نے
[1] چشم شحنہ اشک سے چشمہ ہوئی | بوے دل سے خشک باتوں سے نہ تھی
بات اک دوزخ سے آئی سوے لب | شہر جاں سے بات اک با کوی لب
بحر جان افزا و بحر عمر کاہ | دونوں اُس لب پر گذر رکھتے ہیں وراہ
جو تجارت درمیان شہر کے ہو | نفع کو آتے ہیں سب اطراف
سان بدتر اور کھوٹا اور ٹرا | سان بہتر بیش قیمت اور کھرا
[2] اس تجارت سے مبصر جو ہو تر | اور کھرے کھوٹے پہ رکھتا ہو نظر
بحر جان افزا و بحر پر تعب | درمیان دو بحر کے برزخ ہو لب
وہ تجارت اسکو ہوئی ہے نفع کا | دوسرے کو اندھے پن ضائع کا
ایک اک اجزاے عالم سے جدا | ہے غبی پہ بند استا پر کھلا
ایک پر ہے قند دیگر پر ہے زہر | ایک پر ہے لطف دیگر پر ہو قہر
ایک پر ہے دیو دیگر پر ہے حور | ایک پر ہے نار دیگر پر ہے نور
ایک پر ہے گنج دیگر پر ہے مار | ایک پر ہے گل دیگر پر ہے خار
ایک پر شیرین ہے دیگر پر ترش | ایک پر بیہوشی دیگر پر ہے ہوش
[3] ایک پر پنہاں ہے دیگر پر عیاں | ایک پر ہے سود دیگر پر زیاں

[1] چشم شحنہ آلخ ۷ شعر چشم کوتوال کی اشک سے چشمہ ہوئی بوے دل سے تھی اور خشک باتوں سے نہ تھی آگے حقائق ہیں ایک بات دوزخ سے آئی سوے لب اور ایک بات شہر جان سے آئی با کوے لب یہ بحر بیان افزا اور وہ بحر پر تعب ہیں درمیان دو بحر کے لب برزخ ہے بحر بیان افزا بحر عمر گھٹانے والا دونوں اس لب پر گذر رکھتے ہیں اور راہ آگے مثال ہے جو تجارت درمیان شہروں کے ہے اور واسطے نفع کے اطراف سے آتے ہیں سامان بر کھرا اور کھوٹا اور برا سامان ٹرا اور بیش قیمت اور کھرا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] اس تجارت سے آلخ ۷ شعر اس تجارت سے جو مبصر ہوا ہو اور کھرے کھوٹے پر نظر رکھتا ہو وہ تجارت اسکو نفع کا ہوئی ایک ایک جزاے عالم سے جدا جدا غبی پر بند اور استاد پر کھلا ہے ایک پر قند اور دوسرے پر زہر ہے ایک پر لطف دوسرے پر قہر ہے ایک پر دیو دوسرے پر حور ہے ایک پر نار دوسرے پر نور ہے ایک پر گنج دوسرے پر مار ہے ایک پر شیرین دوسرے پر ترش ہے ایک پر بیہوشی دوسرے پر ہوش ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] ایک پر آلخ ۷ شعر ایک پر پنہان دوسرے پر عیان ہو ایک پر سود دوسرے پر زیان ہے ایک پر غصہ دوسرے پر کشادگی ہے ایک پر قید دوسرے پر مراد ہے ایک پر نوش دوسرے پر نیش ہے ایک پر بیگانہ دوسرے پر خویش ہے ایک پر روز دوسرے پر شب ہے ایک پر عیش دوسرے پر تعب ہے ایک پر محبوب دوسرے پر عدو ہے ایک پر بادہ دوسرے پر کدو ہے ایک پر پانی دوسرے پر خون ہے ایک پر اعجاز دوسرے پر فسون ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بر یکی بند ست و بر دیگر گشاد	بر یکی قیدست و بر دیگر مراد	ایک پر ہے بند دیگر پر کشاد	ایک پر ہے قید دیگر پر مراد
بر یکی نوش ست و بر دیگر چو نیش	بر یکی بیگانہ بر دیگر چو خویش	ایک پر ہی نوش دیگر پر ہی نیش	ایک پر بیگانہ دیگر پر ہی خویش
بر یکی روز ست و بر دیگر چو شب	بر یکی عیش ست و بر دیگر تعب	ایک پر ہے روز دیگر پر ہی شب	ایک پر ہے عیش دیگر پر تعب
بر یکی محبوب و بر دیگر عدو	بر یکی راح ست و بر دیگر کدو	ایک پر محبوب دیگر پر عدو	ایک پر بادہ و دیگر پر کدو
بر یکی آب ست و بر دیگر چو خون	بر یکی اعجاز و بر دیگر فسون	ایک پر پانی ہی دیگر پر ہی خون	ایک پر اعجاز دیگر پر فسون
بر یکی حلوا و بر دیگر چو سم	بر یکی سنگ ست و بر دیگر صنم	ایک[۵۱] پر حلوا و دیگر پر ہے سم	ایک پر ہے سنگ دیگر پر صنم
بر یکی جسم ست و بر دیگر چو روح	بر یکی حبس ست و بر دیگر فتوح	ایک پر ہی جسم دیگر پر ہی روح	ایک پر ہے قید و دیگر پر فتوح
بر یکی تیر ست و بر دیگر کمان	بر یکی نان ست و بر دیگر سنان	ایک پر ہے تیر دیگر پر کمان	ایک پر ہے نان دیگر پر سنان
بر یکی نقص ست و بر دیگر کمال	بر یکی ہجر ست و بر دیگر وصال	ایک پر ہے نقص دیگر پر کمال	ایک پر ہی ہجر دیگر پر وصال
ہر جمادے با نبی افسانہ گو	کعبہ با حاجی گواہ و نطق جو	ہر جمادی ہے نبی سے قصہ گو	کعبہ حاجی کا گواہ اور نطق جو
بر مصلی مسجد آمد ہم گواہ	کو ہمی آمد بمن از دور راہ	مسجد آئی بھی مصلی پر گواہ	کہ وہ آیا مجھ تلک با دور راہ
بر خلیل آتش گل و ریحان بود	باز بر نمرود آتش دان بود	آگ ابراہیم پر ریحان تھی	پھر وہ با نمرود آتشدان تھی
بار ہا گفتیم این را اے حسن	می نگردم از بیانش سیر من	بار ہا میں نے کہا اس راز میں	سیر ہوا اس کے بیان سے میں نہیں
بار ہا خوردی تو نان دفع ذبول	این ہمان نان ست چون گشتی ملول	بار[۵۲] ہا نان کھائی دفع بھوک کو	یہ وہی نان ہی ہوا بیمار تو
در تو جوعی میرسد نوز اعتدال	کہ ہمی سوزد ازو تخمہ و ملال	اعتدالی سے تجھے اک بھوک ہو	کہ جلائے تخم بیماری کو دو
ہر کرا درد مجاعت نقد شد	نو شدن با جزو جزوش عقد شد	درد جسکو بھوک کا نقد اک ہوا	اسکا جز جز بس نیا ہونے لگا
لذت از جوع ست نے از نقل نو	با مجاعت از شکر بہ نان جو	بھوک سے لذت ہے نے با نقل نو	بھوک میں شکر سے بہتر نان جو
پس ز بیجوعی ست و از تخمہ مدام	این ملالت نے ز تکرار کلام	تخمہ اور بے بھوک سے ہی بس مدام	یہ مرض اور نے یہ تکرار کلام
چون ز دکان و مکین و قیل و قال	وز فریب مردمت نامد ملال	کیون[۵۳] دکان و کسب اور با قیل و قال	اور مردم سے نہ ہو تجھکو ملال

[۵۱] ایک پر حلوا الخ ۸ شعر ایک پر حلوا اور دوسرے پر سم ہی ایک پر سنگ دوسرے پر صنم ہی ایک پر جسم اور دوسرے پر روح ہی ایک پر قید دوسرے پر فتوح ہی ایک پر تیر دوسرے پر کمان ہے ایک پر نان دوسرے پر سنان ہے ایک پر نقص دوسرے پر کمال ہے ایک پر ہجر دوسرے پر وصال ہی آگے حقائق ہیں ہر ایک جمادی نبی سے قصہ گو ہے کعبہ حاجی کا گواہ و نطق جو ہے مسجد مصلی پر گواہ ہے کہ وہ مجھ تک راہ دور سے آیا ہے آگ ابراہیم پر ریحان تھی اور پھر نمرود پر آتشدان تھی میں نے بار ہا کہا اس راہ میں مگر اس کے بیان سے سیر نہوا یعنی اجزا عالم کے ایک پر نیک وہ دوسرے پر بد ہیں ایک کو نافع دوسرے پر مضر ہیں آگے مثال ہے فافہم ۱۲

[۵۲] بار ہا الخ ۵ شعر بار ہا نان کھائی دفع بھوک کے واسطے پس یہ وہی نان ہے کہ تو بیزار ہوا ہے آگے حقائق ہیں تجھے اعتدال سے ایک بھوک ہو کہ جلا دے تخم بیماری کو وہ جس کو درد بھوک کا ایک نقد ہوا اس کا جز جز نیا ہونے لگا لذت بھوک سے ہی طعام نو سے نہیں ہی یعنی کھانا مزہ دیتا ہے بھوک سے نہ طعام لذیذ سے اور بے بھوک و تخمہ سے مرض ہوتا ہے تکرار کلام سے نہیں ہوتا ہے آگے اس کی مثال فرماتے ہیں فافہم ۱۲

[۵۳] کیون دکان الخ ۶ شعر کیون دکان و کسب و قیل و قال اور مکر مردم سے تجھکو ملال نہیں ہوتا ہی غلبہ انسان کے کھانے کو شست سے تجھے ساٹھ برس سیری نہیں آئی تو نے عشق و محبت میں تجھے اشعار کہے بار (اور شل گل کے کھل گیا صید فریشتہ میں تو نے مدح کہی ہی مثل گل سے تجکو لیے رنج ہنسی آخر باز از راہ سوز کے کہے کہ گرم تر سو بار پہلے بار سے ہی آگے حقائق ہیں درد دارد ... کھینچ کر کو ...) اور رو در و شاخ رنج کو قطع کرے کیمیا کرنے والا درد ہے رنج کسب ہو جیسے دیا پردہ اشتہ یعنی درد عشق دوا ہر رنج کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون زغیبت واکل لحم مردمان — شصت سالت سیری نامد ازان
شعرہا در عشق قحبہ گفتہ تو — بے ملالت بارہا بشگفتہ تو
مدحہا در صید شلہ گفتہ تو — بے ملالت ہمچو گل بشگفتہ تو
باز آخر گوئیش سوزان چیست — گرم تر صد بار از بار نخست
درد دارو ے کہن را نو کند — درد ہر شاخے ملولے خو کند
کیمیائی نو کنندہ دردہاست — کو ملولی آن طرف کہ دردخاست
ہین مزن تو از ملولے آہ سرد — درد جو در د جو ہین درد درد
خادع دردند درمانہای ثژ — رہزنند و زرستانان رسم باژ
آب شوری نیست درمان عطش — وقت خوردن گر نماید سرد و خوش
لیک خادع گشت و مانع شد ز جست — ز آب شیرینی کزو صد سبزہ رست
ہمچنین ہر زر قلبی مانع است — از شناس نقدکان ہر جا کہ ہست
بال و پرت را بتزویرے برید — کہ مراد تو منم گیر اے مرید
گفت دردت چینیم و خود درد بود — خار بود ارچہ بصورت درد بود
زو ز درمان درد غین می گریز — تا شود دردت مطیب مشک بیز
گفت نے دزدی تو و نی فاسقی — مرد نیکی لیک گول و احمقی
پر خیال و خواب چندین رو کنی — نیست عقلت را تسوئی روشنی
بر خیالے این چنین راہ دراز — پیش گیری از سر جہل و از آز

غیبت انسان واکل لحم سے — ساٹھ سال آئی نہین سیری تجھے
عشق قحبہ مین کہے اشعار تو — مثل گل کھلجائے ہو ہر بار تو
مدح صید فرج مین تو نے کری — مثل گل بے رنج ہو تجھکو ہنسی
یار کو آخر کہوے از رہ سوز کے — گرم تر سو بار پہلے بار سے
درد دارو ے کہن کو نو کرے — درد شاخ رنج کو قطع کرے
کیمیا نو کرنے والا درد ہے — رنج کب ہو درد جس جا پڑے
پس[1] ملولی سے نہ کر تو آہ سرد — ڈھونڈھتا مین رد تو او درد درد
درد کے درمان سب مکار ہین — راہزن اور زر بہ رسم باج لین
تشنگی کا چارہ آب شور نے — وقت پینے کے اگرچہ سرد ہے
پر ہے مکار اور مانع جستجو — آب شیرین کا کہ سبزہ اس سے ہو
اس طرح مانع ہے ہر اک قلب زر — جاننے سے زر کھرے کے بیشتر
مکر سے کاٹے ترے پر ای سعید — کہ مراد اب ہون تری لے اے مرید
کہوے دافع درد ہون خود درد تھا — خار تھا گرچہ بصورت درد تھا
بھوٹے[2] درمان سے تو بھاگ انکے تو — تا کہ بہتر پاک تیرا درد ہو
بولا نے تو چور نے فاسق ہے تو — مرد نیک اک ہے ولے احمق ہے تو
تو نے خواب و خیال پر کوشش کری — عقل تیری نے رکھے کچھ روشنی
ایسے تو نے خیال پر اک رہ بڑی — اختیار از راہ طمع و جہل کی

گفتن عسس خواب خود را با غریب و نشان گنج دادن در خانہ او

کہنا کوتوال کا خواب اپنے کو مسافر سے اور پتا گنج کا دینا اُس کے گھر مین

[1] پس ملولی سے الخ یعنی شعر پس ملولی سے تو آہ سرد نہ کر بتن مین ڈھونڈھو درد تو ادرد درد کو سب مکار درد کے درمان مین راہزن اور زر کو برسم باج لیتے ہین آگے مثال ہے تشنگی کا علاج آب شور نہین ہے وقت پینے کے اگرچہ سرد ہے لیکن مکار ہے وہ مانع جستجو کرنے آب شیرین کا ہے کہ سبزہ اس سے ہو اس طرح ہر ایک قلب زر مانع ہے مکر سے زر کے جاننے سے بیشتر مکر سے تیرے پر شوق کاٹے اسے سعید مین تیری مراد ہون سے اسے مرید کہے کہ دافع درد ہون اور خود درد تھا اور خار تھا اگرچہ بصورت عمل کے تھا یعنی ریا کار درد عشق مانع ہین کہ جستجو سے طالب ان مکر کے باعث محروم عشق سے رہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] جھوٹے الخ یہ شعر تو جھوٹے درمان سے بھاگ تا کہ تیرا درد بہتر پاک ہو آگے رجوع بہ قصہ ہے کہا کہ نہ تو چور نہ فاسق ہے ایک مرد نیک تو ہے ولیکن احمق ہے تو نے خواب و خیال پہ کوشش کری تیری عقل کچھ روشنی نہین رکھتی ہے تو نے ایک راہ بڑی ایسی خیال پر اختیار کی از راہ طمع کے آگے بیان خواب کوتوال کا ہے فافہم ۱۱

بارہا من خواب دیدم مستمر	کہ بہ بغداد ست گنجے مستتر	خواب ۱ دیکھے بارہا مین نے سدا	گنج ہے بغداد کے اندر چھپا
در فلان کو در فلان موضع دفین	بود آن خود نام کوی آن حزین	کہ فلان کوچہ وجا مین دفن ہے	وہ ہی نام اس کے تھا کوچہ کا ولے
ہست در خانہ فلانے رہ بجو	نام خانہ گفت و نام کوے او	ہے فلانے گھر مین جا کر ڈھونڈھنا	اُس کے گھر کا نام و کوچہ کا لیا
دیدہ ام این خواب را من بارہا	کہ برو آنجا کہ یابے گنج را	بارہا مین نے یہ دیکھا خواب ہے	کہ وہان جا گنج تا تجھکو ملے
ہیچ من از جا نرفتم زین خیال	تو بیک خوابی بیائی بے ملال	مین نہین جا سے ہلا اس خیال پے	بے ملال آتا ہے تو اک خواب پے
خواب احمق لائق عقل وی ست	ہمچو او بے قیمت ست و لاشی است	خواب احمق اسکی لائق عقل کے	جیسے وہ بے قیمت اور ناچیز ہے
خواب زن کمتر ز خواب مردان	از پے نقصان عقل و ضعف جان	خواب زن کمتر ہے خواب مرد سے	باعث نقصان عقل و جان کے
خواب ناقص عقل و گول آید کسان	پس ز بے عقلی چہ باشد خواب باد	عقل ناقص گول کی کھوٹی ہے خواب	کیون نہ بیہودہ ہو بے عقلی سے خواب
گفت با خود گنج در خانہ من ست	پس مرا آنجا چہ فقر و شیون ست	سوچا ۲ یہ خود گنج میرے گھر مین ہے	اب مجھے تکلیف وان کیا فقر ہے
بر سر گنج از گدائے مردہ ام	زانکہ اندر غفلت و در پردہ ام	مین گدائی سے خزانہ پہ مرا	کیون مین غفلت اور پردے مین رہا
زین بشارت مست شد دردش نماند	صد ہزار الحمد بر لب او بخواند	درد اسکا اس خوشی سے سب گیا	سیکڑون الحمد کو اُس نے پڑھا
گفت بد موقوف این لت لوت من	آبحیوان بود در حانوت من	یہ غذا موقوف تھی نقصان پہ	آب حیوان تھا مری دکان پہ
رو کہ بر لوت شکرفے بر زدم	کوری آن وہم کہ مفلس بدم	چل کہ اب نادر غذا سے مین ملا	تھا وہ اندھا وہم کہ مفلس مین تھا
خواہ احمق گو و خواہی عاقلم	یافتم من آنچہ می خواہد دلم	خواہ احمق کہہ مجھے خواہ ہوشیار	مین نے پایا جو مین چہتا تھا ای یار
من مراد خویش دیدم بیگمان	ہر چہ خواہی گو مرا ای بد دہان	پس مراد اپنی ہے پائی بیگمان	مجھکو جو کچھ چاہے کہہ ای بد زبان
تو مرا پر درد گوای محتشم	پیش تو پر درد و پیش خود خوشم	تو مجھے ۳ پر درد کہہ ای ماہ وش	تیرے پر درد آگے گر اپنے خوش
وای گر برعکس بودی این مطار	پیش تو گلزار و پیش خویش خار	ہاے گر برعکس ہوتا یہ شعار	تیرے آگے گلشن اپنے خار

سلہ خواب دیکھے آلخ ۸ شعر مین خواب ہمیشہ بارہا دیکھے کہ گنج اندر بغداد کے چھپا ہے کہ فلانے کوچہ وجا مین دفن ہے پر وہ ہی نام اس کے کوچہ کا تھا کہ فلانے گھر مین ڈھونڈھنا پس اُس کے گھر کا و کوچہ کا نام لیا مین نے بار بار یہ خواب دیکھے ہین کہ وہان جا تا گنج ملے تجکو مین اس خیال پہ جا سے نہین ہلا اور تو بے ملال آتا ہے ایک خواب پے خواب احمق کی اسکی عقل کے لائق ہے جیسے وہ بے قیمت اور ناچیز ہے آگے اسکے حقائق مین خواب زن کا کمتر ہے مرد سے باعث نقصان عقل کے وجان عقل ناقص احمق کا خواب کھوٹا ہے بے عقلی سے کیون نہ بیہودہ خواب ہو یعنی بے عقل کے خواب بھی ناقص ہوا کرتے ہین کیونکہ خواب مرد سے خواب زن کی کمتر ہوتی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ سوچا یہ آلخ ۷ شعر سوچا کہ خود گنج میرے گھر مین ہے اب مجھے وہان تکلیف فقر سے ہو مین گدائی سے خزانہ پر مرا کیون مین غفلت و پردہ مین رہا اُسکا درد اس خوشی سے سب گیا اور سیکڑون الحمد کو اُس نے پڑھا یہ غذا موقوف نقصان پر تھی اور آبحیوان میری دکان پہ تھا کہ مین مفلس تھا چل کہ اب مین نادر غذا سے ملا وہم باندھا تھا کہ مین مفلس تھا خواہ احمق کہہ مجکو خواہ ہوشیار جو مین چاہتا تھا وہ مین نے پایا ای یار پس مین نے مراد اب پائی بیگمان مجکو جو کچھ چاہے کہہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تو مجھے آلخ ۲ شعر اے ماہ وش تو مجھے پر درد کہہ کہ تیرے آگے پر درد ہون گر اپنے آگے خوش ہون ای اگر یہ شعار برعکس ہوتا تیرے آگے گلشن اور اپنے آگے خار ہوتا آگے مثال ہے ایک درویش سے ایک مرد حس نے کہا کہ تجکو یہان پر کوئی نہین جانتا ہے مرد اہل اُس نے کہا کہ اگر عام مجکو نہین جانتے ہین مین خود کو خوب جانتا ہون کہ مین کیا شے ہون افسوس اگر در دبرعکس طور پر ہوتا کہ وہ مجھ سے بینا ہوتا اور مین خود سے اندھا ہوتا تو مجکو احمق جان کہ مین احمق ہون لیکن بخت بہتر ہے عجز روے بخت سے یہ بات تیرے گمان کے لائق ہے ورنہ میرا بخت داد عقل کی دیتا ہے یعنی مین خود کو بہتر جانون اور لوگ مجکو برا جانین اور مین خود کو برا جانون پس عجز بہتر ہے دوئی سے آگے مسافر کا بیان ہے فافہم ۱۲

با فقیری گفت روزی یک خسی	که ترا اینجا نمی داند کسی	بولا اک درویش سے اک مرد خس	کہ نجانے تجکو یان پر کوئی کس
گفت او گرمی نداند عامیم	خویش را من نیک میدانم کیم	بولا وہ گر عام نے جانے مجھے	خوب جانون خود کو مین کیا ہون بنے
وای اگر برعکس بودی درد ریش	او بدی بینای من من کور خویش	ہاے ہوتا درد گر برعکس طور	مجھ سے بینا ہوتا وہ مین خود ہی کور
احمقم گیر احمقم من نیک بخت	بخت بهتر از لجاج و روی سخت	مجکو احمق جان احمق ہون ولے	بخت بہتر عجز در دی سخت سے
این سخن بر وفق ظنت می جهد	ورنه بختم داد عقلم می دهد	بات یہ لائق گمان تیرے کے ہی	ورنہ میرا بخت داد عقل دے

بازگشتن غریب مصر به بغداد و یافتن گنج را در خانهٔ خود

لوٹنا مسافر مصر کا بغداد کو اور پانا اپنے گھر مین گنج کو

بازگشت از مصر تا بغداد او	ساجد و راکع ثنا گو شکر گو	مصر سے[51] پلٹا سوے بغداد وہ	سجدہ کرتا اور رکوع و شکر گو
جمله ره حیران و مست او زین عجب	ز انعکاس روزی و راه طلب	سارے رستہ مست و حیران وہ رہا	عکس روزی اور طلب سے ظاہرا
کز کجا امیدوارم کرده بود	وز کجا افشاند بر من سیم وجود	کہ کہان مجھکو کیا امیدوار	اور کہان مجھکو دیا زر بے شمار
این چه حکمت بود کان قبله مراد	کردم از خانه برون گمراه و شاد	کیا یہ حکمت تھی کہ اُس دادار نے	جو نکالا گھر سے گمرہ خوش مجھے
تا شتابان در ضلالت می شدم	هر دم از مطلب جداتر می بدم	تا مین گمراہی مین جلدی دوڑتا	ہر گھڑی مطلب سے ہوتا تھا جدا
باز عین آن ضلالت را بجود	حق وسیلت کرد اندر رشد و سود	عین گمراہی کو اب پھر جود سے	باعث نیکی کیا اللہ نے
گمرهی را منهج ایمان کند	کژروی را مقصد عرفان کند	گمرہی[52] کو از رہ ایمان کرے	کجروی کو مقصد عرفان کرے
تا نباشد هیچ محسن بی جفا	تا نماند هیچ خائن بی رجا	تا نہ ہووے کوئی محسن بے جفا	تا نہ ہووے کوئی خائن بے رجا
اندرون زهر تریاق آن حفی	که همی گویند ذو اللطف الخفی	اسکا ہے تریاق پنہان زہر مین	صاحب لطف الخفی اسکو کہین
نیست مخفی در نماز آن مکرمت	در گنه خلعت نهد از مکرمت	نے نماز اندر ہے پنہان مکرمت	دیوے خلعت جرم مین یا مغفرت
منکران را قصد اضلال ثقات	ذل شده عز و ظهور معجزات	منکرون کا قصد ضلال ثقات	ذل ہوا عزت ظہور معجزات

سلہ ۵۱ مصر سے لوٹا الخ ۶ شعر وہ مصر سے لوٹا طرف بغداد کے سجدہ کرتا در کوع و شکر کہتا وہ تمام رستہ مست و حیران رہا برعکس روزی و طلب سے ظاہر ہین کہ مجکو کہان امیدوار کیا اور کہان مجھکو زر بیشمار دیا یہ کیا حکمت تھی کہ اس دادار نے جو مجھکو گھر سے نکالا گمراہ و خوش تاکہ مین گمراہی مین جلدی دوڑتا تھا اور ہر گھڑی مطالب سے جدا ہوتا تھا پھر عین گمراہی کو جود سے باعث نیکی اللہ نے کیا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ گمراہی الخ ۵ شعر گمراہی کو راہ ایمان کرے اور کجروی کو مقصد عرفان کرے تاکہ کوئی محسن بے جفا نہ ہووے اور کوئی خائن بے رجا نہ ہووے اس کا تریاق زہر مین پوشیدہ ہے اس کو صاحب لطف الخفی کہتے ہین نماز مین مکرمت پوشیدہ نہین ہے جرم مین خلعت دیوے ساتھ مغفرت کے منکرون کو قصد گمراہی نیکون کی ذلت دینے کا ظہور معجزے کیواسطے عزت ہوئی (یعنی جو کچھ نماز مین ہے وہ کرامت پوشیدہ نہین ہے بلکہ جرم مین خلعت مغفرت دیتا ہے کیونکہ منکرون کا قصد ذلت باعث عزت معجزات کی ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

قصد شان ز انکار ذل دین بده
عین ذل عز رسولان آمده

گر نه انکار آمدی از هر بدی
معجزه و برهان چرا نازل شدی

خصم منکر تا نشد مصداق خواه
کی کند قاضی تقاضای گواه

معجزه همچون گواه آمد زکی
بهر صدق مدعی در پیش کی

طعنه چون می آمد از هر ناشناخت
معجزه میداد حق و می نواخت

مکر آن فرعون سی صد تو شده
جمله ذل او و قمع او شده

ساحران آورده حاضر نیک و بد
تا که جرح معجزه موسیٰ کند

تا عصا را باطل و رسوا کند
اعتبار او ز دلها برکند

عین آن مکر آیت موسیٰ شده
اعتبار آن عصا بالا شده

لشکر آرد سپه عدو تا حد نیل
تا زند بر موسی و قومش سبیل

ایمنی امت موسیٰ شود
کو بتحت الارض هامون می‌رود

گر بمصر اندر بدی او نامدی
وهم از سبطی کجا زائل شدی

آمد و در سبط افگند او که راز
تا بدانی کامن در خوفست راز

این بود لطف خفی کو را صمد
نار بنماید و خود نوری بود

نیست مخفی مزد دادن در تقا
ساحران را اجر بین بعد از خطا

نیست پنهان وصل اندر پرورش
ساحران را وصل داد اندر کشش

نیست مخفی سیر با پای روا
ساحران را سیر بین در قطع پا

عارفان ز آنند دائم آمنون
که گذر کردند از دریای خون

قصد انکار انکا ذل دین تھی [لہ]
عین ذل عزت رسولون کی ہوئی

ہوتا گر انکار نے کفار سے
معجزہ ہوتا یہ نازل کس لیے

تا ہوا منکر نہ دشمن صدق کو
قاضی کب چہتا گواہاے نکو

معجزہ مثل گواہ ہے کس لیے
مدعی کے صدق کے ہے واسطے

طعنہ جو نا آشنا سے آئے تھا
حق نوازش کرتا دیتا معجزا

مکر فرعون تیس سو درجہ ہوا
اُس کی بالکل ذلت و خواری بنا

لائے ساحر سحر سب اچھا برا
تا کرین موسیٰ کا رد وہ معجزا

[سلہ] تا عصا کو باطل اور رسوا کرین
دور دل سے اعتبار اسکا کرین

عین وہ مکر آیت موسیٰ ہوا
اس عصا کا اعتبار اعلیٰ ہوا

لایا لشکر تا لب دریائے نیل
روکے تا موسی و سبطی کی سبیل

ایمنی موسیٰ کی امت کو ملے
وہ زمین دشت کے اندر گھسے

گر وہ رہتا مصر مین آتا نہین
سبطیون کا وہم جاتا پھر کہین

سبطیون مین آکے حیرانی رکھی
تا تو جانے خوف مین ہے ایمنی

[سلہ] یہ نہان ہی لطف کہ اسکو خدا
نار دکھلائے و لے وہ نور تھا

اجر دیتا اتقا مین ہے خفا
دیکھ اجر ساحران بعد الخطا

پرورش مین وصل دنیا کے خفا
ساحرون کو وصل کٹنے مین دیا

سیر کرتا پاسے چل کر نے خفا
سیر ساحر دیکھ اندر قطع پا

آمنون عارف ہین بس باعث سے [لہ]
کہ گذر دریاے خون سے خود کیا

[لہ] قصد انکار الخ ۔ شعر انکے انکار کا قصد ذلت دین کا تھی کہ عین ذلت عزت رسولونکی ہوئی اگر کفار سے انکار نہ ہوتا تو معجزہ کسواسطے نازل ہوتا صدق کا جبتک منکر دشمن نہ ہوا قاضی کب گواہون کو چاہتا معجزہ گواہ کے مانند کسواسطے ہے مدعی کے صدق کے واسطے ہی جو طعنہ نا آشنا سے آتا ہے حق نوازش کرتا اور معجزہ دیتا ہے یعنی اگرچہ انکار ذلت دین کی ہے ولیکن انبیا کے واسطے عزت ہے کہ معجزات حق تعالیٰ انہین انکار کیواسطے بھیجے ہین آگے اسکی مثال ہے مکر فرعون کا تیس سو درجہ تھا مگر اسکی بالکل ذلت و خواری بنا ساحر سب اچھا برا سحر لائے تاکہ موسی عم کا معجزہ رد کرین یعنی انکار کفار باعث رونق معجزات انبیا کا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [سلہ] تا عصا کو الخ ۶ شعر تا عصا کو باطل اور رسوا کرین اور اسکا اعتبار دل سے دور کردین وہ مکر عین آیت موسی عم کا ہوا اور اس عصا کا اعتبار اعلیٰ ہوا لشکر لب دریاے نیل تک لایا کہ تا موسی عم و سبطی کا راستہ روکے موسی عم کی امت کو ایمنی ملے اور زمین دشت کے اندر گھسے اگر وہ مصر مین رہتا اور آتا نہین پھر سبطیون کا وہم کہین جاتا سبطیون مین اگر حیرانی رکھے تاکہ تو جانے کہ خوف مین ایمنی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [سلہ] یہ نہان الخ ۷ شعر یہ لطف نہان ہے کہ اسکو خدا نار دکھلائے ولیکن وہ نور تھا اجر دنیا کا اتقا مین پوشیدہ نہین اجر ساحرون کا بعد الخطا دیکھ پرورش مین وصل دنیا کا پوشیدہ نہین سحر کو ساحر وصل کہتے ہین و پا سیر کرنا چاہیئے چلکر پوشیدہ نہین سیر ساحر کی دیکھ قطع پا مین یعنی ایمان لائے عارف ہین اس باعث ہمیشہ کہ دریاے خون سے خود گذر گیا ہے عین ڈر سے انکا امن ظاہر ہے اسواسطے ہر گھڑی اندر مزید کے ہین اندر خوف کے امن مخفی دیکھا اب پوشیدہ دیکھ رہا مین خوف ہے یعنی امن خوف مین ہے اور خوف رجا مین ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

فارسی		اردو	
امن شان از امن خوف آمد پدید	لاجرم باشند ہر دم در مزید	عین ڈر سے امن انکا ہے پدید	اس لیے ہین ہر گھڑی اندر مزید
امن دیدی گشتہ در خوف خفی	خوف بین ہم در امید ای صفی	دیکھا مخفی امن اندر خوف کے	دیکھ پوشیدہ رجا مین خوف ہے
آن امیر از مکر بر عیسیٰ تند	عیسیٰ اندر خانہ رو پنہان کند	سلے پیش عیسیٰ میر آیا مکر سے	عیسیٰ اندر گھر کے پوشیدہ ہوے
اندر آمد تا شود او تاجدار	خود ز شبہ عیسیٰ آمد تاجدار	اندر آیا تاکہ ہو وہ تاج دار	شبہ عیسیٰ سے ہوا خود تاج دار
ہین میاویزید من عیسیٰ نیم	من امیرم بر جہودان خوش پیم	مجکو مت لٹکاؤ مین عیسیٰ نہین	مین ہون میران جہودان بالیقین
زوترش بر دار آویزید کو	عیسیٰ ست از دست ما تخلیص جو	جلد لٹکایا اُسے بس دار پے	یہ ہے عیسیٰ چھٹنا چہتا ہمسے ہر
چند لشکر می رود تا بر خورد	برگ او بر گردد و بر سر خورد	چند لشکر جائین تا کھائین ثمر	نفع سے نے انکو ملے ہو درد سر
چند بازرگان روند بر بوی سود	عید پندارند و سوزند ہمچو عود	چند تاجر جائین بہر نفع سود	عید جانین اور جلین وہ مثل عود
چند در عالم بود بر عکس این	زہر پندارد بود آن انگبین	سلے بلکہ چند بر عکس اسکے عالم مین ہین بس	زہر جانین اور وہ ہووے شہد بس
پس سپہ بنہاد دل بر مرگ خویش	روشنی ہا و ظفر آمد بہ پیش	پس سپہ دل اپنا رکھے موت پے	پس ظفر اور روشنی اُسکو ملے
ابرہہ با پیل بہر ذل بیت	آمدہ تا افگند حی را چو میت	ابرہہ با فیل کعبہ کے لیئے	آیا تاکہ وہ شہید اُس کو کرے
تا حریم کعبہ را ویران کند	جملہ را زانجای سرگردان کند	تا حریم کعبہ کو ویران کرے	اور سب کو وہان سے سرگردان کرے
تا ہمہ زوار گرد او تنند	کعبہ او را ہمہ قبلہ کنند	تاکہ سب زوار گرد اُس کے پھرین	اُس کے کعبہ کو یہ سب قبلہ کہین
وز عرب کینہ کشد اندر گزند	کہ چرا در کعبہ ام آتش زنند	اور لے بدلا عرب سے با جفا	کیون مرے کعبہ کو آتش دی لگا
عین سعیش عزت کعبہ شدہ	موجب اعزاز آن بیت آمدہ	اس کی سعی کعبہ کی عزت ہوگئی	موجب اعزاز ہوئی اس بیت کی
مکیان را عز یکی بد صد شدہ	تا قیامت عز و شان ممتد شدہ	سلے مکیون کی عزت اک سے سو ہوئی	تا قیامت انکی عزت اور بڑھی
او و کعبہ اش می شود مخسوف تر	از چہ است این از عنایات قدر	اور وہ اور کعبہ اُس کا گم گیا	اُس سبب سے با عنایات خدا

سلے پیش عیسیٰ الخ ۱۳ شعر پیش عیسیٰ امیر آیا مکر سے اور عیسیٰ عم اندر گھر کے پوشیدہ ہوئے اور وہ امیر ہمشکل عیسیٰ عم سے خود تاجدار کا ہوا مجکو مت لٹکاؤ مین عیسیٰ عم نہین ہون مین ایک امیران جہودان سے بالیقین ہون پس اس کو جلد لٹکایا دار پر کہ یہ عیسیٰ عم ہی ہم سے چھپنا چہتا ہے چند لشکر جائین تا ثمر کھائین نفع نہ ملے اور درد سر ہو چند تاجر واسطے نفع و سود کے جائین عید جانتے اور مثل عود کے جلین یعنی واسطے نفع کے جائین اور بلا مین پڑین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلے چند بر عکس الخ ۷ شعر چند بکس عالم مین اس کے بر عکس ہین کہ زہر جانین اور وہ شہد ہووے بہت سی سیاہ دل اپنا موت پر رکھے پس ظفر و روشنی اس کو ملے بادشاہ ابرہہ اہل قبلہ کعبہ کے واسطے آیا کہ تا وہ شہید اسکو کرے تا حریم کعبہ کو ویران کرے اور سب کو وہان سے سرگردان کرے تاکہ سب زوار اس کے گرد پھرین اور اس کے کعبہ کو یہ سب قبلہ کرین اور عرب سے بدلا لے ساتھ جفا کے کہ میرے کعبہ کو کیون آتش سے جلایا اسکی سعی کعبہ کی عزت ہوگئی اور موجب اعزاز اس بیت کی ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلے مکیون کی الخ ۸ شعر مکیون کی عزت ایک سے سو درجہ ہوئی اور تا قیامت ان کی اور عزت بڑھی وہ کعبہ اس کا گم گیا کس سبب سے عنایات خدا سے در تدگی مانند ابرہہ کے مال ہے وہ تقیران عرب منعم ہو وہ گمان رکھتا تھا کہ لشکر لے چلا اور وہ خود اہل بیت کو زر لیجا یعنی اور کبھی معاملہ بر عکس ہوتا ہے کہ ایک شئے کو لیا جاہین اور وہ اُن کے واسطے خوبی و عمدگی ہو آگے درج بقصہ ہے اس ارادہ ٹوٹنے مین وہ مسافر تماشاگیر راہ پر تھا ہر قدم پر گھر مین آیا زر و گنج اس کو ملا اور اس کا کام لطف حق سے بن گیا تاکہ حکمت رب کریم جانے کہ وہ امینی دنیا ہے خوف و بیم سے اب قصہ شاہزادون کا تجھے یاد آیا تم گوش ہوش سے سنو کہ کہتا ہون یعنی اس ارادہ ٹوٹنے سے وہ تماشاگیر ہوا بموجب اس قول کے عرفت ربی بفسخ العزایم آگے شاہزادون کا بیان ہے فافہم ۱۲

ازجهازابرهه همچون ددہ	آن فقیران عرب منعم شده
اوگمان برده که لشکر می کشد	بهر اهل بیت خود زر می کشد
اندرین فسخ عزائم وان همم	در تماشا بود بر ره هر قدم
خانه آمد گنج زر را باز یافت	کارش از لطف خدائی ساز یافت
تا بدانی حکمت فرد قدیم	ایمنی هاے نهد در خوف و بیم
یادم آمد قصه شهزادگان	گوش هوش آور بدین مثنوی بیان

جون درند اس ابرہہ کے مال سے	وہ فقیران عرب منعم ہوے
وہ گمان رکھے کہ لشکر لیچلا	خود وہ اہل بیت کو زر لیچلا
اس ارادہ ٹوٹنے مین وہ ہمم	تھا تماشا گیر رہ پر ہر قدم
گھر مین آیا گنج وزر اس کو ملا	کام اسکا لطف حق سے بنگیا
تاکہ جانے حکمت رب کریم	ایمنی دیتا ہے وہ باخوف وبیم
قصہ شہزادونکا یاد آیا مجھے	تم سنو کہتا ہون گوش ہوش سے

منکر کردن برادران پند برادر بزرگ را وقبول نکردن او و بیطاقتی او و خود را بے دستوری به دربار بادشاه چین رسانیدن

منکر بھائیون کی نصیحت کرنا بڑے بھائی کو اور قبول نکرنا اسکا اور بیطاقت ہونا اس کا اور بے اجازت آپکو دربار شاہ چین مین پہونچانا

آن دو گفتندش که اندر جان ما	هست پاسخها چو انجم در سما
گر نه گوییم آن نیاید راست ترد	در بگوییم آن دلت آید بدرد
همچو چغزیم اندر آب از گفت الم	ور ز خموشی اختناق ست و سقم
گر نگوییم آتشی را نور نیست	ور بگوییم این سخن دستور نیست
در زمان بر جست کای یاران وداع	انما الدنیا و ما فیها متاع
پس برون جست او چو تیرے از کمان	که مجال گفت کم بود آن زمان
اندر آمد مست پیش شاه چین	زود مستانه ببوسید او زمین
شاه را مکشوف یک یک حال شان	اول و آخر غم و زلزال شان
میش مشغول ست در مرعای خویش	لیک چوپان واقف ست از حال میش

ف۵ دونون بولے کہ ہماری جان مین	مثل انجم کے جواب بیشک ہین
گر نہ کہوین ہم نہ سیدھا کام ہو	گر کہین ہم رنج ہو تجکو نکو
مثل مینڈک آب مین کف سے الم	اور خموشی سے ہے ہم کو درد وغم
گر نہ ہم کہوین تو بے نور آگ ہی	اور اگر کہوین اجازت ہمکو نے
پس اٹھا اسدم کہ اے یارو وداع	انما الدنیا وما فیہا متاع
ف۶ جون کمان سے تیر وہ باہر چلا	نے مجال اسدم کہ کہوین کچھ ذرا
آیا اندر مست پیش شاہ چین	اس نے چومی جلد مستانہ زمین
شاہ کو ظاہر تھا اک اک انکا حال	اول آخر ان کی ذلت اور ملال
بھیڑ تو چرنے مین بس مشغول ہے	لیک چوپان جانے اسکے حال سے

ف۵ دونون الخ ۵ شعر دونون بھائی بولے کہ ہماری جان مین مثل ستارون کے از بس جواب ہین اگر ہم نہ کہین کام سیدھا ہو اور اگر ہم کہین تجکو رنج سوا ہو آگے مثال ہے مینڈک کے مانند آب مین بسبب کف کے الم ہے اور خاموشی سے ہم کو درد وغم ہے اگر ہم نہ کہین تو بے نور آگ ہے اور اگر کہین تو ہم کو اجازت نہین پس اسدم اٹھا کہ اے یارو رخصت سوا اس کے نہین ہے کہ دنیا اور جو اس مین پونجی ہے یعنی اسدم ترک دنیا کرے اور جانب چین کے چلدیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۶ جون کمان الخ ۶ شعر وہ مانند تیر کے کمان سے باہر چلا اسدم کیا مجال کہ کچھ راز کہین مست آگے آیا بادشاہ چین کے اور اس نے زمین جلد چومی مستون کے مانند بادشاہ کو ایک ایک اس کا حال ظاہر تھا اول وآخران کی ذلت وملال کا آگے حقائق ہین بھیڑ چرنے مین خوش مشغول ہے ولیکن چوپان اس کا حال جانتا ہے ف۷ کلکم راع گلہ سے خبردار گاہ گھانس کھائے وگاہ سست وزحیر ہے اگرچہ ظاہر مین وہ گلہ سے دور تھا ولیکن مثل دوست کے وہ خوشی مین تھا یعنی خداوند عالم بظاہر انسانون سے دور ہے ولیکن وہ ان سے بباطن خبردار ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

کلکم راع بد انمد زان رمہ	کہ علفت خوارست وگہ در ملحمہ	کالکم راع ہے گلہ سے خبیر	گاہ کھاوے گھاس گہ سے ونیت خیر
گرچہ در صورت ازان صف دور بود	لیک چون دف درمیان سور بود	گرچہ ظاہر مین وہ گلہ سے تھا دور	لیکن مثل دف تھا وہ اندر سرور
واقف از سوز دلہای آن وفود	مصلحت آن بد کہ خشک آوردہ بود	[۵۱] اس گروہ کے سوز سے واقف تھا وہ	مصلحت وہ تھی کہ انجان ایک ہو
درمیان جان شان بد آن سمی	لیک خود را کرد قاصد اعجمی	انکی اندر جان کے تھا وہ پادشاہ	لیک انجان آپ کو قصداً کیا
صورت آتش بود پایان دیگ	معنی آتش بود در جان دیگ	صورت آتش کی ہے نیچے دیگ کے	معنی آتش کا ہے جان دیگ ہے
صورتش بیرون و معنی اندرون	معنی معشوق جان در رگ چو خون	صورت اسکی باہر اور معنی درون	معنی معشوق جان جیسے رگ مین خون
شاہزادہ پیش شہ زانو زدہ	دہ معرف شاہد حالش شدہ	بیٹھا جا شہزادہ شہ کے سامنے	دس معرف بس گواہ اسکے ہوئے
گرچہ شہ عارف بد از کل پیش پیش	لیک میکردی معرف کار خویش	گرچہ شہ پہلے سے عارف اسکا تھا	پر معرف کام کرتا اپنا تھا
در درون یک ذرہ نور عارفی	بہ بود از صد معرف ای صفی	[۵۲] ایک ذرہ دل مین نور عرفان کا	سو معرف سے ہے بہتر مشفقا
گوش را رہن معرف داشتن	آیت محجوبی ست حزر وظن	کان جو قول معرف پر رکھے	وہ نشانی اسکی محجوبی کی ہے
آنکہ نور از چشم دل شد دیدہ بان	دیدہ خواہد چشم او عین العیان	جس کی چشم دل ہوئی ہو دیدہ بان	دید چاہے چشم اس کی بس عیان
با تواتر نیست قانع جان او	بل ز چشم دل رسد ایقان او	وہ تواتر سے نہ قانع جان رکھے	چشم دل سے بس وہ ایقان سے ملے
پس معرف پیش شاہ منتخب	در بیان حال او بکشود لب	پس معرف سامنے اس شاہ کے	کرتا تھا اظہار اس کے حال سے
گفت شاہا صید احسان تو است	پادشاہی کن کہ آن آن تو است	بولا ای شہ ہے یہ صید احسان کا	بادشاہی کر کہ ملک ہے یہ ترا
دست در فتراک این دولت زدست	بر سر سرمست او در مال دست	دامن دولت کو پکڑا ہے ترے	ہاتھ رکھ سر پہ تو اس سرمست کے
گفت شہ ہر منصبی و ملکتی	کالتماسش ہست یابد آن فتی	[۵۳] بولا شہ ہر منصب اور ہر ملک کو	جو کرے وہ عرض مجھ سے پائے وہ
بیست چندان ملک کو شد زان تہی	بخشمش اینہا و باخود بر سری	بیس حصہ ملک اس کے ملک سے	سرپرست اسکا رہوں اور دون اسے

[۵۱] اس گروہ الخ ۶ شعر بادشاہ چین اس گروہ کے سوز سے واقف تھا وہ مصلحت تھی کہ ایک انجان ہوا اور بادشاہ انکی جان کے اندر تھا ولیکن خود کو قصداً انجان کیا آگے مثال اس کی ہے صورت آتش کی ہے نیچے دیگ کے اور معنی آتش کا جان مین دیگ کے ہے اسکی صورت باہر اور معنی اندرون از شوق جان کے معنی جون خون رگ مین ہے شاہزادہ شاہ کے سامنے جا کر بیٹھا اور دس معرف گواہ اس کے ہوئے اگرچہ شاہ اول سے اس کا عارف تھا ولیکن معرف اپنا کام کرتا تھا آگے اس کے حقائق ہین فافہم [۵۲] ایک ذرہ الخ ۷ شعر دل مین نور عرفان ایک ذرہ سو معرف سے بہتر ہے جو کان قول معرف پر رکھے وہ نشانی اس کی محجوبی کی ہے جسکی چشم دل دیدہ بان ہوتی ہے اس کی چشم دید چاہتی ہے عیان رہ تواتر سے قانع جان رکھے کہ چشم و دل سے اس کو ایقان حاصل ہووے آگے رجوع بقصہ ہے پس اس شاہ کے سامنے معرف اسکے حال سے اظہار کرتا تھا کہا کہ ای شاہ صید احسان کا ہے تو بادشاہی کر کہ یہ ملک تیرا ہے دامن دولت کو تیرے پکڑا ہے تو ہاتھ رکھ سر پہ اس سرمست کے یعنی نور عرفان ایک ذرہ سو معرف یعنی پہچاننے والے سے بہتر ہے اور جو معرف کے قول پر کان رکھے وہ اس کی نشانی محجوبی کی ہے پس جس کی چشم بینا ہو گئی ہے اس کی تواتر سے جان قانع نہین ہوتی ہے کیونکہ اس کو چشم دل سے ایقان ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ [۵۳] بولا شہ الخ ۵ شعر شاہ نے کہا کہ ہر منصب و ہر ملک کہ جو مجھ سے وہ عرض کرے وہ پاوے بیس حصے ملک اس کے ملک سے اس کا سرپرست رہون اور اسے دون معرف نے کہا کہ جیسے تیری شاہی نے اس مین محبت بوئی کسی خواہش کو نہ چھوڑے وہ تیری بندگی اس کو خوش آئی ہے کہ شاہی سے اس کا دل نفرت رکھتا ہے شاہی شہزادگی اس نے ترک کی اور تیری خاطر اس نے غریبی لی آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

گفت تا شاہست وی مہر کاشت / جز ہوائے تو ہوائے کے گذشت
بندگی آنش چنان درخورد شد / کہ شہی اندر دل او سرد شد
شاہی شہزادگی درباختہ است / از پے تو در غریبی تاختہ است
صوفی کانداخت خرقہ وجد در / کے رود او بر سر خرقہ دگر
میل سوی خرقہ دادہ ندم / آنچنان باشد کہ من مغبون شدم
بازدہ آن خرقہ این سوای قرین / کہ نمی ارزید آن یعنی برین
دور از عاشق کہ این فکر آیدش / در بباید خاک بر سر بایدش
عشق ورزد صد چو خرقہ کالبد / کہ حیاتی دارد و حس خرد
خاصہ خرقہ ملک دنیا کابتر است / پنج دانگ ہستیش دردسر است
ملک دنیا تن پرستان را حلال / ما غلام ملک عشق بیزوال
عامل عشق است معزولش مکن / جز بعشق خویش مشغولش مکن
منصبی کانم ز رویش محجب است / عین معزولیست نامش منصب است
موجب تاخیر اینجا آمدن / فقد استعداد بود و ضعف تن
بی ز استعداد بر کانی روی / بر یکی حبہ نگردی محتوی
ہمچو عنینی کہ بکری را خرد / گرچہ سیمین بر بود کے برخورد
چون چراغ بی زیت بی فتیل / نے کثیرش ست ز نور و نے قلیل
در گلستان آید اندر اخشمی / کی شود مغزش ز ریحان خرمی
ہمچو چینی دلبری مہمان غر / بانگ چنگ و بربطی در پیش کر

بولا جب کہ اس میں شاہی نے تری / جز ترے چھوڑی نہیں خواہش کوئی
بندگی وہ تیری خوش آئی اسے / کہ شہی سے اسکا دل نفرت رکھے
شاہی و شہزادگی ترک اسنے کی / تیری خاطر بس غریبی اسنے لی
ایسا صوفی[۱] پھینکا خرقہ وجد سے / کب روا رکھے کہ خرقہ پھیر لے
اس دیے خرقہ کی خواہش اس سے / وہ ندامت ہو کہ مجھسے جرم ہے
پھیر دے خرقہ مرا ای نیک پے / کہ نہیں لائق ہی وہ یعنی ترے
دور عاشق سے یہ فکر آئی اسے / اور جو آئی خاک اسکے سر پہ ہے
عشق کو سو خرقہ لائق مثل تن / کہ حیات و عقل رکھے وہ حسن
خاص خرقہ ملک دنیا کا بتر / پانچ دانگ ہستی سے اسکے دردسر
ملک دنیا تن پرستوں کو حلال / ہم ہیں بندے ملک عشق بیزوال
عشق[۲] کا عامل نکر معزول اسے / کر نہ جز عشق تو مشغول اسے
جو کہ منصب تجھسے دور اسکو کرے / عین معزولی ہی منصب نام ہے
باعث تاخیر آنے کا یہاں / مفلسی و ضعف تن تھا بیگمان
بے تو استعداد جائے کان پہ / ایک حبہ نہ ملے ہرگز تجھے
جیسے عنین باکرہ لیوے بزر / گرچہ سیمین تن ہو کب کھائے ثمر
جون چراغ بے فتیلہ و تیل کے / نے زیادہ ہے نہ کثیرہ نور سے
گلستان[۳] میں بھند آئی سیر کو / مغز خوش ریحان سے کب اسکا ہو
جیسے چینی دلبر ایک مہمان خر / آگے اک بہرے کے بانگ چنگ تیز

سـ۱ ایسا صوفی الخ یعنی شعر ایسا صوفی کہ خرقہ وجد میں پھینکا ہس وہ کب روا رکھے خرقہ واپس سے اس دیے خرقہ کی خواہش سے اسے وہ ندامت ہو کہ مجھے جرم ہوا ہے خرقہ پھیرا دو اے نیک پے کہ وہ نہیں لائق ہے یعنی تیری یہ فکر عاشق دور رہو جیو کہ اسے آئی اور جو تو اس کے سر پہ خاک ہے آگے حقائق ہیں عشق کو سوخرقہ لائق ہے مثل تن کے کہ حیات عقل رکھے وہ نیک خاصکر خرقہ ملک دنیا کا بدتر ہے کہ پانچ دانگ ہستی اسکی دردسر ہے ملک دنیا تن پرستوں کے لئے حلال ہے اور ہم بندے ملک عشق کے بے زوال کے ہیں یعنی عشق کے مانند جسم کے سو خرقہ لائق ہیں کہ وہ حیات و عقل رکھتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سـ۲ عشق کا عامل الخ یعنی شعر وہ عشق کا عامل ہے اسے معزول مت کر اور سوا عشق اپنے کے تو اسے مشغول مت کر جو منصب کہ تجکو اس سے دور کرے وہ عین معزولی ہے نام کا منصب ہے یہاں آنکا باعث تاخیر مفلسی و ضعیف تن تو بے استعداد کان پر جائے تجھے ایک حبہ ہرگز نہ ملے آگے مثال ہے جیسے عنین باکرہ لیوے زر سے اگرچہ سیمین تن ہو کب ثمر کھائے مانند چراغ بے فتیلہ و تیل کے نہ زیادہ نہ کم ہے وہ نور سے یعنی تعلقات دنیا عشق مول سے عاشق کو دور کرتا ہے مگر استعداد کا ہونا شرط ہے کہ محجوب نہ ہو آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سـ۳ گلستان الخ یعنی شعر اگر بھند گلستان سیر کو آئے بہرے مکان سے کیا اسکا مغز خوش ہو جیسے ایک دلبر چینی مہمان خر کا ہو یا آگے بہرے کے بانگ چنگ بیہودہ جیسے آبی دریا میں پڑے بجز بلا کے نہ اسکو کچھ نہ ملے جو کہ آسیا پر بغیر گندم کے گیا بجز سفید ریش ہونے کے عطا کچھ نہوا آگے حقائق ہیں آسیا سے چرخ بے گندم معنی کو بالوں کی سفیدی و در تن کی ضعیفی دی ولیکن آسیا سے چرخ پاگندہ ہو ان اہل مالک کو ایک ملک بخشتے و دانش عطا کرتا و اول استعداد جنت سے تجھے زندگانی ہو یعنی چرخ بے معنی کو ضعیف کرے اور اہل معنی کو دانش نصیحت کرے آگے مثال ہے فافہم ۱۲

فارسی	اردو
یا چو مرغ خاک کاید در بحار — زان چہ یابد جز ہلاک و جز خسار	یا جو مرغ خاکی دریا میں پڑے — سے ہلاکی کے سوا اوس کو ملے
یا چو بی گندم شدہ در آسیا — جز سفیدی ریش و مو نبود عطا	آسیا پر جو کہ بے گندم گیا — جز سفید ریش کے نہ ہو عطا
آسیای چرخ بر بی گندمان — مو سپیدی بخشد و ضعف جنان	آسیائے چرخ بے گندم کو دے — مو سفیدی اور ضعیفی جسم سے
لیک با با گندم این آسیا — ملک بخش آمد و بدکار و کیا	اور روئے یا گندموں کو آسیا — ملک بخشے اور کرے دانش عطا
اول استعداد جنت بایدت — تا ز جنت زندگانی زایدت	اول استعداد جنت چاہئے — زندگی ہو تا کہ جنت سے تجھے
طفل نو را از شراب و از کباب — چہ حلاوت و ز قصور و از قباب	طفل کو نے شراب و نے کباب — ذوق و لذت دے نہ قصر و نے قباب
حد ندارد این مثل کم گو سخن — تو برو تحصیل استعداد کن	حد نہ رکھے یہ مثل کم بات کر — جا تو استعداد حاصل کر بشر
بہر استعداد تا اکنون نشست — شوق از حد رفت و آن نامد بدست	اس تک استعداد کو بیٹھا رہا — شوق حد سے گذرا آئی نہ را
گفت استعداد ہم از شہ رسد — بی ز جان کی مستعد گردد جسد	بولا استعداد بھی شہ سے ملے — مستعد کب جسم ہو بے جان کے
لطفہای شہ غمش را در نوشت — شد کہ صید شہ کند خود صید گشت	لطف شہ نے اسکا غم زائل کیا — صید شہ کرنے گیا خود پھنس گیا
ہر کہ در اشکار چون تو صید شد — صید را ناکردہ قید او قید شد	صید تجھ جیسے کو کرنے جو گیا — صید کو نے پھانسا وہ خود پھنس گیا
ہر کہ جویا می امیری شد یقین — پیش از آن اندر اسیری شد رہین	جو امیری ڈھونڈھنے والا ہوا — اس سے اول وہ اسیری میں پھنسا
عکس میدان نقش دیباچہ جہان — نام ہر بندہ جہان خواجہ جہان	جان الٹا نقش دیباچہ جہان — نام ہر بندہ جہان خواجہ جہان
ای تن کژ فکرت معکوس رو — صد ہزار آزاد را کردہ گرو	اے تن کج فکر تیری عکس رو — سیکڑوں آزاد کو رکھے گرو
مدتی بگذار این حیلت پزی — چند دم پیش از اجل آزاد زی	مدت اک حیلہ گری سے درگذر — جی تو آزاد ایک دو دم بیشتر
ور در آزادیت چون خر راہ نیست — ہمچو دلو سیر جز در چاہ نیست	تجھکو آزادی میں جز خر رہ نہیں — سیر تجھکا ڈول سان جز چہ نہیں
مدتی رو ترک جان من بگو — رو حریفی دیگری جز من بجو	ایک مدت چل دمیری جان کو چھوڑ — ڈھونڈھ یار اور دوسرا منہ مجھ سے موڑ
نوبت من شد مرا آزاد کن — دیگری را غیر من داماد کن	پوری ہوئی نوبت مری آزاد کر — دوسرے کو مجھ سوا داماد کر
ای تن صدکارہ ترک من بگو — عمر من بردی کسی دیگر بجو	اے تن صدکارہ مجھکو چھوڑ تو — عمر میری لیگیا ڈھونڈھ اور کو

قصہ زن جوحی و عشوہ دادن او — قصہ زن جوحی کا اور فریب دنیا اسکا

سلہ طفل نو کو الخ ۶ شعر طفل خو کو نہ شراب نہ کباب ذوق و لذت دے نہ قصر و نہ قباب یہ مثل حد نہیں رکھتی ہے بات کم کر اور جا تو استعداد حاصل کر یعنی مادہ اول حاصل کرنا چاہیئے ہے آگے رجوع بقصہ ہے استعداد کے واسطے تب تک بیٹھا رہا اور شوق حد سے گذرا اور راہ نہ پائی بولا استعداد بھی شاہ سے ملے کہ جسم کب مستعد ہو بغیر جان کے لطف شہ نے اسکا غم زائل کیا ہے شاہ صید کرنے گیا اور خود پھنس گیا جیسے جو صید کرنے گیا صید کو نہ پھانسا اور خود پھنس گیا آگے اسکے حقائق ہیں سلہ جو امیری الخ ۸ شعر جو کوئی امیری ڈھونڈھنے والا ہو وہ اس سے اول اسیری میں پھنسا مثل دیباچہ جہان کو الٹا جان کہ نام ہر بندہ جہان کا خواجہ جہان ہے آگے جو اب جان کا ہے اے تن کجی تیری فکر عکس رو سیکڑوں آزاد کو گرو رکھتی ہے ایک مدت تو حیلہ گری سے گذر اور ایک دو دم آزادی بیشتر تجکو خر کے مانند آزادی میں راہ نہیں ہے اور تجکو ڈول کے مانند سوا چاہ کے سیر نہیں ہے تو ایک مدت چل میری جان کو چھوڑ اور دوسرا یار ڈھونڈھ و مجھسے منھ کو موڑ میری نوبت پوری ہو آئی آزاد کر اور دوسرے کو مجھ سوا داماد کر اے تن صدکارہ تو مجھکو چھوڑ میری عمر لیگیا اسکو ڈھونڈھ یعنی جان اب حق میں ہو گئی ہے کہ جسم آدمی کچھ ہووے تیری فکر برعکس جاتی ہے تو اب مجکو چھوڑ اور دوسرا اپنا داماد تلاش کر لیں آگاہ اس صدق کی آزادی آگے قصہ زن جوحی کا ہے فافہم ۱۲

قاضی را بمکر و حیله در صندوق کردن و شرح آن

هر زمان جوجی ز درویشی بفن	رو بزن کردی که ای دلخواه من
چون سلاحت هست رو صیدی بگیر	تا بدوشانیم از صید تو شیر
قوس ابرو تیر غمزه دام کید	بهر چه دادت خدا از بهر صید
رو پی مرغ شگرفی دام نه	دانه بنما لیک در خوردش مده
کام بنما و کن او را تلخ کام	کی خورد دانه چو شد محبوس دام
شد زن او نزد قاضی با گله	که مرا افغان ز شوی ده دله
قصه کوته کن که شد قاضی شکار	از جمال و از مقال آن نگار
گفت اندر محکمه ست و غلغله	من نتانم فهم کردن این گله
گر بخلوت آیی ای سرو سهی	وز ستمگاری شو شرحم دهی
فهم آن بهتر کنم بدهم سزاش	اگرچه حق باشد تو زین غمگین مباش
گر مرا معلوم گردد حال تو	شوهرت را نرم سازم بی عتو
گفت خانهٔ تو ز هر نیک و بدی	باشد از بهر گله آمد شدی
خانهٔ سر جمله پر سودا بود	صدر پر وسواس و پر غوغا بود
باقی اعضا ز فکر آسوده اند	وان صدور از صادران فرسوده اند
همچو شاخ از برگ و از میوه کهن	کرد خالی تا رسد از امر کن

قاضی کو اور مکر و حیلہ سے صندوق میں بند کرنا اور شرح اسکی

ہر گھڑی[۵۱] جوجی سبب افلاس کے	اپنی زن سے کہتا کہ اے نیک پے
صید گر رکھتی اگر ہتھیار ہے	تا میں دوہوں شیر تیرے صید کے
قوس و ابرو تیر غمزہ دام کید	کیوں دیا تجھکو خدا نے بہر صید
مرغ نادر کے لئے رکھو دام کو	دانہ دکھلا پر نہ دے کھانے کو تو
تو بتا مقصد اُسے رکھ تلخ کام	دانہ کب کھائے ہوا جو قید دام
زن نے[۵۲] جا قاضی سے بس شکوہ کیا	خصم ہرجائی نے کی مجھ پر جفا
قصہ کوتہ کر ہوا قاضی شکار	اُسکے حسن اور قال سے بس ایکبار
بولا یاں ہے محکمہ اور غلغلہ	میں سمجھ سکتا نہیں ہوں یہ گلہ
گر تو تنہائی میں آئے اس مکان	ظلم شوہر کا کرے اپنے بیان
خوب میں سمجھوں و دوں اسکو سزا	جو کہ حق ہو تب نہ غمگین ہو ذرا
حال[۵۳] بس معلوم ہو مجھکو ترا	تابع شوہر تیرا کردوں بے سزا
بولی ہر نیک اور بد سے گھر ترا	واسطے شکوہ کے آمد شد ہوا
خانۂ سر جملہ پر سودا سے ہے	صدر پر وسواس اور غوغا سے ہے
باقی اعضا فکر سے آسودہ ہے	سینہ مہمانوں سے بس عاجز رہے
مثل شاخ اب کہنہ میوہ و برگ سے	خالی کر تو امر کن سے تا ملے

۵۱ ہر گھڑی الخ ۵ شعر جوجی ہر دم بسبب افلاس کے اپنی عورت سے کہتا ہے کہ اے نیک پے اگر تو ہتھیار رکھتی ہے شکار کر تا کہ میں شیر دوہوں تیرے شکار سے قوس و ابرو و تیر وغیرہ و دام مکر خدا نے تجھکو کیوں دیا یعنی واسطے شکار کے مرغ نادر کے واسطے دانہ دکھلا ولیکن تو کھانے کو نہ دے تو اُس کو مقصد جلا د تلخ کام رکھ دے دانہ کب کھائے جو قید دام ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ زن نے جا الخ ۵ شعر زن نے جا کر قاضی سے شکوہ کیا کہ خصم ہرجائی نے مجھ پر جفا کی قصہ کوتاہ قاضی شکار ہوا اُسکے حسن و قال سے ایکبارگی کہلا کہ یہاں محکمہ و غلغلہ ہے میں نہیں سمجھ سکتا ہوں یہ گلہ اگر تو تنہائی میں آئے اور اُس وقت ظلم شوہر اپنے کا بیان کرے میں خوب سمجھوں اور اُس کو سزا دوں جو کہ حق ہو تو ذرا غمگین نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۳ حال بس الخ ۶ شعر بس حال تیرا مجھکو معلوم ہوا اور شوہر تیرا تابع تیرے کردوں بغیر سزا کے کہا کہ ہر ایک نیک و بد سے تیرا گھر واسطے شکوہ کے آمد شد ہوا ہے آگے حقائق ہیں خانہ سر بالکل سودا سے پرا اور صدر پر وسواس و پر غوغا سے ہے باقی اعضا فکر سے آسودہ ہیں اور سینہ مہمانوں سے عاجز رہتا ہے آگے اس کی مثال ہے شاخ کے مانند تو میوہ کہنہ برگ سے خالی کر تا کہ امر کن سے ملے پس برگ و میوہ نے غیب سے ملے واسطے اس کہنہ پن کے سب کہے یعنی خانہ پر سودا اور صدر پر وسواس و سودا سے ہے کہ باقی اعضا فکر سے آسودہ ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

برگہا و میوہ ہاے نو زغیب ازپے آن کہنگی بے ہیچ ریب
برگ اور میوے نئے بس غیب سے واسطے اُس کہنہ پن کے بے کہے

در خزان و باد خوف حق گریز آن شقایقہا ی پارین گو بریز
تو خزان و باد خوف حق مین جا وہ شقائق کہنہ ہووے بس جدا

کین شقائق صد بزا شگوفہاست کہ درخت دل برای آن نماست
یہ شقائق صد شگوفہ کے ہین جو کہ درخت دل ہوا اُسکی نشو کو

خویش را در خواب کن زین افتکار سر ز زیر خواب در یقظہ برآر
خود کو لیجا خواب مین اس فکر سے خواب سے یقظہ مین اٹھ پھر آن کے

ہمچو اصحاب کہف ای خواجہ زود رو بایقاظا کہ تحسبہم رقود
مثل اُس اصحاب کہف اے خواجہ زود جا بایقاظا کہ تحسبہم رقود
اندر بیداری کے جانتے ہین اُنکو سوے ہوے

گفت قاضی کاے صنم تہ چیست گفت خانہ این کنیزک را تہیست
بولا قاضی اے صنم اقرار دے بولی خانہ خالی اس لونڈی کا ہے

خصم در رہ رفت و حارس نیز نیست بہر خلوت سخت زیبا مسکنی است
نے نگہبان اور بھی شوہر گیا واسطے خلوت کے وہ ہے خوشنما

امشب ار امکان بود آنجا بیا کار شب بے سمو است و بے ریا
گر ہے ممکن آج شب کو وان پہ آ کام شب کا سننے کوئی نرا

جملہ جاسوسان ز خمر خواب مست زنگی شب جملہ را گردن زدست
مست ہین نشہ خواب سے جاسوس شب زنگی شب نے انھین مارا ہے اب

خواند بر قاضی فسونہاے عجب آن شکر لب وانگہانی از چہ لب
پھونکا دم قاضی کے اوپر اک عجب اُس شکر لب نے مگر کس سے لب

چند با آدم بلیس افسانہ کرد چونکہ حوا گفت خور آنگاہ خورد
پھونکا دم آدم پہ چند ابلیس نے جبکہ حوا نے کہا کھایا اُسے

اولین خون در جہان ظلم و داد از کف قابیل بہر زن فتاد
قتل پہلے اس جہان مین واقع ہو ہاتھ سے قابیل کے زن کیلئے

نوح تا بہ خانہ سے پر داختی واہلہ بر تابہ سنگ انداختی
نوح گھر مین روٹی کرتا جب کبھی واہلہ پتھر توے پر ڈالتی

مکر زن برفن او چیرہ شدی آب صافی وعظ او تیرہ شدی
اُس کے فن پر مکر زن ہوتا تھا در آب صافی وعظ ہوتا تیرہ تر

قوم را پیغام کردی از نہان کہ نگہ دارید دین از گمرہان
قوم کو پیغام دیتی وہ نہان کہ بچانا دین کو با گمرہان

لوط را زن ہمچنین بدکافرہ خواندہ باشی قصہ آن فاجرہ
لوط کی بھی زن تھی ایسی کافرہ وہ پڑھا ہو تونے قصہ فاجرہ

یوسف از کید زلیخاے جوان ماند در زندان براے امتحان
یوسف اس مکر زلیخا سے رہا امتحان کو قید خانے مین بھلا

ہر بلا کاندر جہان بینی عیان باشد از شومی زن اندر جہان
جو بلا دیکھے ہے تو اندر جہان شومی زن سے رکھے ہے ہر مکان

سلہ تو خزان آلخ ۵ شعر تو خزان و باد خوف حق مین جا کو وہ شقائق کہنہ جدا ہووے جو یہ شقائق صد شگوفہ کے ہین کہ درخت دل اُس کے نشو کو ہے خود کو خواب مین لے جا اُس فکر سے اور پھر آن کر خواب سے یقظہ مین اُٹھ اُس اصحاب کہف کے مانند اے خواجہ جلد جا اندر بیداری کے جانتے ہین اُس کو سوے ہوے یعنی دل کو خیالات دنیوی سے خالی کر کر امر کن اس مین نازل ہوا اُسکے رجوع بقصہ ہے قاضی نے کہا کہ اے صنم تو اقرار دے کہا کہ خانہ خالی اس لونڈی کا ہے نہ نگہبان اور بھی شوہر گیا ہے کہ واسطے خلوت کے راہ خوشنما ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گر ہے ممکن آلخ ۶ شعر اگر ممکن ہے آج شب کو وہان پر آ کہ کام شب کا کوئی نہین سنتا ہے سب جاسوس نشہ خواب سے مست ہین اور نزدیکی شب نے اُنھین اب مارا ہے قاضی پر عجب ایک دم پھونکا اُسی شکر لب نے مگر کس سے یعنی لب سے آگے حقائق ہین چند دم آدم علیہ السلام پر ابلیس نے پھونکے جبکہ حوا نے کہا اسے کھایا اول قتل اس جہان مین واقع ہوا قابیل کے ہاتھ سے عورت کیلئے جب کبھی نوح گھر مین روٹی کرتا واہلہ توے پر پتھر ڈالتی یعنی عورت کے مکر سے آنحضرت نان خراب ہوتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اسکے فن پر آلخ ۵ شعر اسکے فن پر عورت کا مکر غالب ہوتا تھا اور وعظ کا حال تیرہ تر ہوتا تھا وہ قوم کو پیغام نہان دیتی کہ دین کو بچانا گمراہون سے عورت لوط کی ایسی کافرہ تھی وہ تو نے قصہ فاجرہ کا پڑھا ہو یوسف علیہ السلام اُس مکر زلیخا سے امتحان قید خانہ مین رہا لیس جو بلا کہ تو جہان مین دیکھے شومی زن ظاہر ایک مکان رکھتا ہے یعنی جو بلا کہ جہان مین آتی ہے اکثر شومی زن سے آتی ہے فافہم ۱۲

رفتن قاضی بخانہ زن جوجی وحلقہ زدن جوجی بہ تندی وخشم بر در وگریختن قاضی در صندوق

جانا قاضی کا گھر مین زن جوجی کے اور حلقہ بجانا جوجی کا زور سے اور غصہ سے دروازے پر اور بھاگنا قاضی کا صندوق مین

مکر زن پایان ندارد رفت شب ║ قاضی زیرک سوزن بہر ادب
زن زشمع ونقل مجلس ساز کرد ║ زن نوازش شاد شد قاضی مزد
چونکہ بنشستند باہم ساعتے ║ تا بر آسایند اندر خلوتے
چون نشست او پہلو زن بامراد ║ گشت جان پرغمش زان وصل شاد
اندر آندم جوجی آمد ودر بزد ║ جست قاضی مہربے نادر خرد
غیر صندوق ندید او خلوتے ║ رفت در صندوق از خوف آن فتی
اند آمد جوجی وگفت ای حریف ║ ای وبالم در ربیع ودر خریف
من چہ دارم کہ فدایت نیست آن ║ تا زمن فریاد داری ہر زمان
گفت شخصے نزد قاضی رفتۂ ║ در حقم ناگفتنیہا گفتۂ
بر لب خشکم کشادستی زبان ║ گاہ مفلس خوانیم گہ قلبتان
این دو علت گر بود ایجان مرا ║ آن یکے از تست وآن یک از خدا
من چہ دارم غیر این صندوق آن ║ ہست مایہ تہمت وپایہ گمان
خلق پندارند زر دارم درون ║ داد واگیرند از من زین ظنون
صورت صندوق بس عالیست لیک ║ از رخوت سیم وزر خالیست نیک

[۱] مکر زن بیحد ہے وہ قاضی گیا ║ رات کو بہر جمع سوے نسا
زن نے شمع ونقل سے مجلس کری ║ اس نوازش سے ہوا قاضی خوشی
جو کہ بیٹھے دونون باہم اک گھڑی ║ تا ملے خلوت مین راحت اور خوشی
پاس زن کے بیٹھا جو وہ بامراد ║ وصل سے ہوئی جان پرغم سکی شاد
در بجایا اس گھڑی جوجی نے آ ║ تا ہو پنہان ڈھونڈھی اُن قاضی نے جا
دیکھی خلوت نے سوا صندوق کے ║ پس گھسا صندوق مین وہ خوف سے
[۲] جوجی اندر آ کے بولا اے حریف ║ اے وبال اندر ربیع اندر خریف
کیا رکھون مین کہ نہین تجکو دیا ║ تو مری فریاد جو کرتی ہے جا
ایک نے مجھے کہا قاضی سے جا ║ تو نے نالش کی مری اے ناسزا
تو نے میرے فقر پر کھولی زبان ║ گہ کہا مفلس مجھے گہ قلبتان
یہ دو علت جو کہ ہین ایجان مجھے ║ ایک وہ تجھسے ہے اک اللہ سے
اس سوا صندوق کے کیا ہی یہان ║ مایہ تہمت ہے اور جائے گمان
خلق جانے زر ہے اسکے درمیان ║ روکتا خیرات کو ہے یہ گمان
صورت صندوق عالی ہے ولے ║ سیم وزر اسباب سے خالی ہے یہ

[۱] مکر زن الخ شعر مکر عورت کا بیحد ہے پس وہ قاضی گیا رات کو واسطے جماع کے جانب عورت کے زن نے شمع ونقل سے مجلس کری اسی نوازش سے قاضی خوش ہوا جو کہ دونون ایک گھڑی باہم بیٹھے تاکہ خلوت مین راحت وخوشی ملے جو وہ زن کے پاس بامراد اس کی جان پرغم وصل سے شاد ہوئی اس دم جوجی نے در بجایا آکر قاضی نے جگہ ڈھونڈھی تاکہ پنہان ہووے خلوت بجز صندوق کے نہ دیکھی پس خوف سے صندوق مین گھسا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] جوجی الخ ۸ شعر جوجی نے گھر مین آکر کہا کہ اے حریف واے وبال اندر ربیع وخریف پس مین کیا رکھتا ہون کہ تجکو نہین دیا تو میری فریاد جو کرتی ہے جا کر ایک نے مجھ سے کہا کہ تو نے جا کر قاضی سے میری نالش کی ہے تو نے میرے فقر پر زبان کھولی ہے کبھی مجکو مفلس کہا کبھی قلبتان کہا یہ دو علت جو کہ مجکو ہے ایک وہ تجھ سے وایک خدا سے ہے اس صندوق کے سوا کیا میرے یہان ہے کہ مایہ تہمت وجائے گمان ہے خلق جانتی ہے کہ اس کے درمیان زر ہے کہ یہ گمان خیرات کو روکتا ہے صورت صندوق عالی ہے ولیکن ہم سیم وزر واسباب سے خالی ہے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲

چون تن زراق خوب باوقار ۔ وا ندران حیلہ سیاہے غیر بار
من برم صندوق فردا را بگو ۔ پس بسوزم درمیان چارسو
تا ببیند مومن و گبر و یہود ۔ کاندرین صندوق جز لعبت نبود
گفت زن ہی درگذر ای مرد دین ۔ خورد سوگند او کہ نکنم جز چنین
یار سن صندوق را در دم ببست ۔ خویشتن را کردہ بد مانند مست
از پگہ حمال آورد او چو باد ۔ زود آن صندوق بر پشتش نہاد
اندرونش قاضی از بیم نکال ۔ بانگ میزد کای حمال ای حمال
کرد آن حمال از ہر سو نظر ۔ کز چہ سو در میرسد بانگ و خبر
ہاتفست این داعی من ای عجب ۔ یا پری ام میکند پنہان طلب
چون پیاپی گشت آن آواز بیش ۔ گفت ہاتف جمع دل فرمودیش
عاقبت دانست کان بانگ و فغان ۔ بد ز صندوق و کسے در وی نہان
عاشقی کو در پے معشوق رفت ۔ گرچہ بیرونست در صندوق رفت
عمر در صندوق برد از اندہان ۔ جز کہ صندوقی نہ بیند از جہان
آن سرے کو نیست فوق آسمان ۔ از ہوس او را در آن صندوق دان
چون ز صندوق بدن بیرون شود ۔ او ز گوری سوی گوری میرود
این سخن پایان ندارد وقاضیش ۔ گفت ای حمال وای صندوق کش
از من آگہ کن درون محکمہ ۔ تا نیم را زود تر با اینہمہ
تا خرد این را بزر زین بیخرد ۔ ہمچنین بستہ بخانہ ما برد

تن ہے مکارون کا خوب و باوقار[۵۱] ۔ سے نہ ملے اُس ٹوکرے مین غیر مار
جاؤن سے صندوق کل کو تو کہے ۔ اور جلاؤن درمیان بازار کے
دیکھین مومن او یہود و گبر تا ۔ کہ نہ تھا صندوق لعبت کے سوا
بولی زن ہین چھوڑ یہ کیا ہے جنون ۔ کھائی سوگند اُسنے اب یون ہی کرون
باندھا اُسدم رسن سے صندوق کو ۔ اور کیا تھا آپ کو جون مست خو
صبح کو حمال لایا جون ہوا ۔ جلد صندوق اسکی پشت اوپر رکھا
قاضی[۵۲] ڈر سے اُس مین کرتا تھا مقال ۔ دیتا آواز ای حمال وای حمال
ہر سو اُس حمال نے کی پس نظر ۔ کہ کدھر سے آئے ہے بانگ و خبر
تجکو ہاتف ہے بلاتا ای عجب ۔ یا پری کرتی ہے پوشیدہ طلب
وہ ہوئی آواز پے در پے سوا ۔ بولا ہاتف نے ہے جمع دل کیا
جانا آخر جو کرے بانگ و فغان ۔ ہے اسی صندوق مین کوئی نہان
پیچھے معشوقہ کے جو عاشق پھرین ۔ گرچہ باہر ہین گئے صندوق مین
عمر[۵۳] کی صندوق مین اس نے بسر ۔ سے نے سوا صندوق کے رکھے نظر
ایسی جان کرتی ہے فوق آسمان ۔ حرص سے صندوق مین تو اسکو جان
جبکہ وہ صندوق تن سے جائے ۔ گور سے جاتی ہے جانب گور کے
بات یہ بیحد ہے قاضی نے کہا ۔ اسکو ای حمال صندوق جفا
محکمہ مین جا کے میرے حال سے ۔ میرے نائب کو خبر تو جلد دے
تا خریدے اسکو اس بے عقل سے ۔ گھر کو یونہین بند لیجائے مرے

سلہ ۵۱ تن ہے الخ ۱۶ شعر ان مکارون کا تن خوب با وقار ہے کہ اس ٹوکری مین بجز مار کے نہ ملے تو کہے مین صندوق لیکر کل جاؤن اور بازار کے درمیان جلاؤن تاکہ مومن یہود و گبر دیکھین کہ صندوق مین لعبت کے سوا نہ تھا عورت نے کہا کہ ہین چھوڑ یہ کیا جنون ہے قسم کھائی اُس نے کہ اب ایسا ہی کرون اُسی دم رسی سے صندوق کو باندھا اور خود کو مست کے مانند کیا صبح کو حمال کو لایا مثل ہوا کے جا کر اور جلد صندوق اُس کی پشت پر رکھا یعنی تن مکارون کا مثل صندوق کے ہے اور اُس مین بجز مار نفس کے اور کچھ نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ قاضی ڈر سے الخ ۶ شعر قاضی خوف سے اُس مین یہ مقال کرتا اور دیتا آواز کہ اے حمال واے حمال اس حمال نے ہر سو نظر کی کہ کدھر سے آتی یہ بانگ و خبر مجھ کو ہاتف بلاتا ہے یا پری پوشیدہ طلب کرتی ہے وہ آواز پے در پے سوا ہوئی دل جمع کیا کہ ہاتف نہیں ہے آخر جانا کہ جو بانگ و فغان کرتا ہے اس صندوق مین نہان ہے آگے حقائق ہین جو کہ عاشق پیچھے معشوقہ کے پھرتے ہین اگرچہ باہر ہین ولیکن صندوق مین ہین یعنی عاشق کشش سے صندوق مین معشوقہ کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ عمر کی الخ ۶ شعر اس نے صندوق مین عمر بسر کی کہ سوا صندوق کے نظر نہین رکھتا ہے ایسی جان کہ فوق آسمان نہین ہے تو اسکو حرص سے صندوق مین جان جبکہ وہ صندوق تن سے جاتی ہے پس بانگ گور سے جانب گور کے جاتی ہے آگے رجوع بر قصہ ہے بات بیحد ہے قاضی نے کہا اسکو کہ اے حمال صندوق محکمہ قضا مین جا کر میرے حال سے نائب کو تو جلد ہی خبر دے تا کہ اس کو خریدے اس بے عقل سے اور یون ہی بند لیجائے میرے گھر کو آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

اے خدا بگمار قوم رحم مند
تا ز صندوق بدن مارا خرند

خلق را از بند صندوق فسون
کہ خرد جز انبیائے مرسلون

از ہزاران کس یکے خوش منظر است
کہ بداند کو بہ صندوق اندر است

آنکہ داند تو شناسد آن شناس
کو ز روح این جہان دارد ہراس

آن جہان را دیدہ باشد پیش ازان
تا بدان ضد این ضدش گردد عیان

زین سبب کہ علم ضالہ مومن است
عارف ضالہ خود است و موقن است

آنکہ ہرگز روز نیکو را ندید
او درین ادبار کے خواہد طپید

یا بطفلے در اسیرے اوفتاد
یا ز اول او ز ما در بندہ زاد

ذوق آزادی ندیدہ جان او
ہست صندوق صور میدان او

دائما محبوس عقلش در صور
از قفص اندر قفص دارد گذر

منفذش نے از قفص سوی علا
در قفس ہا میرود او جا بجا

در نبی ان استطعتم فانفذوا
این سخن انس و جن آمد ز ہو

گفت منفذ نیست از گردون شان
جز بسلطان و بوحی آسمان

گر ز صندوقے بصندوقے رود
او سمائی نیست صندوقے بود

فرجہ صندوق نو نو مسکر است
در نیابد کو بصندوق اندر است

گر نشد غرہ بدین صندوقہا
ہمچو قاضی جوید اطلاق و رہا

آنکہ داند این نشانش آن نشان
کو نباشد بے ہراس و بے فغان

۵۱ اے خدا قوم رحیم اک بھیجدے
تا ہمین صندوق تن سے مول لے

قید صندوق فسون سے خلق کو
کون لے جز انبیاے نیک خو

سیکڑون مین ایک ہی صاحب نظر
جانے تا صندوق مین وہ ہی بشر

جانے جو پہچان تو اسکا نشان
کہ ہراس ہو اسکو باعیش جہان

اس جہان کو پہلے دیکھا اسنے ہو
جانے تا اس ضد سے این ضد کو وہ

اسلئے کہ علم ضالہ مومنین
جانے اپنی شئے گمی کو بالیقین

جس نے روز نیک کو دیکھا نہین
وہ کب اس ادبار مین تڑپے حزین

۵۲ یا کہ بچپن مین وہ قیدی رہا
یا کہ خانہ زاد وہ پیدا ہوا

ذوق آزادی نہ رکھے اسکی جان
ہے وہ صندوق صور تو اسکو جان

قید عقل اُسکی سدا اندر صور
وہ قفس سے دے قفس مین رہگذر

نے قفس سے اسکو رہ سوی علا
پھرتی ہے اندر قفس ہا جا بجا

قول حق ان استطعتم فانفذوا
انس و جن کو آیا یہ از راہ ہو

بولا نے رستہ انھین سوے سما
بس سواے شاہ اور وحی خدا

جائین گر صندوق سے صندوق مین
آسمانی نے ہین صندوقی وہ ہین

۵۳ سیر تو صندوق کی ہے بامزا
گرنہ ہو صندوق مین ہے وہ پھنسا

گر نہ صندوقوں سے غرہ اسکو ہو
ڈھونڈھتے جیون قاضی رہائی اپنی وہ

ان پتون سے جانے جو پہچان کو
بے ہراس اور بے فغان کیونکر نہو

۵۱ اے خدا الخ ۷ شعر اے خدا ایک قوم رحیم بھیجدے تا کہ ہمکو صندوق تن سے مول لے قید صندوقوں سے خلق کو کون لے بجز انبیاے نیک خو کے سیکڑون مین ایک صاحب نظر ہے تا کہ وہ جانے صندوق مین بشر ہے جو جانے تو اس کا نشان پہچان کہ اس کو ہراس ہو عیش جہان سے کہ اس جہان کو اول اُس نے دیکھا ہو تا اس ضد سے اس ضد کو وہ جانتا ہے اسواسطے کہ علم گمی چیز مومن کی ہے تا کہ اپنی شئے گمی کو بالیقین جانے جس نے روز نیک کو نہین دیکھا وہ کب اس ادبار مین غمگین تڑپے اہل خلق کی یہ پہچان ہے اُسکو عیش جہان سے ہراس ہو کیونکہ اس نے اول اس جہان کو دیکھا ہے اسواسطے اہل دنیا سے خوش نہین ہوتا ہے آگے شامل ہے فافہم ۱۲ ۵۲ یا کہ بچپن مین الخ ۷ شعر یا کہ بچپن مین وہ قیدی رہا یا خانہ زاد وہ پیدا ہوا اُس کی جان ذوق آزادی نہ رکھے کہ وہ ہمہ صندوق صورت ہے تو اسکو جان ضد عقل اُسکی ہمیشہ صورت مین ہے کہ وہ قفس سے قفس مین راہ گذار دیتا ہے اُس کو قفس سے سوے علا نہ نہین ہے اندر معنون سے کے ہوتی رہے جا بجا قول خدا ہو کہ اگر استطاعت تم رکھتے ہو کہ نکلو تمہارے انسان و جنات کو آواز آیا از راہ ہو کے کہا کہ رستہ نہین ہے ساتھ گروہ بتون کے سوا سلطان دخل آسمان کے اگر صندوق سے صندوق مین جائین وہ آسمان نہین ہین صندوق ہین یعنی وہ مفید صورت کے ہین آزاد نہین ہین کہ انکا آسمان پر گذر ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ سیر تو الخ ۶ شعر سیر تو صندوق کی بامزہ ہے اگرچہ صندوق مین نہ ہو وہ پھنسا ہو اگر صندوقون سے اسکو غرہ نہو تو وہ مثل قاضی کے رہائی اپنی ڈھونڈھے جو ان پتوں سے پہچان کو جانے وہ بے ہراس و بے فغان کیونکہ اُسکو مثل قاضی کے خوف ہو اور اسکی جان کو کب خوشی ایکدم ہو یعنی جو ان پتون کی پہچان کو جانے وہ بے ہراس کیونکر نہووے آگے رجوع یہ قصہ ہے اس سوال نے ایک انگیز کو کہا کہ محکمہ قاضی مین مثل ہوا کے تو جانات کو کہدے کہ یہ واقعہ ہوا اور قاضی کو سن آئی ہے قیامت باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ہمچو قاضی باشد اورا ارتعاد	کے برآید یکدمے از بانش شاد	مثل قاضی کے اسے بس خوف ہو	کب خوشی اکدم ہو اسکی جان کو
رہروی را گفت آن حمال شاد	کہ برد در محکمۂ قاضی چو باد	بولا وہ حمال اک رہ گیر کو	محکمہ قاضی مین جا جون باد تو
نائبش را گو کزین شد واقعہ	بر سر قاضی بسیامد قارعہ	کہدے نائب کو ہوا یہ واقعہ	آئی ہے قاضی کے سر پر قارعہ
شغل را بگذار زود اینجا بیا	زو بخر سر بستہ این صندوق را	کام چھوڑ اور جلد آ سجا یہ تو [۱]	مول لے بند اس سے اس صندوق کو
چونکہ رہرو شد رسالتہا رساند	ہرکہ زو بشنید این خیرہ بماند	جو گیا رہگیر پہونچایا پیام	یہ سنا جس نے ہوا حیران تمام
برد القصہ خبر صندوق کش	نائب قاضی حسن را از غمش	الغرض حمال نے جا دی خبر	نائب قاضی حسن کو دوڑ کر
آتشی بر کردہ جوحی از ملا	کہ بخواہم سوخت این صندوق را	آگ سلگا کر یہ جوحی نے کہا	پھونکدون صندوق کو اب بر ملا
بر سر بازار جوشش عامۂ	چیست جوحی می نہد ہنگامۂ	شور و غل بازار مین تھا چار سو	دیکھین کیا کرتا ہے جوحی نیک خو
نائب آمد گفت صندوقت بچند	گفت نہصد بیشتر زر میدہند	آیا نائب بولا قیمت اسکی کر	بولا نو سو سے زیادہ ہوئین زر
من نمی آیم فروتر از ہزار	گر خریداری کشا کیسہ شمار	مین نہین ہوتا ہون کمتر یا ہزار	گر خریدے کھول تھیلی کر شمار
گفت شرمے دار ای کوتہ نمد	قیمت صندوق خود پیدا بود	بولا اے کم حوصلہ شرما ذرا	قیمت صندوق خود ہے ظاہرا
گفت شرمی دار از اہل خرد	کس بدین مقدار این اکی خرد	بولا شرما عقلمندون سے ذرا	کون لیگا اتنی قیمت پر بھلا
گفت بے رویت شری خود فاسد است	بیع ما زیر گلیم این فاسد است	بولا بے دکھلائے فاسد بیع ہے [۲]	بیع صحیح پوشیدہ ابس ہوتی ہے
برگشایم گر نمی ارزد مخر	تا نباشد بر تو حیفے اے پدر	کھولون مین گر نہ پسند آئے مت لے	تا نہ تجھپر ظلم ہو اے نیک پے
گفت اے ستار بر مکشای راز	سر بستہ می خرم با من بساز	بولا اے ستار مت کھول اب یہ	بند لینا مول ہون تو دے مجھے
ستر کن تا با تو ستاری کنند	تا نہ بینی ایمنی بر کس مخند	ستر کر تا تجھسے ستاری کرے	تا بے دیکھے امن مت ہنس اور پے
بس درین صندوق چون تو ماندہ اند	خویش را اندر بلا بنشاندہ اند	ہین بہت تیرے مثل صندوق مین	آپ کو اندر بلا رکھتے وہ ہین
آنچہ بر خود خواہیت بود پسند	بر کسی آن کن از رنج و گزند	جو کہ اپنے پر تو کرتا ہے پسند	غیر پر وہ رنج بس کر لے پسند

[۱] کام چھوڑ الخ ۶ شعر کام چھوڑ اور جلد آ تو اس جا پر اور اس صندوق کو بند اُس سے مول لے جو راہگیر گیا اور پیام پہونچایا یہ جس نے سنا حیران تمام ہوا الغرض حمال نے جا کر خبر دی نائب قاضی حسن کو یہان جوحی نے آگ سلگا کر کہا کہ مین اس صندوق کو پھونکدونگا بازار مین شور و غل تھا کہ یہ نیا ہنگامہ ہے کہ جوحی اپنا صندوق آگ مین جلا رہا ہے استنے مین دوڑ کر نائب آیا اور کہا کہ قیمت اسکی کہہ کہا کہ نو سو زیادہ روپیہ مین ہیں کمتر ہزار سے نہین ہوتا ہون اگر تو خریدتا ہے تو تھیلی کھول دو شمار کرکے کہا کہ اے کم حوصلہ ذرا شرما کہ قیمت صندوق کی خود ظاہر ہے تجکو عقلمندون سے شرم نہین آتی کہ اس صندوق کی اتنی قیمت کہتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] بولا الخ ۸ شعر کہا کہ بے دکھلائے بیع فاسد ہے کہ بیع صحیح پوشیدہ نہین ہوتی ہے اگر مین کھولون و پسند نہ آئے مت لے تاکہ تجھپر ظلم نہ ہو وسے کہا کہ اے ستار مت کھول اب اسے بند مول لیتا ہون تو مجھے دے ستر کر کہ تجھسے ستاری کرے تاکہ تو امن دیکھے اور دوسرے پر مت ہنسے آگے حقائق ہین تیرے مانند بہت صندوق مین ہین اور خود کو بلا مین وہ رکھتے ہین جو تو خود پسند کرتا ہے وہ رنج غیر پسند کرے جو تو خود پر روا رکھتا ہے نیک و بد سے وہ غیر پر تو روا رکھ جو خود پر روا نہ رکھے نفع و ضرر وغیرہ روا نہ رکھے اسے بے ہنر یعنی جو خود پر پسند کرتا ہے وہ غیر پر پسند کر آگے قصہ آنا نائب کا حقائق مین بیان ہے فافہم ۱۲

فارسی	فارسی	اردو	اردو
انچه تو بر خود روا داری همان	می مکن از نیک و بد با دیگران	جو روا تو اپنے اوپر بس رکھے	نیک و بد سے وہ روا رکھ غیر پے
انچه نه پسندی بخود از نفع و شر	بر کسے مپسند هم اے بے هنر	نہ روا خود پر رکھے جو نفع و شر	مت روا رکھ غیر پر اے بے ہنر

آمدن نائب قاضی میان بازار و خریداری کردن صندوق را

آنا نائب قاضی کا بازار میں اور خریدنا صندوق کا

فارسی	فارسی	اردو	اردو
زانکه بر مرصاد حق اندر کمین	مید هد پاداش پیش از یوم دین	۱ کیونکہ حق مرصاد پر رکھے نظر	حشر سے دیتا ہے بدلا بیشتر
آن عظیم العرش عرش او محیط	تخت دادش بر همه جانها بسیط	وہ عظیم العرش عرش اُسکا محیط	تخت بخشش اسکا جانوں پر بسیط
گوشهٔ عرشش بتو پیوسته است	هین مجنبان جز بدین و داد دست	اُسکا گوشہ عرش تجھسے ہے ملا	ہاتھ جز دین و کرم کے مت ہلا
رو مراقب باش بر احوال خویش	نوش بین در داد بعد از ظلم نیش	جا مراقب ہو تو اپنے حال سے	دیکھے نوش و نیش داد و ظلم سے
پس همین جا خود جزاے نیک و بد	میرسد با هر کسے چون بنگرد	پس جزا پہونچے یہاں پر بد و نیک	ہر کسی کو جو تو دیکھے ایک ایک
وان جزا کان سر رسد در یوم دین	هیچ آنها این نماند نیک بین	وہ جزا کہ واں ملیگی حشر ۲	وہ نہ اسکے مثل ہو اب دیکھ تو
گفت آری انچه کردم استم است	لیک هم مبدا که با دی ظلم است	۲ بولا سچ میں نے کیا وہ ہی ستم	پر وہ مبدا ہے ستم میں اور نہ کم
گفت نائب یک بیک با دیم هم	باسواد و وجه اندر شاد هم	بولا نائب مبدا ہم اک کے ہیں	کیا سیہ دونی میں اسکی خوش ہیں
همچو آن زنگی که بد شادان خوش	او نه بیند غیر او بیند رخش	جیسے زنگی کہ رکھے خوش آپ کو	وہ نہ دیکھے غیر دیکھیں اُس کا رو
ماجرا بسیار شد در من یزید	وا و صد دینار و آن از وی خرید	قیمت زیادہ میں بس جھگڑا ہوا	دیکے سو دینار مول اسکو لیا
هر زمان صندوقی اے ناپسند	با لقائف غیبیانت می خرند	ای تو صندوقی ہے بد ہر وقت میں	تجھکو ہاتف اور غیبی مول لیں
این یقین میدان که اسیر و بنده	زانکه در صندوق غمها مانده	ہے یقین یہ تو اسیر و بندہ ہے	اس لئے صندوق میں در ماندہ ہے
بنده هر چیه گشته از نیک و بد	هر کمی بر تو چو صندوقست صد	نیک بد کی قید میں ہو تو گھرا	سیکڑوں صندوق میں ہے تو بتا
تا نگردی زین همه آزاد تو	کے شوی ایجان زغم دلشاد تو	جب تک ان سب سے نہ آزاد ہو	دل کے غم سے کس طرح تو شاد ہو

۱ کیونکہ حق الخ ۶ شعر کیونکہ میں گذر گاہ پر نظر رکھتا ہوں حشر سے بدلا بیشتر دیتا ہے وہ عظیم العرش اور عرش اُس کا محیط ہے تخت بخشش اُس کا جانوں پر بسیط ہے اُس کا گوشۂ عرش تجھ سے ملا ہے پس ہاتھ کو سوا دین و کرم کے مت ہلا تو جا اپنے حال پر مراقب ہو اور خوشش و نیش داد و ظلم سے دیکھ پس یہاں پر نیک و بد کی خبر ہو پہنچے ہر کسی کو جو تو ایک دیکھے وہ جزا کہ وہاں حشر کو ملے گی وہ اس کے مثل نہیں ہے تو اب خوب دیکھ یعنی تو کام اپنے نیک کر کہ جزا اس کی جن سے یہاں و وہاں بہتر ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۲ بولا الخ ۸ شعر جو جی نے کہا کہ سچ وہ میں نے ستم کیا ہے ولیکن قاضی ابتدا کرنے والا ستم میں ہے کم نہیں ہے نائب نے کہا کہ ہم مبدا ایک ایک میں سیاہ روئی میں کیا اس سے خوش رہیں گے مثال ہے جیسے زنگی کہ آپ کو خوش رکھے وہ نہ دیکھے اور غیر اُس کا رو دیکھے پس قیمت زیادہ میں جھگڑا ہوا اور سو دینار دیکر اُس کو مول لیا آگے حقائق ہیں اے تو صندوق بد ہے ہر ایک وقت میں تجھکو ہاتف غیبی مول لیں تو اسیر اور قیدی ہے اور اس صندوق تن میں درماندہ ہے تمام دنیا کے نیک و بد میں گرفتار ہے اور سیکڑوں صندوقوں میں تیری جان ہے جب تو اس تعلقات دنیا سے منھ نہ موڑیگا اور نیک و بد کی تمیز نہ چھوڑیگا کبھی تیری جان و دل شاد و فرحان نہونگے یعنی تو صندوق نیک و بد سے وقت میں ہر تجھکو ہاتف غیبی مول لیں جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جناب رسول مقبول صلعم نے مقبول کیا آگے اس کا حال بیان ہے فافہم ۱۲

در بیان حدیث نبوی کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ

زین سبب پیغمبر با اجتہاد — نام خود وآن علی مولا نہاد
گفت ہر کس را منم مولا و دوست — ابن عم من علی مولاے اوست
کیست مولا آنکہ آزادی کند — بند رقیت ز پایت بر کند
چون بآزادی نبوت ہادی ست — مومنان را ز انبیا آزادی ست
اے گروہ مومنان شادی کنید — ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید
لیک میگوئید ہر دم شکر آب — بیزبان چون گلستان خوش خضاب
بیزبان گویند سرو و سبزہ زار — شکر آب و شکر عدل نوبہار
حلہا پوشیدہ و دامن کشان — مست و رقاص و خوش عنبر فشان
جزو جزو آبستن از شاہ بہار — جسم شان چون درج پر در ثمار
مریم آن بے شوی آبست از مسیح — خامشان بے لاف گفتار فصیح
ماہ ما بے نطق خوش بر تافتہ است — ہر زبان نطق از فر ما یافتہ است
نطق عیسی از فر مریم بود — نطق آدم پرتو آن دم بود
تا زیادت گردد از شکر اے ثقات — پس نبات دیگر ست اندر نبات
عکس آن اینجاست ذل من قنع — اندرین طورست عز من طمع

حدیث نبوی کے بیان مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ

سلہ مصطفے نے اس سبب ظاہرا — نام علی کا خود کا بھی مولا رکھا
(اُس کا کہ مین مولا ہون ہے علی مولا اُس کا ہے)
بولے مین مولا ہون جسکا اور یار — اُس کا مولا ہے علی باوقار
کون مولا دے جو آزادی تجھے — تجھکو قید بندگی سے چھوڑ دے
جو نبوت ہادی آزادی کا ہے — انبیا سے مومن آزادی کا ہے
اے گروہ مومنان شادی کرو — مثل سرو و سوسن آزادی کرو
لیک کرتے ہر گھڑی ہین شکر آب — بیزبان جون گلشن با آب تاب
سلہ بیزبان کرتے ہین سرو و سبزہ زار — شکر آب و شکر عدل نوبہار
پہنے حلے اور ہین دامن کشان — ناچتے اور مست اور عنبر فشان
حاملہ جز جز وے با شاہ بہار — انکا تن جون درج پر در ثمار
حاملہ مریم ہے بے شو با مسیح — خامشان بے بات کہتے ہین فصیح
مہ ہمارا چمکا خوش بے نطق کے — ہر زبان نے نطق پایا اُس سے ہے
نطق عیسی یہ تو مریم سے ہے — نطق آدم پرتو اُسکے دم سے ہے
سلہ شکر سے تا ہو زیادہ اے اخی — ہے نبات اندر نبات اکاور بھی
یہان پہ ہے برعکس ذل من قنع — اس طریقہ مین ہے عز من طمع

سلہ مصطفے نے الخ ۶ شعر اس سبب سے حضرت مصطفے صلعم نے ظاہرا نام اپنا اور حضرت علی کا مولا رکھا فرمایا کہ مین جسکا مولا ہون اُس کا علی مولا ہے مولا کون ہے وہ جو تجھکو آزادی دے اور قید بندی سے تجھکو چھوڑا دے جو نبوت آزادی کو بادی ہے انبیا سے مومن آزادی رکھتے ہین اے گروہ مومنان شادی کرو اور سرو و سوسن کے مانند آزادی کرو ولیکن ہر گھڑی آپ کا شکر کرتے ہین بے زبان مانند گلشن باآب وتاب کے یعنی مولی وہ شخص ہے کہ جو تجھکو قید دنیا سے آزادی دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بے زبان الخ ۶ شعر بے زبان سرو و سبزہ زار شکر آب و شکر عدل نوبہار کرتے ہین حلے پہنے اور دامن کشان ہین ناچتے ہین اور عنبر فشان ہین جزو جزو حاملہ ہے شاہ بہار سے اور اُن کا تن مانند درج گوہر سرشت ہے مریم حاملہ ہے بے شوہر کے مسیح سے خاموشان بے بات فصیح کہتے ہین ہمارا ماہ چمکا خوش بے نطق کے اور ہر ایک زبان نے نطق پایا اس سے ہے نطق عیسی پر مریم سے ہے اور نطق آدم پرتو اسکے دم سے ہے ہم کو گویائی اس بے زبانی کے سبب سے حاصل ہے کہ وہ بے زبانی ہین کہ باطنی حق سے ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ شکر سے الخ ۴ شعر تا شکر سے زیادہ ہو کہ نبات اندر نبات ہے اور یہی ہے اُس کے یہان پہ برعکس ہے کہ ذلت قناعت مین ہے اور اس طریقہ مین عزت طمع ہے تو آپ کو نفس کے پھندے مین مت ڈال اور اپنے خریدار ون سے غافل مت ہو تاکہ اس سے پریشان حال نہ ہو خوب فرمایا ہے صاحب دل نے یعنی مقام طلب عشق مین قناعت ذلت ہے اور طمع عزت ہے آگے ذن جوحی کا بیان ہے فافہم ۱۲

در جوال نفس خود چندین مرو ... از خریداران خود غافل مشو
تا نمانی تو پریشان حال ازان ... آنچنان فرمود ای صاحبدلان

نفس کے پھندے مین مت ڈال آپکو ... غافل اپنے سے خریداروں سے ہو
تا نہ اُس سے تو پریشان حال ہو ... ایسا فرمایا ہے صاحبدل نے جو

باز آمدن زن جوجی سال دیگر نزد قاضی وشناختن او

پھر آنا زن جوجی کا دوسرے سال پاس قاضی کے اور پہچان لینا اُس کا

باز بعد سالے آن جوحی زفن ... رو بزن کرده بگفت ای حیست زن
آن وظیفه یادرا تجدید کن ... پیش قاضی از گله من گو سخن
زن بر قاضی در آمد با زنان ... مر زنے را کرد آن زن ترجمان
تا نه بشناسد زگفتن قاضیش ... یاد ناید از بلاے ماضیش
هست فتنه غمزهٔ غماز زن ... لیک آن صد تو شود ز آواز زن
چون نمی تانست آواز بر فراشت ... غمزهٔ پنهان زن سودے نداشت
گفت قاضی رو تو خصمت را بیار ... تا دہم کار ترا با او قرار
جوحی آمد قاضیش نشناخت زود ... کہ بوقت لقیه در صندوق بود
زو شنیده بود آواز برون ... در شری و بیع و در نقص فزون
گفت نفقه زن چرا ندہی تمام ... گفت از جان شرع را ہستم غلام
لیک گو میرم ندارم من کفن ... در قمارم مفلس و شش پنج زن
زین سخن قاضی مگر بشناختش ... یاد آورد آن دغل وان باختش
گفت آن شش پنج با من باختی ... پار اندر شش دره انداختی

دوسرے پھر سال جوحی نے یہ فن[51] ... پس کہا عورت سے اے چالاک زن
وہ وظیفہ یا رسالہ کر بنا ... آگے قاضی کے تو کر میرا گلا
پیش قاضی زن گئی ہمرہ زنان ... اک کیا اُس زن نے زن کو ترجمان
تا نہ قاضی بات سے پہچان لے ... وہ بلا گذری نہ یاد آئے اُسے
فتنہ اک ہے[52] غمزهٔ غماز زن ... ایک سو درجہ ہوا آواز زن
جو بلند آواز سے وہ کر سکی ... سود کیا غمزه نہان سے ہوا تھی
بولا قاضی جا تو خصم اپنے کو لا ... تا تری نالش کا کردون فیصلہ
قاضی نے جوحی کو پہچانا نہین ... کیونکہ تھا صندوق مین وہ قت قرین
اُسکا باہر سے سنا آواز تھا ... لینے دینے بیش و کم مین ظاہرا
بولا کیون[53] نفقہ نہ زن کو دے تمام ... بولا جان سے شرع کا ہو مین غلام
گر مرون مین نے کفن کو کچھ رکھون ... مین جوے مین مفلس شش پنج ہون
جانا قاضی نے نبرا کے قول سے ... دھوکا دینا یاد وہ آیا اُسے
بولا وہ شش پنج کھیلا پارسال ... ڈالا شش در مین مجھے بس پر ملال

سلہ دوسرے آلخ ۴ شعر پھر دوسرے سال جوحی نے از راہ فن کے عورت سے کہا کہ اے چالاک زن وہ وظیفہ یا رسالہ بنا کر کہ آگے قاضی کے میرا تو گلا کر قاضی کے آگے زن گئی ہمراہ زنون کے اور ایک زن کو اُس زن نے مترجم کیا تا کہ قاضی بات سے پہچان نہ لے اور گذری بلا اُسے یاد نہ آئے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ فتنہ آلخ ۵ شعر ایک فتنہ ہے غمزهٔ غماز زن کو لیکن سو درجہ ہوا آواز زن سے جو وہ بلند آواز نہ کر سکے غمزه نہان سے پھر سود کیا ہو پھر قاضی نے کہا کہ تو جا اور اپنے خصم کو لا تا کہ تیری نالش کا فیصلہ کر دون پس جوحی کو قاضی نے نہین پہچانا کہ وقت نزدیکی کے صندوق مین بند تھا اُس کا آواز باہر سے سنا تھا لینے دینے و بیش و کم مین ظاہرا یعنی اگرچہ وہ نخرا و صورت کا فتنہ ہے ولیکن آواز عورت کا سو درجہ بلا ہے بس غمزه کیا کرے جو آواز زنانہ نہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا کیون آلخ ۷ شعر کہا کہ نفقہ عورت کو کیون نہین دیتا ہے کہا کہ مین جان سے شریعت کا غلام ہون اگر مین مرون کچھ کفن کو نہ رکھون مین قماربازی مین مفلس و شش و پنج ہون اُس قاضی نے جانا اس قول سے اور وہ دھوکا دینا اُسے یاد آیا کہا کہ تو نے وہ شش و پنج پارسال کھیلا کہ مجھے شش در مین پر ملال ڈالا اب میری نوبت گئی دوسرے سال سے امسال نرد کھیل اور مجھکو چھوڑ جو کہ شش و پنج سے عارف ہوا وہ خود شش کے پنج سے چھوٹا وہ شش جہت تربیع بس سے چھوٹا اور ان سب کے سوا آگاہ کیا یعنی جو تعلقات دنیوی سے چھوٹا اور آگاہ ہوا اُس کو عالم سے کچھ سروکار نہین ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

نوبت من رفت امسال آن قمار ۔ با دگر کس باز دست از من بدار
از شش و از پنج عارف گشت فرد ۔ محترز گشتست زین شش پنج نرد
رست او زین پنج حس و شش جهت ۔ از درای آن همه کرد آگهت
شد اشاراتش اشارات ازل ۔ جاوز الاوهام طرا و اعتزل
زین چه شش گوشه گر نبود برون ۔ چون برآید یوسفی را از درون
وارد بالای چرخ بی ستن ۔ جسم او چون دلو در چه چاه کن
یوسف چنگال در دلوش زده ۔ رسته از چاه و شه مصری شده
دلوهای دیگر از چه آب جو ۔ دلو او فارغ ز آب اصحاب جو
دلوها غواص آب از بهر قوت ۔ دلو او قوت و حیات جان حوت
دلوها وابستهٔ چرخ بلند ۔ دلوها در اصبعین زورمند
دلو چه و حبل چه با چرخ چی ۔ این مثالی بس رکیکست ای اخی
از کجا آرم مثال بی شکست ۔ کفو او نه آمد و نه آمدست
صد هزاران مرد پنهان در یکی ۔ صد کمان و تیر درج ناوکی
ما رمیت اذ رمیت فتنهٔ ۔ صد هزاران خرمن اندر حفنهٔ
آفتابی در یکی ذره نهان ۔ ناگهان آن ذره بکشاید دهان
ذره ذره گردد افلاک و زمین ۔ پیش آن خورشید چون جست از کمین
اینچنین جانی که درخورد تن است ۔ هین بشو ای جان ازین تن هر دو دست
ای تن کشته وثاق جان بس است ۔ چند تاند بحر در مشکی نشست

میری نوبت اب گئی امسال نرد ۔ دوسرے سے کھیل اور کر مجکو فرد
جو کہ شش اور پنج سے عارف ہوا ۔ نرد کے شش پنج سے بس وہ چھٹا
پنج حس اور شش جہت سے وہ چھٹا ۔ اور کیا آگاہ ان سب کے سوا
ہوئی[1] اشارت وہ اشارات ازل ۔ جاوز الاوہام طرا و اعتزل
چاہ شش پہلو سے نکلا تو اگر ۔ کیسے یوسف کو نکالے تو پسر
آسمان بے ستون پر وہ چڑھے ۔ جسم اسکا ڈول سا چہ میں رہے
پکڑا اسکے ڈول کو یوسف نے تھا ۔ چہ سے نکلا اور شہ مصری ہوا
ڈول دیگر چہ سے ڈھونڈھیں آبکو ۔ اہل جو کے چہ سے فارغ ڈول ہو
ڈول[2] دوبین آب میں وہ بہر قوت ۔ ڈول اسکا ہے وہ قوت جان حوت
چرخ میں لٹکے ہوئے جو ڈول ہیں ۔ ڈول اسکا اصبعین یار میں
ڈول کیا اور رسن کیا اور چرخ کیا ۔ یہ مثال اک پوچ ہے ای مشفقا
خوش مثال اب لائیں ہم کس جا سے ۔ اسکا کفو نہ آیا ہے نے آئے ہے
مرد پنہان سیکڑوں ہیں ایک میں ۔ سو کمان و تیر اک ناوک میں ہیں
ما رمیت اذ رمیت آفات ہے ۔ لاکھ خرمن مشت گندم میں بھرے
ایک ہی خورشید ذرہ میں نہان ۔ پس یکایک کھولے وہ ذرہ دہان
ذرہ ذرہ ہووے[3] افلاک و زمین ۔ آگے اس خورشید کے ای مہ جبین
جان ایسی ہے کہ لائق جسم کے ۔ ہاتھ دھو ای جان ایسے جسم سے
اے تن کشتہ یہ جان ہو بس تجھے ۔ بحر کب تک مشک میں بیٹھا رہے

[1] ہوئی اشارت الخ ۵ شعر وہ اشارات ہوئی اشارات ازل سے ترجمہ عارف گذرا عامل و ہم پندار سے اور گوشہ گیر ہوا اگر چاہ شش پہلو سے نہ نکلا تو یوسف کو کیسے نکالے گا اور آسمان بے ستون پر چڑھو در جسم اوسکا ڈول کے مانند چاہ میں رہے یوسف نے اس کے ڈول کو پکڑا تھا چاہ سے نکلا اور شاہ مصری ہوا دوسرے ڈول چاہ سے آپ کو ڈھونڈھیں اور ڈول کہ اہل جو کی چاہ سے فارغ ہیں یعنی عارف محتاج کسی کے نہیں ہیں اور جو انکو پکڑے حق تک پہونچے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] ڈول الخ ۔ شعر اول آب میں دوبین واسطے قوت کے اور اس کا ڈول جان مچھلی کی ہے اور ڈول آسمان میں لٹکے ہوئے ہیں اس کا ڈول یار کی دو انگلیوں میں ہے ڈول کیا اور رسی کیا اور چرخ کیا یہ مثال ایک پوچ ہے اے مشفق میں خوش مثال اب کس سے لاؤں اس کا کفو نہ آیا اور نہیں آتا ہے سیکڑوں مرد پنہان ہیں ایک میں اور سو کمان اس ناوک میں ہے ما رمیت اذ رمیت آفات ہے اور لاکھ خرمن مشت گندم میں بھرے ہیں ایک خورشید ذرہ میں پنہان ہے پس یکایک وہ ذرہ کھولے دہان یعنی جناب رسول مقبول صلعم ایک ہیں اور تمام مخلوق ان میں مندرج ہے یعنی وجود با جود حضور جمع الجمع ذات و صفات الٰہی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] ذرہ ذرہ الخ ۶ شعر افلاک و زمین میں ذرہ ذرہ ہووے آگے اس خورشید کے ایسی جان کہ جہان ہاتھ دھو ایسے جسم کے ہے ایجان ہاتھ دھو ایسے جسم سے ای تن کشتہ یہ جان تجھکو بس ہے کب تک بحر مشک میں بیٹھا رہے ای بہت جبرئیل بشر میں ہیں ای بہت عیسیٰ گدھے بطن میں پوشیدہ ہیں ای کلیم اللہ گھروں میں پوشیدہ رہے نیک و بد جہاں تا تو خود نہ ہے امین ہے اے حبیب اللہ غار تن میں سے ہے اور گنج ربانی غار تن میں ہے یعنی وجود بشری حضور روح اشیاء میں پوشیدہ ہے فافہم ۱۲

اے ہزاران جبرئیل اندر بشر | اے مسیحای نہان در جوف خر
اے کلیم اللہ نہان اندر نمد | واقف است از خوف و زرست آنی نیک و بد
اے حبیب اللہ نہان در خار تن | گنج ربانی نہان در مار تن
اے ہزاران کعبہ پنہان در کنیس | اے غلط انداز عفریت و بلیس
سجدہ گاہ لامکانی در مکان | مر بلیسان را ز تو ویران دکان
کہ چرا من سجدۂ این طین کنم | صورتے دون بے القب چون دین کنم
نیست صورت چشم را نیکو بمال | تا ببینی شعشعۂ نور جلال

اے بہت ہین جبرئیل اندر بشر | اے نہان عیسی ہی اندر بطن خر
اے کلیم اللہ ہو نمدے مین نہان | خوف سمجھا نیک و بد سے بے امان
اے حبیب اللہ ہے اندر خار تن | گنج ربانی ہے اندر مار تن
اے ہزارون کعبہ نہان دیر مین | اے فریبی دیو اور ابلیس ہین
لامکانی کا ہی سجدہ گہ مکان | تجھسے ابلیسون کی ہی ویران دکان
کہ مین اس مٹی کو کیون سجدہ کرون | صورت دون کا لقب کیون دین کرون
نہ ہی صورت آنکھ کو مل کر خیال | تا تو دیکھے جلوۂ نور جلال

باز آمدن بہ قصہ شاہزادہ و ملازمت او بخدمت شاہ

پھر آنا طرف قصہ شاہزادہ کے اور ملازمت اُس کی خدمت مین بادشاہ کے

شاہزادہ پیش شہ حیران این | ہفت گردون دیدہ در یکمشت طین
ہیچ ممکن نے بحثی لب کشود | لیک جان بہان دمے خامش نبود
آمدہ در خاطرش کین بس خفیست | این ہمہ معنیست پس صورت زچیست
صورت از بے صورتے آباد کن | خفتۂ مر خفتہ را منقاد کن
آن کلامت میرہاند از کلام | وان سقامت می جہاند از سقام
پس سقام عشق جان صحت است | رنجہایش حسرت ہر راحت است
اے تن اکنون دست خود زین جان بشو | ور نمی شوئی جز این جانے بجو

شاہزادہ حیران پیش شاہ چین ہوا | سات گردون دیکھے اندر مشت طین
کچھ نہین طاقت تھی کرنی بحث کی | لیک دم بھر جان سے جان خموش تھی
آیا دل مین اُسکے بس پنہان ہے یہ | یہ ہے کل معنی وہ صورت کس لیے
صورت اب بے صورتی سے تو سنوار | تو ہی خفتہ کر تو اب خفتہ کو یار
قال وہ تجھکو چھڑائے قال سے | وہ مرض صحت مرض سے دے تجھے
عشق کی بیماری جان صحت کی ہے | رنج اسکا حسرت ہر راحت کی ہے
اے تن اب اس جان سے اپنا ہاتھ دھو | گر نہ دھوئے ڈھونڈھ لے اور جان کو

در بیان نوازش و احترام شاہ چین شاہزادہ غریب را

بیان مین نوازش و احترام کرنا شاہ چین کا شاہزادہ غریب پر

سا اے ہزارون الخ سہ **شعر** اے ہزارون کعبے دیر مین پوشیدہ ہین اے فریبی دیو ابلیس ہین مکان سجدہ گاہ لامکانی کا ہے اور تجھ سے ابلیسون کی دوکان ویران ہے بلکہ مین اس مٹی کو سجدہ کیونکر کرون اور صورت نہین ہے آنکھ کھول اور خیال کر تو جلوہ نور جلال دیکھے یعنی بصورت بشری حضور کو تو صورت مت دیکھ تو آنکھ مل کر دیکھ کہ جلوہ نور جلال ملے آگے قصہ شاہزادہ کا بیان ہے فافہم ۱۲

سا شاہزادہ الخ ۷ **شعر** شاہزادہ حیران ہوا آگے شاہ چین کے کہ سات گردون کے اندر مٹھی خاک کی دیکھے کچھ طاقت نہ تھی بحث کرنے کی لیکن جہان شاہزادہ کی دم بھر جان خاموش نہ تھی اُس کے دل مین پوشیدہ یہ ہے آیا کہ یہ کل معنی ہین پس وہ صورت کس لیے ہے آگے اس کا جواب ہے تو صورت کو بے صورتی سے سنوار تو خفتہ ہے خفتہ کو یاد کر وہ قال تجھ کو قال سے چھڑائے اور مرض صحت مرض سے تجکو دی عشق کی بیماری صحت کی جان ہے اور اُس کا رنج و حسرت ہر راحت کی ہے اے تن اس جان سے اب اپنا ہاتھ دھو اور اگر دھوے اور جان کو ڈھونڈھ یعنی تو صورت تو عشق سے سنوار کہ بیماری عشق صحت جان کی ہے فافہم ۱۲

حاصل آن شہ نیک او را مینواخت | او ازان خورشید چون مہ میگداخت
آن گداز عاشقان باشد نمو | ہمچو ماہ اندر گدازش تازہ رو
جملہ رنجوران دوا دارند امید | نالہ این رنجور کم افزون کنید
جملہ رنجوران شفا جویند این | رنج افزون جوید و درد و حنین
خوشتر زین سم ندیدم شربتی | زین مرض خوشتر نباشد صحتی
زین گنہ بہتر نباشد طاعتی | سالہا نسبت بدین دم ساعتی
مدتے بد پیش آن شہ زین نسق | دل کباب و جان نہادہ بر طبق
گفت شاہ از ہر کسی یکسر برید | من از و ہر لحظہ قربانم جدید
من فقیرم از زر و از سر غنی | صد ہزاران سر خلف دارد سنی
با دو پا در عشق نتوان تاختن | با یکی سر عشق نتوان باختن
ہر یکی را خود دو پا یک سر است | با ہزاران پا و سر تن نادر است
زین سبب ہنگامہا کل شد ہدر | ہست این ہنگامہ ہر دم گرم تر
معدن گرمیست اندر لامکان | ہفت دوزخ از شرارش یکدخان
ز آتش دوزخ گریزان شد جحیم | زانکہ ایشان را پر از ناز و نعیم

الغرض کرتا نوازش شاہ تھا | گھٹتا وہ اس شمع سے جون ماہ تھا
گھٹنا وہ عشاق کا ہووے نمو | جیسے مہ گھٹنے کے اندر تازہ رو
رکھین سب بیمار امید دوا | چاہیے یہ درد و الم ہو اور سوا
چہتے ہین بیمار جملہ بس شفا | رنج یہ چہتے ہین اور درد و بکا
بہتر اس سے سم نہ دیکھا شربت ایک | اس مرض سے نے ہو بہتر صحت ایک
اس گنہ سے نے ہو بہتر طاعت ایک | برسون اس دم کے مقابل ساعت ایک
پیش شہ مدت رہا اس طور سے | دل کباب و رجان کو رکھا آگ پے
سر کیا ہر ایک کا شہ نے جدا | اس سے مین ہر لحظہ قربان ہون نیا
مین فقیر اب زر و سر سے ہون غنی | اس نے سر واپس دئے صدہا اخی
دو نون پاسے عشق مین نہ جا سکے | اور نہین عشق ایک سر سے پا سکے
ہر کوئی دو پاؤن اور اک سر رکھے | لاکھ پانون سر کا نادر جسم ہے
اس سے یہ ہنگامہ کل باطل رکھے | اور یہ ہنگامہ ہر دم گرم ہے
گرم اک معدن سے اندر لامکان | دوزخین اسکے شرر کی اک دھوان
بھاگتی ہے نار دوزخ سے جحیم | کیونکہ وہ بس پر ہے با ناز و نعیم

دربیان حدیث جز یا مومن فان نورک اطفا ناری

ز آتش مومن ازین رو ای صفی | میشود دوزخ ضعیف و منطفی

حدیث کے بیان مین جز یا مومن فان نورک اطفا ناری

اس لئے آتش سے مومن کی تجھے | دوزخون کی نار اور عاجز رہے

سلہ الغرض الخ ۵ شعر الغرض شاہ نوازش کرتا تھا اور اس شمس سے وہ مانند ماہ کے گھٹتا تھا آگے حقائق ہے وہ گھٹنا عشاق کا نمو ہے جیسے ماہ گھٹنے کے اندر تازہ رو ہووے جملہ رنجوران دوا کی امید رکھتے ہین اور اسکے بیمار یہی دعا کیا کرتے ہین کہ درد و الم اور سوا ہو جملہ بیمار چاہتے ہین شفا اور یہ رنج چاہتے ہین ایک شربت اس سم سے بہتر نہین دیکھا اور ایک صحت اس مرض سے بہتر نہین ہے اس گناہ سے بہتر نہین ہے ایک طاعت اور برسون اس دم کے مقابل سے ایک ساعت یعنی عاشق کا گھٹنا عین ترقی ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ پیش شہ الخ ۸ شعر آگے شاہ کے اس طور کے مدت رہا دل کباب اور جان کو آتش پر رکھا ہر ایک کا سر شاہ نے جدا کیا اس مین سے ہر لحظہ نیا قربان ہون مین فقیر اب زر و سر سے غنی ہون اس نے صدہا سر واپس دیئے آگے حقائق ہین عشق مین دونون پانون سے جا سکے اور نہ عشق ایک سر سے پا سکے ہر کوئی دو پانون اور ایک سر رکھتا ہے لاکھ پانون اور سر کا جسم نادر ہے اس سے یہ ہنگامہ ہر دم کل باطل رکھتا ہے اور یہ ہنگامہ ہر دم گرم ہے ایک معدن گرم ہے لامکان مین دوزخین اسکے شرر کی ایک دھوان ہے نار دوزخ عشق سے جہنم بھاگتی ہے کیونکہ وہ ناز و نعم سے پر ہے یعنی ہنگامہ عشق کا ہر دم گرم ہے اور یہ ہنگامہ دنیا کا باطل ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اس لئے الخ ۱ شعر مومن کی آتش عشق سے اسواسطے نار دوزخ کی بجھے اور عاجز رہے اسی کہ جلد تو جا ورنہ تیری آتش سے اب میری آتش کفر کہ وہ کبریت دوزخ کا ہے دیکھ اسے بجھا دیا ٹھنڈا کیا اسدم تو جلد کبریت ہیانیر سونپ دے تا نار دوزخ جسم پر نہ چمکے اسکو اللہ جنت کہ مشل ہو گئے ورنہ تھرا ہو وہ جو تجھ مبارک کہ تو صاحب خیر الی عین خوشہ حسین ہے ایک بشارت اور تو لاک جینے کہ اس سے دوزخ کانپتی ہے اور بھی جنت نہ اسکو اور اسکو اس سے بھی امن ہے یعنی آتش عشق سے نار دوزخ کی بھاگتی ہے کہ جو عاشق کو دلمین ہوتی ہے بلکہ جنت بھی اس سے پناہ مانگتی ہے آگے شاہزادہ کی وفات کا بیان ہے فافہم ۱۲

گویدش بگذر سبک اے محتشم | ورنہ ز آتش‌ہاے تو مرد آتشم
کفر کہ کبریت دوزخ اوست بس | بین کہ می چسپاند او را این نفس
زود کبریتت بدین سودا سپار | تا نہ دوزخ بر تو تازد نی شرار
گویدش جنت گذر کن ہمچو باد | ورنہ گردد ہرچہ من دارم کساد
کہ تو صاحب خرمنی من خوشہ چین | من بتے ام تو ولایت‌ہاے چین
ہست لرزان زو جحیم و ہم جنان | نے مر این را نے مر آن را زین امان

اُس سے کہوے جلد جا تو اب تری | ورنہ آتش سے مری آتش مری
کفر کہ کبریت دوزخ کا وہ ہے | دیکھ کیا ٹھنڈا کیا اُس دم اُسے
جلد تو کبریت یان پر سونپ دے | تا نہ چمکے نار دوزخ جسم پے
کہوے جنت اسکو جا مثل ہوا | ورنہ کھوٹا ہووے جو کچھ ہے مرا
کہ تو صاحب خرمن اور مین خوشہ چین | ایک مین بت ہون تو ہی ملک چین
کانپتی ہی اُس سے دوزخ بھی جنان | نے اسے اور نے اُسے اس سے امان

وفات یافتن برادر بزرگ آن شاہزادگان و ملازمت کردن برادر میانہ بادشاہ چین را

وفات پانا اُن شاہزادون کے بڑے بھائی کا اور ملازمت شاہ چین کی کرنا منجھلے بھائی کی

رفت عمرش چارۂ فرصت نیافت | صبر بس سوزان بد و جان بر نتافت
مدتے دندان کنان این میکشید | نارسیدہ عمر او آخر رسید
صورت معشوق ازو شد در نہفت | رفت و شد با معنی معشوق جفت
گفت لبسش گر ز شعر و ششترست | اعتناق بے حجابش خوشترست
من شدم عریان ز تن او از خیال | می خرامم در نہایات الوصال
این مباحث تا بدینجا گفتنی ست | ہرچہ آید زین سپس بنہفتنی ست
گر بپوشی ور بگوید صد ہزار | ہست بیکار و نگردد آشکار
تا بدریا سیر اسپ و زین بود | بعد ازانت مرکب چوبین بود
مرکب چوبین بخشکی ابترست | خاص مر دریائیان را رہبرست

عمر گئی[۵] چارہ نہ فرصت کو ملا | صبر تھا سوزان و نے جان بر ہوا
کھینچا مدت تک از رو عاجزی | پہونچا نے مطلب کو عمر آخر ہوئی
صورت معشوق نے پردہ لیا | معنی معشوق سے وہ جا ملا
بولا گر باریک پردہ بال سے | اُسکا ہے پر ملنا بے پردہ خوش ہے
تن سے مین عریان ہوا وہ خیال سے | انتہا کے وصل مین سیر اب مجھے
ہے[۶] یہان تک بحث لائق قال کے | لائق اخفا ہے جو آگے کہے
گر چھپا دے یا کہے تو سو ہزار | ہے وہ بیکار اور نہ ہووے آشکار
سیر دریا تک ہی اسپ و زین کی | بعدہ کشتی ہے تجھ کو اے اخی
کشتی خشکی مین ہے بیکار و ابتر | خاص ہے دریائیون کو راہبر

سلہ عمر گئی الخ ۵ شعر عمر گئی اور فرصت کا چارہ نہ ملا صبر سوزان تھا جان بر نہوا مدت تک کھینچا یہ ازراہ عاجزی کے مطلب کو نہ پہونچا اور عمر آخر ہوئی صورت معشوق نے پردہ کیا اور معنی معشوق سے جا کر ملا کہا کہ اگرچہ پردہ باریک بال سے اُسکا ہے ولیکن بے پردہ ملنا خوش ہے مین تن سے عریان ہوا اور وہ خیال سے اب مجھکو سیر انتہا کے وصل مین ہے یعنی سالک مین سیر مین تین قسم کی ہین ایک سیر باللہ دوسری فی اللہ تیسری من اللہ پس شاہزادہ کو سیر باللہ سے اب سیر فی اللہ حاصل ہوئی آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ہے یہان الخ ۶ شعر یہان تک بحث لائق قال کے ہے جو آگے کہے لائق اخفا یا اخفا کے ہے اگر چھپا دے یا کہے تو سو ہزار ہے بیکار و ظاہر نہ ہووے دریا ایک سیر اسپ و زین کی ہے اور بعدہ تجھکو کشتی پر ہے کشتی خشکی مین بیکار و بدتر ہے خاص کر دریا ان کی راہ پر ہے تو خاموشی کو ایک کشتی جان کہ خاموشی بحر ہوتکو تلقین ہے جو خاموشی کہ تجکو ملال دے عشق کا نعرہ اُدھر سے آتا ہے یعنی سیر باللہ مین بحث قالی ہو سکتی ہے اگر سیر فی اللہ لائق اخفا ہے کہ تنزیہ مین خاموشی باعث ترقی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

این خموشی مرکب چوبین بود — بحریان را خامشی تلقین بود
کشتی خاموشی کو تو اک جان ہے — بحریون کو خامشی تلقین ہے

ہر خموشی کان ملولت می کنند — نعرہ ہای عشق آن سو می تنند
جو خموشی کہ ملامت دین سمجھے — عشق کا نعرہ ادھر سے آئے ہے

تو ہمی گوئی عجب خامش چراست — او ہمی گوید عجب کوشش کجاست
تو کہے خامش عجب یہ کس لئے — یہ کہے کوشش عجب یہ کس لئے

من ز نعرہ کر شدم او بے خبر — تیز گوشان زین ہمہ ہستند کر
مین ہوا نعرہ سے کر وہ بے خبر — تیز گوش اس سے ہین بہرا اور کر

آن یکی در خواب نعرہ می زند — صد ہزاران بحث و تلقین میکند
ایک مارے نعرہ اندر خواب کے — سیکڑون تلقین و بحثین کرے

این نشستہ پہلوی او بے خبر — خفتہ خود آنست کز آن شور و شر
اس کے پہلو مین جو بیٹھا بے خبر — خود وہ خفتہ ہے سنے نے شور و شر

آن کسے کش مرکب چوبین شکست — غرقہ شد در آب و خود ماہی است
ٹوٹی کشتی جس کسی کی اسے نکو — خود وہ ڈوبا آب مین ماہی ہو وہ

نے خموش است و نہ گویا نادریست — حال او را در عبارت نام نیست
نے خموش اور نے ہو گویا ہے عجب — آئے حال اسکا عبارت مین کب

نے ازین دو ہر دو ہست او بوالعجب — شرح آن گفتن برونست از ادب
نے وہ انسے دو ہے دونوں سے عجب — ہے ادب سے باہر اس کی شرح اب

این مثال آمد رکیک و بے ورود — لیک در محسوس ازین بہتر نبود
یہ مثال آئی ہے ناقص نا روا — پر نہ تھی محسوس مین اس سے سوا

حاصل آن شہزادہ از دنیا برفت — جانش پر درد و جگر پر سوز و تفت
الغرض شہزادہ دنیا سے گیا — جان پر غم اور جگر سوزش بھرا

آمدن برادر میانہ بجنازہ برادر کلان و برادر کوچک کہ بر فراش رنجوری بود و نواختن پادشاہ او را تا ملازم شود و صد ہزاران غنائم غیبی و عینی بدو رسید

آنا منجھلے بھائی کا جنازے پر بڑے بھائی کے اور چھوٹے بھائی کا بیمار پڑا رہنا اور نوازش کرنا بادشاہ کا اسپر تا نوکر ہو اور ہزارون غنیمت ظاہر و باطن کی اسکو ملنا

کوچک رنجور بود و آن وسط — بر جنازہ آن بزرگ آمد فقط
خرد تھا بیمار وہ منجھلا گیا — بس جنازے پر بڑے کے ظاہرا

سلہ تو کہے الخ ۵ شعر تو کہے کہ یہ خاموشی عجیب کسواسطے ہے مین نعرہ سے بھرا ہوا ہون اور وہ بے خبر اور بے بہرے اس سے تیز گوش ہین آگے اس کی مثال ہے ایک شخص نعرہ مارے اندر خواب کے اور سیکڑون تلقین کرے اسکے پہلو مین بیخبر بیٹھا ہے پس یہ خود خفتہ ہے کہ شور و شر نہین سنتا ہے جس کسی کی کشتی ٹوٹے وہ خود آب مین ڈوبا پس وہ ماہی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نے خموش الخ ۴ شعر نہ خموش نہ گویا ہے عجیب ہے کہ اسکا حال عبارت مین کب آئے وہ نہ ان دونون سے ہے اور دونوں اب شرح اس کی ادب سے باہر ہے نہ مثال ناقص نا روا آئی ہے ولیکن محسوس مین اس سے سوا نہ تھی الغرض شاہزادہ دنیا سے گیا کہ جان پر آتش و جگر سوزش سے بھرا تھا یعنی مولانا اب مقام فنا ء الفنا کا تحریر فرماتے ہین کہ اب کشتی اس کی ٹوٹی اور وہ غرق ہو کر ماہی ہوا یعنی اس مقام پر نہ گویائی ہے نہ خاموشی اور دونون ہین ایسی شرح کرنا اسکی ادب سے باہر ہے کہ وہ شاہزادہ مقام فناء الفنا کو پہونچے آگے منجھلے بھائی کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ خرد تھا الخ ۲ شعر برادر خورد بیمار تھا منجھلا بھائی گیا جنازے پر بڑے بھائی کے شاہ نے قصداً اسکو پوچھا کہ او ہی دریا سے یہ بھی ماہی ہے پس معرفت سے کہا کہ اس شاہ کا پسر ہے اور یہ بھائی اس بھائی سے چھوٹا ہے شاہ نے نوازش کی تو یادگار ہے اور اسکو بلا پرسش سے اپنا شکار کیا پس اس شاہ کی نوازش و آن پوشیدہ لینے تن مین سوا جان کے جان نہ دیکھی اپنے دل مین ایک ہم پایا کہ کوئی سوخلوت سے نہ پاسکا دل مین اپنے از بس غلغلہ پایا کہ صوفی نہ پائے وہ بات سو حیلہ سے یعنی بادشاہ نے پرسش اپنی بہت اسکے دل پر قائم کی کہ اس سے اسکے تئین حالت ایک مشاہدہ کی پیدا ہوئی کہ صوفی سو حیلہ سے وہ حالت نہ پائے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

شاہ دیدش گفت قاصد کاین کیست	کہ ازان بحرست و این ہم ماہی است	شہ نے قصداً پوچھا اُسکو دیکھ کے	کہ اُسی دریا سے ماہی یہ بھی ہے
پس معرف گفت پور آن پدر	این برادر زان برادر خردتر	پس معرف بولا اُس شہ کا پسر	بھائی یہ اُس بھائی سے ہے خردتر
شہ نوازیدش کہ ہستی یادگار	کرد او را ہم بدین پرسش شکار	کی نوازش شہ نے ہے تو یادگار	اُسکو پرسش سے کیا اپنا شکار
از نوازشہای آن شاہ وحید	در تن خود غیر جان جانے ندید	پس نوازشہای اس شہ سے نہان	اپنے تن مین غیر جان دیکھے نہ جان
در دل خود یافت عالی عالمے	کان نیابد کس بصد خلوت ہمی	دل مین اپنے پایا اک عالم بڑا	کہ نہ سو خلوت سے کوئی پا سکا
در دل خود یافت عالی غلغلہ	کہ نیابد صوفی آن در صد چلہ	دل مین اپنے پایا از بس غلغلہ	کہ نہ پائے صوفی وہ با صد چلہ
درہ دل خود یافت [illegible] عالمے	کان نیابد کس بصد خلوت ہمی	اپنے دل مین پایا اک عالم نیا	جو نہ آئے وہم مین بھی اک ذرا
عرصۂ دیوار و سنگ و کوہ تافت	پیش او چون نار خندان می شگافت	چمکا دشت و کوہ اور دیوار و در	اُسکے آگے جیسے آتش جلوہ گر
ذرہ ذرہ پیش او چون آفتاب	دمبدم میکرد صد گون فتح باب	ذرہ ذرہ آگے اُسکے شمس وار	دمبدم کھولے تھا دو سو نور بار
باب گہ روزن شدی گاہی شعاع	خاک گہ گندم شدی و گاہ صاع	ہوتا در وہ گاہ روزن گہ شعاع	خاک ہوتی گاہ گندم گاہ صاع
در نظرہا چرخ بس کہنہ و قدید	پیش چشمش ہر دمی خلقے جدید	چرخ دکھتا خستک و کہنہ خلق کو	آگے چشم اُسکے کے ہر دم خلق نو
روح زیبا چونکہ وارست از جسد	از قضا بیشک چنان چشمش رسد	روح زیبا جو کہ چھوٹے جسم سے	اُسکو آنکھ ایسی قضا سے بس ملے
صد ہزاران غیب پیشش شد پدید	آنچہ چشم محرمان بیند بدید	عیب اُسکے سیکڑون ظاہر ہوے	جیسے دیکھے چشم محرم وید سے
آنچہ او اندر کتب برخواندہ بود	چشم را از صورت آن بر کشود	جیسا اُس نے تھا کتابون مین پڑھا	چشم کو اُس کی وہ صورت پر کھلا
از غبار موکب آن شاہ نر	یافت او کحل عزیزے در بصر	لشکر شہ کے غبار راہ سے	اک ملا سرمہ بصر مین خوش اُسے
بر چنین گلزار دامن می کشید	جزو جزوش نعرہ زن ہل من مزید	ایسے گلشن پر تھا مائل وہ مرید	اُسکا جز جز کہتا تھا ہل من مزید
گلشنے کز نقل روید یکدم است	گلشنے کز عقل روید خرم است	نقل سے گلشن اُگے اکدم ہو دو	عقل سے گلشن اُگے خرم ہے وہ
گلشنے کز گل دمد گردد تباہ	گلشنے کز دل دمد وافرحتاہ	گل سے جو گلشن اُگے ہووے تباہ	دل سے جو گلشن اُگے وافرحتاہ
علمہائے با مزہ دانستہ مان	زان گلستان یکدو سہ گلدستہ دان	علم با خط جو کہ ہین ہم جانتے	ایک دو گلدستہ ہین گلزار کے

ف ۵ چمکا دشت الخ یہ شعر دشت وکوہ و دیوار و در اُس کے آگے چمکا جیسے آتش جلوہ گر ہو اُس کے شمس کے مانند ذرہ ذرہ دمبدم سو وہ کھولتا تھا نور بار جب کبھی در روزن ہوتا دیکھے شعاع اور خاک اور کبھی گندم ہوئی و کبھی پیمانہ آسمان خستک وکہنہ دکھتا خلق اور اُس کی چشم کے آگے ہر دم خلق نو آگے اس کے حقائق ہین روح زیبا جو جسم چھوٹے اسکو ایسی آنکھ از راہ قضا کے ملے اُسکے سو عیب ظاہر ہووے جیسے چشم محرم دید سے دیکھے اُس نے جیسا کتابون مین پڑھا تھا وہ اسکی چشم کو صورت پر کھلا یعنی پیر و مرشد سے ایک نظر مین اسکو مشاہدہ حاصل ہوا کہ ذرہ ذرہ اسکو مقام دید کا کھلا صورتون اور کشود باطن اسکو ہونے لگا یعنی طالب کو اول کشود باطن مین ستارہ و قمر و شمس ایسے طور سے نمودار ہوتے ہین آگے ہر جمع یہ قصہ ہے فافہم ۱۲ ف ۶ لشکر شہ الخ لشکر شاہ کے غبار راہ سے ایک ایک سرمہ بصر مین اُسے ملا وہ مرید ایسے گلشن پر مائل تھا کہ اُسکا جز جز ہل من مزید کہتا تھا نقل سے گلشن اُگے وہ ایک دم ہو اور جو عقل سے اُگے وہ ہمیشہ شاد و خرم ہو گل سے جو گلشن اُگے وہ گلشن تباہ ہووے اور جو گلشن دل سے اُگے وافرحتاہ ہووے جو کہ علم با خط ہم جانتے ہین وہ ایک گلدستہ ہین اس گلزار کے ہم اسواسطے گلدستہ سے خار ہین کہ دروازہ درگلزار کا خود پر باندھا ہے یعنی جو غذا سے گلشن فرحت کا پیدا ہوتا ہے وہ ایک دم کا ہے اور جو عقل سے پیدا ہوتا ہو وہ خرم سدا ہے اور یہ علم بخط ایک گلدستہ بو گلشن معنی سے پس اُسکا مزہ کیسا کچھ ہوگا کہ ہم اس علم پر قناعت کرکے علم باطن سے محروم رہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

زان نبودن این دو سہ گلدستہ ام　　کاین در گلزار بر خود بستہ ام
خوار گلدستوں سے ہم ہیں اسلئے　　کہ در گلزار باندھا خود پہ ہے

آنچنان مفتاحہا ہر دم بنان　　می فتد ایجان دریغا از بنان
کنجیاں[۵۱] ایسی بباعث نان کے　　انگلیوں سے گرتی ہیں افسوس ہے

در دمی خود فارغ آئی تو ز نان　　گرد چادر گردے و عشوہ زنان
گر تو فارغ ایک دم ہو نان سے　　گرد چادر عشوہ زن کے پھرے

باز استسقات چون شد موجزن　　ملک شہرے بایدت پر نان و زن
تشنگی جو پھر سو تیری موجزن　　ملک تجھکو چاہیئے پر نان وزن

مار بودی اژدہا گشتی مگر　　یکسرت بود این زمانی ہفت سر
مار تھا تو اژدہا اک تو ہوا　　ایک سر تھا سات سر کا اب بنا

اژدہای ہفت سر دوزخ بود　　حرص تو دانہ است دوزخ فخ بود
سات سر کا اژدہا دوزخ ہو نام　　حرص دانہ ہی تری دوزخ ہی دام

دام را بدران بسوزان دانہ را　　باز کن درہاے تو این خانہ را
دام کو تو توڑ دانے کو جلا　　کھول پھر دروازہ تو عرفان کا

چون تو عاشق نیستی ای نرگدا　　ہمچو کوہے بیخبر داری صدا
تجھسا عاشق نے کوئی اے نرگدا　　بیخبر جون کوہ اور رکھے صدا

کوہ را گفتار کے باشد زخود　　عکس غیر است آن صدا ای معتمد
کوہ[۵۲] کو گویائی کب ہے آپ سے　　وہ صدا بس غیر کے پرتو سے ہے

گفت تو زان رو کہ عکس دیگریست　　جملہ احوالت بغیر عکس نیست
قول تیرا کیونکہ عکس غیر ہے　　حال کل تیرا نہیں بجز عکس کے

خشم و ذوقت ہست عکس دیگران　　شادی قوادہ و خشم عوان
تیرا خشم و ذوق عکس ہے اور کا　　شادی دلال و خشم و شحنا

آن عوان را آن ضعیف آخر چہ کرد　　کہ دہد او را بہ کینہ زجر و درد
مجرم شحنہ نے آخر کیا کیا　　کہ اُسے کینہ سے دیتا ہی سزا

تا بکے عکس خیال لامعہ　　جہد کن تا گرددت این واقعہ
کب تلک چمکے گا یا عکس خیال　　کر تو کوشش تا ہو تیرا سب یہ حال

تا کہ گفتارت ز حال تو بود　　سیر تو با پر و بال تو بود
تاکہ تیرے قال ہو وے حال سے　　تجھکو ہو بس سیر پر و بال سے

صید گیرد تیر ہم با پر غیر　　لاجرم بے بہرہ گشت از لحم طیر
صید[۵۳] پکڑے تیر پر سے غیر کے　　اس لئے محروم کھانے صید سے

باز صید آرد بخود از کوہسار　　لاجرم شاہش خوراند کبک و سار
باز لاوے صید خود کہسار سے　　شہ کھلاوے کبک اسکو اس لئے

باز با پر خود آرد صید شہ بکبک　　لاجرم شاہیش خوراند تیہو کباب
باز اپنے پر سے پکڑے صید کو　　اس لئے شہ کبک دے طعمہ کھلا دے کو

منطقے کز وحی نبود از ہوا است　　ہمچو خاکے در ہوا و در ہبا است
ہیچ ہو وہ قال نے وحی سے ہو　　جون ہوا پر خاک اُڑے بیکار ہو

سلہ ۵۱ کنجیاں الخ ۷ شعر ایسی کنجیاں بباعث غذا ار دنیا کے انگلیوں سے گرتی ہے افسوس ہے اگر تو ایک دم نان سے فارغ ہو عشوہ زن کے گرد چاہ کے پھر جو تیری تشنگی پھر موجزن ہو تجکو ملک ویسا چاہیئے پر نان وزن کا تو مار تھا اب اژدہا ہوا اور ایک سر کا تھا اب سات سر کا بنا سات سر کا اژدہا دوزخ دام ہے حرص تیری دانہ ہے دوزخ کا نام دام کو توڑ اور دانہ کو جلا پھر تو دروازہ کھول عرفان کا تجھسا عاشق کوئی نہیں آپ کوہ کے مانند بیخبر ہو اور صدا رکھتا ہو یعنی کشود باطن کا سبب لذائذ دنیا کے ہاتھ سے جاتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۲ کوہ کو الخ ۶ شعر کوہ کو گویائی کب ہے آپ سے کہ وہ صدا غیر کے پرتو سے ہے قول تیرا کیونکہ عکس غیر سے تیرا حال کل بجز عکس کے نہیں ہے تیرا خشم و ذوق اور کا عکس ہے شادی دلال و خشم شحنہ ہے مجرم شحنہ آخر کیا کیا کہ اُسے کینہ سے سزا دیتا ہے کب تک چمکے گا عکس خیال سے تو کوشش کر تاکہ یہ سب تیرا قال حال سے ہو وے اور تجھ کو سیر ہو پر و بال سے یعنی کوشش کر کہ یہ قال تیرا حال ہو وے کیونکہ تیرا قال یہ عکس غیر کا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ۵۳ صید پکڑے الخ ۸ شعر تیر شکار پکڑتا ہے غیر کے پر سے اسواسطے شکار کے کھانے سے محروم ہے باز کوہسار سے خود شکار لاتا ہے اسواسطے شاہ اُس کو کبک کھلاتا ہے باز اپنے پر سے شکار کو پکڑتا ہے اسواسطے شاہ کباب دے اور وہ کھاوے آگے حقائق ہیں جو ہوا سے قال ہو اور وحی سے نہ ہو جیسے ہوا پر خاک اور بیکار ہو اگر اسلام سب تجھے دکھائی دے غلط از اول و النجم سے چند خط پڑھ تو ترجمہ کہ محمد صلعم نہیں فرماتے ہیں خواہش نفس سے مگر جو فرماتے ہیں ساتھ وحی کے کہ اُنپر الہام ہوتا ہے اسے احمد صلعم جو تجھے وحی سے یاس نہیں ہوا اہل حق کو تحریری و قیاس [illegible] ہے تا تو دلیل لے کہ ہوا سے [illegible] جو قال کہ خواہش نفس سے ہوتا ہے بیکار رہے اور جو وحی حق سے ہوتا ہے اثر دیتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گر نماید خواجہ را اینده‌م غلط ‖ ز اول والنجم برخوان چند خط
گر دکھائی دے تجھے اسدم غلط ‖ پہلے پڑھ والنجم سے تو چند خط

تا کہ ما ینطق محمد عن ہوا ‖ ان ہو الا یوحی احتوی
تا کہ ما ینطق محمد عن ہوا ‖ ان ہو الا یوحی احتوی

احمدا چون نیستت از وحی یاس ‖ جسمیان را ده تحری و قیاس
احمد جو نے تجھے وحی سے ہے یاس ‖ اہل تن کو دی تحری اور قیاس

تا بدانی کہ محمد از ہوا ‖ وانگفت وگفت از وحی خدا
تا تو جانے کہ ہوا سے نے کہا ‖ مصطفےٰ نے وحی حق سے ہی کہا

بید را گر میوہ نے باشد ضلال ‖ کز ضرورت ہست مردار حلال
بید کے میوہ نہو تو ہے ضلال ‖ کہ ضرورت سے ہی مردار اب حلال

گر تحری نیست در کعبہ وصال ‖ لیک ہست اندر بیابان ضلال
گر تحری نے ہی با کعبہ وصال ‖ ہے مگر اندر بیابان ضلال

بے تحری و اجتہادات ہدا ‖ ہر کہ بدعت پیش گیرد از ہوا
بے تحری اور بے جہد ہدا ‖ جو کوئی بدعت کرے از رہ ہوا

ہمچو عادش بر برد باد و کشد ‖ نے سلیمانست تا تختش کشد
مثل عاد اسکے وہ بس ٹکڑے کرے ‖ نہ سلیمان ہے کہ تخت اسکا اڑے

عاد را باد است حمال خذول ‖ ہمچو برہ در کف مرد اکول
عاد کی حمال و دافع ہے ہوا ‖ جیسے بزغالہ کو لے اہل غذا

ہمچو فرزندش نہادہ در کنار ‖ می برد تا کشدش قصاب وار
اس کو جون فرزند لے اندر کنار ‖ مار نے لیجا کر اسے قصاب وار

عادیان چون باد را ز استکبار بود ‖ یار می پنداشتند اغیار بود
بس تھے متکبر ہوا سے اہل عاد ‖ جانتے تھے یار تھے اغیار باد

چون بگردانید ناگہ پوستین ‖ خرد شان بشکست آن بئس القرین
جب کہ ناگہ اس نے الٹا پوستین ‖ ریزہ ریزہ توڑے وہ بئس القرین

باد را بشکن کہ بس فتنہ است باد ‖ پیش از آن کش بشکند او ہمچو باد
باد کو تو توڑ کر فتنہ ہے باد ‖ پہلے اس سے کہ وہ توڑے مثل باد

ہود دادی پند کای برگزیدہ خیل ‖ بر کند از دست تان این باد ذیل
ہو دنے کی پند اے قوم دغا ‖ پھاڑ دے دامن کو تمھارے یہ ہوا

لشکر حق است باد و از نفاق ‖ چند روزے با شما کرد اعتناق
لشکر حق باد ہے از رہ نفاق ‖ چند دن رکھتی ہی تم سے اتفاق

او بسر با خالق خود راست است ‖ چون اجل آید برآید باد دست
باطناً وہ ہی مطیع خالق کیا ‖ جب اجل آئے بڑھائے باد ہاتھ

این ہمان باد است کامن میکند ‖ بود ہمچون جان و ہمچو مرگ گشت
یہ وہی ہے باد دیتی امن تھی ‖ مثل جان تھی مثل مرگ اب ہو گئی

دست آنکس کو بکبرت می بوسید ‖ وقت خشم آن دست میگیرد دو بس
چومتا تھا جو تو اسکے ہاتھ کو ‖ گذر ہوتا ہے بوقت خشم دو

سلہ بید سے الخ ۲ شعر کہ مردار اب ضرورت سے حلال ہو کہ ساتھ کعبہ وصال کے تحری ورب جہد ہدا جو کوئی بدعت کرے گر اندر بیابان ہی ضلال ہو از راہ ہوا کی مانند ہوا اسکے ٹکڑے کرے سلیمان نہین ہے کہ تخت اسکا اڑا سے عاد کی حمال اور دافع ہوا ہی جیسے بزغالہ کو اہل غذا اسکو فرزند کے مانند کنار مین لے اور جیسا کے مانند اسے لیجا کر مارے یعنی چوپایہ بندہوا ہے لیں ہوا اس کو عاد کے مانند خراب کرے اور سلیمان وقت کے تابع وخدمتگزار ہووے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ بس تھے الخ ۲ شعر پس اہل عاد ہوا سے متکبر تھے یاد اس کو جانتے تھے اور اغیار باد کے تھے جبکہ اس نے ناگاہ پوستین الٹا ریزہ ریزہ لوٹے وہ بد مصاحب پس تو باد کو توڑ بار فتنہ ہے اس سے پہلے کہ وہ خوب توڑے تجھکو مثل باد کے ہود نے پند کی کہ اے قوم دغا تمہارے دامن کو پھاڑے یہ ہوا یا دلشکر حق سے از راہ نفاق رکھتی ہے باطنی ساتھ خالق کے مطیع ہے کہ جب اجل آئے ہاتھ بڑھائے یہ وہی باد ہے کہ امن دیتی تھی کہ اب مثل مرگ ہے یعنی تو ہوا و حرص کو چھوڑ کہ وہ لشکر حق کی ہے اور چند روز تیرے موافق ہے کہ آخر کار موجب ہلاکت ہووے کی آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ چومتا تھا الخ ۲ شعر جو اسکے ہاتھ کو چومتا تھا وہ وقت خشم کے گذر ہوتا ہے تو باد کو دیکھ کہ منہ مین پھرتی ہے اور آتی جاتی ہے ہر دم شوق سے دانت یا حلق اس سے امین ہین جو حق کہ وہ دانت مین درد دے ایک ذرہ باد کا بھاری کو ہوے کہ وہ درد و بیماری دانتون مین کرے وہ یارب یارب پکارے جان سے کہ الٰہی استغفار تو اس بات کو کاش اے دہن غافل تھا باد کے چلنے سے تو استغفار کرا از راہ عجز ادب کے یعنی بلکہ نفس ہم دم ہی یار اور بحکم خدا وہی ممد دانت کو ہوتی ہے باقی جانے آگے سبب ہے فافہم ۱۲

بادرا اندر دہان بین رہ گذر	ہر نفس آیان روان باکر و فر	باد کو تو دیکھ پھرتی منہ مین ہے	آتی اور جاتی ہے ہر دم شور سے
حلق دندانہا ازان ایمن بود	حق چو فرماید بدندان در فتد	اس سے ایمن دانت ہین اور حلق ہے	جو کہے حق دانت مین وہ درد ہے
کوہ گردد ذرۂ باد و ثقیل	درد دندان داردش زار و علیل	باد کا اک ذرہ بھاری کوہ ہو	درد بیماری کرے دانتون مین دو
یارب و یارب برآرد و زجان	کہ برین باد را اے مستعان	یا رب و یا رب پکارے وہ بجان	کہ تو کاٹ اُس باد کو اے مستعان
اے دہان غافل بدی زین باد رو	ازین دندان در استغفار شو	اے دہان غافل تھا چلتے باد سے	کر تو استغفار از رہ عجز سے
چشم سختش اشکہا باران کند	منکران را درد اللہ خوان کند	۵۱ چشم اسکی اشکباری بس رکھے	منکرون کو درد اللہ خوان کرے
چون دم مردان نپذرفتی ز مرد	وحی حق را ہین پذیرا شو ز درد	قول حق کو تو سنے نہ مرد سے	وحی حق کو کر قبول اب درد سے
باد گوید پیکم از شاہ بشر	کہ خبر خیر آورم گاہے بشر	باد کہوے مین ہون قاصد شاہ کی	کہ خبر دون خیر کی شر کی کبھی
زانکہ مامورم امیر خود نیم	من چو تو غافل ز شاہ خود کیم	کیونکہ مین محکوم ہون حاکم نہین	تجھسا غافل شاہ سے ہون مین کہین
گر سلیمان وار بودی حال تو	چون سلیمان گشتمی حمال تو	گر سلیمان وار ہوتا تیرا حال	جون سلیمان ہوتی مین تیرا حمال
عاریہ ستم گشتمی ملک کفت	کردمی بر راز خود من واقفت	عاریت ہون ملک ہوتی تیری مین	کرتی واقف تجھکو اپنے راز مین
لیک چون تو یاغیی و من مستعار	می کنم خدمت ترا روزے سہ چار	لیک جو تو یاغی اور مین مستعار	کرتی ہون خدمت تری مین روز چار
پس چو عادت سرنگونت وا نہم	زاسپۂ تو یاغیانہ بر جہم	سرنگون تجھکو کرون جون عاد کے	یاغیانہ بھاگون لشکر سے ترے
تا بغیب ایمان تو محکم شود	آن زمان کایمانت مایہ غم شود	۵۲ تا بغیب ایمان ہو محکم ترا	اُس زمان ایمان ہو بار غم ترا
آن زمان خود جملگان مومن شوند	آن زمان خود سرکشان بر سر دوند	اُس زمان خود جملگان مومن ہین	اُس زمان سب سرکشان خود سر کھین
آن زمان زاری کنند و افتقار	ہمچو دزد و راہزن در زیر دار	اُس زمان زاری کرین اور انکسار	جسطرح سے چور رہزن زیر دار
لیک گر در غیب گردی مستوی	مالک دارین و شحنہ خود توئی	پر برابر غیب مین گر تو پھرے	مالک کونین و شحنہ خود تو ہے
شحنگی و بادشاہی مقیم	نے دو روزہ مستعارست و سقیم	شحنگی و بادشاہی ہو سدا	نے دو روزہ عاریت ہے نے جفا
رستہ از بیگار و کار خود کنی	ہم تو شاہ و ہم تو طبل خود زنی	۵۳ چھوٹنا بیگارون سے کام اپنا کر	بھی تو شہ بھی ڈھول تو پیٹے آپ سے

۵۱ چشم اسکی الخ ۸ شعر اسکی چشم اشکباری رکھے اور منکرون کو درد اللہ خوان کرے تو قول حق کو قبول کر اب درد سے باد کہے قاصد شاہ کی ہون کہ کبھی خبر دون خیر کی اور کبھی شر کی کیونکہ مین محکوم ہون حاکم نہین ہون اور کہین تیرے قاصد شاہ سے مین غافل ہون اگر تیرا حال سلیمان کے مانند تیری حمال ہوتی مین تجھکو اپنے راز سے واقف کرتی لیکن جو تو باغی اور مین مستعار ہون مین تیری خدمت کرتا ہون جان کے مانند تجھکو سرنگون کرون اور باغیانہ بھاگون تیرے لشکر سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ تا بغیب الخ ۵ شعر تا غیب مین تیرا ایمان محکم ہو پس اسوقت ایمان تیرا مایہ غم ہوا اسوقت سب سرکش خود سر کھین اسوقت زاری کرین اور ایک جیسے چور رہزن زیر دار کے اگر تو برابر غیب مین پھرے مالک کونین تا در شحنہ اپنا تو ہے شحنگی و بادشاہی ہمیشگی ہے نہ دو روزہ عاریت ہے جفا کی ہے یعنی ایمان تیرا اگر غیب مین محکم ہو جائے تو خود شحنہ و بادشاہ ہمیشگی کا ہے نہ دو روز مستعار کا اور وقت معائنہ کے سب کافر مسلمان ہون گے اسوقت کا ایمان احکام ایمان پاس بھی لائق قبولیت نہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ چھوٹنا بیگارون سے الخ ۱ شعر بیگارون سے اور اپنا کام کرے بھی تو شاہ ہے وہی تو آپ سے ڈھول کوٹے جو مجھپر جہان روزی تنگ کیا گیا ہے علق و دہان خاک کھاتا ہے وہان خاک کھانے والا آیا ہے ولیکن خاک جو یہان نگین ہوئی ہے یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر خاک رنگین و نفیس ہے جو تو نے کھایا و گوشت پوست ہوئی تھی وہ خاک رنگ لحم اسکا رکھتی ہے خاک پیوندکاری اور سیب اور بیہی بھی خاک کرتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

فارسی	فارسی	اردو	اردو
چون گلو تنگ آورد بر ما جہان	کاش خوردی خاک این حلق و دہان	تنگ کر دی جو کرے مجھپر جہان	کاش کھاتا خاک یہ حلق و دہان
این دہان خود خاک خواری آمدہ است	لیک خاکی را کہ آن رنگین شدہ است	خاک کھانے والا آیا یہ دہان	خاک جو رنگین ہوئی لیکن یہان
این کباب و این شراب و این شکر	خاک رنگین است و نقشین ای پسر	یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر	خاک ہے رنگین و نقشین اے پسر
چونکہ خوردی و شد آنہا لحم و پوست	رنگ لحمش داد این ہم خاک کوست	تو نے کھایا ہو گئے وہ لحم و پوست جب	رنگ لحم اک رکھتی ہے پس خاک وہ
ہم ز خاکی بخیہ بر گل می زنند	جملہ را ہم باز خاکی می کنند	خاک سے پیوندگاری کرتے ہین	اور سب کو خاک پھر بھی کرتے ہین
ہند و قبچاق و رومی و حبش	جملہ یک رنگ اند اندر گور خوش	ہندی[1] و ترکی و رومی و حبش	سب ہین اندر گور کے اک رنگ خوش
تا بدانی کان ہمہ نقش و نگار	جملہ روپوش ست و ملک مستعار	تا تو جانے کہ وہ سب نقش و نگار	جملہ ہین روپوش ملک مستعار
رنگ باقی صبغۃ اللہ ہست و بس	غیر آن بربستہ دان ہمچون جرس	رنگ باقی صبغۃ اللہ ہی و بس	عارضی جان اس سوا مثل جرس
رنگ صدق و رنگ تقوی و یقین	تا ابد باقی بود بر صادقین	رنگ صدق و رنگ تقوی و صفا	صادقیون پر رہے باقی سدا
رنگ کفران و شک و شرک و نفاق	تا ابد باقی بود بر جان عاق	رنگ کفر اور شک نفاق و شرک کا	جان مردود پہ یہ باقی ہو سدا
چون سیہ روئی فرعون دغا	رنگ او باقی و جسم او فنا	جون سیہ روئی پہ فرعون دغا	رنگ اُسکا باقی جسم اُسکا فنا
برق و فر خوب روے عابدین	تن فنا شد وان بقا تا یوم دین	روشنی روے خوب عابدین	تن فنا اور باقی وہ تا یوم دین
زشت آن زشت است و خوب آن خوب و بس	دائم آن ضحاک و آن اندر عبس	نیک[2] اسکا نیک و بد اسکا ہی بد	یہ ترش رو اور وہ خندان ابد
خاک را رنگی و فرہنگی دہد	ہمچو کودک مان بران جنگی دہد	خاک کو اک رنگ اور فرہنگ دے	مثل کودک ہمکو اُسپر جنگ دے
از خمیری اشتر و شیرے پزند	کودکان از حرص آن کف می گزند	شیر آٹے کے پکائین اور شتر	حرص سے لین ہاتھ مین اسکو
شیر و اشتر نان شود اندر دہان	در نگیرد این سخن با کودکان	شیر و اشتر منہ کے اندر نان بنے	بے اثر یہ بات بچون مین کرے
دامن پر خاک ما چون کودکان	رفتہ از سر جہد اسباب و دکان	دامن پر خاک اپنا طفل سا	کوشش اسباب و دکان نے کیا
کودک اندر جہل و پندار و شکست	شکر باری قوت او اندک است	جہل و نخوت اور شک کودک رکھے	شکر یہ ہے کہ نہ وہ قوت رکھے
واے آن طفلان کہ پیری میکنند	لنگ و رانند و میری می کنند	واے وہ لڑکے کہ پیری کرتے ہین	جو نٹی لنگڑی ہین و میری کرتے ہین

[1] ہندی الخ ۔ شعر ہندی و ترکی و رومی و حبشی سب اندر گور کے ایک رنگ ہین تاکہ تو جانے کہ وہ سب اندر گور کے گئے ایک رنگ ہین تاکہ تو جانے تاکہ وہ سب نقش و نگار جملہ روپوش ملک مستعار کے ہین رنگ باقی رنگ اللہ کا ہے و بس اور اسکے سوا عارضی مثل جرس کے ہے رنگ صدق و رنگ تقوی و صفا کا و صادقیون پر ہمیشہ باقی ہے رنگ کفر و شک و نفاق و شرک کا مردود ن پر ہمیشہ باقی رہے آگے مثال ہے جیسے سیاہ روئی فرعون دغا یار کہ رنگ اسکا باقی اور جسم اُسکا فنا اور وہ باقی یوم دین تک لیعنی نقش و نگار دنیا کے روپوش جہان کے ہین اور رنگ اللہ کا ہمیشہ باقی ہے کہ مقبولون پر رنگ صدق و مردود ن پر رنگ کفر ہمیشہ باقی رہیگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] نیک اسکا الخ ۔ شعر نیک اسکا نیک اور بد اس کا بد ہے یہ ترش رو اور وہ خندان ابد خاک کی ایک رنگ اور ایک فرہنگ دی اور مثل کودک کے اُسپر ہمکو جنگ دی آگے مثال ہے شیر و شتر آٹے کے پکائین اور کودک اسکو ہاتھ مین لین شیر و شتر منہ مین روٹی بنے اور یہ بات بچون اثر نہ کرے آگے حقائق ہین دامن پر خاک ہمارا طفل کے مانند کوشش مع اسباب دوکان نے کیا جہل و نخوت و شک کودک رکھے شکر حق کا کرے کہ اس جاہل کی تھوڑی قوت ہے افسوس وہ لڑکے کہ پیری کرتے ہین وہ جو نٹی لنگڑی ہے کہ امیری کرتے ہین یعنی افسوس ہے آن پیران ریاکار کا حال خود پر کہ جو نٹی لنگڑی ہین کہ امیری کرتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

طفل را استیزه و صد آفت است | شکر آن کو بے فن و بے آلت است
طفل کو جھگڑا و سو آفات ہے | شکر یہ ہے کہ نہ فن آلہ رکھے

وای زان پیران طفل نا ادیب | گشته از قوت بلای هر لبیب
وائے پیر طفل ناہموار سے | صدمے قوت سے سو اُسنے سہے

چون سلاح و جهل و جمع آید بهم | گشت فرعونی جهان سوز از ستم
جہل و اسلحہ جو اُنھین باہم ملے | ظالم اک فرعون ہووے ظلم سے

شکر کن ای مرد درویش از قصور | که ز فرعونی رهیدی وز کفور
شکر کر درویش اس نقصان سے | کہ چھٹا فرعونی اور کفران سے

شکر که مظلومی و ظالم نهٔ | ایمن از فرعونی و هر فتنهٔ
شکر کر مظلوم ہے ظالم تو نے | امن ہے فرعونی فتنہ سے تجھے

خالی اشکم لاف اللّهی نزد | کاتشش را نیست از هیزم مدد
لاف اللّهی نہ بھوکے نے کہا | آگ کو اُس کی نہ ہیزم سے غذا

اشکم خالی بود زندان دیو | کش غم نان مانع است از مکر و ریو
سلہ پیٹ خالی دیو کا زندان ہے | کہ غم نان اُسکو مانع مکر سے

اشکم پر لوت دان بازار دیو | تاجران دیو را در وی غریو
پر شکم کو جان تو بازار دیو | تاجران دیو کو اُس مین غریو

تاجران ساحران لاشه فروش | عقلها را تیره کرده از خروش
بیچین لاشے تاجران ساحران | تیرہ عقلون کو کیا از رہ فغان

خم روان گردد ز سحری چون فرس | کرده کرباسے ز مهتاب غلس
خم رواں ہو سحر سے جون اسپ کے | اور بنایا پارچہ مہتاب سے

چون بریشم خاک را بر می تنند | خاک بر چشم ممیز می زنند
بنتے ہین مانند ریشم خاک کو | خاک ڈالین چشم بینا پر ہین وہ

چندلی را رنگ عودی میدهند | بر کلوخی مان حسودی مینهند
رنگ عودی سنگ خارا کو وہ دین | دشمنی ڈھیلے ہماری سے رکھین

پاک آن کو خاک را رنگے دهد | همچو کودک مان بران جنگی دهد
سلہ پاک وہ کہ خاک کو اک رنگ دے | مثل کودک ہمکو اسپر جنگ دے

دامن پر خاک ان چون کودکان | در نظر ما خاک همچون زر کان
دامن پر خاک اپنا طفل وار | خاک مثل زر نظر مین اپنی بار

طفل را با کودکان نبود جدال | طفل را حق کی نشاند با رجال
کودکان سے طفل کرنے جنگ ہو | پیش مرد حق نہ لائین طفل کو

میوه گر کهنه بود تا هست خام | پخته نبود غوره خوانندش تمام
میوہ گرچہ کہنہ ہو جبتک ہے خام | نے ہو پختہ اسکو رکھین غورہ نام

گر شود صد ساله این خام ترش | طفل و غوره است او بر هر برش
خام وہ گر سو برس تک ترش ہو | طفل و غورہ جانے اسکو ہر کو

سلہ طفل کو الخ ۲ شعر طفل کو جھگڑا و سو آفتین ہین مگر یہ کہ شکر ہے کہ فن آلہ نہین رکھتے ہین افسوس پیر عقل ناہموار سے کہ ہر ایک دوست کی بلا آفت ہووے جو انھین جہل و ہتھیار باہم ملے ایک فرعون ظالم ہووے ظلم سے آئے درویش شکر کر اس نقصان سے کہ تو چھوٹا فرعون وکفران سے شکر کر تو مظلوم ہے ظالم نہین ہے تجکو فرعونی و فتنہ سے امن ہے لاف اللّهی بھوکے نے لئے نہ کہا کہ اس کی آگ کو ہیزم سے غذا نہین ہو یعنی دعوی فرعونی بھوکے نہین پیٹ بھرے کرتے ہین پس تو شکر کر کہ مظلوم ہے ظالم نہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پیٹ خالی الخ ۲ شعر خالی پیٹ کا دیو کا زندان ہے کہ غم نان اس کو مانع مکر سے ہے پر شکم کو تو بازار دیو کا جان تاجران دیو کا اوس مین غل ہے تاجران ساحران لاشے کو بیچین اور تیرہ عقلون کو کیا از رہ فغان کے سحر سے خم روان مانند اسپ کے ہوا اور پارچہ بنایا مہتاب سے ریشم کے مانند کہ بنتے ہین خاک کو اور چشم بینا پر خاک ڈالتے ہین وہ رنگ عودی و سنگ خارا کو دین اور ڈھیلے دشمنی ہمارے سے رکھین یعنی پیٹ بھرے دام مین نفس کے گرفتار ہین آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ پاک الخ ۲ شعر وہ پاک کہ خاک کو رنگ دے کودک کے مانند ہم کو دسترس دے ہمارا دامن پر خاک طفل کے مانند زر کے مانند ہے یار کودکون سے کودک کو جنگ نہ ہو مرد حق کے آگے نہ لائین طفل کو اگرچہ میوہ کہنہ ہے جبتک کہ خام ہے پختہ نہ ہوا اس کا غورہ نام رکھین وہ خام ہے سو برس تک ترش ہو اس کو ہر ایک طفل و غورہ جانے اگرچہ اس کے بال داڑھی کے سفید ہون بھی اسکو طفلی مین خوش ہو مین نارسا ہو تکا یا کہ رسا اور حق مجھپر غضب کرے یا کہ عطا یعنی پیران غافل کو خدا پر ایقان کلی نہین مثل کودکان کے ایمان مذبذب رکھتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

فارسی		اردو	
گرچه باشد ریش و موی او سفید	همدران طفلیش خوفست و امید	گرچہ اُسکے بال داڑھی ہون سفید	بھی اُسی طفلی مین خوف و امید
ماند خواهم تا رسیده یا رسم	حق کند با من غضب یا خود کرم	مین رہونگا نارسا یا کہ رسا	حق کرے مجھپر غضب یا کہ عطا
گر رسم یا نا رسیده مانده‌ام	ای عجب با من کند کرم آن کرم	گر رسا ہون[1] یا رہون مین نارسا	اے کرے انگور مجکو وہ عطا
با چنین نا قابلی و دوریی	بخشد این غوره مرا انگوریی	ایسی بس نا قابلی و جہل سے	بخشے اس غورہ سے انگوری مجھے
نیستم امید وار از هیچ سو	وان کرم میگویدم لاتیأسوا	مجکو نے امید ہی ہر سمت سے	وہ کرم لاتیأسوا کہوے مجھے
دائماً خاقان ما کرده است طو	گوش ما را می کشد لاتقنطوا	دائما دعوت کری شہ نے نکو	گوشمالی دی مجھے لاتقنطوا
گرچه ما زین نا امیدی در گویم	چون صلا زد دست اندازان رویم	نا امیدی سے گڑھے مین گرچہ ہون	جو بلایا ناز کرتا مین چلون
دست اندازیم چون اسپان سپس	در دویدن سوی مرعای انس	مین چلون چون اسپ کے پیچھے رہے	دوڑ مین سوے چراگاہ انس سے
گام اندازیم و آنجا گام نی	جام پردازیم و آنجا جام نی	مین[2] قدم رکھون قدم اُسجا ہے نے	اور پیون مین جام اُن کے جام ہے
زانکه آنجا جمله اشیا جانی است	معنی اندر معنی و ربانی است	کیونکہ اسجا جا ہے اشیا ہی تمام	معنی معنی مین ہے ربانی مدام
هست صورت سایه معنی آفتاب	نور بی سایه بود اندر خراب	سایہ صورت ہو معنی آفتاب	ہوتا بے سایہ ہی نور اندر خراب
چونکه آنجا خشت بر خشتی نماند	نور مه را سایه زشتی نماند	کیونکہ اسجا اینٹ پر نے اینٹ ہے	نور مہ کا زشت سایہ نے دکھے
خشت اگر زرین بود بر کندنیست	چون بجای خشت حق روشنی است	گر ہے زرین اینٹ ہی لائق نفی	اینٹ جو جا ہے وہی روشنی
کوه بهر دفع سایه مندکیست	پاره گشتن بهر این نور اندکیست	پارہ پارہ کہ ہے دفع سایے کو	پارہ ہوتا بہر نور اندک ہی جو
بر برون که چو زد نور صمد	پاره شد تا در درونش هم زند	نور حق جو کہ کے ظاہر پہ پڑا	پھوٹ پڑا تا اُس کے اندر ہو سما
گرسنه چون بر کفش زد قرص نان	وا شکافد از هوس چشم و دهان	ہاتھ پر[3] بھوکھا جو رکھے قرص نان	پس کھلے از رہ ہوس چشم و دہان
صد هزاران پاره گشتن ارزدی	از میان چرخ برخیزای زمین	پارہ ہونا تجکو لائق بالیقین	چرخ سے باہر نکل تو ای زمین

[1] گر رسا ہون یا نارسا ہون ۶ شعر اگر مین رسا ہون یا نارسا ہون اسے وہ انگور مجکو عطا کرے بس ایسی ناقابل و جہل سے اس غورہ سے مجھے انگوری بخشے مجکو امید ہر سمت سے نہین ہے وہ کرم مجھکو کہے کہ نا امید مت ہو شاہ نے ہمیشہ دعوت نیک کری اور مجکو گوشمالی دی کہ نا امید مت ہو اگر نا امیدی سے گڑھے مین ہون جو کہ بلایا مین ناز کرتا ہو ا چلون مین اسپ کے مانند چلون کہ پیچھے رہے دوڑ مین جانب چراگاہ اُنس کے یعنے مجکو ناقابلی سے وہ پختگی بخشے کہ نا امید مت ہو رحمت اللہ سے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] مین قدم رکھون الخ ۷ شعر مین قدم رکھون اُس جا قدم نہین ہے اور مین جام پیون وہان جام نہین ہے کیونکہ اُس جا سب اشیا جانی ہے معنی اندر معنی کے اور با وحی ہے سایہ صورت یعنی آفتاب ہے اور بے سایہ اندر خراب کے ہوتا ہے کیونکہ اینٹ پر اینٹ اس جا نہین ہے نور ماہ کا زشت سایہ کھتا ہے اگر زرین اینٹ ہے تو لائق نفی کے جو کہ اینٹ کی جا وہی روشنی ہے کوہ پارہ پارہ دفع سایہ کو ہے پارہ ہونا واسطے نور کے اندک ہے جو کوہ کے ظاہر پر نور حق پڑا پھٹ گیا کہ تا اُسکے اندر رسا ہو یعنی مجکو اس جا رسائی ہو کہ وہان اشیا روحانی ہے کہ صورت سایہ معنی آفتاب ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [3] ہاتھ پر الخ ۵ شعر جو بھوکا ہاتھ پر قرص نان رکھے پس راہ ہوس سے چشم وہان کھلے تجکو پارہ ہونا لائق ہے بالیقین بس تو چرخ سے باہر نکل تو نے اے زمین تا کہ نور آسمان سایہ سا نہ ہو تیری شب سایہ ہے ا۔ بالغی رو ورنہ یہ مکان گہوارہ کو دکان کے مانند ہے اور بالغون پر تنگ مکان رکھتا ہے زمین کو حق نے مہد طفلون کا کہا اور میر اندر صدر کے طفلون کو دیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تاکہ نور چرخ گردد سایہ سوز | شب ز سایہ تست ای یاغی روز
تاکہ نور آسمان سایہ سوز | شب تری سایہ ہے اور یاغی روز

این مکان چون گاہوارہ کودکان | بالغانرا تنگ میدارد مکان
یہ مکان چون گاہوارہ کودکان | بالغون پر تنگ کرتا ہی مکان

بہر طفلان حق زمین را مہد خواند | شیر در گہوارہ بر طفلان فشاند
عہد طفلون کو زمین حق نے کہا | شیر اندر جلد طفلون کو دیا

ہان مکن ای گاہوارہ خانہ تنگ | تا توانند رفت بالغ بیدرنگ
ہان نکر اہی گاہوارہ خانہ تنگ | جاسکے تاکہ یہ بالغ بے درنگ

خانہ گہوارہ را ضیق مدار | تا تواند کرد بالغ انتشار
خانہ کہ گہوارہ کو مت تنگ وار | تاکہ بالغ کر سکے بس انتشار

خانہ تنگ آمد ازین گہوارہا | طفلگان را زود بالغ کن شہا
خانہ[۱] تنگ آیا ہے اب اس مہد کا | جلد ان طفلون کو بالغ کر شہا

در بیان استغنا و عجب شاہزادہ و زخم خوردن از باطن شاہ

بیان مین استغنا و غرور شاہزادہ کے اور زخم کھانا باطن شاہ سے

چون مسلم گشت بی بیع و شری | از درون شاہ در جانش جری
ہوئی مقرر جو کہ بے بیع و شرا | اسکی جان مین شہ کے باطن سے غذا

قوت میخوردی ز نور جان شاہ | ماہ جانش ہمچو آن خورشید ماہ
قوت کھاتا تھا بنور جان شاہ | ماہ جان اُسکا مثال شمس ماہ

راتبہ جانی ز شاہ بی ندید | دم بدم در جان مستش میرسید
شاہ بے مانند سے روحی غذا | پہونچتی تھی روح کو اسکی سدا

آن نہ کش ترسا و مشرک میخورند | زان غذائی کش ملائک میچرند
وہ غذا سے جو کہ مشرک کھاتے ہین | اُس غذا سے جو ملائک پاتے ہین

اندرون خویش استغنا بدید | گشت طغیانی ز استغنا پدید
دیکھی[۲] استغنائی تو دین باطنا | غرہ استغنائی سے پیدا ہوا

کہ نہ من ہم شاہ و ہم شہزادہ ام | چون عنان خود بدین شہ دادہ ام
کہ نہین شہزادہ مین اب شاہ ہون | کیونکر اس شہ کی اطاعت مین کرون

چون مرا ماہی بر آمد با لمع | پس چرا باشم غباری را تبع
جو کہ نکلا ماہ میرا نور دار | پس ہون مین کس لئے تابع غبار

---

[۱] خانہ تنگ الخ ۶ شعر اس مہد کا خانہ تنگ آیا ہے ان طفلون کو جلد بالغ کر اسے شاہ مت کر اسے گہوارہ خانہ کو تنگ تار بالغ جو اس کو بیدرنگ آسکے گہوارہ خانہ تنگ و تاریک ست تاکہ بالغ و انتشار کر سکے پس اس مہد کا خانہ تنگ آیا شاہا جلد ان طفلون کو بالغ کر یعنی دنیا مثل گہوارہ کودکان مردان خدا پر تنگ و تار ہے تو جلد اس سے نکل کہ انتشار تجھ کو نہ ہووے پس شاہ سے نعمت باطن شاہزادہ کو دفعتہً حاصل ہوئی نخوت و غرور پیدا ہوا آگے رجوع ہے تتمہ پہر فافہم ۱۲ [۲] ہوئی مقرر الخ ۶ شعر جو کہ مقرر ہوئی بے بیع و شری شاہ سے اسکے اندر بادشاہ سے وہ غذا کہ کہا اتنا دہ نو بجان ہے اور اس کا ماہ جان مثل شمس ماہ کے تہا شاہ بے مانند سے غذا سے روحی اُس کی روح کو سدا پہونچتی تھی غذا نہین ہے جو کہ مشرک کھاتے ہین بلکہ اُس غذا سے کہ جو ملائک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ دیکھی الخ ۸ شعر استغنائی باطنا خود مین دیکھا کہ غرہ استغنا سے پیدا ہوا کہ مین اب شاہزادہ نہین ہون کیونکر اس شاہ کی اب اطاعت کرون جو کہ میرا ماہ نوردار نکلا پس مین تابع غبار کا کسواسطے رہون اب میری جوانی ہے اور وقت ناز کا ہے مین بے نیاز غیر کا از کیون ہون آگے اس کی مثال ہے کیون سر کو باندھ ورد سر اچھا ہے اور وقت روی زرد و غم کا نہ ہا جو مین شکر لب و ماہ رو ہوا پھیر دو بان ۔۔۔ جلد آکرنا چاہیئے مین سر و قد ماہر و جہان مین ہون میرے مانند شاہزادہ اب کہان ہے جو نفس اس غرہ سے خودی پیدا کرے انکا دہ سیکڑون زندہ دلکھنے لگا یعنی جو شاہزادہ کہ جو نظر عنایت شاہ حقیقی و خود نعمت باطنا کہ جسکو ولایت روحی کہتے ہین حاصل ہوئی اور کم ظرفی اُس کی سمائی نہ ہوئی جو بسبب نخوت استغنا کے مرشد سے گمراہ ہو گیا آگے اس گمراہی کا بیان ہے فافہم ۱۲

آب در جوی منست و وقت ناز — تا نہ غیر از چہ کشم من بے نیاز
سر چرا بندم چو درد سر نماند — وقت روی زرد و چشم تر نماند
چون شکر لب گشتہ ام عارض قمر — باز باید کرد دکان دگر
سرو قد و ماہ رخساری مراست — ہمچو من شہزادہ اکنون کجاست
زین منی چون نفس زائیدن گرفت — صد ہزاران ژاژ خائیدن گرفت

آب میری جو میں اب رہو وقت ناز — غیر کا کیون ناز لون مین بے نیاز
باندھون سر کیون درد سر اچھا ہوا — وقت روی زرد و غم کا نے رہا
جو شکر لب اور مہ رو مین ہوا — پھر دو دکان اور چاہیئے کرنا جدا
سرو قد مہ رو ہون مین اندر جہان — مثل میرے شاہزادہ اب کہان
نفس اس غمزہ سے جو جننے لگا — سیکڑون بیہودہ وہ بکنے لگا

وسوسۂ کہ شاہزادہ را پیدا شد از سبب استغنا

وسوسہ کہ شاہزادہ کو پیدا ہوا بسبب استغنا کے

صد بیابان زان سوی حرص و حسد — تا بدانجا چشم بد ہم میرسد
بحر شہ کہ مرجع ہر آب اوست — چون نداند آنچہ اندر سیل و جوست
شاہ را دل درد کرد از فکر او — ناسپاسی عطای بکر او
گفت آخر ای خس واہی ادب — این سزای داد من بود ای عجب
من چہ کردم با تو زین گنج نفیس — تو چہ کردی با من از خوی خسیس
من ترا ماہی نہادم در کنار — کہ غروبش نیست تا روز شمار
در جزای آن عطای نور پاک — تو زدی در دیدۂ من خار و خاک
من ترا بر چرخ گشتہ نردبان — تو شدہ در حرب من تیر و کمان
درد غیرت آمد اندر شہ پدید — عکس درد شاہ اندر وی رسید
مرغ دولت در عتابش بر طپید — پردہ آن گوشہ گشتہ بر درید
چون درون خود بدید آن خوش پسر — از سیہ کاری خود کردہ اثر
آن وظیفۂ لطف و نعمت کم شدہ — خانۂ شادی او پر غم شدہ

بار[1] پہونچے سو دشت کے حرص و حسد — تب بھی پہونچے اس جگہ پر چشم بد
بحر شہ کہ مرجع ہر آب ہے — کیون نہ جانے جو کہ سیل و جو کے
دل دکھا شہ کا بس اسکی فکر سے — کی جو ناشکری عطاے بکر سے
بولا آخر اے خس واہی ادب — یہ سزا تھی بخششون کی میری اب
بیٹے تجھ سے کیا کیا یہ گنج دے — تو نے مجھ سے کیا کیا بدخوئی سے
مین نے مہ رکھا بغل مین اک تری — کہ غروب اسکو قیامت تک ہے نے
بس عوض مین تو نے بخشش نور کی — خاک و کانٹے ڈالے آنکھون مین مری
مین ہوا تیرا فلک مین نردبان — تو ہوا میرے لئے تیر و کمان
درد غیرت شاہ مین پیدا ہوا — پہونچا اندر اسکے عکس درد شاہ
مرغ دولت خشم سے مضطر ہوا — پردہ اس گوشہ نشین کا پھٹ گیا
جبکہ دل مین اپنے کی اسنے نظر — دیکھا بدکاری کا اپنے مین اثر
وہ[2] وظیفہ نعمتون کا کم ہوا — اسکا گھر شادی کا بس پر غم ہوا

[1] بار ہو الخ ۴ شعر حرص سو دشت کے بار تب اس جگہ چشم بد پہونچے کہ بحر شاہ کا مرجع ہر آب ہے کیون نہ جانے جو کہ سیل و جو رکھے شاہ کا دل دکھا اس کی فکر سے جو ناشکری کرے عطاے بکر سے دل مین کہا کہ اے خس واہی ادب کیا ہے یہ سزا تیری بخششون کی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [illegible] مین نے تجھے الخ ۲ شعر مین نے تجھ سے کیا کیا یہ گنج دے کر اور تو نے مجھ سے کیا کیا بدخوئی سے مین ایک ماہ تیری بغل مین رکھا کہ اس کو غروب قیامت تک نہین ہے پس تو نے بخشش نور کے عوض مین خاک و کانٹے میری آنکھون مین ڈالے مین تیرا افلاک پر نردبان ہوا تو میرے واسطے تیر و کمان ہوا شاہ مین درد غیرت پیدا ہوا اس کے اندر درد شاہ پہونچا مرغ دولت خشم سے مضطر ہوا کہ اس گوشہ نشین کا پردہ پھٹ گیا جس کو اپنے دل مین اس نے نظر کی تو خود بین بدکاری کا اثر دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] وہ وظیفہ الخ ۱ شعر وہ نعمتون کا وظیفہ کم ہوا اور اسکا گھر شادی کا پر غم ہوا مستی سے وہ ہوشیار ہوا آگے اس کے حقائق ہین جب سے خود بینی راہ دوست مین کون معتبر پھرا اور جہاں بیت دیکھا مبتلا دشمن خود بینی ہے جو کہ کیونکہ خود بین سے بجز فتنہ کے نہین ہوتا اسواسطے حرام جہان مین ہے کہ خود بین اسے پی کر ترپا اپنی تو خود سے بہتر قصد اللہ کرے نفس خود بین سے یہ سب تجھے پیدا ہوا یعنی جہان مین خود بینی بہتر نہین ہے اسواسطے شراب بھی حرام ہوئی ہے کہ اسکے پینے سے خود بینی پیدا ہوتی ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

باخود آمد او ز مستی و عقار	زان گنہ گشتہ سرش خانہ خمار	مستی مے سے ہوا وہ ہوشیار	اُس گنہ سے پھر گیا خانہ خمار
ہر کہ خود بینی کند در راہ دوست	مغز را بگذاشت کلی دید پوست	جس نے کی خود بینی اندر راہ دوست	مغز چھوڑا اور دیکھا جملہ پوست
دشمن من در جہان خود بین مباد	زانکہ از خود بین نیاید جز فساد	میرا بس دشمن نہ خود بین ہو جیو	کیونکہ خود بین سے بجز فتنہ نہ ہو
می ازان آمد حرام اندر جہان	کہ خوری خود بین شوی اندر زمان	مے حرام اسواسطے اندر جہان	کہ تو خود بین پیکے ہو اندر زمان
بہتر از خود در تصور نایدت	این ہمہ از نفس خود بین زایدت	خود سے بہتر تصور تو کرے	نفس خود بین سے یہ پیدا ہو تجھے
آنکہ باخود می خورد می باخودست	اینچنین میخوار خوار و بدمست	جو کہ[۵۱] باخود مے پیئے اپنے لئے	ایسا میکش بس ذلیل و خوار ہے
وانکہ یار او میخورد بادش حلال	وانکہ بے او دم زند بادش وبال	مے پیئے اُس کے لیئے جو ہو حلال	مارے دم بے اسکے جو ہووے وبال
چونکہ یا او می خورد از جام ہو	چشم بکشایم بہ بینم روے او	جو پیئے اُس کے لئے یا جام ہو	کھول کر مین آنکھ دیکھوں اسکا رو
بعد ازان از خود بہ کلی بگسلم	ہم ز می خوردن شود این حاصلم	بعدہ مین چھوٹون اپنے آپ سے	مے کے پینے سے یہ ہو حاصل مجھے
ایکہ میخواہی کہ از خود بگسلی	تا کے اندر بند این جان و دلی	ایکہ جو تو چاہے چھوٹے آپ سے	بند جان و دل مین تو کبتک رہے
جان بجانان واگذار ای جان من	تا ببینی یار دل رنجان من	جان تو جانان کو اپنے سونپ دے	یا تو دیکھے یار دل رنجان میرے
دل بدلداری دہ و آزاد شو	غم خور او باش و از وی شاد شو	دے تو دل دلدار کو آزاد ہو	اُسکا جو غمخوار اُس سے شاد ہو
نفس خود بر خود بگردان چیر تو	زود او را باز گیر از شیر تو	نفس[۵۲] اپنا خود پہ غالب کر نہ تو	چھین لے تو جلد اُسکے شیر کو
ہر چہ ہست آن مستی دارد یقین	خواہ شیر و خواہ خمر و انگبین	ہے وہ جو کچھ مست اسکو وہ رکھے	خواہ شہد و شیر سے خواہ سرکے سے
مستی گندم بدان اے آدمی	کہ بکرد آن آدمی را اجنبی	مستی گندم تو جان اے آدمی	کہ کیا آدم کو اُس نے اجنبی
خورد گندم حلہ زو بیرون شدہ	خلد بر وی بادیہ و ہامون شدہ	کھایا گندم حلہ اُس سے چھن گیا	باغ جنت اس لیے صحرا ہوا
دید کان شربت ورا بیمار کرد	زہر آن ما و منی ہا کار کرد	دیکھا بیمار اُس کو شربت نے کیا	کام نخوت کا زہر سے ہی سوا
جان چون طاؤس در گلزار ناز	ہمچو جغدے شد بویرانہ مجاز	جان تھی جون طاؤس اندر باغ ناز	دوڑے جون اُلّو بویرانہ مجاز
ہمچو آدم دور ماند او از بہشت	در زمین میراند گاوی بہر کشت	وہ جو آدم دور جنت سے ہوئے	بیل کھیتی کو زمین پر ہانکتے

سـ۵۱ جوکہ الخ ے شعر جو کوئی باخود شراب پینے واسطے پیئے میکش ذلیل و خوار ہے اور جو یار کے واسطے مے پیئے حلال ہو اور جو بے اس کے دم مارے وبال ہو جو کہ اپنے خود مے پیئے جام تو ڑے مین کھول کر اس کا منھ دیکھوں بعدہ مین اپنے آپ سے چھٹوں تو قید جان کب تک رہیگا تو اپنی جان جانان کو سونپ دے تا تو دیکھے یار دل رنجان میرے کو تو دلدار کو دے اور آزاد ہو اور اُس کا غمخوار ہو اور اس سے شاد ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سـ۵۲ نفس اپنا الخ ے شعر تو نفس اپنے کو خود پر غالب نہ کر اور جو جلد چھین لے اُس کی شیر کو جو کچھ ہے وہ اُسکو مست رکھتی ہے خواہ شہد و شیر سے اور خواہ سرکہ سے اے آدمی مستی گندم تو جان کہ آدم کو اُس نے اجنبی کیا اور گندم کھایا اور اُس سے حلہ چھین گیا اور جنت اُسپر ایک صحرا ہو گیا دیکھا کہ اُس کو بیمار شربت نے کیا اور اس نخوت کے سم نے کام کیا یعنی خودبین کو شراب حرام ہے اور جو اسکے واسطے پیتا ہے اُس کو حلال ہے پس تو اپنے نفس کو مغلوب کر اور خودی کو چھوڑ کہ بہیر ہو چکا ہے وہ کر نقصان پذیر نہیں ہے آگے رجوع بقصہ ہے جو جان شاہزادہ کے اندر طاؤس کے باغ ناز تھی وہ مانند اُلو کے ویرانہ مجازی کی جانب دوڑے وہ آدم کے مانند دور جنت سے ہوئے اور کھیتی کے واسطے بیل زمین پر ہانکتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

اشک میراند کہ اے استاد زاد شیر را کردی اسیر دم گاو
کردہ اے نفس بد بار و نفس بے حفاظی با شہ فریاد رس
دام بگزیدی ز حرص از گندمی بر تو شد ہر گندم او کژدمی
در سرت آمد ہوائے ما و منی قید بین بر پاے خود پنجاہ من
نوحہ میکرد این نمط بر جان خویش کہ چرا گشتم ضد سلطان خویش
آمد او با خویش و استغفار کرد با انابت چیز دیگر یار کرد
درد کان از وحشت ایمان بود رحم کن کان درد بے درمان بود
مر بشر را خود مبا جامہ درست چون رہید از صبر حین صدر رست
مر بشر را پنجہ و ناخن مباد کو نہ دین اندیشد آنگہ نے سداد
آدمی اندر بلا کشتہ بہ است نفس کافر نعمت ست و گمرہ است
نفس کافر خود ہمی ندہد امان گشت طاغی چونکہ فارغ شد نہان
آدمی خود مبتلا بہتر بود زانکہ زار و عاجز و مضطر بود

سلہ نالہ وہ کرتا کہ اے مرشد مرے شیر باندھا تو نے دم سے گاؤ کے
تو نے ہم اکرا اے نفس بد مردہ نفس شہ سے بے ادبی کی اے فریاد رس
گندمی سے دام حرصوں میں پھنسا تجھ پہ بچھو اس کا ہر گندم ہوا
تیرے سر میں آئی نخوت کی ہوا دیکھ تو زنجیر سو من کی بپا
اسطرح تو روتا اپنی جان پہ کہ ہوا ضد شہ کا اپنے کس لئے
ہوش میں آیا و استغفار کی اور دعا سے التجا کی یار کی
سلہ درد جو کہ وحشت ایمان سے تھا رحم کردہ درد بے درمان تھا
نے بشر کا جامہ زیبا ہو جیو صبر سے جو چھوٹا ڈھونڈا صدر کو
نے بشر کا پنجہ ناخن ہو جیو کہ نہ دین اور راستی کو ہو پہنچے
آدمی اندر بلا بہتر رہے نفس کافر نعمت و گمراہ ہے
نفس کافر امن خود ہرگز نہ دے ہووے باغی جو کہ چھوٹے رنج سے
آدمی بہتر ہے جو ہو مبتلا کیونکہ عاجز اور مضطر ہو سدا

خطاب حق تعالی بہ عزرائیل ع کہ ترا رحم بر کہ بیشتر آمد ازین خلائق کہ قبض کردی جان ایشان را و جواب دادن او

خطاب حق تعالی کا عزرائیل عم کو کہ تجھ کو رحم زیادہ کس پہ آیا خلائق سے کہ تو نے انکی جان کو قبض کیا اور جواب دینا اس کا

حق بعزرائیل میگفت اے نقیب بر کہ رحم آمد ترا از ہر کئیب

سلہ حق نے پس فرمایا عزرائیل سے رحم کس غمگین پہ آیا ہے تجھے

سلہ نالہ وہ کرتا الخ ۲ شعر وہ نالہ کرتا کہ اے مرشد میرے کہ تو نے شیر کو باندھا بیل کی دم سے اسے نفس بد مردہ تو نے نفس شاہ سے بے ادبی کی کہ فریاد رس ہے بسبب گندم کے حرصوں کے دام میں پھنسا اور اس کا ہر گندم تجھ پر بچھو ہوا تیرے سر میں نخوت کی ہوا آئی تو زنجیر سو من کی پاؤں میں دیکھ اس طرح تو اپنی جان پر روتا کہ ضد اپنے شاہ کا کس واسطے ہوا پس ہوش میں آیا و استغفار کی دعا اور التجا یار کی کرے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ درد جو کہ الخ ۱۲ شعر جو کہ وحشت ایمان سے درد تھا رحم کر کہ وہ درد بے درمان سے تھا بشر کا جامہ زیبا مت ہو جیو کہ نہ دین و نہ راستی پر پہونچے آدمی بلا میں بہتر ہے کہ ہرگز امن نہ دے باغی ہو دے کہ جو نان سے مستغنی ہو دے وہ آدمی بہتر ہے کہ جو مبتلا ہو کیونکہ عاجز و مضطر سدا ہو یعنی فقر و افلاس انسان کے واسطے بہتر ہے کہ نفس فاقہ کشی سے راستی پر رہتا ہے اور شکم سیری سے گمراہی پر جاتا ہے اسواسطے اپنا عمر فقر کو فنا کرتا جاتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ حق نے الخ ۱۲ شعر پس حقتعالی نے عزرائیل عم سے فرمایا کہ تجھے رحم کس غمگین پر آیا کہ سب پر درد سے دل جلتا ہے ولیکن حکم میں تامل نہیں ہو سکتا ہے تا کہ میں کہوں کہ کاش کہ یزدان تجکو نیکیوں کے عوض قربان کرے فرمایا کہ تجھے رحم کس پر سوا آیا اور کس سے تیرا دل پر سوز ہوا عرض کی ایک دن کہ کشتی موج پر تیز تھی حکم سے توڑا کہ ریزہ ریزہ ہوئی سب کی جان تیرے حکم سے قبض کی سوا ایک زن اور اسکے طفل کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت بر جملہ دلم سوزد بدرد
لیک نتوان امر را اہمال کرد

تا بگویم کاشکے یزدان مرا
در عوض قربان کند بہر فنا

گفت بر کہ بیشتر رحم آمدت
از کہ دل پرسوز و بریان شدت

گفت روزے کشتی بر موج تیز
در شکستم ز امر تا شد ریز ریز

پس بگفتی قبض کن جان ہمہ
جز زنے با طفلکے اندر رمہ

ہر دو آن بر تختۂ دریا بدند
موجہا آن تختہ را میراندند

چون بساحل اوفگند آن تختہ باد
از خلاص ہر دو ام دل گشت شاد

باز گفتی جان را در قبض کن
طفل را بگذار تنہا ز امر کن

چون ز مادر بگسلیدم طفل را
خود تو میدانی چہ تلخ آمد مرا

پس بدیدم درد ماتمہاے زفت
تلخی آن طفل از یادم نرفت

گفت حق آن طفل را از فضل خویش
موج را گفتم فگن در بیشہ ایش

بیشۂ پر سوسن و ریحان و گل
پر درخت میوہ دار خوش اکل

چشمہاے آب شیرین زلال
پروریدم طفل را با صد دلال

صد ہزاران مرغ مطرب خوش صدا
اندر آن روضہ فگندہ صد نوا

بسترش کردم ز برگ نسترن
کردہ ام او را ایمن از صدمہ فتن

گفتہ ام خورشید را کو را مگز
باد را گفتم برو آہستہ وز

ابر را گفتم برو باران بریز
برق را گفتم برو مگرا ے تیز

زین چمن ای دی مبر آن اعتدال
پنجہ اے بہمن برین روضہ ممال

بولا سب پر دل جلے ہے درد سے
پر تامل حکم میں نے ہو سکے

تا کہوں میں کاشکے یزدان مجھے
نیکیوں کے بس عوض قربان کرے

بولا رحم آیا تجھے کس پر سوا
کس سے دل پرسوز تر تیرا ہوا

بولا اک دن موج پر کشتی تھی تیز
حکم سے توڑا ہوئی تا ریزہ ریز

قبض کی جان سب کی تیرے حکم سے
بس سوا اک زن اور اسکے طفل کے

سلہ دونوں اک تختہ پہ تنہا رہ گئے
موج اُس تختہ کو پھرتی تھی لیئے

لیگئی ساحل پہ تختہ کو جو باد
میں رہائی سے ہوا دونوکی شاد

پھر کہا کہ جان مادر قبض کر
چھوڑ تنہا طفل کو جا حکم قدر

جو چھڑایا ماں سے میں نے طفل کو
جو کہ رنج آیا مجھے جانے ہے تو

دیکھا میں نے درد ماتم کا بڑا
رنج اُس لڑکے کا نے بھولا ذرا

سلہ بولا حق کہ فضل سے اپنے کہا
موج کو بچہ یہ بیشہ میں رکھ آ

بیشہ پر ریحان و سوسن گل سے تھا
اور درختوں پر ثمر سے تھا بھرا

اور چشمے آب شیریں کے بہم
پالا میں نے طفل کو با صد نعم

سیکڑوں تھے مرغ گویا خوش صدا
اندر اُس گلشن کے کرتے تھے نوا

بستر اُس کا برگ و نسریں سے کیا
آفتوں سے امن میں اسکو رکھا

اور کہا خورشید کو مت کر خلل
اور ہوا کو بس کہا آہستہ چل

ابر کو فرمایا اُس پر مست برس
برق کو فرمایا مت کر میل بس

اعتدال اس باغ سے مت لے خزان
اے بہار اور کر فضاے گلستان

سلہ دونوں الخ ۵ شعر دونوں ایک تختہ پر تنہا رہ گئے اور موج اُس کو لئے پھرتی تھی جو باد تختہ کے ساحل پر لے گئی میں دونوں کی رہائی سے شاد ہوا پھر حکم ہوا اسے مادر کی جان قبض کر اور طفل کو تنہا چھوڑ حکم قدر سے پھر میں نے طفل کو چھوڑایا ماں سے جو کہ مجھ کو رنج آیا تو جانتا ہے میں نے دیکھا کہ درد ماتم کا بڑا ہے کہ رنج اس طفل کا ذرا بھولا جواب حق تعالیٰ کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا حق الخ ۸ شعر حق نے فرمایا ہے کہ اپنے فضل سے کہا موج کو بچہ بیشہ میں رکھو گل و ریحان و سوسن سے پر تھا اور درختوں پر ثمر سے بھرا تھا اور چشمہ آب شیرین کے باہم تھے میں نے اس طفل کو پالا تھا ساتھ سو نعمتوں کے سیکڑوں مرغ گویا خوش صدا تھے اور اس گلشن میں نوا کرتے تھے اُس کا بستر برگ نسرین سے کیا اور آفتوں سے اُس کو امن میں رکھا خورشید کو کہا خلل مت کر اور ہوا کو کہا آہستہ چل اور ابر کو کہا کہ اُس پر مست برس برق کو کہا کہ اس طرف میل نہ کر اسے خزان اس باغ سے اعتدال مت لے اور اسے بہار فضاے گلستان کر یعنی جس کو خدا چاہے ہر ایک شے سے پرورش کرتا ہے سب شے اُس کے دست قدرت میں ہے جیسے ہولنے بحکم خدا پرورش نمرود کی ہے چنانچہ مثال اس کی آگے ہے فافہم ۱۲

ذکر کرامات شیبان راعی و بیان معجزہ ہود علیہ السلام

ہمچو آن شیبان کہ از گرگ عنید | وقت جمعہ بر رعا خط میکشید
تا برون ناید ازان خط گوسپند | نے درآید دزد و گرگ با گزند
بر مثال دائرہ تعویذ ہود | کاندران صرصر امان آل بود
ہشت روزی اندرین خط تن زنید | وز برون مثلہ تماشا می کنید
بر ہوا بردی فگندے بر حجر | تا دریدی لحم و عظم از ہمدگر
آن گرہ را بر ہوا برہم زدی | تا چو خشخاش استخوان ریزہ شدی
آن سیاست را کہ لرزید آسمان | مثنوی اندر نگنجد شرح آن
گر بطبع این میکنی اے باد سرد | گرد خط دائرہ آن ہود گرد
ور بحرص این میکند گرگ نژند | گو بیا در خط راعی کن گزند
اے طبیعی فوق طبع این ملک بین | یا بیا و محو کن از مصحف این
مقریان را منع کن بندے بنہ | یا معلم را بمال و خوف دہ
عاجزی و خیرہ کاین عجز از کجاست | عجز تو تا بے ازان روز جزا است
عجز ہا داری تو در پیش اے لجوج | وقت شد پنہانیان را نک خروج
خرم آنکہ عجز و حیرت قوت اوست | در دو عالم خفتہ اندر ظل دوست

ذکر کرامات شیبان راعی کا اور بیان معجزہ ہود علیہ السلام کا

جیسے[۱] وہ شیبان راعی گرگ سے | کھینچتا گلہ پہ خط دن جمعہ کے
تا نہ باہر جائے خط سے بزبزور | اور نہ اندر آئے کوئی گرگ چور
دائرہ ہوتا تھا جیسے نگہبان | قوم کو صرصر سے تھی بس امان
خط تن مین آٹھ دن آرام لو | اور تن سے سیر تم باہر کرو
اور[۲] اڑا کر مارتی تھی سنگ پے | تا کہ پھٹتا گوشت اعضا ٹوٹتے
بس ہوا اُس قوم کو تھی مارتی | ریزہ ہوتی استخوان خشخاش سی
اُس سیاست سے کہ کانپا آسمان | مثنوی مین آئے کب اسکا بیان
گر تو اڑتی طبع سے یہ اے ہوا | ہود کے تو دائرے کے گرد جا
گر یہ کرتا گرگ ہے بس حرص سے | خط مین راعی کے کہو آ رنج دے
اسے طبیعی ملک یہ طبع پہ در | یا تو تو قرآن سے یہ دور کر
قاریون کو منع کر اور روک دے | یا معلم کو سزا اور خوف دے
تو ہے عاجز یہ کہان سے عجز ہے | عجز تجھ کو بے قیامت کس لئے
عجز رکھتا ہے اے عاجز سامنے | حشر کا کیا وقت آیا ہے تجھے
وہ[۳] ہے خوش کہ عجز اسکی ہے غذا | زیر ظل یار یان اور وان ہا

[۱] جیسے الخ ۳ شعر جیسے وہ شیبان راعی گرگ سے گرد گلہ کے کھینچتا تھا ایک خط جمعہ کے دن تا کوئی خط سے بز بزور باہر نہ جائے اور نہ آدے کوئی گرگ و چور آسکے دائرہ مانند نگہبان کے ہوا تھا قوم کو صرصر کو اس مین امن تھی آگے حقائق ہین اُس خط تن مین آٹھ دن آرام ملے اور تن سے تم باہر کرو سیر یعنی جیسے دائرہ شیبان راعی کے اندر گاو بز کا محفوظ رہتا تھا اسی طرح اللہ تعالےٰ نے دائرہ جسم کا جو واسطے حفاظت روح کے ہے پیدا کیا کہ آٹھ روز یہ روح اور جسم مین آرام پکڑے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲ [۲] اور اڑا کر الخ ۹ شعر اور سنگ پہ اڑا کر مارتی ہے تاکہ گوشت پھٹتا اور اعضا ٹوٹتے بس ہوا اُس قوم کو مارتی تھی تا دراستخوان خشخاش کے مانند ریزہ ہوتی اس سیاست سے کہ آسمان کانپا مثنوی مین کب اس کا بیان آسکے اے ہوا اگر تو یہ کام اپنی طبع سے کرتی ہے تو ہود ع کے دائرے کے گرد جا اگر یہ کام گرگ حرص سے کرتا ہے تو کہدو راعی کے آکر رنج دے اس طبیعی پہ ملک طبع پر غالب ہے یا تو یہ بات قرآن سے دور کر تا ریون کو منع کر اور روک دے یا معلم کو ڈرا اور سزا دے تو عاجز ہے اور یہ عجز بغیر قیامت کے کسواسطے ہے اے عاجز عجز رو برو رکھتا ہے کیا حشر کا وقت تجھے یاد آیا ہے یعنی دہریہ جو تو کہتا ہے کہ شر سے اپنے اقتدار پر حرکت طبیعی کرتی ہے اور یہ نہین جانتا ہے کہ سب حرکت حشری رکھتے ہین جیسے ہوا و گرگ بے حکم خدا کوئی حرکت نہین کر سکتے ہین کیونکہ تو خود عاجز ہو آگے اسکے حقائق کے بیان ہین فافہم ۱۲ [۳] وہ ہو خوش الخ ۵ شعر وہ خوش ہو باغ کہ اُسکی غذا عجز ہے اور زیر ظل یار کے یہان رہ وہان ہا اُس یاد نے اپنا عجز اول دیکھا تھا کہ مردہ ہو کر دین پیر زنان کا لیا زلیخا کے مانند جو یوسف اُس سے ملا زوال پن سے جوانی کو لیا پس زندگی و محنت مرنے مین ہے تو دیکھ حیوان ظلمت مین ہے جو حق نے قوم انبیا و اولیا کے ملادی بس اُسکے اندر صد ہا فائدہ رکھتے ہین یعنی عاجز رہنا دنیا مین نزدیک حقتعالی بہتر ہو کہ محنت مرنے پر جو ملا زندہ ہو جیسے مردہ کو اُسنے پالا اور زندہ رکھا آگے قصہ مرد کا ہے فافہم ۱۲

فارسی		اردو	
ہلم درا اول عجز خود را او بدید	مردہ شد دین عجائز برگزید	دیکھا اُسنے عجز اپنا قبل تھا	مردہ ہو دین عجائز کو لیا
چون زلیخا یوسفش بروے بتافت	از عجوزی در جوانی راہ یافت	جون زلیخا یوسف اس سے جو ملا	زال پن سے پس جوانی کو لیا
زندگی در مردن و در محنت است	آب حیوان در درون ظلمت است	زندگی مرنے مین اور محنت مین ہے	آب حیوان دیکھ تو ظلمت مین ہے
ہر بلا کاین قوم را حق دادہ است	زیر او صد فائدہ بنہادہ است	جو بلا اُس قوم کو دی حق نے ہی	اُس کے اندر فائدہ صد ہا رکھے

رجوع بہ قصہ پروردن حق تعالیٰ نمرود بہ شیر پلنگ

رجوع طرف قصہ حق تعالےٰ کے نمرود کو بگھرہ کے شیر سے پالا

فارسی		اردو	
حاصل آن روضہ چو جان عارفان	از سموم و صرصر آمد در امان	الغرض[۱] مانند جان عارفان	باغ وہ صرصر سے تھا اندر امان
یک پلنگے بچگان نو زادہ بود	گفتم او را شیر دہ طاعت نمود	ایک بگھرہ نے کئی بچے دیئے	اُسنے طاعت کی کہا شیر اسکو دے
پس بداد او شیر و خدمتہاش کرد	تا کہ بالغ گشت و زفت و شیر زد	اُس نے خدمت کی وہ شیر اسکو دیا	تا کہ بالغ اور بڑا بس وہ ہوا
چون فطامش شد بگفتم با پرے	تا در آموزید نطق و داوری	دودھ چھوٹا مین نے پریون سے کہا	باتین کرنا اس کو تم سکھلاؤ جا
پرورش دادم مر او را زین چمن	کہ بگفت اندر نگنجد فن من	مین[۲] نے پالا اسکو بس اس باغ سے	کہ بیان کب ہو سکین وہ فن مرے
دادہ ام ایوب را مہر پدر	بہر مہمانے کرمان بے ضرر	مین نے دی ایوب کو بھی مہر پدر	تا غذا کیڑون کو دیوے بے ضرر
دادہ کرمان را بمہر و مہر ولد	بر بدیہہ من است قدرت نیست بد	اُس پہ بس کیڑون کو بھی مہر پسر	یہ مری ہے دست قدرت باپ کی
مادران را مہر من آموختم	چون بود شمعے کہ من افروختم	مہر مادر کو سکھائی مین نے ہی	شمع کیسی ہو جو روشن مجھ سے ہی
صد عنایت کردم و صد رابطہ	تا بہ بیند لطف من بے واسطہ	سو عنایت مین نے کی سو رابطہ	دیکھین میرا لطف تا بیواسطہ
تا نباشد از سبب در کشمکش	تا بود ہر استعانت از منش	کشمکش مین تا سبب سے نہ پڑے	تا مدد مجھ سے ہر اک اس کو ملے

خطاب اللہ تعالیٰ با عزرائیل علیہ السلام و کرامات شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہٗ

خطاب حق تعالیٰ کا عزرائیل علیہ السلام کو اور کرامات شیخ شیبان راعی کی اور قصہ

[۱] الغرض آلخ سم شعر الغرض مانند جان عارفون کے وہ باغ صرصر سے امن مین تھا ایک بگھرے نے کئی بچے دیے تھے کہا ہم نے کہ اس کو شیر دے اُس نے اطاعت کی اُس نے خدمت کی اُس کو شیر دہان دیا کہ وہ بالغ بڑا ہوا جب کہ دودھ چھوٹا مین نے پریون کو کہا کہ تم اس کو باتین سکھلا جا کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] مین نے پالا آلخ ۶ شعر مین نے اسکو پالا اسس باغ سے کہ وہ فن میرے کب بیان ہو سکین مین نے ایوب کو محبت باپ کی دی تا کہ غذا کیڑون کو بے ضرر دیوے اور اُس پر کیڑون کو محبت پسر کی دی کہ یہ میرے دست قدرت باپ پر ہے ماں کو محبت مین نے سکھائی ہے وہ کیسی شمع ہو کر مجھ سے روشن ہے مین نے سو عنایت و سو ربط کیے کہ میرا لطف بے واسطہ دیکھین تا کہ سبب سے کشمکش مین نہ پڑے تا ہر ایک مدد مجھ سے اُس کو ملے یعنی حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین بے سبب ہر ایک کو پاتا ہون کہ تا سبب سے کشمکش مین نہ پڑے اور ہر کام مین مجھ سے مدد ملے آگے اس کی مثال مین حضرت کا بیان ہے فافہم ۱۲

وقصہ پروردن حق تعالے نمرود را بے واسطہ مادر ودایہ

پالنے حق تعالی کا نمرود کو بے واسطہ مادر ودایہ کے

فارسی		اردو	
تا خود از ما ہیچ عذرے نبودش	شکوۂ نبود ز ہر یار بدش	تا نہ اُس کو عذر کچھ میرے سے ہو [سلہ]	اور نہ شکوہ یار بد کا لائے وہ
این حضانت دید با صد رابطہ	کہ بپروردم ورا بے واسطہ	یہ حفاظت دیکھی با صد رابطہ	پالا اسکو مین نے جو بے واسطہ
شکر او آن بود اے بندۂ جلیل	کہ شد او نمرود سوزندۂ خلیل	شکر اُس کا وہ تھا اے بندہ جلیل	کہ ہوا نمرود سوزندہ خلیل
ہمچنین کاین شاہزادہ شکر شاہ	کرد استکبار و استکثار جاہ	جیسے شہزادہ نے شکر شہ کیا	از رہ نخوت وجاہ و ناسزا
کہ چرا من تابع غیرے شوم	چونکہ صاحب ملک و اقبالی بوم	کہ اطاعت غیر کی مین کیون کرون	جو مین صاحب ملک یا اقبال ہون
لطفہاے شہ کہ ذکر آن گذشت	از تجبر بر دلش پوشیدہ گشت	لطف شہ کے ذکر اُسکا ہو چکا	اُس کے دل پر خودنمائی سے چھپا
ہمچنان نمرود آن الطاف را	زیر پا بنہاد از جہل وعمی	ایسے ہی اُس لطف کو نمرود نے [سلہ]	کر دیا پامال از رہ جہل کے
این زمان کافر شد و رہ میزند	کبر و دعوی خدائی می کند	بس ہوا کافر و رہزن آپ سے	نخوت و دعوی خدائی کا کرے
رفت سوی آسمان باجلال	با سہ کرگس تا کند با من قتال	چرخ کی سو تین کرگس سے گیا	تا کرے مجھ سے لڑائی ظاہرا
صد ہزاران طفل بے تلویم را	کشت او تا یابد ابراہیم را	بے گنہ مارا ہزارون طفل کو	تا کہ ابراہیم کو ایک پائے وہ
کہ منجم گفت اندر حکم سال	زاد خواہد دشمنی بہر قتال	کہ نجومی نے کہا با حکم سال	پیدا دشمن ہو ترا بہر قتال
ہین بکن در دفع آن خصم احتیاط	ہر کہ می زائید می کشت از احتیاط	احتیاط اب دفع دشمن مین تو کر	مار تو اس کو جو پیدا ہو پسر
کوری او رست طفل وحی کش	ماندہ خونہاے دگر در گردنش	طفل بادی اُسکے کور سے بچا [سلہ]	دو سرون کا خون گردن پر رہا

سلہ تا نہ اُس کو الخ ۲ شعر تا کہ اُس کو عذر میرے سے کچھ نہ ہوا اور نہ شکوہ یار بد کا وہ لائے یہ حفاظت با صد رابطہ دیکھے جو کہ اس کو پالا مین نے بے واسطہ اس کا وہ شکر تھا اے بندہ جلیل کہ نمرود ہوا جلانے والا خلیل کا آگے رجوع بہ قصہ ہے جیسے شاہزادہ نے شکر شاہ کا کیا از راہ نخوت وجاہ ناسزا کے کہ مین اطاعت غیر کی کیون کرون کہ مین جو صاحب ملک و با اقبال ہون لطف شاہ کا کیا اُس کا ذکر ہو چکا اُسکے دل پر خودنمائی سے پوشیدہ ہوا یعنی لطف شاہ کا شاہزادہ کے دل پر خودنمائی کے پوشیدہ ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ایسے ہی الخ ۶ شعر ایسے اُس لطف کو نمرود کے پامال کر دا از راہ جہل کے پس کافر و رہزن ہوا آپ سے نخوت و دعوے خدائی کا کرے آسمان کی طرف تین کرگس سے گیا تا کہ مجھ سے لڑائی کرے ظاہر بے گناہ ہزارون طفل کو مارا تا کہ ایک ابراہیم کو پاسکے کہ نجومی نے حکم سال سے کہا کہ تیرا دشمن پیدا ہو واسطے قتل کے تو احتیاط دفع دشمن مین کر اور تو مار اُس کو جو پیدا پسر ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ طفل بادی الخ ۲ شعر طفل بادی یعنی ابراہیم علیہ السلام اُس کی کوری سے بچے دوسرون کا خون گردن پر رہا کیا باپ سے ملک پایا تھا کہ اُس کا نخوت مین ظلمات نسب دیا اور دونون یا باپ پردہ ہو گئے اور اُس نے گوہر پایا میرے ہاتھ سے آگے اسکے حقائق ہین تیرا نفس گرگ درندہ ہر کیون تو بہانہ رکھتا ہو ہر یار سے اور کہتا ہے بیکڑون کا گمراہی مین ہے نفس کا فر سے ایک بلا سے مردستہ مین اس واسطے کہتا ہون اسے بندہ خدا کے طوق کتے کی گردن سے اٹھا یعنی نفس تیرا گرگ بد درندہ ہے تو اس کو مطلق العنان نہ رکھ اپنا مطیع رکھ کہ راستی پر رہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

از بد ریا بید آن ملک عجب	تا غرورش داد ظلمات نسب	باپ سے پایا تھا کیا ملک عجیب	اُس کی دی نخوت نے ظلمات نسب
دیگر از اکراب و ام شد حجیب	او ز بابا بد گوہر ما نجیب	ماں و باپ اور ونکو پردہ ہوگئے	اُسنے گوہر پایا میرے ہاتھ سے
گرگ درندہ است نفس بد یقین	چه بہانہ می نہی بر ہر قرین	نفس بد تیرا درندہ گرگ ہے	کیون بہانہ تو رکھے ہر یار سے
در ضلالت ہست صد کل اکلہ	نفس زشت کفرناک پر سفہ	گمرہی مین سیکڑون کو ہے گلا	نفس کافر ہے کہ ہے اک بد بلا
زین سبب میگویم اے بندہ فقیر	سلسلہ از گردن سگ بر مگیر	اس لئے کہتا ہون مین بندہ خدا	طوق گردن سے نہ کتے کے اٹھا
گر معلم گشت این سگ ہم سگ است	باش ذلت نفسہ کو بد رگ است	گر معلم سگ ہوا سگ ہے تو لے	دے تو ذلت نفس کو بد ذات ہے
فرض می آری بجا گر طایفی	بر سہیلے چون ادیم طایفی	کہ ادا تو فرض کر لے طایفی	با سہیل اب جون ادیم طایفی
تا سہیلت وا خرد از تنگ پوست	تا شوی چون موزہ بر پاے دوست	تا سہیل آخر کرے تجھسے تنگ پوست	تو ہو مثل موزہ اندر پائے دوست
جملہ قرآن شرح خبث نفسہاست	بنگر اندر مصحف آن چشمت کجاست	سارا قرآن پُر ہے خبث نفس سے	دیکھے قرآن مین کہان وہ چشم ہے
ذکر نفس عادیان کالت بیافت	در قتال انبیا مو مے شگافت	ذکر نفس عادیان کو تیغ لے	انبیا کے قتل مین حیلے کیے
قرن قرن از نفس شوم بے ادب	ناگہان اندر جہان میزد لہب	ہر سو نفس شوم اور گستاخ سے	ناگہان اندر جہان آتش لگے

رجوع بقصہ شاہزادہ کہ زخم خوردہ از خاطر شاہ پیش از استکمال فضائل دیگر از دنیا برفت

رجوع طرف قصہ شاہزادہ کے کہ قبل کمال فضائل کے دل شاہ سے زخم کھایا اور دنیا سے گیا

قصہ کوتہ کن کہ راے نفس کور	برد او را بعد سالے سوے گور	قصہ کوتہ کر کہ راے نفس کور[۵۲]	لے گئی اک سال بعد اسکو بگور

سلہ۵ گر معلم الخ ۶ شعر اگر گرگ معلم ہوا لیکن سگ ہے تو نفس کو ذلت دے کہ بد ذات ہے تو فرض ادا کر اگر طواف کرنے والا ہے مانند ادیم طائف کے سہیل یمن سے تاکہ سہیل آخر کو تجھ سے تنگ پوست سے کر تو مانند موزے کے پاے دوست مین ہو تمام قرآن خبث نفس سے پُر ہے کہ قرآن مین دیکھے وہ چشم کہان ہے ذکر نفس عادیون کا کہ تیغ لیکر انبیا کے قتل مین حیلے کیے برسون نفس شوم و گستاخ سے اندر جہان کے ناگہان آتش لگے یعنی نفس کی شامت اعمال سے تمام جہان مین ایک آفت برپا ہے پس اس سے بچنا چاہیے آگے رجوع بہ قصہ شاہزادہ ہے فافہم ۱۲ سلہ۵۲ قولہ قصہ کوتہ کر ۸ شعر قصہ کوتاہ کر کہ راے نفس کور کی ایک سال کے بعد اسکو گور مین لیگئی جو شاہ محویت سے ہوش مین آیا اُس کے خشم صریحی نے خون کیا جو شاہ نے اپنے ترکش مین دیکھا ایک تیر ترکش مین اُس نے کم دیکھا کہا کہ تیر کہان ہے غرض سے ڈھونڈھا کہا حق نے کہ وہ تیر اُس کے دل مین ہے شاہ دریا دل نے اُس کو عفو کیا ولیکن تیر نے اُس کا کام تمام کر دیا وہ ہلاک ہوا اور اُس کے واسطے نوحہ گری کری وہی کل ہے وہ ہی قاتل ہے وہ ہی اگر وہ دونون نہ ہو دین تو کل نہین یعنی یہی قاتل خلق کا ہے وہ بھی ہمگاہ ہے وہ شہید زدودہ شکر کرتا تھا کہ جہان کو نہ مارا جسم کو مارا ہے یعنی نخوت سے شاہزادہ سے تیر باطن شاہ کے خشم کے سبب سے اُس کے لگا اور ہلاک ہوا مگر بسبب عفو و رحم شاہ کے جان اُس کی فنا ہونے سے بچی الا جسم سے وہ ہلاک ہوا پس مولانا اس پیرایہ مین تعلیم فرماتے ہین کہ جو مرید اپنے پیر سے بد اعتقاد ہوا اس طور سے ہر وہ نعمت بخشش جو ہین لیتا ہے کہ جانبر نہین ہوتا ہے آگے اس کے متعلق ہین فافہم ۱۲

شاہ چون از خود شد سوے وجود	خشم مریخیش آن خو کردہ بود	محویت سے ہوش میں آیا شاہ	خشم مریخی سے اسکے خون کیا
چون بترکش بنگرید آن بے نظیر	دید کم از ترکش یک تیر	دیکھا جو ترکش میں اپنے شاہ نے	کم دکھا اک تیر ترکش میں اسے
گفت کو آن تیر وازحق باز جست	گفت اندر حلق او آن تیر تست	بولا کان تیر ڈھونڈا حق سے جو	بولا اسکے حلق میں ہے تیر وہ
عفو کرد آن شاہ دریا دل و لے	آمدہ بد تیر او بر مقتلے	شاہ دریا دل نے اسکو عفو کیا	تیر نے پر کام اس کا کر دیا
کشتہ شد او نوحہ او می گریست	او ست جملہ ہم کشندہ ہم ولی	وہ مرا کی اس نے کی نوحہ گری	وہ ہی کل ہے بھی وہ قاتل ولی
گر نباشد ہر دو او پس جملہ نیست	ہم کشندہ خلق ہم ماتم کن ست	گر نہووے دونوں وہ پس کل نہیں	بھی وہ قاتل خلق کا بھی غم کرے
شکر میکرد آن شہید زرد خد	کان بزد بر جسم و بر معنی نزد	شکر کرتا وہ شہید زرد رو	کہ نہ مارا جان کو مارا جسم کو
جسم ظاہر عاقبت خود رفتنیست[1]	تا ابد معنی بخواہد شاد زیست	جسم یہ ظاہر تو آخر جائیگا	تا ابد ہے جان تو خوش جی سدا
آن عتاب ار رفت ہم بر پوست رفت	دوست بے آزار سوے دوست رفت	گر گیا غصہ گیا وہ پوست پے	اور گیا وہ دست جانب دوست
گرچہ او فتراک شاہنشہ گرفت	آخر از عین الکمال او رہ گرفت	گرچہ پکڑا اس نے دامن شاہ کا	پر وہ آخر چشم بد سے مر گیا
آن سوم کاہل ترین ہر سہ بود	صورت و معنی بکلی او ربود	تیسرا تینوں سے تھا کاہل سوا	صورت اور معنی کو بالکل پا لیا
دختر و ملک و خلافت او گرفت	می سزد گر زین بمانے در شگفت	دختر و ملک و خلافت اسنے لی	ہے یہ زیبا تو نہ حیران ہو کبھی
من ز طول قصہ گشتستم ملول	من غریق بحر معنی تو عجول	ہوئی ملالت طول قصہ سے مجھے	میں ہوں غرق معنی تو جلدی کرے
اے نکوی از ذلت و عجز و نیاز	یافت مقصود از کریم کارساز	اس گھڑی ذلت و عجز و آہ سے	پایا مقصد اس نے بس اللہ سے

مثل وصیت کردن آن شخص کہ سہ پسر داشت و وصیت کرد کہ میراث او را بہ کاہل ترین اولاد او دہند

مثال اس شخص کی کہ تین پسر رکھتا تھا اور وصیت کی کہ میراث میری اس پسر کو دینا کہ جو کاہل زیادہ ہو

آن یکے شخصے بوقت مرگ خویش[2]	گفتہ بد اندر وصیت پیش پیش	وقت اپنی مرگ کے اک شخص نے	بس وصیت میں کہا تھا قبل سے

[1] جسم الخ یہ شعر یہ جسم ظاہری آخر تو جائیگا جان ہر ایک خوش جی سے اگر غصہ ہوا وہ دست جانب دوست کے گر گیا اگرچہ اسنے دامن شاہ کا پکڑا لیکن آخر وہ چشم بد سے مر گیا میرا بھائی تینوں سے کاہل تر تھا اس نے صورت و معنی بالکل پا لیا پس دختر و ملک و خلافت اس نے لی یہ زیبا ہے کہ کبھی تو اس میں حیران نہ ہو مجھے ملالت ہوئی طول قصہ سے غرق معنی ہوں اور تو جلدی کرتا ہے اس دم عجز آہ سے اسے اس نے مقصد پایا اللہ سے یعنی بڑا بھائی سیر فنا میں غرق ہوا منجھلا بھائی بداعتقادی سے ہلاک ہوا اگر تیسرے بھائی نے نعمت تشبیہ و تنزیہ کی شاہ چین کہ جناب رسول مقبول صلعم میں پائی اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہے جیسا کہ انھوں نے حضرت رسول مقبول صلعم سے دختر و خلافت ظاہر و باطن کی پائی بسبب عجز و آہ و زاری کے کہ امورات دنیوی میں کاہل تر تھے پس یہاں مثنوی تمام ہوئی آگے مثال کاہل کی ہے فافہم ۱۲

[2] وقت الخ یہ شعر وقت اپنی مرگ کے وقت اول وصیت میں کہا تھا تین بیٹے تھے ہر ایک نے کہ اسنے اپنی جان کے وقت اور کیا گوہر جو کچھ سیم و زر ہے تینوں میں وہ لیوے کہ جو کاہل تر ہے وصیت اسنے قاضی سے کری بعدہ اسنے شراب اجل کی پی قاضی سے کہا ان لڑکوں نے کہ اے کریم کہ تیرے حکم سے ہم میں نہیں ہم ان کے راز اطاعت کریں ہر حکم سے جو اسنے فرمایا ہمپر جاری ہو اسمعیل علیہ السلام کے مانند ابراہیم کے سر رکھے ہیں جو وہ قربان کرے قاضی نے کہا کہ ہر ایک اپنی عقل سے کاہلی اپنے قصے کہتے تا کہ میں ہر ایک کی کاہلی دیکھوں و تا میں ہر ایک کا حال و اجبی جانوں آگے اس کے حقائق میں فافہم ۱۲

سه پسر بودش چو سه سرو روان	وقف ایشان کرد او جان روان	تھے پسر تین اُسکے جون سرو روان	اُسنے کی تھی وقف اپنی اپنی جان
گفت هر چه کاله و سیم و زر است	آن برو زان هر سه کو کاهل تر است	بولا ہے جو کچھ کہ میرا سیم و زر	لیوے تینون مین سے جو کاہل ہو تر
گفت با قاضی و پس اندرز کرد	بعد از ان جام شراب مرگ خورد	یہ وصیت اُس نے قاضی سے کری	بعدہ اُس نے شراب مرگ پی
گفت فرزندان به قاضی کای کریم	نگذریم از حکم او ما سه یتیم	بولے قاضی سے پسر کہ او کریم	حکم سے باہر نہ ہم تینون یتیم
سمع و طاعت میکنیم او راست دست	آنچه او فرمود بر ما نافذ است	ہم سنین طاعت کرین اس حکم سے	اُس نے جو فرمایا جاری ہم پہ ہے
یا چو اسمعیل ز ابراهیم خود	سر نه پیچیم ار چه قربان میکند	ہم جو اسمعیل د ابراہیم سے	خود نہ سر پھیرین جو وہ قربان کرے
گفت قاضی هر یکی با عاقلیش	تا بگوید قصهٔ از کاهلیش	بولا قاضی اپنی ہر اک عقل سے	کاہلی کا اپنی تا قصہ کہے
تا ببینم کاهلی هر یکی	تا بدانم حال هر یک بیشکی	تا مین دیکھون کاہلی ہر ایک کی	تا مین جانون حال ہر اک کا بھی
عارفان [1] از دو جهان کاهل ترند	زانکه بی شد یار خرمن می برند	عارفان [1] کو تین سے کاہل ہوا	کیونکہ خرمن لے ہین بے بوے سدا
کاهلی را کرده اند ایشان سند	کار ایشان را چو یزدان میکند	کی سند اپنی انھون نے کاہلی	کام انکا حق سنوارے جو بھی
کار یزدان را نمی بینند عام	می نیاساید ز کد صبح و شام	کام حق کا دیکھتے کب ہین عوام	جہد سے نے باز رہوین صبح و شام
کار دنیا را ز کل کاهل ترند	در ره عقبی ز مه گوی می برند	کار دنیا مین ہین کاہل کل سے تر	اور رہ عقبی مین ہین سبقت دور
این گزیده هر که او باشد رشید	این که دنیا رفت عقبی در رسید	اسکو وہ لیوے کہ جو ہووے ولی	کہ گئی دنیا و عقبی آ گئی
مهترین را گفت قاضی باز گو	قصهٔ از کاهلی ای مال جو	بولا قاضی اس بڑے سے قصہ تو	کاہلی کی راہ سے کہہ راز کو
هین ز حد کاهلی گوئید باز	تا بدانم حد آن از کشف راز	کاہلی کی انتہا کہہ تو کہ تا	راز کھلنے سے مین جانون انتہا
بیگمان خود هر زبان پرده دلست	چون بجنبد پرده رو حاصلست	دل [2] کا پردہ ہر زبان ہے بیگمان	جب ہلے تو پردہ رو دیتا عیان
پرده کوچک چو یک شقه کباب	می بپوشد صورت صد آفتاب	چھوٹا پردہ اک ہے پارہ کباب	ہے چھپاتا صورت صد آفتاب
گر بیان نطق کاذب نیز هست	لیک بوی صدق و کذبش مخبرست	نطق کاذب کا بھی گرچہ ہے بیان	لیک بوے صدق کذب ہے عیان
آن نسیمی که بیاید از چمن	هست پیدا از سموم گولخن	وہ نسیم اک کہ وہ گلشن سے چلے	پیدا اگرم باد گلخن سے وہ رہے

[1] عارفان الخ یہ شعر عارف کو تین سے کاہل ہوا ہین کیونکہ خرمن بغیر بوے سدا لیتے ہین انھون نے کاہلی اپنی سند کی جو حق اُن کا کام سنوارتا ہے بالکل کب عوام کام حق کا دیکھے اور جو وہ صبح و شام باز نہین رہتی ہین دنیا کے کام مین کاہل سے کاہل سوا ہین اور عقبی مین ماہ سے فوق بڑھ رہین اسس کو وہ لیوے جو ولی ہووے کہ دنیا گئی اور عقبی آ گئی آ گے بدستور قصہ ہے قاضی نے کہا اس بڑے بھائی سے کہ تو قصہ کاہلی کی راہ سے کہہ تو کہ کاہلی کی انتہا راز کھلنے سے مین انتہا جانون یعنی عارفان الہی امورات دنیوی مین نہایت کاہل تر ہین کہ حق اُن کے کام سنوارتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

[2] دل کا پردہ الخ ۵ شعر ہر زبان کا دل پردہ ہے بے گمان کہ جب ہلے تو پردہ رویت ہے عیان چھوٹا پردہ مثل ایک پردہ کباب کے کہ صورت صد آفتاب کو چھپاتا ہے اگرچہ نطق کاذب کا بھی بیان ہے ولیکن بوے صدق و کذب اس سے عیان ہے آگے مثال ہے وہ ایک نسیم کہ گلشن سے چلے پس وہ گرم باد گلخن سے پیدا ہے بوے صدق و بوے کذب پر لالہ مین پیدا مشک و لہسن کے مانند ہے یعنی زبان پردہ دل کا ہے مانند اس کے ہلنے سے رویت عیان ہے ورنہ اس پردہ حقیقت زبان مین صورت صد آفتاب کی پوشیدہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بوے صدق و بوے کذب گول گیر — هست پیدا در نفس چون مشک و سیر
بوے اخلاص و نفاق بے مزه — هست ظاهر همچو عود و انگزه
گر ندانی یار را از ده وله — از مشام فاسد خود کن گله
ور ندانی تو عجوز از شاهدے — بیگمان گشت ست چشمت فاسدے
ور تو نشناسی شکر را از صبر — بے گمان شد حس ذوق تو حذر
ور یکے شد صوت بلبل با غراب — هست بیشک حال سمع تو خراب
ور یکے گشته سمور و خارپشت — حس لمس تو به تو بیخود بشت
بانگ حیزان و شجاعان دلیر — هست پیدا چون فن روباه و شیر
چاره کار حواس خویش کن — وانگهے راه طلب در پیش کن
یا زبان همچو سر دیگ است راست — چون بجنبد تو بدانی چه اباست
از بخار آن بداند تیزهش — دیگ شیرین را ز سکباج ترش
دست بر دیگ نوی چون زد فتی — وقت بخریدن بدید اشکسته
آن یکی پرسید صاحب درد را — گفت در چند شناسی مرد را
گفت دانم مرد را حین ز پوز — ور نگوید دانمش اندر سه روز
وان دگر گفت ار بگوید دانمش — ور نگوید در سخن در جانمش
گفت اگر آن مکر بشنیده بود — لب به بندد در خموشی در رود
گفت میرد گوی تا هفتم زمین — تا ابد پوشیده باد هم حال این
حال یک تن گر ندانم چه شود — واندران نقصان وہم چه بود

بوے صدق و بوے کذب و ضلال — دم میں پیدا اخشک لہسن کی مثال
بوے[1] اخلاص و نفاق بے مزہ — مثل عود و ہینگ ظاہر ہو دلا
گر نہ جانے یار اور ہرجائی کو — مشاکی اپنی بد دماغی سے تو ہو
گر نہ جانے تو جوان و زال سے — چشم فاسد ہے تری دیکھے اسے
گر نہ جانے تو شکر اور ایلوا — ہو گئی سن تیری حس ذائقہ
گر ہوئی اک بانگ بلبل زاغ کی — حس سمع ہو گئی ابتر تری
گر سنجی اور بس سمور اک ہو گیا — تیری حس لمس تجھسے ہوئی جدا
بانگ[2] نامرد اور شجاعان دلیر — بس ہوئی ظاہر جون فن روباہ و شیر
کر حواسوں کا علاج اپنے تو اب — اور پھر اسدم تو چل راہ طلب
یا زبان جون دیگ کی سرپوش ہے — جو ہلے کھانا تو اس میں جان ہے
تیزہش وہ ابخرون سے جان لے — دیگ شیرین کو طعام ترش سے
وقت لینے کے بجائے دیگ کو — مرد دانا تاکہ جانے نقص کو
ایک نے پس پوچھا صاحب درد سے — کتنے دن میں مرد کو پہچان لے
بولا جانوں مرد کو منہ دیکھکر — تین دن میں جانوں گے بولے اگر
دوسرا[3] بولا کہ جانوں قول میں — گر نہ کھوے بات میں لپٹاؤں میں
بولا وہ اس مکر کو وہ جان لے — اور خموشی کو وہ دل میں جان لے
بولا کہدو وہ زمین میں بس گھسے — تا ابد پوشیدہ حال اسکا رہے
حال یک تن گر نہ جانوں کیا ہوا — اسمیں کیا نقصان دین کا ہو مزا

[1] بوے اخلاص الخ ۷ شعر بوے اخلاص و نفاق بے مثل عود و ہینگ کے ظاہر ہے اگر یار و ہرجائی کو نہ جانے تو اپنی بد دماغی سے شاکی ہو اگر نوجوان و زال سے نہ جانے تیری چشم فاسد ہے جان لے اگر تو شکر و ایلوا سے نہ جانے تیری حس ذائقہ سن ہو گئی ہے اگر بلبل و زاغ کی بانگ ایک ہوئی تیری حس سمع ابتر ہو گئی اگر سنجی و سمور ایک ہو گیا تیری حس بس جدا ہوئی ہے یعنی اگر تجھے بہتر و بدتر میں فرق نہیں ہے تو جان کہ تیرے حواسون میں فرق آگیا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] بانگ نامرد الخ ۷ شعر بانگ نامرد شجاعان دلیر کا مانند فن روباہ شیر کے ظاہر ہے اب تو اپنے حواسون کا علاج کر اور اسدم پھر راہ طلب کی چل یا زبان دیگ کے مانند سرپوش ہے جو ہلے تو کھانا اس میں جان لے تیزہوش ابخرون سے جان لے دیگ شیرین طعام کو ترش سے آگے مثال ہے وقت خرید نے کے ہنڈی کو بجا تا کہ مرد دانا نقصان جانے ایک صاحب درد سے پوچھا کہ تو کتنے دن میں مرد کو پہچان لے کہا کہ مرد کو منہ دیکھ کر جانون اور اگر وہ نہ بولے تو تین دن میں جانون یعنی زبان سرپوش ہے کہ اس کی حرکت سے حال باطن معلوم ہوتا ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] دوسرا بولا الخ ۴ شعر دوسرے نے کہا کہ باتون میں جانون پھر اگر تو نہ کہے تو میں باتون میں لپٹاؤن کہا کہ اگر وہ اس مکر کو جان لے اور خاموشی کو دل میں ٹھان لے کہا کہ کہدو کہ وہ زمین میں گھسے اور ابد تک حال اس کا پوشیدہ رہے اگر ایک تن کا حال نہ جانے کیا ہوا اور اس میں میرے دین کا نقصان ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

خاتمۂ تصنیف پیراہن یوسفی از طرف جناب مصنف مدظلہ

شکر ہے[۵۱] اس کے جھکا تو سر قلم — کر ہوا عالم ہین نے سے تو علم
وہ قلم ہے نے وجود باطنی — کہ لکھی جس نے یہ سب مثنوی
جون قلم تو ہے بدست معنوی — ظاہر و باطن کر اسکی پیروی
معنوی ہے نام نور احمدی — اس لیے کل نعت ہے یہ مثنوی
کیون نہ رکھتا ہے زبان شکر اسکا تو — کہ وہ واحد ہے زمانہ مین انکو
نام آیا یاد واحد[۵۲] نور کا — کہ مرا ہر حال مین حامی رہا
گر نگینہ ہووے بد رنگ اور برا — ڈانکہ کے وہ رنگ سے ہو خوشنما
اس لئے الفاظ بے ربط ہو گئے — ترجمہ لفظی[۵۳] کے باعث سے لکھے
گرچہ ہے تقیید لفظی جا بجا — پر ضرورت سے ہین یہ عاجز رہا
تا عروس زیبا ہووے مثنوی — آگے مشتاقون کے ہو مثل پری
تب مین جانون کہ شکر ارزان[۵۴] ہوئی — قافلہ مصری جو لایا یوسفی
گر زیادہ میرا علم معنوی — ماہیت پہلی سے دی ہر اک کی
گر مری اولاد صالح با وفا — اور مرے یارون کو دے گنج ولا
پیرہن کے یوسفی کو معنوی — کر قبول اندر لباس مثنوی
شکر کر یوسف کہ تیرا پیرہن — معنوی کے ہو گیا مقبول تن
بولا ہاتف کیا کہون تجھ سے حبیب — اس[۵۵] کی تاریخ ہے عجیب او غریب
جو پڑھے اسکو کوئی اور ہووے شاد — پس کرے اسدم دعا سے مجھکو یاد
ختم کر تو اس کو با نام رسول — پیرہن تیرا ہو سب کے تا قبول

ظاہرا لکھتا ہے تو اے یوسفی — باطنا لکھتا ہے شاہ معنوی
جان و تن سے تو نے خدمت جو کری — تجھسے راضی ہوئی ہر جان معنوی
نور واحد نے مدد کی بس مری — ہے وہ واحد نور ظاہر مین اخی
دو زبان دین تجھکو حق نے ظاہرا — کہ کہے تو حال ظاہر باطنا
نور واحد اور نور معنوی — تیرا حامی ظاہری و باطنی
پیرہن ہین یوسفی کے مثنوی — جون احد پنہان ہے جسم احمدی
ترجمہ لفظی کا جو پیرو ہوا — ضیق مین ہر وقت دل میرا رہا
گرچہ ہین بے ضابطہ اہل زبان — پر ضرورت سے تجھے دیوین امان
ترجمہ کا پیرہن پہنا چکا — اب مین پہناتا ہون نو پوشش شرح کا
جیسے مین چہتا ہون حق پورا کرے — معنوی کا راز عامون پر کھلے
گر کرم اور فضل تجھپر معنوی — ہون تری درگاہ مین اب ملتجی
حسن یوسف کو دکھا دے بے حجاب — عشق سے دل کا اٹھا دے انقلاب
کھول تو یہ راز نیز بھی سدا — تا رہین پیرو مرے بھی با خدا
گرچہ ہے ہر یہ محقر مثل پوست — مغز کا ہے پر حفاظت مین یہ دوست
لکھ تو اب تاریخ اس کی یوسفی — یادگاری تا رہے دائم تری
جسکی تاریخ ہو عجیب اور بھی غریب — کیون نہ وہ شے ہو غرائب مین عجیب
یہ صلہ چہتا ہون تجھ سے مثنوی — عاقبت باخیر ہووے یوسفی
پڑھ درود اب مصطفےٰ پر تو مدام — الصلوٰۃ والسلام و السلام

اللّٰهم صل علی محمد و علی اٰلہ و اصحابہ اجمعین

---

[۵۱] شکر ہین الخ قلم سے مراد بیان جو در راہ حق ہے کہ اسکا شکر گذار ہے اس نعمت عظمیٰ کے واسطے تعلیم ہے ۱۲ [۵۲] واحد نور الخ واحد نور خان میرے اخی کا نام ہے کہ انھون نے اس مثنوی کے ترجمہ مین از ابتدا تا انتہا میری دستگیری کی ہے اگر وہ مدد نہ دیتے تو مجھکو اسکے انجام مین مشکل ہوتی ۱۲ [۵۳] ترجمہ لفظی کا الخ اس مثنوی کا مین نے ترجمہ لفظی کیا ہے از ابتدا تا انتہا اس رعایت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے چنانچہ ناظرین پر یہ امر بخوبی ظاہر ہوگا اگر قدر مجکو اسکی پابندی نہ ہوتی تو ادا ہوئی ہے ۱۲ [۵۴] شکر ارزان ہوئی الخ یہ اشارہ ہے مولانا سے غیب گوئی کی طرف جو مین نے دیباچہ مین چند اشعار غیب گوئی مولانا کے لکھے ہین ۱۲ [۵۵] اسکی تاریخ الخ اختتام ترجمہ مثنوی کی تاریخ عجیب و غریب ہے کہ ۱۲۹۷ ہجری از رہ ابجد کے ہوتے ہین اور سنہ ۱۳ ہجری مین شروع اس کی تمام ہوئی ہے سال مین شرح اسکی اختتام کو پہنچی پیراہن یوسفی بھی مثنوی کا ہے امید کہ تا ادا ہو کہ بہ چاہے خیر مجکو بھی یاد کرین کہ صلہ اسکا یہی ہے آمین یا رب العالمین اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم و علیہ

تمت

تقریظ پیراہن یوسفی ترجمہ مثنوی مولوی معنوی مطبوعہ سابقہ از جلال صاحب انڈیرا بی مصحح مطبع

کو زلیخا کہ نقد دل آرد
یوسفی جلوہ کردہ در بازار

کدھر ہین وحدت کے رنگ کی رنگی ہوئی شوخ رنگ تنگ تنگ قبائین پہننے کے مشتاق ایسے چالاک دامن عاشق مزاج جنکی ہستیون کے جامہ کی شوق کے ہاتھون دھجیان اُڑی ہوئی ہون۔ کہان ہین حقیقت کے ناپیدا کنار دریاؤن مین گوہر مقصود کے واسطے غوطہ لگائے ہوئے ایسے چابک فن تیراک جن کے وجود کی کشتی پر موجون کے شمار سے زیادہ مصیبتین گزر گئی ہون۔ ہوشیار ہو جائین شاہد تمنا کی دید کی آرزو کے شوق مین بیخودی کی گہری نیندون کی مست آنکھین ادھر آئین نعل در آتش شوق کے پاؤن سے منزل طلب کی وسیع سنگلاخ زمینون مین جادۂ مستقیم ڈھونڈھتے ہوئے شب و روز سرگردان ہین ہم انھین سیدھی راہ کا سچا رہنما بتائین۔ زلیخا کے مانند جن کے جسم و جان کا خزانہ سچے اور سچے عشق کی دولت سے مالا مال ہے نقد دل بکف اس بازار مین آئین حضرت زلیخا کی طرح کسی رشک یوسف کے غم فراق نے جن کی منتظر آنکھون مین دن و رات کو ایک ہی سا جلوہ دے رکھا ہے اس پیراہن یوسفی کو آنکھون سے لگائین پاک محبوب کے پاک وصل کی پاک شراب کے شوق مین جنھون نے آنسوؤن کے روان دریا مین اپنے دل کے جام کو دھو دھو کے آئینہ کی صورت چمکیلا بنا لیا ہے جلدی اس میکدے مین تشریف لائین۔ غنچون کی شکل جن کے دل آگاہی کی نسیم فیض کے ایک جھونکے کی راہ دیکھ رہے ہین اس باغ کی بہار کی ہوا کھائین۔ یہ اُسی باغ کی بہار کے حسن کا جادہ عکس ہے جس کے ناشگفتہ غنچون نے ہزارون بلبلون کی طرح اپنی شگفتگی کے حسن صفا کے ذوق دید کا آئینہ بنا دیا ہے۔ یہ اسی گنجینہ کا خزانہ ہے جس کی ادنی نقد کے سنے پر کھے ہاتھ آجانے کی امید پر لاکھون نے اپنی دونون جہان کی راحت کی دولت کو لٹا دیا۔ ہمارے از خود رفتہ ہمارے بیقرار شوق ہمارے گریزپا ہمارے گسستہ عنان شوق سخن سنجی نے ہماری مرتبہ شناس سخن سنج ادا فہم زبان کو ایسا مست ذوق گفتار نہین کر رکھا ہے کہ اس کے ایک ایک ورق کو ہم القٰہ علی وجہہ فارتد بصیرًا[1] کا پورا پورا مصداق کہنے مین کچھ بھی تامل کرتے لیکن ہم اپنے بادۂ ادب کے مست سرشار کی کمال مستی کے حد سے زیادہ ممنون ہین جس نے اُس ذوق کی تیز تلوار کا شہید خود ہماری زبان ہی کو بنایا اس کی تیزی نے اسی کی تمنا کا خون کیا اب ہم کہین تو کیا کہین اور کیونکر اور کس زبان سے کہین لکا تبہ سے

بسکہ از ذوق گفتارم کہ از لب چون چکید اینجا
زبان خود می کشد شمشیر و خود گردد شہید اینجا

جب دنیوی علائق مین اُلجھے ہوئے شوق کے آغوش کو اس خلعت گران بہا کے صرف ایک نظر دیکھ لینے کی یہ عزت بخشی

---

[1] یہ آیہ کریمہ سورۂ یوسف مین واقع ہے خلاصہ یہ کہ یہ بزرگ حضرت یوسف کے فراق مین روتے روتے اندھے ہو گئے تھے جب حضرت یوسف نے اپنا پیراہن ملبوس مستعمل بھیجا اور حضرت یعقوب کی آنکھون پر ڈالا تو حضرت یعقوب بینا ہو گئے ترجمہ اس آیہ کریمہ کا یہ ہے پس ڈال اُس پیراہن یوسف کو اوپر منھ یعقوب کے پس ہو گئے بینا ۱۲

ہماری زبان جان سپاس رشک یعقوب کے سراسر جلوہ سے یہ کچھ بینائی افزا اثر ڈالا دیکھیں اب اُن نظروں کی دلی آنکھوں پر اس حقیقی شاہد کے حسن کی جلوہ گری کا اثر کیا پڑتا ہے جنھوں نے اپنی ذات کے آئینوں کو ماسوا کے رنگ کی آلودگی سے پاک وصاف کر رکھا ہے ایسے شراب ذوق کی عقلی زبانین کیا کہتی ہین کیا کیا لذتین اُٹھاتی ہین جنھوں نے اپنی جان کے مذاق کو بُری آلودگیون سے بچانے کے واسطے ترک لذت کر دیا ہے اُن دنوں مین اس شاہد کے حسن کا جلوہ کہان تک پاؤن پھیلاتا ہے جن مین سوا اُس کی جلوہ گری کے دوسرے کے گزرنے کا خیال کرنا بھی محال ہے خیر اگلے حضرات کے حق مین تو جہان تک مفید ہو سکتا ہے ہوگا اور ایسے ذوق وشوق والے طالب تو جس درجہ مفید ہون گے۔ اب ہم اس امر کو بیان کرتے ہین کہ اُس دلدادہ عاشق کی تعریف کرتے ہین جس نے اس کے دلنواز حسن سے پورا پورا حسن مذاق حاصل کیا۔ جس نے اُس محبوب کا ایرانی اور شیرازی لباس اُتار کے سواد اعظم ہندوستان کے اس خوشنما لباس سے آراستہ کیا جس سے اُس کے اصلی حسن کا فروغ اتنا بھی کم نہین ہوا اور اس قدر بھی نہین گھٹا جتنا کسی ایرانی شوخ و شنگ کے لباس کی دلربائی کا شکوہ حسن ہندی سے عام یا ہندوستانی پوشاک سے متغیر یا اثر پذیر ہو جاتا ہے جس نے ایک ولایتی باغ کے حسن بہار کے پورا عکس اپنی طبیعت کے فوٹوگراف کے ذریعہ سے ہندوستانی انھین حدود کے ایک خود آراستہ باغ مین اس خوبی بہار کے ساتھ چمن در چمن شاخ در شاخ گل تماشائیون کو دکھا دیا مین نے عارف معارف حقیقت جناب مولوی محمد یوسف علی شاہ صاحب گلشن آبادی سے جن کی طبیعت کے باغ و بہار مشاہدہ کرکے جنگلی بلبلون کی سی نغمہ پرور زبان کے لحاظ سے ان کے متوطن کو جس کی خاصیت یا ان کی ذات کی وجہ سے زینت آلودہ اور اسم با مسمی کر سکتے ہین مقت۔ اسے عارفان کاملین مین جناب مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کا شعر بشعر ترجمہ و شرح آٹھ برس کی عرق ریزی مین نظم و نثر کو انجام ہو پہنچایا اور با وجود اس التزام کے کہ ایک شعر کا ترجمہ حتی الامکان لفظ بلفظ ایک ہی شعر مین کیا ہے دلچسپی اور دلآویزی نظم مین کوئی نقصان نہین آنے دیا سچ ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واقعی یہ شریعت کا دستور طریقت کا ہادی کا مخزن معرفت کا آئینہ عجب خوش طالع ادا غریب شاہد ہے جس کا جلوہ حسن پر رنگ کی رنگ آمیزی سے دوبالا ہی ہوتا ہی چلا آتا ہے بغیر لباس ہوا تو ایسا دلکش ایسے ہی نازک خیال سخن شناس کے اہتمام سے اب اُس پوشاک پر زیور طبع سے آراستہ کیا تو ویسے ہی کامل فن نازک مزاجون کے مرتبہ شناسی ہے جس مطبع کا حسن طبع اس وقت روے زمین کی کتابون کے عنوان مین چاند کا دعویٰ کر رہا ہے جس کے کارخانہ مین کام کار پردازان کا حسن انتظام اس وقت نظم پروین کو شرمارہا ہے جس کے مطبع کے ادنیٰ ادنیٰ کاتبون کے سامنے بڑے بڑے اُن کتابون کے ورق مکتوب ہین جس کا سبز ہر بہشت مین اوراق فلک پر اپنا چھاپہ چھاپنے کا ارادہ کر رہا ہے یعنی ہنرمندان کے قدردان فطرتی اولوالعزم جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار نے بصرف کثیر پانچ سال کی مدت مین کمال صحت و زیبائی سے طبع کرایا اور بہ نظر بدین کہ سالکان سالک تصوف حضرت مصنف مدظلہ کی جانکاہی کی پوری پوری داد دیوین زیادتی مصارف حجم سے قطع نظر کرکے اس ترجمہ کو جاذب نظر چھپوایا الحمد للہ تعالے ذلک

عشق ہے در اصل ذات کبریا — حسن ہے در اصل نور مصطفےٰ
عشق کے پر جوش سے عالم ہوا — حسن کے پر جوش سے آدم ہوا
عشق کا عالم میں ہی سارا ظہور — حسن کا آدم میں ہی اظہار نور
عشق کا اور حسن کا ہے سب ظہور — عشق کا اور حسن کا ہی نام نور
کر تو اب تفصیل اس اجمال کی — تا کہ ظاہر سب پہ ہو نور نبی

عشق ہے دریائے ذات سرمدی — حسن ہے در صفات احمدی
عشق سے پیدا ہوا عرش برین — حسن سے پیدا ہوا فرش زمین
عشق سے اور عشق سے روحانیان — عشق سے اور حسن سے جسمانیان
نور نام اللہ محمد کا ہوا — اسلئے کہ حسن و عشق ہی ایک سا
اس غزل سے جان تو کچھ راز کو — ورنہ کیا جانے نیاز و ناز کو

غزل

شاہ کون و مکان بنا ہی عشق — جلوہ فرمائے کن ہوا ہی عشق
نور عرش برین و مہر زمین — ظاہر و باطنا بنا ہے عشق
حق جمیل و جمال کا محبوب — حسن کا جو کہ مبتلا ہے عشق
مثل احمد نہین ہی کوئی حسین — جس پہ اللہ کو آگیا ہے عشق
عشق ہادی و عشق مرشد ہے — عشق طالب و مدعا ہے عشق
عشق عاشق ہی عشق ہی معشوق — خود کے اوپر ہی خود فدا ہی عشق
حسن یوسف کا جو ہوا بھوکا — جون زلیخا اُسے بلا ہی عشق

ہادی راہ و پیشوا ہے عشق — طالبون کا خدا نما ہے عشق
اُسپہ ظاہر ہوا ہے حسن ازل — جسکی آنکھون مین بس گیا ہی عشق
کیون نہ چاہے خدا محمدؐ کو — پردہ دار اُنکا ہو گیا ہے عشق
اول آخر و ظاہر و باطن — عشق اللہ و مصطفےٰؐ ہی عشق
عاشقون کے لئے ہدایت ہے — جس جگر کے لیی دکھا ہے عشق
کیون نہ عاشق کو عشق سے ہو شفا — خود مرض عشق خود دوا ہے عشق
حسن یوسف کا جو ہوا خواہان — اُسکا عاشق خود ہو گیا ہے عشق

الف صلوا علی ادبی العربی — سید الانبیا روحی العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام — اس مدینہ کے چاند پر ہر دم

یہ روایت کرتے ہین سلطان جی — یعنی محبوب الٰہی دہلوی
آئینہ اک عالم لاہوت کا — پیدا کر کے خود ہوا جلوہ نما
عشقبازی سے تھا جو کہ مدعا — وان نہ کامل عشق کو آیا مزا
پھر سہ کر دو عالم ملکوت کو — لایا صورت مین کیا تسکین ہو
آخر اس پردہ مین جلوہ حسن کا — جس طرح چاہا تھا ظاہر ہو گیا
حسن کی خاطر جہان پیدا ہوا — عالم ناسوت کو مظہر کیا
ہے یہ سب تفصیل اس اجمال کی — جو مین لکھتا ہون میلاد نبی

جو کہ ذات پاک شاہ عشق نے — عشق بازی کرنا چاہی آپ سے
حسن کی صورت اُسے آئی نظر — دیکھ اُس کو ہو گیا مشتاق تر
عالم جبروت پھر ظاہر کیا — تا کہ تسکین ہو نہ پایا مدعا
جو نہ لذت پائی اُس صورت سے بھی — عالم ناسوت کی تخلیق کی
عشق کو تب حسن سے تسکین ملی — عشق بازی کی ہی یہ جلوہ گری
اسلئے لولاک اللہ نے کہا — مصطفےٰؐ کو تا ہونے وہ مبتدا
اس غزل سے جان حسن و عشق کو — تا نیاز و ناز ظاہر تجھ پہ ہو

غزل

دل مرا عشق سے پر نور ہوا خوب ہوا — خانہ ویران مرا معمور ہوا خوب ہوا
منظر حسن کو عشاق ہر اک دیکھے گا — عشق کو حسن جو منظور ہوا خوب ہوا

آتش عشق نے دل کو کیا روشن میرے | زنگ دل کا مرے کافور ہوا خوب ہوا
پردۂ حسن میں ملتا ہو ہر اک جا جو صنم | اس کے ملنے کا یہ دستور ہوا خوب ہوا
درد فرقت سے نہیں تھمتا ہے آنسو اک دم | چشم گریان میں جو ناسور ہوا خوب ہوا
سرمگین آنکھ میں پتلی کو دکھا نور کلیم | ڈھیلا آنکھوں کا اگر طور ہوا خوب ہوا
چشم غم دید سے تیرے سٹے وحدت ٹپکی | دید سے دیدہ جو انگور ہوا خوب ہوا
کیفیت ڈاک کی اب خوب نظر آئے گی | یہ نگین رخ کا جو بلور ہوا خوب ہوا
کفر و اسلام چھپا عشق میں یوسف تجھے | رات دن کا یہ غلش دور ہوا خوب ہوا

نہ کھٹکا دلسے یہ نرے

الف صلوا علی النبی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھوں درود اور سلام	اس مدینے کے چاند پر تو مدام
ہے حدیثوں میں یہ قول مصطفیٰ	کنت کنزاً مخفیاً حق نے کہا	یعنی اک نور اسنے باجملہ صفات	ظاہر اپنے سے کیا مانند ذات
سب شیونات اسمیں تو موجود تھے	پر نہ ظاہر خوب وہ اس سے ہوئے	دوسرے اس نے تجلی پھر کری	صبح کاذب کی طرح بس وہ بھی
گرچہ اعیان اسمیں بھی موجود تھے	حسب لخواہ پر نہیں ظاہر ہوئے	تیسرے اس نے تجلی کی وہاں	مثل دن کے ہو گیا سب کچھ عیاں
یعنی اعیان اور شیونات عیان	روح بن کر ہو گئے بالکل عیان	پہلا جلوہ عالم لاہوت تھا	دوسرا وہ عالم جبروت تھا
تیسرے ملکوت میں جلوہ کیا	دیکھا تب ارواح کو بس خوشنما	چشم نورانی میں ان سب کو لے کہا	اور الست بربکم سب کو کہا
یعنی اس رہ سے بنایا آپ کو	کہیں رب ہوں تمہارا جان لو	سب نے اس دم تب کہا قالو بلیٰ	یعنی تو رب ہے ہمارا اے خدا
صف بصف ہو کر اسے سجدہ کیا	کھل گیا سجدہ سے سب چھایا ہوا	جس نے سجدہ اول و آخر کیا	وہ مسلمان اور مسلم ہو گیا
جس نے سجدہ ایک اول کو کیا	پہلے مسلم بعدہ کافر گیا	جس نے سجدہ ایک آخر کو کیا	پہلے کافر بعدہ مسلم گیا
دونوں سجدوں سے کہ جو تھا حاصلہ	اول و آخر نہیں وہ کافر گیا	نور سے پھر نار کو پیدا کیا	نار سے پھر باد کو افشا کیا
باد سے پھر آب کو ظاہر کیا	آب سے پھر خاک کو باہر کیا	جسم آدم ان سے پھر پیدا کیا	اور اس میں روح کو لاکر رکھا
اس کو مسجود ملائک خود کیا	اور نفخت فیہ من روحی کہا	روح پیدا نور احمدؐ سے ہوئی	حق نے روح اپنی اسے کیسے کہی
سجدہ پہلے روح نے کس کو کیا	کون مسجود ملائک پھر ہوا	پس ہوا ثابت کہ نور احمدی	باصفات و ذات روح آدم کی تھی
نور احمد جبکہ نور حق سے ہے	روح آدم ہو گئی اللہ سے	نحن اقرب کہتا ہے وہ اسلئے	جسم آدمؑ کو کہ روح حق کی رکھے
نور اللہ کا ہے نور احمدی	نور احمد روح آدم کی ہوئی	حسن آدم زاد میں جبکہ وہی	جلوہ کرتا ہے سجانے پر کوئی
حسن کے جو راز سے ہیں آشنا	وہ ہیں بیشک عاشقان مصطفیٰ	بھید اسکا اس غزل سے جان تو	تا صفائی ہووے تیری جان کو

غزل

محمد کی حقیقت کو ذرا جانا نہ پہچانا | خدا سے انکو باطن میں جدا جانا نہ پہچانا

سراپا جلوۂ حق ہیں وہ نور ذات مطلق ہیں ۔ بشر کی شکل صورت میں گویا جانا نہ پہچانا
خدا کا نور احمدؐ میں بنا کر جسم کا پردہ ۔ ترسٹھ سال دنیا میں رہا جانا نہ پہچانا
فرشتوں نے انھیں سجدہ کیا تو شکل آدم میں ۔ مگر کچھ حسن کو اُن کے ذرا جانا نہ پہچانا
سنا حوروں نے پردہ سے اُس آواز الستی کو ۔ کہ کہتا کون ہے اس کو خدا جانا نہ پہچانا
احد کا بیخودی سے دیکھ تو ہمشکل احمد کو ۔ محمدؐ کو خودی سے گر جدا جانا نہ پہچانا
نظر کر حسن احمدؐ کو اسے یوسف چشم عشقی ۔ زلیخا کی طرح گر ظاہرا جانا نہ پہچانا

الف صلوا علی اولی العربی ۔ سید الانبیا روا لعجمی ۔ بھیج لاکھوں درود اور سلام ۔ اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

راوی لکھتا ہے کہ حسن عشق کا
جب کہ حسن و عشق کو ظاہر کیا
اس امانت کو اٹھائیں ہم اگر
پر نہ جانا پہلے حسن و عشق کو
پیدا اُن کے دل سے حوا کو کیا
جیسے پہلے عشق کو تسکین ملی
مرد کی صورت اگرچہ خاص ہے
گویا آدم عشق و حوا حسن ہے
جبکہ حوا سے ہوئے آدم جدا
آدم عشق و حسن سے بالا ہوا
پیدا آدم عشق بازی کو ہوا
مصطفےٰ کو ظاہر اللہ نے کیا

نور اُس خالق نے جب پیدا کیا
اور ہر عالم کے نہیں اُسنے لیا
ٹکڑے ٹکڑے ہو ہمارا جسم و سر
کہ یہ کیا ہے چیز اور کیا اس سے ہو
اُنکا تب جنت میں آخر دل لگا
ویسے ہی اس شکل سے تسکین ہوئی
لیک عورت بھی اخص الخاص ہے
حسن سے عشق اسلئے رغبت رکھے
تب یہ بھید آخر کو آدم پر کھلا
آدم حسن و عشق کا پتلا ہوا
ورنہ طاعت کو ملائک کم تھے کیا
اب کرے ظاہر خدا کو مصطفےٰ
اس غزل سے جان تو اس بھید کو

تب امانتدار اُس کے واسطے
آسمان و کوہ نے حق سے کہا
بوجھ بھاری تب وہ آدم نے لیا
گرچہ جنت میں تھیں ساری نعمتیں
گویا اُن سے حق نے صورت حسن کی
اس لئے ہوتا ہے عورت کو حیا
حسن جو کہ عشق کو مرغوب ہے
سارا عالم پیدا حسن و عشق سے
کہ جہان اس حسن کی خاطر بنا
عشق سے انسان ہوا ہی بس شریف
ہے وہ عشق و حسن نور احمدی
بھید حسن و عشق کا اُس پر کھلا
تا سمجھ انسان کی کچھ قدر ہو

اک ہوا درکار تا کہ اُسکو دے
کہ یہ ہم سے بوجھ بھاری کب اٹھا
آگے حق کے ظالم و جاہل ہوا
پر نہ تھیں آدم کو اس سے فرحتیں
پیدا کرکے عشق کو تسکین دی
مرد سے کہ حسن سے لاتا ہی تاب
مرد کو زن اس لئے محبوب ہے
جو نہ جانے وہ نہیں انسان ہے
اور کیا مجکو بھی جنت سے جدا
حسن سے انسان ہوا ہی بس لطیف
جسم میں کرتا ہے وہ جلوہ گری
جس کے رہبر انبیا رو دلبیا

غزل

شکل انسان میں چھپا ہے تن و جانان یا ہو ۔ جلوۂ ذات خدا ہے تن و جانان یا ہو
اس لئے مظہر نیرنگ ہوا ہے عالم ۔ رنگ میں رنگ ملا ہے تن و جانان یا ہو
مظہر نور خدا ہے جو محمدؐ کا ظہور ۔ نور احمد سے بنا ہے تن و جانان یا ہو
چاند سورج کی ضیا سے ہے جہان سب روشن ۔ کوئی کیا جانے کہ کیا ہے تن و جانان یا ہو

اب مجھے شک نہیں اثبات ونفی پر اپنی	کلمہ گو یوں سے بنا ہے تن وجانان یا ہو
شمع فانوس مین روشن ہے بدن کے اندر	نور مین نور بھرا ہے تن وجانان یا ہو
یوسف اپنا چشم حقیقت کو ذرا کھول کے دیکھ	ذات حق جلوہ نما ہے تن وجانان یا ہو

الف صلوا علی ادنی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام
راویون نے ہی روایت مین لکھا	نور احمد منتقل ایسے ہوا	یعنی جب کہ پہنچا وہ آدم تلک	کر دیا آدم کو مسجود ملک
شیث کو جبکہ وہ آدم سے ملا	جانشین آدم کا اس کو کر دیا	شیث سے جب وہ ملا ادریس کو	داخل جنت کیا ادریس کو
نوح کو ادریس سے جبکہ ملا	اس سے بیڑا پار نوح کا ہو گیا	نوح سے جب پایا ابراہیم نے	ہو گئی گلزار نار اس نور سے
جب کہ اسمعیل نے پایا وہ نور	تب رہا آخر وہ قربانی سے دور	مطلب ہاشم و عبداللہ تک	منتقل ہو کر وہ آیا یک بیک
پاک پیٹ اور پاک پیٹھ انکی ہوئی	اور انھین کعبہ کی سرداری ملی	گرچہ دکھتے تھے وہ ظاہر کفر سے	پر بقول مصطفے وہ پاک تھے
کیونکہ ظاہر پیٹ پیٹھ حضرت کہین	اسپیے اجداد دون کو جانو پاک ہین	حقیقت انکی جانے وہ کوئی	کھل گیا ہے جسپہ سر احمدی

غزل

نور احمد کو جا بجا دیکھا	کہین شامل کہین جدا دیکھا	کہین آدم تھا اور کہین تھا شیث	کہین ادریس یا جبا دیکھا
کہین تھا نوح اور اسمعیل	کہین جلوہ خلیل کا دیکھا	کہین عبد مناف اور ہاشم	اور کہین مطلب بنا دیکھا
کہین تھا آمنہ و عبداللہ	اور کہین شکل مصطفے دیکھا	جبکہ عبداللہ سے ہوا پیدا	خاص بندون کا پیشوا دیکھا
	کیون نہ ہو امر یاس اے یوسف	آمنہ جا بیاب مجتبے دیکھا	
تا بعبداللہ اجداد نبی	خوبصورت اور شکیل آئے سبھی	حسن احمد کا تھا یہ سارا ظہور	کہ چمکتا تھا ہر اک سے آب نور
گویا سب خاکے تھے اس تصویر کے	اور بھر رنگ ان خاکون کے تھے	اس لئے مجمع نبی احمد ہوئے	اس لئے مرجع نبی احمد ہوئے

غزل

ظہور خدا سے جو شکل محمد	ہے ہر شکل سب کے وہ شکل محمد	بنائیں بہت صورتین انبیا کی	نبی تب وہ آخر کو شکل محمد
سمائی ہو اس شکل مین سبکی صورت	ہے مجمع نبی دیکھو شکل محمد	صفات انبیا کی اسی مین ہی ظاہر	کہ منبع ہے سب کی وہ شکل محمد
	کھلے حسن کا راز اسیر اے یوسف	کر آنکھون مین جسکی ہو شکل محمد	
ایک صوفی معترض سنکر ہوا	نور احمد منتقل کیون کر ہوا	نور احمد سے تو سب عالم بنا	نور احمد کیسے آدم مین گیا
جزو مین کل ہرگز آ سکتا نہین	بحر قطرہ مین سما سکتا نہین	نور وہ گر جملہ آدم مین گیا	با ہر عالم کیسے آدم سے گیا
گر رہا باہر تو نور احمدی	آیا آدم مین وہ تھوڑا نہ سبھی	جسم احمد مین وہ نور احمدی	تا فصل اس عالم مین آئے گیا جی

جان تو اس بات کو اے مدعی
نور کی تقسیم سے نے ہوتی کبھی

جو بسیط ہو وہ نہین قسمت پذیر
تیری کج فہمی ہے اے نادان فقیر

نور احمد کا تھا با جملہ صفات
تھے شیونات اور اعیان اسکے ساتھ

ہر شیونات اس سے باہر ہوگیا
نور احمد اُس کے اندر ہوگیا

جیسے اندر نور ہے خورشید کے
اور نکلا نور ہین خورشید سے ہے

قرص خور کی کچھ نہین قسمت ہوئی
یہ حقیقت مصطفےٰ کے نور کی

یا کہ خط نقطہ کے اندر ہی نہان
نقطہ پنہان ہو جو خط ہوئے عیان

تا کہ ہمراہی ہے روغن شیر کے
اور نہین کچھ شیر سے روغن جدا ہے

لیکن آدم سے وہ نور احمدی
مصطفےٰ کے جسم تک آیا سبھی

ہان شیونات اُس سے ظاہر ہوگئے
جو کہ اندر تھے وہ باہر ہوگئے

بھید اسکا آنکھ کی تل اوٹ ہی
یہ وہ جانے چشم باطن جب کھلے

اس غزل سے جان تو اس راز کو
تا کہ راز حق سے واقف کچھ تو ہو

غزل

گلاب ریز تھا پہلے گلاب کے اندر
گلاب بیش ہے اب تو گلاب کے اندر

حباب سب کی نظر مین ہے آب کے اندر
ہے آب دید مین اپنی حباب کے اندر

یہ قال حال فقیرون کا حال قال نہین
کہ حال قال نہین ہے کتاب کے اندر

خدائی کیون نہین حاصل ہو خاکسارون مین
بھرا ہے گنج خدا بوتراب کے اندر

خدا کی باتین وہ کرتا ہے ہم سے در پردہ
ہمین کچھ اور ہی شک ہو حجاب کے اندر

عذاب ہوگئی دنیا ہوا ہے جنت مین
پڑے ہین شیخ جی اپنے ثواب کے اندر

جفاے دوست سے یوسف عزیز مصر ہو
خطاب ملتا ہے آخر عتاب کے اندر

یہ روایت فاطمہ زہرا سے ہی
تھی مین خدمت مین رسول اللہ کے

آپ نے ازراہ شفقت کے اُٹھا
اپنا عمامہ میرے سر پر رکھا

چشم باطن اُس سے میری کھل گئی
کشف عالم ہوگیا مجھپر سبھی

دیکھا میرا جسم کل عالم مین ہے
ناری اور ساری نہ خاکی کوئی ہے

جبکہ آل مصطفےٰ کا ہو یہ حال
پھر رسول اللہ مین کیا قیل و قال

غزل

جب آنکھ کھل گئی مجھے وحدت نظر پڑی
باطن مین احد و احمدی صورت نظر پڑی

کہتا ہی اب حباب یہ دریا سے دمبدم
کھلتے ہی آنکھ کے تری عظمت نظر پڑی

مرنے کے بعد زندگی جاوید کی ملی
جاتا تھا زندگی جسے غفلت نظر پڑی

ڈوبا پڑا ہے بحر وحدت کے سیحان
گرچہ مثال موجون کی کثرت نظر پڑی

خود کو فنا کیا تو دکھا نور مصطفےٰ
یوسف جہان کی یہ نہایت نظر پڑی

الصلوا علی النبی العربی
سید الانبیا و العجمی

بھیج لاکھون درود اور سلام
اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

جبکہ عبداللہ کو ہوا تھا شباب / نور احمد سے ہوا ابا آب و تاب
یوسف ثانی تھا گویا حسن مین / مصر کی سب تھین خریدار عورتین
وہب نے تب چاہا عبداللہ کو دون / چاند کو سورج سے مین باہم کرون
شادی عبداللہ کی کرنا ہے ضرور / مفسدہ تا عورتون کا ہووے دور
ہو گئین سو جان سے عاشق اپنی وہ / دیکھا اُنہین جو ظہور حسن کو
جس کے مان اور باپ ایسے ہون حسین / کیون نہو محبوب رب العالمین

عورتین کرتی تھین اکثر خواہشین / کہ نکاح اُس ماہ انور سے کرین
آمنہ تھین جو کہ بیٹی وہب کی / حسن مین لاثانی دولت سے غنی
جبکہ عبدالمطلب نے یہ سنا / اپنی بی بی فاطمہ سے بس کہا
وہب کے یان فاطمہ جبکہ گئین / آمنہ کو دیکھا از بسکہ حسین
مانگی لڑکی وہب بھی راضی ہوا / دونون نے سامان شادی کا کیا
کیونکہ تک حسن و عشق کی وصل مین / نور اللہ ہین با طرف وصل مین

غزل

محمد سا کوئی نہین خوبرو ہے / کہ یوسف کو جسکی بہت جستجو ہے
محمد کے یان پیرہن سارے تماشے / خدا کے یہان ہمنے دیکھا او بیٹھے
حقیقت سے جو دل ہے آگاہ یوسف

کوئی ہمکلام اُنسے کیا منھ کہ ہووے / کلام خدا اُنکی سب گفتگو ہے
لبھاتی ہے دل کو یہ آواز کس کی / خوش آواز ثانی ہے نے خوش گلو ہے
وہ ہر گل مین پایا تا محمد کی بو ہے

الف صلوا علی اولی العربی / سید الانبیاء والنبی
بھیج لاکھون درود اور سلام / اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

الغرض کہ شادی عبداللہ کی / آمنہ خاتون سے جبکہ ہوئی
جبکہ باہم مل گئے وہ نیرین / جوش حسن و عشق آیا جانبین
حب کمال آتا ہے حسن و عشق کو / راز کھلتا ہے نہین چھپتا ہے وہ
یعنی وہ نور محمد مصطفے / جو کہ مطلق تھا مقید ہو گیا
چاند مین سورج سے جو آتا ہے نور / انکی ظلمت کو وہ کر دیتا ہے دور
سارے بت روئے زمین گر گر گئے / خود ہی منہ نجات سے انکے پھر گئے
آمد آمد جب ہوئی اُس شاہ کی

مر گئین اکثر عرب کی عورتین / رشک سے جنکو کہ تھین بس خواہشین
عشق نے چاہا کہ ہو پردہ دری / حسن نے چاہا کہ ہو پوشیدگی
بس نتیجہ ہو گیا اُسکا عیان / عشق کیونکہ حسن صفری تھا نہان
بس نکلکر پشت عبداللہ سے / آمنہ خاتون مین آیا جسم لے
کفر کی ظلمت کو بس اِس ماہ نے / دور زائل کر دیا آفاق سے
نور سے معمور عالم ہو گیا / در ہر اک جنت کا دروازہ کھلا
اک بہار عالم مین پیدا ہو گئی

غزل

عشق احمد کیون نہووے دلپہ طاری ان دنون / باغ حق مین چل رہی باد بہاری ان دنون
تک رہی ہے آنکھ اُس کو نرگس بیمار کی / چشم حیران سے ہے ظاہر انتظاری ان دنون
آئینہ رویون مین دکھتا ہے جو عکس روئے یار / کیا لگا تیر نگہ اب دلپہ کاری ان دنون
یاد ہم تمکو کرین اور تم نہ پوچھو کچھ ہمین / رہ گئی کیا یہ ہی صاحب دستاری ان دنون
پوچھتا کوئی نہین حال زلیخا مردہ دل / حسن یوسف کا ہے چرچا یا نیہ جاری ان دنون

الف صلوا علی ادی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام
حاملہ جب آمنہ خاتون ہوئی	پانی برسا اور گرانی سب گئی	اس برس ہر ایک کے لڑکا ہوا	اور درخت خشک مین میوہ لگا
پر سفر دنیا سے عبد اللہ نے	آپ سے پہلے کیا افسوس ہے	رنج تھا سب کو ہوئے احمد یتیم	گرچہ رکھتا قدر ہے دُرِّ یتیم
پر خدا کی اسمین حکمت تھی نہان	کہ نہ رکھتا باپ کو اندر جہان	ظاہرا حکمت یہ تھی کہ زندگی	بس تھی عبد اللہ کی نور احمدی
رحم مادر مین جب آئے وہ جسیم	مرگئے مرحوم باپ اور خود یتیم	گویا نور احمدی سے جیتے تھے	جان کی جا نور احمد رکھتے تھے
راز گر میلاد احمد کا لکھون	سامعین کو ہوئے حیرت اور جنون	خوب کہتا ہے یہ راز معنوی	پردہ میلاد مین تو یوسفی

غزل

میلاد محمد کا بیان ہو نہین سکتا — اک راز نہان ہے کہ عیان ہو نہین سکتا

دل چاہتا ہے محفل مین بیان کچھ تو کرون راز — پر کیا کرون ہمراز جنان ہو نہین سکتا

پروانہ کے مانند جلا عشق نبی مین — پر شمع صفت راز نہان ہو نہین سکتا

جون اہل عرب کرتا مین میلاد کی محفل — پر کیا کرون افسوس نہان ہو نہین سکتا

میلاد نبی مین کہا کل راز حقیقت — اب اس سے سوا ذکر زبان ہو نہین سکتا

دل زندہ کیا کرتی ہے تذکیر محمد — پر تجھ سے ہمیشہ مرجان ہو نہین سکتا

میلاد کے پردہ مین وہ لکھتا ہو حقیقت — یوسف کی طرح تم سے بیان ہو نہین سکتا

الف صلوا علی ادی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام
آمنہ کہتی ہین مجکو حمل کے	چھ مہینے تک نہ کچھ آثار تھے	خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے کوئی	حاملہ تو فخر عالم سے ہوئی
جبکہ پیدا ہو تیرے طفل نکو	بس محمد نام رکھنا اس کا تو	حمد بس ثابت محمد پہ ہوئی	کہ یہ کل تعریف ہین اللہ کی
آگہی ہوتی ہے جو تعریف سے	مصطفے پہچان حق کی ہو گئی	اس لئے اللہ نے از خود رکھا	نام اُنکا بس محمد مصطفے
صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے سوا	کون کرتا ہے یہ تعلیم و ہدا	کیونکہ ہیدی اللہ کہتا ہے خدا	مت ہدایت جانو تم حق کے سوا
ماہ ربیع الاول آیا اور ہوا	بارھوین تاریخ جو دن پیر کا	عالم افلاک مین ہل چل پڑی	عالم جنات مین کھلبل پڑی
جنتون کے سارے دروازے کھلے	دوزخون مین قفل بھاری پڑ گئے	بس منادی اور ندا کرنے لگا	کہ خبردار آتے ہین خیر الورا
اور فرشتون کے لگے سب ہاو ہو	دینے آپسمین ہر اک کو خوش خبر	آسمان ٹھہرا ہوا بس رک گئی	تھم گیا پانی و آتش بجھ گئی
آسمان پر سب ستارے تھم گئے	اور نحوست سے وہ بالکل چھپ گئے	باہزاران شوکت و جاہ و جلال	اور لاکھون تمکنت و عز و کمال
احمد مرسل محمد مصطفے	پیدا عالم مین ہوئے صل علی	اٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو	اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو

غزل

طلوع مہر نبوت سے خوش جہان ہے آج — شعاع نور سے اُس کے پر آسمان ہے آج
فضائے عرش برین کیون نہووے عرش برین — کہ لامکان کا مکین صاحب مکان ہے آج
جہان کیون نہین گھر کو خدا کے اب پوجے — خدا کے گھر مین جو میلاد شہ جہان ہے آج
سنا ہے جب سے کہ پیدا ہوسے رسول خدا — خوشی سے پھولا سماتا نہ انس و جان ہے آج
سیاہی کفر و ضلالت کی کب رہے باقی — نبی کے نور سے معمور دو جہان ہے آج
جہان مین جو کہ دکھاتی ہے صورت رحمت — خدا تمام خلائق یہ مہربان ہے آج
درود بیٹھ کے اب پڑھ تو اس جگہ یوسف — ظہور نور محمد کا جو بیان ہے آج

صل یا رب علی خیر الانام — الف مرۃ ثم مثلہا السلام
بھیج تو یا رب درود ہم سلام — مصطفےٰ پر آل پر سکی مدام

مبارکباد

جلوۂ مصطفےٰ مبارک ہو — رحمت کبریا مبارک ہو
تیرہ والّیل سے ہوا پیدا — نور شمس الضحیٰ مبارک ہو
ہاجرہ آمنہ سے کہتی تھین — تجھ کو بچہ ترا مبارک ہو
مطلب سے ہر ایک کہتا تھا — احمد مجتبیٰ مبارک ہو
گھر مین اللہ کے ہوا پیدا — مالک دوسرا مبارک ہو
دوست خوشحال و دشمنان پامال — ہے یہ میری دعا مبارک ہو

آئے عالم مین جو شہ والا — جشن میلاد کا مبارک ہو
نخل امید مین ثمر آیا — مرحبا مرحبا مبارک ہو
زچہ گیری ہر ایک گاتی تھی — پھولو پھیلو سدا مبارک ہو
نام ہاشم کا اس سے چمکے گا — یہ دُر بے بہا مبارک ہو
باغ دنیا کا ہو تر و تازہ — ہے یہ باد صبا مبارک ہو
مانگ اسوقت یہ دعا یوسف — تیرا میلاد تا مبارک ہو

سلام

السلام اے بادشاہ دو جہان — السلام اے سرور کون و مکان
السلام اے رحمۃ للعالمین — السلام اے مقتدائے مرسلین
السلام اے نور اللہ السلام — السلام اے عرش کے مہ السلام
عشق دنیا مین میرا حامی بنے — عشق عقبیٰ مین میرا حامی بنے
عشق کے ہمراہ دنیا سے چلون — عشق کے ہمراہ مین تم سے ملون
عشق سے ہون یار میرے باصفا — عشق سے ہو آل میری باوفا
لو سلام اب یا محمد لو سلام

السلام اے انبیا کے پیشوا — السلام اے اولیا کے رہنما
السلام اے شافع روز جزا — السلام اے حامی اہل سزا
عرض اس بندے کی اب ہووے قبول — حسن کی ہو وے دیدار رسول
عشق دنیا مین مجھے رکھے عزیز — عشق عقبیٰ مین مجھے دیوے تمیز
عشق دنیا مین مرا دلدار ہو — عشق عقبیٰ مین مرا دیدار ہو
عشق یوسف کو کرے عاشق نبی — حسن یوسف کو کرے یا نگاہ عشق
آپ پر یوسف کا ہو ہردم سلام

الف صلوا علی اولی العربی — سید الانبیاء دو العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام — اس مدینہ کے چاند پر ہر دم

جبکہ دنیا میں محمد مصطفےٰ
دین کے نقارے عالم میں بجے
دور ظلمت کی خزاں ہوئی ایکبار
تین شخص آئے وہاں پر غیب سے
جامہ پہنا کر کے حضرت سے کہا
صاف آلایش سے دنیا کی ہے
جسم نورانی ہے شعلہ شمع کا
اس طرح تھا جسم احمد کا حلیم

جلوہ فرما آئے با عز و علا
احمدی جھنڈے سے کفر ہر جا ہوئے
... ربیع کا آیا اور چمکی بہار
طشت جامہ اور صراحی کو لئے
علم اول آخر آپ ہی کو ملا
ظاہر و باطن کیا اللہ نے
شعلہ کٹ سکتا نہیں ہے ظاہرا
علم دیتا تھا خدا اسکا وہ کلیم
یہ غزل پڑھتا تھا ہر اک شوق سے

نور سے معمور عالم ہو گیا
آگ فارس کی قدیمی بجھ گئی
یہ روایت آمنہ خاتون سے ہے
پس محمد کو بٹھا کر طشت میں
یعنی آب نور سے اس نور کا
جسم اطہر شمع کی مانند تھا
خانہ تاریک کو روشن کرے
ورنہ پاک آیا تھا تن انکا یہاں
جب محمد پیدا عالم میں ہوئے

کفر کی ظلمت کو زائل کر دیا
پھر سا دا کی گئی بالکل تری
کہ محمد جس گھڑی پیدا ہوئے
سات بار ان سب نے نہلایا انھیں
غسل دیکر جسم نورانی کیا
اس لئے نکلا تھا پتلا آپ کا
علم ہر اک شے پہ ہر اک کو وہ دے
غسل کی حاجت نہ تھی اندر یہاں

غزل

غسل گل آج ہے گلشن میں خبر آئی ہے
گل میں شبنم کو لیا کر کے صبا لائی ہے
شادیانوں کے بجانے کی یہ نوبت پہونچی
کہ چمن میں گل شبو کی بھی شہنائی ہے
گل کھلا ہے یہ عجب آج خدا کے گھر میں
گویا گلشن میں نئے سر سے بہار آئی ہے
انگلیاں چٹکیں جو کلیوں کی بلائیں لیتے
زال دنیا نے کہا عمر کی افزائی ہے
سرو قد باغ میں شمشاد کھڑے ہوتے ہیں
قمریوں نے یہ غزل شوق سے جب گائی ہے
گلشن آباد ہوا اس سے کہیں مرغ چمن
کہ سدا ہم نے جو گلشن میں یہ اٹھائی ہے
مانگ یوسف تو دعا گل کے سدا آنے کی
آجکل تیری خدا کے وہاں شنوائی ہے

الف صلوا علی اولی العربی
سید الانبیاء والعجمی
بھیج لاکھوں درود اور سلام
اس مہینہ کے چاند پر تو مدام

آپ کی پھوپھی صفیہ کہتی ہیں
دوسرے پھر آپ نے کلمہ پڑھا
چوتھے نہلانا جو چاہا تو سنا
اور چھٹے مہر نبوت پشت پر
امر رب فرمان تن میں ہے بھرا
تاکہ اس فرمان تن کو دیکھکر

چھ عجب چیزیں دیکھیں اس رات میں
اشہد ان لا الہ کو کہا
کہے کوئی پاک آیا مصطفےٰ
صبح کے تارے کی نسبت جلوہ گر
قول حضرت تب کلام اللہ ہوا
لائیں سب ایمان رسول اللہ پہ
راز اس مولود کا اس پر کھلا

ایک یہ کہ سجدہ حضرت نے کیا
تیسرے اک نور نے جلوہ کیا
پانچویں ختنہ کئے تھے مصطفےٰ
گویا یہ فرمان حق پر مہر تھی
جسم اک فرمان نبوت کا ہوا
کھل گیا یہ چمکے اور حسن نور
مصطفےٰ کا جو ہوا عاشق ہوا

امتی یا امتی اول کہا
آمنہ کا گھر اس سے روشن ہوا
اور نال انکا تھا قدرت سے کٹا
روح تن میں امر ربی جو ہوئی
اس سند پہ مہر کرتا ہے خدا
جو ہو دشمن اور منافق لیس ہے

غزل

ہے مولود احمد سنانے کے قابل
یہ دولت نہیں ہے چھپانے کے قابل

تڑپتا ہے دل دیکھنے کو ہمارے
دکھا دو میں گر ہوں دکھانے کے قابل

نہ دیکھی کبھی ایسی صورت پیاری
یہ صورت ہے پیار و لبھانے کے قابل

چلو آج محفل میں جھانکیں نبیؐ کو
یہ محبوب ہے دل لگانے کے قابل

شفا اپنے یوسف کو دو یا محمدؐ
مرض اب نہیں ہے بڑھانے کے قابل

الف صلوا علی اولی العربی	سید الانبیا روا لعجمی	بھیج لاکھوں درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پر تو مدام
راوی لکھتا ہے جب آئے مصطفےٰ	غیب سے آتی تھی ہر دم یہ ندا	دودھ ایسا جو پلائے اب تمہیں	دیں جو دنیا کی وہ پائے نعمتیں
تب لگے آپس میں لڑنے سب چرند	اور لگے تکرار کرنے سب پرند	غیب سے آواز آئی مت لڑو	یہ ملی دولت حلیمہ سعد کو
ہے یہ ثابت دودھ حضرت نے پیا	سات دن تک آمنہ خاتون کا	بعدہٗ بی بی حلیمہ کا پیا	اور وطن سے بھی ہو وہ خود جدا
تاکہ غربت اور یتیمی سے بڑھے	مرتبے اس گوہر شہوار کے	اور حلیمہ کا پیا دودھ اس لئے	تا حلیم الطبع وہ سلطان بنے
کیونکہ ہوتا ہے اثر بس دودھ کا	تن کو جو ہو دودھ سے نشو و نما	دودھ سیدھی چھاتی کا خود ہی پیا	اور الٹی کا رضاعی کو دیا
سیدھی چھاتی سے پیا دودھ اسلیے	تاکہ قوت روح کو اس سے ملے	کہ اثر ہے روح کا سیدھی طرف	اور اثر ہے نفس کا الٹی طرف
روح کو جو پرورش منظور تھی	نفس سے اسوقت میں تھی دشمنی	دو مہینے کے محمدؐ جب ہوئے	گھٹنوں گھٹنوں آپ بس چلنے لگے
تین مہ کے خود کھڑے ہونے لگے	چار مہ کے پاؤں سے پھرنے لگے	چھ مہینے کے لگے بس دوڑنے	دس مہینے کے لگے بس کھیلنے
تھا عناصر کی یہ کوشش سے عیاں	کہ انھیں اکدن میں کر دیجیے جوان	بشریت پیش نظر تھی اس لیے	ایکدن میں ایک برس کی رہ چلے
بات کرنے کا ارادہ جب کیا	کلمۂ توحید کو پہلے کہا	جب کہ قوت نطق کی پیدا ہوئی	نام پر حق کے زبان گویا کھلی
کیوں کلام حق نہو انکا کلام	کہ نکلتا انسے حق ہے لا کلام	بس اثر ہے نام میں انکے بھرا	کہ کرے بیتاب ہر اک کو سدا

غزل

زباں سے نام احمدؐ کا مرے جب دم نکلتا ہے
ہوا سے شوق سے سنکر ہر اک کا دم نکلتا ہے

نہ جانا بھید اسکا ہر کسی نے جسم انساں میں
احد احمدؐ سے دم میں کس طرح باہم نکلتا ہے

مجنوں کو راستی پر کھینچکر اسلام لاتا ہے
کہ جیسے زلف کا شانہ میں بل و خم نکلتا ہے

کلام حق ہے جو کلمہ کہ انکے منہ سے نکلا ہے
تو اس کلمہ کا معنی ہر کسی سے کم نکلتا ہے

زلیخا کیطرح یوسف نہیں ہے جو بن عشق احمدؐ میں
لگی کو جیب میں جو کرتا ہوا ماتم نکلتا ہے

الف صلوا علی ادنی العربی	سید الانبیا روا لعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
تیسرا جب کہ برس پورا ہوا	بی حلیمہ سے یہ حضرتؐ نے کہا	بھائی میرے دنکو جاتے ہین کہان	بولی جاتے ہین چرانے بکریان
بولے مین کمتر ہو نہین ابُ نسے کیا	کہ نہ مجھسے کام یہ تم نے لیا	عذر و حیلے اُنسے از بسکہ کیے	نے اُنھون نے مانا ساتھ اُنکے گئے
پس چرائین ایک مدت بکریان	بھید اسکا کب کسی پر ہی عیان	فعل اکثر انبیا نے یہ کیا	بھید اللہ کا ہے اسمین بس بھرا
ظاہرا تعلیم ہے کہ سیکھ لے	اس طرح امت کی چوپانی کرے	شرع کی لاٹھی سے تا بز دل ڈرین	اور چراگاہ جنان کی راہ لین
کیونکہ انسان بھی سکے ہیں بہتر حال	ایک کو دیکھ ایک کرتا ہے خیال	ایک دن آیا حلیمہ کا پسر	رویا اور بولا کہ جلدی بے خبر
لے گئے دو شخص آکر کوہ پر	اور کیا احمدؐ کا بس شق صدر	جب حلیمہ پہونچی اور دیکھا اُنھین	رنگ زرد اور دیدہ حیران کھین
پوچھا کیا ہی حال ای بچہ تیرا	مصطفےؐ بولے ای مادر مشفقہ	آسمان سے آنکر دو شخص نے	شق کیا سینہ مرا اس کوہ پے
دل کو دھویا آب رحمت سے میرے	اور کیا بس پاک دنیا سے مجھے	یعنی دل سے کی سیاہی کو جدا	اور دل مین نور کو میرے بھرا
اور کہا حصہ یہ تھا شیطان کا	وسوسہ شیطان کا تم سے گیا	ہاتھ پھیرا جبکہ سینہ پر مرے	چاک سینہ مل گیا چھوڑا مجھے
پس خدا نے صاف دل انکا کیا	تا بخوبی ہووے جلوہ حسن کا	کیونکہ برقعہ خاک کا گر ہو کثیف	نور باہر جیسے ہو شمع لطیف
اس لئے فانوس تن کو بس ملا	تاکہ اُس مین حسن کی ہو شے جلا	عشق کو اُس سے فزون لذت ملے	اور جہان اس نور سے روشن ہے
اس لیے حسن ملیح مصطفےؐ	کرتا تھا بے چین سب کو ظاہرا	اور حس کی چشم باطن بھی عیان	غیبیت دیکھی تھی انکو بس نہان
اس لیے حضرتؐ نے بھی ظاہر کیا	کہ انا احمدؐ بلا میم اس جگہ	بھید اُسکا اس غزل سے جان لو	کہ وہ فرماتے ہین راز عشق کو

غزل

ہر دم چشم خدا ہون متنا ہا یا ہو
دیدہ حق جلوہ نما ہون متنا ہا یا ہو

تار تنبور ہون دم سے مین بدن مین گویا
دست قدرت سے بجا ہون متنا ہا یا ہو

مین خود آمین ہون خدا مجھ مین ہے ظاہر باطن
ذات مطلق مین بنا ہون متنا ہا یا ہو

عکس آئینہ ہون اور صورت آئینہ ہون
کہ فنا اور بقا ہون متنا ہا یا ہو

فرق نقطہ کا مین رکھتا ہون پہ یکسان لیکن
نہ خدا ہون نہ جدا ہون متنا ہا یا ہو

الف صلوا علی ادنی العربی	سید الانبیا روا لعجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام
جب برس پچیس کے حضرت ہوئے	حسن کا آیا شباب اُس ماہ پے	خط کا ہالہ چہرہ پر پڑنے لگا	بدر کامل وہ قمر ہونے لگا
پس ابوطالب نے کی اک دن صلاح	عاتکہ سے بیت کرون انکا نکاح	بولے بوطالب محمدؐ مصطفےؐ	گر رکھین تکلیف اپنے پر روا
کہ خدیجہ کا تجارت کے لئے	مال جاتا ہے جو جانب شام کے	مصطفےؐ راضی ہوئے اس بات پے	اور خدیجہ پاس بلوائے گئے

یعنی مضغہ اور علقہ اور جنین　　ہوتے ہر چالیس دن مین کاملین
اس لئے چالیسوین سال آپ کو　　مرتبہ پہونچا نبوت کا ستو
ایک دن غار حرا مین جبرئیل　　آپ کے پاس آ گئے رحمن جلیل
تب دبوچا لے بغل مین آپ کو　　تین بار اور یہ کہا اقرا پڑھو
اس کو کہتے ہین توجہ صوفیان　　کہ اثر روحی ہو جان کے درمیان
کی توجہ تین دن جبرئیل نے　　تھی وہ پہلے اسکا سی آپ پے
بوجھ سے وحی کے بدن لرزان ہوا　　اور ترسان گھر کو آئے مصطفےٰ
نعمت باطن کو ایسے اولیا　　دیتے ہین اپنی توجہ سے سدا
اس غزل سے جان تو اس راز کو

اور رہا اب عمر کے چالیس سال　　ہین ہر اک درجہ مین تا پایۂ کمال
آپ جو غار حرا مین پیشتر　　کرتے تھے جا کر عبادت رات بھر
اور کہا کہ تم پڑھو یا مصطفےٰ　　آپ بولے مین ہون امّی بے پڑھا
آپ نے اُسوقت اقرا کو پڑھا　　پر تمام اندام مین لرزہ پڑا
اسکو یون لکھتے ہین شہ عبد العزیز　　اُن کی جو تفسیر ہے فتح العزیز
اور القائی تھی یہ پر وہ دوسری　　اور وہ تھی اتحادی تیسری
بس ملا تاج نبوت آپ کو　　اور رسالت کا بھی خلعت آپکو
اُسکو کہتے ہین نظر اور دم عوام　　یہ تصرّف روح کا ہے اے غلام
کون سمجھے ہے نیاز و راز کو

غزل

دم سے بسا ہے ملک خدا کا تو دم سمجھ　　آدم اسے نہ سمجھے تو جا تو ہے کم سمجھ
کرتا ہے کون تجھ سے یہ دریدہ گفتگو　　سنتے ہین کان تیرے و بازیر و بم سمجھ
آنکھین دکھاتی ہین جو تماشا خدائی کا　　گر دیدہ تجھ کو ہے تو اسے جام جم سمجھ
بت کو شریک حق کا سمجھتے ہین کلمہ گو　　پر یہ کلام حق ہے کہ حق کو صنم سمجھ
آرام گر تو چاہے ہمیشہ عدم مین ہے　　یوسف وجود ہستی کو اپنی عدم سمجھ

الصلوٰۃ علی النبی العربی　　سید الانبیاء و العجمی　　بھیج لاکھون درود اور سلام　　اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

لکھتے ہین جو راویان باخبر　　ظاہر ہین معراج کے اکثر اثر
مرتبہ اُن کو بڑھانے کے لئے　　حق نے بلوایا انھین اسواسطے
اصل مین یہ عشق کی معراج ہی　　تم سنو کہتا ہون راز عشق سے
اور ہر اک عالم مین ہر اک تک تک　　بس اُٹھائے عشقبازی کے مزے
جیسے معشوقون کو عاشق اپنے　　لاتے ہین با عزو جاہ و کرو فر
ایک نقطہ یاد آیا اس جگہ　　لکھتا ہون مین عاشقون کے واسطے
بحر کوزے مین سما سکتا نہین　　جزو مین کل ہرگز آ سکتا نہین
کہتا عالم ہے کہ معراج نبی　　آسمان پہ جسم سے ظاہر ہوئی
قول دونونکا صحیح اور ایک ہے　　ہے تنازع لفظی یہ طرفین سے

پر حقیقت مین ہے یہ اس طور سے　　کہ محمد جب نبوت پا چکے
کہ نبی کو آگہی ہووے تمام　　اور پہچانین اُنھین سب خاص و عام
یعنی شاہ عشق نے حسن نبی　　پیدا کر کے اسکو دی جلوہ گری
عشق کو ہے وصل کی تسکین ہو　　بس بلایا اپنے گھر محبوب کو
عظمت اپنی ہین بتاتے اسلیے　　تا کہ ہو محبوب اغب جان سے
صوفی کہتا ہی کہ جسم احمدی　　کیسے آیا آسمان پر اسے امی
سیر باطن مین یہ احمد کو ہوئی　　ظاہر اک یہ ہے معراج نبی
کیونکہ جز ہے جسم جز پر جز گیا　　نور کل تو جسم کے اندر رہا
نور احمد کل ہے ایک جسم جہان　　جسم احمد اُس مین ہے مانند جان

اسلئے سایہ نہین احمد کا تھا — کہ نہین ہوتا ہی سایہ جان کا
جیسے اک مہتاب دیکھے تاب مین — ایک دیکھے تاب کو مہتاب مین
بس بھرے ہے کون کسکے درمیان — جان تو یہ بھید تا ہووے عیان
ورنہ ہی مہتاب کے اندر یہ تاب — ظاہر و باطن کا ہی یہ پیچ و تاب
جو کہ صوفی دیکھتا ہے باطنا — اور عالم دیکھتا ہے ظاہرا
ظاہر و باطن کو جو کہ جان لے

سیر جان نے جسم عالم مین کری — اس طرح تو جان معراج نبیؐ
دیکھے اک مہتاب کو نایاب مین — دیکھے پھرتی تاب اک مہتاب مین
کیونکہ کل مہتاب جز ہی اسکی تاب — تاب مین دکھتا ہی ظاہر ماہتاب
اس طرح جسم نبیؐ عالم مین ہی — ورنہ سب عالم ہے اندر جسم کے
بس یہ جانے باطنا معراج کو — اور وہ جانے ظاہرا معراج کو
اُس کو معراج محمدؐ ایک ہے

غزل

اے نور تیری عرش پر ہے ذات کی جلوہ گری — اور صفاتین فرش پر تیری کرین پیغمبری
تو آفتاب اولین اور ماہتاب آخرین — روشن ہوئی تجھ سے زمین تو عرش کا ہی مشتری
ہے نور سے تیرے جہان سارا زمین و آسمان — تو مبدہٗ کون و مکان تجھکو ہی سب سے برتری
دیکھا ہے مین نے سب کہین اکثر حسینون کے تئین — تجھسا کوئی انسان نہین تو حور ہی یا ہے پری
اے آفتاب اولین اے ماہتاب آخرین — یوسف غلام کمترین سب پر ہے تیری سروری

الحق صلوا علی النبی العربی — سید الانبیاء و العجمی
بھیج لاکھون درود اور سلام — اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

لکھتے ہین بس یہ راویان رازگو — ہر قسم پر قصۂ معراج کو
ایک شب ماہ رجب مین مصطفےٰ — ام ہانی کے یہان بعد از عشا
حکم پہونچا دفعتًہ جبرئیل کو — احدیت سے کہ تو اب تیار ہو
حکم آرائش کا دے ہر ایک کو — کہ ہر ایک آراستہ ہو جائے ہو
پہنے طاؤسی پرون کو ہر ملک — شمع نورانی سے روشن ہون ملک
خازن دوزخ عذاب چھوڑ کر — قفل تسکین کے لگائے در پر
اور میکائیل و اسرافیل کو — حکم دے تو اور عزرائیل کو
اور ارواح نبی و مرسلین — بس کرین آراستہ اپنے تئین
اور تو جنت مین جا کر لاک براق — اپنے ہمراہ لیکے باصد اشتیاق
کہ عوض اس کام کے تجکو عطا — اجر طاعت ہوگا لاکھون سال کا

مغز اُس قصہ کا یان لکھتا ہون مین — تا کہ خاص و عام اسکو جان لین
لیگئے تشریف تھے آرام کو — خواب مین تھے با دل بیدار وہ
آجکی شب چھوڑ طاعت اپنی تو — اور یاد خدا اپنی کر خدمت کی تو
آسمان کو کر تو اب آراستہ — اور ہر اک جنت کو کر پیراستہ
اور در جنت کو رضوان کھولدے — زیب و زینت حور و غلمان کی کرے
باد چلنے آب ہلنے سے رہے — ہر فرشتہ کام اپنا چھوڑ دے
کہ وہ ہر ایک کام اپنا چھوڑ دے — آجکی شب تیری ہمراہی کرے
اور ہر ایک پیشوائی کے لئے — اپنی اپنی جا پہ آمادہ رہے
احمد مرسل کی خدمت مین تو جا — اور بڑے اعزاز سے یان انکو لا
جبرئیل اس حکم کے سنتے اُٹھے — شوق سے اشعار یہ پڑھنے لگے

غزل

بھری ہے شکل محمدؐ کی ساری آنکھوں میں — سمائی جب سے وہ صورت پیاری آنکھوں میں
بٹھا کے لاؤں میں چشم رواں میں اب اُن کو — بجائے پتلی جو آئیں ہماری آنکھوں میں
تمھاری آنکھ نے بے چین کر دیا مجھ کو — خدا کی دید بھری ہے تمھاری آنکھوں میں
تمھاری شکل ہے پتلی تم آن کر دیکھو — تمھارا نقشہ جما ہے ہماری آنکھوں میں
نظر سے کیوں نہیں ہو مست یوسف اب انکے — رکھے ہے بادۂ وحدت خماری آنکھوں میں

الف صلوا علیٰ اولی العربی — سید الانبیار و العجمی — بھیج لاکھوں درود اور سلام — اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

الغرض جبریلؑ جنت میں گئے — تا براق اک لائیں حضرت کیلئے — ایک دیکھا اُن براقوں میں براق — اور کھڑا روتا ہے با صد اشتیاق
پوچھا اُس سے حال کیسا ہے ترا — بولا حبیب سے نام احمدؐ کا سُنا — کھانا پینا کچھ پسند آتا نہیں — عشق میں روتا ہوں اُنکے اے امین
اُس کو عاشق جانکر جبریلؑ نے — مصطفےٰؐ کے در پہ بس حاضر ہوئے — عشق سے بس مرتبہ حاصل ہوا — اپنے وہ معشوق سے واصل ہوا
بس یہ جانو عاشقان احمدی — کہا سے معراج میں معراج تھی — مصطفےٰؐ کا عشق جو کوئی رکھے — اُس کو معراج نبی آخر ملے

غزل

روئے احمد کا تصور چشم میں آنے تو دو — ظاہرا دیگا دکھائی دھیان جمجانے تو دو
نور احمدؐ چشم ظاہر میں عیاں ہو جائیگا — خاکپائے بوتراب آنکھوں میں بھر جانے تو دو
ساقیا باقی نہ چھوڑوں شربتِ دیدار کو — منھ تلک جام نبیؐ میرے ذرا آنے تو دو
میکشو بزم نبی میں بادۂ توحید کو — آج بھر بھر کے پئیں گے انکو بلوانے تو دو
یوسف اب عشق نبیؐ میں یہ ندید مشرب ہوا — کیا وہ سمجھاتے ہیں ہمکو آنے سمجھانے تو دو

الف صلوا علیٰ اولی العربی — سید الانبیا و العجمی — بھیج لاکھوں درود اور سلام — اُس مدینہ کے چاند پر تو مدام

خواب سے بیدار حضرت کو کیا — اور پیغام خدا اُن کو دیا — کہ خدا نے یاد اب تمکو کیا — تا تقرب کا انھیں دے مرتبا
بعدہٗ بیت الحرم میں لیگئے — آب زمزم سے کیا غسل آپنے — اور پہنا کر لباس جنتی — ظاہر و باطن کی زیبائش کری
جب براق اوپر ہوئے حضرت سوار — دہنے بائیں تھے فرشتے بیشمار — نور کی قندیل کو روشن وہ لے — آسمان تک روشنی کرتے چلے
آسمان پر جب ہوئے حضرت رواں — بن گئی بس دیکھو راہ کہکشاں — الغرض اس دھوم سے حضرت گئے — آسمانوں پر بڑے اعزاز سے
ہر نبی سے آسمانوں پر ملے — انکی تعظیموں سے از حد خوش ہوئے — اُس گھڑی ہر اک نبی کہنے لگا — اور غزل یہ شوق سے پڑھنے لگا

غزل

محمد پہ جان کو فدا اب کیجے گا ... درود انپہ ہر دم پڑھا کیجے گا
تڑپتا ہے دل دیکھنے کو تمھارے ... کرم یان کبھی تو کیا کیجے گا
فدا جان و دل سے ہی یوسف تمھارا
دکھا دو ہمین خاص تم اپنی صورت ... بھلا اب تو وعدہ وفا کیجے گا
چھرو کونسے جھانکے ہم چھپا چند ابھی ... نہ نظروں سے اب تم چھپا کیجے گا
نہ تم دل سے اسکو جدا کیجے گا

الف صلوٰۃ علی اولی العربی ... سید الانبیاء و العجمی ... بھیج لاکھوں درود اور سلام ... آس مدینہ کے چاند پر تو مدام

سیر کی جنت کی سب درجات کی ... سیر کی دوزخ کے پھر درکات کی
مصطفےٰ جسوقت سدرہ سے بڑھے ... بڑھکے جبرئیل عرض یون کرنے لگے
بعدہ رفرف پہ حضرت ہو سوار ... عرش کے اوپر گئے انجام کار
جبرئیل اب رہگئے کان سے کہان ... اور کوئی خدمت مین ہمدم تھا نہان
اک عروجی اک نزولی دو کمان ... ایک نقطہ پہ ملین دونون کمان
اٹھگیا پردہ دوئی کا جدھی ہان ... شکل عمرو دیکھی اک ہی عیان
پایا حسن و عشق کا وہان اصل کام ... عشقبازی کی ہوئی منزل تمام
ہر جگہ دیکھا نئے ڈھنگ کا ثواب ... ہر جگہ دیکھا نئے رنگ کا عذاب
کہ نہین بڑھنے کی اب مجکو مجال ... گر بڑھون آگے جلا دیوے جلال
نور کا اک ابر پیدا پھر ہوا ... قرب حق تک لیکیا حضرت کو گیا
قاب قوسین او ادنیٰ تک گئے ... یعنی دو گوشہ کمان کے مل گئے
دائرہ پورا ہوا بس وصل کا ... کہ ہوا اول ہوا لاآخر ہوا
یعنی پردہ آئینہ کا اٹھ گیا ... عکس بس صورت سے باہم ملگیا
خود کو خود مین دیکھکر حیران ہوئے ... یہ غزل اسوقت تب پڑھنے لگے

غزل

وصال یار سے جس دم ہوا ہمین نکلے ... مثال آئینہ صورت نما ہمین نکلے
تلاش یار مین کسون ہی ہم رہے بیہوش ... جو آیا ہوش کہ جانان ملا ہمین نکلے
ہمیشہ ماو شما مین رہے نہ یار ملا ... جو پایا یار کو ماو شما ہمین نکلے
نہین ہو فرق یہان اب سوائے نقطہ کے ... سمجھو سے اپنی خدا اور رسولا ہمین نکلے
لحاظ چاہیئے اس بات کا تجھے یوسف ... خدا کے نور سے نکلا تو کیا ہمین نکلے

ترجیع بند

جیسے آدم مین ہوا تھا نہ نشیمن نور حرم ... دم کشاکش مین ہی مابین وجود اور عدم
جبکہ دم مین ہو اظاہر کبھی ہی عدم ... مضطرب ہو کے لگا پڑھنے میں مجنون حرم

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

شمع فانوس کے پردہ مین ہی دیکھو ظاہر ... ایک سا جلوہ دکھاتے ہو وہ اندر باہر
جبکہ پروانہ ہوا راز دل اس کا باہر ... بیقراری سے کہا دیکھو تماشا آخر

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

یار کو دیکھتی پھرتی تھی نظر سر بسر جا
آئینہ اُس کے مقابل مین کہین آ جو گیا
پر نہین اس کا ذرا بھی نہین پائی تھی پتا
عکس کے ہوتے ہی دو چار لگی کہنے ہوا

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ماہی تشنہ جو دریا مین پھرے ہے مضطر
ہونٹ لیتی ہے وہ جب پانی کو اوپر آ کر
ڈھونڈھتی پانی کو دریا کے ہو اندر
ڈوب جاتی ہے بس اس غم مین یہ مصرع کہکر

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ذرے خورشید کی خواہش مین اڑے جاتے ہین
روزن خانہ سے جس وقت شعاع پاتے ہین
پھر نظر مین وہ کسی کے بھی نہین آتے ہین
خود چمکتے ہین زبان پر یہ سخن لاتے ہین

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

ایک دن پیر طریقت نے کہا مجھ سے یہ حال
جب خود آیا تو خدا سے ہوا بے پردہ وصال
تو خدا خود ہے خود آ واد کے پردہ کو نکال
اس لیے اپنی زبان پر ہوا یوسف یہ مقال

یار در خانہ و من گرد جہان می گردم

اس فنائیت نے جب پائی بقا
ایک وہ کہ کہنا مت کسے تئین
تیسرے کہ کہنا مت ہرگز ذرا
لائق اپنے فہم کے ہر اک کو ئی
آستانہ پر قدم جب کہ رکھا
بولے بوبکر اُس گھڑی صدق کا
الغرض ہر ایک اصحاب نبی

یا سب راز و نیاز کا باہم کھلا
وہ شریعت جان اب تو بالیقین
اُس کو کہتے ہین حقیقت اولیا
کرتا حاصل اس سے راز معنوی
ہلتی تھی زنجیر بستر گرم تھا
اور بولا بو الحکم کذب بکا
اس بشارت سے ہوا از بس خوشی

یعنی تین اقسام پر باتین ہین
دوسری مین اختیار ان کو دیا
پس کلام احمدی مین کل یہ بات
بعدہ علم اول آخر کا دیا
صبح کو حضرت نے جب یہ ماجرا
یہ ہوئے صدیق اس اقرار سے
فرط شادی سے ہر اک پڑھنے لگا

اُس دم اللہ نے محمد کے تئین
اس کو کہتے ہین طریقت پیشوا
ہوتی ہی ظاہر ہر اک کلمہ کے ساتھ
اور بڑے اعزاز سے رخصت کیا
بالمشافہ سب صحابہ سے کہا
وہ ہوا بو جہل اس انکار سے
اس غزل کو خود بالحان و صدا

غزل

جب سے اے حسن ازل عالم کو روشن کر دیا
جھانکنے کو دل نے اُس جہمان جانان کیلیے
شعلہ دیدار اُنکو پیش نظر تھا جو خیال
جھانکتا منظور ہے پردہ نشین کو اس لیے
حسن یوسف کا یہان ہرگز نہ ہوتا راز فاش

گل کھلایا عشق نے سینہ کو گلشن کر دیا
دیدہ منظر کر دیا مژگان کو چلمن کر دیا
خرمن موسیٰ جان ہوئی اور دل کو ایمن کر دیا
خانہ تن مین ہر اک جا دیکھو روزن کر دیا
عشق نے بن کر زلیخا چاک دامن کر دیا

الف صلوا علی الاولی العربی	سید الانبیاء و العجمی	بھیج لاکھون درود اور سلام	اُس مدینہ کے چاند پر مدام

جب سنا کفار نے یہ ماجرا
پھر مدینے سے بہت انصار نے
حسب خواہش آپ نے انصار کے

ہر طرح کا ڈر انہیں پیدا ہوا
پائی دولت آن کر اسلام سے
حکم ہجرت کا دیا اس واسطے
تب غزل ہر ایک یہ پڑھنے لگا

آپ سے پرخاش وہ کرنے لگے
جب بہت غلبہ کیا کفار نے
تا مسلمان سب مدینے کو چلیں
اور فرقت سے ہر اک کہنے لگا

ہر طرح کا رنج پہونچانے لگے
اور مسلمان رنج بس پانے لگے
اور مکہ میں نہیں ہرگز رہیں

غزل

گر مدینہ کو نکالا سر ٹپکتا جائے گا — طائر قبلہ نما سا دل پھڑکتا جائے گا
جوش حب احمدی میں ہوگیا ہوں میں شہید — حشر تک خون کا مرے قطرہ ٹپکتا جائے گا
خاک پائے احمدی ملنا مری روز وصال — تو عروسانہ مرا لاشہ مہکتا جائے گا
حسرت دیدار حضرت میں اگر میں مر گیا — قرب حق تک روئے احمد دیدہ تکتا جائے گا
گر ہوائے احمدی باغ جنان تک لے گئی — دمبدم غنچہ مرے دل کا چٹکتا جائے گا
جس کو پینا ہو پئے اب بادۂ عشق نبی — جام دل اپنا قیامت تک چھلکتا جائے گا
گر نہ یوسف غنچۂ دل وصل احمد سے کھلا — خار حسرت قبر تک دل میں کھٹکتا جائے گا

الف صلوا علی الولی العربی — سید الانبیاء و العجمی — بھیج لاکھوں درود و سلام — اس مدینہ کے چاند پر تو مدام

آپ تنہا جبکہ مکہ میں رہے
اپنے بستر پہ علی کو بس سلا
تین دن اس غار کے اندر رہے
یعنے کفاروں پہ کی از بس غزا

اور ابوبکر و علی ہمراہ تھے
ثور میں آئے وہ باحکم خدا
بعدہ وان سے مدینہ کو گئے
انکے اعمالوں کی دی انکو جزا
ہوگیا ہر ایک مالامال تب

خالی میدان بس وہ کافر دیکھ کے
آئے وہ خورشید برج ثور میں
چمکا تب خورشید با اوج کمال
کھولا دروازہ سخا و جود کا
یہ غزل پڑھنے لگے سو تشنہ لب

آپ کے در پہ ہلاکت کے لئے
تا کہ اس جا سے شرف حاصل کریں
اور کفاروں کو بتلایا جلال
دولت اسلام دی سب کو بلا

غزل

دریا تو تنگ ظرف ہے جو آپ سے بشکل پڑے — تو وہ کریم ہے کہ نہ مانگے بھی بل پڑے
بہتر ہوں کیوں نہ تیرے امورات دنیوی — جب ہو نظر خدا اپنے تو کیسے خلل پڑے
تیرے عدو کو حال تحمل اگر لکھوں — کچھ شک نہیں کہ پڑھتے ہی اسکے اچھل پڑے
تیری صفائی پختہ مزاجی کی گر لکھوں — خامہ کے منہ سے میرے سیاہی نکل پڑے
یوسف کو ہے تسلی ترے [illegible] — [illegible] بانی کے [illegible] نکل پڑے

الا صلوا علی ادنی العربی	سید الانبیاء والعجمی	بھیج لاکھوں درود اور سلام	اس مدینہ کے چاند پہ تو مدام

سراپا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

عاشقان وصفان احمد کی	ایسا لکھتے ہین سراپائے نبی	کیا لکھون انکا سراپا کیا لکھون	کہ وہ ہین حق کے مثنا کیا لکھون
قد میانہ اور موزون آپکا	کہ لبھاتا دل کو جان کو پھانستا	سر مبارک آپ کا سب سے بڑا	عقل کامل سے تھا وہ از بس بھرا
بال انکے تھے سیاہ اور بس دراز	بال بال سمین بھرا تھا حق کا راز	رنگ چہرہ کا سفید و سرخ تھا	چون گلاب الامنور ماہ سا
اور پیشانی کشادہ نوردار	گویا صفحہ نور کا تھا آشکار	اور تھین خمدار ابرو بس تکی	ظاہرا معلوم ہوتی تھین ملی
آنکھین انکی تھین بڑی سرخی بھری	آگے پیچھے دیکھتی تھین یکسی	اور سماعت آپکی تیز و صفا	خواب مین بیدار ہی مین سنتے ایک سا
بینی اونچی اور ستیسی کھڑی	گویا ہر دم رہتی تھی لب پر ہنسی	سرخ لب کشادہ دانت تھے سطور سے	ڈبیہ یاقوت سے مین گوہر بھرے
اسقدر شیرین دہن تھا آپکا	چاہ مین آب دہن جبکہ پڑا	ہے انس سے یہ روایت ظاہرا	کھارا پانی چاہ کا میٹھا ہوا
اسقدر گردن تھی حضرت کی سفید	میلی اسکے آگے تھی چاندی کی [illegible]	اسپہ تھی مہر نبوت ظاہرا	جیسے تارا صبح صادق مین کھلا
سینہ بے کینہ صفا تھا اور بڑا	گویا اسمین گنج حق کا تھا بھرا	تھا ملائم جسم اطہر در صفا	اور نہ کوئی بال اسپر تھا ذرا
کلائیے تا بزانو آپ سے	ساق پا سیدھے تھے اور باریک تھے	جسم سارا آپکا تھا نور کا	جیسے شعلہ شمع کافور کا
اس لئے اس جسم کا سایہ نہ تھا	کہ نہین ہوتا ہے سایہ شمع کا	اور پسینہ بسکہ خوشبودار تھا	کہ رکھا کرتا تھا دلہن کو بسا
جس گلی کوچے مین ہوتا تھا گذر	مہک جاتا تھا ہر اک دیوار و در	گویا سر تا پا وہ ظاہر حسن تھے	جانتے کون ہم انکو سوائے عشق کے

تضمین غزل حافظ

جہان مین کوئی نہین تیرے حسن کے مانند
تمہاری چشم دلیون پہ ہر ایک [illegible] ہشمند
کہ درد سے پاک تراحق کو ہو گیا ہے پسند
غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادہ لعل تو ہوشیارانند

جو پوچھا مین نے صبا سے کل سنا ز رہ ناز
کہا کہ تجھکو ہنسی گر نہ تجھکو [illegible] آغاز
کہ راز فاش ہوا ہے کیسے عشق کا ہمراز
ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز
دگرنہ عاشق و معشوق رازدارانند

دل طپیدہ پھنسے زلف یار مین اکثر
دلا عجیب تماشا دکھائی دے گا اگر
مثال ماہی بے آب اس مین ہین مضطر
بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر
کہ از یمین و یسارت چہ بیقرارانند

بکھیرے بال بنفشہ نے اپنے ہو غمگین
ہزار من بلبلین نالان ہین رنج مین گلچین
گلون کے زخم جگر سے ہین پیرہن رنگین
گذر اگر کنی چو صبا بر بنفشہ زار ببین
کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

اگرچہ سب کے دلون مین ہے یار کی الفت
جناب دوست مین دیکھی تری ہے خاک عزت
بجز فقیرون کے حاصل نہین ہوئی وصلت
رقیب در گذر و بیش ازین مکن نخوت
کہ ساکنان در دوست خاکسار انند

خدا کے واسطے اے رند کفر عشق کرو
خلاف بات ہے ان زاہدون کی سب یارو
ملے گی خلد تمہین اس گناہ سے نڈر رو
نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو
کہ مستحق کرامت گناہگار انند

چمن مین مرغ نواسنج تیرے پیش و پس
تو چلکے دیکھ تو گلشن مین اے گل نورس
کرین ہین نغمے تجھے دیکھکر جو ایکی برس
نہ من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

تری طلب مین ہے جولان ہر ایک کا توسن
پڑا ہون مثل سکندر رہ مین بر رنج و محن
مرا قدم نہین اٹھتا کہ راہ تا ایمن
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و ہمرہان سوار انند

شراب عشق کو پی شوق سے ہو نیک سخن
پڑا ہے دیر کے ٹکڑون پہ کیون تو بانہم کہن
ریا کو دل سے تو کر دور بات میری سن
بیا بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن
مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

پھنسے ہین دام مین ان کے جو آن کر آزاد
الٰہی پیچ سے کوئی نہ ان کے ہو آزاد
رہائی کب ہوئی یوسف کو قید سے صیاد
خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد
کہ بستگان کمند تو رستگار انند

مناجات

اسے ہمارا جلوہ دکھا دے مصطفٰے کے واسطے
دید احمد سے خدا کی آشنائی تو ہوئی
اور دنیا مین نہ کر محتاج اور رسوا مجھے
یا محمد بہرہ دکھا دو فیض [illegible] کیواسطے
وصل کامل دست مدد تو مرتضٰی کیواسطے
ظاہر و باطن غنی کر فاطمہ کے واسطے

اور صالح کر تو میری آل کو اولاد کو — اور راہ نیک دے آل عبا کے واسطے
دوستدارون کو مرے بس دے تو حب مصطفےٰ — اور دے تو عشق اپنا اولیاؑ کے واسطے
میرا جینا اور مرنا مصطفےٰ کے ساتھ کر — اور بھی کر حشر میرا انبیاؑ کے واسطے
مرشدون کو میرے راضی رکھ تو مجھسے ای خدا — خواجگان چشت دہادی دہرا کے واسطے
یہ دعا آخر ہے یوسف کی کہ اپنی راہ مین — دے شہادت اُس شہید کربلا کے واسطے
ختم کر مولود یا نام خدا و مصطفےٰ — تاکہ ہو مقبول آلِ مصطفےٰ کے واسطے

صل یارب علی خیر الانام	الف مرۃ ثم مثلہا السلام	بھیج تو یارب درود وہم سلام	مصطفےٰ پر آل پر اسکی مدام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

قطعات تاریخ طبع سابق کتاب ہذا

از مورخ کامل جناب منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

گشت شایع از عنایات خدا بار ششم — ترجمان مثنوی مولوی معنوی
کلک عاقل مصرع تاریخ ہجری زد رقم — طبع شد قرآن مرتب در زبان پارسی

۱۳۳۲ھ

از جناب مولانا مولوی محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی محافظ عملہ تصحیح مطبع ہذا

این عجب گوہر ہست باخلاق تصوف کہ ازو — ہست جاری زعجم تا بعرب چشمہ فیض
خامۂ حامد سرگشتہ بسال طبعش — فی البدیہ نوشت ای چہ عجب چشمۂ فیض

۱۳۳۲ھ

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب مستطاب مستغنی الاوصاف حاوی مصالح دینی ودنیوی اعنی مثنوی حبر نبیل فاضل جلیل معرفت پناہ حقیقت آگاہ عارف باللہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ مثنوی مولوی معنوی کہ حقیقت مین بحر عرفان ہے اور متاع دین وایمان موسوم بہ پیراہن یوسفی اُردو ترجمہ مثنوی مذکور مطبع فیض منبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بہ سرپرستی ذی المجد والمحاسن عالیجناب معلی القاب اے بہادر منشی رام کمار صاحب بھارگو دام اقبالہ مالک مطبع ماہ اپریل ۱۹۲۳ء بار ہفتم بتصحیح تام واہتمام مالاکلام پی۔بی کپور سپرنٹنڈنٹ بصد حسن وخوبی طبع ہو کر مرغوب ومطبوع عالمیان ہوئی